سسپنس ڈائجسٹ کا مقبول سلسلہ
دیوتا
۲۹
انتیسواں حصہ

دیوتا

ایک درازدست شخص کی سرگزشت۔ ایک طلسماتی اور سحر انگیز آدمی کے شب و روز۔ اس نے جو چاہا فتح کرلیا اور جب چاہا کسی کی سانس روک دی۔ خیال خوانی میں ایک نیا جہانِ معنی متعارف کروانے والے شخص کی جو لازوال طبع کی فسوں کاری۔ اس نے شہرت چاردانگ عالم میں پھیلا دی

باربرا اور پارس شراب خانے سے نکل آئے تھے۔ سیڑھیوں سے اترتے ہوئے گراؤنڈ فلور کی طرف جا رہے تھے۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے دور سے دیکھا۔ باہر جانے کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ مسلح فوجی لوگوں کو باہر جانے سے روک رہے تھے۔ ان سے درخواست کر رہے تھے کہ وہ ابھی عمارت کے اندر ہی رہیں۔ یہاں ایک غیر ملکی جاسوس کو تلاش کیا جا رہا ہے۔

باربرا نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ مرینا کے پاس آئی۔ اس نے سانس روک لی۔ دوسری تیسری بار بھی یہی ہوا۔ وہ پارس سے بولی۔ "کمبخت! سانس روک رہی ہے۔"

"وہ تمہیں دماغ میں آنے نہیں دے گی۔ اس کاؤنٹر گرل کے دماغ میں جا کر معلوم کرو اس عمارت کا مین سوئچ کہاں ہے۔ ہم یہ کھیل اندھیرے میں کھیلیں گے۔"

باربرا نے کاؤنٹر گرل کے پاس جا کر پوچھا۔ "یہ بیرونی دروازہ کب تک کھلے گا؟"

وہ بولی۔ "سوری' یہ فوج کا معاملہ ہے۔ میں کچھ کہہ نہیں سکتی۔"

باربرا اس کی آواز سنتے ہی اس کے خیالات پڑھنے لگی پھر پارس کے پاس آ کر بولی "مین سوئچ تک پہنچنا محال ہے۔ وہ اسی بیرونی دروازے کے پاس ہے اور اُدھر گن مین کھڑے ہوئے ہیں۔"

"ہوں اور تم بیک وقت تمام مسلح فوجی جوانوں کو کنٹرول نہیں کر سکو گی۔ یہ بتاؤ مرینا کس فلور پر تھی؟"

"پانچویں فلور پر۔"

"آؤ۔ اب تو جو ہو گا آمنے سامنے ہو گا۔"

وہ تیزی سے چلتے ہوئے لفٹ میں آئے پھر پانچویں فلور پر پہنچے۔ مرینا کی موجودہ صورت دیکھی ہوئی تھی پھر جنرل بھی ہزاروں میں پہچانا جا سکتا تھا۔ وہ دونوں ان دونوں کو تلاش کرنے لگے۔ پانچویں فلور پر ہر جگہ انہیں ڈھونڈ لیا۔ وہ کہیں نظر نہیں آئے۔ مرینا بھی اب پوری طرح حاضر دماغی سے کام لے رہی تھی۔ اس نے عمارت کے دروازوں کے ساتھ دماغ کے دروازے بھی بند کر لیے تھے اور پانچویں فلور کو بھی چھوڑ دیا تھا۔ اب وہ کامیابی حاصل کرنے تک نظروں میں آنا نہیں چاہتی تھی۔

پارس کی شامت آ گئی تھی۔ بچ نکلنے کا کوئی راستہ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔

****

یہ چشم دید واقعہ ہے کہ وہ طیارے میں بیٹھ کر گئی تھی۔ وہی طیارہ گر کر تباہ ہوا تھا۔ اس کی لاش اور لباس کے ٹکڑے اور چیتھڑے ملے تھے۔ موت برحق ہے۔ وہ سچ مچ مر چکی تھی۔

اگر قارئین صرف اس پہلو سے غور کریں کہ وہ ایک پاکستانی لڑکی تھی تو بات سمجھ میں آ جائے گی کہ وہ مرنے کے بعد بھی کیسے

بول رہی تھی؟

جی ہاں اس پاکستانی لڑکی کا نام بانو شہناز تھا۔

وہی بانو شہناز جس کے روپ میں ثی تارا چھپی ہوئی تھی۔ سر سے پاؤں تک بانو شہناز بنی ہوئی تھی۔ اس کی آواز اور لہجے میں بولتی تھی۔ اسلام آباد میں اس کی جگہ لے رکھی تھی اور اسے یورپ بھیج دیا تھا۔ وہ اصل بانو شہناز پیرس سے فرینکفرٹ جاتے ہوئے طیارے کے حادثے میں ہلاک ہوگئی تھی۔

پاشا نے اس کی لاش کے ٹکڑے دیکھے تھے لیکن اس کے مرنے کے باوجود اس لیے اس کی آواز سن رہا تھا کہ اسلام آباد میں ثی تارا اسی آواز اور لہجے میں بول رہی تھی۔ وہ حیران پریشان تھا کہ مرنے والی کیسے بول رہی ہے۔

وہ کبھی کبھی حسیناؤں کے ساتھ مستی میں آکر شراب پیتا تھا۔ اس رات اس نے بانو شہناز سے محروم ہونے کا غم غلط کیا اور خوب پیتا رہا۔ وہ غیر معمولی دماغی قوت کا حامل تھا۔ زیادہ پینے کے باوجود نشہ دماغ پر حاوی نہیں ہوتا تھا۔ ایسے میں کوئی اس کے اندر آکر زلزلہ پیدا نہیں کر سکتا تھا لیکن اس رات شبہ ہوا کہ نشہ غالب آ گیا ہے۔ دماغ کمزور ہو گیا ہے۔ تب ہی مرحومہ کی آوازیں کانوں میں آرہی ہیں۔

پھر اس نے خود کو آزمایا اور یقین کیا کہ نہ دماغ کمزور ہے نہ نشہ غالب آیا ہے۔ وہ سچ مچ بانو شہناز کی آوازیں سن رہا تھا۔ اس کی آواز اور اس کی باتیں صاف صاف کانوں میں پہنچ کر اس کی زندگی کا یقین دلا رہی تھیں۔

وہ تیزی سے چلتا ہوا کھڑکی کے پاس آیا۔ اسے کھول کر باہر کھلی فضا میں کان لگا کر سننے لگا۔ جب کہ وہ کسی تہ خانے میں رہ کر بھی ہزاروں میل دور کی آوازیں سن لیتا تھا۔ اس کے باوجود وہ اپنی تسلی کے لیے کھڑکی سے باہر کھلی فضا میں کان لگا کر توجہ دے رہا تھا۔

پھر اس نے کھڑکی بند کر دی۔ ٹیلیفون کے پاس آکر ائرپورٹ کے اسپیشل انکوائری آفس سے رابطہ کیا پھر کہا۔ "طیارے کے حادثے میں ہلاک ہونے والوں کی جو لسٹ آپ کے پاس ہے' اس میں مس بانو شہناز کا نام ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ بانو شہناز زندہ ہے۔"

"آپ کو کیسے یقین ہے؟"

"آپ مجھ سے سوال نہ کریں۔ پہلے یہ تصدیق کریں کہ بانو شہناز اس طیارے میں سوار ہوئی تھی یا نہیں؟"

اسے ایک منٹ ہولڈ آن کے لیے کہا گیا پھر آواز آئی۔ "ہمارے کاغذات تصدیق کر رہے ہیں کہ مرحومہ طیارے میں سوار ہوئی تھیں۔ طیارے کے ملبے سے مرحومہ کے شناختی کاغذات اور پاسپورٹ کے اوراق ملے ہیں۔"

"آپ بار بار اسے مرحومہ نہ کہیں۔ وہ زندہ ہے۔"

"کیا وہ آپ کے پاس زندہ پہنچ گئی ہیں؟"

"آپ طعنہ نہ دیں میں بہت دور سے اس کی آوازیں سن رہا ہوں۔"

"جناب! اکثر مرنے والوں کی آوازیں کانوں میں گونجتی رہتی ہیں۔ ہمیں آپ سے ہمدردی ہے۔"

دوسری طرف سے ریسیور رکھ دیا گیا۔ پاشا کے لیے یہ معاملہ بڑا پیچیدہ ہو گیا تھا۔ وہ بانو شہناز کی آوازیں سن سکتا تھا لیکن اس سے پوچھ نہیں سکتا تھا کہ وہ کہاں ہے؟ یہ ٹیلی فون نہیں تھا کہ دونوں طرف سے سوال جواب ہوتا۔

وہ ایک صوفے پر آرام سے بیٹھ گیا پھر سر جھکا کر آنکھیں بند کر لیں۔ بانو شہناز کا تصور کیا۔ اپنی تمام توجہ اس کی آواز اور لہجے پر مرکوز کی۔ کچھ دیر تک گہری خاموشی رہی پھر اس کے کراہنے کی آواز آئی۔ پاشا نے سوچا "آہ! وہ تکلیف میں مبتلا ہے۔ حادثے میں زخمی ہوئی ہے۔ شاید تباہ شدہ طیارے سے کہیں دور زندہ پڑی ہے اور ہم سب نے اسے مردہ سمجھ لیا ہے۔"

اُدھر عادل چنگیزی نے اعصابی کمزوری کا جو شربت ثی تارا کو پلایا تھا' اس کے نتیجے میں وہ کمزوری کے باعث کراہ رہی تھی۔ دائی ماں نے کہا۔ "بیٹی! آنکھیں بند کر کے سونے کی کوشش کرو۔ ڈاکٹر نے کہا ہے کہ سو کر اٹھنے کے بعد تم توانائی محسوس کرو گی۔"

وہ کراہتے ہوئے بولی۔ "مجھے یقین نہیں آرہا ہے کہ توانائی بحال ہوگی۔ میں شاید اسی طرح مر جاؤں گی۔"

"ایسی بری باتیں زبان سے نہ نکالو۔ مریں گے تمہارے دشمن اور وہ عادل تو دشمن نہ ہوتے ہوئے بھی انجانے میں دشمنوں سے بڑھ کر دشمنی کر رہا ہے۔"

وہ بولی۔ "ماں جی! عادل کو دیکھ کر وحشت سی ہوتی ہے۔ میں اس کا سامنا کرنے کے لیے اسلام آباد میں نہیں رہوں گی۔ طبیعت سنبھلتے ہی یہاں سے چلی جاؤں گی۔"

"ضرور بیٹی! عادل کی حماقتیں ہمارے لیے مصیبتیں لانے والی ہیں۔ میں تمہارا سامان پیک رکھوں گی۔ سفر کے قابل ہوتے ہی یہاں سے چل پڑو۔ اب زیادہ نہ بولو۔ سو جاؤ۔"

خاموشی چھا گئی۔ پاشا سمجھ رہا تھا کہ وہ آنکھ بند کر چکی ہے۔ سونے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس لیے وہ بوڑھی ماں جی بھی خاموش ہو گئی ہے۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ان کی گفتگو سے یہ معلوم ہو چکا تھا کہ وہ اسلام آباد میں کہیں بیمار پڑی ہے۔ طبیعت سنبھلتے ہی وہاں سے کسی دوسری جگہ چلی جائے گی۔

پاشا اسی ہوٹل کے کمرے میں تھا' جہاں وہ تنویمی نیند سے بیدار ہوا تھا۔ بیدار ہونے کے بعد اس نے اپنی اٹیچی کھول کر دیکھی تو اس کے اندر فرانسیسی ڈالرز اور برٹش پونڈز کے علاوہ ایک تہ کیا ہوا کاغذ رکھا ہوا تھا۔ اس نے اسے کھول کر پڑھا۔ وہاں لکھا ہوا تھا۔ "آزادی مبارک ہو۔ تم کسی کے تنویمی عمل کے زیر اثر نہیں ہو۔ جس ملک میں جانا چاہو۔ فون نمبر فور زیرو فور ڈائل کرو اور اپنی خواہش ظاہر کرو۔ تمہیں ایک گھنٹے کے اندر اس ملک کا ویزا مل جائے گا۔ ویش آل۔"

پاشا نے فون کے پاس آکر ریسیور اٹھایا پھر نمبر فور زیرو فور ڈائل کیے۔ فوراً ہی رابطہ ہو گیا۔ کسی نے پوچھا۔ "فرمایئے جناب! ہم آپ کی کیا خدمت کر سکتے ہیں۔"

وہ بولا۔ "مجھے اپنے سامان میں سے ایک پرچی ملی ہے' جس پر لکھا ہوا ہے کہ میں جس ملک میں جانا چاہوں' مجھے وہاں کا ویزا ایک گھنٹے کے اندر مل جائے گا۔"

"اچھا سمجھ گیا۔ آپ یوسف البرہان عرف پاشا ہیں۔"

"جی ہاں' میں وہی ناچیز ہوں۔ میرا جلد سے جلد اسلام آباد پہنچنا بہت ضروری ہے۔ آپ سے درخواست ہے' یہاں سے پاکستان جانے والی پہلی فلائٹ میں مجھے روانہ کر دیں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔"

"مہربانی کی کوئی بات نہیں ہے۔ ہم تو بابا صاحب کے ادارے کے ادنیٰ خادم ہیں۔ ایسی ہی خدمات کے لیے یہاں بیٹھے ہیں۔ آپ سفر کی تیاری کریں۔ ابھی ہم صورتِ حال سے آگاہ کریں گے۔ فی امان اللہ۔"

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ سفر کی تیاری ضروری نہیں تھی۔ وہ تیار ہی بیٹھا ہوا تھا۔ فون نمبر فور زیرو فور سے صرف فلائٹ کے کنفرم ہونے کا انتظار تھا۔

****

عادل چنگیزی کو معلوم ہو چکا تھا کہ وہ بانو شہناز نہیں' ثی تارا ہے اور جب یہ معلوم ہوا تو وہ بانو شہناز کے عشق سے باز آگیا۔ وہ جانتا تھا کہ ثی تارا ایک دن پارس کی دھرم پتنی بننے والی ہے۔

ثی تارا اعصابی کمزوریوں کے باعث نیند میں یا غفلت میں جو کچھ بڑبڑا رہی تھی اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ اس بڑبڑاہٹ کو سن کر عادل نے سوچا' شاید وہ بھی ثی تارا پر عمل کر کے اسے اپنی معمولہ بنا سکتا ہے۔ اس وقت بیچاری کا دماغ بے حد کمزور تھا۔ وہ عادل کو پارس سمجھ کر خوفزدہ تھی اور خوف کے مارے اعتراف کر رہی تھی کہ وہ اس کی معمولہ بن چکی ہے اور آئندہ اس کے تمام احکامات کی تعمیل کرتی رہے گی۔

عادل خوشی سے دیوانہ ہو گیا۔ کوٹھی کے باہر آکر لان میں خوشی کے مارے اچھلنے کودنے اور قلابازیاں کھانے لگا۔ اس کی دانست میں اس نے دو بڑی کامیابیاں حاصل کی تھیں۔ ایک تو بیٹھے بٹھائے ہپناٹزم کا ماہر بن گیا تھا۔ دوسری بڑی کامیابی یہ تھی کہ اس نے ایک ناقابلِ شکست ٹیلی پیتھی جاننے والی کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیا تھا۔

اتنی شاندار فتوحات کے بعد اس کی کھوپڑی الٹ گئی تھی۔ یہ صرف اس کی بات نہیں تھی اس کی جگہ کوئی بھی ہوتا تو خوشی سے پاگل ہو جاتا۔ اب اسے فرہاد بھائی جان اور بھابی جان کا انتظار تھا۔ وہ سوچ رہا تھا' جب بھائی جان اور بھابی جان کو معلوم ہوگا کہ اس نے ثی تارا جیسی ہستی کو ٹریپ کیا ہے تو پھر فرہاد کی پوری فیملی اس ہپناٹزم کے ماہر کو سر آنکھوں پر بٹھائے گی۔

اس انتظار میں وہ صبح تک جاگتا رہا۔ میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ ایک احمق نے ثی تارا کو بے بس بنا رکھا ہے۔ نہ ہی کوئی بھابی جان اس کے دماغ میں جایا کرتی تھی۔ ثی تارا ہی بھابی جان بن کر اسے اُلو بناتی رہی تھی۔

صبح ہوئی تو وہ ناگواری سے بڑبڑانے لگا۔ "آخر نہیں آئے۔ نہ بھابی جان آئیں' نہ بھائی جان آئے۔ دونوں بہت مغرور ہو گئے ہیں۔ مجھے ایک معمولی شخص سمجھ کر نظر انداز کر رہے ہیں۔ جب انہیں میری صلاحیتوں اور میری اہمیت کا پتا چلے گا تو پچھتائیں گے کہ پہلے میری قدر کیوں نہیں کی لیکن اب وقت آگیا ہے کہ میں ثی تارا کو حکم دوں کہ وہ بھائی جان کے پاس کر خیال خوانی کے ذریعے جائے اور میری تابعدار بن کر انہیں میرے پاس بلا کر لائے۔"

وہ سوچتا ہوا کوٹھی کے اندر آیا۔ ثی تارا کی خوابگاہ کا دروازہ بند تھا۔ اس نے دستک دی۔ اندر سے دائی ماں نے پوچھا۔ "کون ہے؟"

"میں ہوں عادل چنگیزی۔ دروازہ کھولو۔"

دائی ماں نے آہستگی سے دروازہ کھولا پھر باہر آکر دروازے کو بند کرتے ہوئے بولی۔ "وہ سو رہی ہے۔ جب جاگے گی اور اندر بلائے گی' تب جانا۔"

وہ گھڑی دیکھ کر بولا۔ "تعجب ہے۔ میں نے تنویمی عمل کے ذریعے حکم دیا تھا کہ اسے صبح چھ بجے بیدار ہو جانا چاہیے لیکن وہ ابھی تک سو رہی ہے۔"

"دائی ماں نے پریشان ہو کر پوچھا۔ "کیا کہہ رہے ہو؟ کیا تم نے میری بیٹی پر تنویمی عمل کیا ہے؟"

"بے شک کیا ہے۔ اب وہ میری معمولہ اور تابعدار رہے گی۔"

"مگر تم تو ایک ڈرائیور ہو۔ تم نے تنویمی عمل کہاں سے سیکھ لیا ہے؟"

"یہ خدا کی دین ہے کل اچانک مجھے یہ علم حاصل ہوا اور میں نے ثی تارا کو اپنی مٹھی میں لے لیا۔"

وہ گھبرا کر بولی۔ "نن... نہیں۔ وہ ثی تارا نہیں ہماری تمہاری مالکن بانو شہناز ہے۔"

"بکواس مت کر بڑھیا! مجھ جیسے عامل کامل کی آنکھوں پر ثی تارا پردہ نہیں ڈال سکتی۔ تو جھوٹ بولے گی تو میں ہپناٹزم کے ذریعے تجھے بھی اپنی خدمت گار بنا لوں گا یا تجھے یہاں سے ہندوستان روانہ کر دوں گا۔"

بوڑھی دائی ماں کو یقین نہیں آرہا تھا کہ اس احمق نے تنویمی

عمل کیا ہو گا لیکن دو باتیں الجھا رہی تھیں۔ ایک تو اسے شی تارا کی اصلیت معلوم ہو گئی تھی۔ دوسری بات وہ یہ کہہ رہا تھا کہ اس نے تنویمی عمل کے ذریعے شی تارا کو صبح چھ بجے اٹھنے کا حکم دیا تھا۔ دائی ماں کو معلوم تھا کہ وہ واقعی چھ بجے بیدار ہو گئی تھی۔ اب بھی جاگ رہی تھی۔ دائی ماں نے باہر آکر جھوٹ کہا تھا کہ وہ سو رہی ہے۔

وہ پریشان ہو کر بولی۔ "بیٹا عادل! کیا تم پچھلی رات سے جاگ رہے ہو؟ اس طرح جاگتے رہو گے تو صحت خراب ہو جائے گی۔ میرے ساتھ کچن میں چلو۔ ناشتا کرو پھر سو جاؤ۔"

"میں ایسا نادان نہیں ہوں کہ تمہارے ہاتھ کی تیار کی ہوئی کوئی چیز کھاؤں گا یا پیوں گا۔ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔ میں کچن میں جا رہا ہوں۔ خبردار! میرے پیچھے نہ آنا۔"

وہ تیزی سے چلتا ہوا کچن کی طرف گیا۔ دائی ماں بھگوان کا شکر ادا کرتی ہوئی دروازہ کھول کر آئی۔ اسے اندر سے بند کیا پھر شی تارا کے بستر کے قریب پہنچی۔ اس نے بڑی کمزوری سے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ وہ اس کے پاس بیٹھ کر بڑی دھیمی آواز میں بولی۔ "بیٹی! اگر تو اپنے حواس میں ہے تو کچھ باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

شی تارا نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ وہ بولی۔ "وہ احمق عادل دعویٰ کر رہا ہے کہ اس نے تجھ پر تنویمی عمل کیا ہے۔ کیا تو ایسا کچھ محسوس کر رہی ہے؟"

اس نے انکار میں سر ہلا دیا۔ دائی ماں نے کہا۔ "بھگوان کرے یہ جھوٹ ہو لیکن وہ تمہیں شی تارا کی حیثیت سے پہچان گیا ہے۔"

وہ گھبرا کر دائی ماں کو دیکھنے لگی۔ اپنے کمزور سے تھرتھراتے ہوئے ہاتھ کو اٹھا کر بوڑھی کے گریبان کو پکڑ کر یوں جھنجھوڑنے لگی جیسے کہہ رہی ہو' مجھے بچاؤ۔ مجھے ظاہر نہ ہونے دو۔ مجھے یہاں سے دور لے جاؤ۔"

دائی ماں نے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر چوما پھر اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ "بیٹی! گھبراؤ نہیں۔ میں عادل کو کسی کے سامنے زبان کھولنے نہیں دوں گی۔ ہمیں بہت سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا ہو گا۔ اس اُلّو گدھے سے نمٹنا زیادہ مشکل نہیں ہو گا۔ میں جو کہتی ہوں' اس پر عمل کرتی رہو۔"

وہ ذرا اور جھک کر شی تارا کے کان کے قریب ہو کر بولی۔ "وہ تمہارے پاس عامل بن کر آئے تو یہی ظاہر کرو کہ اس کی معمولہ اور تابعدار بن چکی ہو۔"

شی تارا نے ہاں کے انداز میں سر ہلایا۔ دائی ماں نے کہا۔ "میں اس کے گوبر دماغ میں یہ بات بٹھاؤں گی کہ اسے کسی کے سامنے تمہارا اصلی نام نہیں لینا چاہیے کیوں کہ تم فرہاد کی ہونے والی بہو اور پارس کی عزت ہو۔ دشمنوں نے تمہارا نام اگر سن لیا تو وہ تمہیں مار ڈالیں گے۔ بیٹی! مجھے یقین ہے' وہ احمق اپنے بھائی جان کی بہو کی سلامتی کے لیے تمہارا ذکر کسی کے سامنے نہیں کرے گا۔"

شی تارا نے مشکور و ممنون ہو کر اپنی دائی ماں کو دیکھا۔ وہ ا
ممتا سے تھپک کر بولی۔ "جب تک میں زندہ ہوں' تجھ پر آنچ نہ
آنے دوں گی۔ تو اچھی خوراک کھاتی رہے گی اور آرام کرتی ر
گی تو جلد ہی اٹھ کر بیٹھ جائے گی۔ میں تیرے لیے پھلوں کا جو
لے کر آتی ہوں۔"

اس نے کمرے سے باہر آکر عادل کو آواز دی۔ وہ منہ پو
ہوا کچن سے آیا۔ وہ بولی۔ "بیٹا! میں تجھ سے کچھ ضروری باتیں
چاہتی ہوں۔"

"یہ تم صبح سے مجھے دو بار بیٹا کہہ چکی ہو۔ ارادہ کیا ہے؟"

"ارادہ یہ ہے کہ اب میں تمہیں پارس اور شی تارا کے ر
کے بارے میں بتا دوں۔"

"یہ میں جانتا ہوں۔"

"مگر یہ نہیں جانتے کہ شی تارا دراصل فرہاد بیٹے ہی کی بہ
پر یہاں چھپ کر آئی ہے۔"

"بھائی جان نے اسے چھپ کر یہاں آنے کو کیوں کہا ہے

"اس لیے کہا ہے کہ تمہارے بھائی جان اور شی تارا
ہزاروں دشمن ہیں۔ اگر انہیں معلوم ہو گیا کہ فرہاد کی ہونی وا
بانو شہناز کے روپ میں یہاں موجود ہے تو وہ اسے قتل کر
گے۔"

وہ سینہ ٹھونک کر بولا۔ "میرے جیتے جی کوئی شی تارا ک
نہیں کر سکتا۔ قتل کرنے کے لیے انہیں میری لاش پر سے گز
گا۔"

"اس کا مطلب ہے تمہاری لاش پر سے گزر کر وہ قتل ک
ہیں۔"

"آں؟ شاید میں کچھ غلط کہہ گیا۔"

"عقل سے کام لو گے تو تمہارے بھائی جان کی بہو اور
کی عزت پر آنچ نہیں آئے گی۔"

"یعنی عقل سے کیسے کام لوں؟"

"سیدھی سی بات ہے۔ کسی کے سامنے شی تارا کا نام نہ
نہ ہی کسی پہلو سے اس کا ذکر کرو۔ بات کو راز رکھو گے تو یہ با
دشمن کے کانوں تک نہیں پہنچے گی۔"

"واقعی مجھے اس معاملے میں خاموش رہنا چاہیے۔"

"اور شی تارا کو بھول سے بھی شی تارا نہیں کہنا چاہیے
تنہائی میں بھی اسے بانو شہناز کہتے رہیں گے۔"

"میں اپنے فرہاد بھائی جان کی بہو کے لیے ایسا ہی
گا۔ ویسے یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ بھائی جان نے ہو
بہو کو اسلام آباد کیوں بھیجا ہے؟"

"بات یہ ہے کہ شی تارا شادی کے بعد ہندوستان م
چاہتی تھی اور پارس پاکستان میں رہنا چاہتا ہے۔ اس پر شی ت
کہا' میں کچھ عرصہ اسلام آباد میں رہ کر یہاں کا ماحول اور یہا
لوں کو دیکھوں گی' اگر پاکستانیوں نے اس سے محبت کی تو یہ بہو بن
ر پاکستان میں ہی آئے گی۔"

عادل نے سینہ تان کر کہا "میں پاکستان کی ہونے والی بہو کو بے
تحا محبت دوں گا۔"

"اور جب تک وہ خود کو چھپائے رکھے گی' تم اس کا ذکر نہیں
رو گے۔"

"کبھی کسی سے ذکر نہیں کروں گا۔ اگر منہ سے بات نکلنا
ہے گی تو اپنی زبان کاٹ کر پھینک دوں گا۔"

"شاباش' تم جوش' جذبے اور حوصلے میں بالکل فرہاد کے
وٹے بھائی ہو۔ اب ڈاکٹر کے پاس جاؤ اور اسے لے آؤ۔ میں
ں کے لیے پھلوں کا جوس لے جا رہی ہوں۔ ذرا بتاؤ تو کس کے
ہے؟"

"شش۔۔۔ شی۔ نن۔۔۔ نہیں' بانو شہناز کے لیے۔"

دائی ماں اسے شاباشی دیتے ہوئے کچن کی طرف چلی گئی۔

عادل کسی دوسرے ڈاکٹر کو لے آیا۔ ڈاکٹر نے زود اثر دوائیں
ر انجکشن دیے۔ وہ شام تک کچھ بولنے کے قابل ہو گئی۔ دائی
ں یہی کوشش کرتی رہی کہ عادل اس کے سامنے نہ جائے۔ شی
را بھی آنکھیں بند کیے سونے کا بہانہ کرتی رہی اس طرح وہ
سری صبح تک دور ہی دور رہا۔

دوسرے دن وہ اٹھ کر بیٹھنے اور اپنے ہاتھوں سے کھانے پینے کے قابل ہو گئی پھر بھی کافی کمزوری تھی' رہ رہ کر سر چکرانے لگتا تھا۔ وہ تکلیف سے کراہنے لگتی تھی۔ ایسے ہی وقت پاشا نے اس کی کراہیں اور باتیں سنی تھیں اور یہ معلوم کیا تھا کہ اس کی مرحومہ بانو شہناز اسلام آباد میں ہے۔

شی تارا کو اپنے اطراف خطرات کے بڑھتے ہوئے سائے نظر آ رہے تھے۔ کتنی عجیب بات تھی کہ شی تارا کے آس پاس اور دور دور تک کوئی دشمن نہیں تھا۔ کوئی مخالف اسے نقصان پہنچانے والا نہیں تھا۔ اس کے باوجود کاتبِ تقدیر سمجھا رہا تھا کہ انسان کو جب ذلت اٹھانی ہوتی ہے تو وہ ایک کمزور اور احمق کے ہاتھوں ذلیل ہوتا ہے۔ وہ گھبرا رہی تھی اور یہ دیکھ کر سہمی جا رہی تھی کہ وہ احمق اس کی جڑوں تک پہنچ رہا ہے۔ بلکہ اس کی چھپی ہوئی شخصیت کو کھود کر باہر نکال چکا ہے۔

وہ دن رات دعائیں مانگتی رہتی تھی کہ خیال خوانی کرنے والوں میں سے کوئی اس کے دماغ میں نہ پہنچے' کسی کو اس کی کمزوری اور مجبوری کی خبر نہ ہو اور دماغی توانائی حاصل کرنے تک عادل کی زبان بند رہے۔

تیسرے دن وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ دائی ماں سے بولی۔ "ابھی گاڑی میں جاؤ۔ کسی بھی ائرلائن کا ٹکٹ کسی بھی ملک اور شہر کے لیے حاصل کرو۔ جتنی جلدی ممکن ہو' یہاں سے نکل چلو۔ مسلمان مرد اور اسلامی ملک مجھے راس نہیں آتا۔"

"بیٹی! تمہیں اپنے پیروں پر کھڑے ہوتے دیکھ کر مجھے نئی زندگی مل رہی ہے۔ کیا اب خیال خوانی بھی کر سکتی ہو؟"

"ابھی نہیں، لیکن شاید آج رات تک میں اس قابل ہو جاؤں۔ تم جلدی جاؤ دائی ماں۔"

"جا رہی ہوں۔ اس سے پہلے ایک عقل کی بات کہہ دوں کہ اپنے ساتھ عادل کو لے چلو۔"

"یہ کیا کہہ رہی ہو؟"

"ہم یہاں سے جانے والی بات اس سے چھپا نہیں سکیں گے۔ وہ شبہ کرے گا تم یہاں سے بھاگ رہی ہو۔"

"تم چاہتی ہو، اس کا منہ بند رکھنے کے لیے اس مصیبت کو ساتھ لے جاؤں؟"

"اسے اپنے پیچھے چھوڑ کر جاؤ گی تو یہ تمہارے متعلق بہت کچھ بولتا پھرے گا۔ اس کی باتیں کسی بھی خیال خوانی کرنے والوں کے کانوں تک پہنچ سکتی ہیں۔ وہ سراغ لگا سکتا ہے کہ تم اسلام آباد سے کس ملک اور کس شہر کی طرف گئی ہو۔"

وہ پریشان ہو کر بولی۔ "یہ کیسی مجبوری ہے۔ میں خیال خوانی کے بغیر کسی کو آلۂ کار بنا کر عادل کو قتل نہیں کرا سکتی۔ اسے زندہ چھوڑ کر بھی نہیں جا سکتی۔"

"تم اپنے دل اور دماغ پر بوجھ نہ ڈالو۔ یہاں سے روانہ ہونے تک تمہاری دماغی توانائی لوٹ آئے تو اسے ٹیلی پیتھی کے ہتھیار سے ختم کر دینا۔ ورنہ ہم اسے ملک سے باہر اس کے فرہاد بھائی جان کے پاس لے جانے کے بہانے اپنے کرائے کے آدمیوں کے حوالے کر دیں گے۔"

"ٹھیک ہے دائی ماں! عادل چنگیزی کا بھی پاسپورٹ لے جاؤ۔ اس نے ایک بار کہا تھا کہ وہ کبھی ملک سے باہر نہیں گیا۔ بیچارہ غریب ڈرائیور ہے۔ بڑی حسرت سے ایک پاسپورٹ بنا کر رکھا ہوا تھا۔ اس کی حسرت پوری ہو جائے گی۔ یہ اس کی زندگی کا پہلا اور آخری پاسپورٹ ہے، اسے دنیا سے لے جائے گا۔"

****

زندگی کے کئی دروازے ہوتے ہیں۔ موت سے لڑتے وقت یہ دروازے کھلتے بند ہوتے رہتے ہیں۔ ایسی لڑائی میں موت کا بند ہونے والا دروازہ کھول کر زندگی کی طرف آنے کے مواقع ملتے رہتے ہیں لیکن پارس کو ایسا کوئی موقع نہیں مل رہا تھا۔

اس عمارت کے تمام دروازے بند ہو چکے تھے۔ ہر دروازے پر مسلح فوجی تھے۔ باربرا اتنے فوجیوں کو ٹیلی پیتھی کے ذریعے راستے سے نہیں ہٹا سکتی تھی۔

بچاؤ کا دوسرا راستہ یہ تھا کہ مین سوئچ آف کر کے تاریکی سے فائدہ اٹھایا جائے لیکن مین سوئچ کے پاس بھی فوجی موجود تھے۔

بچاؤ کا تیسرا راستہ یہ تھا کہ مرینا سے آمنا سامنا ہو۔ اسے زخمی کیا جائے تاکہ باربرا اس کے دماغ پر قبضہ جما کر جنرل کے ذریعے بازی پلٹ دے لیکن اس سے سامنا نہیں ہوا۔ وہ جنرل کے ساتھ ایک کمرے میں آ گئی تھی۔ اس کمرے کے باہر بھی مسلح فوجی کھڑے ہو گئے تھے۔ جنرل نے حکم دیا۔ "اس عمارت کے تمام ٹی وی کیمرے آن کیے جائیں۔ میں اس جاسوس کو اسکرین پر دیکھ کر اس کی نشاندہی کروں گا۔"

مرینا جنرل واسکوڈی کے ساتھ ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔ ان کے سامنے ٹی وی آن ہو گیا تھا۔ اسکرین پر گراؤنڈ فلور کا منظر دکھائی دے رہا تھا۔ جنرل نے مرینا کی ہدایت کے مطابق انٹیلی جنس کے افسر کو حکم دیا۔ "پہلے گراؤنڈ فلور کے لوگوں سے کہو وہ ایک ایک کر کے ٹی وی کیمرے کے سامنے سے گزرتے جائیں اور عمارت کے باہر چلے جائیں۔"

اس کے حکم کی تعمیل ہونے لگی۔ لوگ ایک قطار بنا کر ٹی وی کیمرے کے سامنے سے گزرنے لگے۔ باربرا نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر جنرل کے دماغ میں پہنچ کر بولی۔ "مرینا! جنرل نے سانس نہیں روکی اس کا مطلب یہ ہے کہ تم موجود ہو۔"

مرینا نے کہا۔ "میں ابھی دماغ سے نکلوں گی تو جنرل تمہاری سوچ کی لہروں کو برداشت نہیں کرے گا سانس روک لے گا۔"

"مجھ میں اتنی عقل ہے، میں تمہاری سوچ کی لہروں کو اپنا کر رہوں گی۔ تم نے اس بیچارے پر جو تنویمی عمل کیا ہے، اس کے مطابق یہ تمہاری سوچ کی لہروں کو نہیں بھگائے گا۔"

مرینا نے کہا۔ "اچھا تو یہ بات ہے؟ جنرل واسکوڈی میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ میری سوچ کی لہروں کو بھی آئندہ ایک گھنٹے تک قبول نہ کرو۔ سانس روک لو۔"

اس نے حکم کی تعمیل کی۔ سانس روک لی۔ وہ دونوں اس کے دماغ سے نکل گئیں۔ اس بار وہ میرے پاس آئی۔ "پاپا! گڑبڑ ہو گئی ہے۔ مرینا نے اپنے معمول جنرل واسکوڈی کے ذریعے اس عمارت کی ناکہ بندی کر دی ہے، پارس کے بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں چھوڑا ہے۔ میں ہر ممکن تدبیر آزما چکی ہوں۔"

"بیٹی! تم میرے پاس کیوں آئی ہو؟"

"یہ کہنے کہ آپ ہمارے تمام خیال خوانی کرنے والوں کے ساتھ آ جائیں۔"

"یہی تو پوچھ رہا ہوں کہ ہم کیوں آ جائیں؟"

"آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟ کیا آپ اپنے بیٹے کو موت کے شکنجے سے نہیں نکالیں گے؟ مرینا کو سب سے زیادہ خطرہ پارس سے رہتا ہے۔ آج وہ اسے زندہ نہیں چھوڑے گی۔ آپ اپنے بیٹے کو بچائیں۔"

"وہ جو تمہارے ساتھ پارس ہے اگر وہ مکھن کے بال کی طرح اس عمارت سے نہ نکل آئے تو سمجھ لینا وہ میرا بیٹا نہیں ہے اور اگر ہے تو وہ ہماری مدد کا محتاج نہیں ہو گا۔"

"پاپا! میں کیسے بتاؤں۔ یہاں سے نکلنا ناممکن ہے۔"

"میں نے اسی لیے تمہیں پارس کے ساتھ رکھا ہے۔ اپنا ذہن اور آنکھیں کھلی رکھو، دیکھو وہ کیا کرتا ہے۔"

میں نے سانس روک لی۔ باربرا نے دماغی طور پر حاضر ہو کر دیکھا۔ پارس نہیں تھا۔ اس نے دور تک نظریں دوڑائیں۔ مرد اور عورتوں کے سر ہی سر نظر آ رہے تھے۔ سب کے سب گراؤنڈ فلور کی طرف جا رہے تھے تاکہ وہاں گولیاں چلنے سے پہلے ہی ٹی وی کیمرے کے سامنے سے گزر کر فوجیوں کی تسلی کر کے باہر چلے جائیں۔

وہ آگے بڑھ کر اسے تلاش کرنے کے دوران بھیڑ میں دھکے کھانے لگی۔ گراؤنڈ فلور کی طرف جانے والی سیڑھیوں کے قریب پہنچ گئی۔ ایک جگہ ریلنگ کو مضبوطی سے پکڑ کر پارس کے دماغ میں آئی۔ وہ ایک کمرے میں تھا وہاں سے کوئی چیز کپڑے میں لپیٹ کر لے جا رہا تھا۔ باربرا نے پوچھا۔ "کیا کر رہے ہو؟"

وہ بولا۔ "دھماکے کرنے والا ہوں۔"

"اس شراب خانے اور قمار خانے میں دھماکے کرنے کے لیے تمہیں بم کہاں سے ملیں گے؟"

"تم نے وہ دھماکے نہیں دیکھے ہیں، جو بموں کے بغیر ہوتے ہیں۔ میرے پاس ایک بم تو کیا، ایک کارتوس بھی نہیں ہے لیکن یہاں قیامت کا زلزلہ آئے گا۔ ایسی کوئی بات ہوتے ہی فوراً باہر چلی جانا۔ ہماری ملاقات باہر ہو گی۔"

شراب خانے کے کاؤنٹر کے پاس ایک کیبن تھا۔ اس کیبن میں بڑا سا کیسٹ ریکارڈر تھا۔ اس ریکارڈر سے دھیمے سروں میں اسپیکر کے ذریعے موسیقی نشر کی جاتی تھی۔ نیچے سے اوپر تک تمام فلور میں بے شمار اسپیکر لگے ہوئے تھے۔ شراب خانہ دوسرے فلور کی طرح خالی ہو چکا تھا۔ لوگ عمارت سے باہر جانے کے لیے گراؤنڈ فلور کی طرف چلے گئے۔ ایک بارمین وہاں رہ گیا تھا۔

پارس نے کاؤنٹر کے پیچھے آ کر بارمین کے سر پر ایک ضرب لگائی پھر اسے گھسیٹ کر کیبن میں لے آیا۔ اسے قالین پر لٹا دیا۔ اس کی قمیص پھاڑ کر اس کے فلیتے بنائے۔ ریک میں سے دس شراب کی بھری ہوئی بوتلیں نکال کر انہیں کاؤنٹر پر ایک ساتھ ملا کر رکھا پھر ان بوتلوں کے ڈھکن کھول دیے۔ ہر بوتل کے اندر ایک ایک فلیتہ ڈال دیا پھر ان تمام فلیتوں کے سروں کو ایک جگہ ملا کر باندھ دیا۔ اسے بارمین کی جیب سے ایک لائٹر مل گیا تھا۔ اس کی یہ تمام کارروائی محض دہشت پھیلانے کے لیے تھی۔

گراؤنڈ فلور میں ہزاروں افراد جمع ہو گئے تھے۔ اگر ایسے میں دھماکا ہوتا تو عورتیں اور کمزور دلوں کے مرد چیختے چلاتے باہر بھاگتے پارس ان لمحات میں انسان کے اندر چھپے ہوئے خوف اور زندگی سے قائم رہنے والی محبت سے فائدہ اٹھا رہا تھا۔

پہلے وہ کیبن میں آیا۔ ریکارڈر کا تار الگ کر کے اسے ایک مائیک سے منسلک کیا۔ باربرا نے خیال خوانی کے وقت اسے دیکھا تھا۔ وہ کوئی چیز ایک کپڑے میں لپیٹ کر کمرے سے نکل رہا تھا۔ وہ چیز ایک ٹائم پیس تھی اس نے ٹائم پیس کو کپڑے سے نکال کر مائیک کے سامنے رکھا پھر مائیک کو آن کر کے بولا۔ "اٹینشن لیڈیز اینڈ جنٹلمین اٹینشن۔ میں آپ سب کو خطرات سے آگاہ کرتا ہوں۔ یہاں کئی جگہ ٹائم بم چھپا کر رکھے گئے ہیں جو دس منٹ کے اندر بلاسٹ ہونے والے ہیں۔ آپ کان لگا کر ٹائم بم کی آواز سن سکتے ہیں۔"

وہ خاموش ہوا۔ مائیک خاموش نہیں ہوا۔ ٹائم پیس کی مسلسل ٹِک ٹِک ٹِک ٹِک اسپیکر کے ذریعے عمارت کے ہر حصے میں سنائی دے رہی تھی۔ ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ عورتوں، مردوں کے چیخنے چلانے، بھاگنے دوڑنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ مرینا نے جنرل سے کہا "پارس غضب کی چال چل رہا ہے۔ ٹرانسمیٹر کے ذریعے افسران سے کہو کہ وہ میگا فون کے ذریعے لوگوں کو روکیں اور سمجھائیں کہ یہاں بم نہیں ہے۔"

اسی وقت پارس نے لائٹر کا ننھا سا شعلہ بھڑکایا۔ ایک فلیتے کو آگ دکھائی پھر دوڑتا ہوا شراب خانے سے باہر آ گیا۔ اسی لمحے میں ایک زبردست دھماکا ہوا۔ بلاسٹ ہونے والی بوتلوں کے ٹکڑے اور بھڑکتے ہوئے شعلوں سے ریک میں رکھی ہوئی بوتلیں بھی دھماکے سے پھٹنے لگیں۔

زیادہ سے زیادہ سو عدد مسلح فوجی ہوں گے لیکن جان بچا کر بھاگنے والے ہزاروں میں تھے۔ انہیں روکنا فوجیوں کے بس کی بات نہیں تھی۔ بھڑکتے ہوئے شعلوں اور دھماکوں کے شور میں اور لوگوں کی بھیڑ میں پارس یوں جا رہا تھا جیسے برات کا دُلہا جا رہا ہو۔

پاشا اسلام آباد پہنچ گیا۔ وہ پیرس سے وہاں پہنچنے تک کئی بار بانو شہناز (شی تارا) کی آواز سننے کی کوششیں کرتا رہا تھا۔ اس کی آواز سنائی نہیں دی۔ وہ اس کی وجہ سمجھ رہا تھا کہ بانو شہناز بیمار اور کمزور ہے اس لیے بہت کم بولتی ہے۔ دو چار بار اس کی گفتگو سنائی دی۔ اس گفتگو سے پتا نہ چلا کہ پیرس سے فرینک فرٹ جانے والی بانو شہناز اسلام آباد کیسے پہنچ گئی تھی۔

ایک بار اس کی گفتگو سے پتا چلا کہ وہ اسلام آباد سے جانے والی ہے۔ کہاں جائے گی' یہ معلوم نہ ہو سکا تھا۔

اس نے اسلام آباد آکر ایک ہوٹل میں کمرا لیا۔ کمرے میں پہنچتے ہی دروازے کو بند کر کے ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ بانو شہناز کی آواز اور لہجے پر اپنی تمام توجہ مرکوز کرنے لگا۔ فوری ضرورت کے وقت مطلوبہ آواز سنائی نہ دے تو وہ جھنجلا جاتا تھا لیکن صبر سے انتظار کرنا پڑتا تھا کیوں کہ آدمی چوبیس گھنٹے نہیں بولتا۔ اکثر لوگ صرف ضرورت کے وقت مختصر سے فقرے ادا کرتے ہیں پھر بانو شہناز کے متعلق معلوم تھا کہ بیچاری بیمار ہے۔ اس لیے کم ہی بولے گی۔

پھر اچانک ہی اس کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہی تھی۔ "چلو جلدی کرو' فلائٹ کا وقت ہو رہا ہے۔ سنو عادل! یہ سامان گاڑی میں لے جا کر رکھو۔"

پاشا فوراً ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ہوٹل کے کمرے سے نکل کر نچلی منزل پر آیا۔ وہاں رینٹ اے کار والوں سے ایک کار حاصل کی پھر ڈرائیور سے کہا۔ "ائرپورٹ چلو۔"

وہ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ کار چل پڑی۔ اس دوران وہ آوازیں سننے کی کوششیں کرتا رہا۔ ایک بار عادل کی آواز سنائی دی۔ اس نے کہا۔ "آج میں بہت خوش ہوں۔ زندگی میں پہلی بار ملک سے باہر جا رہا ہوں۔"

شی تارا نے اسے ڈانٹ کر کہا۔ "میں تم سے پہلے کہہ چکی ہوں' میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔ بالکل خاموش رہو پھر کبھی اپنی خوشیوں کا اظہار کر لینا۔"

وہ سب خاموش ہو گئے۔ دائی ماں بھی نہیں بول رہی تھیں۔ وہ اپنی مطلوبہ آواز کے ساتھ اسی ماحول میں دوسری آواز سنتا تو پھر وہ دوسری آواز بھی اس کی قوتِ سماعت کے دائرے میں آ جاتی تھی اگرچہ اس وقت شی تارا ذہنی سکون کے لیے ایسا ہی ہندوستانی کلاسیکل سنگیت سنا کرتی تھی۔ پاشا ادھر شی تارا کے ذریعے وہ موسیقی سن رہا تھا۔

وہ موسیقی شناخت کا باعث بن گئی تھی۔ جس کار سے وہ مخصوص گیت ابھرتا' پاشا اس سنگیت کے ذریعے بانو شہناز کی کار کو پہچان لیتا اور یہی ہوا۔ وہ ائرپورٹ کے پارکنگ ایریا میں کار سے اتر کر ایک جگہ کھڑا ہو گیا۔ وہ موسیقی اس کی قوتِ سماعت کی گرفت میں تھی اور اس کی آواز قریب آتی جا رہی تھی۔

پھر وہ کار قریب آ گئی۔ پارکنگ ایریا میں پہنچ کر رک گئی۔ عادل نے کار سے اتر کر پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔ کار کے اندر سے بانو شہناز کو طلوع ہوتے دیکھ کر پاشا مارے خوشی کے چیخ پڑا۔ "بانو! مائی سویٹ ہارٹ!"

شی تارا نے گھبرا کر اسے دیکھا کہ یہ کون ہے' جو اسے بانو کی حیثیت سے پہچان رہا ہے؟

شی تارا نے سیکڑوں بار پاشا سے دماغی رابطہ رکھا تھا۔ دونوں میں دوستی بھی ہوئی تھی اور دشمنی بھی اور اتنی قربتوں کی باوجود دونوں نے ایک دوسرے کی صورتیں نہیں دیکھی تھیں۔ شی تارا تو یوں بھی بانو شہناز کے روپ میں تھی اس پر ابھی اعصابی کمزوری کا اثر تھا۔ وہ بڑے حوصلے سے اٹھ کر یہ سفر شروع کرنے آئی تھی۔ ایسے میں پاشا کی آواز اور لہجے کو فوراً ہی پہچان نہ سکی۔

وہ محبت سے دونوں بازو پھیلائے اس کی طرف آتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "بانو! میری سچی محبت نے تمہیں طیارے کے حادثے سے بچایا ہے۔ خدا نے تمہیں میرے لیے زندہ رکھا ہے۔"

اس سے پہلے کہ وہ بالکل قریب آتا۔ وہ چیخ مار کر فوراً ہی کار میں گھس گئی۔ دروازے کو اندر سے لاک کر کے بولی۔ "کون ہو تم؟ تم کون ہو؟"

وہ کار کی کھڑکی پر جھک کر بولا۔ "کیوں مذاق کرتی ہو! کیا حادثے میں تمہاری یادداشت گم ہو گئی ہے؟"

"تم کس حادثہ کی بات کر رہے ہو؟ آخر تم کون ہو؟"

"میں ہوں پاشا۔ تمہارا یوسف البرہان عرف پاشا..."

شی تارا کا سر چکرانے لگا۔ اسے پاشا کی آواز اور اس کا لہجہ یاد آ گیا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "ہم پرسوں رات پیرس کے ائرپورٹ پر ملے تھے۔ میں نے تمہیں یہ نہیں بتایا تھا کہ میں غیر معمولی قوتِ سماعت کے ذریعے تمہاری آواز ہزاروں میل دور سے سن سکتا ہوں اور اب میں تمہاری پیاری اور دلنشین آواز سنتا ہوا پیرس سے یہاں آیا ہوں۔"

شی تارا آگے نہ سن سکی' پاس بیٹھی ہوئی دائی ماں کی گود میں ڈھلک کر بے ہوش ہو گئی۔

آہ بیچاری! پارس کی گھر والی نہ بننے کے لیے دور بھاگ رہی تھی لیکن پھسل پھسل کر متعلقہ افراد کی لپیٹ میں آ رہی تھی۔ دائی ماں شی تارا کے تمام دوستوں اور دشمنوں سے واقف تھی۔ پاشا کو پہچان گئی۔ بڑھیا گھاٹ گھاٹ کا پانی پی چکی تھی۔ اس نے کہا۔ "مسٹر پاشا! بانو نے تمہارا ذکر کیا تھا۔ اس کے بعد اس کی یادداشت گم ہو گئی۔ بہرحال ابھی ان باتوں کا وقت نہیں ہے۔ اسے فوراً کسی قریبی اسپتال لے جانا ہو گا' کیا تمہارے پاس گاڑی ہے؟"

"ہاں' ادھر کھڑی ہے۔"

"تم ہمارے پیچھے آؤ۔ میں اسے اسپتال لے جا رہی ہوں۔"

پاشا تیزی سے ہوٹل والی کار کی طرف جانے لگا۔ دائی ماں نے آہستگی سے کہا۔ "عادل! تم فرہاد بھائی جان کی طرح عقلمند ہو۔ تم نے اچھا کیا کہ اس شخص کے سامنے زبان نہیں کھولی۔ تم نے ابھی سنا ہے کہ وہ ہزاروں میل دور سے اپنے شکار کی آواز سن لیتا ہے۔"

"ہاں وہ ایسا کہہ رہا تھا۔"

"تم گاڑی چلاتے رہو' کسی قریبی اسپتال میں چلو اور یاد رکھو اسی لمحے سے تم گونگے بن کر رہو گے۔ پاشا کی غیر موجودگی میں بھی نہیں بولو گے۔ یہ بہت خطرناک شخص ہے' اگر اسے معلوم ہو گیا کہ یہ شی تارا ہے تو اپنی غیر معمولی قوتوں سے اسے مار ڈالے گا۔ تم بھائی جان کی ہونے والی بہو کی سلامتی چاہتے ہو تو گونگے بن کر رہو۔"

وہ اسپتال پہنچ گئے جب کہ کسی دوسرے ملک میں پہنچنا تھا اسی کو کہتے ہیں کہ مقدر سے لڑتے رہو اور پچھاڑیں کھاتے رہو۔

ڈاکٹر نے اس کا معائنہ کیا پھر کہا۔ "مریضہ بے حد کمزور ہے۔ شاید کسی دماغی صدمے سے بے ہوش ہوئی ہے۔"

پھر اس نے پاشا اور عادل کو دیکھ کر کہا۔ "پلیز' آپ لوگ بھیڑ نہ لگائیں۔ ویٹنگ روم میں انتظار کریں۔"

دائی ماں اس کمرے میں رہی پاشا اور عادل وہاں سے نکل کر ویٹنگ روم میں آ کر بیٹھ گئے۔ پاشا نے کہا۔ "آہ! پتا نہیں میری جان کو کس کی نظر لگ گئی ہے۔ پرسوں طیارے کے حادثے میں مرتے مرتے بچی۔ پتا نہیں طیارے کے ملبے سے نکل کر یہاں کیسی چلی آئی؟ کیوں مسٹر! کیا تم کچھ بتا سکتے ہو؟"

عادل نے اسے دیکھا مگر گونگا بنا رہا۔ اس نے پوچھا۔ "کیا ہوا؟ تم بولتے کیوں نہیں؟"

عادل نے گونگے اشاروں میں بتایا کہ وہ بول نہیں سکتا ہے۔ پاشا نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔ "کیا تم کسی تھیٹر میں ایکٹنگ کرتے ہو؟"

اس نے انکار میں سر ہلایا۔ وہ بولا۔ "میں ابھی کہہ چکا ہوں کہ ہزاروں میل دور کی آوازیں سن لیتا ہوں تم ادھر ائرپورٹ آتے وقت کہہ رہے تھے۔ آج میں بہت خوش ہوں' پہلی بار ملک سے باہر جا رہا ہوں'' پھر تم بانو کی ڈانٹ سن کر خاموش ہو گئے تھے۔"

عادل نے شکست خوردہ انداز میں کہا۔ "تم میری بات لفظ بہ لفظ دہرا رہے ہو۔ واقعی بہت خطرناک ہو۔"

"یہ بتاؤ' تم ابھی گونگے کیوں بن رہے تھے؟"

وہ مسکرا کر بولا۔ "تمہیں آزما رہا تھا۔ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ تم میری آواز دور سے سن سکتے ہو یا نہیں مگر کمال ہے۔ بڑا خطرناک علم جانتے ہو۔"

"تم بار بار مجھے خطرناک کیوں کہہ رہے ہو؟ کیا میں نے تمہیں کوئی نقصان پہنچایا ہے۔"

"اس سے بڑا نقصان اور کیا ہو گا کہ میں تنہائی میں کسی سے نئی راز کی بات کروں گا تو تم سن لو گے۔"

"میں خواہ مخواہ کسی کی باتیں نہیں سنتا۔ یہ بتاؤ' تم یہاں کب سے ڈرائیور ہو؟"

"دو ماہ تین دن سے۔"

"کیا پرسوں بانو شہناز پیرس میں تھی؟"

دائی ماں ان کے پیچھے کھڑی ان کی باتیں سن رہی تھی۔ وہ صوفے کے پیچھے سے گھوم کر آتے ہوئے بولی۔ "ہاں پیرس میں تھی اور یہ عادل جسے تم ڈرائیور کہہ رہے ہو' یہ دراصل ڈرائیور نہیں ہے۔"

دائی ماں کی یہی کوشش تھی کہ عادل کو قابو میں رکھنے کی لیے اسے زیادہ سے زیادہ اپنا بنا کر رکھے۔ وہ بولی۔ "ہمارا عادل ایک ایسے اونچے خاندان کا فرد ہے' جو ساری دنیا میں مشہور ہے۔"

پاشا نے پوچھا۔ "اس بین الاقوامی شہرت رکھنے والے خاندان کا نام کیا ہے؟"

"یہ عادل اور اس کے بھائی جان کا ایک خاندانی راز ہے۔ یہ راز ابھی تمہیں بتا نہیں سکتا۔"

عادل اپنے فرہاد بھائی کے حوالے سے خوش ہو رہا تھا اور فخر سے تن کر بیٹھ گیا تھا۔ پاشا نے کہا۔ "ٹھیک ہے تم نہ بتاؤ۔ میں بانو شہناز سے پوچھ لوں گا۔"

"کیسے پوچھو گے۔ اس کی یادداشت اتنی کمزور ہو گئی ہے کہ پچھلی بہت سی باتیں بھول چکی ہے۔"

"ہاں اسی لیے اس نے مجھے' اپنے محبوب پاشا کو نہیں پہچانا۔ ویسے ایک بات سمجھ میں نہیں آئی۔"

"کون سی بات؟"

"یہی کہ وہ پیرس سے فرینکفرٹ جانے کے لیے طیارے میں سوار ہوئی تھی۔ طیارے کے حادثے میں ایک بھی مسافر زندہ نہ بچ سکا پھر بانو وہاں سے اسلام آباد کیسے پہنچ گئی؟"

"اس میں نہ سمجھنے والی بات کیا ہے؟ موٹی عقل سے بھی بات سمجھ میں آتی ہے کہ وہ طیارے میں سوار نہیں ہوئی تھی اس لیے بچ گئی۔ کیا تم نے اسے سوار ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا؟"

"نہیں' میں نے پسنجرز لاؤنج کے دروازے پر اسے الوداع کہا تھا لیکن مسافروں کی لسٹ میں اس کا نام تھا۔"

"یہ دیکھو کہ موت کی لسٹ میں اس کا نام نہیں تھا۔ اس لیے وہ یہاں اسپتال میں ہے۔ جب وہ ہوش میں آئے اور اس کی یادداشت بحال ہو جائے تب وہ پیرس سے یہاں تک پہنچنے کا واقعہ سنا سکے گی۔"

دائی ماں نے شی تارا کو جنم نہیں دیا تھا لیکن اسے اپنا دودھ پلایا تھا۔ پیدائش کے دن سے اس کی پرورش کی تھی اور اس کی خدمت کرتی آئی تھی۔ شاید کوئی سگی ماں بھی اس کی حفاظت اور

سلامتی کے لیے اتنی جدوجہد نہ کرپاتی جیسی وہ کر رہی تھی۔ ایک طرف عادل کو قابو میں رکھے ہوئے تھی۔ اسے شی تارا کا نام زبان پر لانے کا موقع نہیں دے رہی تھی اور دوسری طرف پاشا کو یقین دلا رہی تھی کہ وہ جس کی آواز پر پیرس سے یہاں آیا ہے' وہ سچ مچ بانو شہناز ہے۔

ویسے وہ بھی اب پریشانی سے سوچ رہی تھی کہ کب تک ایسی چالاکیوں سے الو بناتی رہے گی اور ان سے حقیقت چھپا سکے گی۔ ایسے میں یہی ایک بات ذہن میں آتی تھی کہ حقیقت ظاہر ہونے سے پہلے ہی کسی طرح بھی عادل اور پاشا سے نجات حاصل کی جائے۔

عادل کے لیے تو انہوں نے سوچا ہی تھا کہ اسے پاکستان سے باہر لے جا کر اپنے کرائے کے غنڈوں کے حوالے کر کے اس کا کام تمام کرا دیا جائے۔ دائی ماں اور شی تارا یہاں اسلام آباد میں اسے اپنے ہاتھوں سے ہلاک نہیں کر سکتی تھیں کیوں کہ وہ خود کبھی ایسا کام نہیں کرتی تھیں۔ اگر وہ کمزوریوں میں مبتلا نہ ہوتی تو ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کی زبان ہمیشہ کے لیے بند کر دیتی۔

کم بختی یا شامتِ اعمال اسی کو کہتے ہیں کہ جو تدبیر کرو' وہ الٹی ہو جائے۔ عقل اور کوشش کام نہ آئے۔ وہ دونوں اس احمق کے مقدر میں موت لکھ کر اسے پاکستان سے باہر لے جانا چاہتی تھیں۔ ایسے میں پاشا آڑے آگیا اور عادل کو ہلاک کرنے والی پاشا کو پہچانتے ہی بے ہوش ہو کر اسپتال پہنچ گئی۔

دائی ماں کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب پاشا سے کیسے نجات حاصل کرے؟ وہ اعصاب کمزور کرنے والی دوا ہمیشہ اپنے پاس رکھتی تھی۔ پاشا کو دھوکے سے یہ دوا کھلا سکتی تھی لیکن اس کا نتیجہ خاطر خواہ نہ ہوتا کیوں کہ شی تارا چلنے پھرنے کے قابل نہیں تھی۔ پاشا کو کمزور بنا کر وہاں سے فرار نہیں ہو سکتی تھی نہ ہی اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے اپنا تابعدار بنا سکتی تھی۔

پھر پاشا کوئی عام سا آدمی نہیں تھا۔ غیر معمولی دماغی اور جسمانی قوتوں کا حامل تھا۔ یہ یقین سے نہیں کہا جا سکتا تھا کہ اعصابی کمزوری پیدا کرنے والی دوا اس پر کس حد تک اثر انداز ہو گی۔ شی تارا کا کمزور دماغ یہی سوچ کر چکرا گیا تھا کہ وہ موجودہ دلدل میں خود کو دھنستے ہوئے دیکھ رہی تھی اور فی الحال اس دلدل سے نکلنے کے آثار نظر نہیں آرہے تھے۔

اس نے ہوش میں آکر آنکھیں کھولیں' پہلے تو خالی الذہن رہی پھر یہ سوچتی رہی کہ کہاں ہے؟ تب یاد آیا کہ اسپتال میں ہے اور اسے وہاں پہنچانے والا پاشا ہے۔ اسے دیکھ کر ہی وہ اپنے حواس کھو بیٹھی تھی۔

اب ہوش میں آکر بہت ہی آرام اور سکون محسوس کر رہی تھی۔ نرس نے آکر اسے دوا پلائی۔ ایک انجکشن لگایا پھر کہا۔ "آپ کے رشتے دار دوپہر سے پریشان بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں ابھی جا کر آپ کے ہوش میں آنے کی اطلاع دیتی ہوں۔"

وہ کمزور سی آواز میں بولی۔ "پلیز ابھی نہیں۔ ابھی میں تنہائی اور خاموشی چاہتی ہوں۔"

"بے شک' ابھی یہ آپ کے لیے ضروری ہے اور آپ کو کچھ کھانا پینا بھی چاہیے۔"

"میں ایک گھنٹے بعد تمہیں پانچ ہزار روپے دوں گی۔ میرے لیے تازہ پھلوں کا جوس لے آؤ اور توانائی سے بھرپور غذا کھلاؤ۔ باہر میری ایک بوڑھی گورنس بیٹھی ہو گی۔ اس سے چپکے سے کہنا کہ کسی بہانے اکیلی یہاں آجائے۔ باقی دو رشتے داروں سے کہہ دینا کہ میں ہوش میں آئی تھی پھر سو گئی ہوں۔ انہیں صبح آکر ملاقات کرنی چاہیے۔"

نرس جانے لگی۔ اس نے کہا۔ "سنو' پہلے ایک چھوٹا سا کاغذ اور قلم لا کر دو۔"

وہ چلی گئی۔ شی تارا کو اچانک یاد آیا تھا کہ نرس تنہائی میں دائی ماں کو کمرے میں جانے کے لیے کہے گی تو پاشا اپنی شیطانی سماعت سے سن لے گا۔ وہ کاغذ قلم لے کر آئی تو اس نے لکھا۔ "عادل اور پاشا کو کوٹھی میں جانے اور صبح آنے کے لیے کہو۔ یہ بھی کہہ دینا کہ تم میری تیمارداری کے لیے یہاں رہو گی۔"

پھر اس نے نرس سے کہا۔ "جیسا میں نے سمجھایا ہے' ویسے ہی عمل کرو۔ ان سے کہہ دو' میں ہوش میں آنے کے بعد سو رہی ہوں اور یہ پرچی چپکے سے میری گورنس کو دے دو۔"

وہ ہدایات پر عمل کرنے چلی گئی۔ شی تارا سوچنے سمجھنے کی حد تک بڑی توانائی محسوس کر رہی تھی۔ ڈاکٹر تجربہ کار تھا۔ اس نے بڑی زود اثر دوائیں دی تھیں۔ ہوش میں آنے کے بعد اس نے ذہانت سے اپنے بچاؤ کی جو تدبیر سوچی' وہ یہ تھی کہ اب وہ اور دائی ماں آواز بدل کر بولیں گی۔ پاشا یہی سمجھتا رہے گا کہ بانو شہناز سو رہی ہے اس لیے دائی ماں بھی خاموش ہے۔

پندرہ منٹ کے بعد دائی ماں آگئی۔ کمرے میں داخل ہو کر اسے جاگتے ہوئے دیکھا تو کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس نے اشاروں کی زبان میں خاموش رہنے اور دروازہ بند کرنے کو کہا۔ وہ دروازے کو اندر سے بند کر کے قریب آئی۔ شی تارا نے دھیمی آواز میں کہا۔ "تم میری بدلی ہوئی آواز اور لہجہ سن رہی ہو' یہ پاشا نہیں سن سکے گا۔ تم بھی آواز بدل کر بولو۔"

وہ محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔ "میری بچی کو نحوستوں نے گھیر لیا ہے۔ ایک مصیبت سے نجات حاصل کرنا چاہتی ہو' دوسری مصیبت سر پر آجاتی ہے جب سے تو نے اپنا یہ جسم پارس کو دیا ہے' تب سے تجھ پر نئی نئی مصیبتیں آرہی ہیں۔"

"میری اچھی دائی ماں! دوسرے پہلو سے بھی سوچو۔ اگر میں اس مہا کی چھتر چھایا میں رہتی تو ایسی مصیبتیں کبھی نہ آتیں۔"

"ہاں' مگر تیرا دھرم نشٹ ہو جاتا۔"

"یوں دیکھا جائے تو میں اپنے دھرم پر قائم رہنے کے لیے ایسے مصائب جھیل رہی ہوں۔"

"بھگوان اس کا پھل دے گا۔ تو جتنی مصیبتیں اٹھا رہی ہے' تنا ہی سکھ پائے گی۔ میں نے سوچ لیا ہے' میں ان دونوں کی کھانے ینے کی چیزوں میں وہ دوا ملا دوں گی۔ دونوں کو مریض بنا کر کوٹھی میں لائے رکھوں گی۔"

"ایسا کب تک کرو گی۔ پاشا کی کھوپڑی میں شیطان کا دماغ ہے۔ ہو سکتا ہے وہ دوا اسے وقتی طور پر اثر لے پھر نارمل ہو جائے س کے بعد وہ ہم پر شبہ کرے گا۔ ہمارا دشمن بن جائے گا۔"

"میں ان تمام پہلوؤں پر غور کر چکی ہوں' اگر تو کل تک اس ابل ہو جائے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکے تو میں اپنے نصوبے پر عمل کروں گی۔ کامیابی ہوئی تو بہت بڑا خطرہ ٹل جائے گا ور اگر ناکامی ہو گی تو میں کوٹھی سے فون کر کے تجھے خطرے سے گاہ کروں گی۔ تو بانو شہناز کا یہ میک اپ اتار کر کسی دوسرے پتال میں منتقل ہو جانا' آواز تو بدل ہی چکی ہے۔ چہرہ بھی بدل ائے گا تو پھر اس کا باپ بھی تجھے نہیں پہچان سکے گا۔"

"یہ اچھا منصوبہ ہے۔ مجھے امید ہے' میں کل تک چلنے پھرنے کے قابل ہو جاؤں گی۔"

دروازے پر دستک ہوئی۔ دائی ماں نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ اں پاشا کو دیکھ کر گھبرا گئی۔ سنبھل کر بولی۔ "تم... تم ابھی تک اں ہو؟ میں نے کہا تھا' عادل کے ساتھ کوٹھی میں جا کر آرام رو۔"

"ہاں' میں عادل کے ساتھ جا رہا ہوں لیکن میرا دل ادھر کھنچا ارہا ہے۔"

"مسٹر پاشا! وہ سو رہی ہے۔ ڈاکٹر نے سختی سے تاکید کی ہے کہ سے ڈسٹرب نہ کیا جائے۔"

"میں کچھ نہیں بولوں گا۔ اسے مخاطب بھی نہیں کروں گا۔ ں ایک نظر دیکھ کر چلا جاؤں گا۔"

دائی ماں نے دروازے کی آڑ سے دیکھا۔ شی تارا آنکھیں بند یے خود کو نیند میں ظاہر کر رہی تھی۔ دائی ماں نے پاشا سے کہا۔ "آؤ را اسے دیکھ کر فوراً چلے جاؤ۔"

وہ کمرے کے اندر آیا اور بڑے جذبوں سے خوابیدہ حسن کو یکھنے لگا۔ اس نے کبھی کسی سے عشق نہیں کیا تھا اور نہ ہی اسے و شہناز سے عشق ہوا تھا۔ اس کا بے پناہ حسن اور شباب اسے ر رہا تھا اور کہہ رہا تھا' میں تمہارے لیے طیارے کے حادثے ے بچ کر یہاں آیا ہوں۔ میں حسن ہوں' تمہارے نام لکھا گیا ں۔ مجھے اچھا ہونے دو پھر چبا کر کھا لینا۔

وہ سرد آہ بھر کر باہر چلا گیا۔ دائی ماں نے دروازے کو اندر سے ند کر دیا پھر لہجہ بدل کر ناگواری سے بولی۔ "کمبخت پیچھے ہی پڑ گیا ہے۔"

وہ شی تارا کے قریب آئی پھر دروازے پر دستک ہوئی۔ اس نے غصے سے دروازے کو دیکھا پھر کہا۔ "یہ ضرور عادل ہو گا۔"

وہ پاؤں پٹختی ہوئی گئی پھر ایک جھٹکے سے دروازے کو کھولا۔ نرس ایک ٹرے میں کھانا لے کر آئی تھی۔ وہ اندر آکر بولی۔ "ڈاکٹر نے کہا ہے کہ جوس صبح دیا جائے۔ ویسے یہ کھانا بھی توانائی سے بھرپور ہے۔ صبح تک اٹھ بیٹھو گی۔"

شی تارا نے دائی ماں سے کہا۔ "اسے ابھی پانچ ہزار روپے دو۔"

دائی ماں نے پرس میں سے پانچ ہزار کے نوٹ نکال کر دیے۔ وہ عالم سرخوشی میں سلام کر کے چلی گئی۔ دروازہ پھر اندر سے بند ہو گیا۔ شی تارا نے کہا۔ "میں پاکستانیوں کی یہ کمزوری بھول گئی تھی کہ یہاں رشوت کا بول بالا ہے۔ جس شخص کے منہ پر نوٹوں کی گڈی ماروں گی' وہ ملک اور قوم کی خلاف ہمارا تابعدار بن جائے گا اور ہمارے لیے فرار کے راستے کھول دے گا۔"

دائی ماں نے اسے کھلا پلا کر سلا دیا۔ دوسری صبح وہ بیدار ہوئی۔ ڈاکٹر نے معائنہ کرنے کے بعد نسخے میں تبدیلیاں کیں اور مزید انجکشن اور دوائیں دیں۔ اس کی طبیعت سنبھلتی گئی۔ توانائی بحال ہوتی گئی۔ دوسری رات دائی ماں نے کوٹھی میں ہی گزاری۔ عادل اور پاشا کے ساتھ بڑی محبت سے پیش آتی رہی پھر اس نے محبت ہی محبت میں وہ ضرر رساں دوا انہیں پلا دی۔

ایک منٹ کے اندر ہی نتیجہ ظاہر ہو گیا۔ عادل چکرا کر گر پڑا۔ پاشا اسی طرح کھانے کی میز پر بیٹھا رہا۔ دائی ماں نے کہا۔ "یہ عادل کھاتے کھاتے گر پڑا ہے۔ کیا کھانے میں کچھ ملا ہوا ہے؟"

وہ ایک ہاتھ سے اپنے سینے کو سہلاتے ہوئے بولا۔ "ہاں' میں بھی کچھ ایسا ہی محسوس کر رہا ہوں۔ بڑھیا! تم کچھ گڑبڑ کر رہی ہو۔"

"مم۔۔میں کیا گڑبڑ کروں گی۔"

"تو نے ہی یہ تمام کھانے یہاں میز پر لا کر رکھے ہیں' یقیناً تو نے ہی کچھ ملایا ہے۔"

"بکواس مت کرو۔ میں بھی تو تمہارے ساتھ ہی کھا رہی ہوں۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہوا۔ دائی ماں سہم کر اپنی کرسی سے اٹھ کر پیچھے چلی گئی۔ وہ شیطان جیسا لگ رہا تھا جسے آگ میں جلا دو۔ زہر پلا دو' پھر بھی وہ جی اٹھتا ہے۔

وہ غرا کر بولا۔ "تو میز پر سے ایسا کھانا اٹھا کر کھا رہی تھی جس سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا اور ہماری طرف زہریلی ڈشیں بڑھا رہی تھی۔"

وہ کچن کی طرف جاتے ہوئے بولا۔ "تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ میرا دل' میرا دماغ سب فولاد کا ہے' یہ معمولی دوائیں اثر نہیں کریں گی۔"

وہ اس سے دور جا کر بولی۔ "مگر تو ڈگمگا رہا ہے۔"

"ہاں، مگر میں اس کا توڑ جانتا ہوں، لیمن اسکواش کھٹا ہوتا ہے۔ میں کھٹا مشروب پی لوں تو دوا کا اثر زائل ہو جائے گا۔"

وہ کچن میں آیا۔ اس نے فریج کو کھول کر لیمن اسکواش کی بوتل نکالی۔ اسے کھول کر منہ سے لگا کر ایک گھونٹ حلق سے اتارا۔ وہ بہت ہی کھٹا تھا۔ دوسرا گھونٹ حلق سے اتارا نہیں جا رہا تھا۔ اس نے فریج سے سادے پانی کی بوتل نکالی۔ ایک گلاس میں پانی کے ساتھ مشروب تیار کیا پھر اسے غٹاغٹ پینے کے بعد خالی گلاس کو اس طرح دائی ماں کی طرف پھینکا جیسے پتھر مار رہا ہو۔ وہ بچ گئی۔ گلاس دیوار سے ٹکرا کر چکنا چور ہو گیا۔

وہ پیچھے ہٹنے لگی۔ پاشا آگے بڑھتے ہوئے بولا۔ "کون ہے تو؟ کیوں اس بے چارے عادل سے اور مجھ سے دشمنی کر رہی ہے؟ شاید تو نے بانو شہناز کو بھی اسی طرح اعصابی کمزوریوں میں مبتلا کیا ہوا ہے۔"

وہ بھاگ کر کھلے ہوئے دروازے کے پاس آ گئی۔ پاشا نے کہا۔ "کہاں بھاگے گی؟ کتنی دور جائے گی؟ میں تیرا پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔"

وہ باہر نہیں گئی۔ اس سے دور ہی دور رہ کر کمرے کے اندر فاصلہ رکھ کر بولی۔ "اگر دشمن بن کر لڑتی تو بھاگ جاتی۔ ایک ماں بن کر بیٹی کی سلامتی کے لیے لڑ رہی ہوں۔ تو ایسا پہاڑ ہے جسے کاٹ کر گرانا ممکن نہیں ہے۔ اتنا تو جانتی ہوں کہ مقابلے میں طاقت ہی طاقت ہو تو ذہانت سے کام لینا چاہیے۔"

وہ آگے بڑھتے بڑھتے لڑکھڑایا پھر گرنے سے پہلے سنبھل گیا۔ وہ بولی۔ "تو نے یہ نہیں سوچا کہ فریج میں ایک ہی بوتل مشروب کی تھی اور ایک ہی بوتل میں سادہ پانی تھا۔ باقی فریج خالی تھا۔ دماغ فولاد کا ہو تو ذہانت میں تیزی نہیں آ جاتی۔ بے وقوف! ان دونوں بوتلوں میں بھی دوا ملی ہوئی تھی۔"

اس بات نے پاشا کے قدم اکھاڑ دیے۔ وہ دھپ سے قالین پر گر پڑا۔ بڑھیا نے کہا۔ "بستر ہے، بستر پر گر۔ میں تمہارے جیسے ہاتھی کو یہاں سے اٹھا کر وہاں نہیں ڈال سکوں گی۔"

وہ دونوں مٹھیاں بھینچ کر بولا۔ "نہیں، میں کمزور نہیں ہو سکتا۔ میں ناقابل شکست ہوں۔ تمہاری جیسی بڑھیا مجھے زیر نہیں کر سکے گی۔ میں تمہیں۔ میں تمہیں....."

وہ آگے نہ بول سکا۔ تھر تھر کانپنے لگا۔ دائی ماں اسے کمزور پڑتے دیکھ کر بھی سہمی ہوئی تھی۔ وہ زخمی درندے کی طرح گہری گہری سانسیں لے رہا تھا یوں لگ رہا تھا جیسے اچانک اٹھے گا اور چھلانگ لگا کر اسے دبوچ لے گا۔

وہ ایک دیوار سے چپکی کھڑی رہی۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھتی رہی۔ کئی منٹ گزر گئے۔ وہ اسی طرح قالین پر پڑا رہا۔ اس کے غرانے اور سانس لینے کی آوازیں دھیمی پڑتے پڑتے گم ہو گئی تھیں۔ وہ ساکت ہو گیا تھا۔ ایک لاش کی طرح پڑا ہوا تھا۔ مر تو نہیں سکتا تھا۔ شاید بے ہوش ہو گیا تھا۔

وہ تیزی سے چلتی ہوئی ٹیلیفون کے پاس آئی ریسیور ا[illegible] اسپتال کے نمبر ڈائل کیے۔ رابطہ ہونے پر بولی۔ "میں آپ ک[illegible] مریضہ بانو شہناز کی گورنس بول رہی ہوں۔ پلیز، آپ مرا نمبر[illegible] بانو شہناز سے میری بات کرائیں۔"

اسے ہولڈ آن کرنے کو کہا گیا۔ تھوڑی دیر بعد شی[illegible] آواز سنائی دی۔ "ہیلو! میں بانو بول رہی ہوں۔"

"میں تمہاری ماں ہوں۔ خیریت پوچھ رہی ہوں۔ کیسی ہو[illegible]"

"بہت توانائی محسوس کر رہی ہوں۔ ابھی اپنے کمرے[illegible] کر ڈاکٹر کے چیمبر میں فون اٹینڈ کرنے آئی ہوں۔ تم خیریت نا؟ وہ دونوں کہاں ہیں؟"

"دونوں ہوش و حواس سے بیگانے ہو چکے ہیں۔ میں ک[illegible] ہو چکی ہوں مگر پاشا کے قریب جاتے ہوئے ڈر سا لگ رہا ہے۔"

وہ نہیں چاہتی تھی کہ نرس اور ڈاکٹر اس کی باتیں س[illegible] وہاں موجود تھے۔ اس نے نیپالی زبان میں پوچھا۔ "جب پا[illegible] ہوش ہے تو کیوں ڈر رہی ہو؟"

"بیٹی! مجھے اس کی جسمانی اور دماغی قوت کا اندازہ نہیں[illegible] یوں لگتا ہے، قریب جاؤں گی تو وہ دبوچ لے گا۔ اگر تم آ س[illegible] اسپتال سے چھٹی لے کر آ جاؤ۔"

وہ ڈاکٹر سے بولی۔ "میں گھر جانا چاہتی ہوں۔ میری گورنس کوٹھی میں تنہا اور بیمار ہے۔"

ڈاکٹر نے کہا۔ "آپ جا سکتی ہیں لیکن بہت کمزور ہیں ا[illegible] کم دو دن یہاں رہنا چاہیے۔"

"میں یہاں آتی اور چیک اپ کراتی رہوں گی۔ آپ بل بنوا دیں۔"

پھر وہ فون پر بولی۔ "میں ابھی کسی ٹیکسی میں آ رہی ہوں[illegible]"

دائی ماں نے ریسیور رکھ دیا۔ وہ اپنی ساری میں ایک[illegible] چھپائے ہوئے تھی۔ یہ اس ڈر سے کہ پاشا اچانک اٹھ کر[illegible] دے گا تو اسے گولی مار دے گی گو اب اس کی نوبت نہ آ[illegible] اسے کیا کہا جائے کہ سویا ہوا بیمار شیر بھی دہشت زدہ کرتا[illegible]

شی تارا ایک گھنٹے بعد آ گئی۔ اس نے فرش پر پڑے[illegible] عادل اور پاشا کو دیکھا پھر کہا۔ "دونوں ہی بے ہوش ہیں[illegible] دیکھ کر واقعی خوف سا محسوس ہوتا ہے کہ یہ کہیں اٹھ نہ ج[illegible]"

دائی ماں نے کہا۔ "تم اتنی دور سے آئی ہو اور ابھی[illegible] ہوئی ہو۔ اس کا مطلب ہے لمبا سفر بھی کر سکتی ہو۔"

"ہاں، مجھے خوشی ہے کہ میں بے حد توانائی محسوس[illegible] ہوں۔"

"تو پھر فوراً کسی ائرلائن کا ٹکٹ لو اور یہاں سے نکل[illegible] دونوں دس بارہ گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آئیں گے۔"

"ایسا نہ کہو۔ پاشا خلافِ توقع کسی وقت بھی اٹھ بیٹھے[illegible]

"اسی لیے کہتی ہوں، یہاں رہنے سے مصائب میں اضافہ [illegible]و سکتا ہے۔ جتنی جلدی ممکن ہو، یہاں سے بھاگ چلو۔"

"بے شک، ہمیں یہاں سے جانا ہے لیکن جانے سے پہلے پاشا کے متعلق سوچو ... یہ زبردست قوتِ سماعت و بصارت اور حیرت انگیز جسمانی اور دماغی قوتوں کا مالک ہے۔ جسے دنیا کے بڑے ممالک [illegible]ور خطرناک تنظیمیں زیر دست لا کر اس کی تمام غیر معمولی [illegible]صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانا چاہتی ہیں اور یہ زبردست انسان میرے [illegible]سامنے بے بس پڑا ہوا ہے۔"

"یہ میں دیکھ رہی ہوں اور سمجھ رہی ہوں لیکن تمہاری ٹیلی [illegible]پیتھی کی صلاحیتیں جب تک بحال نہیں ہوں گی، تب تک تم پاشا کی بے بسی سے فائدہ نہیں اٹھا سکو گی۔ اس کے دماغ میں گھس کر اسے [illegible]اپنا غلام نہیں بنا سکو گی۔"

"میں بالکل تندرست و توانا ہوں۔ شاید کل صبح تک خیال [illegible]خوانی کر سکوں۔ ہمیں کل تک انتظار کرنا چاہیے۔"

"یہاں رہ کر انتظار کرنا خطرے سے خالی نہیں ہے۔ تم اس [illegible]ملک سے باہر جا کر بھی پاشا کے دماغ کے اندر پہنچ سکو گی۔"

"اگر یہ ہوش میں آنے کے بعد سانس روکنے لگے گا تو میں دور [illegible]جا کر اسے غلام نہیں بنا سکوں گی۔ ہم یہاں رہیں گے اور تھوڑی [illegible]تھوڑی سی دوا اسے کھلا کر مزید کمزور اور مجبور بناتے رہیں گے۔"

دائی ماں پاشا کو گھورتے ہوئے سوچنے لگی۔ واقعی یہ بہت اہم [illegible]مس ہے۔ شی تارا اتنی بڑی دنیا میں تنہا رہ گئی ہے۔ بھائی سرنا اس [illegible]کا ایک مضبوط بازو تھا۔ وہ بھائی بھی ناکارہ ہو چکا ہے۔ پاشا غلام [illegible]بننے کے بعد شی تارا کا دایاں بازو اور باڈی گارڈ بن جائے گا۔

شی تارا نے اسلام آباد میں مزید ایک آدھ دن رہنے کا خطرہ [illegible]مول لے لیا۔ وہ اور دائی ماں بڑی توجہ سے عادل اور پاشا کی نگرانی [illegible]کرنے لگیں۔ رات کے تین بجے جب پاشا ہوش میں آنے والا [illegible]تھا، دائی ماں نے اس کے حلق میں تھوڑی سی دوا اور ٹپکا دی۔ اس [illegible]طرح وہ رات بھی گزر گئی۔ انہیں اس بات کی پروا نہیں تھی کہ دوا [illegible]ضرورت سے زیادہ پلائی گئی تو وہ دونوں مر جائیں گے۔ اگر مر جائیں گے تو [illegible]ان سے نجات مل جائے گی۔ جیتے رہیں گے تو تابعدار بن جائیں [illegible]گے۔

ان کے نصیب میں زندگی تھی۔ وہ بڑی کمزوری سے جی رہے [illegible]تھے۔ تیسرے دن شام کو اس نے خیال خوانی کی کوشش کی اور [illegible]کامیاب ہو گئی۔ خوشی سے دائی ماں کے گلے لگ کر بولی۔ "میں [illegible]خیال خوانی کر سکتی ہوں۔ میری توانائی اور صلاحیتیں بحال ہو گئی [illegible]ہیں۔ نحوست کی گھڑیاں ٹل گئی ہیں۔ اوہ، میں بہت خوش ہوں۔ [illegible]بہت خوش ہوں۔ بھائی سرنا کے جیتے جی میں اکیلی ہو گئی تھی۔ اب [illegible]اکیلی نہیں رہوں گی۔ دنیا کا سب سے عجیب و غریب اور غیر معمولی [illegible]صلاحیتیں اور قوتیں رکھنے والا یوسف البرہان عرف پاشا میرا غلام [illegible]بن جائے گا۔"

****

مرینا نے بڑے یقین کے ساتھ جنرل واسکوڈی سے کہا تھا کہ پارس لوگوں کو دہشت زدہ کرنے کے لیے ٹائم بم کا شوشہ چھوڑ رہا ہے۔ فوجی افسران کو چاہیے کہ وہ میگا فون کے ذریعے لوگوں کو دہشت زدہ ہو کر بھاگنے سے منع کریں۔

کون منع کر سکتا تھا اور انہیں روک سکتا تھا؟ وہاں سے بھاگنے والے ہزاروں کی تعداد میں تھے اور روکنے والے زیادہ سے زیادہ ایک سو فوجی تھے۔ تنکوں سے بھلا سیلاب کہاں رکتا ہے پھر پارس نے ٹائم بم کی موجودگی ثابت کرنے کے لیے ایسا زبردست دھماکا کیا، جس سے کسی ایک شخص کو بھی نقصان نہیں پہنچا، یہ الگ بات ہے کہ لوگ خوفزدہ ہو کر ایک دوسرے کو دھکیلتے، گراتے اور کچلتے ہوئے بھاگتے رہے۔

باربرا نے پارس سے پوچھا تھا، دھماکا کیسے کرو گے؟ اس شراب خانے اور قمار خانے میں تمہیں بم کہاں سے ملیں گے؟ او[illegible] پارس نے کہا تھا۔ "تم نے وہ دھماکے نہیں دیکھے ہیں، جو بموں کے بغیر ہوتے ہیں۔ میرے پاس ایک بم تو کیا، ایک کارتوس بھی نہیں ہے لیکن یہاں قیامت کا زلزلہ آئے گا۔"

میں نے بھی باربرا سے کہا تھا۔ "وہ جو تمہارے ساتھ تمہارے پاس ہے اگر وہ مکھن کے بال کی طرح اس عمارت سے نہ نکل آئے تو سمجھ لینا، وہ میرا بیٹا نہیں ہے....."

اور وہ سیکڑوں فوجیوں کے نرغے میں آ کر مکھن کے بال کی طرح نکل آیا تھا۔ مرینا جانتی تھی کہ وہ لوگوں کی بھیڑ اور بھاگ دوڑ میں پہچانا نہیں جائے گا۔ کسی روک ٹوک کے بغیر عمارت سے باہر چلا جائے گا۔ یہی سوچ کر اس نے جنرل سے کہا کہ وہ فوجیوں کے ذریعے لوگوں کو باہر جانے سے روکے اور اسی روکنے والی نے جب عمارت کے اندر پہلا دھماکا سنا تو خود چیختی ہوئی وہاں سے بھاگ نکلی۔

باہر آ کر اس نے جنرل سے کہا۔ "میں اس موڑ پر بینک کے سامنے انتظار کروں گی، تم گاڑی لے کر آؤ۔"

وہ وہاں سے دوڑتی ہوئی تقریباً تین سو گز دور ایک چوراہے کے پاس آئی اور بینک کے سامنے کھڑی ہو کر اس عمارت کو دیکھنے لگی، جہاں زلزلے پیدا ہو رہے تھے۔ وہ وہاں ٹھہر کر اپنی جان کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتی تھی اس لیے جنرل واسکوڈی کو چھوڑ کر بھاگتی ہوئی بینک کے سامنے آ گئی تھی۔ زبردست دھماکوں سے پتا چل رہا تھا کہ وہ فلک بوس عمارت زمین بوس ہونے والی ہے۔

اچھی خاصی سردی تھی لیکن وہ پسینے میں بھیگ رہی تھی۔ اپنے پرس میں سے ٹشو پیپر نکال کر چہرے کا پسینہ خشک کر رہی تھی اور سوچ رہی تھی، یہ پارس کیسا انسان ہے؟ نہیں کوئی بھی انسان ہو، وہ کسی نہ کسی وقت پکڑ میں آ ہی جاتا ہے۔ اسے تو میں کسی اندھے کنوئیں میں پھنکوا کر اس کنوئیں کا منہ بند کرا کے گھر آؤں گی تو وہ مجھ سے پہلے گھر پہنچا ہو گا۔

اور وہ پہنچ گیا۔ پیچھے سے اس کی آواز آئی۔ "ہیلو مرینا!"

وہ ایکدم سے چیخ مار کر اچھل پڑی۔ بوکھلاہٹ میں چند قدم دوڑی پھر گھوم کر دیکھا وہ مسکرا رہا تھا۔ وہ سہم کر بولی۔ "تت۔۔ تم؟"

"ہاں' میں عمارت کے اندر تمہارے ہاتھ نہیں آیا۔ باہر آ گیا۔ چلو بلاؤ اپنے فوجیوں کو۔"

"وہ۔۔ وہ بات یہ ہے کہ میں نے تمہارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی ہے۔ تم چھپ رہے تھے اور میں کسی طرح بھی تم سے ملنا چاہتی تھی۔"

"جس ہانڈی میں بازاری کتے منہ ڈالتے ہیں' میں اس ہانڈی کو چھونا بھی گوارا نہیں کرتا پھر تم کیوں ملنا چاہتی ہو؟"

"ایسا نہ کہو پارس! تم پہلے مرد ہو جسے میں آج تک بھلا نہ سکی اور نہ کبھی بھلا سکوں گی۔"

"کام کی بات کرو۔"

"کام کی بات یہ ہے کہ میں تمہارے ساتھ مل کر کام کرنا چاہتی ہوں۔ ہم دونوں کو ایک دوسرے سے فائدہ پہنچے گا۔"

"میں فائدہ حاصل کرنے کے لیے کسی عورت کا سہارا نہیں لیتا۔ اپنے مطلب کی بات کرو۔"

"بات یہ ہے کہ میں نے پہلی بار تم سے بے وفائی کی۔ اس کے باوجود تمہارے پاپا نے اپنے تنویمی عمل سے مجھے آزاد کر دیا۔ دوسری بار تم نے صومالیہ کے جنگل میں مجھے شی تارا کے شکنجے سے رہائی دلائی۔ تم چاہتے تو مجھے معمولہ اور تابعدار بنا کر رکھا جا سکتا تھا لیکن تین دن پہلے تمہارے پاپا نے پھر مجھے تنویمی عمل سے رہائی دے دی۔ تم لوگوں کے مجھ پر اتنے احسانات ہیں کہ میں ساری زندگی کنیز بن کر بھی ان احسانات کا بدلہ نہیں چکا سکوں گی۔"

"بدلہ تو خوب چکا رہی ہو۔ وہ دیکھو سامنے اس عمارت میں اب تک بھگدڑ مچی ہوئی ہے۔"

"مجھے غلط نہ سمجھو۔ میں نے تمہیں ہلاک کرانے یا گرفتار کرانے کے لیے ایسا نہیں کیا تھا۔"

"اچھا تو یہ تمہاری محبت کا ایک انداز ہے؟"

"پلیز' یقین کرو۔ میں نے محبت سے تمہیں گھیرنے کی کوشش کی تھی۔ تم اس طریقے سے روبرو آتے تو میں دوستی کی پیش کش کرتی۔"

"تم کبھی اپنا مکروہ چہرہ نہیں دکھاؤ گی جب کہ ہم اچھی طرح دیکھ چکے ہیں۔ اس بار میں پھر تمہیں ایک خاص مقصد سے چھوڑ رہا ہوں اور یہ آخری بار ہے۔"

"یہ تمہارا ایک اور احسان ہے۔"

"میری بات توجہ سے سنو۔ باربرا تمہارا لب و لہجہ اختیار کر کے جنرل واسکوڈی کے دماغ میں آتی جاتی رہے گی کیوں کہ جنرل صرف تمہاری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتا ہے' اگر تم باربرا کو اس کے اندر آنے سے روکنا چاہو گی تو جانتی ہو کیا ہو گا؟"

"یہ میں جانتی ہوں کہ تم میرے خلاف بہت کچھ کر سکتے ہو۔"

"کچھ زیادہ نہیں کروں گا' میں صرف زخمی کروں گا پھر باربرا تمہارے دماغ سے ٹیلی پیتھی کا علم مٹا کر' تمہیں ایک عام سی عورت بن کر سڑکوں پر ذلیل و خوار ہونے کے لیے چھوڑ دے گی۔"

"میں توبہ کرتی ہوں اب کبھی تمہاری مرضی کے خلاف قدم نہیں اٹھاؤں گی۔ باربرا کو جنرل کے دماغ میں جانے سے نہیں روکوں گی۔"

"کیا تم واقعی اتنی فرماں بردار بن چکی ہو؟"

"ہاں' تم کسی بھی موقع پر آزما سکتے ہو۔ میں تمہاری وفادار رہنے کی قسم کھا چکی ہوں۔"

"پھر تو میں تمہاری پچھلی غلطیوں کو معاف کرتا ہوں۔ کیا میرے ساتھ کافی پینا پسند کرو گی؟"

وہ خوش ہو کر بولی۔ "اوہ پارس! آئی لَو ٹو سپینڈ مائی ڈے اینڈ نائٹ ودھ یو" (میں اپنے تمام دن رات تمہارے ساتھ گزارنا پسند کرتی ہوں)

وہ اس کے ایک بازو میں اپنا بازو ڈال کر ساتھ چلنے لگی۔ دل ہی دل میں سوچنے لگی۔ "یہ پکا شیطان ہے' کسی خاص مقصد کے تحت مجھے لفٹ دے رہا ہے۔ ورنہ یہ اور میرے ساتھ کافی پینے میں وقت ضائع کرے؟ ناممکن۔"

وہ چلتے چلتے بولی۔ "کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم پہلے کی طرح گہرے اور قابلِ اعتماد دوست بن جائیں؟"

"میں یہی کر رہا ہوں۔ یہ جو میرے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے چل رہی ہو تو یہی نئی دوستی کا آغاز ہے۔"

وہ ایک ریستوران میں آ گئے پارس نے کافی کا آرڈر دیا۔ اس دوران وہ اپنی پوری ذہانت سے سوچ رہی تھی۔ "یہ دوستی کیوں کر رہا ہے؟ میرے ساتھ وقت کیوں گزار رہا ہے؟"

تب وہ چونک کر بولی۔ "تمہاری ساتھی کہاں ہے؟"

وہ انجان بن کر بولا۔ "کون سی ساتھی؟"

"میں باربرا کے بارے پوچھ رہی ہوں؟"

"تمہیں پتا ہے' وہ مکمل عورت نہیں ہے؟"

"جانتی ہوں۔ وہ آپریشن کے بعد مکمل ہو چکی ہے۔ باقی کمی تم نے مکمل کر دی ہو گی۔"

"کیا تم یقین کرو گی کہ میں نے اپنی زندگی میں وہ پہلی لڑکی دیکھی ہے' جو گناہ کے تصور پر بھی تھوکتی ہے۔ اسے نہ میں کبھی ہاتھ لگا سکتا ہوں اور نہ ہی کوئی اور شہ زور اسے مجبور کر سکتا ہے۔"

"اوہ گاڈ! تم مجھے باتوں میں بہلا رہے ہو۔ میری بات کا جواب نہیں دے رہے ہو۔"

"کون سی بات کا جواب چاہتی ہو؟"

"ابھی میں نے پوچھا تھا' باربرا کہاں ہے؟"

"اس ہوٹل میں ہے' جہاں ہم نے رہائش اختیار کی ہے۔"

"اچھا تو میں ذرا جنرل سے بات کر رہی ہوں۔ دو منٹ تک غیر اضر رہوں گی۔"

"نہیں' یہ ایٹی کیٹ کے خلاف ہے کہ میرے پاس رہو اور زل کے پاس پہنچو۔ جب میں اپنا وقت تمہیں دے رہا ہوں تو ہیں بھی تمام وقت میرے پاس رہنا چاہئے۔"

وہ ایک گہری سانس لے کر بولی۔ "پارس! تم بہت گہرے ہو۔ لیز' کھل جاؤ کہ مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟"

"تاکہ تم جنرل سے دور رہو۔"

"نہیں' وہ میرا معمول اور تابعدار ہے۔ میں ابھی جا کر معلوم لروں گی کہ۔۔۔"

"زیادہ نہ بولو۔" وہ سرد لہجے میں بولا۔

"تم اس پبلک پلیس میں میرا کیا بگاڑ لو گے؟"

"یہاں کھڑے ہو کر صرف یہ اعلان کروں گا کہ مرینا جنرل اسکوڈی کی سالی روزی کا بھیس بدل کر جنرل کو اور پوری فوج کو دھوکا دے رہی ہے۔ اس کے بعد سوچ لو کیا ہو گا؟"

ظاہر تھا اس کے بعد وہ گرفتار کر لی جاتی' اس کا میک اَپ اتارا باتا۔ جب ثابت ہو جاتا کہ وہ خیال خوانی کرنے والی مرینا ہے تو س پر تنویمی عمل کر کے اس ملک کی ایک قیدی خیال خوانی کرنے الی بنا دیا جاتا۔ جیسے اس ملک میں وکی سول کو اور روس میں ایوان راسکا کو قیدی بنا کر رکھا گیا ہے۔

پارس نے کہا۔ "ہم نے تمہیں بار بار معمولہ بنا کر آزاد چھوڑ یا۔ اس ملک میں جو نیا سپر ماسٹر آیا ہے' وہ تمہیں ہمیشہ کے لیے یدی بنا کر رکھے گا۔ کیا تمہیں اس پبلک پلیس میں بے نقاب کروں؟"

وہ پریشان ہو کر بولی۔ "تم ایسا نہیں کر سکو گے' میں بھی تمہیں بے نقاب کر دوں گی۔"

"جیسے اس عمارت میں کرنے والی تھیں۔ اس ریستوران میں بھی کوشش کر کے دیکھ لو۔ میں یہاں سے صاف بچ نکلوں گا۔ تمہیں نکلنے نہیں دوں گا۔"

وہ اسے بے بسی سے دیکھنے اور سوچنے لگی۔ پارس نے کہا۔ س طرح سوچنے کے انداز میں خاموش رہو گی تو میں سمجھوں گا' نیال خوانی کے ذریعے کوئی سازش کر رہی ہو۔ لہٰذا خاموش نہ رہو' دلتی رہو۔"

"میں کیا بولوں؟ مجھے زیادہ بولنے کی عادت نہیں ہے۔"

"بولنے کے لیے کوئی بات نہ ہو تو ایک سے ایک لاکھ تک گنتی ڑھتی رہو۔"

"کیوں بے تکی باتیں کر رہے ہو؟"

"میں چاہتا ہوں' تمہارے منہ سے آواز نکلتی رہے اور تم دماغی لور پر میرے پاس حاضر رہو۔"

"تم پکے بدمعاش ہو۔ میری مجبوریوں سے فائدہ اٹھا رہے ہو اور مجھے پریشان کر رہے ہو۔"

"تھوڑی دیر پہلے تم نے بھی میری مجبوریوں سے فائدہ اٹھایا تھا۔ جب سے تمہیں ٹیلی پیتھی کی قوت حاصل ہوئی ہے' تب سے تم نے کتنی کمینگی اور ذلالتیں کی ہیں' ان کا کوئی حساب نہیں ہے۔"

وہ بے بسی سے بولی۔ "میں بہت خراب اور غلط عورت ہوں۔ تم مجھے محبت سے راہِ راست پر لا سکتے ہو۔ پلیز' مجھے اپنے سامنے بٹھا کر کوئی ایسی چال نہ چلو' جس سے مجھے شدید نقصان پہنچنے والا ہو۔"

"کیا تم یقین کرو گی کہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا؟"

"میں کبھی یقین نہیں کروں گی۔ تم پکے فراڈ ہو۔ میری معلومات کا راستہ بند کر دیا ہے۔ مجھے خیال خوانی کرنے دو۔"

"کافی پینے کے بعد اجازت دوں گا۔"

اس نے جلدی سے کافی ختم کرنے کے لیے پیالی کو ہونٹوں سے لگایا ایک گھونٹ مُنہ میں لیتے ہی ایک دم سے چیخ پڑی۔ ہاتھ سے پیالی چھوٹ گئی۔ کافی اتنی گرم تھی کہ مُنہ کے اندر جیسے آگ لگ گئی تھی۔ وہ مُنہ کھول کر ہا۔ ہا کر رہی تھی تاکہ اندر ٹھنڈک پہنچ سکے۔ کچھ کافی لباس پر پھیل گئی تھی۔ پارس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا۔ "واش روم میں چلو اسے دھو ڈالو۔"

"تم بیٹھو میں دھو کر آتی ہوں۔"

"سوری۔ تم تنہا نہیں رہو گی۔ وہاں بھی مجھ سے بولتی رہو گی یا گنتی پڑھتی رہو گی۔"

وہ غصے سے بولی۔ "سمجھا کرو۔ باتھ روم میں میرا کچھ اور بھی کام ہے۔"

"تو کیا ہوا؟ ہم کافی عرصہ تک ایک حمام میں رہ چکے ہیں۔"

"لیکن اب ہمارا یہ رشتہ ختم ہو چکا ہے۔"

"کوئی بات نہیں۔ میں باتھ روم کے باہر کھڑا رہوں گا۔ تم بلند آواز سے گنتی پڑھتی رہو گی۔ ایک ساعت کے لیے بھی رکو گی تو تمہاری ٹیلی پیتھی کو صفر کر دوں گا۔"

"کیوں مضحکہ خیز باتیں کرتے ہو۔ میں باتھ روم میں گنتی پڑھتی ہوئی کیسی لگوں گی۔ لوگ کیا سوچیں گے؟"

"لوگوں کا خیال کرو گی تو میں اندر آ کر تمہیں بولنے پر مجبور کرتا رہوں گا۔"

وہ جھنجلاتی ہوئی اس کے ساتھ واش روم میں آئی پھر لباس پر سے کافی کے دھبّوں کو دھوتے ہوئے پوچھا۔ "تم کب تک میرا پیچھا چھوڑو گے؟"

"ابھی میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔"

"ابھی تم نے کہا تھا' کافی پینے کے بعد مجھے خیال خوانی کی اجازت دو گے۔"

"ضرور اجازت دوں گا لیکن تم نے گرم کافی کا گھونٹ لینے کی

حماقت کیوں کی؟"

اس نے جواب نہیں دیا۔ غصے سے پاؤں پٹختی ہوئی باتھ روم سے باہر آئی۔ پارس نے ویٹر سے کہا۔ "یہ پیالیاں اٹھا کر لے جاؤ۔ دوسری کافی لاؤ۔"

وہ بولی۔ "اسے رہنے دو۔ میں ٹھنڈی کافی پیوں گی۔"

پارس نے کہا۔ "ٹھیک ہے' میرے لیے گرم لے آؤ۔"

ویٹر چلا گیا وہ دونوں میز کے اطراف بیٹھ گئے۔ مرینا نے کیتلی سے پیالی میں کافی انڈیلی' اس میں دودھ ملایا۔ وہ اب بھی کچھ گرم تھی۔ وہ پھونک پھونک کر جلدی جلدی پینے لگی۔ ویٹر گرم کافی کی دوسری ٹرے لے آیا۔ پارس اپنی پیالی میں کافی تیار کرنے لگا۔

وہ خالی پیالی میز پر رکھ کر بولی۔ "اب میں خیال خوانی کروں گی۔"

"ہرگز نہیں۔"

"پارس کیا تم ۔فرہاد علی تیمور کے بیٹے اپنی زبان سے پھر رہے ہو؟"

"میں اپنی زبان پر قائم ہوں۔ تم نے میری زبان پر غور نہیں کیا۔ میں نے کہا تھا' کافی پینے کے بعد اجازت دوں گا اور ابھی میں نے کافی نہیں پی ہے۔"

اس نے ہونٹوں کو سختی سے بھینچ لیا۔ دانت پیسنے لگی۔ پیالی سے گرم کافی کا دھواں اٹھ رہا تھا۔ پارس نے ابھی تک ایک چسکی بھی نہیں لی تھی۔ آثار بتا رہے تھے کہ وہ پیالی خالی ہوتے ہوتے آدھی رات گزر جائے گی۔

اس نے پارس کو عمارت کے اندر دھماکے کرنے کا موقع دے کر مصیبت مول لی تھی۔ اِدھر سے وہ اسے الجھا رہا تھا۔ ادھر باربرا عورتوں مردوں کی بھیڑ میں دوڑتی ہوئی عمارت سے باہر آکر جنرل کی کار میں بیٹھ گئی تھی۔ جنرل نے پوچھا۔ "تم کون ہو؟"

"مرینا ہوں' فوراً یہاں سے گاڑی لے چلو۔ دھماکوں کے نتیجے میں یہ عمارت گرنے والی ہے۔"

وہ گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے بولا۔ "تمہیں اپنے پاس دیکھ کر خوشی ہو رہی ہے۔ میری حیرانی دور کرو۔ کیا واقعی تم مرینا ہو اور میرے پاس بیٹھی ہوئی ہو۔"

اس نے مرینا کا لب و لہجہ اختیار کیا پھر اس کے دماغ میں آکر بولی۔ "میں مرینا ہوں۔ تمہارے پہلو میں بیٹھی ہوں۔ تم جانتے ہو کہ میرے سوا کوئی تمہارے دماغ میں نہ آسکتا ہے' نہ آسکے گا۔"

"ہاں' اب مجھے یقین ہو گیا ہے۔ میری سالی بینک کے سامنے انتظار کر رہی ہے۔ ہم اسے ساتھ لیتے چلیں گے۔"

"میں خیال خوانی کے ذریعے اسے تمہارے سرکاری بنگلے میں بھیج دوں گی۔ اس کی فکر نہ کرو۔"

"ٹھیک ہے مگر وہ میرے متعلق کیا سوچے گی؟"

"میں تمہارے چور خیالات پڑھ چکی ہوں۔ تم اپنی سالی پر مرتے ہو اور یہ بات خلافِ تہذیب ہے۔"

"ہاں ہے تو سہی۔ میں نے اس سے دور رہنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ میرے ساتھ واشنگٹن سے یہاں چلی آئی۔ جب یہ دن رات ساتھ رہے گی تو میرے جذبات کس طرح بھڑکیں گے تم سمجھ سکتی ہو۔"

"میرے جذبات کبھی نہیں بھڑکتے' میں کیسے سمجھوں گی۔"

"تمہیں کبھی تو کوئی مرد پسند آیا ہو گا۔ کبھی تو جذبات نے پریشان کیا ہو گا۔"

"میں عقل سے سوچتی ہوں کہ میرا مرد کوئی فوجی افسر ہو' جس کے ساتھ رہ کر میں پورے ملک پر حکومت کر سکوں۔"

"کیا سچ کہہ رہی ہو؟ کیا تمہیں فوجی افسر پسند آتے ہیں؟"

"ہاں' اسی لیے میں نے تم سے دوستی کی ہے مگر تم عقل کے دشمن ہو۔ کیا میں چاہتی تو جے پرکولا کا ساتھ نہیں دے سکتی تھی؟ سپر ماسٹر کی جگہ۔ تمہیں قتل نہیں کرا سکتی تھی؟"

"ہاں' تم ایسا کر سکتی تھیں۔ بائی گاڈ! یہ سن کر خوشی سے میرے ہاتھ پاؤں پھول رہے ہیں کہ تم مجھے پسند کرتی ہو۔ میں سالی پر لعنت بھیجتا ہوں۔"

اس نے ایک کاٹیج کے سامنے آکر گاڑی روک دی پھر چونک کر بولا۔ "ارے میں یہاں کیوں آگیا؟"

"میں تمہارے پاس ہوں اور تمہاری کھوپڑی میں بھی ہوں۔ تم میری مرضی سے یہاں آئے ہو۔ کار کو لاک کرو اور کاٹیج چلو۔"

اس نے کار کو لاک کیا۔ دونوں کاٹیج کے اندر آئے۔ باربرا نے وقت ضائع نہیں کیا۔ اس کے دماغ پر قبضہ جما کر بستر پر لٹا دیا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ ٹیلی پیتھی کی لوری سن کر سو گیا۔ وہ بولی۔ "میں مرینا بول رہی ہوں۔ تم میرے معمول اور تابعدار ہو۔"

نیند کی حالت میں اس کی سوچ کی لہروں نے کہا۔ "ہاں تمہارا معمول اور تابعدار ہوں۔"

"میں حکم دیتی ہوں کہ تم میری موجودہ آواز اور لہجے کو یاد نہیں رہو گے۔ میں تمہیں نئی آواز اور نیا لہجہ سنا رہی ہوں۔ تم نئے لہجے کو اس وقت تک محسوس نہیں کرو گے جب تک تمہیں مخاطب نہیں کروں گی۔"

اس نے واسکوڈی کو نئی آواز اور نیا لہجہ سنایا پھر کہا۔ "کیا نئی سوچ کی لہروں کو سن رہے ہو؟"

وہ بولا۔ "ہاں' میں سن رہا ہوں۔"

"کیا تم میرے سابقہ لہجے کو محسوس کرتے ہی سانس روک لو گے؟"

"ہاں' میں سابقہ لہجے کو برداشت نہیں کروں گا۔"

باربرا نے مرینا کا لہجہ اپنایا تو اس نے سانس روک لی' وہ اس کے دماغ سے نکل آئی پھر نیا لہجہ اختیار کر کے اس کے پاس گئی تو اس نے سانس نہیں روکی اسے قبول کر لیا۔

اب اس طریقۂ کار کا نتیجہ یہ نکلنے والا تھا کہ مرینا جنرل کے دماغ میں نہیں جا سکتی تھی اور نہ ہی یہ معلوم کر سکتی تھی کہ باربرا کون سا لہجہ اپنا کر اس کے اندر جانے لگی ہے۔

وہ نئے لہجے کو اپنا کر بڑی دیر تک جنرل کی اندر خاموش رہی اور اس کے تمام خیالات پڑھتی رہی۔ اس طرح یہ معلوم ہوا کہ جنرل نے کل صبح دس بجے نیوی کے اعلیٰ افسران سے ملاقات کا وقت مقرر کیا ہے۔ بری اور فضائی افواج کے افسران بھی آئیں گے دوران سب کی موجودگی میں ٹرانسفارمر مشین کا ایک بلیو پرنٹ جنرل واسکوڈی کے حوالے کیا جائے گا۔ بری فوج کے مسلح جوان اپنی گاڑیوں میں ہوں گے اور اپنی حفاظت کے ساتھ اسے ائرپورٹ کے اس مخصوص حصے میں پہنچائیں گے' جہاں اس کے لیے ایک طیارہ مخصوص ہو گا۔

جنرل سے یہ کہہ دیا گیا تھا کہ یہ بہت ہی اہم سرکاری اور فوجی معاملہ ہے اس لیے کل صبح سے اس کی سالی روزی یا کوئی بھی غیر متعلق فرد اس کے ساتھ رہے گا نہ طیارے میں سفر کرے گا۔ یعنی فوجی فرائض کی انجام دہی کہ وہ تنہا اپنے فوجی جوانوں کے نرغے میں رہے گا۔ واشنگٹن پہنچ کر وہ ۔ قومی بینک کے آہنی سیف میں اس نقشے کو رکھے گا۔ بری' بحری اور فضائی افواج کے تینوں اعلیٰ افسران وہاں چشم دید گواہ رہیں گے کہ اس نقشے کو بحفاظت سیف میں پہنچا دیا گیا ہے پھر اس سیف کے تین مختلف نمبر ہوں گے۔ تینوں افواج کے ایک ایک افسر کو ایک ایک نمبر معلوم ہو گا۔ یعنی تینوں ایک دوسرے کے نمبر سے واقف نہیں ہوں گے۔ جب تک وہ تینوں یکجا نہیں ہوں گے تب تک وہ سیف نہیں کھل سکے گا۔

پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ کل صبح جنرل اپنی وردی میں ہو گا۔ اس کے ہولسٹر میں ایک ریوالور رہے گا۔ وہ اپنے ساتھ کوئی سامان تو کیا ایک تنکا بھی نہیں لے جائے گا۔ اگرچہ وہ فوج کا جنرل ہے اس کے باوجود طیارے میں سوار ہونے سے پہلے اس کی تلاشی لی جائے گی۔

وہ بولی۔ "واسکوڈی! انتظار کرو' میں ابھی باتیں کروں گی۔"

وہ واسکوڈی کو چھوڑ کر پارس کے پاس آئی۔ وہ ریستوران میں مرینا کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ کافی کی پیالی کو پھونک مارتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "معلوم ہوتا ہے یہ کافی جہنم کی آگ میں پکائی گئی ہے۔ ٹھنڈی ہی نہیں ہو رہی ہے۔"

مرینا کہہ رہی تھی۔ "فار گاڈ سیک' جلدی پیو اور مجھے خیال خوانی کی اجازت دو۔"

باربرا نے پوچھا۔ "یہ کیا بدمعاشی ہو رہی ہے؟"

"تمہارے انتظار میں اسے ٹالنے کے لیے پھونکیں مار رہا ہوں۔ تم بتاؤ' کیا ہو رہا ہے۔"

"اس نے مختصری روداد سنائی اور یہ بتایا کہ نقشہ ہیڈ کوارٹر سے واشنگٹن لے جاتے وقت کتنا سخت پہرا رہے گا۔ جنرل کے ساتھ کوئی بھی سامان نہیں ہو گا۔ وہ صرف وردی میں رہے گا اور اس کی بھی تلاشی لی جائے گی۔

پارس نے اسے مشورہ دیا کہ ایسے وقت اسے کیا کرنا چاہیے۔ وہ جنرل کے دماغ میں واپس آگئی پھر بولی۔ "میری آواز سن رہے ہو؟"

"ہاں سن رہا ہوں۔ تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔"

"دو باتیں اور رہ گئی ہیں۔ انہیں اپنے ذہن میں نقش کر لو۔ تم آدھے گھنٹے بعد تنویمی نیند سے بیدار ہو گے تو سرہانے ایک ریوالور نظر آئے گا تم اس ریوالور کو اپنے لباس میں چھپا لو گے۔"

"میں اس ریوالور کو اپنے لباس میں چھپا لوں گا۔"

"یہاں سے نکل کر اپنی گاڑی میں بیٹھو گے اور اپنے سرکاری بنگلے میں جاؤ گے۔ وہاں اپنے ہولسٹر سے ریوالور نکال کر کہیں چھپا دو گے اور جو ریوالور لباس میں چھپا کر لے جا رہے ہو' اسے ہولسٹر میں رکھو گے۔"

اس نے احکامات کی تعمیل کا وعدہ کیا۔ باربرا نے کہا۔ "اب گہری نیند سو جاؤ۔ آدھے گھنٹے بعد بیدار ہو جانا۔"

وہ اس کے دماغ سے نکل آئی۔ دوسرے بیڈ روم میں آکر بولی۔ "پارس! کام ہو گیا ہے' بیچاری کو چھوڑ دو۔"

پارس نے کافی کی پیالی کو گھورتے ہوئے کہا۔ "لاحول ولا قوۃ میں تو بھول ہی گیا تھا کہ سامنے جہنم کی آگ دہک رہی ہو تو کافی کبھی ٹھنڈی نہیں ہو گی۔"

مرینا نے پوچھا "کیا بکواس کر رہے ہو۔ کیا یہاں آگ جل رہی ہے؟"

"بے شک' تم سراپا آگ ہو۔ جہنم کی آگ۔ تم نے اتنے گناہ کیے ہیں کہ جہنم اپنی جگہ سے سرک کر تمہارے اندر چلا آیا ہے۔ ایسے میں کافی کیسے ٹھنڈی ہو گی۔"

"یہ ٹھنڈی ہو چکی ہے۔ تم بہانے کر رہے ہو۔ باربرا کے ذریعے کوئی کھیل کھیلنے کے لیے میرے سر پر مسلط ہو گئے ہو۔"

"وہ کھیل ختم ہو چکا ہے۔"

"کون سا کھیل؟"

"وہی جس کا ذکر تم کر رہی ہو۔"

"کیوں میرا دماغ کھا رہے ہو؟ یہی تو پوچھ رہی ہوں کہ مجھے یہاں کیوں پکڑ رکھا ہے؟"

"تم کافی پریشان نظر آ رہی ہو۔ میں تمہیں پریشان نہیں دیکھ سکتا۔ جاؤ خیال خوانی کی اجازت ہے۔"

اس نے فوراً ہی خیال خوانی کی پرواز کی' جنرل کے خوابیدہ دماغ میں پہنچی۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا پھر سانس روک لی۔ مرینا واپس آئی پھر اس کے اندر پہنچتے ہی بولی۔ "سانس نہ روکو۔ میں...."

اس نے پھر وہی کیا۔ وہ پھر دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ پارس کو

گھور کر بولی۔ "وہ سانس روک رہا ہے۔"

"کس کی بات کر رہی ہو؟ کیا اس کا دم رک رہا ہے؟ کیا تمہارا کوئی عزیز فوت ہو رہا ہے؟"

"انجان نہ بنو۔ اِدھر تم نے مجھے گھیر کر رکھا۔ اُدھر باربرا نے جنرل کا دماغ الٹ دیا۔"

"مجھے سن کر بہت افسوس ہوا۔ اب کیا ہو گا؟"

"میں ہار ماننے والی نہیں ہوں۔ اتنی عقل ہے کہ باربرا نے جنرل کو اپنا معمول اور تابعدار بنایا ہے اور مجھے باربرا کی آواز اور لہجہ اچھی طرح یاد ہے۔"

یہ کہہ کر اس نے باربرا کے لہجے کو اپنایا۔ خیال خوانی کی پرواز کی۔ جنرل کے دماغ پر دستک دی پھر واپس آ گئی۔ جنرل نے باربرا کے لہجے کو بھی قبول نہیں کیا۔ وہ پریشان ہو کر پارس کو دیکھنے لگی۔ وہ بولا۔ "تم نے میرے چاروں طرف مسلح فوجیوں کو میری موت بنا دیا تھا۔ کیا تم اس کی سزا نہیں پاؤ گی؟ نقشہ حاصل کرنے کے لیے جنرل سب سے بڑا ذریعہ تھا۔ میں نے وہ مہرہ تمہارے ہاتھ سے چھین لیا۔"

یہ کہہ کر وہ اٹھ گیا پھر بولا۔ "میرے پیچھے نہ آنا ورنہ آئندہ کسی عاشق کا پیچھا کرنے کے قابل نہیں رہو گی۔"

وہ پلٹ کر جانے لگا۔ وہ اسے دیکھنے لگی۔ پچھتانے لگی کہ یہ وہ ہتھیار ہے جو کبھی کُند نہیں ہوتا۔ میں نے اس ہتھیار کو ہاتھ سے چھوڑ کر زندگی کی سب سے بڑی حماقت کی ہے۔ اب اسے دوبارہ ہاتھ میں لیتی ہوں تو یہ پلٹ کر مجھے زخمی کرتا ہے۔ ہتھیار کی یہ خاصیت ہے کہ ہاتھ سے نکل جائے تو اپنے لیے بھی خطرہ بن جاتا ہے۔ ہائے! کس مُنہ سے کہوں کہ یہ کبھی میرا تھا۔

جنرل واسکوڈی کی تنویمی نیند پوری نہیں ہوئی تھی۔ مرینا نے دو چار بار اس کے اندر آنے کی ناکام کوششیں کی تھیں جس کی وجہ سے نیند ادھوری رہ گئی تھی۔ ایسے میں معمول کے دماغ پر برا اثر پڑتا ہے۔ باربرا نے اسے ذہنی انتشار سے محفوظ رکھنے کے لیے پھر آدھے گھنٹے کے لیے سلا دیا۔

اس نے کاٹیج کو اندر سے لاک کیا پھر دوسرے بیڈ روم کو بھی لاک کر کے غسل کرنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی دی۔ اس کاٹیج میں صرف پارس ہی آ سکتا تھا۔ اس نے تصدیق کے لیے خیال خوانی کی۔ پتا چلا' وہی دروازے پر ہے۔ اس نے پوچھا۔ "کیا کر رہی ہو۔ دروازہ کھولو۔"

"باہر کھڑے رہو۔ میں غسل کر رہی ہوں۔"

"کیا بدن پر صابن لگا ہوا ہے؟"

"ہاں' صبر کرو۔"

"صابن کے جھاگ میں چھپ کر چلی آؤ ویسے بھی یار تم تو مرد ہو' شرماتے کیوں ہو؟"

"بکواس مت کرو۔ خاموش کھڑے رہو۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر صابن کے جھاگ کو بدن پر ملنے لگی۔ پارس کی چھیڑ چھاڑ یاد کر کے مسکرانے لگی پھر کال بیل کی آواز سنا دی۔ وہ دماغ میں آ کر بولی۔ "اے لفنگے! کیا ذرا دیر انتظار نہیں کر سکتے؟"

"کچھ بول بچن دو گی۔ کچھ امید کی کرن دکھاؤ گی تو اس دروازے پر کھڑے کھڑے زندگی گزار دوں گا۔ انتظار کرنے والے عاشقوں کا ریکارڈ توڑ دوں گا۔"

"دیکھو آدمی بن جاؤ۔ وہ تنویمی نیند سو رہا ہے۔ کال بیل کی آواز پر جاگ جائے گا۔"

"جاگتا ہے تو جاگنے دو۔ تم جانتی ہو' میں کتنا ضدی ہوں اگر تم چاہتی ہو کہ بیل کی آواز نہ ہو تو ایک بار محبت سے کہہ دو آئی لو یُو۔"

"جب میں لڑکی نہیں ہوں تو کیسے کہوں؟"

"لڑکا ہو تو دروازہ کھولو۔"

"چت بھی میری' پٹ بھی میری۔ تم سے تو جیتنا مشکل ہے۔"

"میری جان ایک بار ہار کر دیکھو' کتنا مزہ آتا ہے۔ میرا دعویٰ ہے ایک بار آئی لو یُو کہنے کے بعد تمہیں رات بھر نیند نہیں آئے گی۔"

وہ سن رہی تھی۔ مسکرا رہی تھی اور اپنے بدن پر صابن کے جھاگ سے کھیل رہی تھی۔ وہ رفتہ رفتہ تسلیم کرتی آ رہی تھی کہ اس میں کچھ نسوانیت ہے۔ اس کے انکار کے باوجود یہ نسوانیت پارس سے متاثر ہو رہی ہے۔

اور اس رات تو وہ کچھ زیادہ ہی متاثر ہو گئی تھی اس نے اپنی عمر میں ایسا زبردست مرد نہیں دیکھا تھا جو فوجیوں کے نرغے میں ہو اور کوئی جنگ لڑے بغیر' کوئی ہتھیار استعمال کیے بغیر بڑے آرام سے چل کر محاصرے سے نکل آیا ہو۔

عورت کتنی ہی مرد بیزار ہو' وہ ایسے مرد سے ضرور متاثر ہوتی ہے۔ یہی تاثر رفتہ رفتہ چاہت اور محبوبیت کی طرف لے جاتا ہے۔

وہ غسل کرنے کے بعد فوراً ہی لباس تبدیل کر کے بیرونی دروازے پر آئی۔ اسے کھول کر آہستگی سے بولی۔ "اس کے بیدار ہونے کا وقت ہو گیا ہے۔ دوسرے کمرے میں چلو۔"

وہ دونوں دبے قدموں دوسرے بیڈ روم میں آئے۔ باربرا نے دروازے کو اندر سے بند کر دیا۔ پارس نے قریب ہو کر کہا۔ "لڑکی دروازہ اندر سے بند کرے تو کچھ کچھ۔ کچھ کچھ ہونے لگتا ہے۔"

وہ اسے دونوں ہاتھوں سے دھکا دے کر بولی۔ "مجھ سے دور رہو۔ میرا اس کے دماغ میں رہنا ضروری ہے۔"

وہ ایک صوفے پر آ کر بیٹھ گئی۔ اس کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا۔ وہ بیدار ہو رہا تھا۔ آنکھیں کھول رہا تھا۔ پھر وہ تھوڑی دیر تک خاموش پڑا رہا۔ سوچتا رہا کہ کہاں لیٹا ہوا ہے۔ باربرا نے اس کی سوچ میں کہا۔ "عمارت میں بم کے دھماکے ہوئے تھے۔ اس سے میرے اعصاب متاثر ہو گئے۔ میں عمارت سے دور اس کاٹیج میں آ کر لیٹ گیا تھا۔"

وہ قائل ہو کر اٹھ بیٹھا۔ اس کی نظر سرہانے رکھے ہوئے ریوالور پر گئی اس نے بے اختیار ریوالور کو اٹھا کر اپنے لباس میں چھپا لیا پھر وہ ٹیلی فون کے پاس آیا۔ اس کا ریسیور اٹھا کر ملٹری انٹیلی جنس کے ایک اعلیٰ افسر سے رابطہ کیا۔ اسے اپنا نام اور عہدہ بتا کر بولا۔ "میں بہت ہی سخت سیکورٹی کے انتظامات چاہتا ہوں۔"

"سر! آپ کہاں ہیں؟ آپ کو پوری سیکورٹی دی جائے گی۔"

"عمارت میں گڑ بڑ ہونے کے بعد میں ایک جگہ چھپ گیا ہوں۔ یہاں سے نکل کر سیدھا اپنے سرکاری بنگلے میں آؤں گا۔ میرے وہاں پہنچنے سے پہلے آپ بنگلے کو اندر سے اچھی طرح چیک کرائیں۔ وہاں کسی ملازم کو بھی نہیں رہنا چاہیے۔"

"آپ کے حکم کی ابھی تعمیل ہو رہی ہے۔ ہم وہاں کسی کتے کو بھی نہیں رہنے دیں گے۔"

"وہاں میری سالی روزی ہے' اسے بھی بنگلے سے جانے کو کہو۔ اگر وہ واشنگٹن واپس جانا چاہے تو اس کی واپسی کے انتظامات کر دو۔"

"یس سر! ہم مس روزی کی رہائش کا دوسرا انتظام کر دیں گے اسے واشنگٹن بھیج دیں گے۔"

"یہ بتاؤ' مجھے کتنی دیر بعد اپنے بنگلے میں پہنچنا چاہیے؟"

"آپ آدھے گھنٹے بعد آ جائیں۔"

جنرل نے ریسیور رکھ دیا۔ اس کمرے پر اِدھر اُدھر نظر ڈالی پھر باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد کار اسٹارٹ ہو کر دور جانے کی آواز آئی۔ وہ دونوں اس کمرے سے باہر آئے۔ باربرا نے کہا۔ "تم اپنے کمرے میں جا کر سو جاؤ۔"

"اور تم کیا کرو گی؟"

"میں اس کی کھوپڑی میں رہوں گی جو ریوالور وہ چھپا کر لے گیا ہے' اسے اس کے ہولسٹر میں رکھواؤں گی۔"

"کیا تم نے تنویمی عمل کے وقت اس کے دماغ میں یہ بات نقش نہیں کی تھی؟"

"کی تھی۔ اس کے باوجود مجھے اس کے پاس رہنا چاہیے۔ اچانک حالات بدل سکتے ہیں۔"

"درست کہتی ہو لیکن دوسرے پہلو پر بھی نظر رکھو۔ تم مسلسل اس کے دماغ میں رہو گی تو مرینا کو اس کے اندر پہنچنے کا موقع مل جائے گا پھر وہ کوئی گڑ بڑ کر سکتی ہے۔"

"ہاں' یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔ تم اسے کہاں چھوڑ کر آئے ہو؟"

"کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ اسے کل شام تک کے لیے مفلوج کر دیتے پھر اس کی طرف سے کوئی اندیشہ نہ رہتا۔"

"اندیشہ رہنا چاہیے۔ ہر دشمن کی طرف سے اندیشے جوان رہیں تو ہمارے حوصلے بھی جوان رہتے ہیں اور ہم ہمہ وقت چوکس رہتے ہیں۔"

"میں بابا صاحب کے ادارے میں رہ کر اپنی صلاحیتوں میں اضافہ کرنا اور بہت کچھ سیکھنا چاہتی تھی۔ پاپا نے درست کہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ عملی میدان میں رہوں گی تو پھر کسی سے کچھ سیکھنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔"

"تو گویا تم میرے ساتھ رہ کر کچھ سیکھ رہی ہو؟"

"ہاں' میں تسلیم کرتی ہوں' تمہاری ذہانت اور حاضر دماغی سے میرا ذہن روشن ہو رہا ہے۔ تم جنرل کا ریوالور تبدیل کر کے جو چال چل رہے ہو' اس چال کو دنیا کا بڑے سے بڑا شاطر سمجھ نہیں پائے گا۔"

"ہو سکتا ہے تم مجھ سے کچھ سیکھ رہی ہو لیکن ایسی چالاکیاں سیکھنے کے معاملے میں تم میں ایک کمی ہے۔"

"مجھ میں بھلا کیا کمی ہے؟"

"یہی کہ تم دن کو دن اور رات کو رات نہیں کہتی ہو۔ ہمیشہ رات کو دن کہتی ہو۔"

"کیوں بکواس کرتے ہو۔ میں نے کب ایسا کہا ہے؟"

"کیا تم لڑکی کو لڑکا نہیں کہتی ہو؟"

وہ گھور کر دیکھنے لگی پھر گھونسا دکھا کر بولی۔ "آگے ایک لفظ بھی کہا تو مُنہ توڑ دوں گی۔ یہ مت بھولو کہ مجھ پر پاپا کا سایہ ہے انہوں نے کہا تھا کہ تم میرے مزاج کے خلاف کوئی بات کرو یا کوئی حرکت کرو تو میں فوراً ان سے شکایت کروں۔ اپنی خیریت چاہتے ہو تو شرافت سے جا کر سو جاؤ۔"

یہ وارننگ دے کر وہ اپنے بیڈ روم میں گئی پھر دروازے کو اندر سے بند کر لیا۔

مرینا کے ستارے گردش میں آ گئے تھے۔ وہ پارس کے ہاتھوں پریشان ہو کر ریستوران سے نکلی۔ اتنی بڑی ناکامی برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔ جنرل واسکوڈی اس کے لیے ہر تالے کی چابی تھا۔ وہ اس چابی سے حکومت کرنے کے بڑے بڑے بند دروازے کھول سکتی تھی۔ اس چابی سے بند تجوری کو کھول کر مشین کا نقشہ حاصل کر سکتی تھی اور وہ نقشہ حاصل کرنے ہی والی تھی۔ ایسے ہی وقت پارس نے اس سے چابی چھین لی تھی۔

وہ ہار ماننے والی عورتوں میں سے نہیں تھی۔ اس نے سوچا' ابھی بازی ہاتھ میں ہے۔ آج رات وہ جنرل کے ساتھ اس کے کمرے میں رہے گی اور باربرا کے تنویمی عمل کو الٹ دے گی۔ یہ سوچ کر وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر سرکاری بنگلے میں آئی تو وہاں فوج کا پہرا تھا۔ اسے اندر جانے سے روک دیا گیا۔ وہ حیران ہو کر بولی۔ "مجھے کیوں روکا جا رہا ہے۔ میں جنرل کی سالی ہوں۔ یہ میرا شناختی کارڈ ہے۔"

وہ اپنے پرس میں سے کارڈ نکال کر دکھانے لگی۔ سیکورٹی افسر

نے کہا۔ "ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آپ جنرل کی قریب ترین عزیزہ ہیں لیکن آج رات سے کل دوپہر تک کسی کو جنرل کے قریب رہنے کی اجازت نہیں ہے۔"

"لیکن یہ اچانک پابندی کیوں عائد کی جا رہی ہے؟"

"یہ سرکاری اور فوجی معاملہ ہے۔ ہم نہیں بتا سکتے۔ سو سوری۔"

دوسرے افسر نے کہا۔ "ہم آپ کی رہائش کا یہاں بندوبست کر سکتے ہیں یا واشنگٹن واپس جانے کے لیے کسی بھی فلائٹ میں سیٹ ریزرو کرا سکتے ہیں۔ آپ فرمائیں کیا چاہتی ہیں؟"

وہ سوچ میں پڑ گئی۔ اسے پتا نہیں تھا کہ پارس کس طرح جنرل کو ٹریپ کر کے نقشہ حاصل کرے گا۔ مرینا کی عقل کہہ رہی تھی کہ اسی شہر میں اس نقشے کو کسی طرح حاصل کر لینا چاہیے۔ ورنہ پارس بازی لے جائے گا۔

وہ ایک فوجی گاڑی میں بیٹھ کر سی ویو لگژری ہوٹل میں آئی۔ ایک کمرا حاصل کیا پھر اس کمرے میں پہنچ کر دروازے کو اندر سے بند کر کے بیٹھ گئی۔ امید تو نہیں تھی کہ جنرل کے دماغ میں جگہ ملے گی پھر بھی اس نے کوشش کی۔ وقفے وقفے سے تین بار گئی۔ اس سے التجا کی کہ وہ سانس نہ روکے لیکن التجا پوری ہونے سے پہلے ہی وہ سانس روک کر بھگا دیتا تھا۔

وہ ناکامی، مایوسی اور جھنجلاہٹ کے باعث صوفے پر گھونسے مارنے اور اپنا سر پٹخنے لگی۔ صوفے کی گدیاں نرم تھیں اس لیے خوب سر پٹخ لیا پھر تھک کر گہری گہری سانسیں لینے لگی۔ یہ اچھی طرح سمجھ میں آگیا کہ پارس نے جنرل تک پہنچنے کے تمام راستے بند کر دیے ہیں۔

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر سوچنے لگی۔ "مجھے غصے اور مایوسی کو اپنے اندر سے نکالنا ہوگا۔ ورنہ میں کام کی باتیں نہیں سوچ سکوں گی۔"

اس نے وہاں سے اٹھ کر اپنا لباس اتارا پھر باتھ روم میں آکر شاور کو کھول دیا۔ ٹھنڈے پانی سے بدن کو اور دماغ کو ٹھنڈا رکھنے کی کوشش کرنے لگی۔ آدھے گھنٹے بعد اس نے تولیے سے بدن کو خشک کیا۔ دوسرا لباس پہنا پھر آئینے کے سامنے بالوں کو برش کرتے ہوئے سوچا۔ "سب سے پہلے مجھے یہ سمجھنا چاہیے کہ پارس اس نقشے کو کس طرح جنرل سے حاصل کرے گا؟"

وہ جانتی تھی کہ جنرل کل صبح دس بجے نیوی کے ہیڈ کوارٹر میں جائے گا پھر وہاں سے نقشہ لے کر نکلے گا تو بڑے سخت پہرے میں رہے گا۔ اس کے قریب کسی عام آدمی کو یا قریبی رشتے دار کو بھی جانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ جنرل نے اس سے کہا تھا کہ وہ صبح اس سے جدا ہو جائے گا پھر واشنگٹن جاتے وقت اس کے ساتھ کوئی دوسرا مسافر نہیں ہوگا۔ کوئی مسلح گارڈ بھی نہیں رہے گا۔ یہ اندیشہ تھا کہ دشمن خیال خوانی کرنے والے مسلح گارڈ کے ذریعے جنرل کو نقصان پہنچائیں گے اور پائلٹ کو قابو میں کر کے طیارے کو اغوا کریں گے۔

دشمن خیال خوانی کرنے والوں کو ناکام بنانے کے لیے ایسے پائلٹ کا انتخاب کیا گیا تھا، جو یوگا کا ماہر تھا پھر پائلٹ کیبن کا دروازہ دونوں طرف سے لاک رکھا جانے والا تھا تاکہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا جنرل کے دماغ میں گھس کر پائلٹ پر حملہ نہ کر سکے۔

مرینا نے سوچا تھا۔ اتنی سختیوں اور پابندیوں کے پیش نظر نقشہ حاصل کرنے کی ایک ہی صورت رہ جاتی ہے وہ یہ کہ بری، بحری اور فضائی افواج کے تین اعلیٰ افسران اپنے اپنے مخصوص نمبروں سے آہنی سیف کو کھولیں گے پھر اس نقشے کو اندر رکھ کر انہیں نمبروں سے بند کریں گے۔ تینوں ایک دوسرے کے نمبروں سے واقف نہیں ہوں گے۔ ایسے وقت وہ جنرل کے دماغ میں رہے گی اور باقی دو افسران کی آوازیں سن کر ان کے دماغوں سے خفیہ نمبر معلوم کرے گی۔ کوئی ضروری نہیں کہ وہ افسران یوگا کے ماہرین ہوں گے۔ ایسے بڑے افسران شراب ضرور پیتے ہیں۔

لیکن اب تو جنرل کا دماغ بھی اس کی مٹھی سے نکل چکا تھا۔ نقشہ حاصل کرنے کی تدبیر خاک میں مل چکی تھی۔ ایک خیال آیا کہ تینوں افواج کے اعلیٰ افسران کو اطلاع دی جائے کہ فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے جنرل کے دماغ میں گھسے ہوئے ہیں۔ اس طرح نقشہ نیوی ہیڈ کوارٹر سے واشنگٹن منتقل نہیں کیا جائے گا۔ پارس نے اگر کوئی تدبیر سوچی ہے تو اس کی تدبیر بھی خاک میں مل جائے گی۔

عقل نے سمجھایا، اس طرح انتقامی کارروائی تو ہو سکتی ہے لیکن نقشہ کسی کو نہیں ملے گا۔ وہ نقشہ پھر ایک عرصے تک نیوی ہیڈ کوارٹر سے باہر نہیں لایا جائے گا۔ اس نے سوچا "پھر جس قدر پابندیاں ہیں، ان سے گزر کر پارس کا باپ بھی اس نقشے کو حاصل نہیں کر سکے گا۔ بعض حفاظتی انتظامات ایسے ہوتے ہیں جن کے سامنے ذہانت ہار جاتی ہے۔"

وہ ذہانت کو نہیں سمجھ رہی تھی اس لیے ایسا سوچ رہی تھی۔ ذہانت وہ ہے، جو کبھی تھکتی نہیں، کبھی ہارتی نہیں، کبھی سوتی نہیں، انسان کی نیند میں بھی جاگتی رہتی ہے۔

ویسے اس نے ایک بات عقل سے سوچی۔ وہ یہ کہ شاید پارس اسے اپنے شیطانی عقل سے حاصل کر لے۔ ایسے میں وہ مختلف ذرائع سے پارس کو گھیر سکتی ہے اور زبردست لوگوں کو دوست یا آلۂ کار بنا کر وہ نقشہ اس سے چھین سکتی ہے۔

بے شک جو کام خود سے نہ ہو، وہ دوسروں سے کرایا جاتا ہے بلکہ دوسروں کے کاندھوں پر بندوق رکھ کر چلانے والا پیچھے رہ کر محفوظ بھی رہتا ہے اور شکار بھی کھیل لیتا ہے۔

وہ سوچنے لگی، ایسے کاندھے کہاں سے لائے؟ اسے زیادہ سوچنا نہیں پڑا۔ اس نے جے پرگولا اور سپر ماسٹر کے خلاف جنرل کی مدد کی تھی۔ اب جنرل کے خلاف جے پرگولا کو استعمال کر سکتی تھی۔ جے پرگولا ہپناٹزم اور ٹیلی پیتھی کی قوتوں کا مالک تھا۔ پارس کے بارہ بجا سکتا تھا۔

وہ اس پہلو پر غور کرنے لگی کہ اس معاملہ میں جے پرگولا کو ملوث کرنا چاہیے یا نہیں؟ لیکن غور کرنے کا زیادہ وقت نہیں تھا۔ آدھی رات گزر چکی تھی۔ صبح ہونے سے پہلے ہی منصوبہ بنانا اور اس پر عمل کرنا لازمی تھا۔

وہ آئینے کے پاس سے ہٹ گئی۔ صوفے پر آرام سے بیٹھ کر ٹیلی پیتھی جاننے والے جیری ہاک کی آواز اور لہجے کو یاد کرنے لگی۔ جب سپر ماسٹر انتونی پاولیا زندہ تھا تو ایک اجلاس میں مرینا ایک میجر کے دماغ میں تھی پھر میجر کے پاس سے سپر ماسٹر کے دماغ میں گئی تھی تو پتا چلا، سپر ماسٹر کے اندر کوئی خیال خوانی کرنے والا بول رہا ہے۔ بعد میں معلوم ہوا وہ جیری ہاک ہے۔

مرینا نے دوسرے خفیہ اجلاس میں بھی چپکے سے سپر ماسٹر کے اندر جا کر جیری کی آواز سنی تھی یوں اس کا لہجہ اور آواز یاد رہ گئی تھی۔ اس نے آرام دہ صوفے پر نیم دراز ہو کر خیال خوانی کی پرواز کی۔ پھر جیری کے پاس پہنچ گئی۔ پہلی بار وہی ہوا جو ہوا کرتا ہے۔ اس نے سانس روک لی۔ مرینا واپس آگئی اس نے دوسری بار اس کے اندر پہنچتے ہی کہا۔ "میں مرینا ہوں، جے پرگولا سے بات کرنا چاہتی ہوں۔"

"پانچ منٹ کے بعد آؤ۔"

اس نے مرینا کو دماغ سے نکال دیا پھر خیال خوانی کے ذریعے جے پرگولا سے رابطہ کیا۔ کوڈ ورڈز ادا کیے پھر کہا۔ "باس! ابھی میرے پاس مرینا آئی تھی۔ آپ سے بات کرنا چاہتی ہے۔ میں نے اسے ٹھیک پانچ منٹ کے بعد آنے کو کہا ہے۔"

جے پرگولا نے کہا۔ "میرے ہی اندر رہو۔ وہ آئے گی تو اسے میرے پاس چھوڑ کر چلے جانا۔ بائی دی وے، یہ بات تشویشناک ہے کہ وہ تمہاری نئی آواز اور لہجے کو کیسے جانتی ہے؟ اس نے تمہیں کہاں دیکھا ہے۔ اور کہاں سنا ہے؟"

"کہیں دیکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں آپ کے ساتھ خفیہ اڈے سے باہر جاتا ہوں اور آپ کے ساتھ واپس آتا ہوں۔ میری آواز کے ساتھ میرا چہرہ بھی بدل گیا ہے۔ وہ دیکھے گی، تب بھی پہچان نہیں پائے گی۔"

"تین دن پہلے جب سپر ماسٹر زندہ تھا اور ایک اجلاس میں بیٹھا ہوا تھا تب اس سپر ماسٹر نے انکشاف کیا تھا۔ اس نے اجلاس کے تمام افراد کو میرا اور بی جی تھرپال کا نام بتایا تھا۔ میں سپر ماسٹر کے اندر بول رہا تھا۔ ایسے میں مرینا نے آکر میری آواز سنی ہوگی۔"

"یہ ممکن ہے اور اگر مرینا نے اس اجلاس میں تمہاری آواز سنی ہے تو اس کا مطلب صاف ہے۔ یہی مرینا ہمارے خلاف جنرل واسکوڈی کی مدد کرتی رہی اور اسی نے ہمارے ٹرانسفارمر مشین تک پہنچنے کے منصوبے کو ناکام بنایا ہے۔"

مرینا کی آواز سنائی دی۔ "پانچ منٹ پورے ہو چکے ہیں اور میں آگئی ہوں۔"

جے پرگولا نے کہا۔ "جیری کو جانے دو۔ میرے پاس آؤ۔ میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔"

وہ جیری کو چھوڑ کر اس کے اندر آئی پھر بولی۔ "تم بڑے فراخ دل ہو۔ یہ جان کر بھی ویل کم کہہ رہے ہو کہ میں نے تمہارے منصوبے کو ناکام اور جنرل کو کامیاب بنایا۔"

وہ مسکرا کر بولا۔ "محبت اور سیاست میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ سب ہی اپنے محبوب کے لیے یا کرسی کے لیے، ایک دوسرے کو مات دیتے ہیں۔ تم نے ہمارے اور جنرل کے درمیان ہونے والی جنگ بڑی ذہانت سے لڑی ہے۔ میں تم سے ناراض نہیں ہوں بلکہ تمہارا مدّاح ہوں۔ تم سے دوستی کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں بھی دوستی کے جذبے سے آئی ہوں۔"

"پھر تو شیطان مجھ پر مہربان ہے۔"

وہ چونک کر بولی۔ "شیطان؟ کیا تم شیطان کے پجاری ہو؟"

"ہاں، میں صاف اور سیدھی بات کرتا ہوں۔ میں کسی گاڈ کو نہیں مانتا۔ مجھ میں اور تم لوگوں میں یہ فرق ہے کہ تم سب خدا کو مانتے ہو مگر شیطان کی راہ پر چلتے ہو اگر تم نے کوئی اچھا نیک کام کیا ہو تو بتاؤ؟"

"میں خدا سے ڈرتی ہوں اور ہمیشہ نیک کام کرتی ہوں۔"

"میرے پاس تم سب کے اعمال نامے موجود ہیں۔ ماضی میں فرہاد نے تمہیں تابعدار بنا کر نہیں رکھا۔ تمہیں تنویمی عمل سے آزاد کر دیا۔ تم نے یہ نیکی کر ڈالی کہ کارنیول میں ایک عورت کے ذریعے اسے زخمی کر دیا پھر اسے اپنا محکوم اور تابعدار بنا کر ہر ممکن کوشش کر ڈالی۔ اپنے محسن کو زخمی کرنے، یا مار ڈالنے یا غلام بنانے کا عمل اگر نیکی ہے تو پھر واقعی تم نے بڑی نیکیاں کمائی ہیں۔"

"مسٹر پرگولا! کیا تم ایسی باتیں کر کے مجھ سے دوستی کر سکو گے؟"

"میں صرف تم پر کیچڑ نہیں اچھال رہا۔ میں اپنے آپ کو بھی بدترین کمینہ اور شیطان کا بندہ کہہ رہا ہوں اگر تم بھی خود کو شیطان کی بندی تسلیم نہیں کرو گی تو دوستی نہیں ہو گی۔ میں دوغلوں سے دوستی نہیں کرتا ہوں۔"

"تم تو عجیب آدمی ہو۔ دوستی کرنے کے لیے مجھ سے میری برائیاں تسلیم کرا رہے ہو۔"

"شیطان کی یہی خوبی ہے کہ وہ خود کو فرشتہ نہیں کہتا۔ وہ جو ہے، اسی طرح ظاہر ہوتا ہے۔ انسان کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ وہ خود کو ہر عیب سے پاک ایک فرشتہ ظاہر کرتا ہے۔ اب بھی تم کسی شیطانی ارادے سے آئی ہو اور خدا کی بندی ہونے کا دعویٰ

کر رہی ہو۔"

"پلیز مسٹر پرگولا! تمہاری تقریر میں وقت ضائع ہو گا۔ ہم وہ اہم چیز حاصل نہیں کر سکیں گے جو فوری توجہ سے حاصل کر سکتے ہیں۔ بعد میں پچھتاؤ گے۔"

"تم نے آج تک شیطان کو پچھتاتے ہوئے نہیں دیکھا ہو گا۔ میں کبھی کسی ناکامی پر نہیں پچھتاتا کیوں کہ دوسری کوئی نئی کامیابی میرا انتظار کر رہی ہوتی ہے۔"

"ایک بات کا جواب "ہاں" یا "نہ" میں دو۔ کیا ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ حاصل کرنا چاہتے ہو؟"

"ہاں' اسی مشین کے لیے ہم نے جنرل کے خلاف محاذ بنایا تھا۔ تم نے ہمارے اس محاذ کو توڑ دیا اب شاید جنرل تمہارے لیے سود مند نہیں رہا ہے اسی لیے میرے پاس آئی ہو لیکن آپس میں مل کر کام کرنے کے لیے ہمارا ہم مزاج ہونا بہت ضروری ہے اگر تم میری طرح شیطان کی بندی نہیں ہو تو پھر مجھ سے دوستی نہیں ہو گی۔"

مریتا کو غصہ بھی آ رہا تھا اور اس کی بات دل کو بھی لگ رہی تھی۔ اس نے زندگی میں پہلی بار ایسا سچا شیطان دیکھا تھا جو صاف طور سے کہہ رہا تھا کہ بری ہو تو بری بن کر ملو۔ خود کو راہبہ ظاہر کرتا ہے تو چرچ میں جاؤ۔

مریتا کو ایسے ہی زبردست شیطان کے تعاون کی ضرورت تھی۔ اس کی گفتگو سے اندازہ ہو گیا کہ یہ پارس کو دن میں تارے دکھا دے گا۔ وہ بولی۔ "میں تسلیم کرتی ہوں کہ میں بھی عام ... کی طرح خود کو خدا کی بندی اس لیے کہتی ہوں کہ خدا سے ڈر لگتا ہے۔ تمہارے کہنے سے یہ عجیب سی بات سمجھ میں آ رہی ہے کہ ہم انسان خدا سے ڈرتے ڈرتے بھی شیطان کی راہ پر چلتے رہتے ہیں۔ بہرحال میں مانتی ہوں کہ میں بھی تمہاری طرح بہت بری اور کمینی ہوں۔"

"شاباش' اب بتاؤ معاملہ کیا ہے؟"

وہ پارس اور باربرا کے' اپنے اور جنرل کے تمام واقعات اور حالات بتانے لگی۔ وہ سننے کے بعد بولا۔ "ہوں' تو وہ نقشہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو رہا ہے۔"

"ہاں' کل صبح دس بجے سے دوپہر دو بجے تک جنرل واسکوڈی ہمارے لیے بہت اہم ہے۔ اس عرصے میں کسی کو اس کے قریب جانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اگر کوئی پرندہ بھی اس کے قریب پرواز کرے گا تو اسے بھی گولی مار دی جائے گی۔"

جے پرگولا نے کہا۔ "ان کے حفاظتی انتظامات بتا رہے ہیں کہ اس نقشے کو اڑا لانا ناممکن ہے۔"

"لیکن پرگولا! تم شیطان ہو کر بھی یہ نہیں سمجھ پاؤ گے کہ پارس کتنا بڑا شیطان ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ نقشہ چرا کر لے جائے گا۔"

"اگر وہ جادو جانتا ہے تو شاید کسی کالے عمل کے ذریعے کامیاب ہو جائے۔ ویسے ہم جنرل اور پارس پر نظر رکھیں گے۔ یہ دیکھیں گے کہ وہ نقشہ کیسے حاصل کر رہا ہے؟ اگر اس نے حاصل کیا تو پھر ہم اس کا پیچھا اس کی قبر تک کریں گے۔"

"میں نے سوچا ہے کہ ہمیں تینوں افواج کے اعلیٰ افسران کے دماغوں تک پہنچنا چاہیے۔ پارس نے فی الحال جنرل تک پہنچنے کا راستہ بند کر دیا ہے لیکن میں واشنگٹن پہنچ کر کل شام تک پھر اس پر قبضہ جما لوں گی۔"

"ٹھیک ہے' میں یہاں جیری اور تھرہال کو باقی دو افسران کے دماغوں تک پہنچانے کی کوشش کرتا ہوں۔ ان تینوں کے دماغوں سے تجوری کے نمبر معلوم ہو جائیں گے تو پھر آرام سے کوئی مناسب موقع دیکھ کر وہ نقشہ تجوری سے نکال لیا جائے گا۔"

"میرا خیال ہے' پارس بھی کسی ایسے ہی طریقۂ کار پر عمل کرے گا۔ ایک خیال یہ بھی آتا ہے کہ وہ طیارہ اغوا کرا سکتا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے۔"

"وہ مخصوص فوجی طیارہ میامی سے واشنگٹن تک محدود پرواز کے لیے ہو گا۔ اس میں ایندھن بھی محدود ہو گا۔ پارس اسے ہائی جیک کر کے کسی دور افتادہ جزیرے یا کسی دوسری اسٹیٹ میں نہیں لے جا سکے گا پھر طیارہ جیسے ہی اپنے روٹ سے باہر ہو گا' پورے امریکا کی فوج الرٹ ہو جائے گی۔ فضائی فوج کے طیارے اسے امریکا سے باہر جانے نہیں دیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔ میں جا رہی ہوں۔ کل صبح رابطہ کروں گی۔"

"میں صبح دو اعلیٰ فوجی افسران کے دماغوں تک پہنچنے کی خوشخبری سناؤں گا۔ اچھا او کے گڈ بائی۔"

مریتا نے انتظار کیا کہ وہ سانس روکے گا تو چلی جائے گی لیکن اس نے سانس نہیں روکی تھی وہ اپنی کلائی کی گھڑی دیکھ کر سوچ رہا تھا کہ تھوڑی دیر میں جیری اور تھرہال رابطہ کریں گے تو وہ دو خاص فوجی افسران کے دماغوں تک پہنچنے کی پلاننگ کرے گا۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اپنے بیڈ روم میں آیا اور شراب کی بوتل اٹھا کر ایک گلاس میں انڈیلنے لگا۔ تب مریتا کی سمجھ میں آیا کہ وہ شراب پینے کا عادی ہے۔ اس لیے اُس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر رہا ہے۔

یہ حیرانی کی بات تھی۔ جے پرگولا ایک خطرناک تنظیم کا سرغنہ تھا۔ دو ٹیلی پیتھی جاننے والے جیری اور تھرہال پر حکومت کرتا تھا جب کہ ان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اس پر حکومت کرنا چاہیے تھا۔ وہ سب اس کے غلام تھے۔ سپر ماسٹر جو مر گیا' وہ بھی اس کا تابعدار تھا۔

یہ تجسس پیدا ہوا کہ وہ کس طرح سب کا گاڈ فادر بنا ہوا ہے۔ مریتا کو اطمینان سے چور خیالات پڑھنے کا موقع مل رہا تھا۔ لہٰذا پڑھنے لگی۔ پتا چلا' وہ بہت شاطر ہے۔ اس خفیہ تنظیم کی بنیاد ...

...سٹر انتونی پاؤلیانے رکھی تھی لیکن جے پرگولا نے چپکے چپکے پہلے ...رہال کو پھر جیری کو ہپناٹزم کے ذریعے اپنا تابعدار بنایا پھر غلام ...الیا۔ اس کے ساتھ سیکوریٹی افسر اور باڈی گارڈ ڈی کروسو کو تنویمی ...ل کے ذریعے اپنا غلام بنانے کے بعد سیکوریٹی فورس کے پچیس ...وان بھی اس کے تابعدار بن گئے۔

چونکہ جیری اور تھرہال اس کے غلام تھے اس لیے اپنے آقا کے دماغ پر غالب آنے والی بات نہیں سوچتے تھے۔ جیری نے آقا کے حکم کے مطابق اس کے دماغ میں تنویمی عمل سے یہ توانائی پیدا ...ی تھی کہ کوئی دشمن اس کے چور خیالات نہیں پڑھ سکے گا اور نہ ...ی اس کے اندر زلزلے پیدا کر کے اس کے دماغ کو کمزور بنا سکے گا۔

جیری نے اس عمل کے بعد آقا کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا تو ...اکامی ہوئی یعنی مریتا اس وقت چاہتی تو اس کے دماغ کو کمزور نہ ...ہے دیتی لیکن تنویمی عمل کے باوجود یہ کمزوری رہ گئی تھی کہ چور ...یالات کا خانہ مقفل نہ ہو سکا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ کسی رکاوٹ کے ...یر خیالات پڑھ رہی تھی۔

اس کا دل مسرتوں سے دھڑکنے لگا۔ چند گھنٹے پہلے پارس سے ...ت کھانے کے بعد وہ ٹوٹ سی گئی تھی۔ اب اچانک ہی ایک بہت ...ی بازی جیتنے کی راہ نکل آئی تھی۔ جے پرگولا اس خوش فہمی میں ...ا کہ کسی خیال خوانی کرنے والے یا کرنے والی سے اسے نقصان ...یں پہنچے گا۔ کوئی اس کے دماغ پر حاوی نہیں ہو سکے گا جب کہ وہ ...دسکتی تھی۔ واشنگٹن پہنچنے کی دیر تھی۔ وہاں پہنچتے ہی وہ دور سے ...گولی مار کر پرگولا کو زخمی کرتی اس کے بعد اسے معمول اور تابعدار ...آسانی سے بنا لیتی۔

اس معاملے میں ناکامی کا ذرا سا بھی شبہ نہیں تھا۔ اس کے ...یالات پڑھ کر اُس کی خفیہ رہائش گاہ کا بھی علم ہو گیا تھا وہ سیدھی ...س کی رہائش گاہ میں پہنچ سکتی تھی۔ جے پرگولا کے دماغ پر قبضہ ...جمانے کا مطلب یہ ہوتا کہ دونوں خیال خوانی کرنے والے جیری اور ...تھرہال اس کے ماتحت بن جاتے۔ وہ اس پوری خفیہ تنظیم کی ملکۂ ...عالیہ بن جاتی۔ کبھی کبھی قسمت یونہی اچانک مہربان ہو جایا کرتی ہے۔

اس نے فون کے ذریعے اس فوجی افسر سے رابطہ کیا جس نے ...وعدہ کیا تھا کہ کسی بھی فلائٹ میں واشنگٹن جانے کے لیے اسے ...سیٹ مل جائے گی۔ وہ بولی۔ "میں صبح پانچ بجے کی فلائٹ سے جانا ...چاہتی ہوں۔"

"او کے مس! آپ کو ایک گھنٹے کے اندر اس فلائٹ کا ٹکٹ ...مل جائے گا۔"

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ اب وہ پارس کو نظر انداز کر رہی ...تھی۔ نقشہ حاصل کرنے کے لیے یہ طے تھا کہ بعد میں بھی تینوں ...افواج کے افسران کو ٹریپ کر کے تجوری کے مختلف نمبر معلوم کیے جا سکتے ہیں۔ ابھی سب سے اہم مرحلہ جے پرگولا کی خفیہ تنظیم کو سر کرنے کا تھا۔

رات کے دو بجے ایک سپاہی نے اسے ٹکٹ لا کر دیا۔ وہ چار بجے ائرپورٹ کے لیے روانہ ہوئی۔ آنکھوں سے نیند اڑ گئی تھی۔ بہت بڑی کامیابی اس کے سامنے کھڑی تھی۔ وہ طیارے میں پانچ بجے سوار ہوئی۔ سیٹ پر نیم دراز ہونے سے نیند آنے لگی۔ اس نے دماغ کو ہدایت دی کہ ایک گھنٹے بعد بیدار ہو جائے گی۔ یہ ہدایت دے کر وہ سو گئی۔

جب آنکھ کھلی تو واشنگٹن پہنچنے والی تھی۔ وہ تھوڑی دیر تک سر جھکائے بیٹھی رہی پھر اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ جے پرگولا کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا وہ گہری نیند میں تھا۔ اس کے خوابیدہ خیالات نے بتایا کہ وہ صبح پانچ بجے جاگنے کا عادی ہے لیکن اس نے آدھی سے زیادہ بوتل پی لی تھی اس لیے نیند کے علاوہ مدہوشی بھی اس پر غالب آ گئی تھی۔

طیارہ رن وے پر دوڑتے رہنے کے بعد رک گیا تھا۔ طیارے سے اتر کر عمارت کے باہر آنے تک پچاس منٹ لگے۔ وہ چاہتی تھی' اسے مدہوشی میں ٹریپ کرے۔ اس لیے وہاں پہنچنے کی جلدی تھی۔ اس نے ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر ڈرائیور کو منزل کا پتا بتایا پھر پرگولا کے دماغ میں پہنچ کر مطمئن ہوئی' وہ بدستور گہری نیند میں تھا۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ناقابلِ شکست شہ زور جب بھی مارا جاتا ہے غفلت میں مارا جاتا ہے۔

وہ اس کی خفیہ رہائش گاہ کے دروازے پر پہنچ گئی۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔ اسے جے پرگولا ہی کھول سکتا تھا۔ اسے نیند سے جگانا ضروری تھا اور وہ سوچ کر آئی تھی کہ اسے گولی مارنے یا کسی اور طرح زخمی کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ وہ اتنی پی چکا ہے اور اس قدر مدہوش ہے کہ دماغ میں زلزلہ پیدا کیا جائے تو ایسی حالت میں زلزلہ بے اثر نہیں ہو گا۔

وہ دماغ کے اندر پہنچ کر بولی۔ "پرگولا! اٹھو۔"

"آں؟" وہ مدہوشی میں کسمسایا۔ مریتا نے اس بار اس کے دماغ کو ایک جھٹکا دیا۔ وہ چیختا ہوا ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ اس نے دوسری بار زلزلہ پیدا کیا تو وہ چیختا چلاتا اور تڑپتا ہوا بستر سے فرش پر آ گرا۔ تکلیف سے کراہتے ہوئے بولا۔ "کون ہو تم؟ تم کون ہو؟ مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

"میں ہوں مریتا! لوہا لوہے کو کاٹتا ہے۔ شیطان کی بندی شیطان کے بندے کو کاٹنے آئی ہے۔ اٹھو اور یہاں آ کر دروازہ کھولو۔"

وہ ہانپتے کانپتے ہوئے بولا۔ "آ... آتا... ہوں۔ آتا ہوں۔ میرے دماغ کو پھوڑا نہ بناؤ۔ میں آ رہا ہوں۔"

وہ تیزی سے دوڑتا گرتا پڑتا آیا پھر بیرونی دروازے کو کھول دیا۔ دروازہ کھلتے ہی مریتا نے اندر آ کر پھر اس کے دماغ کو ایک

جھٹکا پہنچایا تاکہ وہ اگر ذرا بھی ہوش میں ہو تو اس پر حملہ نہ کر بیٹھے۔ وہ پھر چیخ مار کر ایک دیوار سے ٹکرایا۔ اس نے پلٹ کر دروازے کو بند کیا پھر اسے اندر سے لاک کیا۔ اس کے بعد پلٹ کر دیکھا تو اس بار اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔

جے پرگولا اس کے بالکل قریب کھڑا بڑے بڑے دانتوں کی نمائش کرتا ہوا مسکرا رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے سامنے پہاڑ آگیا ہو۔ پہاڑ نے اسے دبوچ کر کہا۔ "ہاہاہا میری پیاری پیاری ٹیلی پیتھی! دو ٹیلی پیتھیاں پہلے سے میری جیب میں ہیں۔ تو میری تیسری کلیجی ہے۔ میں نے جیری اور تھرپال کو بھی اسی طرح اپنی شیطانی کھوپڑی سے الّو بنا کر پھانسا تھا مگر تیرے پھنسنے کی کیا بات ہے۔ تیری خیال خوانی بھی میری' تیری جوانی بھی میری۔۔۔"

وہ قہقہے لگا رہا تھا اور اسے جکڑتا جا رہا تھا۔ یہ رہائی کے لیے تڑپ رہی تھی۔ وہ اس کے لباس کی دھجیاں اڑائے جا رہا تھا۔ اسے شرافت کی زندگی راس نہیں آئی تھی۔ جب سے ٹیلی پیتھی سیکھی تھی' تب سے اپنے حسن و شباب کی دھجیاں اُڑانے کے مواقع دیتی آرہی تھی۔ اس بار جے پرگولا کے حصے میں آئی تھی۔ پتا نہیں وہ اس کا کیا حشر کرنے والا تھا۔

****

کمرے میں گہری خاموشی تھی۔ ہاتھی جیسا ڈیل ڈول رکھنے والا یوسف البرہان عرف پاشا بستر پر بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ وہ اتنا وسیع و عریض اور بلند و بالا تھا کہ اسے لیٹنے کے لیے پلنگ چھوٹا پڑ گیا تھا۔ اس کے پاس کھڑی ہوئی ثی تارا اس کی جسامت کے سامنے ننھی سی گڑیا لگ رہی تھی۔ گڑیا سے کھیلا جاتا ہے لیکن وہ گڑیا پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر کے کھیل رہی تھی۔

پاشا کی آنکھیں بند تھیں وہ چاروں شانے چت لیٹا ہوا تھا اور تنویمی عمل کے ذریعے ثی تارا کا معمول بن چکا تھا۔ اب اسے تابعدار بنانے کا عمل رہ گیا تھا۔ تنویمی عمل کا طریقۂ کار یہ ہوتا ہے کہ پہلے کسی عمل کے لیے آمادہ کیا جاتا ہے اگر وہ آمادہ نہ ہو تو خیال خوانی کے ذریعے اسے مائل کیا جاتا ہے پھر اسے ٹرانس میں لایا جاتا ہے تاکہ وہ کمزور دماغ سے عامل کی ہر بات تسلیم کرے اور قوتِ حافظہ سے اس کے ہر حکم کو اپنی یادداشت میں محفوظ کر لے۔

جب یہ تمام مراحل طے ہو جاتے ہیں' تب عامل اپنا ایک ایک حکم اس کے حافظے میں نقش کر کے اسے اپنا تابعدار بنا تا جاتا ہے۔ ثی تارا نے بھی اسے معمول بنانے کی حد تک تمام مراحل طے کیے تھے اب اسے تابعدار بنانا رہ گیا تھا لیکن تابعدار بنانے سے پہلے وہ چند اہم سوالات کے جوابات چاہتی تھی۔ اس نے پہلا سوال کیا۔ "تم نے آنکھ' کان' دماغ اور جسم کو غیر معمولی قوتوں کا حامل بنانے کے وہ عجیب و غریب نسخے کہاں سے حاصل کیے تھے؟"

وہ آنکھیں بند کیے پڑا تھا۔ اس کے ہونٹوں میں پہلے لرزش پیدا ہوئی پھر وہ سحرزدہ سی آواز میں بولا۔ "مجھے حکمت ورثے میں ملی ہے۔ میں نے بیس برس تک طبی سائنس کی مختلف درسگاہوں میں تعلیم حاصل کی ہے۔ میں دنیا کے چند علم الابدان کے ماہرین میں سے ایک ہوں۔ مجھے بچپن سے سُپر مین بننے کا خبط تھا۔ اس لیے مختلف ادویات سے مختلف قسم کے تجربات کرتا رہتا ہوں۔"

وہ ذرا چپ ہوا۔ ثی تارا بولی۔ "بات پوری کرو۔ وضاحت سے بولتے رہو۔"

وہ پھر بولنے لگا۔ "اب سے کوئی تین برس پہلے مجھے حکمت کا ایک استاد مل گیا۔ وہ کوئی اسّی برس کا بوڑھا تھا۔ پہلوانوں جیسا صحت مند تھا لیکن اپنے اوپر مختلف دواؤں کے تجربات کرتے کرتے اس نے اپنی صحت کا کباڑا کر لیا تھا۔ اس بے چارے کو بھی غیر معمولی توانائیاں حاصل کرنے کا خبط رہا کرتا تھا۔ دیکھا گیا ہے کہ خبطی لوگ ہی کوئی بڑا تجربہ کر گزرتے ہیں۔"

وہ ایک ذرا توقف سے بولا۔ "اس نے بڑی حد تک کامیاب تجربات کیے تھے۔ کچھ کمی رہ گئی تھی' اسے میں نے دن رات کی محنت اور لگن سے پورا کیا۔ ہم نے ان فارمولوں کو ایک بندر پر آزمایا۔ ایک ماہ کے عرصے میں حیرت انگیز کامیابیوں کا ثبوت ملا۔ ہم نے بندر کو ایک نیکلس دکھایا پھر اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی۔ اس نیکلس کو حدِ نظر تک جا کر ایک درخت کی شاخ سے لٹکا دیا۔ پھر بندر کی آنکھ سے پٹی کھول کر پوچھا۔ "بتاؤ وہ نیکلس کہاں ہے؟"

اس نے تاریکی میں دور تک دیکھا پھر دوڑتا ہوا گیا اور درخت کی شاخ سے وہ نیکلس اتار کر لے آیا۔ استاد نے مجھے ایک جگہ لے جا کر کہا۔ "یہاں سے شہر جاؤ۔ کم از کم بیس پچیس میل دور جا کر مجھ سے فون پر رابطہ کرو۔"

استاد نے ہدایت کی کہ رابطہ کرنے کے بعد مجھے کیا کرنا چاہیے۔ میں نے ہدایات پر عمل کیا۔ تقریباً پچیس میل دور جا کر استاد کو فون پر مخاطب کیا۔ استاد نے ریسیور رکھ کر بندر سے کہا۔ "تمہارا دوست پاشا تم سے کچھ کہہ رہا ہے۔ مجھے بتاؤ کہ کیا کہہ رہا ہے؟"

ہم اس بندر کو ہیرو کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ میں نے فون پر مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "ہیرو! میں تم سے بہت دور ہوں۔"

ہیرو نے استاد کے سامنے ہاتھ اٹھا کر بہت دور اشارہ کیا۔ میں نے کہا۔ "میں تالیاں بجا رہا ہوں۔"

میں نے تالیاں بجائیں۔ وہ بھی استاد کے سامنے تالیاں بجانے لگا۔ مختصر یہ کہ ہم نے اسے طرح طرح سے آزمایا' وہ حیرت انگیز سماعت و بصارت کا حامل ثابت ہوا۔ وہ عام بندروں کے مقابلے میں بہت زیادہ ذہین اور جسمانی قوت کا مالک تھا۔ اگر وہ کسی شخص کی گردن دبوچ لیتا تو وہ مرتے دم تک نجات حاصل نہیں کر پاتا تھا۔

اتنی زبردست کامیابیوں کے پیشِ نظر استاد نے کہا۔ "اب تمام نسخے میں اپنی ذات پر آزماؤں گا۔ اگر یہ دوائیں اور ان کے مجھ انسان پر بھی یہی اثر دکھائیں گے اور میں غیر معمولی بن جاؤں گا تو تمہیں بھی اپنی طرح بنا دوں گا۔"

مجھے استاد کی نیت پر شبہ تھا بلکہ یقین تھا کہ وہ مجھے دھوکا دے گا۔ دراصل میری یہ فطرت ہے کہ میں کسی پر بھروسا نہیں کرتا۔ اس لیے میں پہلے ہی دن سے محتاط تھا۔ صبح سے شام تک جن تجربات کا تجربہ ہوتا تھا' انہیں میں رات کو سونے سے پہلے اپنی ڈائری میں لکھ لیا کرتا تھا۔ اسی طرح مکمل کامیاب فارمولے میری ڈائری میں درج ہو چکے تھے۔

استاد نے لیبارٹری میں دن کے وقت ان دواؤں کو استعمال کرنا شروع کیا۔ میں گھر آ کر رات کے وقت وہی دوائیں استعمال کرتا تھا اور اپنے ایک ہاتھ سے دوسرے بازو پر انجکشن لگایا کرتا تھا۔ اس عمل سے رفتہ رفتہ مجھ میں تبدیلیاں آنے لگیں۔ استاد ان تبدیلیوں کا متحمل نہیں تھا کیوں کہ اسّی برس کا بوڑھا تھا۔ اس کا معدہ اچھی طرح دوائیں ہضم نہیں کر سکتا تھا۔ جسمانی طور پر کمزور تھا اس لیے دوائیں اس پر بھاری پڑ رہی تھیں۔ میں اسے سمجھاتا تھا کہ وہ دواؤں کی کم سے کم خوراک لیا کرے ورنہ اتنا لاغر ہو جائے گا کہ دوائیں کھانے کے قابل بھی نہیں رہے گا۔

وہ بڑے اعتماد کے ساتھ کہتا تھا۔ "میں تم سے زیادہ تجربہ رکھتا ہوں۔ اگرچہ لاغر ہو رہا ہوں لیکن غیر معمولی قوتِ برداشت رکھتا ہوں۔ تم دیکھ لینا' میں دو چار مہینوں میں صحت مند جوانوں کی طرح نظر آنے لگوں گا۔"

ہیرو بندر کو اس کی جسامت اور قوتِ برداشت کے مطابق دوائیں دی گئی تھیں جس کا نتیجہ ایک ماہ بعد ظاہر ہوا تھا لیکن ہم دوائیں کم مقدار میں سنبھل سنبھل کر استعمال کر رہے تھے ہر دوسرے تیسرے دن پچھلی دواؤں کا ردِّعمل دیکھنے کے بعد اگلی خوراک استعمال کیا کرتے تھے۔ تین ماہ کے عرصے میں میرے اندر نمایاں تبدیلیاں پیدا ہونے لگیں۔ استاد نے گھور کر پوچھا۔ "تو کچھ زیادہ ہی جوان سا لگ رہا ہے۔ ایسا لگتا ہے دوائیں میں کھا رہا ہوں اور اثر تجھ پر ہو رہا ہے۔"

اُن دنوں میں اڑتالیس برس کا تھا۔ چھ ماہ بعد پچیس برس کا مرد جوان نظر آنے لگا۔ استاد نے گرج کر کہا۔ "کتے! کمینے! تو مجھے دھوکا دے رہا ہے۔ میری اجازت کے بغیر میری دوائیں استعمال کر رہا ہے۔ میں تجھے مار ڈالوں گا۔ تجھے غیر معمولی انسان بن کر زندہ رہنے نہیں دوں گا۔"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "بڑے میاں! تم بھی دواؤں سے کچھ پا رہے ہو۔ دیکھو تمہاری آواز گرج دار ہو گئی ہے۔"

اس نے چونک کر کہا۔ "آں؟ ہاں! میں کامیاب ہو رہا ہوں۔ میرے اندر کچھ گڑبڑ ہے۔ اس کا علاج کر رہا ہوں۔ جلد ہی تمہاری طرح گبرو جوان دکھائی دوں گا۔ تم نے مجھے دھوکا دیا ہے۔ میں تم سے نمٹ لوں گا۔"

اس نے مجھے اپنی لیبارٹری سے نکال دیا۔ ہمارے درمیان ٹھن گئی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ میرے پاس تمام دواؤں کے فارمولے ہیں۔ وہ چاہتا تھا' فارمولے میرے پاس نہ رہیں۔ میں بھی یہی چاہتا تھا' اس کے پاس دواؤں کے وہ نسخے نہ رہیں۔ وہی بات ہے کہ کوئی ملک دوسرے کسی ملک کو ایٹم بم بنانے کی اجازت نہیں دیتا۔ کوئی نہیں چاہتا کہ دوسرا اس سے زیادہ طاقت ور ہو۔ وہ فارمولے جس کے پاس ہوتے وہ اپنے جیسے غیر معمولی شہ زوروں کی فوج پیدا کر لیتا۔

ایک روز میں اس کے قتل کے ارادے سے لیبارٹری میں آیا۔ وہ نہیں تھا۔ میں نے اسے اور اس کے فارمولوں کو تلاش کرنے کے لیے پوری لیبارٹری کا سامان الٹ پلٹ کر دیا پھر بھی کچھ حاصل نہ ہوا۔ وہ پہلے ہی میرے ارادوں کو بھانپ گیا تھا چونکہ میری طرح شہ زور نہیں بن پایا تھا اس لیے وہاں نہ ٹھہر سکا۔ وہ نسخے لے کر کہیں غائب ہو گیا۔

اس کی رہائش گاہ کے پیچھے لوہے کا ایک پنجرہ تھا' جس میں ہیرو بندر رہا کرتا تھا۔ وہ پنجرہ خالی تھا۔ شاید وہ ہیرو کو ساتھ لے گیا تھا۔ یا اسے آزاد کر کے کہیں بھگا دیا تھا۔

میں نے استاد کی آواز اور لہجے پر اپنی توجہ مرکوز کی۔ وہ جہاں بھی ہوتا' مجھے اس کی آواز سنائی دیتی لیکن خاموشی رہی۔ میں اس نتیجے پر پہنچا کہ وہ گونگا بن گیا ہے یا پھر کسی نئے لہجے میں بولنے لگا ہے تاکہ میں اس کی باتیں سن کر اس کا سراغ نہ لگا سکوں۔۔۔

مجھے بھی اس سے یہی خطرہ لاحق ہوا۔ وہ برس دو برس میں ضرور توانائیاں حاصل کر کے میری طرح غیر معمولی شہ زور بن سکتا تھا۔ کسی دن بھی میرے مقابلے پر آسکتا تھا۔ غیر معمولی قوتِ سماعت سے میری باتیں سن کر میرے دشمنوں کے نام معلوم کر کے ان کا ساتھ دے کر مجھے نقصان پہنچا سکتا تھا۔ اس لیے میں نے بھی اپنی آواز اور لہجہ تبدیل کر دیا۔ تب سے اب تک میں اسی لہجے میں بول رہا ہوں۔ جس دن اپنے پیدائشی لہجے میں بولوں گا' وہ میری آواز سن لے گا پھر کسی دن موت بن کر میرے سامنے چلا آئے گا۔"

پاشا بول رہا تھا۔ ثی تارا سن رہی تھی۔

پھر وہ چپ ہو گیا۔ کمرے میں چند لمحوں تک گہری خاموشی رہی پھر ثی تارا نے پوچھا۔ "کیا تمہیں بندر کی آواز کبھی سنائی نہیں دی؟ اس نے تمہارے استاد کی طرح آواز نہیں بدلی ہو گی۔"

"میں کبھی کبھی اس کے کلکیانے کی آوازیں سنتا ہوں اگر وہ بندر لفظوں میں بول پاتا تو اس کی کسی گفتگو سے اس کا سراغ لگایا جا سکتا تھا۔"

"تمہارے اس علم الابدان کے ماہر استاد کا نام کیا تھا؟"

"وہ ایک یہودی تھا۔ اس کا نام جافری تھا۔ جافری ہیراللہ۔"

"کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ زندہ ہو گا؟"

"ہاں' میں نے چھ ماہ کے عرصے میں اس کے اندر کئی تبدیلیاں

رُونما ہوتے دیکھی تھیں۔ اس کے چہرے سے بڑھاپے کی جھریاں اور پژمردگی دور ہو رہی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ غیر معمولی جسمانی توانائی کی طرف لوٹ رہا تھا۔"

"تم فولادی دماغ اور حیرت انگیز یادداشت کے مالک ہو پھر تم نے ان فارمولوں کو اپنے حافظے میں محفوظ کیوں نہیں کیا؟ اگر ایسا کرتے تو صومالیہ کے جنگل میں ان فارمولوں کو چھپانے کی ضرورت نہ پڑتی۔"

پاشا نے جواب دیا۔ "یہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا دَور ہے۔ مجھے اندیشہ تھا کہ کوئی خیال خوانی کرنے والا کسی ہتھکنڈے سے میرے اندر پہنچے گا تو تمام فارمولے پڑھ کر نوٹ کرلے گا۔ اسی لیے میں نے انہیں زبانی یاد نہیں رکھا۔"

ثی تارا تھوڑی دیر خاموش رہ کر سوچتی رہی پھر بولی۔ "جب صومالیہ کے جنگل میں پارس ان فارمولوں کے دو دو کاغذات تمام خیال خوانی کرنے والوں میں تقسیم کر رہا تھا۔ تب میں اعصابی کمزوریوں کا شکار ہو گئی تھی۔ مجھے بتاؤ وہاں میری عدم موجودگی میں کیا ہوتا رہا؟"

پاشا نے اسے صومالیہ میں پیش آنے والے واقعات تفصیل سے سنائے۔ ثی تارا نے تمام روداد سننے کے بعد کہا۔ "وہ فارمولے بارہ عدد کاغذات پر تحریر کیے گئے تھے جن میں سے دو پارس نے جلا دیے تھے۔ باقی دس عدد یہودی لے گئے۔ کیا وہ کاغذات بالکل درست تھے؟ پارس نے فراڈ نہیں کیا تھا؟"

"پارس نے اصل فارمولا اپنے پاس رکھا تھا۔ اس کی نقل مجھ سے لکھوائی تھی اور میں نے لکھتے وقت فارمولوں میں کوئی تبدیلی نہیں کی تھی۔ وہی کاغذات یہودی لے گئے تھے۔"

"تم کیسے کہتے ہو کہ تم نے کوئی تبدیلی نہیں کی تھی؟ اُن دنوں تم باربرا کے معمول اور تابعدار تھے۔ شاید باربرا نے پارس کی ہدایت پر تمہیں غائب دماغ بنا کر تبدیلیاں کی ہوں۔"

پاشا نے کہا۔ "اگر ایسا کیا گیا ہو گا تو میں نہیں جانتا۔ میں تو واقعی معمول بنا ہوا تھا۔"

"اگر میں فارمولوں کے وہ دس کاغذات یہودیوں سے چھین لوں تو تم حاضر دماغی سے انہیں پڑھ کر معلوم کر سکتے ہو کہ ان میں کہاں کہاں تبدیلیاں کی گئی ہیں؟"

"ہاں' میں معلوم کرلوں گا۔ اگرچہ دواؤں کے نام بھول چکا ہوں لیکن تسلسل سے پڑھتا رہوں گا تو بھولی ہوئی دوائیں یاد آ جائیں گی۔"

ثی تارا نے دل ہی دل میں عہد کیا کہ وہ دس عدد کاغذات ضرور حاصل کرنے کی کوشش کرے گی پھر اس نے پوچھا۔ "ان دس کاغذات کے حصول کے بعد بھی ان دو کاغذات کی کمی رہے گی' جنہیں پارس نے جلا دیا ہے۔ کیا تم اپنے حافظے پر زور ڈال کر ان دو کاغذات کی دواؤں کے نام اور ان کی ترکیب لکھ سکتے ہو؟"

"نہیں' یہ بہت مشکل ہے۔ بلکہ ناممکن ہے۔"

"کیا ان دس کاغذات سے کچھ فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے؟"

"ہاں' مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ ان دس کاغذات میں دوائیں' انجکشن اور ترکیبِ استعمال کی تفصیلات لکھی ہوئی ہیں۔ ان سے قوتِ سماعت و بصارت حاصل کی جا سکتی ہیں۔"

"پاشا! تم نے دل خوش کر دیا۔ میں ان کاغذات کو حاصل کرنے کے لیے جی جان کی بازی لگا دوں گی۔"

دونوں تھوڑی دیر تک خاموش رہے پھر ثی تارا نے کہا۔ "یہ بات اپنے اندر نقش کر لو کہ میرے معمول اور تابعدار رہو۔ جو احکامات صادر کر رہی ہوں' تم ان کی تعمیل بے اختیار کرتے رہو گے۔"

اس نے احکامات کی تعمیل کا وعدہ کیا۔ وہ بولی۔ "تم میری اجازت کے بغیر اپنی غیر معمولی قوتوں کا اظہار نہیں کرو گے۔ تم طاقت اسی حد تک استعمال کرو گے' جتنی کہ اپنے بچاؤ کے لیے لازمی ہو گی۔"

وہ بولا۔ "میں صرف اپنی حفاظت کی حد تک اپنی قوتوں کا استعمال کروں گا۔"

"تم کسی کو اپنا اصل نام نہیں بتاؤ گے۔ اپنی اصل شکل و صورت میں نہیں رہو گے۔ اپنی صلاحیتوں کا اظہار اس طرح نہیں کرو گے کہ دشمن تمہیں پاشا کی حیثیت سے پہچان لیں۔"

وہ حکم کا بندہ تھا۔ اس نے بندگی کا وعدہ کیا۔ وہ بولی۔ "تنویمی نیند کے بعد بھول جاؤ گے کہ تم پر یہ عمل کیا گیا تھا۔ تم لاعلمی میں میرے تابعدار رہا کرو گے۔"

"میں لاعلمی میں تمہارا تابعدار رہا کروں گا۔"

"تم نیند سے بیدار ہونے کے بعد بانو شہناز کو چھوٹی بہن سمجھو گے اور اس کے کسی معاملے میں مداخلت نہیں کرو گے بلکہ اس کی ہر بات بے چون و چرا مان لیا کرو گے۔"

"میں بانو شہناز کو چھوٹی بہن سمجھ کر اُس کی ہر بات مان کروں گا۔"

"میں تمہیں حکم دیتی ہوں۔ چار گھنٹے تک گہری نیند سوتے رہو پھر بیدار ہو جاؤ۔"

پاشا کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہو گئیں وہ گہری نیند میں ڈوبتا چلا گیا۔ ثی تارا اس کمرے سے نکل کر باہر آئی۔ دروازے کو آہستگی سے بند کر دیا پھر ڈرائنگ روم میں آ کر بیٹھ گئی۔ صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر بڑی دیر تک آنکھیں بند کیے سوچتی رہی۔ آئندہ بہت سے منصوبے اور مسائل تھے' جن سے نمٹنا تھا۔ اعصابی کمزوری کے باعث اس نے کئی دنوں سے اپنی کسی ڈمی سے رابطہ نہیں کیا تھا ان تمام ڈمیوں کے ذریعے بہت سے نئے حالات اور واقعات معلوم ہونے والے تھے۔

اس نے آہٹ سن کر آنکھیں کھول دیں۔ دائی ماں نے آ کر کہا۔ "بیٹی! آرام کرو' زیادہ محنت کرو گی تو بیمار پڑ جاؤ گی۔"

"ہاں' آرام کروں گی۔ ابھی وہ عادل رہ گیا ہے۔"

"میں تو کہتی ہوں اس کا قصہ ہی ختم کر دو' وہ ہمارے کسی کام کا نہیں ہے۔ زندہ رہے گا تو ہمارے جانے کے بعد بھی اسلام آباد میں کہتا پھرے گا کہ فرہاد بھائی جان کی ہونے والی بہو یہاں آئی تھی۔ پتا نہیں کمبخت نے کیسے بھائی جان کا رشتہ قائم کر لیا ہے۔"

"دائی ماں! میں اسے یونہی قتل کر کے یہاں سے جاؤں گی تو مجھے کیا حاصل ہو گا۔ اس کی جان لینے کا کچھ تو فائدہ حاصل ہونا چاہیے۔"

"تم کیا فائدہ حاصل کرنا چاہتی ہو؟"

"مجھے جان پر کھیلنے والے آلۂ کاروں کی ضرورت ہے۔ میں عادل کو ایسا ہی جانباز غلام بناؤں گی۔ کیا وہ سو رہا ہے؟"

"جاگ رہا ہے۔ باتھ روم گیا تھا۔ وہاں سے واپس آتے ہی کمزوری سے گر پڑا۔ میں نے اسے سہارا دے کر بستر پر پہنچایا ہے۔ مجھ سے التجا کر رہا تھا کہ میں کسی ڈاکٹر کو بلاؤں۔"

"تم ان دونوں کی توانائیاں واپس لانے کے لیے دیسی نسخے سے دوائیں تیار کرو۔ میں اس پر عمل کرنے جا رہی ہوں۔"

"بیٹی! پہلے تم کچھ کھا لو۔ تم جانتی ہو کہ میں تمہارے بغیر نہیں کھاتی ہوں' کیوں مجھے بھوکا مار رہی ہو؟"

"بس ایک گھنٹہ انتظار کرو پھر میں تمہارے ساتھ پیٹ بھر کر کھاؤں گی۔"

وہ وہاں سے اٹھ کر چلتی ہوئی ایک کمرے میں آئی پھر دروازے کو بند کر دیا۔ عادل چنگیزی ایک بستر پر پڑا تھا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا پھر اس کمزوری سے تکیے پر آ گیا۔ وہ بیمار سی آواز میں بولا۔ "ثی تارا! مجھ سے دشمنی کیوں کر رہی ہو؟ میرا قصور کیا ہے؟"

"اس سے بڑا قصور کیا ہو سکتا ہے کہ تم نے میری اصلیت جان لی ہے۔"

"پلیز' خیال خوانی کے ذریعے برین واش کر دو۔ میں تمہاری اصلیت بھول جاؤں گا۔ اس کے بعد مجھے اس قید سے رہا کر دو۔ مجھے کسی اسپتال میں پہنچا دو۔"

"میں یہی کرنے آئی ہوں۔ تمہارے سرہانے بڑے سے پیالے میں توانائی بخش حریرہ رکھا ہوا ہے اسے پی جاؤ۔ تمہاری یہ کمزوری جاتی رہے گی۔"

"نہیں' میں یہاں کچھ بھی کھاتا پیتا ہوں تو پہلے سے زیادہ کمزور ہو جاتا ہوں۔ اسے پینے پر مجبور نہ کرو۔"

"میں یقین دلاتی ہوں' اسے پینے سے توانائی حاصل ہو گی۔"

اس نے عادل کے دماغ پر قبضہ جمایا وہ اٹھ کر بیٹھ گیا پھر کسی حیل و حجت کے بغیر بڑے سے پیالے کو اٹھا کر پینے لگا۔ وہ بستر کے قریب ایک کرسی پر آ کر بیٹھ گئی۔ اس نے پیالہ خالی کرنے کے بعد سرہانے والی میز پر رکھ دیا پھر آرام سے چاروں شانے چت لیٹ گیا۔

ثی تارا نے پوچھا۔ "تم اپنے فرہاد بھائی جان سے بہت محبت کرتے ہو؟"

وہ ناراضی سے بولا۔ "میرے سامنے بھائی جان کا نام نہ لو۔ میں مسلسل مصائب جھیل رہا ہوں مگر بھائی جان تو کیا' بھابی جان بھی مجھے مصیبتوں سے نجات دلانے نہیں آ رہی ہیں۔ کیا محبت اور رشتے داری ایسی ہوتی ہے؟"

"مجھے افسوس ہے کہ تمہارے وہ رشتے دار بے مروّت نکلے۔ اب صبر کرو اور آنکھیں بند کر لو۔"

اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ ثی تارا نے اسے گہری نیند میں پہنچا دیا پھر اس کے خوابیدہ دماغ سے پوچھا۔ "کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟"

وہ خوابیدہ لہجے میں بولا "ہاں' سن رہا ہوں۔"

"تمہارا کمزور اور شکست خوردہ دماغ میرے سامنے بے بس ہے۔ تم میرے معمول اور تابعدار بننے کے لیے آمادہ ہو؟"

"میں تمہارا معمول اور تابعدار بننے پر آمادہ ہوں۔"

"تم میرے معمول بن رہے ہو۔ تمہارا دل' تمہارا دماغ میرے سامنے جھک رہا ہے۔ تم معمول بن رہے ہو۔ اپنی خودداری اور غیرت کو میرے حوالے کر رہے ہو۔ میرے معمول بن رہے ہو۔"

وہ اس کے ساتھ ساتھ بولتا رہا۔ "میں تمہارا معمول بن رہا ہوں۔ میں تمہارا معمول بن رہا ہوں۔"

وہ رفتہ رفتہ اسے ٹرانس میں لے آئی پھر بولی۔ "میں حکم دیتی ہوں' میرا نام بھول جاؤ۔"

"میں تمہارا نام بھول گیا ہوں۔"

"میں پوچھتی ہوں' میرا نام کیا ہے؟"

"میں تمہارا نام بھول گیا ہوں۔"

"تم اپنا نام اور مذہب بھی بھول جاؤ۔ تم مسلمان نہیں ہو اور تمہارا نام عادل چنگیزی نہیں ہے۔"

"میں مسلمان نہیں ہوں اور میرا نام عادل چنگیزی نہیں ہے۔"

"تم ایک یہودی ہو۔ تمہیں چوبیس گھنٹے کے اندر جس نام کے شناختی کارڈ اور پاسپورٹ وغیرہ ملیں گے' تم اسی نام اور شخصیت کو اپنا لو گے اور اسرائیل چلے جاؤ گے۔"

اس نے ان احکامات کی تعمیل کرنے کا وعدہ کیا۔ وہ بولی۔ "تم اپنے دماغ میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرو گے اور فوراً ہی سانس روک لیا کرو گے۔ صرف میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرو گے۔"

عادل نے اس کے احکامات دہرائے۔ ثی تارا نے کہا۔ "تنویمی نیند سے بیدار ہونے کے بعد تم بانو شہناز کو اپنی بہن سمجھو

گے اور اس کے کسی معاملے میں مداخلت نہیں کرو گے۔"

وہ بولتی رہی اور اپنے ضروری احکامات اس کے دماغ میں نقش کرتی رہی پھر اسے سونے کے لیے چھوڑ دیا۔ کمرے سے نکل کر کھانے کی میز پر آئی۔ پہلے واش بیسن میں صابن سے ہاتھ کو اچھی طرح دھویا پھر کرسی پر آ کر بیٹھ گئی۔ دائی ماں نے اس کے سامنے کھانا لگاتے ہوئے کہا۔ "تم نے کئی دنوں سے اپنی کسی ڈمی سے رابطہ نہیں کیا ہے۔ پتا نہیں، تمہارے دشمنوں میں کمی ہو رہی ہے یا اضافہ ہو رہا ہے۔ ان سے باخبر نہیں رہو گی تو پھر غفلت میں مصیبتیں اٹھاؤ گی۔ یہ سوچنے سے ہَول اٹھتا ہے کہ تم اکیلی جان ہو اور دشمن ہزار ہیں اور یہ دشمن تمہیں مسائل کے وزنی پتھر مارتے رہتی ہیں۔"

وہ لقمہ چباتے ہوئے بولی۔ "پاشا کے آ جانے سے میرے بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے۔"

"کیا تم اسے ساتھ رکھو گی؟"

"اس کے ساتھ ایک چھت کے نیچے نہیں رہوں گی لیکن ایک شہر میں رہا کروں گی۔ جہاں جاؤں گی، وہاں یہ میری نظروں کے سامنے رہے گا۔"

"اور عادل؟"

"میں ابھی اس کے بارے میں سوچوں گی۔ تھوڑی دیر خاموش رہو۔"

وہ کھاتے کھاتے واشنگٹن پہنچ گئی۔ اپنی ایک ڈمی کو مخصوص کوڈ ورڈز سنا کر بولی۔ "میں بیمار تھی اس لیے اتنے دنوں رابطہ نہ کر سکی۔ رپورٹ سناؤ۔"

"مادام! یہاں بڑی تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ سپر ماسٹر انتونی پاڈلیا مارا گیا ہے اس کی جگہ ایک نیا سپر ماسٹر آیا ہے جس کا نام جان بلوشر ہے۔ پچھلے دو دنوں میں جنرل واسکوڈی کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔ فوج اور حکومت کے تمام اکابرین اس کے مشوروں پر چلتے ہیں۔ جان بلوشر کو اسی کی سفارش پر سپر ماسٹر بنایا گیا ہے۔"

شی تارا نے پوچھا۔ "سپر ماسٹر انتونی پاڈلیا کیوں مارا گیا؟"

"مادام! یہ اندر کی گہری بات ہے، میں معلوم کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ بائی دی وے ایک اہم رپورٹ یہ ہے کہ میں نے پرسوں شام کو نیویارک ائرپورٹ پر مرینا کو دیکھا تھا۔"

"کیا وہ تنہا تھی؟"

"جی ہاں۔ سوئس ائر کے ایک طیارے سے آئی تھی۔ ایک اور اہم بات یہ ہے کہ جنرل کی سالی روزی اس کے استقبال کے لیے آئی ہوئی تھی وہ روزی کے ساتھ جا رہی تھی۔ میں ان کا تعاقب نہ کر سکی۔ کسٹم والوں نے مجھے چیکنگ کے لیے روک لیا تھا۔"

شی تارا نے کہا۔ "پھر تو یہ بات سمجھ میں آ رہی ہے کہ جنرل واسکوڈی بہت زیادہ اہمیت کیوں اختیار کر رہا ہے۔ مرینا سے اس کی دوستی ہو گئی ہے اور وہ اس کے سر پر سوار ہو کر اس ملک کی بساط پر اپنی پسند کے مہرے چل رہی ہے۔ اب یہ معلوم کرو کہ اس نے وہاں کون سا کھیل شروع کیا ہے؟"

"اس ملک میں سب سے اہم ٹرانسفارمر مشین ہے۔ شاید وہ معلوم کرنا چاہتی ہو کہ مشین کی خرابیاں دور ہو چکی ہیں یا نہیں۔ یا شاید وہ اس ملک کے اکلوتے ٹیلی پیتھی جاننے والے ڈِکی سول کو ٹریپ کرنے کی فکر میں ہو۔"

"وہ مشین کا نقشہ حاصل کرنے کی بھی کوشش کر سکتی ہے۔"

"میں نے یہی معلوم کرنے کے لیے اپنے بھائی پے پے سرنا (ڈمی) کو جنرل کے پیچھے لگا دیا ہے، وہ اس کا تعاقب کرتا ہوا میامی شہر گیا ہے۔"

شی تارا نے کہا "تم ائرپورٹ سے مرینا کا تعاقب نہ کر سکیں لیکن سیدھی سی بات ہے، جنرل کی سالی پر نظر رکھو گی تو جلد ہی مرینا کا سراغ مل جائے گا۔"

"میں یہی کہنے جا رہی تھی کہ اس پر میری نظر ہے۔ روزی اپنے بہنوئی کے ساتھ میامی گئی ہے۔"

"ہوں، یہ بات غور طلب ہے کہ جنرل اپنی سالی کو وہاں لے گیا ہے یا سالی جنرل کو وہاں لے گئی ہے؟"

"مادام! بات تو ایک ہی ہے۔"

"ایک نہیں ہے۔ اگر سالی جنرل کو وہاں لے گئی ہے تو وہ سالی نہیں مرینا ہے۔"

شی تارا ذرا چپ ہوئی۔ سوچنے لگی، اسے یاد آیا کہ میامی میں بحریہ کا ہیڈ کوارٹر بھی ہے۔ وہ ڈمی سے بولی۔ "اپنے ساتھی سرنا سے رابطہ کرو۔ اس سے کہو، اگر جنرل سالی کے ساتھ یا تنہا نیوی ہیڈ کوارٹر میں جائے تو ہوشیاری سے معلومات حاصل کرے کہ وہ کیوں وہاں گیا ہے؟ اور مرینا اس کے دماغ میں رہ کر کیا کر رہی ہو گی؟ میں پھر آؤں گی۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہوئی پھر دوبارہ کھانا شروع کرتے ہوئے دائی ماں کو مرینا کے متعلق بتانے لگی۔ دائی ماں نے کہا۔ "مرینا کو کبھی عزت کی زندگی راس نہیں آئے گی۔ اسے عزت سے رہنے کا پہلا موقع فرہاد کی فیملی میں مل رہا تھا۔ وہ ان سے فراڈ کر کے بھٹکتی ہوئی تمہارے ہاتھ لگی۔ تم اسے عزت سے بھابی بنانے کے لیے سوچ رہی تھیں، وہ تمہیں بھی چرکا دے کر چلی گئی۔ اب پتا نہیں کس دلدل میں جا کر دھنسے گی۔"

شی تارا نے لقمہ چباتے ہوئے کہا۔ "میں اس کمینی کو نہیں چھوڑوں گی۔ اسے پاؤں کی جوتی بنا کر رکھوں گی۔ صومالیہ میں اگر وہ مجھے دھوکا نہ دیتی تو وہ تمام فارمولے اس وقت میرے ہاتھوں میں ہوتے۔"

"بیٹی! ابھی تم نے جنرل کی سالی کا ذکر کیا تھا۔ میرا دل کہتا ہے کہ مرینا اس کی سالی کے بھیس میں اس کے ساتھ پھر رہی ہے۔ اگر تم کسی طرح سالی کے دماغ میں پہنچ سکو تو حقیقت کھل کر سامنے آ جائے گی۔"

"میں کوشش کروں گی۔ اب تم خاموش رہو۔"

وہ خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی لندن کی ڈمی شی تارا کے پاس آئی پھر کوڈ ورڈز ادا کر کے بولی۔ "میں پچھلے دنوں بیمار تھی اس لیے رابطہ نہ کر سکی۔ تم رپورٹ سناؤ۔"

"مادام! چار روز پہلے سپر ماسٹر انتونی پاڈلیا کے کئی فون آئے وہ آپ سے ضروری باتیں کرنا چاہتا تھا۔"

"یہ بات پرانی ہو چکی ہے۔ انتونی پاڈلیا مر چکا ہے اور ایک نیا سپر ماسٹر جان بلوشر آیا ہے۔ اس سے فون پر رابطہ کرو اور کہو شی تارا نے اسے سپر ماسٹر کا عہدہ حاصل کرنے پر مبارکباد دی ہے۔"

"جی اچھا، میں ابھی فون کروں گی۔"

"اور سنو۔ اسلام آباد سے ایک نوجوان لندن آئے گا۔ پاسپورٹ کے مطابق وہ مسلمان ہے اور اس کا نام عادل چنگیزی ہے۔ میں نے اسے یہودی بنا دیا ہے۔ تم اپنی ڈائری کھول کر دیکھو لندن میں ایسا کون یہودی نوجوان ہے جس کی رہائش تل ابیب میں ہے۔ وہ تنہا ہو تو بہتر ہے۔ اس کے ساتھ رشتے داروں کا بکھیڑا نہ ہو۔ تم اور سرنا اس عادل کو پلاسٹک سرجری کے ذریعے وہی یہودی جوان بناؤ گے۔ ہمارے ہپناٹزم کے ماہر سے کہو گے کہ تنویمی عمل کے ذریعے عادل کے دماغ میں عبرانی زبان نقش کر دے۔ میں تم لوگوں کی کارکردگی کا جائزہ لیتی رہوں گی پھر اس یہودی نوجوان کے پاسپورٹ پر عادل کو تل ابیب بھیج دیا جائے گا۔"

"یس مادام! آپ عادل کو روانہ کریں۔ ہم اسے سنبھال لیں گے۔"

"اب نئے سپر ماسٹر کو فون کرو۔ میں جا رہی ہوں۔ پانچ منٹ کے بعد آؤں گی۔"

وہ کھانے کی میز سے اٹھ گئی۔ ہاتھ دھو کر دانتوں کو برش کیا پھر پانی پی کر ڈرائنگ روم کے صوفے پر آ کر بیٹھ گئی۔ لندن کی ڈمی شی تارا کے پاس پہنچ کر معلوم کیا۔ ڈمی نے نائب سپر ماسٹر کے ذریعے شی تارا کی مبارکباد پہنچا دی تھی۔ سپر ماسٹر نے شی تارا سے گفتگو کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی اور گرین سگنل دیا۔ گرین سگنل کا مطلب یہ تھا کہ وہ براہ راست نئے سپر ماسٹر کے دماغ میں آ کر گفتگو کر سکتی ہے۔

اسی وقت فون کی گھنٹی بجی۔ ڈمی نے ریسیور اٹھا کر کہا۔ "ہیلو میں شی تارا بول رہی ہوں۔"

دوسری طرف سے سپر ماسٹر کی آواز آئی۔ "مس ڈمی! میں تمہاری مادام سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ آپ ریسیور رکھ دیں۔ وہ آپ کے پاس آ رہی ہیں۔"

اس نے ریسیور رکھتے ہی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا۔ وہ بولی۔

"تم مجھے محسوس کر رہے ہو یعنی یوگا کے ماہر ہو۔ شاید اپنے دماغ میں بلانے کا مقصد یہ ہے کہ کسی معاملے میں مجھے رازدار بنانا چاہتے ہو۔"

"تم درست سمجھ رہی ہو۔ میں تمہیں دوست بنانا چاہتا ہوں۔"

"ایک نیام میں دو تلواریں کیسے رہ سکتی ہیں؟ تمہارے جنرل نے مرینا کو سر پر بٹھایا ہوا ہے۔"

"تم یقین کرو، میں مرینا کے متعلق کچھ نہیں جانتا ہوں۔ البتہ یہ شبہ تھا کہ جنرل کی پشت پر کوئی خیال خوانی کرنے والی ہستی ہے۔ تم مرینا کا نام لے رہی ہو تو پھر وہی ہو گی۔"

"میں تصدیق کر رہی ہوں کہ وہ جنرل کے ساتھ ہے۔ اب میری ضرورت تو نہیں ہو گی۔"

"ایسا نہ کہو۔ اسے جنرل کے ساتھ رہنے دو۔ میں تمہارا تعاون چاہتا ہوں۔"

"جہاں وہ ہو گی، وہاں میں نہیں رہوں گی۔"

"یقین کرو، جنرل سے مجھے کوئی لگاؤ نہیں ہے۔ یوں سمجھو میں اس کی مخالفت میں تمہارا تعاون چاہتا ہوں۔ میں نے یہاں کے سپر ماسٹروں کو حرام موت مرتے دیکھا ہے۔ صرف ایک سپر ماسٹر ہولی مین ایسا تھا جسے سونیا ثانی نے حرام موت سے بچا لیا تھا۔ جس طرح سونیا ثانی، ہولی مین کی بیٹی اور محافظ بن کر رہی، کیا اس طرح تم میری بیٹی بننا پسند کرو گی؟"

"مجھے بیٹی کہہ رہے ہو تو میں حاضر ہوں۔ تم سے ہر معاملے میں تعاون کروں گی۔"

"جنرل نے مجھے ہمیشہ اپنے زیر اثر رکھنے کے لیے سپر ماسٹر بنایا ہے۔ اگر میں اپنے مزاج کے خلاف اس کی بات نہ مانوں تو وہ مرینا کے ذریعے مجھے نقصان پہنچا سکتا ہے۔"

"تم یوگا کے ماہر ہو، سانس روک لیتے ہو۔ میں مخصوص کوڈ ورڈز ادا کروں تو تم مجھے دماغ میں رہنے دو گے، وہ کوڈ ورڈز ادا نہ ہوں تو سمجھ لینا، مرینا کسی غلط ارادے سے آئی ہے۔ تم اسے سانس روک کر بھگا دو گے۔ اگر تمہیں زخمی کر کے یا اعصابی کمزوری میں مبتلا کر کے وہ تم پر تنویمی عمل کرے گی تو میں بعد میں اس کا توڑ کر سکتی ہوں۔"

"بس تو پھر میں آج سے مطمئن رہوں گا۔ اب یہ بتاؤ کہ میں تمہارے لیے کیا کروں؟"

"ابھی تو میں تمہارے ہی لیے بہت کچھ کرنا چاہتی ہوں۔ فرض کرو، میں مرینا اور جنرل کی دوستی ختم کر دوں تو اس کی پشت پر ٹیلی پیتھی کی طاقت نہیں رہے گی۔ میں تمہاری پشت پر رہوں گی تو جنرل تم سے کمتر ہو جائے گا۔"

"کیا ایسا ممکن ہے؟"

"ہاں، تم کسی طرح مجھے جنرل کے دماغ میں پہنچاؤ۔"

"یعنی اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کروں؟"
"ہاں، تم آج ہی اسے ڈنر پر دعوت دے سکتے ہو۔"
"آج وہ صبح سے میامی گیا ہوا ہے جب کہ یہاں اعلیٰ حکام کے ساتھ اہم میٹنگ تھی، اس نے میٹنگ کینسل کرا دی۔"
"کیا تم جانتی ہو کہ وہ اپنی سالی روزی کے ساتھ گیا ہے؟"
"ہاں، یہ بھی جانتی ہوں کہ وہ سالی روزی نہیں مرینا ہے۔"
"کیا واقعی؟"
"تم خود عقل سے سوچو۔ اعلیٰ حکام کی میٹنگ دو ہی صورتوں میں منسوخ ہو سکتی ہے۔ ایک تو یہ کہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے مجبور کیا گیا ہو یا کوئی بڑا فوجی مسئلہ درپیش ہو۔ کیا ان دنوں کوئی مسئلہ درپیش تھا؟"
"ہاں، یہ بات چلی تھی کہ ٹرانسفارمر مشین یوں درست نہیں ہوگی۔ اس کے پرانے ڈھانچے سے نئی مشین بنائی جائے۔ اس کے لیے مشین کا نقشہ لازمی ہے۔"
"اب بات سمجھ میں آئی۔ وہ نقشہ میامی کے نیوی ہیڈ کوارٹر میں ہے۔ مرینا جنرل کو آلۂ کار بنا کر وہ نقشہ حاصل کرے گی۔"
"ہاں، یہی بات ہو سکتی ہے۔"
"ہو سکتی ہے نہیں، بے شک یہی ہونے والا ہے۔ تعجب ہے تم سپر ماسٹر ہو، تمہیں یہ خبر نہیں ہے کہ وہ حکومت اور فوج کی رضا مندی حاصل کر کے وہ نقشہ لانے گیا ہے۔"
"میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ وہ مجھے کٹھ پتلی سپر ماسٹر بنا کر رکھنا چاہتا ہے۔"
"میں جنرل کو تمہارا تابعدار بنا دوں گی۔ میرے مشورے پر فوراً عمل کرو۔ ایک ہیلی کاپٹر چارٹر کراؤ اور جلد سے جلد میامی پہنچو۔ چھپ کر جنرل اور اس کی سالی پر نظر رکھو پھر موقع ملتے ہی سائلنسر لگے ہوئے ریوالور سے سالی کو زخمی کرو یا جنرل کو ایسا جسمانی یا دماغی نقصان پہنچاؤ کہ مرینا کو اس کی دماغی کمزوری کا پتا نہ چلے۔"
"ٹھیک ہے، میں ابھی یہاں سے روانہ ہوتا ہوں۔"
"میں ایک آدھ گھنٹے بعد آؤں گی۔ میرے کوڈ ورڈز یہ ہوں گے۔ تارا مینس اسٹار۔ می شی تارا" (تارا کے معنی ستارہ اور میں شی تارا ہوں۔)
وہ دماغی طور پر اپنے ڈرائنگ روم میں حاضر ہو گئی۔ وہاں سے اٹھ کر کچن میں آئی پھر چولہا جلا کر اپنے لیے چائے بنانے لگی۔ دائی ماں نے آ کر کہا۔ "بٹی کیا کر رہی ہو؟ کیا میں مر گئی ہوں۔"
"بھگوان نہ کرے۔ تم میری زندگی تک زندہ سلامت رہو۔ تم تو میرا دایاں بازو ہو۔"
"کیا چائے پینا چاہتی ہو؟"
"جی ہاں۔ تمہیں تو میری عادت کا پتا ہے۔"
دائی ماں نے چولہا بجھا کر کہا۔ "پتا ہے اسی لیے چائے بنا کر تھرماس میں رکھ دی ہے اور بولو؟"
وہ لپٹ کر بولی۔ "او مائی سویٹ دائی ماں۔ اب ایک کام کرو۔ عادل کا پاسپورٹ اور ضروری کاغذات لے کر برطانوی سفارت خانہ جاؤ۔ میں تمہارے ذریعے برطانیہ کے سفیر کے دماغ میں جاؤں گی۔ گھنٹے بھر میں عادل کو لندن کا ویزا مل جائے گا۔"
دائی ماں نے اسے ایک پیالی میں چائے دی پھر عادل کا پاسپورٹ اور شناختی کارڈ وغیرہ اس کے سامان سے نکال کر لے گئی۔ شی تارا نے چائے پینے کے بعد پاشا اور عادل کے کمروں میں باری باری جا کر دیکھا۔ وہ دونوں گہری نیند میں تھے وہ پھر ڈرائنگ روم میں آ کر بیٹھ گئی۔
اسے واشنگٹن میں رہنے والی ڈمی شی تارا نے بتایا تھا کہ جنرل اپنی سالی کے ساتھ میامی گیا ہے اور ڈمی کا ساتھی سرنا ان دونوں کے تعاقب میں ہے۔ شی تارا نے سرنا کے پاس آ کر کوڈ ورڈز ادا کیے پھر پوچھا۔ "جنرل اور اس کی سالی کہاں ہیں؟"
"وہ دونوں سرکاری بنگلے میں ہیں۔ میں بڑی دیر سے ان کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ دیکھئے دونوں بنگلے سے نکل کر کار میں بیٹھ رہے ہیں۔ کہیں جا رہے ہیں۔"
"ان کا تعاقب کرو۔ میں ابھی آتی ہوں۔"
وہ سرنا کو چھوڑ کر سپر ماسٹر جان، بلوشر کے پاس آئی۔ اس کا ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو رہا تھا۔ شی تارا نے کوڈ ورڈز ادا کر کے پوچھا۔ "اتنی دیر سے کیوں جا رہے ہو؟"
"میں تو فوراً ہی جانا چاہتا تھا لیکن جنرل کا ایک دست راست میجر ہے وہ مجھے میامی جانے سے منع کر رہا تھا۔ میں نے اس سے صاف کہہ دیا کہ میں اس کا ماتحت نہیں ہوں۔ میں سپر ماسٹر کی حیثیت سے ایک اسپیشل ڈیوٹی پر جا رہا ہوں اس نے کوشش کی تھی کہ مجھے ہیلی کاپٹر نہ ملے مگر میرا عہدہ اس سے بڑا ہے۔ میں یہ ہیلی کاپٹر حاصل کر کے میامی جا رہا ہوں۔ اس وقت ساڑھے چھ بجے ہیں۔ میں ایک یا سوا گھنٹے میں پہنچ جاؤں گا۔"
وہ تھوڑی دیر تک اس کے پاس رہی۔ جنرل اور مرینا کو پھانسنے کی تدبیریں کرتی رہی پھر رات گئے تک یہی سلسلہ رہا۔ رات کے آٹھ بجے ڈمی سرنا نے بتایا کہ وہ میامی کے سب سے بڑے شراب خانے اور قمار خانے میں گئے ہیں۔ سپر ماسٹر میامی پہنچنے کے بعد اسی شراب خانے میں گیا۔ ڈمی سرنا نے شی تارا کی خیال خوانی کے ذریعے سپر ماسٹر کو پہچانا۔ اس سے ملاقات کی پھر وہ دونوں بھی اسی عمارت میں آ گئے۔
وہاں انہوں نے دور ہی دور سے جنرل کے ذریعے پارس اور باربرا کو دیکھا۔ ان میں سے کوئی پارس اور باربرا کو نہیں پہچانتا تھا۔ شی تارا نے سپر ماسٹر سے پوچھا۔ "مسٹر بلوشر! وہ جنرل کی سالی روزی شراب خانے میں کس جوان سے باتیں کر رہی ہے؟"
"پتا نہیں کون ہے۔ جنرل کی سالی روزی اس جوان کے پاس سے گزر کر شراب خانے کے باہر لفٹ میں اوپر گئی تھی پھر لوٹ کر اس جوان کے پاس آئی ہے۔"
"مسٹر بلوشر! اندازہ کرو، کسی طرح معلوم کرو، وہ اس جوان میں دلچسپی کیوں لے رہی ہے۔"
"وہ جوان گلاس بھر بھر کے شراب پی رہا ہے پھر بھی نارمل دکھائی دیتا ہے۔ پتا نہیں اس میں ایسی دلچسپی لینے والی کیا بات ہے۔ وہ دیکھئے جنرل اور اس کی سالی شرابی جوان سے بیزار ہو کر جا رہے ہیں۔"
شی تارا کے دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے سپر ماسٹر سے پوچھا۔ "ابھی تم کیا کہہ رہے تھے؟ کیا وہ گلاس بھر بھر کر پی رہا ہے اور اسے نشہ نہیں ہو رہا ہے؟"
"جی ہاں، کچھ ایسا ہی لگتا ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہے؟"
"ہاں، یہ پارس کی ایک پہچان ہے۔ وہ شراب کا پورا ڈرم پی کر بھی نارمل رہتا ہے۔ تم جنرل کے پیچھے جاؤ۔ اس کی سالی بے شک مرینا ہی ہے، وہ بھی پارس کی یہ خاصیت جانتی ہے۔ اسی لیے اس میں دلچسپی لے رہی ہے۔ میں سرنا کے ذریعے اس جوان پر نظر رکھوں گی۔"
وہ ڈمی سرنا کے پاس آ کر بولی۔ "اس شرابی جوان پر نظر رکھو۔ وہ بہت اہم ہے میں جنرل اور مرینا سے نمٹنے کے بعد اس کا بھی جغرافیہ معلوم کروں گی۔"
وہ تھوڑی دیر کے لیے دماغی طور پر حاضر ہوئی۔ پارس کے خیال سے دل گھبرانے لگا تھا۔ اس کی موجودگی ڈراتی تھی کہ وہ کام بگاڑ دے گا۔ ان لمحات میں وہ یہی دعا مانگ رہی تھی کہ وہ شرابی جوان، پارس نہ ہو۔ بلا سے وہ جوان ملک الموت ہو مگر پارس نہ ہو۔
وہ کچھ دیر تک اپنے دل کی دھڑکنوں پر ہاتھ رکھے بیٹھی رہی خود کو سمجھاتی رہی۔ اگر پارس میامی شہر میں ہے تو کیا ہوا؟ میں تو اس سے ہزاروں میل دور ہوں اگر مجھ سے کہیں غلطی ہو گی اور میرا نام ظاہر ہو جائے گا تو وہ مجھے پکڑ نہیں پائے گا۔ میں اس سے بہت دور ہوں۔ ہزاروں میل دور ہوں۔ وہ مجھے پکڑ نہیں پائے گا۔"
اسے پارس کی پکڑ یاد آنے لگی۔ ایک ہی بار تو ملا تھا۔ ایسے پکڑا تھا جیسے جکڑا ہوا ہو اور ایسے جکڑا تھا جیسے جھگڑا ہو۔ ایسا پہلا جھگڑا عورت کے دل میں ہمیشہ کے لیے نقش ہو جاتا ہے۔ وہ ایسا جھگڑا دل و جان سے برقرار رکھنا چاہتی تھی چونکہ سامنا کرنے سے گھبراتی تھی اس لیے دور ہی دور سے جھگڑا قائم رکھا تھا۔ محبت کا جھگڑا دور سے ہو یا قریب سے، اس کا تعلق محبت سے ہی ہوتا ہے۔
وہ بڑی دیر تک اس کے خیالوں میں الجھی رہی پھر وہ شرابی جوان کی حقیقت معلوم کرنے ڈمی سرنا کے پاس آئی تو پتا چلا اس عمارت میں جتنے مرد اور عورتیں ہیں وہ سب دہشت زدہ ہیں اور اس عمارت سے باہر بھاگنے کے لیے ایک دوسرے کو کچلتے جا رہے ہیں۔ سرنا کی سوچ نے بتایا کہ پہلے جنرل کی طرف سے اعلان کیا گیا تھا کہ کوئی باہر نہیں جائے گا۔ یہاں ایک غیر ملکی جاسوس ہے اسے تلاش کیا جا رہا ہے۔
شی تارا نے کہا۔ "اس کا مطلب ہے کہ مرینا نے پارس کو شرابی جوان کے بھیس میں پہچان لیا ہے اور اسے فوجیوں کی حراست میں رکھنے کے لیے جنرل کے ذریعے اسے باہر جانے سے روک رہی تھی۔"
"یس مادام! لیکن اب یہاں کوئی نہیں رکے گا۔ ابھی کسی نے اطلاع دی ہے کہ یہاں بم پھٹنے والے ہیں، اسپیکر کے ذریعے ہر جگہ ٹائم بم کی ٹک ٹک سنائی دے رہی ہے۔"
"میں یقین سے کہتی ہوں یہ پارس کی کوئی چال ہے۔ یہاں کوئی بم نہیں ہے۔"
اس کی بات ختم ہوتے ہی دھماکے ہونے لگے۔ مردوں اور عورتوں کی چیخیں گونجنے لگیں۔ لوگ ایک دوسرے سے ٹکرا کر گرتے پڑتے بھاگ رہے تھے۔ کتنے ہی ایسے تھے جنہیں گرنے کے بعد اٹھنے کا موقع نہیں مل سکا تھا۔ ان میں سرنا بھی تھا۔ اسے گرنے کے بعد اٹھنے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ بدحواسی میں بھاگنے والے اسے روندتے جا رہے تھے۔ شی تارا نے کہا۔ "سرنا! اٹھو۔ اٹھنے کی کوشش کرو۔ کسی طرح اس شرابی جوان کو اس بھیڑ میں ڈھونڈ کر زخمی کرو۔ ایسا موقع پھر کبھی نہیں ملے گا۔"
وہ اسے اٹھا نہیں پا رہی تھی۔ وقت ضائع ہو رہا تھا۔ وہ پارس کو عمارت کے باہر جانے سے پہلے ٹریپ کرنا چاہتی تھی۔ بڑی حسرت تھی کہ ایک بار اس کے دماغ میں گھس کر اسے اپنا غلام بنا لے۔ وہ سپر ماسٹر کے پاس آئی وہ بھی بھیڑ میں دھکے کھا رہا تھا۔ کسی طرح بھی عمارت سے باہر جا کر اپنی جان بچانا چاہتا تھا۔ شی تارا نے کہا۔ "مسٹر بلوشر! کہاں بھاگے جا رہے ہو۔ کسی طرح اس شرابی جوان کو ڈھونڈو اور اسے دیکھتے ہی زخمی کر دو۔"
"تم کیسی باتیں کرتی ہو۔ اس بھیڑ میں وہ کہاں ملے گا اور ملے گا تو اتنے دھکے لگ رہے ہیں کہ گولی کہیں چلاؤں گا اور وہ کسی اور کو لگے گی۔"
"میں کچھ نہیں جانتی اسے کسی بھی طرح پھانسنا ضروری ہے۔"
"ابھی تو تم جنرل اور مرینا کو اہمیت دے رہی تھیں۔"
"مجھے ان دونوں کی رہائش گاہ کا علم ہے۔ وہ یہاں سے سرکاری بنگلے میں جائیں گے۔ وہ شرابی جوان پارس ہے، اسے پکڑو۔"
"پھر تو وہ خود کو گرفتاری سے بچانے کے لیے باہر جا رہا ہو گا یا جا چکا ہو گا۔ ٹھیک ہے، میں اسے تلاش کر رہا ہوں۔"
وہ بڑی دیر تک دھکے کھاتا رہا پھر باہر آیا۔ اسے اِدھر اُدھر ڈھونڈتا رہا لیکن اسے پارس، مرینا اور جنرل دکھائی نہیں دیے۔ سپر ماسٹر نے سرکاری بنگلے میں فون کر کے جنرل کے متعلق پوچھا۔ جواب ملا، وہ

ابھی تک واپس نہیں آیا ہے۔

پھر اس نے چار گھنٹے بعد فون کیا۔ ایک فوجی افسر نے جواب دیا۔ "جنرل واسکوڈی خیریت سے ہے۔"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "میں ان سے ملنا چاہتا ہوں۔ بہت ضروری کام ہے۔"

"سوری۔ کتنا ہی ضروری کام ہو۔ آپ کل دو بجے دوپہر کے بعد جنرل سے واشنگٹن میں مل سکیں گے اس سے پہلے کسی قریبی رشتے دار اور بیوی بچے کو بھی ان سے ملنے نہیں دیا جائے گا۔"

ثی تارا اور سپر ماسٹر اس غلط فہمی میں رہے کہ کہ جنرل نے سالی کے ساتھ رہنے کے لیے کسی سے نہ ملنے کا بہانہ کیا ہے۔ اس لیے انہیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ مرینا کو بھی جنرل کے ساتھ رہنے کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔ سپر ماسٹر نے نیوی کے افسر سے معلومات حاصل کیں۔ پتا چلا کہ جنرل دس بجے صبح نیوی ہیڈ کوارٹر میں جائے گا۔ اور جب وہاں سے نکلے گا تو اس کے اطراف فوجیوں کا سخت پہرا لگا رہے گا۔ ایسے ہی سخت حفاظتی انتظامات کے ساتھ ایک چھوٹے سے فوجی طیارے کے ذریعے واشنگٹن پہنچایا جائے گا۔

ثی تارا نے یہ سب کچھ سن کر کہا۔ "یقیناً وہ اپنے ساتھ نقشہ لے جا رہا ہے۔ اس نقشے کو قومی بینک کے سیف میں رکھنے کے بعد ہی جنرل پر سے پہرا ہٹایا جائے گا۔"

"ایسے انتظامات رہیں گے تو جنرل اور مرینا اس نقشہ کو چُرا نہیں سکیں گے۔ جنرل کے ساتھ کوئی سامان بھی نہیں ہو گا ورنہ سوچا جاتا کہ وہ کوئی موقع پا کر اس نقشہ کی نقل تیار کر سکے گا۔"

"ہاں' اس نقشے کو یا اس کی نقل کو حاصل کرنا ممکن نہیں ہے لیکن پارس یہاں ہے' وہ ضرور کچھ کر گزرے گا۔ خالی ہاتھ نہیں جائے گا۔"

"اس بار پارس تو کیا اس کے باپ کی بھی نہیں چلے گی۔ جنرل کے آس پاس ٹیلی پیتھی کی لہروں کا بھی گزر نہیں ہو سکے گا۔"

"جب تک فرہاد اور اس کے بیٹے کچھ کر نہیں گزرتے' تب تک وہ بات' وہ کام ناممکن سا لگتا ہے۔ جب وہ کچھ کر گزرے گا تو ہم سوچیں گے کہ ایسا ہم کیوں نہ کر سکے۔"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "میں یہاں ہوں۔ تم بھی میرے اندر رہو گی۔ میں ائرپورٹ کے حصے میں رہ سکوں گا جہاں سے جنرل خصوصی طیارے میں جائے گا۔ اگر وہ تنہا جائے گا تو مرینا اس کے دماغ میں رہ کر کچھ حاصل نہیں کرے گی۔"

ائرپورٹ پر وہ خصوصی طیارہ جہاں کھڑا تھا وہاں سے ایک میل تک فوجی جوان الرٹ کھڑے ہوئے تھے۔ کسی خاص و عام کو ادھر جانے کی اجازت نہیں تھی۔ سپر ماسٹر کو بھی اس حصے میں جانے سے روک دیا گیا تھا۔ ثی تارا اس افسر کے دماغ میں پہنچی جس نے سپر ماسٹر کو روکا تھا پھر اس افسر کے ذریعے ایک ایسے سپاہی کے اندر پہنچی جو طیارے کے قریب ڈیوٹی پر تھا۔

ادھر باربرا نے جنرل کے دماغ میں مسلسل رہنا مناسب نہیں سمجھا۔ یہ اندیشہ تھا کہ وہ رہے گی تو مرینا کو بھی جنرل کے اندر آنے اور رہنے کا موقع مل جائے گا۔ وہ اور پارس چاہتے تھے کہ مرینا بار بار جنرل کے دماغ میں جائے اور ناکام ہوتی رہی اسی لیے وہ جنرل کے ذریعے طیارے کے قریب کھڑے ہوئے ایک سپاہی کے دماغ میں آگئی تھی اور وہاں کی کارروائی پارس کو بتاتی جا رہی تھی۔

جنرل کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا بریف کیس تھا۔ یہ بریف کیس نیوی کے کمانڈر نے اسے دیا تھا اور دینے سے پہلے مخصوص نمبروں سے اسے لاک کر دیا تھا۔ یہ نمبر جنرل کو بھی نہیں بتائے گئے تھے لیکن جب کمانڈر نے بریف کیس دیتے وقت جنرل سے گفتگو کی تو باربرا جنرل کے دماغ سے نکل کر کمانڈر کے اندر پہنچ گئی یوں اس نے وہ خفیہ مخصوص نمبر معلوم کر لیے۔

جنرل کو مسلح فوجیوں کے درمیان طیارے کی سیڑھی کے پاس لایا گیا۔ پہلے دو اعلیٰ افسران طیارے کے اندر گئے۔ انہوں نے اندر اچھی طرح چیکنگ کی پھر باہر آکر کہا۔ "اندر کوئی شخص اور کوئی سامان نہیں ہے۔ ہم یہ بات تحریری طور پر لکھ کر دیتے ہیں۔"

انہوں نے اپنا بیان لکھ کر دستخط کے ساتھ دیا پھر دو افسران نے دوسرے ذمے دار افسران کے سامنے جنرل کو سر سے پاؤں تک چیک کیا۔ وہ صرف وردی میں تھا چونکہ ہولسٹر اور ریوالور وردی کا ایک حصہ ہے اور جنرل کے عہدے کی شان ہے اس لیے ریوالور پر اعتراض نہیں کیا گیا۔ وہ سب کے سامنے خالی ہاتھ طیارے میں سوار ہو گیا۔ اس کا دروازہ بند کر کے اس کی چابی پائلٹ کو دے دی گئی۔

پائلٹ گونگا بنا ہوا تھا۔ اسے بھی سر سے پاؤں تک چیک کرنے کے بعد طیارے میں سوار ہونے کی اجازت دے دی گئی۔ اس نے اندر آکر دروازے کو لاک کر لیا۔ طیارے کے اندر سے جنرل کی طرف جانے کا جو دروازہ تھا وہ بھی دونوں طرف سے لاک تھا۔ جنرل اور پائلٹ نہ ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے' نہ باتیں کر سکتے تھے۔

اتنی احتیاطی اور حفاظتی تدابیر پر عمل کرنے کے بعد سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کہ کوئی اس نقشے کو چرا کر لے جاتا۔ یہ حفاظتی انتظامات نہایت ہی اطمینان بخش تھے۔ وہ طیارہ رن وے پر دوڑتا ہوا فضا میں بلند ہو گیا۔

وہ طیارہ زمین اور آسمان کے درمیان پرواز کر رہا تھا۔ کوئی اس طیارے کے اندر نہیں جا سکتا تھا۔ ثی تارا نے کبھی جنرل کی آواز نہیں سنی تھی۔ اگر سن بھی لیتی اور اس کے اندر جانا چاہتی تو ناکام ہو کر واپس آجاتی۔ مرینا ایسی کوششیں کرنے کے قابل نہیں رہی تھی۔ اسے جے پرگولا نے دبوچ رکھا تھا۔

طیارے کی پرواز کے پندرہ منٹ بعد باربرا جنرل کے دماغ میں آگئی۔ وہ ایک سیٹ پر تنہا بیٹھا ہوا تھا۔ اس بات کا اطمینان تھا کہ نقشہ قومی بینک کے سیف میں بحفاظت پہنچ جائے گا۔ اس کے بعد ایسے ہی سخت حفاظتی انتظامات کے تحت اس نقشے کے ذریعے نئی ٹرانسفارمر مشین تیار کی جائے گی پھر وہ مشین اسی کی تحویل میں رہا کرے گی۔

لیکن ابھی انڈا دینے' انڈے میں سے بچہ نکلنے پھر بچے کو جوان کرنے اور قابلِ عمل بنانے میں پتا نہیں کتنے ماہ لگنے والے تھے۔ باربرا نے اسی وقت سوٹ کیس میں سے انڈا نکال لیا۔

اس نے جنرل کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جمایا۔ وہ غائب دماغ ہو کر باربرا کی مرضی کے مطابق عمل کرنے لگا۔ اس نے سیٹ پر سے بریف کیس کو اٹھایا۔ اس کے خفیہ نمبروں کے ذریعے لاک کو کھولا' اس کے اندر ایک بڑا سا تہ کیا ہوا کاغذ رکھا تھا۔ اسے کھول کر دیکھنے سے معلوم ہوا کہ وہ مشین کا نقشہ ہے۔

وہ طیارے کے فرش پر بچھے ہوئے قالین پر بیٹھ گیا۔ اپنے سامنے اس نقشے کو پوری طرح پھیلا دیا پھر اس نے ہولسٹر سے ریوالور کو نکالا۔ ریوالور میں چھ بلٹس کا جو چیمبر تھا۔ اس چیمبر میں گولیاں نہیں تھیں اس کے اندر ایک ننھا سا مائیکرو کیمرا تھا۔ اس کیمرے کا طول و عرض دو بلٹس کے برابر تھا۔ اس لیے وہ آسانی سے چیمبر کے اندر سما گیا تھا۔

وہ نقشے پر جھک کر اس کی تصویریں اتارنے لگا۔ پہلے اس نے پورے نقشے کی ایک تصویر لی پھر اس کے مختلف حصوں کی کلوز تصویریں لیتا رہا جب باربرا مطمئن ہو گئی تو اس نے کیمرے کو واپس چیمبر کے اندر رکھا۔ چیمبر کو ریوالور میں لگایا پھر ریوالور کو ہولسٹر میں رکھ لیا۔ نقشے کو پہلے کی طرح تہ کر کے بریف کیس میں رکھا۔ اسے بند کیا پھر انہی مخصوص نمبروں سے اسے لاک کر کے ایک طرف رکھ دیا۔

جب وہ اپنی سیٹ پر آکر بیٹھا تو باربرا نے پہلے اس کی آنکھیں بند کیں پھر اس کے دماغ کو رفتہ رفتہ ڈھیل دی۔ یہ تاثر پیدا کیا کہ بیٹھے بیٹھے اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔ وہ آنکھیں کھول کر پھر پہلے کی طرح خاموش بیٹھا رہا۔ باربرا اس کے دماغ سے نکل کر پارس کو رپورٹ سنانے لگی۔

اس نے پوری تفصیل سننے کے بعد کہا۔ "لوگ سارے کام ہاتھ پاؤں سے کرتے ہیں۔ تم نے دماغ سے کام کیا ہے۔ ہاتھ سے کام کرنے والے کے ہاتھ چومے جاتے ہیں۔ کیا میں تمہارا دماغ چومنے کے لیے تمہاری پیشانی کو بوسہ دوں؟"

اس نے مسکرا کر ٹھینگا دکھایا۔ وہ بولا۔ "میں وعدہ کرتا ہوں' بوسہ پیشانی سے نیچے نہیں پھسلے گا۔"

وہ ہنس کر بولی۔ "تم دور سے بہت خوبصورت لگتے ہو۔ ویسے پارس میں تم سے بہت متاثر ہوں۔ حیران ہو کر سوچتی ہوں کہ کتنی بھرپور ذہانت کے مالک ہو۔ تم نے ذرا سی ذہانت سے پوری فوج کے حفاظتی انتظامات کو ناکارہ بنا دیا اور ایسی حکمت عملی سے نقشہ حاصل کر رہے ہو کہ کسی کو شبہ تک نہیں ہو رہا ہے۔ دشمن جل کر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرہاد علی تیمور' اس کی فیملی کو بے مثال ذہانت دی ہے۔ بے شک وہ جل کر کہتے ہیں لیکن درست کہتے ہیں۔"

"اتنی دیر سے تعریفیں کر رہی ہو۔ کچھ انعام تو دو۔"

وہ وہاں سے اٹھ کر اپنے بیڈ روم میں گئی پھر دروازے پر پہنچ کر بولی۔ "آؤ' میں تمہیں انعام دوں گی۔"

پارس نے خوشی سے اچھل کر کہا۔ "وہ مارا۔ مان گئی۔ حسینہ مان گئی۔"

وہ دوڑتا ہوا آیا۔ قریب پہنچتے ہی باربرا نے ایک زوردار آواز کے ساتھ دروازہ بند کر کے لاک گھما دیا۔ دروازہ اس کی ناک پر لگا تھا۔ اس نے ناک کو سہلاتے ہوئے دروازے کو ایک گھونسا رسید کیا۔ اندر سے اُس کی رس بھری ہنسی سنائی دے رہی تھی۔

****

مرینا کے کانوں میں دھیمی دھیمی سی آواز آ رہی تھی۔ وہ غفلت سے بیداری کی طرف آ رہی تھی پھر اس نے رفتہ رفتہ آنکھیں کھول دیں۔ سامنے ٹی وی اسکرین پر کوئی فلم چل رہی تھی جس کی آواز اس کے کانوں تک پہنچ رہی تھی۔

اسے سردی محسوس ہوئی تو اس نے اپنے بدن کو چھو کر دیکھا پھر وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ بستر پر اور بستر سے دور اس کے لباس کے چیتھڑے پڑے ہوئے تھے۔

وہ بستر سے اتر کر تیزی سے چلتی ہوئی قدِ آدم آئینے کے سامنے آئی اور اپنی حالت دیکھ کر رونے لگی۔ وہ آئینے سے مُنہ پھیر کر بستر پر آئی۔ اس کے آنسو نہیں تھم رہے تھے۔ اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ کوئی اس جیسی ٹیلی پیتھی جاننے والی کی ایسی درگت بنا سکتا ہے۔

اس نے مجھ سے اور میرے بیٹے سے وفا نہیں کی۔ کوئی بات نہیں۔ بے بے سرنا سے تو وفا کر سکتی تھی۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا کہ ثی تارا کے زیرِ اثر رہتی لیکن اس کی بھابی بن کر فیملی لائف گزارتی۔ یوں ہاتھ سے بے ہاتھ ہو کر شیطانی ہپناٹزم جاننے والے درندے کے چنگل میں نہ پھنستی۔ ان لمحات میں وہ پچھتا رہی تھی۔

لیکن یہ پچھتاوا بہت محدود اور مختصر تھا کیوں کہ وہ جے پرگولا کے خلاف نفرت سے نہیں سوچ رہی تھی۔ وہ تنویمی نیند سے بیدار ہونے کے بعد بھول گئی تھی کہ اس پر کوئی عمل کیا گیا ہے اور اس عمل کے بعد وہ آئندہ کبھی اپنے عامل سے نفرت نہیں کرے گی اور ہر حال میں اس کی کنیز اور وفادار بن کر رہے گی۔

پچھتاوا محض اس بات کا تھا کہ خود کو حسینۂ عالم سمجھنے والی کا بدن کھنڈر سا دکھائی دینے لگا تھا۔ اسے غصہ آ رہا تھا لیکن وہ بڑے نرم لہجے میں اسے گالیاں دے رہی تھی۔ غصہ اور وفاداری کے درمیان ایسا ہی ہوتا ہے' اس نے آہٹ سنی تو پلٹ کر دیکھا۔

دروازے پر جے پرگولا نظر آیا۔ اس کے ہاتھوں میں بڑے بڑے پیکٹس تھے جیسے شاپنگ کرکے آرہا ہو۔
اس نے روٹھ کر مُنہ پھیر لیا پھر کہا۔ "میں تم سے نہیں بولوں گی۔"
وہ ایک طرف پیکٹس رکھ کر بولا۔ "تمہارے لیے نئے ملبوسات اور زخموں کے لیے مرہم لایا ہوں۔"
"میں مرہم نہیں لگاؤں گی۔ تم نے میرے حسن کا ستیاناس کر دیا ہے۔"
"آرام سے لیٹ جاؤ۔ مرد اگر زخم دیتا ہے تو مرہم بھی لگاتا ہے۔ اس سے محبت بڑھتی ہے۔ کم آن۔"
اس نے حکم دینے کے انداز میں "کم آن" کہا۔ وہ محکوم تھی۔ بے اختیار ہوگئی۔ اس نے پاس آکر محبوبانہ انداز اختیار کیا۔ وہ محبت سے اور جذبوں سے نہال ہوتی گئی۔
"ہائے پرگولا! تم نے زخم کیوں لگائے۔ مجھے آج پتا چلا کہ یار سے زخم کھانے کے بعد اس قدر راحت ملتی ہے۔"
وہ بولا۔ "یہ میری فطرت ہے، پہلے خوب اذیتیں دیتا ہوں۔ اذیتیں دیتے وقت میرے اندر کا شیطان بہت خوش ہوتا ہے پھر میں اسی طرح پیار و محبت سے مالا مال کر دیتا ہوں۔"
"میں ابھی پچھتا رہی تھی۔ اب نہیں پچھتاؤں گی۔ تم بہت اچھے ہو مگر بڑے وہ ہو۔"
"یعنی کیا ہوں؟"
"فریبی، مکار ہو۔ کتنی مکاری سے مجھے یہاں بلا کر پھانس لیا ہے۔"
وہ ہنستے ہوئے بولا۔ "تم نے مجھے شراب پیتے ہوئے دیکھا پھر تمہیں یہ معلوم ہوا کہ میں تمہیں اپنے اندر محسوس نہیں کر رہا ہوں لیکن میں سب سمجھ رہا تھا۔"
"ان لمحات میں یہ بھول گئی تھی کہ پارس بھی شراب پیتا ہے مگر وہ شراب اس کے لیے پانی ہوتی ہے اور وہ اکثر پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرکے بھی انجان بن جاتا ہے۔ ایسے وقت کوئی اس کے دماغ میں زلزلہ بھی پیدا نہیں کر سکتا۔ جانتے ہو کیوں؟"
"میرے ساتھ بھی یہی ماجرا ہے اور میں جانتا ہوں کہ یہ شیطان کا مجھ پر کرم ہے۔ میں جو مانگتا ہوں، وہ مجھے دیتا ہے۔"
"پارس کہتا ہے اس پر اللہ کا کرم ہے۔ بابا صاحب کے ادارے میں جو ایک بزرگ تبریزی نام کے ہیں، انہوں نے اس پر کوئی روحانی عمل کیا ہوا ہے۔"
"یہ بکواس ہے، جس دن پارس میرے ہتھے چڑھے گا، میں روحانی عمل کی ایسی تیسی کردوں گا۔"
"کیا شیطان، ایمان سے سبقت لے جا سکتا ہے؟"
"شیطان ازل سے کامیاب ہے۔ ایسے ایمان والوں کی تعداد کم ہے، جن سے وہ بازی ہارتا ہے ورنہ جیت کا ریکارڈ زیادہ ہے۔ وہ لاکھوں کروڑوں انسانوں کا ایمان کمزور کر رہا ہے اور وہ آئندہ بھی بے ایمانی کا بازار گرم کرتا رہے گا۔"
وہ چونک کر بولی۔ "اوہ میں تو بھول ہی گئی کہ کتنا وقت گزر رہا ہے۔ اس مشین کے نقشے کا کیا ہوگا؟"
"اسے بھول جاؤ۔ تم صبح یہاں آئی تھیں۔ اب رات ہو چکی ہے۔ میں نے جیری اور تھرمال کی یہ ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ یہاں جنرل پر نظر رکھیں۔"
"انہوں نے کیا رپورٹ دی؟"
"وہ دونوں دو فوجی افسران کے اندر تھے۔ وہ افسران کئی فوجی جوانوں کے درمیان جنرل کو ائرپورٹ سے قومی بینک لے گئے۔ اس کے ہاتھ میں ایک بریف کیس تھا۔ بینک کے آہنی سیف کے پاس جو افسران موجود تھے، ان میں سے ایک کو بریف کیس کے لاک نمبر معلوم تھے۔ اس نے ان نمبروں سے اسے کھول کر اس میں سے تہ کیا ہوا نقشہ نکالا۔ تمام افسران کے سامنے اس کی تصدیق کی کہ وہ اصل نقشے کا بلیو پرنٹ ہے۔"
وہ بولی۔ "اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ واقعی سخت انتظامات تھے۔"
"ہاں، پھر ایک نیوی کا افسر بینک کے اس حصے میں گیا جہاں آئرن سیف ہے۔ اس نے اپنے مخصوص نمبروں سے ایک لاک کو کھولا پھر واپس آگیا پھر دوسرا فضائی فوج کا افسر گیا۔ اس نے اپنے مخصوص نمبروں سے دوسرے لاک کو کھولا۔ آخر میں جنرل واسکوڈی نے جاکر اپنے مخصوص نمبروں سے تیسرے لاک کو کھولا پھر تمام افسران کو بلا کر ان کی موجودگی میں اس نقشے کو سیف میں رکھ کر بند کیا چونکہ تینوں افسران کے نمبر کمپیوٹرائزڈ ہو چکے تھے اس لیے سیف کے بند ہوتے ہی وہ تینوں کے نمبروں سے خود بخود مقفل ہوگیا۔"
"یعنی کھیل ختم ہوگیا۔ نقشہ کسی کے ہاتھ نہیں آیا؟"
"بعد میں جیری اور تھرمال نے تینوں افواج کے افسران کے دماغوں سے وہ خفیہ نمبر معلوم کرنے کی کوشش کی اور ناکام رہے۔ انہوں نے سانسیں روک کر انہیں بھگا دیا۔"
"مجھے یقین نہیں آتا کہ پارس ناکام ہوا ہوگا۔"
"کیا انسان کبھی ناکام نہیں ہوتا؟ کیا وہ انسان نہیں ہے؟"
"بے شک ہے۔ اس سے غلطیاں ہوتی ہوں گی لیکن میں نے آج تک اسے کسی معاملے میں ناکام ہوتے نہیں دیکھا۔"
"اس بار یقین کرلو۔ وہ بھی ناکام ہو چکا ہے۔"
"پرگولا! میری تسلی کے لیے مجھے کسی طرح جنرل کے دماغ میں پہنچاؤ۔ تم نہیں سمجھ پاؤ گے کہ باربرا اور پارس نے کتنی زبردست پلاننگ کرکے مجھے جنرل کے دماغ سے بھگایا تھا۔ یہ سب کچھ اس نے نقشے کے لیے کیا تھا۔ وہ کمبخت ضرور کچھ کر گزرا ہے۔"
"کیا تم خیال خوانی کر سکتی ہو؟ اپنی دماغی توانائی آزماؤ۔"
اس نے کوشش کی پھر بولی۔ "تم اتنے قریب ہو اور میں تمہارے دماغ میں نہیں پہنچ پا رہی ہوں۔ تم نے مجھے زخمی کرکے کمزور بنا نہیں کیا ہے۔"
"میری جان! فکر نہ کرو۔ صبح تک خیال خوانی کے قابل ہو جاؤ گی۔"
"جیری یا تھرمال سے کہو، کسی طرح جنرل کی بیوی اور بچوں کے اندر پہنچیں۔"
"اس کی کیا ضرورت ہے؟ تم جنرل کی سالی کے روپ میں ہو۔ ابھی آرام کرو۔ کل صبح اس کے گھر جاؤ۔ سالی آدھی گھر والی ہوتی ہے، کوئی تمہارا راستہ نہیں روکے گا۔"
"ایک بات کا اندیشہ ہے، اگر باربرا نے جنرل پر تنویمی عمل کرکے یہ بات نقش کر دی ہو کہ میں اس کی سالی نہیں ہوں تو پکڑی جاؤں گی۔"
"ہوں، وہ ایسا کر سکتی ہے اب جنرل کے اندر پہنچنے کے دو ہی راستے ہیں، اسے زخمی کیا جائے یا دوا کے ذریعے اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا جائے۔ زخمی کرنا مناسب نہیں ہے۔ بحری اور فضائیہ کے افسران سوچیں گے کہ انہیں بھی اسی طرح زخمی کرکے ان کے دماغوں سے سیف کے نمبر معلوم کیے جائیں گے۔ خاموشی سے اعصابی کمزوری میں مبتلا کرنا بہتر ہوگا۔"
مرینا نے کہا۔ "یوں کیا جا سکتا ہے کہ کسی دوسری لڑکی کو جنرل کی سالی بنایا جائے۔ میں اس کے اندر رہ کر اس کے گھر جاؤں گی اور اسے ٹریپ کروں گی۔"
"یہ طریقۂ کار مناسب رہے گا۔"
وہ ٹیلیفون کے پاس گیا پھر ریسیور اٹھا کر جیری سے رابطہ کرنے کے بعد کہا۔ "میرے ماتحتوں میں ایک لڑکی لیزا ہے۔ اسے ایک میک اَپ مین کے ساتھ یہاں لے آؤ۔"
"اس نے ریسیور رکھ دیا۔ مرینا نے پوچھا۔ "کیا لیزا کا قد اور جسامت میری طرح ہے؟"
"ہاں، اسی لیے اس کا انتخاب کیا ہے۔ اب دوسرے موضوع پر آؤ۔ تم صومالیہ میں تھیں اور پارس کے قریب ہی تھیں۔ ان فارمولوں کے متعلق بتاؤ۔ ان کی حقیقت کیا ہے؟"
"حقیقت یہ ہے کہ وہ طبی سائنس کا کمال ہے۔ ہم اکیسویں صدی میں داخل ہو رہے ہیں۔ آج کی کسی بھی سائنسی تحقیقات اور ایجادات کو جھٹلا نہیں سکتے۔ انسانی زندگی سے تعلق رکھنے والی ہر ناممکن بات ممکن ہوتی جا رہی ہے۔ پاشا غیر معمولی قوتِ سماعت و بصارت اور حیرت انگیز جسمانی و دماغی قوتوں کا حامل ہے۔"
"اور وہ فارمولے؟"
"وہ بالکل درست ہیں۔ جس کے ہاتھ لگ جائیں، وہ ایسی قوتوں کا حامل ہو سکتا ہے۔"
"کیا پارس اتنا احمق ہے کہ اس نے فارمولے یہودیوں کے حوالے کر دیے؟"
"اس نے فارمولے کے دو کاغذات جلا دیے۔ میرا خیال ہے باقی جو آٹھ یہودی لے گئے ہیں، ان میں بھی اس نے کوئی نہ کوئی مکاری دکھائی ہوگی۔ کیا یہ بدمعاشی کم ہے کہ اس نے سپر پاورز اور خطرناک تنظیموں کو یہودیوں کے پیچھے لگا دیا ہے۔"
"میں یہی کہنے والا تھا کہ ہمیں وہ فارمولے حاصل کرنے کے لیے یہودیوں کے پیچھے پڑ جانا چاہیے۔"
"لیکن وہ ادھورے ہیں۔"
"ہماری دنیا میں بڑے بڑے طبیب اور علم الابدان کے ماہرین موجود ہیں۔ وہ دن رات کی محنت اور لگن سے ان فارمولوں کو مکمل کر سکیں گے۔"
"اس کا مطلب ہے کہ ہماری کوئی ٹیم اسرائیل جائے گی۔"
"ہاں اور تم اس ٹیم کی لیڈر رہو گی۔"
"میں؟ کیا مجھے وہاں جانا ہوگا؟"
"کوئی تشویش کی بات ہے کیا؟"
"ٹیلی پیتھی جاننے والے میدانِ عمل میں نہ آئیں اور کہیں چھپے رہیں تو ہمیشہ محفوظ رہتے ہیں۔"
"تم بھی وہاں ایک عام شہری کی طرح اپنے ایک گھر اور ایک شہر تک محدود رہو گی۔ خود کو کبھی ظاہر نہیں کرو گی۔ خیال خوانی کرنے والوں کی سب سے بڑی غلطی یہ ہوتی ہے کہ وہ کسی موقع پر بے اختیار سرِعام خیال خوانی کرتے ہیں اور نظروں میں آ جاتے ہیں۔ تم وہاں محدود سماجی زندگی گزارو گی۔"
"پھر بھی کوئی ایسی آزمائشی گھڑی آتی ہے کہ احتیاط کے باوجود خیال خوانی کرنی ہی پڑتی ہے۔"
"میں نے جیری، تھرمال اور تمہارے دماغوں میں یہ گرہ باندھ دی ہے۔ تم تینوں کبھی ایسی غلطی نہیں کرو گے۔ ہمیشہ محفوظ جگہ پہنچ کر ٹیلی پیتھی کا ہتھیار استعمال کیا کرو گے۔"
"پھر تو میں ضرور وہاں جاؤں گی۔"
"اب شی تارا کی بات کرو۔ اس کے مزاج، اس کی عادتوں اور اس کی رہائش گاہوں کے متعلق کیا جانتی ہو؟"
"آج تک کسی نے اس کی اصل صورت نہیں دیکھی ہے۔ اس کی اصل آواز اور لہجہ نہیں سنا ہے۔ اس کے مزاج میں سب سے بڑی کمزوری ہیرے جواہرات ہیں۔ اس کے خزانے میں دنیا کے بیش قیمت اور نایاب ہیرے جواہرات کا ذخیرہ ہے۔"
"کیا وہ ان فارمولوں میں دلچسپی لے گی؟"
"جب تک میں اس کے ساتھ تھی، وہ دلچسپی لے رہی تھی۔ اب بھی لے رہی ہوگی۔ میرا خیال ہے وہ اس مقصد کے لیے زبردست اور باصلاحیت افراد کا انتخاب کر چکی ہوگی۔"
"کیا شی تارا اسرائیل جا سکتی ہے؟"
"وہ کبھی نہیں جائے گی۔ وہ اس معاملے میں بہت محتاط ہے۔

اپنے بل سے باہر نہیں نکلتی ہے۔"

"تمہیں شی تارا کے بہتیرے مسائل کا علم ہوگا۔ کیا کوئی ایسا مسئلہ ہے جس کی وجہ سے وہ ظاہر ہو سکے۔"

"ہاں ایک مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ کی وجہ سے وہ صرف پارس کے سامنے شاید آجائے۔ ہمارے تمہارے سامنے کبھی نہیں آئے گی۔"

"ایسا کیا مسئلہ ہے؟"

"ہماری دنیا میں دو نہایت ہی نایاب ہیرے ہیں۔ وہ دونوں انسانی آنکھ کی ہیئت سے مشابہ ہیں۔ ان میں سے ایک ہیرا شی تارا کے پاس تھا۔ اس کی جوتش ودّیا نے بتایا تھا کہ ایسا دوسرا ہیرا بھی ہو اور وہ دونوں ہیروں کا تاج بنا کر یا ہیئر کلپ بنا کر بالوں میں لگائے یا کسی صورت سے اپنے سر پر رکھے تو وہ ساری دنیا پر حکمرانی کر سکے گی۔"

جے پرگولا نے کہا۔ "جادو ٹونے اور ستاروں کی چال کو تو میں بھی مانتا ہوں۔ یہ بتاؤ وہ دوسرا ہیرا کہاں ہے؟"

"وہ قاہرہ کے ایک بونے بدمعاش آقا لاثانی کے پاس تھا۔ تقدیر نے آقا لاثانی اور شی تارا کو یکجا کیا۔ دونوں کے پاس ایک ایک ہیرا تھا۔ پارس وہ دونوں ہیرے اڑا لے گیا۔"

جے پرگولا نے پارس کو ایک زبردست گالی دی پھر کہا۔ "یہ پارس ہے کیا چیز؟ مجھ جیسے شیطان سے پالا نہیں پڑا ہے۔ جس دن سامنا ہو گیا' چیونٹی کی طرح دو انگلیوں میں مسل کر رکھ دوں گا۔"

"مچلتا ہوا پارہ ہے۔ بند مٹھی سے بھی نکل جاتا ہے۔ تم ستاروں پر کمند ڈال سکتے ہو۔ اس پر نہیں ڈال سکتے۔"

جے پرگولا نے اپنی توہین محسوس کرتے ہی تڑاخ کی آواز کے ساتھ ایک طمانچہ رسید کر دیا پھر کہا۔ "سؤر کی بچی! کیا مجھے بزدل اور کمزور سمجھتی ہے؟ تو نے ابھی مرد دیکھے ہی کہاں ہیں۔ میں تجھے دکھاؤں گا کہ میں کیسا شیطان مرد ہوں۔"

اس نے دوسرا ہاتھ جمانا چاہا۔ وہ روتی ہوئی اس سے لپٹ گئی۔ مرد ہونے کا دعویٰ کرنے والے کی مردانگی ڈھل کر رہ گئی۔

❊❊❊**❊❊❊

عادل کو یوں لگ رہا تھا جیسے ابھی ابھی پیدا ہوا ہو اور پہلی بار دنیا کو دیکھ رہا ہو۔ پہلی بار دنیا کو دیکھنے والا بچہ خود کو بھی نہیں پہچانتا کہ وہ کون ہے اور کیا ہے؟

شی تارا نے کہا۔ "تم ایک حادثے میں اپنی یادداشت کھو چکے ہو۔ میں تمہیں یہاں سے لندن بھیج رہی ہوں وہاں تمہارا علاج ہوگا تو یادداشت واپس آجائے گی۔"

اس نے عادل کو اسلام آباد سے روانہ کیا۔ لندن میں ڈمی شی تارا اور ڈمی سرتا نے اس کا استقبال کیا۔ اسے اپنی رہائش گاہ میں لے آئے۔ وہ لندن جیسا بڑا شہر دیکھ کر بہت خوش ہو رہا تھا۔ شی تارا نے اپنی ڈمی کے پاس آکر پوچھا۔ "اس یہودی جوان کے متعلق بتاؤ' جس کے بھیس میں عادل اسرائیل جائے گا۔"

"اس جوان کا نام ہیری رابسن ہے۔ اس کا باپ رابسن ایک شوز فیکٹری کا مالک تھا۔ تین ماہ پہلے مر گیا۔ ہماری معلومات کے مطابق باپ کے سوا اس کا دنیا میں اور کوئی نہیں تھا۔ آپ اس کے اندر پہنچ کر بہت کچھ معلوم کر سکتی ہیں۔ کیا میں اس کی آواز سناؤں؟"

"ہاں' سناؤ۔"

ڈمی نے ٹیلیفون کا ریسیور اٹھایا پھر رابطہ قائم کرنے کے بعد کہا۔ "ہیلو ہیری! میں تمہاری وہ بول رہی ہوں۔ بھلا پہچانو تو کون ہوں؟"

"وہ؟" اس نے دماغ پر زور ڈال کر سوچا۔ "وہ کون؟ میں کسی وہ کو نہیں جانتا۔"

ڈمی نے ریسیور رکھا۔ شی تارا ہیری کے اندر پہنچ کر اس کے خیالات پڑھنے اور اس کے بچپن سے اب تک کی تمام ہسٹری معلوم کرنے لگی پھر بہت کچھ معلوم کرنے کے بعد اس نے ڈمی سے کہا۔ "میں ہیری کو خفیہ قید خانے میں لے جا رہی ہوں۔ تم میک اپ وغیرہ کے ضروری سامان کے ساتھ عادل کو وہاں لے آؤ۔"

ڈمی شی تارا اور ڈمی سرتا نے اس کی ہدایات پر عمل کیا۔ تارا کے ماتحتوں میں ہپناٹزم اور پلاسٹک سرجری کے ماہرین بھی تھے۔ ان سب کو خفیہ اڈے میں پہنچنے کے لیے کہا گیا پھر وہ عادل کو وہاں لے آئے۔ ادھر ہیری بھی سحر زدہ ہو کر اپنے تمام ضروری سامان کے ساتھ آچکا تھا۔

جب شی تارا نے ہیری کے دماغ کو آزاد چھوڑا تو پہلے اس نے پریشان ہو کر چاروں طرف دیکھا۔ پھر چیخنے لگا۔ "میں کہاں ہوں؟ یہاں کیسے پہنچ گیا ہوں؟ تم لوگ کون ہو؟ مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

شی تارا نے ہپناٹزم کے ماہر سے کہا۔ "میں اسے بستر پر لٹا رہی ہوں۔ تم اس پر عمل کرو۔ اس کے دماغ میں نقش کر دو کہ یہ اس قید خانے کا عادی بن کر رہے گا۔ کبھی باہر جانے کی ضد نہیں کرے گا۔"

اسے ایک بستر پر لٹا دیا گیا۔ شی تارا نے اسے پُرسکون رہنے پر مجبور کیا' جس کے باعث تنویمی عمل آسان ہو گیا۔ عادل بھی یہ تماشے دیکھ کر پریشان ہو رہا تھا۔ ڈمی سے پوچھ رہا تھا۔ "کیا مجھے بھی اسی طرح بے ہوش کیا جائے گا۔"

ڈمی نے کہا۔ "اسے بے ہوش نہیں کیا گیا ہے۔ تمہاری طرح اس کی بھی یادداشت گم ہو گئی ہے۔ اسے چند گھنٹوں کے بعد سب کچھ یاد آجائے گا۔ آؤ تم بھی دوسرے بستر پر لیٹ جاؤ۔"

شی تارا اس کے اندر موجود تھی۔ وہ اس سلسلے میں کوئی بحث نہ کر سکا۔ چپ چاپ لیٹ گیا پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ اپنے آپ میں نہیں تھا۔ ایسا بے اختیار کرتا جا رہا تھا پھر گہری نیند میں ڈوب گیا۔

شی تارا اس کے اندر موجود تھی۔ وہ اس سلسلے میں کوئی بحث
کر سکا۔ چپ چاپ لیٹ گیا پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ
پنے آپ میں نہیں تھا۔ ایسا بے اختیار کرتا جا رہا تھا۔ پھر گہری نیند
ں ڈوب گیا۔

شی تارا نے اس کے دماغ میں جو باتیں نقش کیں وہ یہ تھیں ہ اب وہ عادل کے نام کو' اس کی شخصیت کو اور اس کے چہرے کو ول جائے گا۔

وہ یہودی ہے۔ اس کا نام ہیری ہے۔ باپ کا نام رابسن رالڈ ہے۔ باپ تین ماہ قبل مر چکا ہے اس کا کوئی رشتے دار نہیں ہے۔ اکثر لوگوں سے کاروباری یا پھر دور کی صاحب سلامت ہے۔

شی تارا نے یہ حکم بھی دیا کہ وہ تنویمی نیند سے بیدار ہو کر ب البم میں جتنے کاروباری افراد کی تصویریں دیکھے گا ان کے نام ر چہرے اپنے ذہن میں نقش کر لے گا اور انہیں ہمیشہ یاد رکھے ۔

اس کے ذہن میں ہیری کی بہت سی عادتیں نقش کرائی گئیں ر حکم دیا گیا کہ وہ بیدار ہو کر ہیری کو چلتے پھرتے' اٹھتے بیٹھتے دیکھے اور اس کی تمام حرکات و سکنات کو یاد کر لے گا۔

اسے یہ یاد رکھنے کا حکم دیا گیا کہ وہ بچپن سے امریکا کے ایک ر او ٹاوا میں تھا۔ ماں مر چکی تھی۔ اس لیے اسے عبرانی زبان لنے والوں کا ماحول نہیں ملا۔ وہ صرف انگریزی جانتا ہے پھر اسے م دیا گیا کہ تنویمی نیند کے دوران اس کے چہرے میں تبدیلی لائی ئے گی۔ اس کا دماغ اس تبدیلی کا اثر نہیں لے گا اور وہ بدستور رگھنٹے تک سوتا رہے گا۔

یہ حکم دینے کے بعد شی تارا نے پلاسٹک سرجری کے ماہر سے ا۔ "تمہارے ایک طرف ہیری لیٹا ہوا ہے اور دوسری طرف ل ہے۔ عادل کو صورت شکل سے ہیری بنا دو۔"

وہ سب اس کے احکامات کی تعمیل کرنے لگے۔ وہ دماغی طور پر ضر ہو گئی۔ دہلی میں اس کی ایک ذاتی کوٹھی تھی۔ وہ وہاں پہنچی ی تھی۔ اس نے پاشا کو اپنا پرسنل سیکریٹری بنا کر انیکسی میں اپنے یب ہی رکھا تھا۔

وہ سوچنے لگی۔ "میں اچھی پلاننگ کر رہی ہوں لیکن اکثر میابی حاصل کرتے کرتے اچانک ہی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے ر ایسی بدبختی محض اس لیے ہے کہ وہ دو چشمی ہیرے حاصل نہیں پائے ہیں۔ پتا نہیں پارس نے انہیں کہاں چھپا کر رکھا ہے اگر پانے ہیروں کو بابا صاحب کے ادارے میں جمع کرا دیا ہوگا تو میں بھی انہیں حاصل نہیں کر سکوں گی۔"

وہ اٹھ کر ٹہلنے اور سوچنے لگی۔ "مجھے کم از کم یہ معلوم کرنا ہے کہ وہ ہیرے کہاں ہیں؟"

معلوم کرنا آسان تھا۔ سیدھی سی بات تھی۔ وہ پارس کو طلب کرتی تو وہ ضرور اسے خوش آمدید کہتا لیکن وہ اپنے دل کے چور سے ڈرتی تھی۔ دل چپکے سے کہتا تھا' وہ قربتِ یار کا بہانہ ڈھونڈ رہی ہے۔

یہی وجہ تھی کہ وہ ہیروں کے حصول کے لیے بے چین رہنے کے باوجود پارس سے دور ہی دور رہنا چاہتی تھی۔ جوتش ودّیا کہہ رہی تھی' وہ ہیرے لازمی ہیں۔ دنیا کے دو بڑے ستارہ شناس ماہرین نے بھی کہا تھا۔ قاہرہ کا بونا آقا لاثانی بھی ان دو ہیروں کو اپنے سر کا تاج بنانے کے لیے پاگل ہو رہا تھا۔

پھر اس نے دل کو سمجھایا۔ "خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کروں گی تو وہ مجھے پکڑ نہیں پائے گا۔ میں خواہ مخواہ اس سے ڈرتی ہوں۔"

وہ ایک ایزی چیئر پر آکر بیٹھ گئی۔ دل اس کے تصور سے دھڑکنے لگتا تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک تیز ہونے والی دھڑکنوں کو سنبھالتی رہی پھر پارس کے پاس آکر بولی۔ "میں ہوں۔"

وہ بولا۔ "یعنی تمہیں اتنا اعتماد ہے کہ صرف "میں ہوں" کہو گی تو تمہارا پارس تمہیں پہچان لے گا۔"

وہ فوراً ہی دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ دل کی دھڑکنیں پاگل ہو رہی تھیں۔ اس کے اندر کا چھپا ہوا محبت بھرا اعتماد صرف دو الفاظ "میں ہوں" سے ظاہر ہو گیا تھا۔ ورنہ وہ بڑی رُکھائی سے کہہ سکتی تھی کہ میں شی تارا بول رہی ہوں۔

لیکن وہ غیریت سے بول ہی نہیں سکتی تھی کیوں کہ لاشعور میں محبت کی بے اختیاری تھی۔ وہ تھوڑی دیر تک چپ بیٹھی رہی۔ پریشان ہوتی رہی کہ یہ کیا ہو جاتا ہے؟ ایسا کیوں ہو جاتا ہے؟ انگارے چننے جاؤ تو پیار کی پیغمبری کیوں ملتی ہے؟

ان دو چشمی ہیروں نے اسے بہت ہی مجبور کر دیا تھا اس نے پھر سنبھل کر خیال خوانی کی اور اس کے پاس آکر بولی۔ "تم فضول باتیں کیوں کرتے ہو؟"

"بات اگر فضول ہوتی تو تمہیں گولی کی طرح نہیں لگتی۔"

"مجھے کوئی گولی وولی نہیں لگی ہے' مجھ سے کام کی باتیں کرو۔"

وہ بولا۔ "شی تارا! اپنے آپ سے نہ لڑو۔ میرے گھر کا دروازہ ہو یا دماغ کا' دونوں تمہارے لیے کھلے رہتے ہیں۔ تم آتی ہو۔ میں تمہیں پکڑتا نہیں ہوں پھر بھی تم بھاگ جاتی ہو۔"

"تم میری باتیں سنو گے یا اپنی ہی کہتے رہو گے؟"

"کچھ کہو گی تو سنوں گا ورنہ بولتا رہوں گا کیوں کہ تم کم آتی ہو۔ ایسے وقت دل کی کتاب کھول کر زبان سے بولتے رہنے کو جی چاہتا ہے۔"

"تم یقین نہیں کرو گے مگر ضرور کہوں گی کہ میں تم سے نفرت کرتی ہوں۔"

"یہی تو میں چاہتا ہوں۔ محبت تو سبھی کرتے ہیں۔ میں دیوانہ تمہاری نفرت کا پیاسا ہوں۔"

"واہ محبت بھی جتاتے ہو' نفرت کے بھی پیاسے ہو۔ چت بھی

تمہاری پٹ بھی تمہاری؟"

"بالکل میری۔ لیکن چت اور پٹ کی بات نہ کرو۔ وہ مختصری ملاقات یاد آنے اور تڑپانے لگتی ہے۔"

وہ جھینپ کر پھر دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ اس مختصری ملاقات کی یاد اسے بھی تڑپاتی تھی اور وہ آنکھیں بند کر کے اپنے جذبوں کو کچلنے لگتی تھی۔ وہ ایزی چیئر سے اٹھ کر تیزی سے چلتی ہوئی آئی پھر فریج کھول کر ٹھنڈے پانی کی بوتل اٹھا کر منہ سے لگاتے ہی غٹاغٹ پینے لگی۔ کلیجا ٹھنڈا ہونے لگا۔ دل کے موسم گرما میں ٹھنڈی ہوا چلنے لگی۔

وہ فریج بند کر کے آہستہ آہستہ چلتی ہوئی آئی۔ ایزی چیئر پر بیٹھ گئی۔ خیال آیا کہ اس کے پاس سے بار بار بھاگ آنا تو یوں انجانے میں محبت کی ادائیں دکھانے کے مترادف ہے۔ وہ بھی بڑا چت چور ہے۔ باتوں سے چت کر دیتا ہے اور کہنے والی اصل بات رہ جاتی ہے۔

اس بار اُس نے ارادہ کیا' اپنے مطلب کی بات کرے گی اور اسے اپنے مطلوبہ موضوع سے بھٹکنے نہیں دے گی۔ اس نے آ کر کہا۔ "پلیز' سنجیدہ ہو جاؤ۔"

"اگر میرے خاموش رہنے سے سنجیدگی رہے گی تو میں اب ایک لفظ نہیں بولوں گا۔"

"میرے سوال کا مختصر سا جواب دو۔ وہ دو چشمی ہیرے کہاں ہیں؟"

"میرے پاس ہیں۔"

"تم لوگ تمام اہم چیزیں بابا صاحب کے ادارے میں پہنچا کر انہیں محفوظ کر دیتے ہو۔ پھر تم نے یہ ہیرے اپنے پاس کیوں رکھے ہیں؟"

"یہ میری محبوبہ سے پہلی ملاقات کی نشانی ہیں۔"

"محبوبہ محبت سے نشانی دیتی ہے جب کہ تم نے چھین لی ہے۔"

"چھیننے کا الزام نہ دو۔ یاد کرو' ان لمحات میں تم نے صرف ان ہیروں کو ہی نہیں خود کو بھی میرے سپرد کر دیا تھا۔"

وہ پھر بھاگ کر چلی آئی۔ اس وقت دائی ماں کمرے میں داخل ہو رہی تھیں۔ وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی پھر تیزی سے چلتی ہوئی آ کر دائی ماں سے لپٹ گئی۔ وہ بولی۔ "کیا ہوا میری بیٹی کو؟ ہے بھگوان! تیرا دل بڑی زوروں سے دھڑک رہا ہے۔"

وہ اپنی منزل سے لپٹ رہی تھی لیکن منزل کا فریب مل رہا تھا۔ وہ دھڑکتے ہوئے لہجے میں بولی۔ "دائی ماں! تجھ سے کوئی بات چھپی نہیں ہے۔ وہ بہت یاد آتا ہے۔"

بوڑھی کی سمجھ میں نہیں آیا کہ جواباً کیا کہے؟ کیسے دلاسا دے؟ وہ اسے ہولے ہولے تھپکنے لگی پھر بولی۔ "وہ اسی طرح تیرے حواس پر چھایا رہے گا تو ایک دن تو موم ہو جائے گی۔"

"اس سے پہلے مر جاؤں گی۔ میں برہمن کی بیٹی ہوں' جان سے جاؤں گی' دھرم سے نہیں جاؤں گی۔"

"کیا ابھی اس کے پاس گئی تھیں؟"

"ہاں' مجبوری ہے۔ وہ دو ہیرے حاصل نہیں ہوں گے تو م آئندہ کامیابیاں مشکوک رہیں گی۔ میں نے صومالیہ میں فارمو حاصل کرنا چاہا تو ناکام ہوئی۔ دوسری ناکامی یہ کہ مریتا نے دیا۔ تیسری ناکامی یہ کہ سپر ماسٹر جان بلوشر سے دوستی کرنے باوجود وہ نقشہ حاصل نہ کر سکی۔ یہ میری جوتش ودیا کہتی ہے دونوں ہیرے میری تمام ناکامیوں کو کامیابیوں میں بدل دیں گے۔"

"بیٹی! یہ مقدر کی چالبازی ہے' تیرا مقدر ہیروں کے بہا تجھے اس سے قریب رکھتا ہے۔ تو کھونٹے سے بندھی ہوئی گا ہے۔ رسّے کی لمبائی تک دور بھاگتی ہے پھر بھی کھونٹے سے وا رہتی ہے۔"

وہ بولی۔ "کوئی ایسی ضدی اور سرکش گائے بھی ہوتی ہے کھونٹے کو جڑ سے اکھاڑ کر اپنے ساتھ لے جاتی ہے۔ کیا میں پار کو اکھاڑ کر اُس سے اپنا دھرم قبول نہیں کرا سکتی؟ کیا میں ا ہندو نہیں بنا سکتی؟"

"یہ بات ناممکن نہیں ہے۔"

"ایک بار صرف ایک بار کسی طرح اس کا دماغ کمزور ہو جا اور میں اُس پر مسلط ہو جاؤں تو پھر راضی خوشی اس کی دھرم پتنی جاؤں گی۔"

وہ دائی ماں سے الگ ہوئی پھر ایک سرد آہ بھر کر بولی۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس بلّے کے گلے میں گھنٹی کیسے باندھوں؟"

"بیٹی! عورت اپنے مرد کو اسیر کرنے کی ضد کر لے تو بہت تک پلاننگ کر لیتی ہے۔ اسی لیے تریا چلتر یعنی عورت کی چالباز دنیا مانتی ہے۔ تو ضد کر لے کہ اس کا ایمان بدل دے گی پھر د وہ تیرے قدموں میں ہو گا۔ یہ تو تاریخ آدم ہے کہ ایمان سے جا والا آدمی جنت سے نکل کر عورت کے قدموں ہی میں گرتا ہے۔"

"دائی ماں! تمہاری باتوں سے مجھے بڑا حوصلہ ملتا ہے۔ اب اسے اپنے دھرم میں لانے کی پلاننگ کرتی رہوں گی۔ جلد یا ب کامیابی ضرور ہو گی۔"

وہ بیٹھنے کے لیے پھر ایزی چیئر کے پاس آئی پھر ٹھٹک اس چیئر پر بیٹھنے کے بعد پارس نے تین بار اسے پکڑا تھا اور وہ آئی تھی۔ وہ اس ایزی چیئر سے کترا کر ایک صوفے پر بیٹھی۔ بار اُس نے فیصلہ کیا کہ پارس سے دکھاوے کی محبت کرے گی۔ کے بغیر وہ جال میں نہیں پھنسے گا۔

اس نے مخاطب کیا۔ "پارس! میں بہت پریشان ہوں۔"

"تمہاری بھاگ دوڑ سے پریشانی کا یقین ہو رہا ہے۔"

"پلیز' میری بات کو مذاق نہ سمجھو۔ میں بالکل تنہا رہ گئی مجھے سہارے کی ضرورت ہے۔"

"میں سنجیدگی سے پوچھ رہا ہوں۔ بولو کیا چاہتی ہو؟"

"مجھے نحوستوں نے گھیر رکھا ہے۔ میرا بھائی پے پے سرنا کسی کام کا نہ رہا۔ مریتا دھوکا دے گئی۔ جس کام میں ہاتھ ڈالتی ہوں' وہ کام بگڑ جاتا ہے۔"

"اس کی وجہ صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ تم اکیلی ہو۔ میرا نیک مشورہ مانو اور شادی کر لو۔"

"تمہیں شرم نہیں آتی۔ اپنا بنا کر کسی اور سے شادی کا مشورہ دے رہے ہو۔"

"میں نے کب کہا ہے کہ کسی اور سے کرو۔"

"ہاں؟" وہ چونک گئی۔ اسے غلطی کا احساس ہوا پھر بولی "میں تم سے بھی نہیں کر سکتی۔"

"کوئی بات نہیں لیکن اپنی تنہائی دور کرنے کے لیے مجھ سے دوستی تو کر سکتی ہو۔"

"کیا آگ' پانی سے دوستی کر سکتی ہے؟"

"اپنی آگ بجھانے کے لیے کر سکتی ہے۔"

"مسئلہ آگ بجھانے کا نہیں' نحوستوں کا ہے۔ آقا لاثانی نے تمہارے سامنے کہا تھا کہ وہ دو ہیرے جس کے پاس یکجا ہوں گے اس پر بدبختی کبھی نہیں آئے گی۔"

"میری جان! میں نے وہ ہیرے اسی لیے ادارے میں نہیں دیے اپنے پاس رکھے کہ تمہیں کسی وقت بھی ان کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔"

"کیا سچ کہتے ہو؟"

"کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے۔"

"کیا تم نے میری خاطر انہیں سنبھال کر رکھا ہوا ہے۔ کیا یوں سنبھال کر رکھنے کی کوئی خاص وجہ ہے؟"

"تم خود ہی سمجھو۔ میری زندگی میں کتنی ہی حسینائیں آتی جاتی رہتی ہیں۔ ان دنوں یاریرا میرے ساتھ ہے۔ میں دو ہیروں کا تاج بنا کر کسی کے بھی سر پر رکھ دوں تو وہ ملکۂ عالم بن جائے۔ ساری دنیا پر حکمرانی کرے۔"

"لیکن تم نے ایسا نہیں کیا۔ انہیں صرف میری خاطر اپنے پاس رکھا ہے۔ تم صرف مجھے ملکۂ عالم بنانا چاہتے ہو۔ ہائے پارس! تم مجھے اس قدر چاہتے ہو؟ اب میں سچے دل سے تمہاری قدر کروں گی۔"

"اللہ تمہیں اور سچائیاں دے۔"

"میں وعدہ کرتی ہوں' تمام عمر تمہاری دوست بن کر رہوں گی۔"

"اللہ تمہیں اور نیکی دے۔"

"کیا تم میری نحوستوں کو دور نہیں کرو گے۔"

"ضرور کروں گا۔ دو چشمی ہیرے تمہارے حوالے کر دوں گا۔"

"ہائے' میں تم پر قربان ہو جاؤں۔ کب کرو گے؟"

"جب کہو گی۔ جہاں کہو گی۔"

"ہر ملک کے بینک میں میرے لاکرز ہیں۔ تم کس ملک میں ہو؟"

"میں میامی میں تھا۔ اب واشنگٹن آگیا ہوں۔"

"کیا نقشہ حاصل کر چکے ہو؟"

"تم پٹری بدل رہی ہو۔"

"نقشہ بہت اہم ہے پارس!"

"تو پھر ہیروں کو چھوڑو اور نقشے کی بات کرو۔ وہ نقشہ تمہیں مل سکتا ہے۔"

"ہیرے میری خوش بختی کے لیے لازمی ہیں۔ یہ مجھے مل جائیں گے تو یقین ہے کہ تم نقشہ بھی مجھے ہی دو گے۔"

"سچ پوچھو تو وہ نقشہ بھی میں نے تمہارے لیے سنبھال کر رکھا ہے۔"

"دیکھو جھوٹ نہ بولو۔ تمہیں میری قسم ہے۔"

"تمہاری قسم' سچ کہہ رہا ہوں۔ وہ نقشہ ہمارے پاس رہے گا۔ ہم دونوں ٹیلی پیتھی کے بچے پیدا کریں گے۔"

"تم نے پھر بکواس شروع کر دی۔ بہتر ہے پہلے ہیروں کا معاملہ طے کرو۔ میں تمہیں بینک کا نام بتا رہی ہوں' تم اس کے منیجر سے ملو۔ میں منیجر کے دماغ میں رہوں گی اس کے ذریعے اپنا لاکر کھلواؤں گی۔ تم وہ دو چشمی ہیرے اس میں رکھ دینا۔"

"کیا اسی طرح سچے دل سے قدر کی جاتی ہے؟"

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھی؟"

"میری پیاری محبوبہ! دنیا کے سب سے قیمتی ہیرے تحفے کے طور پر ہاتھوں میں دیے جاتے ہیں۔ بینک میں نہیں رکھے جاتے۔"

"کیا تم میرے سامنے آ کر میرے ہاتھوں میں دینا چاہتے ہو؟"

"کیا یہ غلط طریقہ ہے؟ کیا ساری عمر دوستی کرنے کا وعدہ کرنے کے بعد مجھ پر بھروسا نہیں کرو گی؟"

"ہاں' میں۔ میں بھروسا کروں گی مگر رفتہ رفتہ۔"

"تو پھر رفتہ رفتہ اعتماد کرنا سیکھتی رہو۔ ان ہیروں کی قیمت دنیا جہان کی دولت نہیں' صرف اعتماد اور دوستی ہے۔ یہ فرہاد علی تیمور کا بیٹا تم سے وعدہ کرتا ہے کہ تم سے مل کر تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ اس ملاقات کے پُرمسرت موقع پر وہ تمہیں خوش بختی کا تحفہ دے گا۔"

وہ ایک سرد آہ بھر کر بولی۔ "میں الجھ گئی ہوں۔ مجھے سوچنے کا موقع دو۔"

"سوچنے کے لیے ایک عمر پڑی ہے۔ سوچتی رہو۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ پریشان ہو کر سوچنے لگی۔ "کس مکّار سے پالا پڑا ہے۔ کیا اس کے سامنے عورت کی بدنام زمانہ چالبازیاں کام آئیں گی؟"

دائی ماں نے پوچھا۔ "بیٹی! چائے پیو گی؟"

"ہاں' پلاؤ۔ میرا سر دُکھ رہا ہے۔"

وہ چائے بنانے لگی۔ یہ اپنی ڈی کے پاس پہنچ کر وہاں کے حالات معلوم کرنے لگی۔ وہ یہودی ہیری تنویمی نیند میں تھا۔ دوسرے بستر پر عادل بھی تنویمی نیند میں ڈوبا ہوا تھا اور اس کے چہرے کو پلاسٹک سرجری کے ذریعے تبدیل کیا جا رہا تھا۔ وہ مطمئن ہو کر واپس آ گئی۔

دائی ماں نے چائے لا کر دی۔ وہ ایک ایک گھونٹ پینے لگی اور اسے پارس سے ہونے والی گفتگو سنانے لگی۔ بوڑھی نے ساری باتیں سن کر کہا۔ "اس پر کبھی بھروسا نہ کرنا۔ اگر اس کی نیت اچھی ہوتی تو وہ ہیرے اسی دن تیرے حوالے کر دیتا۔"

"اس رات وہ مجھے نہیں جانتا تھا کہ میں شی تارا ہوں۔ اگر جانتا تو شاید دے دیتا۔"

"اگر جانتا تو تجھے پکڑ کر لے جاتا اور مسلمان بنا ڈالتا۔"

"دائی ماں! کوئی کسی کا دھرم زبردستی کیسے بدل سکتا ہے۔ دھرم ایمان کا تعلق دل سے ہے۔"

"معلوم ہوتا ہے تو دل سے مجبور ہو رہی ہے۔ یہ بھول رہی ہے کہ ہپناٹزم اور ٹیلی پیتھی کے ذریعے ایک مذہب کو مٹا کر دوسرا مذہب دماغ میں نقش کیا جا سکتا ہے۔"

"میں چائے پی رہی ہوں پھر بھی میرا سر دکھ رہا ہے۔"

"بہتر ہے، ابھی پارس کے بارے میں سوچنا چھوڑ دے۔"

"کیسے چھوڑ دوں؟ ابھی اس نے ایک شوشہ اور چھوڑا ہے۔ شاید ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ حاصل کر چکا ہے۔"

"تو نے بتایا تھا کہ جنرل کے اطراف بڑا سخت پہرا لگا رہے گا پھر اس نقشے تک بھلا کون پہنچ سکتا ہے؟"

"میں ابھی معلوم کرتی ہوں۔"

وہ پارس کے پاس آئی۔ اس نے جرابیں پہنتے ہوئے پوچھا۔ "اب کیوں آئی ہو؟"

"تم مجھے کیسے پہچان لیتے ہو؟"

"یہ غیر ضروری سوال ہے۔ مقصد بتاؤ اور جاؤ۔ میں ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں۔"

"کیا میں تمہارے پاس رہ کر تمہارے ساتھ نہیں جا سکتی؟"

"کس رشتے سے پاس رہو گی؟"

"میں تمہاری چہیتی ہوں۔"

"پیاری چہیتی! مقصد بتاؤ ورنہ میں سانس روک لوں گا۔"

"کیا تم نے واقعی وہ نقشہ حاصل کر لیا ہے؟"

"تھوڑی دیر بعد حاصل ہو جائے گا۔ اس کے لیے قومی بینک جا رہا ہوں۔"

"قومی بینک؟" شی تارا کو یاد آیا اسے سپر ماسٹر جان بلوشر کے ذریعے معلوم ہوا تھا کہ اس نقشے کو میامی کے نیوی ہیڈ کوارٹر سے لا کر واشنگٹن کے قومی بینک میں رکھا جائے گا۔

پارس نے سانس روک لی تھی۔ وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر سوچنے لگی۔ یہ پارس قومی بینک کے لاکر سے وہ نقشہ کیسے نکا[لے] گا؟ وہ سپر ماسٹر کے پاس آ کر بولی۔ "نقشے کے بارے میں بتاؤ۔"

"کیا بتاؤں۔ وہ کسی کے ہاتھ نہیں لگا۔ قومی بینک [کے] سیف میں رکھا ہوا ہے۔"

"تم اپنے خاص سراغ رسانوں کو قومی بینک کے اس حصے میں بھیجو جہاں وہ آئرن سیف ہے۔ پارس وہ نقشہ حاصل کرنے آ [رہا] ہے۔"

"کیسی باتیں کرتی ہو شی تارا! اس کے فرشتے بھی اس آئر[ن] سیف تک نہیں پہنچ سکیں گے۔"

"کیا اس نقشے کی نقل جنرل واسکوڈی کے پاس ہو سکتی ہے؟"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ خالی ہاتھ بینک سے گھر گیا ہے۔"

"ہو سکتا ہے اس نے وردی میں چھپا لی ہو۔"

"بینک سے باہر نکلنے سے پہلے جنرل کی پوری طرح تلاشی لی گ[ئی] تھی۔ تم کیسے کہتی ہو کہ پارس اسے حاصل کرنے کے لیے قو[می] بینک میں آ رہا ہے؟"

"پارس نے خود مجھ سے کہا ہے۔"

"وہ اس معاملے میں تمہیں دھوکا دے رہا ہے۔ ذرا سوچو، اس وقت شام کے چھ بج چکے ہیں بینک کے بڑے بڑے آہن[ی] دروازے بند ہو چکے ہیں۔ وہ کیا چیونٹی بن کر اندر جائے گا؟"

"اس کا مطلب ہے، وہ مجھے گمراہ کر کے کسی اور طرف [جا رہا] ہے۔ تم اپنے آدمیوں کے ساتھ جنرل اور اس کی کوٹھی پر نظر رکھو میں ابھی آتی ہوں۔"

وہ واشنگٹن کی ڈمی شی تارا کے پاس آ کر بولی۔ "سرنا اور چ[ند] ماتحتوں کو لے کر جنرل کی کوٹھی کا محاصرہ کرو اور آنے جانے والو[ں] پر نظر رکھو۔ وہاں تمہیں پارس کے قد اور جسامت والا کوئی جوا[ن] نظر آ سکتا ہے۔ آنکھیں کھلی رکھنا۔ میں آتی جاتی رہوں گی۔"

وہ واپس آ کر دائی ماں سے بولی۔ "مجھے ایک کپ اور پلاؤ۔"

بوڑھی نے تھرماس سے پیالی میں چائے انڈیلتے ہوئے پوچھا "کیا ہو رہا ہے؟"

"یہ پارس ایسا دردِ سر بن گیا ہے کہ مجھے بار بار چائے پینے [کی] عادت پڑ گئی ہے۔"

"کیا پھر کوئی پریشانی کی بات ہے؟"

"پریشانی اتنی نہیں ہے، البتہ فکر ہے کہ کیا ہو گا؟ پارس یہ نقشہ حاصل کرنے کے لیے جنرل کے گھر گیا ہو گا۔ وہ مجھے ا[س] معاملے میں گمراہ کر رہا تھا۔ میں اس کا پیچھا نہیں چھوڑوں گی۔"

"وہ بھی چاہتا ہے کہ تم اس کے پیچھے لگی رہو۔ اس کی چالوں [کو] اچھی طرح سمجھا کرو۔"

"سمجھ رہی ہوں۔ میرے ڈمی ماتحتوں کے ساتھ جنرل کی کو[ٹھی] کا محاصرہ کر چکی ہو گی اور سپر ماسٹر تو کوٹھی کے اندر بھی جا سکے گا۔ [یو]ں مجھے اندر اور باہر کی اطلاعات ملتی رہیں گی۔ پارس جو بھی چال [چلے]

گا، وہ مجھ سے چھپی نہیں رہے گی۔"

وہ ایک ایک گھونٹ چائے پیتی رہی۔ دائی ماں نے پوچھا۔ "کیا مرینا ایسے وقت خاموش بیٹھی رہے گی؟"

اس نے چونک کر اسے دیکھا پھر اپنی ڈمی کے پاس پہنچ کر بولی۔ "کیا تم محاصرہ کر چکی ہو؟"

"میں ایک ماتحت کے ساتھ کوٹھی کے سامنے ہوں۔ سرنا ایک ماتحت کے ساتھ کوٹھی کے پیچھے ہے۔"

"کیا تم جنرل کی سالی کو پہچانتی ہو؟"

"نہیں لیکن سرنا نے پچھلی رات اس کی سالی کو میامی کے شراب خانے میں دیکھا تھا۔"

"تم کوٹھی کے پیچھے جاؤ۔ میں سرنا کو یہاں سامنے لا رہی ہوں۔"

وہ ڈمی سرنا کے پاس آ کر بولی۔ "کوٹھی کے سامنے فوراً آؤ اگر جنرل کی سالی نظر آئے تو مجھے بتا دینا۔ ڈمی شی تارا یہاں تمہاری جگہ آ رہی ہے۔"

جنرل واسکوڈی کی کوٹھی پانی پت کا میدان بننے والی تھی۔ ادھر جے پرگولا نے مرینا یعنی جنرل کی سالی کی ڈمی تیار کر لی تھی۔ وہ ڈمی سالی تنویمی نیند پوری کرنے کے بعد بیدار ہو گئی تھی۔ مرینا نے اس سے پوچھا۔ "تم کون ہو؟ تمہارا نام کیا ہے؟"

وہ بولی۔ "میرا نام روزی نیلسن ہے۔ میں سوزی کی چھوٹی بہن ہوں اور سوزی جنرل واسکوڈی کی بیوی ہے۔ اس رشتے سے میں جنرل کی سالی ہوں۔"

"تم ابھی کہیں جا رہی ہو؟"

"میں جنرل کی کوٹھی میں جا رہی ہوں۔ میرے پرس میں اعصابی کمزوری کی ایک دوا ہے۔ پہلے میں جنرل سے اس نقشے کے متعلق سوالات کروں گی۔ صحیح جواب نہ ملا تو اسے دھوکے سے اعصابی کمزوری میں مبتلا کر دوں گی۔"

جے پرگولا تنویمی عمل کے ذریعے یہ تمام باتیں اس کے اندر نقش کر چکا تھا۔ اس کے دماغ کو بھی لاک کیا جا چکا تھا۔ وہ صرف مرینا کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر سکتی تھی۔ اس کی طرف سے مطمئن ہو کر پرگولا نے حکم دیا۔ "اب جاؤ۔"

وہ بستر سے اٹھ کر اپنا پرس اٹھا کر وہاں سے جانے لگی۔ مرینا ایک صوفے پر آرام سے بیٹھ گئی پھر بولی۔ "میں ڈمی کے ساتھ جا رہی ہوں جو حالات پیش آئیں گے، میں تمہیں بتاتی رہوں گی۔"

ڈمی ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر جنرل کی کوٹھی کے سامنے پہنچ گئی۔ وہ فوج کا جنرل تھا اس کی کوٹھی کے اطراف مسلح فوجی الرٹ رہتے تھے۔ وہ اپنے افسر کی سالی کو پہچانتے تھے۔ اس لیے اُسے اندر جانے سے نہیں روکا گیا۔ صرف ٹیکسی کو احاطے کے اندر جانے کی اجازت نہیں دی گئی۔ وہ احاطے کے گیٹ سے پیدل چلتی ہوئی کوٹھی کے اندر آئی۔

مسز واسکوڈی یعنی اس کی بہن سوزی نے پوچھا۔ "روزی! تم کل سے کہاں تھیں؟ تمہیں میامی میں اپنے بہنوئی کے ساتھ گھومنے پھرنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی تو واپس آ جانا چاہیے تھا۔"

وہ ایک صوفے پر بیٹھتی ہوئی بولی۔ "میں بہت عرصے کے بعد میامی گئی تھی اس لیے خاصی تفریح کرنے کے بعد آئی ہوں۔ مجھے پیاس لگ رہی ہے۔ وہ سیاہ فام ملازمہ کہاں ہے؟"

"وہ بیمار ہے اس کی جگہ اس کی بہن کل سے کام پر آ رہی ہے۔ میری تم کہاں ہو؟ روزی کے لیے ٹھنڈی بوتل لے آؤ۔"

جنرل نے اپنے کمرے سے نکلتے ہوئے کہا۔ "اچھا روزی آئی ہے۔ سو سوری! کل سرکاری ڈیوٹی کے باعث میں تم سے دور ہو گیا تھا۔"

"کوئی بات نہیں ڈیوٹی پھر ڈیوٹی ہوتی ہے۔"

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ جنرل کی بیوی نے ریسیور اٹھایا پھر پوچھا۔ "ہیلو! فرمایئے؟"

دوسری طرف سے ڈمی شی تارا نے کہا۔ "میں روزی کی سہیلی ہوں۔ پلیز، اس سے بات کرا دیں۔"

سوزی نے کہا۔ "روزی! تمہاری کسی سہیلی کا فون ہے۔"

ڈمی سالی نے ریسیور لے کر کان سے لگایا پھر کہا۔ "ہیلو، میں روزی بول رہی ہوں۔"

"تم روزی نہیں مرینا ہو اور میں شی تارا بول رہی ہوں۔"

ڈمی کے اندر بیٹھی ہوئی مرینا چونک گئی پھر سنبھل کر بولی۔ "یہ کیا بکواس ہے۔ میں مرینا نہیں روزی ہوں۔"

شی تارا اس ڈمی کے اندر پہنچ کر بولی۔ "ہاں، اب اس کے دماغ میں آ کر معلوم ہو رہا ہے کہ یہ بےچاری ایک آلۂ کار ہے اور مرینا! تم اس کے اندر چھپی ہوئی ہو۔"

مرینا نے کہا۔ "شی تارا! یہ سانس روک لیتی ہے۔ میں اس کے اندر سے چلی جاؤں گی تو یہ تمہیں بھی بھگا دے گی۔"

"میں نادان نہیں ہوں۔ تمہارا موجودہ لہجہ اپنا کر اس کے اندر چلی آؤں گی۔"

"دیکھو، تم کام بگاڑ رہی ہو۔"

"مجھے اس نقشے کے متعلق بتاؤ اس میں میرا بھی حصہ ہے۔"

"میں کیسے بتاؤں کہ نقشہ کہاں ہے۔ مجھے کل جنرل سے دور کر دیا گیا تھا۔ میں معلوم کرنے آئی ہوں کہ پارس اس سلسلے میں کیسی چالیں چل رہا ہے۔"

"تو پھر معلوم کرو، میں تمہارے ساتھ رہوں گی۔ پیچھا نہیں چھوڑوں گی۔"

"یہاں تیسری ٹیلی پیتھی جاننے والی باربرا بھی موجود ہو گی۔ جنرل، اس کی بیوی یا اس کی سیاہ فام ملازمہ میں سے کسی ایک کے دماغ میں ہو گی۔ تم اس کا بھی محاسبہ کرو۔ میں تھوڑی دیر کے لیے جا

رہی ہوں۔"

ادھر ڈمی سالی نے ریسیور رکھ دیا تھا۔ مرینا اور شی تارا کی باتیں اپنے دماغ میں سن رہی تھی۔ ایک سیاہ فام ملازمہ نے اسے ٹھنڈا مشروب پیش کیا۔ جنرل کی بیوی وہاں سے جا چکی تھی۔ جنرل نے روزی سے پوچھا۔ "تم ابھی فون پر کسی سے کہہ رہی تھیں کہ تم مرینا نہیں روزی ہو۔ کون تمہیں مرینا کہہ رہی تھی؟"

"پتا نہیں کون تھی۔ اس نے ریسیور رکھ دیا تھا۔"

دوسری طرف مرینا نے دماغی طور پر حاضر ہو کر جے پرگولا سے کہا۔ "میری ڈمی کے اندر شی تارا پہنچ گئی ہے اب کیا ہوگا' وہ بڑی رکاوٹیں پیدا کرے گی۔"

"شی تارا کو وہاں سے بھگانا ہوگا۔ جیری اور تھرہال کو اپنے پاس بلاؤ' انہیں اپنی ڈمی کے دماغ میں لے جاؤ وہ دونوں وہاں شی تارا کی آواز سنیں گے پھر وہ دونوں باری باری شی تارا کے دماغ میں جانے کی ناکام کوششیں کرتے رہیں گے اور وہ انہیں بھگانے کے لیے سانس روکتی رہے گی یوں دونوں کی مسلسل خیال خوانی کے حملوں کو روکنے میں مصروف رہے گی۔ تم ادھر اپنا کام سہولت سے کرنا۔"

"پرگولا! تمہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ شی تارا اپنی ڈمی کے لہجے میں خیال خوانی کرتی ہے۔ آج تک کسی نے اس کی اصل آواز نہیں سنی۔ جیری اور تھرہال خیال خوانی کی پرواز کر کے ڈمی شی تارا کے پاس پہنچتے رہیں گے۔ جو اصل ہے وہ پھر بھی ڈمی کے پاس رہے گی۔" "ہم اسے وہاں سے بھگا نہیں سکیں گے۔"

پرگولا نے کہا۔ "اگر وہ مصیبت بن ہی گئی ہے تو ہم اس سے نمٹ لیں گے۔ تم وقت ضائع نہ کرو۔ فوراً نقشے کے متعلق معلوم کرو۔"

ڈمی سالی پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتی تھی لیکن شی تارا نے مرینا کا لہجہ اپنایا تھا اس لیے وہ اسے محسوس نہیں کر رہی تھی اس نے ڈمی کے ذریعے کہا۔ "جنرل! ایک نقشے کی وجہ سے تمہاری زندگی خطرے میں پڑ گئی ہے۔"

جنرل نے پوچھا۔ "روزی! تم کیسے جانتی ہو کہ نقشہ کیا ہے؟ اور میں کس طرح خطرے میں پڑ گیا ہوں؟"

شی تارا نے کہا "میں روزی کے ذریعے مرینا بول رہی ہوں۔"

"جھوٹ نہ بولو۔ مرینا کی آواز اور لہجہ دوسرا ہے۔ وہ میرے دماغ میں آ کر بولتی ہے۔ تم مرینا ہو تو میرے اندر آؤ۔"

اسی وقت مرینا بھی ڈمی سالی کے اندر آ گئی تھی۔ اس نے کہا۔ "پارس کی ساتھی باربرا نے تمہیں مجھ سے چھین کر اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا ہے۔ پتا نہیں وہ کون سا لہجہ اپنا کر تمہارے پاس آتی ہے۔ میں نہیں جانتی ہوں اس لیے تم سے دور ہو گئی ہوں۔"

"میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ میرے اندر آؤ گی تو تمہیں اپنی دوست مرینا تسلیم کروں گا۔"

شی تارا نے کہا۔ "مرینا! ہمیں باربرا اس کے اندر نہ[...] جانے دے گی اور ہمیں اندر پہنچ کر ہی معلوم ہوگا کہ پارس نے نق[...] کے سلسلے میں کیا گھپلا کیا ہے؟"

"پھر تو اسے زخمی کرنا ہوگا یا اسے اعصابی کمزوری میں [...] کرنا ہوگا۔"

اس دوران باربرا خاموش تماشائی بنی ہوئی تھی۔ وہ جنرل [...] دماغ میں نہیں جا رہی تھی' اگر جاتی تو شی تارا اور مرینا کو بھی [...] جگہ مل جاتی اس لیے وہ کبھی جنرل کی بیوی اور کبھی سیاہ فام ملاز[...] کے دماغ میں رہ رہی تھی۔ جب اس نے جنرل کی سالی کو دیکھا تو [...] گئی کہ وہ مرینا ہے یا اس کی کوئی آلۂ کار ہے۔

پھر شی تارا اور مرینا کی فون کال کے وقت اس ڈمی کے اند[...] رہی تھی' تب باربرا کو بھی اس کے اندر پہنچنے کا موقع مل گیا۔ [...] وہ خاموشی سے دونوں کی باتیں سنتی رہی۔ آخر مرینا نے اس [...] سالی سے کہا۔ "تمہارے بالوں میں جو ہیئر پن لگی ہوئی ہے۔ ا[...] سر سے نکال کر جنرل کے جسم کے کسی بھی حصے میں چبھو دو۔"

ڈمی سالی نے حکم کی تعمیل کی۔ اپنی جگہ سے اٹھی اور جنرل [...] پاس آ کر بیٹھ گئی پھر اس نے لگاوٹ کی باتیں کرتے ہوئے ا[...] بالوں سے پن نکال کر اسے چبھو دی۔ جنرل کے منہ سے ہلکی سسکی کی آواز نکلی۔ سوئی میں لگی ہوئی دوا زود اثر تھی۔ اس [...] فوراً ہی اثر دکھایا۔ وہ کمزوری محسوس کرتے ہوئے صوفے پر لی[...] گیا۔ شی تارا اور مرینا یہ دیکھتے ہی اس کے اندر پہنچ گئیں۔ [...] تیزی سے اس کے چور خیالات پڑھنے لگیں۔

اس کے خیالات بہت کچھ بتا رہے تھے۔ نیوی ہیڈ کوارٹر [...] واشنگٹن کے قومی بینک سے اپنے گھر تک پہنچنے کی تمام تفصیل[...] معلوم ہو رہی تھیں لیکن اس کے خیالات یہ نہیں بتا سکتے تھ[...] اس نقشے کی مائیکرو فلم کیسے تیار کی گئی تھی اور وہ کس طرح ریو[...] کے چیمبر میں چھپائی گئی تھی۔

چونکہ ایسے وقت باربرا نے جنرل کے دماغ کو غائب رکھ[...] اور اس پر مسلط رہ کر مائیکرو فلم تیار کی تھی۔ اس لیے جنرل کو [...] کا کوئی علم نہیں تھا اور اس لیے اس کا دماغ شی تارا اور مرینا کو [...] بتانے سے قاصر تھا۔

شی تارا اور مرینا حیران تھیں کہ وہ نقشہ بڑی سہولت [...] ساتھ قومی بینک کے آہنی سیف میں پہنچا دیا گیا اور پارس [...] اسے حاصل کرنے کے لیے کچھ نہیں کیا۔ یہ بات یقین کرنے [...] نہیں تھی۔

مرینا نے جنرل کے کمزور دماغ سے پوچھا۔ "کیا باربرا [...] تمہیں اپنا تابعدار بنا کر تم سے نقشے کا مطالبہ نہیں کیا تھا؟"

"کون باربرا؟ میں اس نام کی کسی عورت کو نہیں [...] ہوں۔ میرے دماغ میں صرف مرینا آتی ہے اور اس نے م[...] پاس آنے کے لیے اپنا لہجہ بدل لیا ہے۔"

شی تارا نے کہا۔ اچھی طرح سوچ کر بتاؤ' طیارے میں سفر [...]رنے کے دوران کیا تم تھوڑی دیر کے لیے غافل ہوئے تھے۔"

"غافل ہونے سے تمہاری مراد سو جانا ہے تو میں تھوڑی دیر کے لیے سو گیا تھا۔"

"ایک فوجی افسر بے وقت نہیں سوتا' تم کیسے سو گئے تھے۔ [...]س نیند کے دوران ضرور کچھ ہوا ہے۔"

ایسے وقت جنرل کی زبان نے باربرا کی مرضی کے مطابق کہا۔ [...]ہاں' نیند کے دوران میں نے خواب دیکھا تھا۔"

شی تارا نے کہا "شاید وہ خواب نہ ہو' تمہارا بے اختیاری کا [...]ل ہو۔ اچھی طرح یاد کرو اور بتاؤ کہ وہ خواب جیسا عمل کیا تھا؟"

"ہاں' مجھے یاد آ رہا ہے۔ میں نے بریف کیس کو کھولا تھا۔"

مرینا نے پوچھا۔ "تمہیں لاک کا خفیہ نمبر معلوم نہیں تھا۔ تم [...]نے اسے کیسے کھولا؟"

شی تارا نے سخت لہجے میں کہا۔ "مرینا! تم خاموش رہو اسے [...]کنے سے یہ اصل بات بھول سکتا ہے۔"

جنرل نے باربرا کی مرضی کے مطابق کہا۔ "میں نے خواب میں [...]یکھا کہ میں بریف کیس سے نقشہ نکال کر اسے کھول رہا ہوں پھر [...]ں نے اپنے ریوالور کا چیمبر باہر نکالا ہے۔ اس چیمبر میں گولیاں [...]میں ہیں۔ اس کے اندر ایک ننھا سا مائیکرو کیمرا ہے۔ اور میں اس [...]مرے سے نقشے کی تصویریں اتار رہا ہوں۔"

شی تارا اور مرینا اپنی اپنی جگہ حیرت سے اچھل پڑیں۔

دائی ماں نے شی تارا سے پوچھا۔ "بیٹی کیا ہوا؟"

شی تارا نے کہا۔ "وہ فرہاد کا نہیں' شیطان کا بچہ ہے۔ میں [...]بھی آتی ہوں۔"

مرینا نے کہا۔ "وہ شیطان کا بچہ نہیں' شیطان کا باپ ہے۔ [...]ں ابھی آتی ہوں۔"

دونوں کی سمجھ میں آ گیا تھا کہ پارس نے کیسا غضب کا کمال [...]کھایا ہے۔ دونوں ہی ڈمی سالی کے دماغ میں آئیں پھر اس بے [...]اری کو دوڑاتی ہوئی جنرل کے بیڈ روم میں لے گئیں۔ ڈمی نے [...]ماری کے پاس پہنچ کر اس کے پٹ کو کھولا اندر دوسرے کپڑوں [...]کے ساتھ فوجی وردی ہینگر پر لٹکی ہوئی تھی۔ ایک جگہ ہولسٹر میں [...]یوالور نظر آ رہا تھا۔ اس نے لپک کر ریوالور کو ہولسٹر سے نکالا پھر [...]یوالور والا چیمبر باہر کھینچا۔ اس میں بلٹس نہیں تھے۔ اس میں [...]ئیکرو کیمرا نہیں تھا۔ غبارے سے ہوا نکل چکی تھی۔

وہ تھوڑی دیر تک الماری کے درازوں اور مختلف حصوں میں مائیکرو کیمرا تلاش کرتی رہی پھر دونوں اس کے دماغ سے نکل کر [...]زل کے پاس آئیں۔ جھنجلا کر پوچھنے لگیں۔ "کہاں ہے وہ مائیکرو [...]ہے"

شی تارا نے کہا۔ "ریوالور کا چیمبر خالی ہے۔ اچھی طرح یاد [...]رو' تم نے وہ کیمرا ریوالور کے چیمبر سے نکال کر کہاں چھپایا ہے؟"

"میں نے خواب میں ریوالور کو ہاتھ لگایا تھا پھر اس کے چیمبر میں کیمرا واپس رکھنے کے بعد اس ریوالور کو چھو کر بھی نہیں دیکھا اسے ہولسٹر سمیت الماری میں رکھ دیا تھا۔"

"اس کا مطلب ہے' پارس نے کسی آلۂ کار کے ذریعے اسے چوری کرایا ہے۔"

جنرل نے کہا۔ "یہاں ابھی تک کوئی باہر کا فرد نہیں آیا ہے۔ چوری کیسے ہوگی؟"

"گھر کے کسی فرد کو آلۂ کار بنا کر یہ مقصد پورا کیا گیا ہے؟"

وہ دونوں جنرل کی بیوی کے اندر آئیں اس کے چور خیالات پڑھے پتا چلا وہ اس سلسلے میں کچھ نہیں جانتی ہے۔ مرینا نے کہا۔ "او گاڈ! ہم اس سیاہ فام ملازمہ کو بھول رہے ہیں۔"

وہ دونوں پھر ڈمی سالی کے دماغ میں آئیں۔ اسے ہر کمرے میں گھمانے پھرانے اور سیاہ فام ملازمہ کو تلاش کرانے لگیں۔ آخر وہ ایک کمرے میں نظر آ گئی۔

کچھ دیر پہلے جب وہ ڈمی سالی کو مشروب سے بھرا ہوا گلاس دینے آئی تھی تو نارمل تھی۔ اب نشے میں جھوم رہی تھی۔ ڈمی سالی کو دیکھ کر بولی۔ "ویل میں سمجھ گئی' تمہارے اندر جو دو چڑیلیں ہیں' وہ مائیکرو فلم کے لیے بھاگی بھاگی پھر رہی ہیں۔"

پھر وہ ہنستی ہوئی بولی۔ "بڑا عجیب تماشا ہو گیا۔ ایک میری جیسی کالی کلوٹی یہاں آئی تھی۔ وہ میری ہم شکل تھی۔ میں مشروب سے بھرا ہوا گلاس لے جانا چاہتی تھی۔ اس نے میرے بازو پر اپنے ایک ناخن کی ہلکی سی خراش ڈالی۔ ہائے میں کیا بیان کروں؟ ایسا مزے کا نشہ ہونے لگا کہ میں اب تک مست ہو رہی ہوں۔"

"ص۔ فو۔ فو۔ را۔ را۔ را را...."

شی تارا اور مرینا دونوں چیخ پڑیں۔ "صفورا۔ را۔ را۔ را۔"

دونوں نے پھر اس ڈمی سالی کو باہر کی طرف دوڑایا۔ اسے سیکورٹی افسر کے پاس لے گئیں اس کے ذریعے پوچھا۔ "کیا یہاں سے کوئی سیاہ فام لڑکی باہر گئی ہے؟"

افسر نے کہا۔ "ہاں اس کوٹھی کی سیاہ فام ملازمہ میری گئی ہے۔"

"تم نے اسے کیوں جانے دیا؟"

"وہ یہاں کی ملازمہ ہے' آتی جاتی رہتی ہے۔ اسے کبھی روکا یا ٹوکا نہیں گیا' آج بھی ایسا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا۔"

وہ دونوں پھر اسے دوڑاتی ہوئی گیٹ پر لائیں وہاں کھڑے ہوئے مسلح گارڈز میں سے ایک گارڈ سے پوچھا۔ "وہ سیاہ فام میری کدھر گئی ہے؟"

اس نے ایک طرف اشارہ کر کے کہا۔ "ادھر گئی ہے؟"

"کیا کسی گاڑی میں گئی ہے؟"

"جی ہاں۔ بلیک ہنڈا اکارڈ میں۔"

اس کا مطلب یہ تھا کہ بہت دور نکل گئی ہے۔ پارس سے یہ

توقع نہیں تھی کہ وہ اسے ایک ہی بلیک ہنڈا اکارڈ میں بٹھائے رکھے گا۔ آگے جا کر صفورا نے گاڑی تبدیل کی ہوگی۔

مرینا نے دماغی طور پر حاضر ہو کر ایک لمبی سانس یوں چھوڑی جیسے دم نکل رہا ہو۔ جے پر گولا نے پوچھا۔ "کیا ہوا؟ کبھی آ رہی ہو، کبھی جا رہی ہو؟ آخر کچھ بتاؤ تو سہی۔"

وہ اس بار لمبی سانس لے کر بولی۔ "وہ کمینہ نقشہ لے گیا۔"

"یعنی پارس کو کہہ رہی ہو؟ وہ اتنا بڑا نقشہ کیسے چھپا کر لے گیا؟"

"وہ نقشے کی مائیکرو فلم لے گیا ہے؟"

وہ جے پر گولا کو پارس کی حکمتِ عملی کے متعلق بتانے لگی۔

ادھر شی تارا دماغی طور پر حاضر ہو کر ہولے ہولے ہنسنے لگی۔ اپنے سر کو تھام کر صوفے کی پشت سے ٹک گئی۔ دائی ماں نے کہا۔ "اے بیٹی، یہ تو کھسیانی ہنسی لگ رہی ہے۔"

وہ ہنس ہنس کر بولی۔ "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسے وقت اپنا سر پیٹ کر ماتم کرنا چاہئے یا پارس کی بے مثال ذہانت پر خوش ہونا چاہئے۔ بس میں ہنس رہی ہوں۔ مجھے اچھا لگ رہا ہے؟"

"ہنسنا اچھا لگ رہا ہے یا وہ اچھا لگ رہا ہے؟"

وہ ہنستے ہنستے یکلخت خاموش ہو گئی۔ دائی ماں کو خالی خالی نظروں سے تکنے لگی۔ بوڑھیا نے پوچھا۔ "کیا دیکھ رہی ہو؟"

وہ جیسے دور کہیں پہنچ کر بولی۔ "میں چاہتی ہوں، وہ کانٹا میری زندگی سے ہمیشہ کے لیے نکل جائے۔ ایک دن اسے مرنا ہے۔ آج ہی مر جائے پھر میرے دھرم کو کبھی ٹھیس نہیں پہنچے گی۔ میں اسے اپنا غلام بنانے یا مار ڈالنے کی تمنا کرتی ہوں لیکن اس کی دلیری اور ذہانت پر بے اختیار خوش ہونے لگتی ہوں۔ خوش تو وہ عورت ہوتی ہے، جس کا مرد کمالات دکھاتا ہے اور دنیا میں نام پیدا کرتا ہے اور وہ فخر سے بھر جاتی ہے۔ یہ فخر میرے اندر کیوں بھر جاتا ہے؟"

"بیٹی! تیرے سوال کا کیا جواب دوں؟ ہاں ایسا ہوتا ہے کہ جب اپنے زبردست کے سامنے عورت کا بس نہیں چلتا تو وہ انجانے میں اس زبردست کے آگے جھکنے لگتی ہے۔ مگر دعویٰ بھی کرتی ہے کہ ٹوٹ جائے گی مگر نہیں جھکے گی۔ تیرے اندر ایک جنگ جاری رہتی ہے۔ بھگوان جانے تیرا کیا بنے گا؟"

شی تارا نے سر جھکا لیا۔ یہ عقیدت کا اور عبادت کا تقاضا ہے کہ سجدے میں جانے سے پہلے سر جھکانا آ جائے۔

****

سات بھائیوں کی وہ خفیہ تنظیم آدم برادرز کہلاتی تھی۔ ان سات بھائیوں کی ایک بہن الپا تھی۔ اس وقت وہ ایک آرام دہ بستر پر لیٹی ہوئی تھی۔ اس کا سب سے بڑا بھائی برین آدم اس کے پاس بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا۔ "تم نے بابا صاحب کے ادارے میں بڑے کارنامے انجام دیے۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے ٹیری ہارٹ کو ٹریپ کر کے یہاں پہنچا دیا۔ جوجو کو بھی یہاں لے آئیں مگر ایک بہت بڑی غلطی کے باعث وہ ہاتھ آ کر نکل گئی۔"

وہ بولی۔ "بڑے بھائی! مجھے اس غلطی کا ہمیشہ افسوس رہے گا اور میں شرمندہ رہوں گی۔"

"نہیں سسٹر! اس غلطی کو بھول جاؤ، میں اسے بھلانے کے لیے ہی ابھی تم پر عمل کر رہا ہوں۔ سونیا ثانی نے جوجو کے ذریعے تمہاری اصل آواز اور لہجے کو سن لیا ہے۔ آئندہ وہ تمہارا لہجہ اختیار کر کے تمہارے کسی معمول کے اندر پہنچ سکتی ہے، اس کو ڈور ڈز معلوم کر کے ہم تمام بھائیوں تک پہنچ کر ہماری خفیہ تنظیم کے متعلق بہت کچھ معلوم کر سکتی ہے۔"

سونیا ثانی خطرہ بن گئی تھی لہٰذا الپا تنویمی عمل کے لیے راضی ہو گئی۔ بڑے بھائی برین آدم نے اس پر عمل کرنا شروع کیا، مختلف مراحل سے گزار کر اسے پھر سے اپنی معمولہ بنا لیا۔

اصل بات یہ تھی کہ الپا کسی بھی رشتے سے اس کی بہن نہیں تھی۔ چونکہ وہ سات بھائی تجرد کی زندگی گزار رہے تھے کسی عورت کو معشوقہ کی حیثیت سے قریب نہیں آنے دیتے تھے اس لیے اس کو بہن بنا لیا تھا۔

اس کی بھی وضاحت ہو جائے کہ سات بھائیوں کی حقیقت کیا ہے؟

حقیقت یہ کہ وہ بھی کسی رشتے سے ایک دوسرے کے نہیں تھے اور نہ ہی وہ مجرد تھے۔ اس خفیہ تنظیم کا ایک ہی بنیادی تھا جس کا ذکر آئندہ ہوگا۔ فی الوقت برین آدم سب سے اہم تھا۔ اس نے رفتہ رفتہ باکمال اور باصلاحیت افراد کو پھانسا تھا۔ اس سے پہلے ایک بہت بڑے سیاستداں کو پھانسا، وہ عالمی سیاست کی شطرنج کا زبردست کھلاڑی تھا۔ اس پر تنویمی عمل کرنے کے بعد اس نے سیاستداں کا ماضی بھلا دیا اور اسے چھوٹا بھائی بنا کر اُس کا نام وائٹ آدم رکھا۔

اسی طرح اس نے بلیک آدم کو تیسرا، راکٹ آدم کو چوتھا، جواد آدم کو پانچواں اور جان آدم کو چھوٹا بھائی بنایا۔ حقیقتاً وہ چھ بھائی تھے۔ وہ سات بھائی کہلاتے تھے لیکن تنویمی عمل کے لحاظ سے چھ بھائی تھے۔

یہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ برین آدم ایک نہیں، دو تھے۔ وہ دونوں جڑواں بھائی تھے۔ دونوں جڑے ہوئے دنیا میں آئے تھے۔ پیدائش کے بعد آپریشن کے ذریعے ایک دوسرے سے الگ کیا گیا تھا۔ ان میں سے ایک اسرائیل میں چھ معمول بھائیوں کے ساتھ رہتا تھا۔ دوسرا برین آدم جو اس کا ہم شکل اور ہم مزاج تھا، اس کی رہائش نیویارک میں تھی۔ (یہ یاد رہے کہ اس تنظیم کے پتھر کا ذکر آئندہ ہوگا)

دونوں برین آدم کے درمیان برابر رابطہ قائم رہتا تھا۔ ان کے پاس دو ہیلی کاپٹرز اور دو خصوصی طیارے تھے۔ جن کے ذریعے وہ جب چاہیں، جہاں چاہیں ملاقات کرتے تھے اور ایک، دوسرے کی جگہ آ کر ایک دوسرے کے فرائض ادا کرتے رہتے تھے۔

یہ ان کی پیدائشی عادت تھی کہ ایک کے پیٹ میں تکلیف ہوتی تھی تو دوسرا بھی اس تکلیف سے بے چین ہو جاتا تھا۔ ایک کو کوئی چوٹ پہنچتی تھی تو دوسرا بھی اس چوٹ کی شدت سے تڑپتا تھا۔ اس طرح وہ ایک دوسرے کی خوشیوں کو بھی دور رہ کر اپنے دل و دماغ میں محسوس کرتے تھے۔ ان فطری عادات سے انہوں نے ایک فائدہ اٹھایا، جب کوئی مجبوری آڑے آتی وہ فون یا ٹرانسمیٹر کے ذریعے کسی وجہ سے رابطہ نہ کر سکتے تو قدرتی ذرائع سے ایک دوسرے کے پاس پیغام بھیجتے تھے۔

وہ ایسے کہ رابطہ نہ ہونے پر ایک دوسرے کی خیریت معلوم کرنے کے لیے تل ابیب میں ایک برین آدم ہنستا تھا تو نیویارک میں دوسرے برین آدم کو بے اختیار ہنسی آ جاتی تھی۔ اس طرح دوسرے کو معلوم ہو جاتا کہ اسرائیلی بھائی ہنسی خوشی مزے میں ہے۔ اگر امریکی بھائی روتا تو اسرائیلی کو بے اختیار رونا آتا تھا اور معلوم ہو جاتا تھا کہ دوسرا بھائی کسی مصیبت میں مبتلا ہے۔

اگر ایک چاہتا کہ دوسرے کو اپنے پاس بلائے تو وہ اپنے بائیں پیر میں کوئی نکیلی چیز چبھوتا تھا۔ دوسرا دائیں پیر میں چبھن محسوس کر کے سمجھ لیتا تھا کہ بھائی کو اس کی ضرورت ہے اور اگر بائیں پاؤں میں چبھن محسوس ہوتی تو اس کا مطلب ہوتا، بھائی سے دور رہو، خطرہ ہے اور دور ہی دور سے بھائی کی سلامتی کے لیے کوششیں کرتے رہو۔

اس بار نیویارک والے برین آدم نے دائیں پیر میں چبھن محسوس کی تھی اور سمجھ گیا تھا کہ ایسی کوئی خاص بات ہے جس کی وجہ سے دوسرا بھائی فون اور ٹرانسمیٹر پر بات نہیں کرنا چاہتا اس لیے بلا رہا ہے لہٰذا وہ اپنے چہرے میں تھوڑی سی تبدیلی کر کے تل ابیب آ گیا تاکہ کوئی انہیں ہم شکل پا کر نہ چونکے۔

نیویارک والے نے کہا۔ "برین! اگر تم نہ بلاتے، تب بھی میں آتا کیوں کہ ہم ہر ماہ باقی پانچ آدم برادرز اور سسٹر الپا پر تنویمی عمل کرتے ہیں۔"

"آدم! انہیں ہمیشہ معمول اور تابعدار بنانے کے لیے ہر ماہ ان پر تنویمی عمل کرنا لازمی ہے لیکن میں نے تمہیں دو دن پہلے اس لیے بلایا ہے کہ ایک زبردست نسخہ میرے ہاتھ آیا ہے۔"

وہ دوسرے بھائی کو غیر معمولی قوتِ سماعت و بصارت اور حیرت انگیز جسمانی و دماغی قوتوں سے تعلق رکھنے والے فارمولوں کے بارے میں بتانے لگا۔ اس نے سننے کے بعد کہا۔ "مگر یہ فارمولے ادھورے ہیں۔"

"ہاں، میں نے ایک ماہر طبیب اور علم الابدان کے ایک ماہر کو اپنا معمول اور تابعدار بنا کر ایک خفیہ لیبارٹری میں پہنچا دیا ہے۔ دونوں کا یہ بیان ہے کہ ان فارمولوں میں قوتِ سماعت و بصارت کے نسخے مکمل ہیں۔ صرف ان ادویات کو آزمانا ہوگا جن کے نام اس نسخے میں لکھے ہوئے ہیں۔"

"اچھا تو وہ ان ادویات کو کس پر آزما رہے ہیں؟"

"میں نے کسی انسان پر آزمانے کی اجازت نہیں دی ہے کیونکہ یہ تجربہ کامیاب رہے گا تو ایک غیر معمولی شخص کا اضافہ ہوگا۔ اس لیے وہ ماہرین ایک بندریا پر وہ دوائیں آزما رہے ہیں۔"

نیویارک والے بھائی نے کہا۔ "اگر تجربہ کامیاب رہا تو ہم دونوں بھائیوں کو فون اور ٹرانسمیٹر کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ میں نیویارک سے بولوں گا، تم سنو گے۔ تم تل ابیب سے بولو گے میں نیویارک میں سنوں گا۔ واہ! مزہ آ جائے گا۔ میں تو ابھی سے یہ قوتیں حاصل کرنے کے لیے بے چین ہو رہا ہوں۔"

"ماہرین بندریا کو وہ دوائیں کھلا رہے ہیں اور انجکشن لگا رہے ہیں۔ ہفتے دو ہفتے میں کچھ نتائج ظاہر ہونے کی امید ہے۔"

"پھر تو میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ ان ماہرین کے ساتھ رہ کر جائزہ لوں گا۔ انہیں ہر طرح کی سہولتیں فراہم کروں گا اور ایک ایک دوا کے عمل اور ردِ عمل کو سمجھتا رہوں گا۔"

"میں نے اسی لیے تمہیں بلایا ہے جب تم اچھی طرح سب کچھ سمجھ لو گے اور تجربہ کامیاب ہو جائے گا تو ان دونوں ماہرین کو موت کی نیند سلا دیا جائے گا۔ تاکہ ان فارمولوں کی کامیابی کا گواہ کوئی نہ رہے۔"

"بے شک، ہم دوسرے ممالک اور دوسری تنظیموں سے یہی کہیں گے کہ پارس نے دھوکا دیا ہے وہ فارمولے جعلی ہیں۔"

وہ دونوں مصروف ہو گئے۔ ایک ان فارمولوں کے معاملے میں مصروف رہا، دوسرا باقی پانچ آدم برادرز اور الپا پر باری باری تنویمی عمل کرتا رہا۔ الپا کی آواز اور لہجہ بدل دیا گیا۔ دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے ٹیری ہارٹ کا برین واش کیا گیا۔ اسے کٹر قوم پرست یہودی بنایا گیا۔ جب وہ تنویمی نیند سے بیدار ہوا تو پچھلی زندگی بھول چکا تھا۔

آنکھ کھلنے پر اس نے خود کو ایک وسیع و عریض خوابگاہ میں پایا۔ وہاں الپا اور چھ آدم برادرز موجود تھے۔ برین آدم نے کہا۔ "ٹیری! تمہیں نئی زندگی مبارک ہو۔"

ٹیری ایک ایک کو اجنبی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ پلاننگ کے مطابق الپا اس کے دماغ کی اندر موجود تھی اور اس کی سوچ میں کہہ رہی تھی۔ "ہاں۔ یہ کچھ جانے پہچانے سے لگ رہے ہیں میں کون ہوں اور کہاں ہوں؟"

الپا نے زبان سے کہا۔ "تم ایک حادثے میں اپنی یادداشت سے محروم ہو گئے ہو۔ پچھلے ایک ماہ میں دو بار تمہارے برین کا آپریشن ہو چکا ہے۔ ڈاکٹرز مایوس ہو گئے ہیں۔ کہتے ہیں شاید رفتہ رفتہ تم اپنی اس بہن اور بھائیوں کو پہچان سکو گے۔"

"کیا تم میری بہن اور یہ سب میرے بھائی ہیں؟"

"ہاں، تم خیال خوانی کی پرواز کرو اور باری باری ہم سب کے

دماغوں میں آؤ تو ہمارے خیالات پڑھ کر تمہیں بہت کچھ معلوم ہوسکے گا۔"

وہ بڑبڑانے لگا۔ "خیال خوانی؟ کیا میں ٹیلی پیتھی جانتا ہوں؟"

"تم خود غور کرو۔ اپنے آپ کو بھولنے کے باوجود یہ جانتے ہو کہ ٹیلی پیتھی کوئی علم ہے۔"

"ہاں مگر خیال خوانی کی پرواز کیسے کی جاتی ہے؟"

"کوشش کرو۔ میری آواز اور لہجہ پر پوری توجہ مرکوز کرو۔ ابھی معلوم ہو جائے گا۔"

ٹیری ہارٹ نے آنکھیں بند کر کے ہدایات پر عمل کیا۔ الپا نے اس کے اندر آکر خیال خوانی کی پرواز میں اس سے تعاون کیا تو وہ الپا کے اندر آگیا۔ وہ بولی۔ "ٹیری! میں تمہیں اپنے اندر محسوس کر رہی ہوں۔ تم اپنی زبان ہلائے بغیر سوچ کے ذریعے باتیں کرو۔"

اس نے آنکھیں کھول کر سوچ کے ذریعے حیرانی سے کہا۔ "ہاں، میں خود کو تمہارے اندر محسوس کر رہا ہوں۔ تمہاری سوچ کی لہروں کو پڑھ سکتا ہوں۔"

وہ الپا کے خیالات پڑھنے لگا۔ ایک ایک آدم برادر نے اسے اپنی اپنی آواز سنائی۔ وہ ان کے اندر آکر بھی بولنے لگا۔ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ "میں بہت کچھ بھولنے کے بعد بھی خیالات پڑھ کر بہت کچھ معلوم کر سکتا ہوں۔"

برین آدم نے اس کی خیال خوانی پر پابندی عائد کر دی تھی۔ یہ بات ٹیری نہیں جانتا تھا ایک معمول اور تابعدار کی حیثیت سے وہ ہمیشہ برین آدم کا پابند اور محتاج رہنے والا تھا۔

وہاں ایک بہن اور چھ بھائیوں نے اسے اپنا ساتواں بھائی ہونے کا یقین دلایا اور یہ بتایا کہ ان کے ماں باپ مر چکے ہیں۔ دنیا میں اور کوئی ان کا رشتے دار نہیں ہے اور نہ ہی وہ سب کسی سے دوستی کرتے ہیں اور نہ کسی عورت سے کسی طرح کا تعلق استوار کرتے ہیں کیوں کہ وہ سب اپنے ملک اور قوم کے خفیہ خدمت گار ہیں بلکہ وہ بہن اور سات بھائی اس ملک کے خفیہ حکمران ہیں۔ اسرائیلی حکام یا فوجی افسران سے کوئی ایسی غلطی ہو جائے جس سے ملک کو اور یہودی عوام کو نقصان پہنچتا ہو تو وہ ایسے کسی خطاوار یا حاکم یا افسر کو موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں۔

پھر انہوں نے ویڈیو کیسٹ کے ذریعے اپنے ملک کے تمام حکام اور فوجی افسران کی تصاویر دکھائیں۔ برین آدم نے کہا۔ "برادر ٹیری! تم فرصت کے اوقات میں ان حکام اور افسران کی تصویریں دیکھتے رہو گے ان کی آوازیں سنتے رہو گے پھر چپکے سے ان کے دماغوں میں پہنچ کر ان کے چور خیالات پڑھتے رہو گے تاکہ ان سب کی کمزوریوں سے اور جذبۂ حب الوطنی سے آگاہ ہوتے رہو۔"

پھر ویڈیو کیسٹ بدل دیا گیا۔ برین آدم نے کہا۔ "تم نے پہلے کیسٹ میں اپنے یہودی حکمرانوں اور افسروں کو دیکھا تھا۔ اپنوں میں دوست بھی ہوتے ہیں اور دشمن بھی لیکن غیروں میں کوئی

دوست نہیں ہوتا۔ غیروں سے بظاہر دوستی کی جاتی ہے لیکن در[illegible] دشمنی برقرار رکھی جاتی ہے۔ ہمارے سب سے پہلے اور ازلی د[illegible] مسلمان ہیں۔"

ان میں سے ایک بھائی نے کہا۔ "برادر ٹیری آدم! میرا نا[illegible] جواد آدم ہے اور میں نام کا مسلمان اور کام کا یہودی ہوں۔ [illegible] اسلامی ممالک کی سیاسی اور اقتصادی پالیسیوں کو کمزور بناتا ہو[illegible] مسلمانوں کے درمیان منافرت اور خانہ جنگی کے اسباب پیدا[illegible] ہوں لیکن ٹیلی پیتھی کی دنیا میں جس کا نام سرفہرست ہے، و[illegible] فرہاد علی تیمور۔ تمہیں فرہاد اور اس کی فیملی کے افراد کی تصو[illegible] دکھائی جا رہی ہیں۔ انہیں ذہن نشین کرتے رہو۔"

وہ اسکرین پر مجھے چلتے پھرتے اور باتیں کرتے ہوئے [illegible] لگا۔ میرے بعد سونیا، آمنہ فرہاد، پوپی، پارس، علی تیمور، لیلیٰ، سلم[illegible] سونیا ثانی، جوجو اور سلمان وغیرہ کی تصویریں اسکرین پر آتی ر[illegible] اسے بتایا گیا کہ باربرا نامی ایک اور ٹیلی پیتھی جاننے والی کا ا[illegible] اس فیملی میں ہوا ہے۔ جس کی تصویریں ابھی تک حاصل نہیں ہ[illegible] ہیں۔ پھر اسے ثی تارا کے متعلق بتایا گیا کہ وہ ایک پُراسرا[illegible] پیتھی جاننے والی ہے۔ جس کی اصل صورت کسی نے نہیں [illegible] ہے اور نہ ہی کسی نے اس کی اصل آواز اور لہجے کو سنا ہے۔

ٹیری آدم کو مرینا، جیری اور بی جی تھرپال وغیرہ کی بھی تصو[illegible] دکھائی گئیں پھر وہ تمام بھائی موجودہ حالات پر گفتگو کرنے [illegible]

ایک بھائی سیکرٹ آدم نے کہا۔ "برادر ٹیری آدم! میں اپنے اسرائیل کے داخلی معاملات پر نظر رکھتا ہوں۔ یہاں فل[illegible] مسلمانوں کو سر اٹھانے کا موقع نہیں دیتا۔ کل رات دو نا[illegible] افراد نے ایک اعلیٰ فوجی افسر کو اغوا کیا تھا اور ایک ایسے اڈے میں لے گئے تھے جہاں پہلے سے ایک سرکاری طبیب ایک علم الابدان کے ماہر کو قیدی بنا کر رکھا گیا تھا۔"

ٹیری نے پوچھا۔ "کیا ان اغوا کرنے والوں کو گرفتار [illegible] ہے؟"

"نہیں، وہ روپوش ہیں۔ انہوں نے فوجی افسر کو رہا کر دیا افسر نے بتایا ہے کہ اس پر تشدد کیا گیا تھا اور بار بار غیر[illegible] فارمولوں کے متعلق پوچھا جا رہا تھا۔"

برین آدم نے کہا۔ "اس ایک واقعے سے ثابت ہوتا [illegible] بڑے ممالک اور خفیہ تنظیمیں ان فارمولوں کو حاصل کرنے [illegible] لیے یہاں اپنے خفیہ اڈے قائم کر رہی ہیں۔ ابھی صرف د[illegible] کرنے والے ہمارے علم میں آئے ہیں۔ پتا نہیں یہاں او[illegible] ہوں گے۔ جب تک ان کا سراغ نہ ملے، الپا اور ٹیری [illegible] رہائش گاہ سے باہر نہیں نکلنا چاہیے کیوں کہ دشمن پہلے ہمار[illegible] پیتھی جاننے والوں کو ہم سے چھیننے کی کوشش کریں گے۔"

اسی لمحے بلیک آدم نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس [illegible] سانس روک کر الپا اور ٹیری کو دیکھا۔ اس کے بعد پوچھا۔ [illegible] ٹیری! کیا ابھی تم میرے اندر آنا چاہتے تھے؟"

اس نے کہا۔ "نہیں برادر! میں اسکرین پر دشمن خیال خوانی [illegible]نے والوں کی تصویریں دیکھ رہا ہوں۔"

الپا نے پوچھا۔ "کیا ابھی تم نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس [illegible]یا تھا؟"

"ہاں اور محسوس کرتے ہی سانس روک لی تھی۔"

"اب کوئی آئے تو سانس نہ روکنا۔ مجھے اشارہ کر دینا، میں [illegible]مارے دماغ پر حاوی رہوں گی۔ آنے والے کو تمہارے چور [illegible]یالات پڑھنے نہیں دوں گی۔"

برین آدم نے کہا۔ "وہ آنے والی ہستی کون تھی یا کون تھا؟ [illegible]چھ اندازہ کرو، ایسی حرکات سے ثابت ہو رہا ہے کہ ٹیلی پیتھی [illegible]اننے والے ان فارمولوں کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔"

الپا نے کہا۔ "صومالیہ کے جنگل میں کئی ٹیلی پیتھی جاننے والوں [illegible]نے برادر بلیک آدم کی آوازیں سنی ہیں۔ مرینا، ثی تارا، باربرا اور [illegible]لی سول ان چاروں کو برادر کا لہجہ ضرور معلوم ہو چکا ہے۔"

برین آدم نے کہا۔ "باربرا یا فرہاد کی فیملی کا کوئی فرد ادھر نہیں [illegible]ئے گا کیوں کہ انہیں فارمولوں سے دلچسپی نہیں ہے۔"

اسی وقت بلیک آدم نے الپا کو اشارہ کر کے آنکھیں بند کر [illegible]ں۔ اس نے محسوس کیا کہ کوئی انجانی قوت اسے آنکھیں کھولنے [illegible] مجبور کر رہی ہے ایسے ہی وقت الپا کی آواز آئی۔ وہ پوچھ رہی [illegible]ی۔ "کون ہو تم؟ یہ آنکھیں نہیں کھولے گا اور نہ ہی تمہیں [illegible]علوم ہو سکے گا کہ یہ ابھی کہاں ہے اور کن لوگوں میں ہے اور نہ [illegible]ا تمہیں اس کے چور خیالات پڑھنے کا موقع ملے گا۔ جواب دو [illegible]کون ہو؟"

اس نے چند لمحوں تک انتظار کیا پھر بلیک آدم سے بولی۔ [illegible]سانس روک لو۔ آئندہ اسے آنے نہ دینا۔"

اسی وقت مرینا کی آواز آئی۔ "سانس نہ روکنا۔ میں مرینا [illegible]وں۔"

"کیوں آئی ہو؟ فوراً مقصد بتاؤ اور جاؤ۔"

"میں یہ کہنے کے لیے آئی ہوں کہ پارس نے ان فارمولوں کی [illegible]دویات میں ضرور کوئی تبدیلی کی ہو گی۔"

الپا نے کہا۔ "اتنی عقل ہمیں بھی ہے۔ آگے بولو۔"

"بے شک عقل مند ہو۔ تم لوگوں نے علم الابدان کے ماہرین [illegible]ور ڈاکٹروں کی خدمات حاصل کی ہوں گی۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ [illegible]مہارے ماہرین اگر ناکام رہیں تو ایسے وقت میں کام آؤں گی۔"

الپا اور مرینا کے درمیان جو گفتگو ہو رہی تھی، اسے بلیک آدم زبان سے ادا کرتا جا رہا تھا۔ وہاں بیٹھے ہوئے تمام برادرز سن رہے تھے۔ الپا نے پوچھا۔ "جب ماہرین ناکام ہو جائیں گے تو بھلا تم کیا کر سکو گی؟"

مرینا نے کہا۔ "میں ان دواؤں کے نام جانتی ہوں۔"

"جھوٹ نہ بولو۔ تم کیسے جانتی ہو؟"

"یاد کرو الپا! پاپک ناکس قبیلے کی بستی میں، میں پارس اور باربرا کے ساتھ تھی۔"

"ہاں میں نے فلاور کے ذریعے تمہیں ان کے درمیان دیکھا تھا۔"

"وہاں اس بت کے اندر پارس نے وہ فارمولے نکالے تھے اور پاشا سے اس کی دوسری نقل لکھوائی تھی۔"

"کیا تمہارے سامنے لکھوائی تھی؟"

"نہیں وہ اپنے راز میں کسی کو شریک نہیں کرتا ہے۔ صرف باربرا اس کی رازدار تھی اس نے پارس کی ہدایت کے مطابق پاشا کے دماغ میں رہ کر چھ جگہ دواؤں کے نام تبدیل کیے چونکہ باربرا پاشا کے اندر تھی اس لیے اُس نے مجھے محسوس نہیں کیا۔ میں نے ان چھ دواؤں کے اصل نام ذہن نشین کر لیے اگر اس جنگل میں کہیں سے کاغذ قلم مل جاتا تو میں وہ تمام فارمولے نوٹ کر لیتی۔ ویسے اب بھی گھاٹے میں نہیں ہوں۔"

الپا نے کہا۔ "اگر تم درست کہہ رہی ہو تو واقعی ان چھ دواؤں کے ناموں کے بغیر فارمولے ادھورے رہیں گے۔"

مرینا نے پوچھا۔ "تو پھر کیا خیال ہے؟"

"دس منٹ کے بعد آؤ، جواب ملے گا۔"

بلیک آدم نے سانس روک لی۔ مرینا اور الپا دونوں دماغ سے نکل گئیں۔ الپا نے برین آدم سے پوچھا۔ "بڑے بھائی! تمہارا کیا خیال ہے؟"

برین آدم نے کہا۔ "شاید وہ درست کہہ رہی ہے۔ پارس نے ضرور تبدیلیاں کی ہوں گی۔ ان نسخوں کو آزمایا جا رہا ہے اگر وہ دوائیں موثر نہ ہوئیں تو ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ جو چھ دوائیں تبدیل کی گئی ہیں ان کے اصل نام مرینا کی یادداشت میں محفوظ ہیں۔"

ایک برادر نے کہا۔ "جب تک ہماری لیبارٹری کا نتیجہ سامنے نہ آئے، مرینا کو ٹالنا چاہیے۔"

دوسرے برادر نے پوچھا۔ "فرض کرو کہ چھ دواؤں کے نام واقعی تبدیل کیے گئے ہوں تو پھر معاملات کیسے طے ہوں گے؟"

تیسرے برادر نے کہا۔ "اس پہلو پر غور کرنے کے لیے کافی وقت ہے۔ ہمارا ذہین ترین بڑا بھائی برین آدم اسے قابو کر لے گا۔"

برین آدم نے کہا۔ "ذہانت کا تقاضا ہے کہ ابھی سے مرینا کو دوست بنانے کی کوششیں کی جائیں۔ یہ معلومات حاصل کی جائیں کہ وہ کہاں ہے؟ تنہا ہے یا کسی کے لیے کام کر رہی ہے؟"

دس منٹ پورے ہو گئے۔ بلیک آدم نے الپا کو دماغ میں آنے کے لیے کہا۔ الپا آگئی پھر بلیک آدم ان دونوں کی گفتگو اپنی زبان سے نشر کرنے لگا۔ الپا نے کہا۔ "مرینا! ہم پارس کے مقابلے میں تمہیں ترجیح دیتے ہیں اور تم پر اعتماد کرتے ہیں، وہ پکا فراڈ ہے۔ اس نے فارمولوں میں ضرور تبدیلیاں کی ہوں گی۔ یہ بتاؤ، کیا ہماری

دوستی ہو سکتی ہے؟"

مرینا نے کہا۔ "کیوں بچوں جیسی باتیں کرتی ہو؟ ہر ٹیلی پیتھی جاننے والا دوسرے خیال خوانی کرنے والے کو اپنا مطیع و فرمانبردار بنانا چاہتا ہے۔ ہر بڑا ملک یا کسی تنظیم کا سربراہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج بنانے کی فکر میں مبتلا رہتا ہے۔"

"درست کہتی ہو۔ اس کے باوجود ہم اچھی سہیلیاں بن سکتی ہیں۔"

"الپا! میں اسرائیلی نئی خفیہ تنظیم کے متعلق کچھ نہیں جانتی لیکن اتنا جانتی ہوں کہ تم اس تنظیم کے سربراہ کی پابندیوں میں رہتی ہو اور میں آزاد فضاؤں میں اڑنے والی چڑیا ہوں۔ پنجرے کی چڑیا میری سہیلی کیسے بنے گی؟"

"کیا تم سپر ماسٹر کے لیے کام نہیں کر رہی ہو؟"

"میں آزاد ہوں' تمہاری تنظیم کے لیے بھی کام کر سکتی ہوں لیکن سہیلی کی نام پر اپنے پر کترنے کا موقع نہیں دوں گی؟"

"تم کن شرائط پر ہمارا کام کرو گی؟"

مرینا نے کہا۔ "تمہارے پاس فارمولوں کے آٹھ کاغذات ہیں اور میرے پاس چھ اصل دواؤں کے نام ہیں' میں ایک دوا کا نام بتاؤں گی اور تم سے ایک کاغذ لوں گی۔ اپنے ایک علم الابدان کے ماہر سے اس کاغذ کی تصدیق کرانے کے بعد دوسری دوا کا نام بتاؤں گی اس کے عوض تم سے دو کاغذات لوں گی۔"

"یہ کیا بات ہوئی؟ دوسری دوا کا نام بتا کر دو کاغذات کیوں لو گی؟"

"اس لیے کہ میرے پاس چھ مہرے ہیں اور تمہارے پاس آٹھ۔ میں اپنی شرائط کے مطابق بیلنس کروں گی۔ اسی طرح تمہارے کاغذات کی تصدیق کراتی جاؤں گی اور ایک ایک دوا کا اصل نام بتاتی جاؤں گی۔"

"اچھی بات ہے۔ کل کسی وقت آؤ۔ اس مسئلے پر مزید گفتگو ہو گی۔"

بلیک آدم نے سانس روک لی۔ مرینا دماغی طور پر اپنی رہائش گاہ میں حاضر ہو گئی۔ وہ تل ابیب کے ایک خوبصورت بنگلے میں تھی۔ یہ درست تھا کہ جب پارس ان فارمولوں کی نقل پاشا سے لکھوا رہا تھا اور باربرا پاشا کے اندر رہ کر دواؤں کے ناموں میں تبدیلیاں کر رہی تھی تب مرینا بھی چپکے سے پاشا کے دماغ میں پہنچی ہوئی تھی اس نے چھ اصل دواؤں کے نام اچھی طرح ذہن نشین کر لیے تھے۔

مرینا اُن دنوں باربرا کی معمولہ بنی ہوئی تھی۔ باربرا سے اس کی یہ چوری چھپ نہیں سکتی تھی اس نے پارس سے کہا۔ "مرینا فراڈ کر رہی ہے۔ کیا میں اس کے دماغ سے ان دواؤں کے نام مٹا دوں؟"

پارس نے کہا۔ "ہرگز نہیں' ہم نے ہر خیال خوانی کرنے والے کو دو دو کاغذات دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن یہودی دو سروں کے حصوں کے کاغذات چھین کر لے گئے۔ مرینا کو اس کے حصے کے کاغذات نہیں ملے اس نے ان چھ دواؤں کے نام کمائے ہیں انہیں اس کے حصے میں رہنے دو۔"

اب وہ چھ دواؤں کے نام مرینا اور یہودیوں کے درمیان ایک کھیل تماشا شروع کر رہے تھے۔ وہ جے پرگولا کی معمولہ اور تھی۔ خیال خوانی کے ذریعے اس کے پاس پہنچ کر بتانے لگی کہ کے ذریعے اس خفیہ تنظیم والوں سے معاملہ کہاں تک پہنچا ہے۔

جے پرگولا نے کہا۔ "میرے اس حکم پر عمل کرو کہ یہ مع جلدی طے نہ ہو۔ اسے اس وقت تک طول دیتی رہو' جب تک خفیہ تنظیم کھل کر ہمارے سامنے نہ آ جائے۔"

"میں سمجھ رہی ہوں' اس یہودی تنظیم کا ایک بھی فرد نظر میں آئے گا تو تم اپنی شیطانی چالوں سے اسے غلام بنا کر ان سب جڑوں تک پہنچ جاؤ گے۔"

"ہاں' اسی لیے کہتا ہوں' اس معاملے کو طول دیتی رہو۔"

"میں یہی کروں گی؟"

وہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ شام ہو رہی تھی۔ وہ سمندر کنارے بہترین ہوٹلوں اور کلبوں میں تفریح کرنا چاہتی تھی۔ ا بات کا خوف نہیں تھا کہ پہچان لی جائے گی۔ جے پرگولا نے اس دماغ کو لاک کر دیا تھا۔ کوئی اس کے چور خیالات نہیں پڑھ تھا۔ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس بھی نہ کرتی۔ اس کا دماغ کھلی کتاب تھا۔ پرگولا نے اس کتاب میں لکھ دیا تھا کہ وہ نوجوان یہودی بیوہ ہے اور ایک بہت بڑی جیولری کی دکان کی ہے۔ ایک بیوہ کی زندگی کے تمام حالات نقش کرنے کے بعد کے دماغ میں یہ گرہ باندھ دی گئی تھی کہ وہ خواہ مخواہ خیال خ نہیں کرے گی۔ بہت اہم ضرورت کے تحت کہیں تنہا بیٹھ کر پیتھی کا ہتھیار استعمال کیا کرے گی۔

یوں اسے پہچان لیے جانے کا اندیشہ نہیں رہا تھا۔ اس غسل کیا۔ بہترین لباس زیب تن کیا۔ آئینے کے سامنے بڑی تک اپنے حسن کو چار چاند لگاتی رہی پھر اپنی کار میں بیٹھ کر ت کے لیے نکل گئی۔

دوسری طرف ثی تارا نے اسرائیل کے ایک حاکم سے ر کیا پھر کہا۔ "تم نے شاید ثی تارا کا نام نہ سنا ہو لیکن تمہیں معلوم ہو گیا ہے کہ میں ٹیلی پیتھی جانتی ہوں۔"

حاکم نے کہا۔ "ہاں' تم میرے دماغ میں بول رہی ہو لیکن میرے پاس کیسے پہنچ گئیں؟"

"ابھی سی این این کا پروگرام دیکھ رہی تھی۔ تمہارا ا ریکارڈ کیا ہوا پروگرام نشر ہو رہا تھا۔ تم ایک مسلم اسٹیٹ خلاف بول رہے تھے۔ مجھے خوشی ہوئی' میں بھی مسلمانوں کی د ہوں۔"

وہ خوش ہو کر بولا۔ "پھر تو میں یقین کرتا ہوں کہ تم ہندو ہو اور تمہارا نام ثی تارا ہے۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

"ہی ٹیلی پیتھی جاننے والی الپا کو پیغام دو کہ میں ٹھیک آدھے گھنٹے کے بعد اسرائیلی وقت کے مطابق چھ بجے شام کو اس سے رابطہ کروں گی! اگر اس نے رابطے سے انکار نہ کیا تو فائدے میں رہے گی۔"

اس حاکم نے ایک اعلیٰ افسر کے ذریعے الپا تک پیغام پہنچا دیا۔ الپا نے برین آدم کو یہ بات بتائی۔ ان بھائیوں نے ایک عام سی عورت کو ایک خالی کمرے میں بٹھایا اور اس سے کہا۔ "تمہارے سامنے یہ مائیک ہے۔ تمہاری دماغ میں جو عورتیں بولیں گی' تم وہی باتیں زبان سے مائیک کے سامنے بولتی رہو گی۔ ہم دوسرے کمرے میں اسپیکر کے ذریعے سنتے رہیں گے۔"

ثی تارا وقت مقررہ پر الپا کے پاس آئی۔ "میں اس وقت ایک عورت کے دماغ میں ہوں۔ تم بھی اس کی سوچ پڑھ کر اس کے اندر رہو۔ پھر مجھ سے باتیں کرتی رہو۔"

چند لمحوں کے بعد وہ دونوں باتیں کرنے لگیں۔ وہ عورت زبان سے ان کی گفتگو دہرانے لگی۔

الپا نے پوچھا۔ "ہاں تو بولو۔ کیا ان فارمولوں کے لیے آئی ہو؟"

"خوب سمجھتی ہو۔ ان دنوں اسرائیل کی سرزمین اسی ایک معاملے کے لیے اہم ہو گئی ہے۔ پارس نے بیج بو دیا ہے' یہاں طوفان کی فصل اگنے والی ہے۔"

"کیا یہی کہنے آئی ہو؟"

"کہنے کو تو بہت کچھ ہے' فی الوقت اتنا کہتی ہوں کہ میں نے یوسف البرہان عرف پاشا کو اپنا غلام بنا لیا ہے۔"

"یہ تم چونکا دینے والی بات کر رہی ہو۔ بائی دی وے اس میں سچائی کتنی ہے؟"

"سانچ کو کیا آنچ؟ کیا ابھی پاشا کے دماغ میں جا کر تصدیق کرو گی؟"

"ضرور میں اس کے لہجے کو پہچانتی ہوں۔ کیا وہ سانس نہیں روکے گا؟"

"میں نے اپنے غلام کو حکم دیا ہے کہ وہ الپا کو خوش آمدید کہے۔"

الپا نے پاشا کے لہجے کو گرفت میں لیا۔ خیال خوانی کی پرواز کی پھر اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس نے مسکرا کر کہا۔ "خوش آمدید الپا! اس وقت میں ایک تاریک کمرے میں ہوں اور اپنی مالکہ کے حکم سے بھول گیا ہوں کہ کس ملک' کس شہر اور کس مکان میں ہوں۔"

الپا نے اس کے چور خیالات پڑھنے کی کوشش کی مگر ناکام رہی پھر بولی۔ "یہ فریب ہو سکتا ہے۔ میں کیسے یقین کروں کہ تم واقعی پاشا ہو؟"

"میری ایک پہچان یہ ہے کہ فولادی دماغ رکھتا ہوں۔ کوئی مجھ میں ٹیلی پیتھی کے زلزلے پیدا نہیں کر سکتا۔ تم آزما لو۔"

اس نے زلزلہ پیدا کیا۔ وہ ہنسنے لگا۔ اس نے دوسری تیسری بار پھر زلزلہ پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ وہ ہنستے ہوئے بولا۔ "اب جاؤ ورنہ تھک جاؤ گی۔"

الپا نے واپس آ کر برین آدم سے کہا۔ "میں نے پاشا کے دماغ میں جا کر اس کے فولادی دماغ کو آزمایا ہے۔ واقعی ثی تارا نے اسے غلام بنا لیا ہے۔"

پھر وہ اس عورت کے اندر آ کر بولی۔ "ثی تارا! اس میں شبہ نہیں ہے کہ تم نے شیر کو زنجیر پہنائی ہے۔"

ثی تارا نے کہا۔ "تعریف یوں کرو کہ میں نے غیر معمولی فارمولوں کے سرچشمے کو اپنی مٹھی میں لیا ہے۔"

"تم اس تعریف کی مستحق نہیں ہو۔ یہ حقیقت سب جانتے ہیں کہ پاشا ان فارمولوں کو بھول گیا ہے۔ تم اس کے دماغ سے وہ فارمولے دوبارہ نہیں لکھوا سکو گی۔"

"الپا! ایک بچہ بھی اپنا سبق پوری طرح نہیں بھولتا ہے کچھ بھولتا ہے کچھ یاد رکھتا ہے۔ تم شاید نہیں جانتیں کہ پارس نے اس بت کے اندر بیٹھ کر پاشا سے ان فارمولوں کی نقل کرائی تھی۔"

"یہ بات میں جانتی ہوں۔"

"چونکہ دوبارہ نقل کیے زیادہ دن نہیں ہوئے ہیں اس لیے میں نے اس کی یادداشت میں جو کچھ بھی محفوظ تھا اسے دوبارہ لکھوا لیا ہے۔ خصوصاً ان چھ دواؤں کے اصل نام لکھوا لیے ہیں جنہیں پارس نے تبدیل کرایا تھا۔"

اس بات نے الپا اور تمام آدم برادرز کو چونکا دیا۔ اس طرح مرینا کے سلسلے میں بھی تصدیق ہو گئی کہ وہ چھ دواؤں کی تبدیلیوں کے متعلق درست کہہ رہی تھی۔

برین آدم واقعی بے مثال ذہانت کا مالک تھا۔ وہ ایکدم سے کچھ سوچ کر سیدھا بیٹھ گیا۔ اس نے فوراً ہی ایک پرچی میں تمام بھائیوں کے لیے لکھا۔ "میرے حکم کی تعمیل کرو۔ اس لمحے سے ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکالنا' گونگے بنے رہو اور الپا تم ثی تارا سے کہو ایک گھنٹے کے بعد اس عورت کے پاس آئے تب گفتگو ہو گی۔"

اس نے وہ پرچی تمام بھائیوں کو پڑھائی۔ وہ سب گونگے بن گئے۔ الپا نے کہا۔ "ثی تارا! اب جاؤ اور ایک گھنٹے بعد اس عورت کے پاس آؤ پھر باتیں ہوں گی۔"

ثی تارا سے رابطہ ختم ہو گیا۔ برین آدم نے دوسری پرچی لکھ کر گونگا حکم دیا۔ "دوسرے بنگلے میں چلو۔"

انہوں نے حکم کی تعمیل کی۔ اس عورت کو لے کر دوسرے بنگلے میں آئے۔ وہاں برین آدم نے ایک پرچی کے ذریعے الپا کو حکم دیا کہ وہ بستر پر لیٹ جائے اور گہری نیند سو جائے۔

اس نے بستر پر لیٹ کر اپنے دماغ کو ہدایات دیں پھر چند لمحوں میں گہری نیند سو گئی۔ تب برین آدم نے دوسرے تمام برادرز سے پوچھا۔ "جانتے ہو' میں نے ایسا کیوں کیا؟"

سب اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ اس نے کہا۔ "مائی ڈیئر برادرز! ہماری مسز الپا نے پاشا کے دماغ میں جا کر غلطی کی' مجھے فوراً ہی غلطی کا احساس نہیں ہوا تھا ورنہ میں اسے جانے سے روک دیتا۔"

ایک برادر نے پوچھا۔ "غلطی کیا ہوئی ہے؟"

"پاشا نے اپنے دماغ میں الپا کی آواز اور لہجے کو سن لیا ہے۔ اب الپا جس شہر اور جس مکان میں رہ کر ہم سے باتیں کرے گی وہ اپنی غیر معمولی سماعت سے سنتا رہے گا۔"

کئی برادرز نے کہا۔ "اوہ گاڈ! ہم پاشا کی اس غیر معمولی صلاحیت کو بھول گئے تھے۔"

"اگر پاشا یا شی تارا کا کوئی آلۂ کار تل ابیب میں ہے تو پاشا شی تارا کے ذریعے اس کی راہنمائی الپا کی خفیہ رہائش گاہ تک کر سکتا ہے وہ اس شہر میں رہ کر الپا کی آواز کی سمت کا تعین کر سکتا ہے۔"

برین آدم نے کہا۔ "ذرا سی غلطی کے باعث مجھے ایک بار پھر الپا پر تنویمی عمل کر کے اس کی آواز اور لہجے کو بدلنا ہو گا۔ یوں پاشا پھر اس کی آواز کو نہیں پا سکے گا۔"

ایک نے پوچھا۔ "کیا شی تارا ہم میں سے کسی کی آواز پاشا تک پہنچا سکتی ہے؟"

"نہیں۔ شی تارا زیادہ سے زیادہ ہماری آواز نقل کر سکتی ہے۔ نقل کرنے سے پاشا اصل تک نہیں پہنچ پائے گا۔ لہٰذا اب شی تارا آئے گی تو ہمارا برادر ٹیری آدم اس سے باتیں کرے گا۔"

ٹیری نے پوچھا۔ "میں اس سے کیا کہوں گا؟"

"تمہارے سامنے کمپیوٹر ہو گا۔ میں کمپیوٹر کی اسکرین پر جو تحریر پیش کروں گا' وہی تم اس سے کہتے رہو گے۔"

تمام برادرز اس عورت کے ساتھ دوسرے کمرے میں چلے گئے۔ برین آدم نے الپا کو جگایا اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا پھر بولا۔ "تم کچھ نہیں بولو گی۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں۔ میری معمولہ بن جاؤ۔ میری آنکھوں میں دیکھتی رہو۔ دیکھتی رہو۔ آہستہ آہستہ آنکھیں بند کر کے سو جاؤ لیکن تمہارے کان میری آواز سنتے رہیں گے اور تمہارا دماغ میرے احکامات کا پابند ہوتا چلا جائے گا۔"

اس نے آدھے گھنٹے میں الپا کی آواز اور لہجے کو بدل ڈالا۔ شی تارا وقتِ مقررہ پر آئی تو ٹیری نے کمپیوٹر کی اسکرین کو پڑھتے ہوئے اس عورت کے دماغ میں آ کر کہا۔ "ہیلو شی تارا! تمہیں یہ سن کر خوشی نہیں ہو گی کہ اسرائیل میں مجھ جیسے ایک یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والے کا اضافہ ہو گیا ہے۔"

شی تارا نے کہا۔ "مجھے حیرانی ہو رہی ہے۔ یہ لوگ تمہیں کس جنگل سے پکڑ کر لائے ہیں؟"

"کیا تم اسرائیل کو جنگل سمجھ کر الپا کو شکار کرنے آئی تھیں؟"

"میں بھلا الپا کو کیسے ٹریپ کر سکتی ہوں؟"

"ذرا اپنے پاشا سے پوچھو' اس نے گھنٹا بھر پہلے الپا کی جو آواز سنی تھی' اب وہ سنائی دے رہی ہے۔"

شی تارا نے ہنستے ہوئے کہا۔ "مانتی ہوں۔ اس بار یہودی خفیہ تنظیم میں بڑے ذہین لوگ آئے ہیں۔ مجھے ایک گھنٹے کے لیے ٹرغا... الپا کی آواز اور لہجے کو بدل ڈالا ہے۔"

"کیا تم سمجھتی ہو کہ تمہارا یہ فراڈ ظاہر ہونے کے بعد ہم کسی بھی معاملے میں تم پر بھروسا کریں گے؟"

"ہو سکتا ہے ابھی نہ کرو لیکن فارمولوں کے معاملے میں بھروسا کرنے پر مجبور ہو جاؤ گے۔"

"تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ مرینا ان اصل چھ دواؤں کے نام جانتی ہے' اس سے سودا ہو سکتا ہے۔"

"ٹھیک ہے' دو دکانیں کھلی ہوئی ہیں۔ ایک دکان کا مال کھرا ہوا تو دوسری دکان میں آنا ہی پڑے گا۔"

"میں مانتا ہوں' دو مخالف گروہ کبھی ایک دوسرے سے دشمنی کرتے ہیں اور کبھی حالات کے تحت سمجھوتا کرتے ہیں۔ یہ بتاؤ تمہاری دکان سے مال خریدنا چاہیں تو اس کی قیمت کیا ہو گی؟"

"جیسا کہ تم جانتے ہو' پاشا کو مکمل فارمولے یاد نہیں ہیں۔ سب تحریر کی صورت میں تمہارے پاس ہیں۔ اس طرح میں تمہارے پاس رکھی ہوئی تحریر کی محتاج ہوں اور تم چھ اصل دواؤں کے ضرورت مند ہو۔"

"ہمیں وہ اصل نام کس طرح معلوم ہوں گے؟"

"میرا ایک آلۂ کار تمہارے پاس آئے گا۔ تم اس کے دماغ میں رہ کر فارمولے کے پہلے دو کاغذات پڑھو گے۔ میں اپنے آلۂ کار کے دماغ میں سنتے ہوئے انہیں نوٹ کروں گی پھر تمہیں ایک دوا کا نام بتاؤں گی۔ ابتدا میں دو دواؤں کے ناموں کے عوض چار کاغذات لوں گی پھر باقی چار دواؤں کے عوض ایک ایک کر کے چار کاغذات وصول کروں گی۔"

"ہم تمہاری شرائط پر غور کریں گے۔ کل کسی وقت ہم سے رابطہ کرو۔"

شی تارا اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔ اس وقت دائی ماں کچن میں تھی۔ پاشا کوٹھی کی انیکسی سے نکل کر ایک کار میں بیٹھ رہا تھا۔ شی تارا نے ڈرائیور سے کہا تھا کہ وہ اسے دہلی شہر کی سیر کرائے اور پاشا کو حکم دیا تھا کہ وہ اس شہر کے گلی کوچوں کو ذہن نشین کرے۔ ایک بار اس نے پوچھا تھا۔ "شی تارا! تم کہاں ہو؟"

"میں دوسرے شہر میں رہتی ہوں۔ تم جس عورت کی کوٹھی کی انیکسی میں رہتے ہو' وہ عورت میری معمولہ ہے اور بے چاری میرے متعلق کچھ نہیں جانتی ہے۔"

"میں تمہارے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔"

"ہم ایک ساتھ رہیں گے تو کسی وقت ایک ساتھ کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں گے۔ ہم دور رہ کر ہی مصیبت کے وقت ایک دوسرے کی مدد کر سکتے ہیں۔ جاؤ تفریح کرو۔"

وہ کار میں بیٹھ کر دہلی کی سیر کرنے چلا گیا۔ اسے یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ جس عورت کی کوٹھی میں رہتا ہے' وہ شی تارا ہے۔

وہ تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھی رہی پھر عادل کے دماغ میں گئی۔ وہ تل ابیب پہنچ چکا تھا۔ اپنا نام اور اپنا مذہب بھول چکا تھا۔ موجودہ حالات میں ایک یہودی تھا۔ اس کا نام ہیری تھا۔ ہیری کا باپ رابسن شوز فیکٹری کا مالک تھا۔ تین ماہ پہلے مر چکا تھا۔ اس کا اور کوئی عزیز نہیں تھا۔

ہیری نے بچپن سے اب تک امریکا کے ایک شہر اوٹاوا میں زندگی گزاری تھی۔ چونکہ اسرائیل کے متعلق اور اپنی شوز فیکٹری کے متعلق کچھ نہیں جانتا تھا اس لیے اس کے باپ کا ایک پرانا وفادار منیجر اس کے ساتھ رہتا تھا۔ شی تارا نے اس منیجر کو بھی اپنے قابو میں کر رکھا تھا۔ وہ منیجر' عادل کو اپنا نیا مالک ہیری رابسن سمجھ رہا تھا۔

عادل جوڈو کراٹے جانتا تھا۔ شی تارا نے اس کے دماغ کو حساس بنا دیا تاکہ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیا کرے۔ سونیا کی وہ انگوٹھی دشمنوں کے لیے اب راز نہیں رہی تھی۔ سب جان گئے تھے کہ اس کے اندر اعصابی کمزوری پیدا کرنے والی دوا ہوتی ہے۔ اس انگوٹھی میں ایک خفیہ سا ننھا سا بٹن ہوتا ہے جسے دبانے سے ایک ننھی سی سوئی باہر آتی ہے۔ وہ سوئی جس کے بدن میں پیوست ہو جائے' وہ اعصابی کمزوری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

شی تارا نے ایسی ہی ایک انگوٹھی عادل کی ایک انگلی میں پہنا دی تھی۔ اس کے ذہن میں یہ بات نقش کر دی تھی کہ وہ عام حالات میں اس انگوٹھی کی خاصیت اور اہمیت کو بھولا رہے گا۔ جب شی تارا کو کسی پر شبہ ہو گا اور وہ اس کے دماغ میں نہیں پہنچ سکے گی تو عادل سے اس انگوٹھی کو آپریٹ کرائے گی پھر اس شخص کو دماغی کمزوری میں مبتلا کر کے اس کی اصلیت معلوم کرے گی۔

اس نے عادل کے خیالات پڑھے۔ وہ شوز فیکٹری کا معائنہ کر کے آیا تھا اور اب غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر بہترین سوٹ پہن کر منیجر کے ساتھ تل ابیب شہر کی سیر کرنے جا رہا تھا۔ شی تارا چاہتی تھی' وہ اس شہر کو اچھی طرح دیکھ سمجھ لے اس لیے اسے منیجر کے ساتھ جانے دیا چونکہ ابھی عادل سے کوئی خاص کام نہیں لینا تھا۔ اس لیے اُس کے دماغ سے چلی گئی۔

منیجر کار ڈرائیو کرتا رہا اور اسے تل ابیب کے مختلف علاقوں کے متعلق بتاتا رہا۔ اس نے ایک قبرستان کی طرف سے گزرتے ہوئے کہا۔ "یہ ہم یہودیوں کا قبرستان ہے لیکن یہاں ایک ایسی مشہور قبر ہے' جس پر مسلمان چراغ جلاتے اور پھول چڑھاتے ہیں۔"

عادل نے پوچھا۔ "یہ کس کی قبر ہے؟"

"شیبا کی۔ وہ یہودی تھی' ٹیلی پیتھی جانتی تھی۔ فرہاد علی تیمور کو دل و جان سے چاہتی تھی۔"

"فرہاد؟" عادل نے چونک کر کہا۔ "گاڑی روکو۔ یہ نام مجھے جانا پہچانا لگ رہا ہے۔ مجھے وہ قبر دکھاؤ۔"

گاڑی رک گئی پھر گھوم کر قبرستان کے اندر جانے لگی۔ منیجر نے کہا۔ "فرہاد کا بیٹا پارس جب چھوٹا تھا تب اس نے کافی عرصہ تک شیبا کی گود میں پرورش پائی تھی بعد میں پارس نے یہاں آ کر تباہی مچا دی تھی۔ یہودی حکام سے اقرار کرایا تھا کہ انہوں نے اپنی ہی یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والی کو صرف اس لیے دھوکے سے قتل کرا دیا تھا کہ وہ ایک مسلمان فرہاد سے شادی کرنے والی تھی۔"

وہ اس قبر کی خوبصورت چار دیواری کے پاس پہنچ گئے۔ منیجر نے کہا۔ "یہ خوبصورت اور قابلِ دید چار دیواری پارس کے حکم سے بنائی گئی ہے۔ کسی کی قبر پر چراغ جلے یا نہ جلے یہاں تمام رات چراغوں کی روشنی رہتی ہے۔"

عادل نے وہاں پہنچ کر دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا۔ اسے یاد آ رہا تھا کہ وہ اپنے کسی فرہاد بھائی جان کو بہت چاہتا ہے۔ چونکہ شی تارا نے تنویمی عمل کے دوران خاص طور پر یہ حکم نہیں دیا تھا کہ وہ فرہاد کو بھول جائے اس لیے وہ نام کچھ کچھ یاد آ رہا تھا۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ وہ یہودی ہے پھر کوئی مسلمان اس کا بھائی جان کیسے ہو سکتا ہے؟

وہاں ایک چار دیواری پر شیبا' فرہاد اور پارس کے متعلق بہت کچھ لکھا ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ ان کے مذاہب الگ تھے مگر ان کی محبتیں ایک تھیں۔ وہ یہودی اور مسلمان تھے مگر ماں بیٹے تھے۔ اس طرح عادل سمجھ رہا تھا کہ وہ بھی انسانیت کے رشتے سے فرہاد علی تیمور کا بھائی ہے۔

وہ شیبا کی قبر پر چراغ جلا کر واپس جانے لگا مگر اس کے اندر میرا نام گردش کرنے لگا تھا۔ وہ سمندر کے ساحل پر گھومتا ہوا ایک نائٹ کلب میں آیا۔ وہاں حسینوں کا میلہ سا لگا ہوا تھا۔ جسے دیکھو' وہی دلبر لگتی تھی۔ کچھ ڈانسنگ فلور پر رقص کر رہی تھیں کچھ کاؤنٹر کے آس پاس اور کچھ میزوں کے اطراف نظر آ رہی تھیں۔ ان میں مرینا بھی تھی' ایک میز پر تنہا تھی۔ کئی رئیس زادوں نے اس سے لفٹ لینی چاہی لیکن وہ سب سے کتراتی رہی' اس کے بدن پر بیش قیمت ہیرے جواہرات تھے۔ یوں بھی وہاں کے دولت مند اسے ایک بہت بڑی جیولری کی دکان کی مالکہ کی حیثیت سے جانتے تھے۔

عادل نے اس کے پاس آ کر کہا۔ "تم دیکھ رہی ہو کہ یہاں کوئی اور میز خالی نہیں ہے۔ اس لیے یہاں بیٹھنا چاہتا ہوں۔"

وہ بولی۔ "صاف کیوں نہیں کہتے کہ لفٹ حاصل کرنا چاہتے

ہو۔"

وہ ایک کرسی پر بیٹھ کر بولا۔ "حسین عورتیں گھروں میں' ہوٹلوں اور کلبوں میں' فٹ پاتھوں اور سڑکوں پر مل جاتی ہیں' تم کوئی نرالی حسینہ نہیں ہو پھر میرے منیجر نے تمہیں دور سے دیکھ کر بتا دیا تھا کہ تم بیوہ ہو اور سیکنڈ ہینڈ ہو پھر تمہیں خوش فہمی کس بات کی ہے۔"

وہ غصے سے بولی۔ "تم۔۔۔تم نے مجھے سیکنڈ ہینڈ کہنے کی جرات کیسے کی؟ جانتے ہو' میں کون ہوں؟"

وہ اسے سزا دینے کے لیے اس کے اندر پہنچ کر اسے دماغی اذیت دینا چاہتی تھی لیکن خیال خوانی کی پرواز نہ کر سکی۔ اسے یاد آیا جے پرگولا نے اس کے دماغ میں یہ گرہ باندھ دی ہے کہ وہ سرِعام خیال خوانی نہیں کرے گی جب جان پر بن آئے گی تو اپنی سلامتی کے لیے ٹیلی پیتھی کا سہارا لے گی۔ ورنہ صرف تنہائی میں جب چاہے خیال خوانی کر سکتی ہے۔

وہ اسے گھور کر دیکھتے ہوئے بولی۔ "میرے سامنے سے چلے جاؤ۔ پہلے میں اس میز پر آئی ہوں۔ یہاں کے اصول کے مطابق تمہیں جبراً اٹھا دیا جائے گا۔"

"میڈم حسینہ! غصہ تھوک دو۔ میں جھگڑا نہیں کرنا چاہتا۔ میرا ذہن کچھ الجھا ہوا ہے۔ میرے دماغ کے اندر کچھ ہو رہا ہے۔"

مرینا کا تعلق دماغی معاملات سے تھا۔ اس لیے اس نے سوچتی ہوئی نظروں سے اس کے سر کو دیکھا پھر پوچھا۔ "تمہارے دماغ میں کیا ہو رہا ہے؟ تم کون ہو؟"

"میرا نام ہیری ہے۔ میں ایک یہودی ہوں مگر محسوس کر رہا ہوں کہ ایک مسلمان سے کوئی رشتہ ہے۔ کیا تم نے فرہاد بھائی جان کا نام سنا ہے؟"

مرینا کی سانس اوپر کی اوپر رہ گئی۔ میرے نام نے اس کے اندر ایک دھماکا سا پیدا کیا۔ وہ گھبرا کر بولی۔ "کک۔۔۔کیا تمہارے دماغ کے اندر کوئی ہے؟"

عادل نے حیرانی سے پوچھا۔ "یہ کیا بے تکا سوال ہے۔ دماغ خالی تو نہیں ہوتا۔ اس میں کچھ ہوتا ہے۔"

"یہی پوچھ رہی ہوں' تمہارے اندر کون ہے؟"

"کون ہے نہیں' کیا ہے پوچھنا چاہیے۔ یہاں اس کھوپڑی کے اندر مغز ہے۔"

"یہ فرہاد بھائی جان کون ہے؟"

"یہی تو معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ ابھی پارس کی والدہ ماجدہ شیبا کی قبر پر چراغ جلا کر آ رہا ہوں۔ تم نے شیبا مرحومہ کا نام سنا ہوگا؟"

وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ دماغ میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔ یوں لگا جیسے میں اس احمق نوجوان کے ذریعے اسے چاروں طرف سے گھیرنے والا ہوں یا وہ گھر چکی ہے۔ عادل نے پوچھا۔ "کی
ہوا؟"

وہ کوئی جواب دیے بغیر تیزی سے ایک طرف جانے لگی۔ و
اپنی جگہ سے اٹھ کر اُس کے پیچھے آنے لگا۔ یہ مزید گھبرا گئی۔ دما
چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ وہ پہچان لی گئی ہے۔ اس نے پوچھا۔ "کہاں
رہی ہو؟ بات کیا ہے؟"

وہ چلتے چلتے رک گئی۔ اس سے پیچھا چھڑانے کے لیے بولی
"میں ٹائلٹ جا رہی ہوں۔ میز پر میرا انتظار کرو۔"

اس نے "اچھا" کہا اور سر ہلا کر میز کی طرف گیا۔ م
ٹائلٹ کی طرف گئی پھر راستہ بدل کر کلب سے باہر آ گئی۔ اسے
لگ رہا تھا جیسے میرے یا پارس کے آلۂ کار اس کا پیچھا کر رہے ہیں
وہ اپنی کار میں آ کر بیٹھ گئی۔ پھر اسے اسٹارٹ کر کے تیزی
ڈرائیو کرتی ہوئی ویران ساحل کی طرف جانے لگی۔

عادل نے میز کی طرف واپس جاتے وقت مرینا کو راستہ بد
دیکھ لیا تھا۔ اس نے تعجب سے سوچا' یہ ٹائلٹ کا راستہ بھول
ہے جب کہ صاف طور پر تیر کے نشان کے ساتھ ایک دیوار پر وا
روم لکھا ہوا ہے۔ وہ اسے بھٹکنے سے روکنے اور ٹائلٹ کی نشاند
کرنے کے لیے اس کے پیچھے لپکا۔ باہر آ کر دیکھا تو وہ کار میں بیٹھ
جا رہی تھی۔ وہ بڑبڑایا۔ "عجیب عورت ہے' ٹائلٹ سے کام
سکتا ہے اس کے لیے ویران ساحل کی طرف جا رہی ہے۔"

وہ واپس گھوم کر اندر جانا چاہتا تھا پھر خیال آیا' اتنے
ہیرے جواہرات پہنے ہوئے ہے۔ ویرانے میں اسے بدمعاشوں
پکڑ لیا تو مال بھی لے جائیں گے اور اس کے حسن و شباب کا
بھی کر دیں گے۔

وہ اسے روکنے کے لیے اپنی گاڑی کی طرف دوڑتا ہوا گ
اس کی گاڑی نہیں تھی۔ منیجر اسے کہیں لے گیا تھا۔ اس نے
مرینا کی کار کو جاتے ہوئے دیکھا۔ پھر دوڑتے ہوئے چیخ کر بو
"رک جا۔ اری او بیوہ حسینہ رک جا۔۔۔"

وہ دوڑتا ہوا ایک نہایت ہی قیمتی اور خوبصورت کار کے
آیا۔ ایک بہت ہی اسمارٹ قد آور شخص دروازہ کھول کر اسٹیئر
سیٹ پر بیٹھنے جا رہا تھا۔ وہ اسے پکڑ کر بولا۔ "بھائی صاحب! پلیز
سفید کار کے پیچھے چلو۔ وہ بیوہ خطرے میں ہے۔"

وہ اپنے آپ کو چھڑاتے ہوئے بولا۔ "بیوہ خطرے میں۔ میں کیا کروں۔ دوسری گاڑی میں جاؤ۔"

وہ اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ عادل اچھل کر اُس کی گود
آ گیا۔ غصے سے بولا۔ "شرم نہیں آتی۔ اتنے ہٹے کٹے مرد ہو
ایک عورت کی مدد نہیں کر سکتے۔"

"ارے' تم کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہو۔"

اس نے عادل کو ایک گھونسا رسید کیا مگر اسے اپنے اوپر سے ہٹا نہ سکا۔ عادل نے جواباً گھونسا رسید کرتے ہوئے کہا۔ "اس کے پاس ہیرے جواہرات ہیں' چور بدمعاش اسے قتل کر دیں گے۔"

دونوں میں زبردست مقابلہ ہونے لگا۔ وہ ایک دوسرے سے کم نہیں تھے کار کے اندر الٹ پلٹ رہے تھے۔ اِدھر سے اُدھر ٹکرا رہے تھے۔ اس طرح ٹکرانے کے دوران عادل کی انگوٹھی کا خفیہ بٹن دب گیا۔ ننھی سی سوئی باہر نکل آئی۔ اس نے مقابلے کے دوران اس کی گردن پکڑی تو وہ سوئی گردن میں پیوست ہو گئی۔ دوسرے ہی لمحے مقابل کے حلق سے ایک کراہ نکلی۔ اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے پڑنے لگے۔ عادل نے تعجب سے دیکھ کر کہا۔ "عجیب پہلوان ہے۔ زبردست مقابلہ کرتے کرتے اچانک ہی ڈھیلا پڑ گیا۔"

اس نے ڈھیلے شخص کو دھکیل کر ساتھ والی سیٹ پر پہنچایا پھر دروازہ بند کر کے گاڑی اسٹارٹ کی اسے آگے بڑھایا جدھر مرینا گئی تھی' ادھر تیزی سے ڈرائیو کرتے ہوئے جانے لگا۔

وہ جو آدم برادرز کی خفیہ تنظیم قائم ہوئی تھی' اس کا بڑا چرچا بھی تھا اور بڑی دہشت بھی تھی کہ جانے ان یہودیوں نے کیسی خطرناک تنظیم بنائی ہے۔ امریکی حکام اسے بے نقاب کرنا چاہتے تھے۔ ثی تارا اس تنظیم کی جڑوں تک پہنچنا چاہتی تھی۔ جے پرگولا اپنے مقابلے میں یہودی تنظیم کو کمزور بنانا چاہتا تھا اور ہم بھی معلوم کرنا چاہتے تھے کہ گولڈن برینز کے بعد وہ نئی یہودی شیطانی ٹولی کس قدر مخری ہے لیکن ہم میں سے کوئی ابھی تک اس کے سرغنہ برین آدم کا نام تک معلوم نہیں کر پایا تھا۔

اسے کہتے ہیں مقدر کا کھیل۔ ثی تارا پر کبھی کوئی قابو نہیں پا سکا تھا۔ اسے ایک احمق عادل چنگیزی نے پچھلی بار چت کر دیا تھا۔ اس بار آہ! کاش ہم میں سے کسی کو معلوم ہوتا کہ اس احمق نے برین آدم کو چت کر دیا ہے۔

برین آدم اپنی خفیہ رہائش گاہ میں تنہا تھا۔ وہ تنہا ڈائننگ میز پر بیٹھا رات کا کھانا کھا رہا تھا پھر اچانک ہی دل گھبرانے لگا۔ ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑنے لگے۔ ہاتھوں سے کھانے کا چمچہ اور کانٹا چھوٹ کر گر پڑے وہ گہری گہری سانس لیتے ہوئے میز کا سہارا لے کر اٹھا' وہ چاہتا تھا کہ فوراً ہی فون کر کے اپنا یا کسی برادر کو مدد کے لیے اپنے پاس بلائے مگر دو قدم چلتے ہی وہ لڑکھڑا کر گر پڑا۔

تھوڑی دیر پہلے اس نے اپنی گردن میں سوئی کی چبھن محسوس کی تھی۔ اب اس کا دماغ کہہ رہا تھا کہ کسی نے اس کے جڑواں بھائی کو اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا ہے۔

وہ فرش پر اوندھا پڑا ہوا تھا۔ اس نے لمبی لمبی سانسیں لیتے ہوئے سر اٹھا کر دیکھا۔ ٹیلیفون اس سے تقریباً دس فٹ کے فاصلے پر تھا۔

اگر اس نے وہ فاصلہ طے کر لیا تو عادل کی شامت آ جائے گی اور اگر نہ کر سکا تو عادل یہودیوں کو شہ مات دینے میں ہم سب سے بازی لے جائے گا۔

اے فاصلے! تُو سکڑتا کیوں نہیں؟ اے وقت تو گزرتا کیوں نہیں؟

اِدھر یہ اور اُدھر وہ۔ دونوں ہی عذاب میں مبتلا تھے۔

دونوں نے جڑواں پیدا ہونے کے بہت فائدے اٹھائے تھے لیکن آج نقصان اٹھا رہے تھے۔

یہ پچھلے باب میں بیان ہو چکا ہے کہ وہ ٹیلیفون یا ٹرانسمیٹر کے بغیر ایک دوسرے کو اپنی خیریت سے آگاہ کرتے تھے۔ ضرورت کے وقت چند گھنٹوں میں خصوصی ہیلی کاپٹر یا طیارے کے ذریعے آکر ملاقات کرتے تھے اور کسی مصیبت کے وقت مخصوص اشارے کے ذریعے ایک دوسرے سے دور رہتے تھے۔

اگر ایک کے پیٹ میں درد ہوتا تو دوسرا بھی وہی درد محسوس کرتا۔ یہ تو قدرت کا ایک مذاق تھا لیکن پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ ایک کو کوئی حادثہ پیش آیا ہو تو دوسرا بھی اس حادثے کی چوٹیں اور تکالیف محسوس کر رہا ہو۔ اس رات پہلی بار ان پر یہ افتاد آن پڑی تھی۔

برین آدم فرش پر اوندھا پڑا ہوا تھا۔ بے حد کمزوری کے باعث اس نے حوصلہ کیا۔ اسی طرح لیٹے ہی لیٹے چاروں ہاتھ پاؤں سے رینگنے کی کوشش کی۔ ٹیلیفون دس فٹ کے فاصلے پر تھا۔ کسی طرح وہاں پہنچ جاتا تو ہانپتے کانپتے الپا یا دوسرے آدم برادرز کو مدد کے لیے بلا لیتا لیکن وہ بہ دقت تین فٹ تک رینگ کر حوصلہ ہار گیا۔ آگے رینگنے کی سکت نہیں رہی تھی۔ وہ شکست خوردہ پہلوان کی طرح چاروں شانے چت ہو کر لمبی لمبی سانسیں لینے لگا۔ چھت کو یوں تکنے لگا جیسے آسمان کو دیکھ کر خدا کو پکار رہا ہو۔

ڈوبتے ہوئے ذہن نے یہ سمجھا دیا تھا کہ اب تب میں بے ہوشی طاری ہو گی اور وہ تب تک ہوش میں نہیں آئے گا جب تک جڑواں بھائی کو طبّی امداد حاصل نہیں ہو گی اور اگر دوسرا بھائی اس کی طرح تنہا اور بے یار و مددگار طبّی امداد کا محتاج ہو گا تو پھر دونوں کا خدا ہی حافظ ہے۔

دوسرا برین آدم کار کی اگلی سیٹ پر آدھا بیٹھا آدھا لیٹا ہوا تھا۔ ہاتھ پیروں میں جیسے جان نہیں رہی تھی۔ وہ بے ہوش ہونے کی حد تک کمزوری محسوس کر رہا تھا اور رحم طلب نگاہوں سے عادل کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے بڑی مشکل سے زبان کو حرکت دیتے ہوئے کہا۔ "پلیز! مجھے فوراً میڈیکل ایڈ پہنچاؤ۔"

عادل تیزی سے ڈرائیو کرتا ہوا آگے جانے والی مرینا کی کار کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا۔ "تمہیں طبّی امداد مل جائے گی۔ عجیب آدمی ہو، اچانک لڑتے لڑتے ایسے ڈھیلے پڑ گئے ہو جیسے غبارے سے ہوا نکل گئی ہو۔"

برین آدم اور کچھ کہنا چاہتا تھا مگر نقاہت سے کراہنے لگا۔ عادل نے کہا۔ "اِدھر تم بیمار ہو، اُدھر وہ بیوہ حسینہ خطرے میں ہے۔ میرا فرض ہے کہ میں پہلے ایک عورت کی مدد کروں۔"

مصیبت کے وقت جب ایک بھائی اپنے دائیں پیر میں کوئی چیز چبھوتا تھا تو دوسرے کو معلوم ہو جاتا تھا کہ بھائی کسی اہم ضرورت سے بلا رہا ہے۔ اس نے کار میں نیم دراز رہ کر اپنے دائیں پاؤں میں زور کی چٹکی لی۔ دوسری طرف دوسرے برین آدم نے اپنے دائیں پاؤں کے اس حصے میں تکلیف محسوس کی۔ سمجھ گیا کہ بھائی بلا رہا ہے۔

مگر کہاں بلا رہا ہے؟ اور بلاتے وقت یہ کیوں نہیں سمجھ رہا کہ دوسرا بھی اس کی طرح چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہا ہو گا۔

ایسی اعصابی کمزوری میں آدمی زیادہ سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں رہتا۔ کار والے بھائی نے سوچا، شاید کمزوری کے باعث اپنے پیر میں زور سے چٹکی نہیں لے پایا تھا۔ دوسرے بھائی نے اس چٹکی کی تکلیف محسوس نہیں کی ہے لہٰذا اسے اپنی مصیبت سے آگاہ کرنے کے لیے وہ رونے لگا۔

عادل ونڈ اسکرین کے پار دیکھ رہا تھا۔ کئی کاروں کے درمیان مرینا کی کار گم ہو گئی تھی۔ یہ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ پیچھے رہ گئی ہے یا بہت آگے نکل چکی ہے۔ ایسے میں برین آدم نے رونا شروع کیا تو وہ جھنجلا گیا۔ ڈانٹ کر بولا۔ "خاموش رہو۔ عورتوں کی طرح روتے ہوئے شرم نہیں آتی؟"

سوچا جائے تو واقعی شرم کی بات تھی۔ ایک خطرناک تنظیم کے سربراہ، اسرائیلی حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران کے سروں پر بیٹھ کر حکومت کرنے والا ایک ذہین شخص رو رہا تھا۔ وقت نمرود اور فرعون کو بھی رلاتا ہے۔ بڑی بڑی سپر طاقتوں کو بھی گھٹنوں کے بل گرا دیتا ہے۔ افسوس کہ ایسا رونے کا وقت آنے سے پہلے کوئی طاقت ور اپنے غرور سے باز نہیں آتا۔

دوسری طرف فرش پر پڑا ہوا برین آدم بھی رونے لگا تھا۔ وہ رونا نہیں چاہتا تھا تاہم دوسرے بھائی کے آنسو رلا رہے تھے۔ ذرا دیر بعد ہی دونوں چپ ہو گئے۔ دونوں پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔

کوئی سمجھ سکتا ہے کہ عادل نے نادانستگی میں کتنا بڑا کارنامہ انجام دیا تھا۔ یہودی خفیہ تنظیم کی ریڑھ کی ہڈی توڑ دی تھی۔ ایک ہی تیر سے دو شکار کیے تھے۔ ایک کار میں دوسرا اپنی خفیہ رہائش میں پڑا ہوا تھا۔ صرف اتنا ہی نہیں، وہ تیسرے شکار کے پیچھے بھی رہا تھا۔ مرینا کی بھی شامت آ گئی تھی۔

مرینا سہمی ہوئی تھی۔ عادل نے ڈائننگ ہال میں میرا اور ... کا ذکر کچھ اس انداز میں کیا تھا جیسے ہم میں سے کوئی خیال خوانی کرنے والا اس کے دماغ کے اندر ہو اور اس کے ذریعے مرینا کو پہچان رہا ہو۔

وہ فوراً ہی عادل سے دور جا کر پھر خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ میں آ کر اس کی حقیقت معلوم کرنا چاہتی تھی۔ اگر سا... رہ کر خیال خوانی کرتی تو عادل کے دماغ میں رہنے والے اسے لیتے جب کہ بیچارے کے دماغ میں اس وقت کوئی نہیں تھا۔

وہ بہت دور تک ڈرائیو کرتی ہوئی گئی جب یقین ہو گیا کہ خطرے سے بہت دور چلی آئی ہے تو اس نے کار روک دی۔ ...

...ڈی سمندری ہوا کھڑکی کے راستے آ رہی تھی۔ گھبراہٹ دور ہو ...ئی تھی۔ اس نے اطمینان کی سانس لے کر خیال خوانی کی پرواز ...ی۔ عادل کے پاس پہنچی۔ وہ صرف سانس روک کر ہی نہیں گاڑی ...ک کر بھی سوچنے لگا۔ "ابھی میرے دماغ میں کیا ہوا تھا۔ میں نے ...انک سانس کیوں روک لی تھی؟"

مرینا نے سوچا۔ اس نے میری سوچ کی لہروں کو قبول نہیں کیا ...۔ یا تو وہ یوگا کا ماہر ہے یا پھر کسی نے تنویمی عمل کے ذریعے اس ...دماغ کو لاک کیا ہے۔

پھر ایک بات یہ سمجھ میں آئی کہ عادل کے دماغ میں فی الحال ...ی نہیں ہے۔ اگر ہوتا تو وہ مرینا کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہ ...تا لیکن ایک تجسس پیدا ہو گیا کہ وہ نوجوان کون ہے؟ اس نے ...ا کی قبر پر چراغ کیوں جلایا تھا اور ایک یہودی ہو کر فرہاد کو بھائی ...ن کیوں کہہ رہا تھا؟

یہ سوالات خوفزدہ بھی کر رہے تھے اور جوابات حاصل کرنے ...ی ترغیب بھی دے رہے تھے اور ایک بات جو دل میں دھڑک رہی ...ی، وہ یہ تھی کہ نوجوان بہت اچھا لگ رہا تھا۔ اگر اس کا دماغ ...نے قابو میں آ جاتا تو اسے اپنا دوست بنا کر تل ابیب میں کچھ اچھے ...ن گزار لیتی۔

وہ خیالات سے چونک گئی۔ وہ جہاں بیٹھی ہوئی تھی اودھر کا ...دانہ اچانک ہی کھلا۔ دو افراد نظر آئے۔ اس نے کار کے ...سرے دروازے کی طرف جانے کے لیے سر گھمایا۔ ادھر بھی ...ب شخص کھڑا مسکرا رہا تھا۔ اس نے کہا۔ "میری جان! اس بھری ...انی میں تنہائی اچھی نہیں ہوتی۔ ہماری بن جاؤ۔ ہمیں اپنا بنا لو۔"

وہ چیخ کر بولی۔ "کون ہو تم لوگ؟"

"ہم مال کے بھوکے ہیں۔ تم ہی کیا کم تھیں کہ اوپر سے ہیرے ...اہرات لاد کر چلی آئی ہو۔ جب ایسی دعوت مل رہی ہو تو ہمارے ...ے کتنے ہی گدھ آئیں گے۔"

ایک نے اس کے گریبان پر ہاتھ ڈالا پھر قیمتی نیکلس ایک جھٹکے ...ے کھینچ لیا۔ دوسرے نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔ وہ چیخنے لگی۔ ...یختے وقت اس کا منہ کھلا۔ ایک نے ریوالور کی نال اس کے منہ میں ...مسا کر کہا۔ "خبردار! ذرا بھی آواز نکلی تو... آگے خود سمجھ دار ...ے۔"

وہ چپ ہو گئی۔ وہ تینوں اسے کار سے باہر لا کر اس کے بدن ...ے زیورات اتارنے لگے۔ جے پرگولا نے اس کے دماغ کو خیال ...انی کے معاملے میں پابند رکھا تھا۔ تنویمی عمل کے مطابق وہ تنہائی ...ں خیال خوانی کر سکتی تھی یا پھر کبھی جان پر بن آئے تو یہ ہتھیار ...ستعمال کر سکتی تھی۔

اب یہ ہتھیار استعمال کرنے کا وقت آ گیا تھا۔ اس نے ...یوالور والے کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس نے اس کے منہ کے اندر ...ے ریوالور نکال لیا پھر اپنے دونوں ساتھیوں کو نشانے پر رکھتے ہوئے کہا۔ "یہ تمام ہیرے جواہرات کار کے اندر رکھ دو۔"

ایک نے پوچھا۔ "ہم یہ مال کار میں کیوں رکھیں۔ ہم اسے آپس میں تقسیم کریں گے۔"

وہ مرینا کو ریوالور دیتے ہوئے بولا۔ "میڈم! اسے سنبھالو۔ میں ان دونوں کو سنبھالتا ہوں۔"

دونوں ساتھیوں نے چیخ کر کہا۔ "اب بے دماغ چل گیا ہے! جس کا مال لوٹ رہا ہے اسے ہی ریوالور دے رہا ہے۔"

اس نے دونوں ساتھیوں پر چھلانگ لگائی پھر تینوں میں جنگ چھڑ گئی۔ مرینا نے تھوڑی دیر یہ تماشا دیکھا پھر ایک فائر کیا۔ وہ تینوں ریت پر گر کر اسے سہمی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگے۔ وہ بولی۔ "چلو اٹھو۔ میرے تمام زیورات گاڑی میں رکھ دو۔"

وہ ریت پر سے اٹھ کر کپڑے جھاڑتے ہوئے کار کی طرف گئے۔ ان کے ساتھ مرینا نے ادھر گھوم کر دیکھا۔ عادل اس کی کار کے بونٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ نظریں ملتے ہی بولا۔ "تم نے تو کمال کر دیا عورت ہو کر تین مردوں کو محکوم بنا لیا۔ مجھے ہیرو بننے کا موقع دیتیں تو تم سے دوستی کا ایک بہانہ بن جاتا۔"

وہ ہنس کر بولی۔ "فلموں میں ایسی سچویشن ہوتی ہے لیکن میں تم جیسے درجنوں ہیروز پر بھاری پڑوں گی۔"

ان تینوں نے وہ تمام زیورات گاڑی کی پچھلی سیٹ پر ڈال دیے تھے۔ مرینا نے کہا۔ "میں خون خرابا نہیں چاہتی۔ فوراً ہی اتنی دور بھاگ جاؤ کہ اس ریوالور کی گولی تمہیں چھو نہ سکے۔"

وہ تینوں وہاں سے بھاگنے لگے۔ اس نے ریوالور کا رخ عادل کی طرف کرتے ہوئے پوچھا۔ "تم میرا پیچھا کیوں کر رہے ہو؟"

وہ بولا۔ "اس کی دو وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ کہ تم ٹائلٹ کے لیے غلط جگہ آ گئی ہو۔ وہاں کلب میں آرام سے فارغ ہو سکتی تھیں۔ یہی سمجھانے آیا ہوں۔"

"بکواس مت کرو۔ سچ سچ بتاؤ، کیوں تعاقب کر رہے ہو؟"

"سچ کہتا ہوں، تم پر ہزار جان سے عاشق ہو گیا ہوں۔"

"تم پھر بکواس کر رہے ہو۔ میں گولی مار دوں گی۔"

"مارنا ہوتا تو ان تینوں کو نہ چھوڑتیں۔ کیا وہ تمہارے رشتے دار تھے اور میں کوئی دشمن ہوں؟"

"ہاں ایسے دشمن ہو، جسے زندہ چھوڑنا حماقت ہو گی۔ تم نے فرہاد کو بھائی جان کیوں کہا تھا؟"

"یہی تو میں نے تم سے پوچھا تھا۔ کیا تم فرہاد بھائی جان کو جانتی ہو؟"

"تم تو جانتے ہو؟"

"اگر جانتا تو تم سے نہ پوچھتا۔"

"جب جانتے نہیں ہو تو اسے بھائی جان کیوں کہتے ہو؟"

"یہی تو میں سمجھنے سے قاصر ہوں۔ تم یہاں کسی سے بھی پوچھ

لو۔ میں یہودی ہوں۔ میرا نام ہیری ہے۔ میری بہت بڑی شوز فیکٹری ہے۔ کیا تم یہ الجھن سلجھا سکتی ہو کہ میں یہودی ہو کر ایک مسلمان کو بھائی کیوں کہہ رہا ہوں۔"

"تم نے یہ نام کس سے سنا تھا؟"

"میری فیکٹری کا منیجر مجھے شیبا کی قبر پر لے گیا تھا۔ اس کی زبان سے میں نے فرہاد اور اس کا نام سنا تھا۔"

"اور نام سنتے ہی تم اسے بھائی جان کہنے لگے۔ کیا مجھے اُلّو سمجھتے ہو کہ ایسی احمقانہ باتوں پر یقین کرلوں گی۔ میں تین تک گن رہی ہوں اگر تم نے اپنی اصلیت نہ بتائی تو......"

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی عادل نے اس کے ایک ہاتھ پر ٹھوکر ماری' ریوالور ہاتھ سے نکل کر دور ریت پر جا کر گرا۔ جوتے کی ٹھوکر سے ہاتھ کو چوٹ پہنچی تھی۔ وہ چیخ مار کر ریوالور کی طرف دوڑی۔ عادل نے اس پر چھلانگ لگائی۔ اسے دبوچ کر ریت پر گرا۔ دونوں لپٹ کر کچھ دور تک لڑھکے پھر تھم گئے۔

"چھوڑو۔ چھوڑ دو مجھے۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

وہ یکبارگی عادل کے دماغ میں آئی لیکن اس کے دماغ کو کوئی نقصان پہنچانے سے پہلے ہی باہر نکل آئی۔ اس نے سانس روک لی۔ وہ خود کو چھڑا کر ریت پر سے اٹھنے لگی۔ اسی وقت وہ تینوں بھاگنے والے واپس آگئے تھے۔ ایک نے ریت پر سے ریوالور اٹھا کر کہا۔ "پہنچی وہیں پہ خاک' جہاں کا خمیر تھا۔ میرا ریوالور میرے ہاتھ میں آگیا ہے۔ اب دیکھتا ہوں تمہیں کون بچائے گا۔"

دوسرے نے ریوالور والے ساتھی سے کہا۔ "دیکھو' اب اسے ریوالور دینے کی حماقت نہ کرنا۔"

"ارے' وہ تو پتا نہیں کیوں اسے دے دیا تھا۔ شاید اس کے حسن سے متاثر ہو گیا تھا۔"

"تمہیں عقل سے کام لینا چاہیے۔ ہم اسے ریوالور دکھا کر ہی اس کا حسن و شباب اور زیورات حاصل کرسکتے ہیں۔"

اپنے ساتھی کی بات ختم ہوتے ہی اس نے پھر ریوالور مرینا کے ہاتھ میں دے دیا۔ مرینا نے لپک کر اسے لیا پھر انہیں نشانے پر رکھتے ہوئے بولی۔ "اب تم لوگوں کو بھاگنے نہیں دوں گی۔ تم سب کی موت آئی تھی' اس لیے دوبارہ آگئے۔"

وہ گڑگڑانے لگے۔ ایک نے کہا۔ "ہمیں جانے دو۔ آئندہ ہمارا باپ بھی یہاں نہیں آئے گا۔"

دوسرے نے کہا "ایک بار ہمیں معاف کردو۔ ہم سمجھ گئے ہیں' تم پُراسرار قوتوں کی مالک ہو۔"

تیسرے نے کہا۔ "ہم بے روزگار ہیں۔ اسی طرح وارداتیں کر کے کچھ کمائی کرلیتے ہیں۔ ہمیں اپنا غلام بنالو۔"

وہ بولی۔ "میں دیکھنا چاہتی ہوں' تم تینوں کتنے کام کے آدمی ہو۔ اس جوان کی پٹائی کرو۔"

ان تینوں نے فوراً ہی حکم کی تعمیل کی۔ پہلے ایک نے عادل پر چھلانگ لگائی۔ وہ ایک طرف ہٹ گیا۔ چھلانگ لگانے والا ر پر اوندھے منہ گرا۔ دوسرے نے حملہ کیا۔ عادل نے اس کا روک کر تابڑتوڑ کئی گھونسے رسید کیے۔ پہلا ریت پر سے اٹھ ر دوسرا گھونسے کھا کر اس پر آگرا۔ وہ تیسرے کو مارتا ہوا پانی میں گیا۔ جب اسے پانی میں پھینک کر آیا تو باقی دو اس پر حملہ کر آگئے۔ مرینا ان کی طرف بڑھتی ہوئی دلچسپی سے لڑنے کا تماشا رہی تھی۔ اسے عادل کی فائٹنگ کا اسٹائل بہت اچھا لگ رہا ایسی ہی دلچسپی کے دوران اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ عادل اچانک ہی اس کی کلائی پکڑ کر موڑ دی۔ وہ دوسری طرف گھوم اس نے ریوالور چھین کر اسے دھکا دیا۔ وہ بھی لڑکھڑاتی ہوئی دو پھر ریت پر اوندھی ہوگئی۔

ایک تو پانی سے نکلتے ہی بھاگنے لگا۔ دوسرے دو رحم ط نظروں سے ریوالور کو تکنے لگے۔ عادل نے ریوالور کے چیمبر گولیاں نکال کر پوری قوت سے سمندر کے گہرے پانی میں پھ دیں پھر خالی ریوالور ان کے قدموں میں پھینک کر بولا۔ "کیا د ہے' اب بھی لڑنے کی حسرت ہے؟"

وہ بھی بھاگنے لگے۔ مرینا ریت پر پڑی سہمی ہوئی نظروں اسے دیکھ رہی تھی۔ سوچ رہی تھی "اس کا تعلق یقیناً فرہاد کی سے ہے۔ اس نے تین تگڑے غنڈوں کو تنہا مار بھگایا ہے۔ ریوالور سے انہیں ہلاک کر سکتا تھا لیکن پارس اور علی تیمو طرح اس نے ریوالور خالی کر دیا۔ وہ دشمنوں کو مارتے نہیں ذلیل کر کے چھوڑ دیتے ہیں۔ یہی یہ ہیری کر رہا ہے۔"

میری فیملی سے اس کا دور کا بھی تعلق نہیں تھا لیکن اس احمقانہ انداز نے مرینا کو خوفزدہ کر رکھا تھا۔ اگر دوسرے پہلو دیکھا جائے تو یہ انداز احمقانہ نہیں تھا۔ اسے ہم سب سے وال لگاؤ تھا۔ ہم اس کے دماغ کی گہری تہ میں درخت کی جڑوں کی ط تھے۔ وہ شی تارا کے تنویمی عمل سے اسیر ہونے کے باوجود مجھے جان کی حیثیت سے بُھلا نہیں پا رہا تھا۔

عقیدت مندی کا یہ عالم تھا کہ نادانستگی میں ہمارے دشمنوں سے ٹکرا رہا تھا' جنہیں میں اور میرے بیٹے ابھی تک نہیں کرپائے تھے اور وہ انجانے میں بڑی معصومیت سے انہیں کرچکا تھا۔ اگر ایسے میں تمام دشمن تنظیموں کو اور ہم سب کو کی فتوحات کا علم ہو جاتا اور سب ہی یہودی خفیہ تنظیم کے ا پہنچنے کے لیے اس سے برین آدم کا مطالبہ کرتے تو وہ ہمیں س ترجیح دیتا اور برین آدم کو ہمارے حوالے کرتا۔

یہ ہماری بدقسمتی تھی کہ ہم عادل سے واقف نہیں تھے۔ پہلی بار شی تارا ہی ہمارے قابو میں آجاتی۔ ایسے حالات میں کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ ہم تدبیر سے بازی جیتنے کی کوشش کرتے وہ تقدیر سے میدان مارتا جارہا تھا۔

وہ ریت پر آکر مرینا کے پاس لیٹ گیا پھر بولا۔ "کیا یہیں بچھانے کا ارادہ ہے؟"

وہ التجا آمیز لہجے میں بولی۔ "اگر تم یہودی ہو تو حضرت موسیٰؑ کا واسطہ ہے اور مسلمان ہو تو آخری نبیؐ کا واسطہ دیتی ہوں' مجھے سچ بتاؤ' تم کون ہو؟ اور مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

"تم تو ایسے پوچھ رہی ہو' جیسے میں تمہارا دشمن ہوں۔ اس گھبراہٹ اور پریشانی کی وجہ کیا ہے؟ کیا میں تمہیں نقصان پہنچا رہا ہوں؟"

"مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے نقصان پہنچنے والا ہو۔"

"صاف اور سیدھی بات یہ ہے کہ میں جان بوجھ کر کسی سے دشمنی نہیں کرتا ہوں۔ اب یہی دیکھو کہ وہ کار والا مجھ سے لڑ رہا تھا۔ میں نے اسے کوئی زبردست پنچ نہیں مارا اس کے باوجود وہ بے ہوش ہو گیا ہے۔ اب اسے اسپتال بھی پہنچانا ہو گا۔"

"تم کس کی بات کر رہے ہو؟"

"وہ کار جو تمہاری کار کے پیچھے کھڑی ہوئی ہے اس میں وہی شخص خواہ مخواہ بے ہوش ہو گیا ہے۔"

وہ اٹھ کر اپنے لباس سے ریت سے جھاڑتے ہوئے بولی۔ "کیا کبھی خواہ مخواہ کوئی بے ہوش ہوتا ہے؟"

وہ تیزی سے چلتی ہوئی دوسری کار کے پاس آئی اس کی اگلی سیٹ پر برین آدم آدھا بیٹھا اور آدھا لیٹا ہوا بے ہوش پڑا تھا۔ جے برگولا نے اسی برین آدم تک یعنی یہودی خفیہ تنظیم تک پہنچنے کے لیے مرینا کو وہاں بھیجا تھا۔ وہ ابھی برین آدم کو اپنا تابعدار بنا کر اس تنظیم کا ایک ایک راز معلوم کر سکتی تھی لیکن اس وقت یہ نہیں جانتی تھی کہ وہی بے ہوش آدمی شطرنج کی بساط کا بادشاہ ہے۔

وہ حیرانی سے بولی۔ "یہ کون ہے؟ کیا تم نے اسے مار ڈالا ہے؟"

اس نے ناک کے پاس ہاتھ رکھا' سانس چل رہی تھی۔ دل پر ہاتھ رکھا' وہ دھڑک رہا تھا۔ اس نے کہا۔ "یہ زندہ ہے۔ بے ہوش کیسے ہو گیا؟"

"مجھ سے لڑتے لڑتے شرم آئی تو اچانک ہی آنکھیں بند کر لیں۔ کیا تم اسی طرح شرماتی ہو؟"

"میری جوتی شرماتی ہے۔"

"یعنی بے شرم ہو۔"

"شٹ اپ! اسے فوراً اسپتال پہنچاؤ۔"

"میں پولیس تھانے کے چکر میں پڑنا نہیں چاہتا۔"

"اس کے لیے کچھ تو کرنا چاہیے۔ پتا نہیں بے چارہ کون ہے؟"

"کیا تمہارے پاس موبائل فون ہے؟"

"ہے مگر ہم یہاں سے دور جا کر فون کریں گے۔ تم درست کہتے ہو' ہمیں پولیس کے چکر میں نہیں پڑنا چاہیے۔"

مرینا نے اس کار کا نمبر ذہن نشین کیا پھر عادل کے ساتھ اپنی کار میں آکر بیٹھ گئی۔ اگرچہ وہ عادل کا ساتھ نہیں چاہتی تھی تاہم جانتی تھی کہ وہ پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ وہ ڈرائیو کرتی ہوئی ایک راستے سے دوسرے اور پھر تیسرے راستے پر آئی۔ ساحل سے بہت دور نکل آنے کے بعد اس نے ایک پولیس اسٹیشن کے نمبر ڈائل کیے۔ رابطہ قائم ہونے کے بعد تھانہ انچارج کو کار کا نمبر بتا کر اطلاع دی کہ اس کار میں ایک شخص بے ہوش پڑا ہے۔ اسے فوری طبّی امداد کی ضرورت ہے۔

انچارج مزید سوالات کرنا چاہتا تھا' اس سے پہلے مرینا نے فون بند کر دیا۔ پھر اس کے دماغ میں جھانک کر دیکھا تو مطمئن ہو گئی کہ وہ چند سپاہیوں کے ساتھ ایک گاڑی میں ادھر جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا۔

پھر اس نے دماغی طور پر حاضر ہو کر عادل کو دیکھا۔ وہ اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ وہ بولی۔ "اس طرح کیا دیکھ رہے ہو؟"

"دیکھ رہا ہوں تم صرف حسین ہی نہیں پُراسرار بھی ہو۔"

"یہ پُراسرار کا مطلب کیا ہوا؟ کیا میں کوئی جادوگرنی ہوں؟"

"کچھ ایسا ہی لگتا ہے۔ تم نے کسی جدوجہد کے بغیر دوبار اس غنڈے سے ریوالور لے لیا۔ کیا یہ جادو نہیں ہے؟"

"تم نے خود دیکھا ہے۔ اس نے خود اپنی مرضی سے وہ ریوالور مجھے دیا تھا۔"

"کیا اپنی مرضی سے کوئی اپنی موت کا سامان کر سکتا ہے۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ تم ٹیلی پیتھی جانتی ہو۔"

اس نے گھور کر عادل کو دیکھا پھر کہا۔ "تم تسلیم کرو کہ فرہاد علی تیمور سے تمہارا کوئی تعلق ہے۔"

"ابھی تک بھائی جان سے کوئی تعلق سمجھ میں نہیں آیا ہے۔ سمجھ میں آئے گا تو تسلیم کرلوں گا۔"

وہ غصے سے بولی۔ "کیا تم مجھے احمق سمجھتے ہو؟ اسے بھائی جان بھی کہہ رہے ہو اور لاتعلقی بھی ظاہر کر رہے ہو۔"

"میں اپنی سچائی ثابت نہیں کر سکتا لیکن جو کہہ رہا ہوں' سچ کہہ رہا ہوں۔ تم بہت چالاک ہو۔ میں تمہاری ٹیلی پیتھی کی بات کر رہا ہوں اور تم بھائی جان کی بات چھیڑ کر مجھے ٹال رہی ہو۔"

"تم غلط سمجھ رہے ہو۔ میں ٹیلی پیتھی نہیں جانتی ہوں۔"

"پھر تو تم سے مایوس ہو رہا ہوں۔"

"کس بات سے مایوس ہو رہے ہو؟"

"یہی کہ اگر تم ٹیلی پیتھی جانتیں تو میں اپنے دماغ میں تمہیں آنے دیتا۔ تم میرے اندر گھس کر مجھے یہ حقیقت بتا دیتیں کہ آخر میں فرہاد علی تیمور کو بھائی جان کیوں کہتا ہوں اور انہیں دل کی گہرائیوں سے کیوں چاہتا ہوں۔"

وہ کئی بار اس کے چور خیالات پڑھنے کی کوششیں کر چکی تھی اور ناکام رہی تھی۔ وہ اپنا یہ شک دور کرنا چاہتی تھی کہ وہ میرا رشتے دار یا آلۂ کار ہے۔ اس نے کہا۔ "میں یہ علم جانتی ہوں لیکن ہر

ایک پر ظاہر نہیں کرتی' پلیز مجھے آنے دو۔"

"کہاں آنے دوں؟"

"اپنے دماغ کے اندر۔ میں تمہاری الجھن دور کروں گی۔"

"یوں سمجھو کہ میری الجھن دور ہو گئی۔ میں نے جان لیا ہے کہ تم خیال خوانی کرتی ہو۔"

"تم جھوٹے اور دغا باز ہو۔ جاؤ یہاں سے مجھے اپنے گھر جانے دو۔"

"تمہارا گھر کہاں ہے؟"

"میری کار سے باہر جاؤ ورنہ چیخنا شروع کر دوں گی۔"

"نتیجہ یہ ہو گا کہ لوگوں کی بھیڑ لگے گی۔ پولیس والے آئیں گے۔ میں کہوں گا یہ وہی حسینہ ہے جس نے ایک شخص کو ساحل سمندر پر بے ہوش کر دیا تھا پھر اس کی اطلاع تھانے کے انچارج کو دی۔"

اس نے سختی سے ہونٹوں کو بھینچ لیا پھر بے بسی سے کہا۔ "تم پکّے فراڈ ہو۔ فرہاد کے آلۂ کار ہو۔ اس کے حکم کے مطابق کسی مقصد کے تحت میرے ساتھ وقت گزار رہے ہو۔"

"کیا یہ کار یہیں کھڑی رہے گی۔ آگے بڑھو۔"

اس نے کار اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔ "میں تمہیں اس کا موقع نہیں دوں گی کہ تم فرہاد یا اس کے خیال خوانی کرنے والوں کے لیے مجھے اعصابی کمزوریوں میں مبتلا کرو۔"

"مجھے ایسا کوئی شوق نہیں ہے۔"

اس نے ڈرائیو کرتے ہوئے پوچھا۔ "اتنا بتا دو' میرے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو؟"

"مجھے میرے گھر تک پہنچا دو۔ یعنی گھر تک لفٹ دو پھر پیچھا چھوٹ جائے گا۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی قریب ہی ایک زبردست دھماکا ہوا۔ اس سڑک پر کتنی ہی کاروں کے اسٹیئرنگ بہک گئے۔ کتنی ہی کاریں ایک دوسرے سے ٹکرائیں۔ کچھ گاڑیاں فٹ پاتھوں پر چڑھ گئیں۔ مرینا کی کار فٹ پاتھ پر چڑھ کر ایک دکان کے بڑے سے شوکیس کے اندر اس طرح گھسی کہ شوکیس کے شیشوں کے ساتھ کار کی ونڈ اسکرین کا شیشہ بھی چکنا چور ہو گیا۔ مرینا کا سر اسٹیئرنگ سے ٹکرایا۔ اس کے بعد اسے ہوش نہ رہا۔ عادل اس کے ساتھ نہیں تھا۔ وہ کار کے بہکتے ہی دروازہ کھول کر باہر کود گیا تھا یوں محاورے کے مطابق وہ بال بال بچ گیا تھا۔

اسرائیل کے بڑے شہروں میں بعض اوقات ایسے دھماکے ہوتے تھے۔ فلسطینی مجاہدین یوں اپنے غم و غصے کا اظہار کرتے رہتے تھے۔ عادل دوڑتا ہوا آیا۔ اس نے دروازہ کھول کر مرینا کو باہر کھینچا۔ وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔ وہ اسے کاندھے پر لاد کر ایک طرف دوڑنے لگا۔ کاروں کی بھیڑ سے نکل کر دوسری سڑک پر آیا وہیں ایک کلینک نظر آیا۔ وہ اسے اس کلینک میں لے گیا۔

مرینا نے تھوڑی دیر پہلے کہا تھا کہ وہ پکّا فراڈ ہے اور وہ اِ اعصابی کمزوریوں میں مبتلا کرنے کا موقع نہیں دے گی۔ وہ معص نوجوان بھلا کیا فراڈ کرے گا۔ مقدر میں مرنا یا بے ہوش ہونا لکھا تو اس لکھے ہوئے کو کون مٹا سکتا ہے۔

اس نے ہوش میں آ کر آنکھیں کھولیں عادل اس پر جھکا ہ تھا۔ وہ گھبرا کر بولی۔ "کون ہو تم؟ مم........ میں کہاں ہوں؟"

"تم ایک کلینک میں ہو۔ زندہ ہو مگر خیریت سے نہیں ہو۔"

وہ اٹھ بیٹھی' اپنے چہرے کو چھونے سے پتا چلا جگہ جگہ پٹیا چپکی ہوئی ہیں۔ عادل نے کہا۔ "اب یہ الزام نہ دینا کہ میں نے تمہیں اعصابی کمزوریوں میں مبتلا کرانے کے لیے وہ دھماکا کرا تھا۔"

"اعصابی کمزوری؟" مرینا نے چونک کر سوچا پھر فوراً ہی ا پر گولا کو اپنے حالات سے آگاہ کرنے کے لیے خیال خوانی کی پرو کی لیکن خیال خوانی نے پرواز نہیں کی۔ اس کی اپنی سوچ کی لہر اس کے اپنے ہی دماغ میں رہیں۔ تب اس نے پریشان ہو کر عادل دیکھا۔

اس نے پوچھا۔ "کیا کوئی نیا الزام دو گی؟"

"نن...... نہیں۔ تم مجھے بے ہوشی کی حالت میں یہا لائے۔ مجھے طبّی امداد پہنچائی۔ تم مجھے غنڈوں سے بچانے کے لِ میرے پیچھے آئے تھے میں خواہ مخواہ تم پر شبہ کرتی رہی۔"

"کیا تمہارے دماغ میں بھائی جان آ رہے ہیں؟"

وہ پریشان سی ہو کر اپنے اندر پرائی سوچ کی لہروں کو محسو کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ یہی معلوم ہو رہا تھا کہ کوئی نہیں ہ ایسے وقت کچھ محسوس نہیں ہوتا سُرا سَر دھوکا ہوتا ہے۔

اس نے سہم کر پوچھا۔ "کیا تمہارے بھائی جان میرے دما میں موجود ہیں؟"

وہ ناگواری سے بولا۔ "کیا تم پاگل کی بچی ہو۔ اب بھی ا بھائی جان کے متعلق پوچھ رہی ہو' جس کا وجود نہ میرے دماغ م ہے' نہ تمہارے دماغ میں۔"

"پھر تم فرہاد بھائی جان کا ذکر کیوں کرتے ہو؟"

"مجھے یہ معلوم ہوتا تو تم سے مغزماری نہ کرتا۔ بس بہت چکا۔ اب تم اپنے پیروں سے چل کر گھر جا سکتی ہو۔ اس لیے گ نائٹ۔"

وہ جانے لگا۔ اس نے آواز دی۔ "رک جاؤ' میری با سنو۔ یوں مجھے الجھن میں ڈال کر نہ جاؤ۔"

"کیوں نہ جاؤں۔ کیا تمہارے ساتھ رات گزاروں؟"

"غصہ نہ کرو۔ میں مانتی ہوں' اب تک تمہاری ذات سے مج کوئی نقصان نہیں پہنچا ہے۔ اگر میں اسی طرح محفوظ رہوں گ تمہیں خوش کر دوں گی۔"

"مجھے خوش کیسے کرو گی؟"

"تم نے سمندر کے کنارے کہا تھا کہ مجھ پر ہزار جان سے عاشق ہو گئے ہو۔ میں بھی تم سے عشق کروں گی۔"

"عشق کیا نہیں جاتا' ہو جاتا ہے۔ پھر یہ کہ میں تمہیں چھیڑنے کے لیے یونہی کہہ رہا تھا۔"

"میری طرف سے اب بھی چھیڑنے کی اجازت ہے۔ آؤ میرے قریب آؤ۔"

"میری دعا ہے کہ کوئی تمہیں دماغ کے اندر آ کر نہ چھیڑے۔"

"بکواس مت کرو۔ ایسا ہوا تو میں تمہاری جان کی دشمن بن جاؤں گی۔"

"بہتر ہے مجھے دشمن ہی سمجھو اور مجھے جانے دو۔ تم دوست بن کر میرے اعمال پر دھبّے لگا دو گی۔"

وہ پلٹ کر چلا گیا۔ مرینا سوچ میں پڑ گئی۔ "اسے جانے دوں یا خود بھی اس کے پیچھے جاؤں۔ اس نے جان لیا ہے کہ میں ٹیلی پیتھی جانتی ہوں۔ یہاں سے جا کر کسی سے میرے متعلق کچھ کہہ سکتا ہے۔"

وہ بستر سے اتر کر کھڑی ہوئی تو سر چکرانے لگا۔ وہ بیٹھ گئی۔ اسی وقت ڈاکٹر نے آ کر کہا۔ "تم کیوں اٹھ گئیں آرام کرو۔ صبح تک چلنے پھرنے کے قابل ہو جاؤ گی۔"

"ڈاکٹر پلیز' مسٹر ہیری کو بلائیں۔ وہ ابھی باہر گئے ہیں۔"

"میں نے انجکشن لکھ کر دیا ہے وہ لینے گئے ہیں۔"

وہ مطمئن ہو کر لیٹتے ہوئے بولی۔ "مسٹر ہیری آئیں تو انہیں ضرور میرے پاس بھیج دیں۔"

اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ بڑا سکون مل رہا تھا۔ اب تک کسی دشمن خیال خوانی کرنے والے نے اس کے اندر آ کر اسے مخاطب نہیں کیا تھا۔ اس سے اطمینان ہو گیا کہ وہ محفوظ ہے۔ تھوڑی دیر میں اسے نیند آ گئی۔

○☆☆○

دوسری طرف پولیس والے برین آدم کو بے ہوشی کی حالت میں اسپتال لے گئے تھے۔ ڈاکٹر نے اس کا معائنہ کیا اور کچھ دوائیں دینے کے بعد کہا تھا۔ "شاید صبح تک ہوش میں آ جائے۔"

جو برین آدم اپنی خفیہ رہائش گاہ میں غافل پڑا ہوا تھا اس کا پرسانِ حال کوئی نہیں تھا۔ اس کے اور تمام برادرز کے درمیان رابطہ رہتا تھا۔ کوئی نہ کوئی معاملہ ایسا درپیش رہتا تھا' جس کے باعث دن رات ایک نہ ایک بھائی اسے مخاطب کرتا رہتا تھا لیکن یہ محض اتفاق تھا کہ کوئی اسے مخاطب نہیں کر رہا تھا۔ کوئی ایسا اہم مسئلہ نہیں تھا جس کی خاطر الپا بھی خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کرتی۔

وہ رات نو بجے بے ہوش ہوا تھا اب گیارہ بج رہے تھے۔ اس نے علم الابدان کے ماہرین کو ایک خفیہ لیبارٹری میں مصروف رکھا تھا۔ وہ غیر معمولی فارمولے پڑھ کر اس کی ادویات ایک بندریا پر آزما رہے تھے۔ ایسا پچھلے دو ہفتے سے ہو رہا تھا۔ اس رات گیارہ بجے وہ بندریا مر گئی۔ انہوں نے اس کا پوسٹ مارٹم کیا جس سے پتا چلا کہ فارمولے کی کسی دوا نے نقصان نہیں پہنچایا ہے۔ بندریا طبعی موت مری تھی۔

ان میں سے ایک ڈاکٹر نے برین آدم سے فون پر رابطہ کیا۔ وہ فرش پر چاروں شانے چت پڑا ہوا تھا اس سے سات فٹ کے فاصلے پر فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس گھنٹی کی آواز کمرے میں گونجنے لگی لیکن وہ آواز اس کے کانوں تک پہنچ رہی تھی' دماغ تک نہیں پہنچ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد فون خاموش ہو گیا۔

اس ڈاکٹر نے ریسیور رکھ کر دوسرے ڈاکٹر سے کہا۔ "شاید برین آدم اپنے گھر میں نہیں ہے۔"

"دوسرے ڈاکٹر نے پوچھا۔ "کیا وہ ہماری نگرانی کرتا ہو گا؟"

"تم نے یہ سوال کیوں کیا ہے؟"

"ہم یہاں پندرہ دنوں سے قید ہیں۔ تینوں وقت کا کھانا خود برین آدم یہاں لاتا ہے۔ ہماری ضروریات کی دوسری چیزیں بھی وہی مہیّا کرتا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے کسی دوسرے کو یہ خفیہ لیبارٹری نہیں دکھائی ہے۔ وہ ان فارمولوں کے معاملے میں اپنے کسی خاص آدمی پر بھی بھروسا نہیں کرتا ہے۔"

"ہاں' وہ بہت محتاط ہے۔ لیکن آج اس بندریا کی موت نے ہماری امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ میں سوچ رہا تھا' دواؤں کے خاطر خواہ نتائج نکلیں گے تو ہمیں یہاں سے رہائی مل جائے گی۔"

"ٹھیک کہتے ہو' رہائی کا مسئلہ کھٹائی میں پڑ گیا ہے۔ اسی لیے میں نے تم سے سوال کیا تھا۔ کیا وہ تنہا ہماری نگرانی کرتا ہو گا؟"

"یہ ناممکن ہے۔ وہ سوتا بھی ہو گا۔ دوسرے معاملات میں مصروف بھی رہتا ہو گا۔ ابھی اس نے فون اٹینڈ نہیں کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے' وہ سو رہا ہے یا کسی دوسری جگہ مصروف ہے۔"

"ہو سکتا ہے۔ اس خفیہ لیبارٹری کے باہر ہماری تاک میں بیٹھا ہو۔ تمہاری طرح میں بھی یہاں سے رہائی چاہتا ہوں مگر ہم پکڑے جائیں گے۔"

"گرفتاری کا خوف نہ کرو۔ یہ سوچو' نئے بندر اور بندریا پر تجربہ کرنے کے دوران پھر ہمیں یہاں پندرہ دن قیدیوں کی طرح رہنا ہو گا۔"

"یہ ظلم ہے۔ ہم سے غیر انسانی سلوک کیا جا رہا ہے پھر یہ سوچتا ہوں کہ ان فارمولوں کے مطابق کام کرتے کرتے ہمیں دواؤں کے نام یاد ہو گئے ہیں۔ یہ بات برین آدم اچھی طرح سمجھ رہا ہو گا۔ کیا وہ ان فارمولوں کی یادداشت کے ساتھ ہمیں یہاں سے زندہ جانے دے گا؟"

"نہیں جانے دے گا۔ اسے ہم پر بھروسا نہیں ہے۔ اسی لیے قید کر کے رکھتا ہے۔ کئی دنوں سے میرے دل میں بھی یہی اندیشہ ہے کہ یہاں سے ہماری لاشیں ہی جائیں گی۔"

"سوال یہ ہے' ہم باہر کیسے جائیں؟"

"اس تہ خانے کے اوپر جو چھوٹا سا دروازہ ہے' وہ باہر سے مقفل ہے۔ ہم اس لکڑی کے دروازے کو آگ لگا کر توڑ سکتے ہیں اگر اوپر بھی دوسرے دروازے بند ہوں گے تو انہیں بھی توڑنے کی تدبیر کی جائے گی۔"

وہ دونوں سمجھ گئے تھے کہ اس تہ خانے سے زندہ نہیں جا سکیں گے اس لیے باہر کی کھلی فضا میں زندہ رہنے کے لیے انہوں نے جدوجہد کا آغاز کیا۔ وہاں مختلف ادویات کے علاوہ تیزاب اور دیگر مہلک کیمیکلز بھی رکھے ہوئے تھے۔ وہ دونوں سیڑھیاں چڑھ کر ایک کاریڈور میں آئے۔ وہاں سے باہر نکلنے کے لیے لکڑی کا ایک چھوٹا سا دروازہ تھا انہوں نے اس پر مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگا دی۔

شعلے بڑھنے اور پھیلنے لگے لیکن مختصر سے دروازے تک محدود رہے۔ جب دروازہ جلتے جلتے کوئلہ ہو گیا تو ایک ماہر نے دوسرے سے کہا۔ "ڈاکٹر ایڈی! کیا خیال ہے اب یہ دروازہ ٹوٹ سکتا ہے؟"

ڈاکٹر ایڈی نے کہا۔ "یس ڈاکٹر نیلسن! اسے توڑنے سے پہلے اچھی طرح یاد کر لو۔ میں نے وہ فارمولے جیب میں رکھ لیے ہیں' کیا تم نے تیار شدہ مہنگی دوائیں رکھ لی ہیں؟"

"اس بیگ میں سب کچھ ہے۔ تم فکر نہ کرو۔"

اس نے دروازے پر ایک لات ماری' وہ ٹوٹ کر دوسری طرف جھول گیا۔ وہاں سے گزرنے کے لیے تھوڑا سا راستہ بن گیا تھا۔ وہ دونوں شعلوں کے درمیان سے چھلانگیں لگاتے ہوئے باہر آ گئے۔ جہاں وہ پہنچے' وہ بھی ایک بند کمرا تھا۔ انہوں نے اس کمرے کے دروازے کو بھی اسی طرح آگ لگا کر آزادی حاصل کی۔ باہر کھلی فضا میں پہنچ کر انہوں نے اس علاقے کو پہچان لیا۔ وہ تل ابیب اور حیفہ کا ایک درمیانی علاقہ تھا۔

وہ دونوں تل ابیب کی سمت بڑھنے لگے۔ ڈاکٹر نیلسن نے کہا۔ "اب مسئلہ یہ ہے کہ ہم کس طرح چھپ کر رہیں گے۔ ہم دونوں ہی اس ملک کے مشہور و معروف ڈاکٹرز ہیں۔ پولیس اور فوج کے افسران ہمیں دیکھ کر سلام کرتے تھے۔ اب دیکھیں گے تو ہتھکڑیاں پہنا دیں گے۔"

"بے شک' برین آدم ہمارے پیچھے پڑ جائے گا۔ ہمیں ان فارمولوں کے ساتھ زندہ نہیں رہنے دے گا۔"

"ہم نے کبھی مجرمانہ زندگی نہیں گزاری۔ کیا تم جانتے ہو کہ کس طرح میک اپ کے ذریعے چہرے تبدیل کیے جاتے ہیں؟"

"میں اس سلسلے میں کچھ نہیں جانتا۔"

وہ ایک جگہ بیٹھ گئے۔ اپنے موجودہ حالات پر غور کرتے رہے۔ آزادی حاصل کرنے کے بعد چاروں طرف موت نظر آ رہی تھی۔ ان حالات میں زندہ سلامت رہنے کا کوئی نہ کوئی راستہ ضرور ہوتا ہے۔ جو پریشانی کی حالت میں سجھائی نہیں دیتا ہے۔ بڑی دیر تک غور کرنے کے بعد ایک راستہ سجھائی دیا۔

ڈاکٹر ایڈی نے کہا۔ "تمہیں وہ دولت مند یاد ہے' جو ہم سے ایک منفرد دوا تیار کرانا چاہتا تھا؟"

"ہاں' یاد ہے اس کا نام اوڈی نارمن ہے۔ ہمیں ایک لاکھ امریکی ڈالر دے رہا تھا۔"

"میرے دوست! ایسے وقت وہی ہمارے کام آ سکتا ہے۔"

"ہوں' کہتے تو ٹھیک ہو۔ اگر ہمیں کچھ دنوں کے لیے چھپنے کے لیے جگہ مل جائے تو ہم اپنا چہرہ تبدیل کر لیں گے۔"

وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ایڈی نے جیب سے کاغذات نکال کر کہا۔ "یہ فارمولے پلاسٹک کے تھیلے میں ہیں۔ ہم انہیں یہاں زمین میں گاڑ کر چھپا دیں گے۔ ورنہ اوڈی نارمن ان کاغذات حاصل کر کے ہمارے ساتھ وہی سلوک کرے گا جو برین آدم کرتا آیا ہے۔"

انہوں نے زمین پر اکڑوں بیٹھ کر چاقو سے ایک چھوٹا سا گڑھا کھودا۔ پلاسٹک کے تھیلے میں چھپے ہوئے کاغذات کو اس گڑھے میں رکھ کر مٹی ڈالی۔ زمین ہموار کی پھر پاس پڑے ہوئے ایک بڑے سے پتھر کو لڑھکانا شروع کیا۔ وہ تقریباً تین یا چار من وزنی تھا۔ دونوں کی محنت سے لڑھک کر زمین کے اس حصے پر چھا گیا جہاں کاغذات چھپا کر رکھے گئے تھے۔

پھر وہ دونوں ایک ڈیڑھ گھنٹے تک پیدل چلتے ہوئے شہر کے مضافاتی علاقے میں پہنچے۔ وہاں ایک بوتھ میں داخل ہو کر انہوں نے فون کے ذریعے اوڈی نارمن سے رابطہ کیا۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔ "تم کون ہو؟"

ڈاکٹر نیلسن نے کہا۔ "یہ ہم صرف نارمن کو بتا سکتے ہیں۔ بہت اہم معاملہ ہے۔"

ہولڈ آن کرنے کو کہا گیا پھر اوڈی نارمن کی آواز سنائی دی۔ "ہیلو' میں نارمن بول رہا ہوں۔"

"میں ڈاکٹر نیلسن بول رہا ہوں۔ کیا میں تمہارے حافظے میں موجود ہوں؟"

"اوہ ڈاکٹر! بھلا تمہیں اور ڈاکٹر ایڈی کو کون بھلا سکتا ہے۔ آپ دونوں گریٹ ہیں۔"

"اس وقت ایڈی میرے ساتھ ہے۔ ہم دونوں مصیبت میں گرفتار ہیں۔ آپ ہمارے لیے کیا کر سکتے ہیں؟"

"میں تم دونوں کے لیے اپنی تمام دولت پانی کی طرح بہا سکتا ہوں۔ آپ کی کسی بھی مصیبت کو دور کرنے کے لیے اپنے خدا' گارما تحتوں کی پوری فوج کو خطرات میں جھونک سکتا ہوں۔"

"پھر ہم بھی ہر طرح آپ کے کام آئیں گے۔ میں پتا بتاتا ہوں۔ آپ ہمارے لیے ایک گاڑی بھیج دیں۔"

اس نے اس جگہ کی اور ٹیلیفون بوتھ کی نشاندہی کی۔ اوڈی نارمن نے یقین دلایا کہ آدھے گھنٹے کے اندر گاڑی وہاں پہنچ جائے گی۔ نیلسن نے ریسیور رکھ دیا۔

○☆☆○

الپا سو رہی تھی۔ ٹیلی فون کی گھنٹی نے نیند میں مداخلت کی۔ وہ آنکھیں کھولنا نہیں چاہتی تھی۔ بڑا آرام اور سکون حاصل ہو رہا تھا۔ اس نے دوسری کروٹ لے کر ٹیلیفون سے منہ پھیر لیا۔ اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ کر پھر گہری نیند میں ڈوبنے کی کوشش کرنے لگی لیکن کان بند کرنے سے گھنٹی کی آواز بند نہیں ہو رہی تھی۔ وہ مسلسل چیخ رہی تھی۔

اس نے ناگواری سے آنکھیں کھول کر ادھر کروٹ لی۔ گھور کر ٹیلیفون کو دیکھا پھر ہاتھ بڑھا کر ریسیور کو اٹھایا۔ اسے کان سے لگا کر کہا۔ "ہیلو' میں ہوں۔"

"میڈم! میں ملٹری انٹیلی جنس کا چیف بول رہا ہوں۔ مسٹر آدم کی ذاتی لیبارٹری میں آگ لگ گئی ہے۔ اسے بجھانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔"

وہ چونک کر اٹھ بیٹھی۔ اسے معلوم تھا کہ وہاں ان غیر معمولی فارمولوں پر کام ہو رہا ہے۔ اس نے پوچھا۔ "کیا وہاں مصروف رہنے والے ڈاکٹر ایڈی اور ڈاکٹر نیلسن محفوظ ہیں؟"

"شاید محفوظ ہیں۔ وہ دونوں لیبارٹری کے اندر اور باہر نظر نہیں آئے۔"

"کیا تم نے مسٹر آدم کو اطلاع دی ہے؟"

"ان کی رہائش گاہ میں فون کی گھنٹی بجتی رہی۔ انہوں نے فون اٹینڈ نہیں کیا۔ شاید وہاں موجود نہیں ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں دیکھتی ہوں۔"

اس نے ریسیور رکھ کر خیال خوانی کی پرواز کی۔ برین آدم کے پاس پہنچی۔ اس کے دماغ کی بے حسی سے معلوم ہوا کہ وہ بے ہوش ہے۔ اس کی بے ہوشی نے تشویش میں مبتلا کر دیا۔ اس نے فوراً ہی بلیک آدم کے پاس پہنچ کر کہا۔ "بگ برادر کسی مصیبت میں ہے۔ برادر اس کی رہائش گاہ پر پہنچو' میں آ رہی ہوں۔"

وہ مختصر سے لباس میں سوئی ہوئی تھی۔ دوسرا لباس پہننے کا وقت نہیں تھا۔ اس نے صرف ایک گون پہن لیا۔ باہر آئی تو سکیورٹی گارڈز الرٹ ہو گئے۔ اس نے حکم دیا۔ "گاڑی نکالو۔ موبائل ٹیم کو کال کرو۔ ہری اپ۔"

وہ چوبیس گھنٹے مستعد رہتے تھے۔ ایک منٹ کے اندر ہی الپا موبائل ٹیم کی دو گاڑیوں کے درمیان اپنی کار میں وہاں سے روانہ ہو گئی۔ بلیک آدم اس سے پہلے وہاں پہنچ گیا تھا۔ اس نے بڑے بھائی برین آدم کو فرش پر بے ہوشی کی حالت میں دیکھا پھر فوج کے ایک ڈاکٹر کو فوراً پہنچنے کا حکم دیا۔

الپا نے وہاں آ کر بڑے بھائی کی یہ حالت دیکھی پھر بلیک آدم سے پوچھا۔ "برادر! وہاں ہماری خفیہ لیبارٹری میں آگ لگ گئی ہے۔ دونوں ڈاکٹرز لاپتا ہیں۔ ادھر بڑے بھائی کی یہ حالت ہے۔ تم کیا کہتے ہو؟ کیا ہماری تنظیم کے خلاف کوئی سازش ہو رہی ہے؟"

"سسٹر! لیبارٹری میں آگ لگنے کا مطلب یہ ہے کہ دشمن فارمولوں تک پہنچ گئے ہیں بلکہ انہوں نے دونوں ڈاکٹروں کو بھی اغوا کیا ہے۔ پلیز معلوم کرو' اس بندریا کے نتائج کیا ہیں؟"

الپا نے انٹیلی جنس کے چیف کو مخاطب کر کے پوچھا۔ "کیا اس لیبارٹری میں ایک بندریا دیکھی گئی ہے؟"

"جی ہاں' اسے مار ڈالا گیا تھا۔ اس کی چیر پھاڑ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا پوسٹ مارٹم کیا گیا تھا۔"

"فوراً کسی ڈاکٹر کی خدمات حاصل کرو۔ وہ پوسٹ مارٹم کے نتائج معلوم کرے گا۔"

"سوری میڈم! وہ بندریا تو اب جل چکی ہے۔"

وہ غصے سے بولی۔ "کیسے جل گئی؟ اسے محفوظ کیوں نہیں کیا گیا؟"

"ہمارے جوان ادویات اور لیبارٹری کی مشینوں کو محفوظ جگہ پہنچانے میں مصروف رہے تھے۔ بندریا تو مر چکی تھی اس کے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے' اسے غیر اہم سمجھ کر چھوڑ دیا گیا تھا۔"

الپا نے دماغی طور پر حاضر ہو کر بلیک آدم کو بندریا کے متعلق بتایا وہ بولا۔ "سسٹر! مجھے یقین ہے کہ تجربہ کامیاب ہو گیا تھا۔ وہ فارمولے بالکل درست تھے۔ اسی لیے انہوں نے بندریا کو مار ڈالا تھا۔"

برین آدم کو چیک کرنے کے لیے فوجی ڈاکٹر آ گیا تھا۔ الپا ایک ایک کر کے تمام برادرز کو مختصر حالات بتاتی رہی۔ ایک گھنٹے کے اندر تمام آدم برادرز وہاں پہنچ گئے۔ ڈاکٹر نے کہا۔ "بظاہر کوئی بیماری اور بے ہوشی کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آ رہی ہے۔ جسمانی نظام بالکل درست ہے۔ یہ کسی قسم کی کمزوری ہے جو غالب آ گئی ہے؟ کیا انہیں کوئی گہرا ذہنی صدمہ پہنچا ہے؟"

الپا اور تمام برادرز کے دماغوں میں ایک ہی بات آئی کہ فارمولوں کے گم ہونے اور ڈاکٹروں کے روپوش ہو جانے سے صدمہ پہنچا ہے۔ الپا نے کہا۔ "فارمولوں کا غم نہیں ہے۔ اس کی دوسری کاپیاں موجود ہیں۔ مجھے ڈاکٹروں پر شبہ ہے۔"

ایک برادر نے کہا۔ "میں تائید کرتا ہوں۔ ان ڈاکٹروں نے طویل قید سے تنگ آ کر یہ انتقامی کارروائی کی ہے۔ بندریا کی موت سے بلکہ اس کے پوسٹ مارٹم سے ظاہر ہوتا ہے کہ تجربہ کامیاب رہا تھا۔ ان باتوں نے بھائی کو صدمہ پہنچایا ہے۔"

دوسرے برادر نے کہا۔ "ہو سکتا ہے' ان ڈاکٹروں نے بڑے بھائی کو کوئی ضرر رساں دوا دھوکے سے کھلائی ہو یا کوئی دوا انجیکٹ کی ہو۔"

اسی وقت برین آدم نیم بے ہوشی کی حالت میں کراہنے لگا۔ فوجی ڈاکٹر نے فخر سے کہا۔ "میرے انجکشن اثر دکھا رہے ہیں۔"

وہ کسی حد تک درست کہہ رہا تھا۔ ویسے حقیقت یہ تھی کہ اسپتال والے برین آدم کو پہلے ہی کئی انجکشن لگائے جا چکے تھے۔

دونوں پر آزمائی جانے والی دوائیں ایک دوسرے پر اثر انداز ہو رہی تھیں۔ اس لیے دونوں کی بے ہوشی کا وقفہ کم ہو گیا تھا۔ وہ وقت سے پہلے ہوش میں آ رہے تھے۔

برین آدم نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھول دیں۔ کمرے میں الپا اور دوسرے برادرز کے علاوہ ڈاکٹر بھی تھا۔ سب دھندلے سے نظر آ رہے تھے۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کہاں ہے اور کس عالم میں ہے؟

ڈاکٹر نے جھک کر کہا۔ "یس مسٹر آدم! آپ بڑے باہمت انسان ہیں۔ حوصلہ کریں۔ کچھ بولیں۔"

تب الپا نے اس کے ذہن میں جھانک کر دیکھا۔ پتا چلا وہ ہوش میں آ رہا ہے لیکن حواس بجا نہیں ہیں۔ اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں کیوں کہ دھندلے چہرے دکھائی دے رہے تھے۔ ڈاکٹر کی آواز آ رہی تھی لیکن باتیں سمجھ میں نہیں آ رہی تھیں۔

الپا نے کہا۔ "پلیز ڈاکٹر! آپ بڑے بھائی کو مخاطب نہ کریں۔ ان کا ذہن الجھا ہوا ہے۔ انہیں دھندلا نظر آ رہا تھا اس لیے آنکھیں بند کی ہیں۔ آپ کی باتیں ان کی سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں۔"

وہ سب کمرے سے باہر آ گئے۔ صرف ڈاکٹر اس کے قریب موجود رہا اور الپا دماغ میں آتی جاتی رہی پھر وہ دھیرے دھیرے ذہنی طور پر نارمل ہونے لگا۔ اسے یاد آنے لگا۔ وہ میز پر بیٹھا کھا رہا تھا۔ پہلے گردن میں سُوئی چبھنے کا احساس ہوا پھر کمزوری رفتہ رفتہ غالب آنے لگی۔ اسے یاد آنے لگا۔ وہ الپا کو اطلاع دینے کے لیے فون تک نہ جا سکا۔ فرش پر گر پڑا تھا۔

الپا نے پوچھا۔ "گردن میں کس نے سوئی چبھوئی تھی؟"

"کسی نے نہیں۔ میرے کمرے میں اور میری رہائش گاہ میں کوئی نہیں تھا۔"

"پھر چبھن کیسے محسوس ہوئی؟ کمزوری غالب کیسے آئی؟"

"آہ! میں نے یہ بات سب سے چھپائی ہے کہ میں ایک نہیں دو ہوں' ڈبل ہوں میرا ایک جڑواں بھائی بھی ہے۔"

الپا نے حیرانی سے پوچھا۔ "جڑواں بھائی؟ کیا تم دونوں کی فطرت ایک ہے؟ کیا تم اس کی تکلیف اپنے اندر محسوس کرتے ہو؟"

"ہاں' یہی تو مسئلہ ہے۔"

برین آدم کے چور خیالات اسے جڑواں بھائی کے متعلق تفصیلات بتاتے رہے۔ الپا نے سب کچھ سن کر سوال کیا۔ "جب تم دونوں عادات اور حرکات و سکنات میں ایک ہو تو میں خیال خوانی کے ذریعے دوسرے بھائی کے دماغ میں کیوں نہیں پہنچتی ہوں؟"

"وہ اس لیے کہ اس نے مجھ پر تنویمی عمل کر کے میری آواز اور لہجہ بدل دیا۔ میرا پیدائشی لہجہ اس نے اپنایا ہوا ہے۔ تم میرے لہجے کے مطابق صرف میرے ہی اندر آتی ہو۔"

"وہ دوسرا بھائی کہاں ہے؟"

"وہ سمندر کے کنارے تفریح کے لیے گیا تھا۔ اس کے جانے کے تقریباً پچاس منٹ کے بعد ہی میں نے اپنی گردن میں چبھن محسوس کی تھی۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ کسی نے میرے بھائی کو کمزوری میں مبتلا کیا ہے۔ وہ شاید دشمنوں کی قید میں ہے۔ میرے ہوش میں آنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ بھی ہوش میں آ چکا ہو گا۔"

"تم آرام سے لیٹے رہو۔ ہم اسے تلاش کریں گے۔ میں ابھی آؤں گی۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر تمام برادرز کو برین آدم کے جڑواں بھائی کے متعلق بتانے لگی۔ تمام باتیں سن کر ایک برادر نے کہا۔ "بڑے بھائی کو ہم سے جڑواں بھائی کی بات نہیں چھپانی چاہیے تھی۔"

دوسرے نے کہا۔ "بڑے بھائی کے خلاف کچھ نہ سوچو۔ وہ سب سے زیادہ ذہین ہے۔ اس نے ہم سب کی بہتری اور دشمنوں کو فریب دینے کے لیے ایسا کیا تھا۔"

تیسرے بھائی نے کہا۔ "اب یہ سمجھ میں آ رہا ہے کہ کسی دشمن نے اس برین آدم کو خفیہ لیبارٹری سے نکل کر سمندر کے کنارے جاتے دیکھا ہو گا پھر اس نے برین آدم کی گردن میں سُوئی چبھوئی۔ لیبارٹری پہنچ کر وہاں آگ لگائی اور دونوں ڈاکٹروں کو پکڑ کر لے گیا۔"

ایک اور نے پوچھا۔ "الپا! کیا تم نے بڑے بھائی کو ڈاکٹروں کے اغوا ہونے اور لیبارٹری کو تباہ ہونے کی بات بتائی ہے؟"

"نہیں۔ میں بڑے بھائی کو ابھی شاک پہنچانا نہیں چاہتی ہمیں دوسرے بڑے بھائی کو ڈھونڈنا چاہیے۔"

"ایک بھائی نے ساحلی علاقے کے پولیس اسٹیشن کے نمبر ڈائل کیے پھر کوڈ ورڈز سنا کر کہا۔ "میں آرمی کا ایک افسر بول رہا ہوں۔ کیا آج رات نو بجے سے بارہ بجے کے درمیان کوئی بے ہوش شخص سمندر کے کنارے پایا گیا ہے؟"

"یس سر! وہ ایلیٹ شخص اسپتال کے کمرا نمبر دو میں ہے۔"

وہ ریسیور رکھ کر تمام برادرز سے بولا۔ "مل گیا۔ وہ ایلیٹ اسپتال کے کمرا نمبر دو میں ہے' آؤ چلو۔"

وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ الپا نے کہا۔ "بیٹھو' پہلے میں تصدیق کروں کہ وہی ہمارا دوسرا بڑا بھائی ہے یا نہیں؟" اس نے ریسیور اٹھا کر انکوائری سے اسپتال کے نمبر معلوم کیے پھر اسپتال کا نمبر ملا کر استقبالیہ پر موجود لڑکی کی آواز سنی۔ ریسیور رکھ کر وہ اس کی کھوپڑی میں پہنچی' اسے کاؤنٹر سے باہر لا کر کمرا نمبر دو میں لے گئی۔ وہاں بیڈ پر ایک مریض لیٹا ہوا تھا۔ ڈاکٹر اسے اٹینڈ کر رہا تھا۔

اس لڑکی نے کہا۔ "ڈاکٹر! اس مریض کے لیے ایک فون ہے۔"

ڈاکٹر نے کہا۔ "کہہ دو' مریض فون اٹینڈ کرنے کے قابل نہیں ہے۔"

وہ چلی گئی۔ الپا ڈاکٹر کے اندر آ گئی۔ وہ پوچھ رہا تھا۔ "مسٹر! اب کیسا محسوس کر رہے ہو؟"

وہ بڑی نقاہت سے بولا۔ "میں' میں بہت کمزوری محسوس کر رہا ہوں۔"

وہ مریض کے دماغ میں پہنچ کر چور خیالات پڑھنے لگی۔ یہ تصدیق ہو گئی کہ وہ جڑواں بھائی ہے۔ الپا نے دماغی طور پر حاضر ہو کر کہا۔ "ہمارا برادر ٹیری آدم ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ اس کے ساتھ ہمارے دوسرے برادر بھی اسپتال جائیں' وہ بھی ہمارا بڑا بھائی ہے۔ ڈاکٹر اسے توانائی کے لیے دودھ ہارلکس دے رہا ہے۔ اسے بھی توانائی کے لیے یہی پلاؤ' میں کچھ اور خیالات پڑھ کر آتی ہوں۔"

برادر ٹیری آدم دو برادرز کے ساتھ چلا گیا۔ ان سے پہلے الپا پھر اسپتال والے برین آدم کے اندر پہنچ گئی۔ اس بار یہ معلوم کیا کہ دشمنوں نے اس پر کس طرح حملہ کیا تھا؟

معلوم ہوا کہ دشمن نہیں تھے' ایک اجنبی جوان تھا۔ وہ برین آدم کو مجبور کر رہا تھا کہ آگے جانے والی ایک کار کا تعاقب کرے کیوں کہ آگے والی کار میں جو عورت تنہا جا رہی تھی' اس کے بدن پر قیمتی ہیرے جواہرات تھے۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی اس تنہا عورت کو لوٹ لے۔

الپا نے اس کی سوچ میں سوال پیدا کیا۔ "کیا میں اس اجنبی نوجوان پر قابو نہیں پا سکتا تھا؟"

"وہ بہت صحت مند اور بہترین فائٹر تھا پھر بھی شاید میں اس پر قابو پا لیتا لیکن اچانک ہی گردن میں سُوئی کی چبھن محسوس ہوئی۔ اس کے بعد میں کمزوری کے عذاب میں مبتلا ہو گیا۔"

الپا نے اس کی سوچ میں دوسرا سوال کیا۔ "کیا ذاتی لیبارٹری کی چابیاں میرے پاس ہیں' یا میرے ہمزاد کے پاس؟"

وہ اپنی جیبیں ٹٹول کو سوچنے لگا۔ "تھینکس گاڈ! چابیاں ابھی تک میری جیب میں ہیں۔"

"پھر وہ اجنبی نوجوان اعصابی کمزوری میں مبتلا کر کے مجھ سے کیا فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔"

"مجھے پورا یقین ہے کہ وہ جوان دشمن نہیں تھا۔ صرف اس حسینہ تک پہنچنا چاہتا تھا۔"

اسی وقت پولیس والے اسپتال کے اس کمرے میں آ گئے۔ انسپکٹر نے کہا۔ "مسٹر! ہمیں معلوم نہ تھا کہ آپ کتنی اہمیت کے حامل ہیں۔ ابھی انٹیلی جنس والے آپ کے متعلق پوچھ رہے تھے۔"

اس برین آدم نے الپا کی مرضی کے مطابق پوچھا۔ "مجھے یہاں کون لایا ہے؟"

انسپکٹر نے کہا۔ "ہم لائے ہیں؟"

"آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں کہیں بے ہوش پڑا ہوں؟"

"ایک عورت نے فون پر ہمیں اطلاع دی تھی۔"

اسی وقت ٹیری آدم دو برادرز کے ساتھ وہاں پہنچ گیا۔ ایک برادر نے اپنی جیب سے آرمی کا کارڈ نکال کر انسپکٹر کو دکھاتے ہوئے کہا۔ "آپ کی ڈیوٹی ختم ہو چکی ہے' آپ جائیں۔"

انسپکٹر سپاہیوں کے ساتھ چلا گیا۔ الپا بھی واپس آ گئی۔ بلیک آدم اور دوسرے برادرز کو بتانے لگی کہ وہ جڑواں بھائی کسی دشمنی یا کسی طرح کی سازش کا شکار نہیں ہوا ہے۔ ایک اجنبی جوان نے اسے محض ایک عورت کی خاطر اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا تھا۔

وہ سب اس پہلو سے غور کرنے لگے تو خفیہ لیبارٹری کا معاملہ جڑواں بھائیوں کی بے ہوشی سے الگ نظر آیا۔ اگر وہ اجنبی جوان چاہتا تو برین آدم کی جیب سے چابیاں نکال کر لیبارٹری کے دروازے کھولتا' ان فارمولوں پر قبضہ جماتا اور دونوں ڈاکٹروں کو ساتھ لے جاتا۔

لیکن دروازے چابی سے نہیں کھولے گئے بلکہ جلا کر توڑے گئے۔ یعنی لیبارٹری میں واردات کرنے والوں کا تعلق اس جوان سے نہیں تھا۔ اگر اس جوان سے ہوتا تو... چابیوں سے دروازے کھولے جاتے۔

بعد میں ایک عورت نے فون پر پولیس کو اس کی بے ہوشی کی اطلاع دی۔ اس سے اندازہ ہوا کہ وہ جوان جس عورت کے پیچھے جا رہا تھا' اسے پا چکا تھا۔ اس کے ذریعے پولیس کو اطلاع دے کر اس عورت کے ساتھ چلا گیا تھا۔

اگر وہ اجنبی جوان دشمن ہوتا تو برین آدم کو ختم کر دیتا یا اسے کہیں لے جا کر قید کرتا اور اس کے ذریعے تنظیم کے اندر پہنچنے کی کوشش کرتا۔

لیکن اس بات کا دوسرا پہلو تشویشناک تھا۔ یہ بات سمجھ میں آ رہی تھی کہ برین آدم کو کمزوری میں مبتلا کر کے اس پر تنویمی عمل کر کے اسے چھوڑ دیا گیا ہے۔ اب کوئی دشمن خیال خوانی کرنے والا یا کرنے والی ہمیشہ اس کے دماغ میں چھپی رہے گی۔

یہ پہلو سامنے آتے ہی سب محتاط ہو گئے۔ الپا نے ٹیری آدم اور دو برادرز کو خیال خوانی کے ذریعے مخاطب کیا پھر اپنے اندیشوں کا اظہار کیا اور یہ طے کیا کہ جب تک دونوں جڑواں بھائیوں کا برین واش نہیں کیا جائے گا تب تک ان کے سامنے تنظیم کے متعلق کوئی بات نہ کی جائے۔

ان دونوں کو ٹیم سے عارضی طور پر الگ کرنے کے بعد سات برادر رہ گئے تھے۔ ان میں ایک برادر وائٹ آدم ان سے عمر اور تجربے میں بڑا تھا۔ عالمی سیاست کا پکا کھلاڑی تھا۔ الپا اور باقی برادرز نے متفقہ رائے سے وائٹ برادر کو اپنا لیڈر بنا لیا۔

وائٹ برادر نے بڑا بھائی بنتے ہی سیاست شروع کی۔ سب سے پہلے الپا کو اپنے اعتماد میں لیا اور کہا۔ "ہم سب محبِ وطن

ہیں۔ پھر برین آدم نے ہمیں تنویمی عمل کے ذریعے وفادار کیوں بنایا ہے۔ کیا ہم اپنے ملک کے وفادار نہیں ہیں؟

وہ بولی "ہم بلاشبہ وفادار ہیں۔"

"تو پھر میں تم سے کہوں گا کہ تم تنویمی عمل سے آزاد ہو جاؤ۔ کیا تمہیں آزادی پسند نہیں ہے؟"

"بے شک پسند ہے لیکن میں اپنے دماغ سے برین آدم کے تنویمی عمل کو کیسے مٹاؤں؟"

"برادر ٹیری آدم کو اعتماد میں لو۔ وہ تم پر عمل کرے گا۔"

"اس طرح مجھے اپنا تابعدار بنا لے گا۔"

"ایسا میں نہیں ہونے دوں گا۔ پہلے تم ٹیری پر عمل کر کے اسے اپنا تابعدار بناؤ گی اور اسے حکم دو گی کہ وہ تمہارے دماغ سے صرف برین آدم کے عمل کو مٹائے گا۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کرے گا پھر جب وہ تم پر عمل کرے گا تو میں وہاں موجود رہوں گا۔ اسے حد سے بڑھنے نہیں دوں گا۔"

یہ سازشی منصوبہ دھیرے دھیرے عملی صورت اختیار کر گیا۔ انہوں نے ٹیری کو اعتماد میں نہیں لیا بلکہ دھوکے سے ٹریپ کیا۔ الپا نے اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا۔ دوسری شام نئے لیڈر وائٹ آدم کی موجودگی میں ٹیری نے الپا پر عمل کیا اور اس کے ذہن سے برین آدم کے عمل کو مٹا دیا۔ اسی طرح تیسرے دن الپا نے وائٹ آدم کو بھی سابقہ تنویمی عمل سے آزاد کرا دیا۔

ویسے الپا نے یہ چالاکی دکھائی کہ وائٹ آدم کو بھی اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا۔ ان دو جڑواں بھائیوں کو دو دنوں تک آبزرویشن میں رکھا گیا تھا۔ الپا نے کہا تھا۔ "میں دن رات ان کے دماغوں جا کر معلوم کرتی رہوں گی کہ ان کے اندر کون خیال خوانی کرنے والا دشمن چھپا ہوا ہے۔"

دراصل الپا نے اپنی آزادی اور حکمرانی کے لیے دو دن کا وقت لیا تھا۔ ایک دن اور گزارنے کے بعد اس نے تمام برادرز کی موجودگی میں ایک برین آدم پر تنویمی عمل کیا۔ یہ تاثر دیا کہ برین واش کر رہی ہے۔ اس نے بے شک ایسا کیا لیکن اسے بھی اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا چونکہ وہ خیال خوانی کے ذریعے یہ عمل کر رہی تھی اس لیے کوئی اس کی مکاری کو جان نہ سکا۔

اس کے دوسرے دن اس نے دوسرے جڑواں بھائی کو بھی اپنا تابعدار بنا لیا۔ آئندہ وہ باقی برادرز کو بھی اپنے قابو میں کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔

غور کیا جائے تو یہ ساری بازی عادل نے الٹ پلٹ کی تھی۔ اس کے ایک انجانے عمل سے یہودی خفیہ تنظیم ایک ذہین مرد برین آدم کے ہاتھ سے نکل گئی تھی اور ایک عورت الپا کے ہاتھوں میں اس کی باگ ڈور آ گئی تھی۔ اگرچہ الپا اب پہلے جیسی نادان نہیں تھی۔ تجربات کی بھٹی میں پک کر کندن ہو گئی تھی۔ یہ آنے والا وقت ہی بتا سکتا تھا کہ اب اس خفیہ تنظیم کو کس ڈگر پر چلنا تھا۔

ان تمام مصروفیات کے پانچویں دن الپا نے سمندر کنارے بے ہوش ہونے والے برین آدم سے تنہائی میں ملاقا کی پھر اس سے کہا۔ "اس اجنبی نوجوان کے متعلق سوچو کیا ہا کسی معاملے سے اس کا کوئی تعلق نہیں تھا؟"

وہ بولا "ضرور کوئی تعلق ہو گا۔ تب ہی اس نے مجھے بے ہو کیا تھا۔"

"یعنی وہ بے ہوش کرنے کی دوا انجیکٹ کرنے کا انتظام پ سے کر چکا تھا۔"

"بالکل یہی بات ہے۔"

"کیا تم اسے دوبارہ دیکھ کر پہچان سکتے ہو؟"

وہ سوچتا رہا پھر بولا۔ "مشکل ہے۔ کلب کے باہر تاریکی ساحل کی روشنیاں برائے نام کار کے اندر آ رہی تھیں۔ اگر وہ کار سے باہر نکلنے کا موقع دیتا تو شاید میں نیم تاریکی میں اس کا دیکھ لیتا۔"

"کیا اسے آواز سے پہچان سکتے ہو؟"

"یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ شاید آواز سن کر پہچان لوں۔"

وہ اجنبی جوان معمولی نہیں غیر معمولی ہے۔ کسی خیال خوا کرنے والی ہستی کے لیے اہم خدمات انجام دے رہا ہے۔ اسے کسی طرح تلاش کرو۔"

الپا کی یہ شدید خواہش تھی کہ اس جوان کو دیکھے، جس ایک ہی وار سے دو برین آدم کی کھوپڑیاں الٹا دی تھیں۔

○☆☆○

مرینا گہری نیند میں تھی۔ چہرے اور جسم پر جو زخم آئے تھ انہوں نے اسے نڈھال کر کے سلا دیا تھا ورنہ وہ سونا نہیں چاہ تھی۔ عادل کی اصلیت یا اس کی کوئی کمزوری معلوم کرنا چاہتی تھ جب کہ عادل نے یہ معلوم کر لیا تھا کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔

یہ مرینا کے حق میں برا ہوا تھا۔ وہ باہر جا کر کسی سے ٹیلی پیتھ کا ذکر کر سکتا تھا۔ وہ اسے جانے نہیں دینا چاہتی تھی۔ ڈاکٹر نے تھا۔ وہ ایک انجکشن لینے گیا ہے ابھی آ جائے گا۔

اس نے مطمئن ہو کر آنکھیں بند کیں تو پھر صبح تک آنکھیں بند ہی رہیں۔ عادل ڈاکٹر کو انجکشن دے کر چلا گیا تھا۔ اب وہ م سے دور رہنا چاہتا تھا۔ اس نے محسوس کیا تھا کہ وہ اپنے حسن شباب سے اسے بہلا پھسلا کر اپنے قریب رکھنا چاہتی ہے۔ اسے دشمن بھی سمجھتی ہے اور دوست بھی بنانے کی ادائیں دکھاتی ہے ایسے دوغلی حسینہ سے دور رہنا چاہیے۔ یہی سوچ کر وہ چلا گیا۔

صبح آنکھ کھلی تو وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ رات کی تمام باتیں یاد گئیں۔ اس نے نرس کو بلا کر پوچھا۔ "ہیری کہاں ہے؟"

وہ بولی۔ "کون ہیری؟ میں تو ابھی ڈیوٹی پر آئی ہوں۔"

وہ ڈاکٹر کے چیمبر میں آئی۔ پچھلی رات والے ڈاکٹر کی

ڈیوٹی بدل گئی تھی۔ وہ بھی کسی ہیری کو نہیں جانتا تھا۔ اسے کمزوری محسوس ہوئی تو واپس آ کر بستر پر لیٹ گئی۔ ایک آیا نے اسے بستر پر ہی منہ ہاتھ دھونے میں مدد کی پھر پینے کے لیے تازہ پھلوں کا رس دیا۔ ایسے ہی وقت جیری نے اسے مخاطب کیا۔ "ہیلو مرینا! میں جیری ہوں۔"

وہ بولی۔ "کوڈ ورڈز سناؤ؟"

"کوڈ ورڈز نہیں سناؤں گا۔ کیا تم مجھے دماغ سے نکال سکتی ہو؟"

وہ پریشان ہو کر بولی۔ "یہ میری بدقسمتی ہے۔ ایک حادثہ پیش آیا تھا۔"

"مجھے معلوم ہے۔ میں بہت دیر سے تمہارے خیالات پڑھ رہا ہوں۔"

"یہ اچھی بات نہیں ہے۔ میرے دماغ سے جاؤ۔"

"کیا یہ اچھی بات ہے کہ دشمن تمہارے خیالات پڑھیں؟ بلکہ وہ پڑھ چکے ہوں گے۔ انہوں نے ہمارے باس جے پرگولا کی خفیہ تنظیم کے متعلق معلوم کیا ہو گا۔"

"یہ جھوٹ ہے۔ ابھی تک کوئی دشمن میرے اندر نہیں آیا ہے۔"

"تم کیسے کہہ سکتی ہو؟ جب کہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر رہی ہو۔ یہ ہیری کون ہے؟"

"ایک اجنبی نوجوان ہے وہی مجھے اس کلینک میں لایا ہے۔"

"اور وہ فرہاد علی تیمور کا رشتے دار یا آلۂ کار ہے۔ تمہارے خیالات نے سب کچھ بتا دیا ہے۔"

"بے شک ہیری مشکوک ہے مگر ہمارا دشمن نہیں ہے۔"

"بکواس مت کرو۔ یہ پوری طرح یقین کر لو کہ ہیری کے ذریعے فرہاد تمہارے اندر پہنچ چکا ہے۔ میں ابھی جا رہا ہوں۔ باس پرگولا سے پوچھوں گا کہ ان حالات میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔"

وہ چلا گیا۔ مرینا اپنی توہین کے احساس سے تلملانے لگی۔ وہ جیری کی معمولہ نہیں تھی کہ اس کی ڈانٹ سن لیتی پھر وہ آخری فقرہ ایسے کہہ گیا تھا جیسے واپس آ کر اسے سزا دینے والا ہو۔

دماغی کمزوری نے اسے بے بس کر دیا تھا۔ اگر جے پرگولا وہاں موجود ہوتا تو اپنے شیطانی عمل سے اس کے دماغ کو لاک کر دیتا۔ وہ ہزاروں میل دور رہ کر ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ اس عمل کے لیے جیری یا تھربال کی خدمات حاصل کرنے والا تھا۔ ان حالات میں جیری یا تھربال اس پر عمل کرتے، اسے اپنی معمولہ بنا لیتے اور وہ ان میں سے کسی کی معمولہ یا تابعدار نہیں بننا چاہتی تھی۔

وہ اٹھ کر بیٹھ گئی یوں بے یار و مددگار بستر پر نہیں رہنا چاہتی تھی۔ اپنی سلامتی اور آزادی کے لیے کچھ کرنا چاہتی تھی۔ وہ اسپتال سے باہر آئی پھر ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر اپنی رہائش گاہ میں پہنچ گئی۔ ان لمحات میں یہ بات یقینی تھی کہ کوئی بھی اس کے دماغ میں آ کر اسے اپنی کنیز بنا سکتا تھا۔ میں بھی آ سکتا تھا۔ ثی تارا، الپا، جیری، تھربال اور روکی سول وغیرہ سب کے سب اس کے دماغ پر حملے کر سکتے تھے۔

پتا نہیں دماغی توانائی کتنے گھنٹوں میں بحال ہوتی۔ ادھر یہ دھڑکا تھا کہ کسی لمحے۔۔۔۔ کوئی بھی آ سکتا ہے۔ اب وہ جے پرگولا جیسے درندے کی کنیز بن کر نہیں رہنا چاہتی تھی۔ اس نے موبائل فون کے ذریعے پیرس کے اس افسر سے رابطہ کیا جس نے پچھلے دنوں اسے پیرس سے نیویارک جانے کی سہولتیں فراہم کی تھیں۔ اس نے افسر سے کہا۔ "میں مرینا بول رہی ہوں۔"

اس نے پوچھا۔ "کون مرینا؟ وضاحت کرو۔"

"پچھلے دنوں فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے مجھے اپنے تنویمی عمل سے آزاد کیا تھا اور تم نے میرے نیویارک جانے کے انتظامات کیے تھے۔"

"ہاں، سمجھ گیا۔ اب کیا مسئلہ ہے؟"

"ایک بہت اہم مسئلہ ہے جتنی جلدی ممکن ہو، فرہاد سے رابطہ کراؤ۔"

اس نے اپنا موبائل نمبر بتا کر رابطہ ختم کر دیا پھر بے چینی سے میرا انتظار کرنے لگی۔ انتظار کے ہر لمحہ میں یہ دھڑکا لگا رہا کہ کوئی خیال خوانی کرنے والا آ کر دبوچ لے گا یا پھر جیری ہی واپس آنے والا ہے۔

فون کی آواز سنتے ہی وہ خوف سے چیخ پڑی جیسے کسی نے حملہ کیا ہو پھر وہ فون کو دیکھ کر مطمئن ہوئی اس نے سوئچ آن کیا پھر کان سے لگا کر بولی۔ "ہیلو میں مرینا بول رہی ہوں۔"

میں نے کہا۔ "اور تم مجھے آواز سے پہچان رہی ہو۔"

وہ بیٹھی ہوئی تھی۔ خوشی سے اچھل کر کھڑی ہو گئی پھر سہارا ملنے کی امید ہوتے ہی ایکدم سے خوشی کے آنسو آ گئے۔ وہ روتے ہوئے بولی۔ "میں ڈوب رہی ہوں، مجھے بچا لو۔ میں نے دشمنی کے دوران کم ظرفی کی انتہا کر دی لیکن تم اعلیٰ ظرف ہو۔ میں کسی کی تابعدار بن کر کسی کے زیرِ اثر نہیں رہنا چاہتی۔"

"گویا اس وقت تم دماغی کمزوری میں مبتلا ہو۔"

"جی ہاں، میں اس خوف سے مری جا رہی ہوں کہ کوئی بھی آ کر مجھے تسخیر کر لے گا۔"

"مجھ سے خوفزدہ کیوں نہیں ہو۔ میں بھی تمہیں اپنی معمولہ اور تابعدار بنا سکتا ہوں۔"

"تم سے کوئی خوف کبھی نہیں رہا ہے۔ تم نے ماضی میں دو بار مجھے تنویمی عمل سے آزادی دی ہے۔ میں بہت ذلیل اور کمینی ہوں۔ تمہاری اعلیٰ ظرفی کی قدر نہ کر سکی۔ ہمیشہ ٹیلی پیتھی کے غرور میں پہاڑ سے ٹکرانے کی حماقت کرتی رہی۔"

"اب کیا چاہتی ہو؟"

”جتنی جلدی ممکن ہو‘ میرے دماغ کو لاک کردو۔ کسی لمحے‘ کوئی بھی آسکتا ہے۔“

میں نے فون کو آف کیا پھر اس کے اندر پہنچ کر کہا۔ ”جب میں آچکا ہوں تو اور کوئی نہیں آسکے گا۔“

میری سوچ کی لہروں کو اپنے دماغ میں سنتے ہی وہ خوشی سے نڈھال ہو کر صوفے پر گر پڑی۔ میں نے کہا‘ خود کو سنبھالو۔ فون آف کرو اور بستر پر جا کر آرام سے لیٹ جاؤ۔“

اس نے میری ہدایات پر عمل کیا۔ بستر پر چاروں شانے لیٹ گئی۔ بدن کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔ آنکھیں بند کرلیں۔ چونکہ خود ہی تنویمی عمل کے لیے راضی تھی اس لیے جلد ہی میرے زیرِ اثر آ گئی۔ میں اس کے متعلق بہت کچھ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ کن حالات سے گزر کر اس مقام تک پہنچی ہے۔

یوں معلومات حاصل کرنے سے مجھے جے پرگولا کے متعلق بہت کچھ معلوم ہوتا۔ عادل چنگیزی سے بھی واقفیت حاصل ہو جاتی لیکن میں زیادہ دیر کرتا تو اس دوران کوئی دشمن خیال خوانی کرنے والا آجاتا۔ میں بعد میں بھی یہ معلومات حاصل کرسکتا تھا۔ فی الحال میں نے اس کے دماغ کو لاک کیا۔ یہ تاکید کی کہ تنویمی نیند کے دوران اس کا دماغ کسی کی بھی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گا اور کسی کی دستک پر تنویمی نیند سے بیدار نہیں ہوگا۔ وہ صرف میری سوچ کی لہروں کو محسوس کرے گی اور چار گھنٹے تک آرام سے سوتی رہے گی۔

وہ سو گئی۔ میں اس کے دماغ سے چلا آیا۔ وہ ہمارے لیے غیر ضروری تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اور میری فیملی کے کتنے ہی افراد کو ٹیلی پیتھی کے علم سے نوازا تھا۔ ہم میں سے کوئی مرینا کی خیال خوانی کا محتاج نہیں تھا۔ میں نے عارضی طور پر اسے اپنی معمولہ بنایا تھا کہ آئندہ وہ اپنے اعمال درست کرے۔ اگر وہ مثبت انداز میں زندگی گزارے گی تو میں پھر اسے تنویمی عمل کے اثر سے آزاد کر دوں گا۔ یوں بھی جناب علی اسد اللہ تبریزی کی ہدایت تھی کہ ہم مرینا یا کسی اور خیال خوانی کرنے والے کو زیادہ عرصے تک اپنے زیرِ اثر نہ رکھیں۔

جب تک وہ کوئی نئی مثبت راہ اختیار کرتی‘ میں اس کے ذریعے اسرائیل میں فارمولوں کے سلسلے میں ہونے والے تماشے دیکھ سکتا تھا۔ یہودی خفیہ تنظیم‘ جے پرگولا کی تنظیم‘ شی تارا کی مصروفیات اور شاید عادل چنگیزی کے متعلق بھی بہت کچھ معلوم کرسکتا تھا۔

میں دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ میں نے لیلیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ جب تک فرانس میں رہوں گا‘ اس کے ساتھ ہفتے میں دو دن گزارا کروں گا اور میں وعدے کے مطابق پیرس کے ایک کاٹیج میں اس کے ساتھ وقت گزار رہا تھا۔ لیلیٰ نے کہا۔ ”آپ کی مصروفیات کبھی ختم نہیں ہوں گی۔“

میں نے کہا۔ ”تمہاری وجہ سے میں نے مرینا پر مختصر سا تنویمی عمل کیا ہے۔“

”بڑی مہربانی کی لیکن آپ کی مصروفیات کے دوران ثانی نے مجھ سے رابطہ کیا تھا۔ وہ ہمیں بلا رہی ہے۔“

”کیوں بلا رہی ہے؟ خیریت تو ہے؟“

”اس کے کاٹیج میں علی‘ پارس‘ باربرا اور صفورا موجود ہیں وہ ہمیں کوئی دلچسپ تماشا دکھانا چاہتے ہیں۔“

ایک جھیل کے کنارے بے شمار کاٹیجز بنے ہوئے تھے ان میں سے کئی کاٹیج میری فیملی کے لیے مخصوص تھے۔ ہم سے چند قدم کے فاصلے پر علی کی رہائش تھی۔ میں لیلیٰ کے ساتھ وہاں پہنچا وہ سب ادب سے اٹھ کر کھڑے ہوگئے۔ میں نے ایک صوفے پر بیٹھ کر ٹی وی کی طرف دیکھا۔ شاید کچھ دیر پہلے وہ ٹی وی دیکھ رہے تھے لیکن ہمارے آتے ہی آف کردیا تھا۔

میں نے پوچھا۔ ”کیا مجھے یہاں بلانے سے پہلے یہ سوچا ہے کہ آج میری فیملی کے اہم افراد ایک جگہ جمع ہو جائیں گے اور دشمنوں کی عید ہو جائے گی۔“

علی نے کہا۔ ”پاپا! دشمن آئیں گے تو باہر ہماری روحوں سے ملاقات کرکے لوٹ جائیں گے۔“

”تمہاری اس بات کا مطلب کیا ہوا؟“

ثانی نے کہا۔ ”مطلب آسانی سے سمجھ میں نہیں آئے گا۔ آئے گا تو آپ یقین نہیں کریں گے۔“

لیلیٰ نے پوچھا۔ ”کیا پیچیدہ پہیلی بجھوا رہی ہو؟“

پارس نے کہا۔ ”امی! پہلے میں وہ واقعہ سناتا ہوں‘ جس کے چشم دید گواہ میرے علاوہ باربرا اور صفورا ہیں۔“

وہ سنانے لگا۔ تقریباً پانچ دن پہلے وہ باربرا اور صفورا کے ساتھ واشنگٹن سے پیرس آرہا تھا اس کے پاس وہ مائیکرو فلم تھی‘ جس میں ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ موجود تھا۔ سفر شروع کرنے سے پہلے ثانی نے خیال خوانی کے ذریعے پارس سے رابطہ کیا پھر کہا۔ ”میں اور علی شہر روم میں ہیں۔ یہاں چلے آؤ۔ اچھا وقت گزرے گا۔ تمہیں یاد کر رہا ہے۔“

دونوں بھائیوں کو ساتھ رہنے کا موقع شاذ و نادر ہی ملتا تھا اس لیے پارس واشنگٹن سے سیدھا روم چلا آیا۔ دونوں بھائی ائرپورٹ پر گلے ملے۔ ثانی نے باربرا اور صفورا سے مصافحہ کیا۔ ثانی نے مسکرا کر کہا۔ ”صفورا! میں کسی سے نہیں ڈرتی لیکن مصافحہ کرتے وقت تمہارے ناخنوں سے ڈر لگ رہا ہے۔“

صفورا نے ہنستے ہوئے کہا۔ ”تم نے غور سے نہیں دیکھا۔ میں اپنے ناخنوں پر باریک سی جھلی چڑھا کر رکھتی ہوں۔ جب کسی سے دشمنی ہو اور اس پر حملہ کرنے کی نوبت آئے تو میں ناخنوں سے جھلی اتار دیتی ہوں۔“

”پھر تو ہم تمہارے ہاتھوں سے کوئی بھی چیز لے کر کھا سکتے ہیں۔ وہ چیز زہریلی نہیں ہوسکے گی۔“

”ہاں‘ اسی لیے میں دوستوں کی خاطر زہریلے ناخن چھپائے رکھتی ہوں۔“

پارس نے کہا۔ ”مگر اس کے دانتوں پر جھلی نہیں ہوتی۔ یہ کسی وقت بھی کاٹ کھاتی ہے۔ اس لیے میں اس کے آگے نہیں رہتا۔ پیچھے رہتا ہوں۔“

اس بات پر سب ہنسنے لگے۔ وہ کار میں آگئے۔ تینوں لڑکیاں پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئیں۔ دونوں بھائی اگلی سیٹ پر آگئے۔ علی نے کار اسٹارٹ کرکے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ ”یہ اٹلی وہ شہر ہے‘ جہاں مافیا تنظیم نے جنم لیا تھا۔ موجودہ دور میں کتنی ہی مافیا تنظیمیں دنیا بھر میں پھیل گئی ہیں۔“

پارس نے کہا۔ ”ہم دنیا کی کئی تنظیموں سے ٹکرا چکے ہیں۔ ایک مافیا ایسی ہے‘ جس کا ’گاڈ فادر‘ کبھی ہمارے سامنے نہیں آیا۔ صرف اس کے نائب سے ملاقات ہوئی تھی۔“

”مافیا تنظیم کے سرغنہ کو عرفِ عام میں گاڈ فادر کہا جاتا ہے۔ موجودہ دور میں عورتیں زندگی کے ہر شعبے میں آگے بڑھ رہی ہیں۔ جرائم کی دنیا میں بھی عورتیں گاڈ مدر بن رہی ہیں۔ یہاں اس ملک میں ایسی ہی ایک گاڈ مدر کی دہشت طاری ہے لوگ اس کا نام سنتے ہی خوفزدہ ہو جاتے ہیں۔“

ثانی نے کہا۔ ”یہاں کے دہشت زدہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ گاڈ مدر پولیس مقابلے میں ہلاک ہوگئی تھی۔ اس کی تنظیم کے افراد نے پولیس والوں کے سامنے اسے دفن کرنے کے بعد کہا‘ اب ہماری گاڈ مدر کی روح آیا کرے گی۔ تم پولیس والے اسے کبھی گولی نہیں مار سکو گے۔ ان کی پیش گوئی کے مطابق اس کی روح آیا کرتی ہے واردات کرکے چلی جاتی ہے۔“

پارس نے کہا۔ ”یہ فینٹسی بہت دلچسپ ہے۔“

علی نے کہا۔ ”آج ہم گاڈ مدر کی روح کو دیکھیں گے۔“

باربرا نے خوش ہو کر پوچھا۔ ”کیا واقعی؟“

”ہاں‘ اٹلی کی حکومت نے فرانس کی حکومت سے اس معاملے میں تعاون کی درخواست کی تھی۔ عقل یہ تسلیم نہیں کرتی ہے کہ روح جسے چیلنج کرتی ہے‘ اس کے سامنے آتی ہے پھر لوگوں کی موجودگی میں اسے گولی مار کر چلی جاتی ہے۔“

”کیا واقعی ایسی واردات ہو چکی ہے؟“

علی نے کہا۔ ”میں نے صرف سنا ہے‘ دیکھا نہیں ہے۔ یہ تماشا دیکھنے کے لیے ثانی نے خیال خوانی کے ذریعے فرانس کی انٹیلی جنس کے افسر کو ہدایت کی تھی کہ وہ اٹلی کی انٹیلی جنس کے سامنے سراغرساں کی حیثیت سے ثانی کا اور میرا نام پیش کرے۔ اس طرح ہم دونوں عارضی سراغرساں بن گئے ہیں۔“

”گاڈ مدر نے چیلنج کیا ہے کہ وہ آج رات دس بجے پولیس انسپکٹر جنرل کی خواب گاہ میں آئے گی اور اسے گولی مارے گی۔“

اس انسپکٹر جنرل کے حکم سے ہی پولیس مقابلے میں گاڈ مدر کو گولی مار کر ہلاک کیا گیا تھا اس کے بعد انسپکٹر جنرل کسی کام سے ملک سے باہر چلا گیا تھا۔ کل واپس آیا ہے اور آج رات اس کی موت کا وقت مقرر ہو چکا ہے۔“

مختصر یہ کہ شام ہی سے آئی جی کے بنگلے کے چاروں طرف مسلح پولیس کا پہرا لگا دیا گیا۔ احاطے کے اندر کسی کو جانے کی اجازت نہیں تھی۔ علی اور ثانی کے اصرار پر پارس‘ باربرا اور صفورا کو اس وارننگ کے ساتھ اجازت دی گئی کہ آئی جی کو جانی نقصان پہنچے گا تو اس کی ذمے داری علی اور ثانی پر ہوگی۔

ثانی اور باربرا شام ہی سے بنگلے کے اندر اور باہر ڈیوٹی دینے والے افسروں اور سپاہیوں کے خیالات پڑھتی رہیں۔ یہ شبہ دور ہوتا رہا کہ گاڈ مدر کا کوئی ساتھی ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ وہاں ٹیلی پیتھی کا کوئی سلسلہ نہیں تھا۔ علی اور پارس خواب گاہ کے ایک ایک گوشے میں جھانک کر دیکھتے رہے۔ کہیں قتل کا سامان نہیں کیا گیا تھا۔

رات کے نو بجے تین پولیس افسران آئے۔ انہوں نے آئی جی سے ملاقات کی اور یہ طے کیا کہ وہ تینوں آئی جی کے قریب خوابگاہ میں رہیں گے۔ ایسے ہی وقت باربرا نے ایک سازشی افسر کو پہچان لیا۔ اس نے کہا۔ ”ثانی! جس افسر کا نام انتونیو ہے۔ اس کے خیالات پڑھو۔“

اس کے خیالات نے بتایا کہ وہ افسر رشوت خور ہے۔ پچھلی رات گاڈ مدر کی روح اس کے کمرے میں آئی تھی اور اس سے کہا تھا۔ ”صبح تمہیں پچاس ہزار برٹش پونڈ مل جائیں گے۔ اس کے عوض کل رات تم آئی جی کی خوابگاہ میں ڈیوٹی پر رہو گے۔ تم اپنے سرکاری ریوالور کے علاوہ ایک اور ریوالور اپنے لباس میں چھپا کر رکھو گے۔ میں وہاں آؤں گی اور جب اپنے ریوالور سے آئی جی کا نشانہ لوں گی تم اسے گولی مار دو گے۔“

راشی افسر نے کہا۔ ”وہاں دوسرے افسران ہوں گے‘ وہ مجھے قتل کرتے ہوئے دیکھ لیں گے۔“

”میں وہاں ایسی دہشت پیدا کروں گی کہ سب کی نظریں مجھ پر ہوں گی۔ تم گولی مارتے ہی ریوالور میرے قدموں میں پھینک دو گے۔“

ثانی اور باربرا نے یہ تمام باتیں پارس‘ علی اور صفورا کو بتائیں۔ پارس نے کہا۔ ”ابھی خاموش رہو۔ اگر ہم نے راشی افسر کو بے نقاب کیا تو گاڈ مدر یہاں نہیں آئے گی۔ ہمیں اس بے چاری روح کو دیکھنا چاہیے۔“

بنگلے سے کچھ فاصلے پر اخبارات‘ ریڈیو اور ٹی وی کے نمائندوں اور فوٹو گرافروں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ مافیا تنظیم کے نائب نے ان سب کو صبح ہی اطلاع دے دی تھی کہ گاڈ مدر ٹھیک دس بجے آئی جی کے کمرے میں آکر اس کا کام تمام کردے گی۔

جب دس بجنے میں دس منٹ رہ گئے تو بنگلے کے احاطے میں افسروں اور سپاہیوں نے گاڈ مدر کو دیکھا۔ پتا نہیں وہ اچانک کہاں

سے نمودار ہو گئی تھی۔ سپاہیوں نے گنیں سیدھی کر لیں۔ افسروں نے للکارا۔ "خبردار! رک جاؤ۔"

وہ جیسے حکم نہیں سن رہی تھی۔ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی بنگلے کے بند دروازے کی طرف جا رہی تھی۔ اس کے بائیں ہاتھ میں ایک ریوالور تھا۔ دروازے پر کھڑے ہوئے افسر نے اپنے ریوالور سے نشانہ لیتے ہوئے کہا۔ "یہ دروازہ نہیں کھلے گا۔ اگر تم قریب آؤ گی تو میں تمہیں گولی مار دوں گا۔"

وہ قریب آ رہی تھی۔ افسر نے گولی چلا دی۔ وہ گولی اس کی ایک ٹانگ میں گھُسی پھر دوسری طرف سے نکل کر زمین میں دھنس گئی۔ گاڈمدر آگے بڑھتی ہوئی بند دروازے کو کھولے بغیر آر پار چلی گئی۔ باہر کھڑے ہوئے پہرہ داروں کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

باہر والے بنگلے کے اندر پہرا دینے والوں کو اطلاع دے رہے تھے کہ وہ آ گئی ہے اور بنگلے میں داخل ہو گئی ہے۔ گولیاں چلنے کی آوازوں سے بھی ظاہر تھا کہ ایک روح کو ہتھیاروں سے زخمی کرنے کی احمقانہ کوششیں کی جا رہی ہیں۔

وہ بنگلے کے اندر مختلف حصوں سے گزرتی جا رہی تھی جب گولیوں نے کام نہیں دکھایا تو چند سپاہیوں نے آگے بڑھ کر اسے پکڑنا چاہا لیکن وہ محض ایک عکس تھی۔ اسے پکڑنے والے ایک دوسرے کو پکڑ کر رہ گئے۔ وہ ان کے درمیان سے نکل گئی۔ آئی جی کی خواب گاہ میں پہنچ گئی۔

سب اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے تھے۔ وہ ایک حسین عورت تھی۔ پارس نے اسے دیکھتے ہی کہا۔ "واہ کیا حسن ہے۔ بڑھاپے میں ایسی ہو۔ جوانی میں کیسی رہی ہو گی؟"

اس نے پارس کو نہیں دیکھا۔ جیسے کچھ سنا نہ ہو۔ وہ ٹی وی کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی پھر بولی۔ "گھڑی دیکھو۔ دس بجنے میں چھ منٹ رہ گئے ہیں۔ تمہاری زندگی صرف چھ منٹ کی رہ گئی ہے۔"

آئی جی نے زندگی کی بھیک مانگتے ہوئے کہا۔ "میڈم ٹریسا! میں تمہیں گاڈمدر تسلیم کرتا ہوں، مجھے معاف کر دو۔"

"تمہارے حکم سے پولیس والوں نے مجھے گولی مار کر قبر میں سلا دیا۔ کیا میں تمہیں معاف کر دوں گی تو تم مجھے پھر سے زندہ کر دو گے؟"

وہ گڑگڑا کر بولا۔ "میں پھر کبھی ایسی غلطی نہیں کروں گا۔ مجھے ایک بار معاف کر دو۔ میں پولیس کی نوکری چھوڑ کر تمہارا غلام بن جاؤں گا۔"

پارس نے کہا۔ "اگر تمہاری کوئی جوان بیٹی ہے تو مجھے بھی غلامی میں لے لو۔"

ثانی نے گھور کر کہا۔ "اے مسخرے! تم چپ نہیں رہو گے؟"

گاڈمدر نے آئی جی سے پوچھا۔ "یہ تم نے کن لوگوں کو اپنی حفاظت کے لیے رکھا ہے۔ ان سے کہو تمہاری موت کو ٹال دیں۔"

علی سوچتی ہوئی نظروں سے روح کو دیکھ رہا تھا۔ پارس نے کہا۔ "موت تو ٹل گئی ہے۔ تمہارا باپ بھی گولی نہیں چلا سکے گا۔"

اس نے غصے سے کہا۔ "میں اس گستاخ کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ آئی تھی ایک گولی چلانے، اب یہاں دو گولیاں چلیں گی۔ سنتے ہو، یہاں دو لاشیں گریں گی۔"

پارس نے کہا۔ "ہاں، تم راشی افسر کو سنا رہی ہو اور اشاروں میں سمجھا رہی ہو کہ وہ صرف آئی جی کو ہی نہیں مجھے گولی مارے۔"

پھر اس نے راشی افسر سے کہا۔ "تم اپنے ہولسٹر والے ریوالور سے فائر کرو گے تو پکڑے جاؤ گے جو ریوالور لباس میں چھپا کر رکھا ہے اس سے گولی چلاؤ گے تو آئی جی اور باقی دو افسر یہی سمجھیں گے کہ روح نے گولی چلائی ہے۔ شاباش چلو لباس کے اندر سے دوسرا ریوالور نکالو۔"

روح کے چہرے سے پریشانی ظاہر ہونے لگی۔ راشی افسر نے گھبرا کر کہا۔ "یہ تم کس سے کہہ رہے ہو؟ یہاں کس نے لباس میں ریوالور چھپایا ہے؟"

باربرا اس کے اندر تھی۔ اس نے مجبور کیا تو وہ فوراً ہی لباس میں چھپا ہوا ریوالور نکال کر بولا۔ "ارے ہاں۔ یہ تو میرے پاس ہے۔"

اس نے اس ریوالور کو اچھالا۔ پارس نے اسے کیچ کر کے پوچھا۔ "ہاں تو بوڑھی ٹریسا! اب اپنے روحانی ریوالور سے فائر کرو اور آئی جی کے ساتھ میرا بھی کام تمام کر دو۔"

"وہ غصے سے چیخ کر بولی۔ "کون ہو؟ تم کون ہو؟ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

یہ کہتے ہی اس نے سانس روک لی پھر آس پاس دیکھتے ہوئے کہا۔ "او آئی سی۔ یہاں ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں کوئی بات نہیں۔ آئی جی! میں پھر تم سے نمٹ لوں گی۔"

یہ کہتے ہی وہ غائب ہو گئی۔ آئی جی نے سہم کر کہا۔ "مجھے بچاؤ۔ یہ نظروں سے اوجھل ہو کر مجھ پر فائر کرے گی۔"

علی نے کہا۔ "تمہارا یہ راشی افسر تمہیں موت کے گھاٹ اتارنے والا تھا۔"

وہ افسر کبھی اپنے جرم کا اقرار نہ کرتا لیکن اس کا دماغ قابو میں نہیں تھا۔ اس نے بیان دیا کہ پچھلی رات ٹریسا کی روح اس کے کمرے میں آئی تھی اور اس نے پلاننگ کی تھی کہ کس طرح آئی جی کو گولی مارے گا۔ قتل سے پہلے ہی مافیا کے ایک آدمی نے اسے پچاس ہزار برٹش پونڈ ادا کر دیے تھے۔ وہ رقم بھی راشی کے گھر میں رکھی ہوئی ہے۔

آئی جی کے حکم سے اس کے گھر کی تلاشی لی گئی۔ وہ رقم مل گئی۔ افسر کو حراست میں لے لیا گیا۔ آئی جی نے علی اور پارس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ "آپ لوگ واقعی ذہین سراغ رساں ہیں۔ میں چاہوں گا کہ جب تک گاڈمدر کی روح کو گرفتار یا نابود نہ کیا جائے، تب تک آپ ہمارے مہمان رہیں گے۔"

علی نے کہا۔ "روحیں کبھی واردات کرنے نہیں آتی ہیں۔ وہ گاڈمدر شاید زندہ ہے، اس کے دھوکے میں آپ لوگوں نے اس کی کسی ڈمی کو ہلاک کیا ہو گا۔"

"اگر وہ زندہ ہے تو روح کی طرح کیسے نظر آتی ہے۔ ہم اس کے جسم کے آرپار دیکھ لیتے ہیں جیسے وہ شیشے کا مجسمہ ہو پھر وہ غائب کیسے ہو گئی؟"

پارس نے کہا۔ "ایسے بہت سے سوال جواب طلب ہیں۔ ہم ان سوالوں پر غور کر رہے ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ روح کسی واردات کی مرتکب نہیں ہوتی۔ آپ کے ڈپارٹمنٹ میں جتنے راشی افسران ہیں، ٹریسا نے انہیں خرید لیا ہے۔ وہ خود آگے رہ کر کسی راشی کو حکم دیتی ہے کہ وہ پیچھے سے گولی چلائے۔"

ثانی نے کہا۔ "قاتل آپ کے ڈپارٹمنٹ میں ہیں۔ آپ آستین میں سانپ پال رہے ہیں۔ ان سانپوں کو آپ آسانی سے کچل سکتے ہیں۔ یہاں ہماری ضرورت نہیں ہے۔ ہم جا رہے ہیں۔"

وہ پانچوں دوسری صبح پیرس آ گئے۔ اس معاملے میں سر کھپاتے رہے کہ ٹریسا ٹرانسپیرنٹ بن کر کیسے آتی ہے؟ اس کا جواب آسانی سے سمجھ میں آتا تھا کہ انسانی تصویر ہو یا اس کا ہیولا وہ روشنی اور سائے کے امتزاج سے تشکیل پاتے ہیں مثلاً ٹی وی اسٹوڈیو میں ایک کردار کیمرے کے سامنے ہوتا ہے۔ اس پر کئی زاویوں سے روشنی ڈالی جاتی ہے پھر وہ کیمرا مختلف تکنیک کے ذریعے سیکڑوں ہزاروں میل کی دوری تک اس کردار کو ہر گھر کے ٹی وی اسکرین پر پہنچاتا ہے۔

یہ تکنیک جن کی سمجھ میں نہیں آتی، وہ حیرانی سے سوچتے ہیں کہ ٹی وی اسٹوڈیو میں گانے والی، یا کیمرے کے سامنے کھلی فضا میں کار چلانے یا دوڑنے والا شخص جوں کا توں ہر گھر میں کیسے نظر آ جاتا ہے۔

اس تکنیک کے پیشِ نظر یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ گاڈمدر جس مکان میں پہنچنے کا چیلنج کرتی ہے، وہاں ایسے ہی پروسس سے گزر کر چلی آتی ہے اور اگر کیمرا بند کر دیا جائے تو وہ غائب ہو جاتی ہے۔

یہ آئیڈیا اس حد تک سمجھنے کے بعد پارس اور علی نے اس کا عملی تجربہ کیا۔ علی کے کاٹیج میں ایک چھوٹا سا اسٹوڈیو قائم کیا گیا۔ حکومت فرانس ان کی ہر فرمائش پوری کرتی تھی۔ اس لیے چوبیس گھنٹوں کے اندر اسٹوڈیو کی تمام مشینیں اور آلات مل گئے۔

کیمرے کے اور دیگر آلات کے ذریعے جس شخص کو ٹی وی اسکرین تک نشر کیا جاتا ہے۔ وہ شخص منعکس ہوتا ہے۔ روشنی اور سائے کے امتزاج سے اس کا عکس ہزاروں میل تک فضا میں سفر کرتا ہے اور ہر گھر کے ٹی وی اسکرین تک پہنچتا ہے۔

اور اگر ٹی وی کا اسکرین نہ ہو تو؟

پارس اور علی نے اس نکتے پر غور کیا کہ گاڈمدر کا عکس اسکرین کے بغیر یا اسکرین کے باہر کیسے آتا ہے؟

اس کے لیے وہ تین دنوں تک سر کھپاتے رہے۔ باربرا اور صفورا کو کیمرے کے ذریعے ایک کمرے سے دوسرے کمرے تک منعکس کرنے کی کوششیں کرتے رہے..... وہ تینوں اسکرین پر آتی تھیں لیکن اسکرین کے باہر متحرک نہیں ہوتی تھیں۔

انہوں نے مزید آلات منگوائے اپنے طور پر مختلف تکنیک پر عمل کیا تو کامیابی ہونے لگی۔ جس کمرے میں کم روشنی ہوتی تھی وہاں وہ تینوں صاف طور سے چلتی پھرتی نظر آتی تھیں۔ روشنی زیادہ ہو تو ذرا دھندلا جاتی تھیں، کیمرے کے سامنے رہ کر جیسی حرکتیں کرتی تھیں، ان کی وہی حرکتیں دوسرے کمرے میں دکھائی دیتی تھیں۔

میں لیلیٰ کے ساتھ ایک صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ پارس دوسرے صوفے پر بیٹھا منعکس ہونے والی گاڈمدر کے متعلق اپنے تجربوں کے متعلق تفصیل سے بتا رہا تھا۔ اسی وقت باربرا نے مجھے مخاطب کیا۔ میں نے سر گھما کر دیکھا وہ دروازے پر کھڑی ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھوں میں پھلوں کی ٹرے تھی۔ اس پر نظر پڑتے ہی سمجھ میں آ گیا کہ وہ باربرا نہیں ہے اس کا عکس ہے۔ اس کے آرپار دیکھا جا سکتا تھا۔ اس کے باوجود وہ بالکل واضح طور پر نظر آ رہی تھی۔

وہ پھلوں کی ٹرے اٹھائے آہستہ آہستہ چلی ہوئی میرے اور لیلیٰ کے سامنے آ کر رک گئی پھر جھک کر ٹرے کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ "امی! پھلوں سے شوق کریں۔"

لیلیٰ نے مسکرا کر کہا۔ "بیٹی! تم سچ مچ کے پھل لیے یہاں کسی دوسرے کمرے میں کیمرے کے سامنے ہو۔ بے شک پارس اور علی ان پانچ دنوں میں حیرت انگیز کمال دکھا رہے ہیں۔"

ہم دونوں اٹھ کر پارس کے ساتھ دوسرے کمرے میں آئے۔ وہاں باربرا پھلوں کی ٹرے لیے کھڑی مسکرا رہی تھی۔ علی کیمرا آپریٹ کر رہا تھا۔ صفورا لائٹس کے کی بورڈ کے پاس تھی اور ثانی ساؤنڈ مشین پر جھکی ہوئی باربرا کی آواز دوسرے کمرے تک نشر کر رہی تھی۔ میں نے اور لیلیٰ نے تالیاں بجا کر انہیں داد دی۔ ان سب کو باری باری گلے لگایا۔ لیلیٰ نے کہا۔ "واقعی تم لوگوں نے بڑی محنت سے روح کا مسئلہ حل کر لیا ہے۔"

میں نے کہا۔ "تم میں سے کسی بھائی کو اٹلی جا کر گاڈمدر کی روح کے طلسم کو توڑنا چاہیے۔"

علی نے کہا۔ "پاپا! ہم تفریح کے موڈ میں ہیں۔ اس لیے ہم سب جائیں گے۔"

میں نے کہا۔ "میں تو نہیں جاؤں گا۔ تم پانچوں چلے جاؤ۔"

باربرا نے کہا۔ "میں کچھ عرصے تک ادارے میں مزید ٹریننگ

حاصل کروں گی اس لیے تم چاروں جاسکتے ہو۔"

بظاہر گاڈمدر کا مسئلہ کوئی زیادہ اہم اور تشویشناک نہیں تھا پارس اور علی اسے تفریح کے طور پر لے رہے تھے۔ بعد میں انکشاف ہونے والا تھا کہ گاڈمدر وہ نہیں ہے' جسے وہ دیکھ چکے ہیں۔ وہ کوئی اور ہے اور شیطان کی آنت کی طرح پیچیدہ اور یہودیوں کی فطرت کی طرح دلدلی ہے۔

○☆☆○

جیری نے جے پرگولا کے پاس آکر مرینا کے متعلق بتایا۔ پرگولا نے اس کے تمام حالات سن کر کہا۔ "یہ برا ہوا۔ وہ ہماری ایک اہم خیال خوانی کرنے والی ہے اور اس کا دماغ اس وقت ایک کھلی کتاب کی طرح ہے۔ کوئی بھی دشمن آکر میرا نام اور میری شیطانی تنظیم کے متعلق بہت کچھ معلوم کرسکتا ہے۔"

جیری نے کہا۔ "باس! مرینا کہہ رہی تھی کہ ابھی تک کوئی اس کے دماغ میں نہیں آیا ہے۔"

"وہ کتے کی بچی! اپنے اندر پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرسکے گی پھر کیسے کہتی ہے کہ اب تک کوئی نہیں آیا ہے۔"

"بے شک وہ یقین سے نہیں کہہ سکتی لیکن میں نے اس کے اندر خاموش رہ کر بڑی دیر تک کسی دشمن کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ بڑی دیر تک انتظار کرنے کے بعد بھی کوئی اس سے مخاطب نہیں ہوا تھا۔"

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ابھی تک کسی دشمن کو اس کی دماغی کمزوری کا علم نہیں ہوا ہے؟"

"جی ہاں۔ اسی لیے وہ اب تک بالکل محفوظ ہے۔ اس کے دماغ کو فوراً لاک کرنا چاہیے۔"

جیری اس وقت اپنی رہائش گاہ میں کھانا کھا رہا تھا اور خیال خوانی کے ذریعے جے پرگولا سے باتیں کر رہا تھا۔ جب پرگولا نے اسے مرینا کا دماغ لاک کرنے کا حکم دیا تو وہ دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ اس نے سوچا کہ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد مرینا کے پاس جائے گا۔

کھانے میں پندرہ بیس منٹ صرف ہوتے تھے لیکن تقدیر جب کسی تدبیر کو ناکام بناتی ہے تو بعض اوقات ایک معمولی سی گڑبڑ پیدا کرکے بازی پلٹ دیتی ہے۔ وہ آرام سے کھا رہا تھا۔ بیس منٹ کے بعد آخری لقمہ چباتے وقت اس نے پانی پیا تو اچانک ٹھسکا لگا۔ ٹھسکا لگنے سے کچھ زیادہ پریشانی نہیں ہوتی لیکن پانی اور غذا کے کچھ ذرات دماغ پر چڑھ گئے تھے جس کے بعد سنبھلنے میں مزید بیس منٹ صرف ہو گئے۔ اس کے بعد بھی وہ بڑی دیر تک بے چینی سی محسوس کرتا رہا اور خیال خوانی سے پرہیز کرتا رہا پھر جب مرینا کے پاس گیا تو بہت دیر ہو چکی تھی۔

وہ گہری تنویمی نیند میں تھی۔ میں نے ایسے وقت مخالفین کو دماغ میں آنے سے روکنے کے لیے مرینا کے لہجے میں تھوڑی سی تبدیلی کردی تھی۔ جیری نے سابقہ لہجے کو گرفت میں لے کر مرینا کے پاس آنا چاہا۔ اس سابقہ لہجے کا مرینا کے دماغ پر اثر نہ ہوا۔ خیال خوانی کی لہریں بھٹک کر جیری کے پاس واپس آگئیں۔

وہ پریشان ہو گیا۔ رابطے کی ناکامی بتا رہی تھی کہ مرینا ... سے نکل گئی ہے۔ اس نے سوچا' شاید کوئی غلطی ہو گئی ہے ... کوشش کرنا چاہیے۔ اس نے ایک بار نہیں کئی بار کوشش ... پھر ناکام ہو کر جے پرگولا کے پاس آیا۔ اس سے بولا۔ "بڑی ... ہے۔ مرینا ہاتھ سے نکل گئی ہے۔"

وہ غصے سے گھونسا دکھاتے ہوئے بولا۔ "وہ کیسے ہمارے ... سے نکل گئی؟"

"باس! میری سوچ کی لہریں اس کے دماغ کو نہیں پا رہی ... کسی نے اس کی آواز اور لب و لہجے کو بدل دیا ہے۔"

"کیسے بدل دیا ہے؟ کسی کو اتنا موقع کیسے مل گیا؟ تم تو ... سے فوراً ہی واپس چلے گئے تھے۔"

"جی ہاں' لیکن میری طبیعت اچانک خراب ہو گئی۔ میں ... پون گھنٹے تک خیال خوانی کے قابل نہیں رہا تھا۔"

"گدھے کے بچے! تم ٹیلیفون کے ذریعے اطلاع دے ... تھے۔"

"میں نے دو گھنٹے پہلے آپ کو خیال خوانی کے ذریعے بتایا ... کہ ٹیلیفون ڈیڈ پڑا ہوا ہے' کیا آپ بھول گئے؟"

جے پرگولا غصے میں اِدھر اُدھر ٹہلنے لگا۔ مرینا اس کے ... بہت اہم تھی۔ تین میں سے ایک خیال خوانی کرنے والی کم ... گئی تھی۔ یہ بہت بڑا نقصان تھا۔ جیری نے کہا۔ "آپ غصہ نہ ... دیں۔ میں حالات سے مجبور تھا۔ پھر بھی ہم کوشش کریں تو ... دوبارہ حاصل کرسکتے ہیں۔"

"میں یہی سوچ رہا ہوں۔ تم ٹیلی پیتھی کے ذریعے تل ابیب ... چند کام کے لوگوں کو اپنا آلۂ کار بناؤ اور انہیں مرینا کے پیچھے لگا ... موقع ملے تو اسے اغوا کرکے کسی خفیہ اڈے میں پہنچا دو پھر ہم ... کسی دشمن کے تنویمی عمل سے نجات دلا کر اپنی معمولہ بنا ... گے۔"

"میں ابھی وہاں کے کچھ اہم لوگوں کو ٹریپ کرتا ہوں۔"

"اس کے پیچھے پڑ جاؤ۔ میں کل تک اپنے چند شیطان ... کو لے کر خود وہاں جاؤں گا۔ ہمارے لیے صرف وہ فارمو... نہیں' مرینا بھی بہت اہم ہے۔"

جیری اس کے دماغ سے چلا گیا۔ جے پرگولا سر جھکا کر ... لگا۔ وہ شیطان کا پجاری تھا۔ کالے جادو کا بھی عامل تھا۔ جب ... چاند آسمان پر نہیں ہوتا اور تاریکی گہری ہوتی ہے' بے شمار ... ایک قبرستان میں جمع ہوتے ہیں۔ وہاں شیطان کی پوجا کرتے ... قربانیاں دیتے ہیں اور اس سے شیطانی قوتیں حاصل کرتے ہیں ... وہ پلاننگ کرنے لگا کہ اپنے شیطان سے مزید کالی قوتیں ...

کرے گا اور چند جادوگر ساتھیوں کو لے کر دوسرے دن اسرائیل کے لیے روانہ ہو جائے گا۔

○☆☆○

ثی تارا نے پچھلی شام عادل کے دماغ میں آکر معلوم کیا تھا' وہ فیکٹری کے منیجر کے ساتھ تفریح کے لیے جا رہا تھا۔ وہ چاہتی تھی کہ عادل تل ابیب شہر کو اچھی طرح دیکھ لے۔ اس لیے اس نے تفریح کے لیے اسے آزاد چھوڑ دیا تھا۔

پھر اس نے آٹھ گھنٹوں کے بعد عادل کے پاس آکر دیکھا۔ وہ گہری نیند میں تھا۔ اس کے خوابیدہ خیالات نے بتایا کہ وہ خیریت سے ہے۔ اس نے پوچھا "آج کی شام کیسی گزری؟"

اس کے خوابیدہ دماغ نے کہا۔ "بڑی ہنگامہ خیز شام تھی۔ آدھی رات تک بڑا مصروف رہا۔"

"تم حسن پرست اور عاشق مزاج نہیں ہو پھر کس طرح آدھی رات تک مصروف رہے؟"

"ایک حسین بیوہ مل گئی تھی میں کبھی اس میں دلچسپی نہ لیتا مگر حالات کچھ ایسے پیش آتے رہے کہ میں بعد میں اس کی ذات میں دلچسپی لینے لگا۔"

"ایسی کیا بات ہو گئی کہ بعد میں دلچسپی لینے لگے؟"

"مجھے بہت بعد میں پتا چلا کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔"

"کیا؟" ثی تارا نے چونک کر پوچھا۔ وہ بستر پر لیٹی ہوئی تھی اچھل کر بیٹھ گئی پھر اس کے اندر پہنچ کر بولی۔ "کیا کہا تم نے؟ وہ حسین بیوہ ٹیلی پیتھی جانتی تھی؟"

اس کے خوابیدہ دماغ نے کہا۔ "ہاں۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے ایک غنڈے سے دو بار ریوالور اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔"

"کون ہے وہ عورت؟ تمہیں کہاں ملی تھی؟ ابھی کہاں ہے؟"

"میں اسے ایک کلینک میں چھوڑ کر آیا ہوں۔"

اس نے حکم دیا۔ "فوراً اٹھو۔ منیجر کو ساتھ لو اور کلینک میں اس عورت کے پاس جاؤ۔"

بے چارہ گہری نیند میں تھا۔ چونک کر اٹھ بیٹھا۔ سمجھ میں نہیں آیا کہ اس طرح کیوں اٹھ بیٹھا ہے۔ ثی تارا اسے سمجھنے کی فرصت نہیں دے رہی تھی۔ منیجر بھی اسی رہائش گاہ میں تھا۔ اس نے دروازے پر دستک دے کر اسے جگایا پھر کہا۔ "فوراً باہر آؤ' ہمیں کہیں جانا ہے۔"

وہ منیجر بھی ثی تارا کا معمول اور تابعدار تھا۔ اسے بھی کوئی سوال کرنے یا حالات کو سمجھنے کی مہلت نہیں دی گئی۔ وہ دونوں کار میں آکر بیٹھ گئے۔ عادل نے اسے کلینک کا نام اور پتا بتایا۔ وہ کار ڈرائیو کرتا ہوا ادھر جانے لگا۔ اس دوران عادل کے خیالات بتاتے رہے کہ کس طرح ایک علاقے میں دھماکا ہوا تھا' کار ایک فٹ پاتھ پر چڑھ کر ایک دکان کے شوکیس میں گھس گئی تھی اور وہ بیوہ حسینہ زخمی اور بے ہوش ہو گئی تھی۔

ثی تارا کو یقین تھا کہ وہ حسینہ اب بھی دماغی طور پر کمزور ہو گی وہ اس کی آواز سنتے ہی اس کے دماغ میں جگہ بنا لے گی لیکن کلینک پہنچ کر مایوسی ہوئی۔ پتا چلا وہ حسینہ نیند سے بیدار ہونے کے بعد وہاں سے چلی گئی ہے۔ کلینک کے رجسٹر میں اس کا پتا درج تھا۔ پھر منیجر کی سوچ نے بتایا کہ وہ حسین بیوہ بہت مشہور ہے اور منیجر کو اس کی رہائش گاہ کا علم ہے۔

ثی تارا نے ان دونوں کو اُدھر دوڑایا اس وقت دن کے گیارہ بجے تھے۔ عادل اور منیجر رات کو دیر تک جاگنے کے باعث دس بجے دن تک سوتے رہے پھر بیدار ہو کر منہ ہاتھ تک نہ دھو سکے اور چائے پیئے بغیر کار دوڑاتے پھر رہے تھے۔ اُدھر مرینا تنویمی نیند سے بیدار ہو کر غسل کر رہی تھی۔ عادل نے اس کی رہائش گاہ میں پہنچ کر ملازمہ سے کہا۔ "میڈم سے کہو ہیری رابسن ان سے ملنے آیا ہے۔"

وہ بولی۔ "آپ تشریف رکھیں۔ وہ غسل کر رہی ہیں۔"

وہ دونوں ڈرائنگ روم میں بیٹھ گئے۔ ثی تارا کو جلدی تھی۔ وہ ملازمہ کے اندر آئی اسے چلاتی ہوئی میڈم کی خوابگاہ میں لے گئی۔ ملازمہ نے باتھ روم کے دروازے پر دستک دے کر کہا۔ "کوئی مسٹر ہیری آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔"

مرینا نے ہیری کا نام سن کر اسے تصور میں دیکھا۔ وہ جوان اسے اچھا لگ رہا تھا۔ اگر چہ کچھ مشکوک سا تھا تاہم پچھلی رات اس کے بڑے کام آتا رہا تھا پھر عورتوں کے معاملے میں بڑا شریف اور سیدھا سادہ تھا۔ وہ مسکرانے لگی۔

ثی تارا ملازمہ کے اندر رہ کر جواب سننے کی منتظر تھی۔ مرینا عادل کے خیالوں میں گم ہو کر جواب دینا بھول گئی تھی۔ ثی تارا نے پھر ملازمہ کے ذریعے کہا۔ "میڈم! میں نے انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھایا ہے' ٹھیک ہے نا؟"

جواب میں اندر سے آواز آئی۔ "ہوں۔"

اتنے مختصر سے جواب کی توقع نہیں تھی۔ صرف "ہوں" کہنے سے مکمل آواز گرفت میں نہیں آتی اور نہ ہی مخصوص لہجے کا پتا چلتا ہے۔ جو الفاظ زبان سے ادا ہوتے ہیں' وہ لہجوں کی پہچان کراتے ہیں اور "ہوں" نہ تو زبان سے ادا ہوتا ہے اور نہ ہونٹوں سے بلکہ بند ہونٹوں کے باعث ناک سے ادا ہوتا ہے۔

ملازمہ واپس جا رہی تھی۔ اسے جواب مل گیا تھا مگر ثی تارا ناکام رہی تھی۔ اس نے ناگواری سے ملازمہ کو پھر باتھ روم کے دروازے کی طرف پلٹایا پھر اس کے ذریعے بولی۔ "میڈم! آپ زبان سے جواب کیوں نہیں دے رہی ہیں؟ میں معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ میں نے آپ کے وزیٹرز کو ڈرائنگ روم میں بٹھا کر درست کیا ہے یا غلطی کی ہے؟"

ثی تارا نے اسے دروازہ کھول کر اندر جھانکنے پر مجبور کیا۔

مرینا صابن کے جھاگ سے بھرے ہوئے باتھنگ ٹب میں نصف لیٹی اور نصف بیٹھی ہوئی تھی چونکہ پچھلی رات سے پیٹ بھر کر نہیں کھایا تھا اس لیے اس کے منہ میں سینڈوچ بھرا ہوا تھا۔ اس نے پھر "ہوں ہوں" کہہ کر گردن ہلائی پھر ہاتھ سے ملازمہ کو جانے کا اشارہ کیا۔

ملازمہ کو واضح طور سے جواب مل گیا تھا اب اسے واپس جانا چاہیے تھا لیکن شی تارا جھنجلا گئی تھی۔ اسے واپس نہیں جانے دیا۔ اس کی زبان سے بولی۔ "تو بہت چالاک بنتی ہے۔ اپنی آواز اور لہجہ نہیں سنا رہی ہے مگر میں ابھی تجھے بولنے پر مجبور کر دوں گی۔"

مرینا نے حیرانی سے ملازمہ کو دیکھا پھر فوراً ہی بات سمجھ میں آگئی۔ ملازمہ ہیٹر کا پلگ لگا کر بولی۔ "میں یہ ہیٹر تیرے باتھنگ ٹب میں ڈال دوں گی تو تو بجلی کے جھٹکوں سے مرجائے گی۔"

مرینا نے اسے حقارت سے دیکھا' وہ بولی۔ "میں جانتی ہوں تو پچھلی رات زخمی ہوئی تھی۔ اپنی دماغی کمزوری پر پردہ ڈالنے کے لیے گونگی بنی ہوئی ہے تاکہ میں تیرے دماغ میں نہ آسکوں۔"

وہ سن رہی تھی اور اطمینان کے ساتھ صابن کے جھاگ کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ ملازمہ نے کہا۔ "اگر تو زبان سے نہیں بولے گی تو میں تین تک گن کر تیرے اٹھنے سے پہلے ہیٹر کو......"

بات ادھوری رہ گئی اچانک مرینا نے ملازمہ کے اندر پہنچ کر دماغ کو ایک جھٹکا دیا۔ وہ چیخ مار کر لڑکھڑاتی ہوئی پیچھے جا کر فرش پر گر پڑی۔ سوئچ بورڈ سے پلگ نکل گیا۔ شی تارا اس بات کے لیے تیار نہیں تھی کہ اس کی آلۂ کار ملازمہ پر وہ میڈم اس طرح حملہ کرے گی۔

مرینا نے کہا۔ "میں سمجھ گئی ہوں کہ تو کون ہے مگر تو مجھے نہیں جان پائے گی۔ تیری یہ خوش فہمی ختم ہو گئی ہو گی کہ میں دماغی طور پر کمزور ہوں۔"

وہ ٹب سے نکل کر شاور کے نیچے بھیگ رہی تھی ایسے وقت پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لی پھر ہنس کر بولی۔ "کیوں ایک معصوم سی ملازمہ کو آلۂ کار بنا رہی ہو۔ یہ عذابِ جان بنے گی تو میں اسے مار ڈالوں گی۔"

شی تارا نے ملازمہ کی زبان سے پوچھا۔ "کیا تم الپا ہو؟"

"میں الپا ہوں' مرینا ہوں' سونیا ثانی' باربرا' جوجو' لیلیٰ اور سلطانہ ہوں یا پھر ایک نئی خیال خوانی کرنے والی ہوں میں جو کوئی بھی ہوں' مجھے زیر کرنے کی حسرت تمہارے دل میں رہ جائے گی۔"

"تم اپنی آواز اور لہجے سے نئی لگ رہی ہو یا پھر تنویمی عمل کے ذریعے تم میں نیا پن پیدا ہوا ہے۔ اگر تم کسی کی کنیز نہیں ہو تو مجھ سے دوستی کرو گی؟"

"ڈرائنگ روم میں انتظار کرو' میں آرہی ہوں؟"

ملازمہ چلی گئی۔ مرینا نے تولیے سے بدن کو خشک کیا۔ خوابگاہ میں آکر لباس پہنا پھر سر پر تولیا لپیٹ کر ڈرائنگ روم میں آئی۔ [illegible] اسے دیکھ کر ادب سے کھڑا ہو گیا۔ عادل نے کہا۔ "میں بستر سے اٹھتے ہی تمہاری خیریت معلوم کرنے آگیا ہوں۔"

وہ بولی۔ "تم آئے نہیں ہو' لائے گئے ہو۔ مجھے پچھلی رات یقین ہو گیا تھا کہ تم کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے یا والی کے زیر اثر ہو۔"

وہ بولا۔ "بیوہ حسینہ! تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آرہی ہیں مگر کبھی ایسا لگتا ہے جیسے میں اپنے اختیار میں نہیں رہتا ہوں۔ صبح اٹھتے ہی ایک کپ چائے ضرور پیتا ہوں مگر پتا نہیں آج چائے کے بغیر یہاں بھاگا چلا آیا؟"

شی تارا نے اس کے اندر کہا۔ "ہیری! فضول باتیں نہ کرو۔ تم میرے غلام ہو۔"

عادل نے مرینا کو گھور کر کہا۔ "تم اپنی اوقات میں رہو۔ میں تمہارا غلام نہیں ہوں۔"

وہ ہنس کر بولی۔ "جو تمہارے دماغ میں بول رہی ہے' اس کی آواز اور لہجے پر غور کرو۔ وہ کوئی دوسری ٹیلی پیتھی جاننے والی ہے۔ اس نے تنویمی عمل کے ذریعے تمہیں اور شاید تمہارے منیجر کو غلام بنا رکھا ہے۔"

شی تارا اس ملازمہ کو وہاں لے آئی اس کے ذریعے بولی۔ "ہیری! یہ درست کہہ رہی ہے تم لوگ میرے تابعدار رہو۔"

عادل نے کہا۔ "اے! منہ سنبھال کے بول۔ ایک ملازمہ ہمیں اپنا تابعدار کہتی ہے۔"

شی تارا نے اس کی زبان بند کر دی پھر کہا۔ "اب تم بول پاؤ گے۔"

عادل نے کئی بار کچھ بولنے کی کوشش کی اور ناکام رہا۔ شی تارا نے اسے کئی بار اٹھایا اور بٹھایا پھر کہا۔ "اب یقین کر لو کہ میرے تابعدار ہو۔ میں ملازمہ نہیں ہوں صرف ملازمہ کی زبان سے بول رہی ہوں۔"

پھر وہ مرینا سے بولی۔ "تمہیں عداوت مہنگی پڑے گی کیا تم خیال خوانی کرنے والی کے طور پر نظروں میں آگئی ہو اور میں روپوش ہوں۔ تم مجھ تک نہیں پہنچ سکو گی۔ میں تمہارے پیچھے رہوں گی۔"

مرینا نے پوچھا۔ "کیا تم مجھے نادان سمجھتی ہو۔ میں بھی [illegible] ہوں۔ اس بیوہ عورت کے ذریعے خیال خوانی کا مظاہرہ کرتی ہوں۔ تم ایک مظاہرہ باتھ روم میں دیکھ چکی ہو۔"

"تم جھوٹ بول رہی ہو۔ تم کسی کی آلۂ کار نہیں ہو۔ خیال خوانی کر رہی ہو۔"

"تمہیں یقین نہیں ہے تو لو میں اس بیوہ کو چھوڑ کر جا رہی اب تمہاری ایک غلطی سے فائدہ اٹھاؤں گی۔"

"کیسی غلطی؟"

"میں کل رات سے اس خوبرو جوان ہیری کے دماغ میں جانے کی کوشش کرتی رہی اور ناکام ہوتی رہی۔ تم نے ابھی تسلیم کیا ہے کہ ہیری تمہارا تابعدار ہے اور تم بڑی دیر سے اپنی آواز اور لہجہ سنا رہی ہو۔"

یہ کہتے ہی اس نے شی تارا کا لہجہ اختیار کیا عادل کے اندر پہنچ کر بولی۔ "دیکھو' میں تمہارا لہجہ اپنا کر تمہارے تابعدار کے اندر آگئی ہوں۔ تم اسے سانس روکنے کا حکم دو گی تو میں منیجر کے اندر جاؤں گی۔"

شی تارا نے اپنی اس غلطی کو تسلیم کیا لیکن اب صورتِ حال ہوتی کہ وہ عادل سے حملہ کراتی تو مرینا منیجر کے ذریعے روکتی اور منیجر کو آلۂ کار بناتی تو مرینا عادل کے اندر آکر منیجر کے حملے کو ناکام بناتی۔

اب کوئی بات بننے والی نہیں تھی۔ اس نے عادل اور منیجر کو وہاں سے واپس جانے کا حکم دیا۔ جب وہ جانے لگے تو اس نے منیجر کے دماغ میں کہا۔ "اس بیوہ پر نظر رکھو۔ اس بنگلے کے قریب رہو۔"

پھر اس نے عادل کو حکم دیا۔ "نہتے نہ رہا کرو' فوراً اپنے بنگلے میں جاؤ یا کسی دکان سے کوئی ہتھیار خرید کر دور سے چھپ کر اس بیوہ کو زخمی کرو۔"

شی تارا کو یہ اندیشہ تھا کہ اب وہ بیوہ اس کا لہجہ اپنا کر کسی وقت بھی عادل اور منیجر کے اندر آسکتی ہے اور اس کے موجودہ منصوبے کو سمجھ سکتی ہے لیکن فی الوقت یہی تدبیر آزمائی جا سکتی تھی۔ دیر کرنے سے اس بیوہ کو فرار ہونے کا موقع مل جاتا۔

اس کا اندیشہ درست تھا۔ مرینا نے اس کے ارادوں کو منیجر اور عادل کے دماغوں میں جا کر معلوم کر لیا تھا۔ وہ شی تارا کے اگلے حملے سے پہلے ہی اس بنگلے کے پچھلے راستے سے نکل کر کسی محفوظ مقام کی تلاش میں روانہ ہو گئی۔ راستے میں اس نے خیال خوانی کے ذریعے مجھے مخاطب کیا۔ میں اس کے پاس آکر صورتِ حال کو سمجھنے لگا۔

اسے فوری طور پر ایک محفوظ پناہ گاہ کی ضرورت تھی۔ میں نے بابا صاحب کے ادارے کے ایک جاسوس سے رابطہ کیا پھر اس سے کہا۔ "تمہارے شہر تل ابیب میں مرینا بے یار و مددگار ہے۔ کیا اسے ابھی کسی پناہ گاہ میں پہنچا سکتے ہو؟"

"جی ہاں' میں ایک پتا بتا رہا ہوں' آپ مرینا کو وہاں بھیج دیں۔"

میں نے اس سے پتا معلوم کر کے مرینا کو بتایا۔ وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر جانے لگی اور میری مرضی کے مطابق اپنے پچھلے تمام واقعات کے بارے میں سوچنے لگی۔ اس طرح مجھے معلوم ہوتا رہا کہ وہ پچھلی بار ہم سے رہائی حاصل کرنے کے بعد واشنگٹن گئی تھی۔ وہاں اس نے جنرل واسکوڈی کو تابعدار بنایا تھا پھر وہ جے پرگولا کے چنگل میں پھنس گئی تھی۔

میں نے جے پرگولا کی خفیہ تنظیم کے بارے میں معلومات حاصل کیں پھر مرینا کے خیالات سے پچھلی رات کے واقعات معلوم ہوئے۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ ہیری نے جس شخص کو اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا تھا اس کا نام برین آدم ہے۔ وہ ہیری کی بھی اصلیت کو نہیں جانتی تھی لیکن اس کی سوچ نے جب یہ کہا کہ اس نے پچھلی رات شیبا کی قبر پر چراغ جلایا تھا اور مجھے فرہاد بھائی جان کہتا ہے تو میں سوچ میں پڑ گیا۔

یوں تو میرے بے شمار چاہنے والے مجھے بھائی جان اور انکل اور احتراماً نہ جانے کیا کچھ کہتے ہوں گے لیکن ایک یہودی نوجوان ہیری رابن مجھے بھائی کہہ رہا تھا اور خود نہیں سمجھ رہا تھا کہ وہ ایک مسلمان سے رشتہ کیوں جوڑ رہا ہے۔ اس سے اندازہ ہوا کہ وہ جوان کسی پرابلم میں ہے۔ یا تو اس کی یادداشت کھو گئی ہے یا پھر تنویمی عمل کے ذریعے اس کی شخصیت بدل دی گئی ہے۔

مرینا کا خیال تھا کہ شی تارا نے اس نوجوان کو اپنا معمول اور تابعدار بنایا ہے اور وہ شی تارا کا موجودہ لہجہ اپنا کر اس نوجوان ہیری کے دماغ میں جا سکتی ہے۔ میں نے لیلیٰ کو یہ تمام باتیں مختصر طور پر بتائیں پھر کہا۔ "میرے اندر آؤ اور مرینا کے دماغ سے شی تارا کا لہجہ سنو پھر ہیری کے دماغ میں جاؤ۔"

اس نے یہی کیا۔ اسے ہیری عرف عادل کے دماغ میں جگہ مل گئی اس کے ساتھ میں بھی وہاں موجود رہا۔ پتا چلا' وہ اپنا ماضی بھول گیا ہے' بلکہ بھلا دیا گیا ہے۔ اس کی اصلیت معلوم کرنے کے لیے اس کے دماغ سے شی تارا کے تنویمی عمل کو ختم کرنا ہوگا۔

لیلیٰ نے کہا۔ "اسرائیل میں ابھی دن کا وقت ہے۔ شی تارا ہیری کے پاس آتی جاتی رہے گی۔ رات کو نیند کے دوران میں اس کے دماغ سے شی تارا کو واش کر دوں گی۔"

شی تارا نے جو چاہا' وہ نہ ہو سکا۔ اس نے عادل سے کہا تھا کہ وہ کہیں سے فوراً کوئی ہتھیار وغیرہ لا کر خیال خوانی کرنے والی بیوہ کو زخمی کرے لیکن عادل کے واپس آنے تک وہ چڑیا اُڑ چکی تھی۔ وہ بولی۔ "میں جانتی تھی' اسے بھاگنے کا موقع مل جائے گا۔ جاؤ اسے تلاش کرو۔ وہ اتنی جلدی نہ بھیس بدل سکتی ہے اور نہ ہی کہیں چھپنے کی جگہ اسے مل سکتی ہے۔"

وہ شام تک اسے اور نیجر کو پورے تل ابیب میں دوڑاتی رہی اور معلوم کرنے کی کوشش کرتی رہی کہ وہ بیوہ کے روپ میں کون ہے؟ کتنی ہی خیال خوانی کرنے والیوں کے نام ذہن میں تھے۔ کیا الپا اپنے ملک میں بیوہ بن کر رہتی ہے؟ کیا مریتا کہیں سے بھٹکتی ہوئی اسرائیل پہنچ گئی ہے؟ سونیا ثانی یا باربرا یہاں کچھ کرتی پھر رہی ہیں؟ اور بھی کئی نام تھے لیکن وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ آخر وہ کون ہے؟

○☆☆○

پچھلے کسی باب میں یہودی آدم برادرز کی خفیہ تنظیم کے ایک بنیادی پتھر کا ذکر ہو چکا ہے۔

اب اس بنیادی پتھر کا ذکر لازمی ہو رہا ہے۔ آدم برادر میں سے کسی برادر نے اسے روبرو نہیں دیکھا تھا۔ اس کا نام بھی نہیں سنا تھا اور نہ ہی کسی کو اس کے وجود کا علم تھا۔

وہ ہر برادر کے دماغ میں چھپا رہتا تھا۔ وہ ایکسرے کی طرح ان کے دماغ کے اندر بھی دیکھ سکتا تھا اور ان کے آرپار بھی معلومات حاصل کر سکتا تھا۔

اور وہ تماشا دیکھ رہا تھا کہ کس طرح دو جڑواں بھائی برین آدم اعصابی کمزوری میں مبتلا ہو گئے۔ یہ ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے کہ کسی گھر کا بزرگ یا کسی ملک کا سربراہ یا پھر کسی خطرناک تنظیم کا سرغنہ بیمار ہو جائے تو اس بزرگ کے نونہال' اس ملک کے طفیلی سیاستداں اور اس خطرناک تنظیم کے ماتحت افراد اپنے بزرگ کا' سربراہ یا سرغنہ کا تختہ الٹ دیتے ہیں۔

یہودی خفیہ تنظیم میں بھی الپا اور وائٹ آدم نے بیچارے سرغنہ برین آدم کی دماغی توانائی بحال ہونے کا انتظار نہیں کیا۔ اس تنظیم میں حکمران سرغنہ بن کر رہنے کے لیے دونوں جڑواں بھائیوں کو الپا نے تابعدار بنا لیا۔

اس بنیادی پتھر کی آرپار دیکھنے والی آنکھیں یہ دیکھ رہی تھیں جب وائٹ آدم نے الپا کو بہکایا کہ انہیں برین آدم کے تنویمی [عمل] سے نجات حاصل کرنا چاہیے تو وہ بنیادی پتھر یعنی ایکسرے مین کی باتیں سن رہا تھا۔

جب انہوں نے ٹیری آدم کو ٹریپ کیا اور الپا نے اس [کے] دماغ میں گھس کر اسے اپنا معمول اور تابعدار بنایا تو ایکسرے [مین] ٹیری آدم کے اندر موجود تھا۔ اس نے الپا کو خوش فہمی میں رکھا اور اس کے تنویمی عمل کو ناکام بنایا۔ اسی طرح الپا نے اور وائٹ آدم اور دونوں برین آدمز پر بھی عمل کیا تو ان میں کوئی [تبدیلی] نہیں تھی۔ جو بھی عمل ہوتا رہا' بے اثر ہوتا رہا۔

یہ کسی کے خواب و خیال میں بھی نہیں تھا کہ وہ برین آدمز [کے] نہیں بلکہ کسی ایکسرے مین کے زیرِ اثر رہتے ہیں اور برین آدم یہی سمجھتا تھا کہ وہی اس خفیہ تنظیم کا سرغنہ ہے۔ جو سب [سے] اونچائی پر ہوتا ہے' وہ ہمیشہ خطرات کی سُولی پر لٹکتا رہتا ہے [اس] لیے ایکسرے مین نے خود کو کسی کے سامنے اونچا نہیں رکھا [بلکہ] اپنے آپ کو تاریکی میں رکھ کر تماشا دیکھ رہا تھا کہ سرغنہ بننے [والے] برین آدم کا کیا حشر ہو رہا ہے۔

جو لوگ مکاری کی حد تک چالاک اور چالاکی کی حد تک [مکار] ہوتے ہیں' وہ ہمیشہ پس پردہ رہ کر محفوظ زندگی گزارتے ہیں۔ ان [کے] سر آنے والی بلائیں دوسروں کے سر جاتی رہتی ہیں۔ ایکسرے [مین] گوشۂ گمنامی میں نہایت پُرسکون زندگی گزار رہا تھا۔ جہاں رہ[تا] وہاں سے ہر آدم برادر کے اندر پہنچتا رہتا تھا۔ وہ برین آ[دم کی] ذہانت کا معترف تھا۔ دونوں جڑواں بھائیوں کو پسند کرتا تھا [اس] لیے ایک کو نیویارک میں اور دوسرے کو تل ابیب میں سرغنہ بنایا ہوا تھا۔

دونوں برین آدمز ہپناٹزم کے ماہر تھے لیکن ایکسرے [مین کے] معمول اور تابعدار تھے۔ انہوں نے اپنے اس عامل کو اور [اپنے] دماغوں پر حکومت کرنے والے کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ اس [خوش فہمی] سے مست تھے کہ وہی تنظیم میں سیاہ و سفید کے مالک ہیں۔ [انہوں] نے لیبارٹری میں فارمولوں کی تصدیق کرنے کے لیے دو علم [الابدان] کے ماہرین کو قید کر رکھا تھا لیکن ان پر تنویمی عمل نہیں کی[ا تھا]۔ انہیں یقین تھا کہ وہ دونوں ماہرین ڈاکٹر ایڈی اور ڈاکٹر نیلسن لیبارٹری سے کبھی باہر نہیں نکل سکیں گے اور اس ساؤنڈ [پروف] لیبارٹری کی آواز باہر نہیں جا سکے گی۔

لیکن ایکسرے مین ان ماہرین کے دماغ میں آتا جاتا رہ[تا تھا]۔ جب اسے اطلاع ملی کہ لیبارٹری میں آگ لگی ہے' تجربات [سے] گزرنے والی بندریا مر چکی ہے اور وہ دونوں ماہرین لاپتا ہیں [تو اس] نے خیال خوانی کی پرواز کی اور ان میں سے ایک کے دماغ [میں پہنچ] گیا۔

پتا چلا وہ پندرہ دنوں کی قید سے گھبرا گئے تھے۔ انہوں [نے سوچا] کہ پہلا تجربہ ناکام ہو گیا ہے' دوسرے تجربے میں پتا نہیں [کتنے] [مہینے] لگیں گے۔ قید رہنے کی مدت بڑھتی جائے گی۔ ہو سکتا ہے [تج]ربے کی کامیابی کے بعد انہیں مار ڈالا جائے۔ اتنی رازداری سے [قید] کیا جا سکتا ہے تو انہیں قتل بھی کیا جا سکتا ہے۔ اسی خوف سے وہ [بھ]اگ نکلے تھے۔

بیچارے خیال خوانی کی لہروں سے دور نہ جا سکتے تھے' نہ چھپ [س]کتے تھے۔ وہ ایک دوا ساز کمپنی کے مالک اوڈی نارمن کے پاس پناہ [ل]ینے گئے تھے۔ اوڈی نارمن نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ [خ]صوصی دوائیں تیار کرنے کے سلسلے میں اپنا طبی علم اور صلاحیتیں [ا]ستعمال کریں گے تو وہ پلاسٹک سرجری کے ذریعے ان کے چہرے [ت]بدیل کرائے گا اور انہیں اچھی خاصی رقمیں بھی دیتا رہے گا۔

ڈاکٹر ایڈی نے کہا۔ "پہلے آپ ہمارے چہرے تبدیل کرا دیں [آ]پ نہیں جانتے' وہ کوئی فوجی افسر ہے۔ پتا نہیں کتنے فوجی ہمیں [ت]لاش کر رہے ہوں گے۔"

اوڈی نارمن نے کہا۔ "فکر نہ کرو۔ میرے اس تہ خانے کا علم [ص]رف میرے آدمیوں کو ہے۔ یہاں تک کوئی پہنچ نہیں پائے گا۔ تم [دو]نوں کسی کو نظر نہیں آؤ گے۔"

ڈاکٹر نیلسن نے کہا۔ "چہرہ بدلنے کے بعد ہم کھلی فضا میں رہ [س]کیں گے جتنی جلدی ہو سکے ہماری صورتیں بدل دو۔"

"سوری۔ میں دو قسم کی اہم دوائیں تیار کروانا چاہتا ہوں۔ تم [دو]نوں دن رات کی محنت سے کامیاب ہو جاؤ گے تو میں تمہارا کام کر دوں گا۔"

"کیا تمہارا خیال ہے' چہرہ بدلتے ہی ہم بھاگ جائیں گے؟"

"اس میں کیا شبہ ہے۔ تم دونوں ایک جگہ سے بھاگ کر [آ]ئے۔ یہاں سے بھی دھوکا دے کر جا سکتے ہو۔"

"مسٹر نارمن! اس کا مطلب ہے آپ بھی ہمیں قیدی بنا کر [ر]کھنا چاہتے ہیں۔"

"تم کچھ بھی سمجھ لو۔ پہلے میرا مال تیار ہوگا پھر ان دواؤں کی [پ]بلسٹی ہوگی۔ وہ دوائیں مارکیٹ میں جائیں گی۔ انہیں مریض [ا]ستعمال کریں گے۔ اگر ان دواؤں نے خاطر خواہ اثر دکھایا تو میں [ک]امیابی کی خوشی میں تمہاری صورتیں بدل کر کھلی فضاؤں میں لے [ج]اؤں گا۔"

دوائیں تیار کرنے' ان کا تجربہ کرنے' پھر پبلسٹی کے بعد انہیں [م]ارکیٹ میں لانے اور ان کے نتائج برآمد ہونے میں سال چھ مہینے [ل]گ سکتے تھے۔ وہ پندرہ دنوں کی قید سے بھاگ کر آئے تھے۔ اب [ش]اید عمر قید کاٹنے والے تھے۔ ان علم الابدان کے ماہرین کے پاس [د]وا سازی کا جو علم اور تجربہ تھا وہ ان کے لیے عذاب بن گیا تھا۔

ایکسرے مین نے انہیں فی الحال ان کے حال پر چھوڑ دیا تاکہ [دو]نوں کو ان کے کیے کی کچھ سزا ملتی رہے۔ وہ جب چاہتا انہیں ٹیلی [پی]تھی کے مقناطیس سے کھینچ کر اپنی خفیہ لیبارٹری میں لے آتا۔ [ا]بھی وہ اپنی خفیہ تنظیم میں ہونے والے تماشے کو دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔

دونوں برین آدمز کی جسمانی اور دماغی توانائی چوتھے دن بحال ہو گئی۔ پانچویں دن الپا نے تمام برادرز کا اجلاس طلب کیا۔ سب ہی ایک بڑے سے ڈرائنگ روم میں آ کر بیٹھ گئے۔ الپا نے کہا۔

"بڑے بھائی برین آدم کی دماغی کمزوری نے ہماری تنظیم کو خطرات سے دوچار کر دیا تھا۔ ہمیں اپنے رب کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ کوئی دشمن خیال خوانی کرنے والا دونوں میں سے کسی برین آدم کے دماغ میں نہیں آیا۔ ورنہ ہماری خفیہ تنظیم کا راز فاش ہو جاتا۔"

وائٹ آدم نے کہا۔ "ہماری سسٹر الپا کی جتنی بھی تعریفیں کی جائیں کم ہیں۔ سسٹر نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے دونوں برین آدم کے دماغوں کو لاک کر دیا ہے۔"

الپا نے کہا۔ "ہم سب نے تین دن پہلے اس فیصلے سے اتفاق کیا تھا کہ آئندہ ہمارا بڑا بھائی وائٹ آدم ہوگا۔"

برین آدم نے کہا۔ "اس تنظیم کا بگ برادر میں ہوں۔ اگر مجھ سے کوئی ایسی غلطی ہو جس سے تم میں سے کسی کو نقصان پہنچے یا میری وجہ سے تنظیم کی تباہی کا سامان ہو تو بے شک مجھے بگ برادر کے عہدے سے ہٹا دینا چاہیے جب کہ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی ہے۔"

وائٹ آدم نے کہا۔ "اگر الپا تمہارے دماغ کو لاک نہ کرتی تو پوری تنظیم بے نقاب ہو جاتی۔"

بلیک آدم نے کہا۔ "ہم تمام برادرز اس بات کے گواہ ہیں کہ
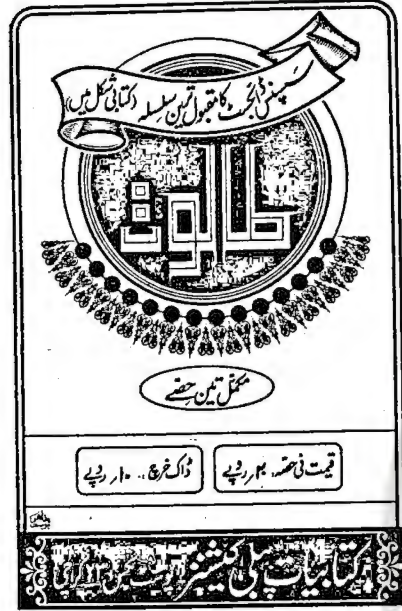
سسٹر الپا نے ہمارے سامنے تم پر عمل کیا تھا۔"

برین آدم نے پوچھا۔ "اگر تم سب نے اپنی آنکھوں سے الپا کو مجھ پر عمل کرتے دیکھا تھا تو یہ بتاؤ یہ میرے دماغ میں گھس کر کیا کہہ رہی تھی۔"

ایک برادر نے کہا۔ "یہ سوچ کے ذریعے عمل کر رہی تھی۔ ہم نے کچھ سنا نہیں۔ تم بستر پر لیٹے ہوئے تھے اور الپا خاموشی سے تمہاری بند آنکھوں کو دیکھ رہی تھی۔"

"کیا میری بند آنکھوں کا مطلب یہ ہے کہ یہ میری اجازت کے بغیر میرے دماغ میں پہنچی ہوئی تھی؟"

"تمہارا دماغ تو بغیر دروازے کا مکان بنا ہوا تھا۔ اجازت لینے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔"

"کیا میرے دماغ کو لاک کرنے کے بعد تم میرے اندر آسکتی ہو؟"

"بے شک آسکتی ہوں۔"

برین آدم نے مسکرا کر کہا۔ "میں بیٹھا ہوا ہوں۔ ثابت کرو کہ تم میرے اندر آسکتی ہو۔"

"میں ابھی سب کے سامنے تمہیں صوفے سے اٹھنے پر، پھر ایک ٹانگ پر ناچنے کے لیے مجبور کروں گی؟"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ برین آدم کے اندر آئی پھر آتے ہی نکل گئی۔ اس نے سانس روک لی۔ الپا نے کہا۔ "میں حکم دیتی ہوں، سانس نہ روکو۔ میں آرہی ہوں۔"

وہ بولا۔ "تم ایسے حکم دے رہی ہو جیسے مجھے اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا ہو۔"

"ہاں میں نے تمہیں تابعدار بنایا ہے۔"

"خیال خوانی کے ذریعے دماغ پر حکومت کرنے کے لیے تابعدار بنایا جاتا ہے۔ تم سب کے سامنے اعتراف کر رہی ہو کہ تم نے میرے دماغ کو لاک کرنے کے بہانے مجھے غلام بنایا ہے۔"

"ہاں میں نے تنظیم کی بھلائی کے لیے ایسا کیا ہے۔ تمہیں حکم دیتی ہوں، اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔"

وہ بڑی آہستگی سے اٹھ کر کھڑا ہوا پھر ایک ایک قدم چلتے ہوئے الپا کے سامنے آیا، وہ بولی۔ "میں نے ثابت کر دیا ہے کہ اس کے اندر پہنچ سکتی ہوں۔"

برین آدم نے تڑاخ کی زوردار آواز سے الپا کے رخسار پر طمانچہ رسید کیا پھر کہا۔ "تیرا باپ بھی قیامت تک میرے دماغ کو چھو نہیں سکے گا۔ بیٹھ جا۔"

وہ بیٹھنا نہیں، احتجاج کرنا چاہتی تھی۔ ایکسرے مین نے اسے جبراً بٹھا دیا۔ وہ حیران ہو کر سوچنے لگی۔ "یہ میں بے اختیار کیسے بیٹھ گئی؟"

برین آدم نے حکم دیا۔ "کھڑی ہو جاؤ۔"

وہ پھر بے اختیار کھڑی ہو گئی۔ سہمی ہوئی نظروں سے برین آدم کو دیکھنے لگی۔ وہ بولا۔ "میرے تمام برادرز فیصلہ کریں کہ اگر ا[illegible] نے مجھ پر عمل کیا تھا اور میرے دماغ کو لاک کیا تھا تو یہ میرے ا[illegible] آنے میں ناکام کیوں ہو رہی ہے؟"

وائٹ آدم نے کہا۔ "سسٹر الپا! تم نے تو کہا تھا کہ کام[illegible] عمل کیا ہے؟"

ایکسرے مین کی مرضی کے مطابق وہ چلتی ہوئی وائٹ آدم [illegible] پاس آئی پھر اس کے منہ پر طمانچہ مار کر بولی۔ "تم نے مجھے بہکا[illegible] اور کہا تھا کہ یہ اچھا موقع ہے، ہم برین آدم کے تنویمی عمل [illegible] نجات حاصل کر سکتے ہیں پھر میں الٹا برین آدم کے کمزور دماغ [illegible] گھس کر اسے اپنا غلام بنا سکتی ہوں۔"

برین آدم نے کہا۔ "یہ ثابت ہو گیا کہ میرا دماغ کمزور نہیں [illegible] اور تم مجھے غلام نہیں بنا سکیں۔"

ٹیری آدم نے کہا۔ "الپا! تم نے میرے اندر آکر بھی مم[illegible] تھا۔ مجھے اپنا تابعدار بنایا تھا لیکن میں آزاد ہوں۔"

الپا نے آزمائش کے طور پر ٹیری آدم کے اندر جانا چاہا[illegible] سانس روک کر مسکرانے لگا پھر بولا۔ "اور ایک آدھ بار کوشش[illegible] لو۔ تمام برادرز کے سامنے تمہارا فراڈ اور غداری ثابت ہو[illegible] ہے۔"

دوسرے تمام برادرز شیم شیم کہنے لگے۔ ٹیری آدم نے [illegible] "صرف الپا کو شرم نہ دلاؤ۔ پہلا غدار وائٹ آدم ہے۔ اس[illegible] پہلے الپا کو بہکایا پھر اس کے ساتھ مل کر مجھے ٹریپ کیا لیکن میں [illegible] کے جھانسے میں نہیں آیا۔"

بلیک آدم نے کہا۔ "الپا اور وائٹ آدم سخت سزا کے [illegible] ہیں۔ میرا جی چاہتا ہے دونوں کی گردنیں توڑ دوں۔"

برین آدم نے کہا۔ "میں بگ برادر کی حیثیت سے حکم [illegible] جوش میں نہ آؤ، سب آرام سے بیٹھ جاؤ۔"

وہ سب کے سب بیٹھ گئے۔ برین آدم نے کہا۔ "[illegible] غداروں کی فکر نہ کرو۔ یہ میری مٹھی سے نکل کر کہیں نہیں [illegible] گے۔ آج ان کے برین واش کر کے از سرِ نو ان کے اندر وفا[illegible] بھر دی جائیں گی۔ میں اپنی تنظیم کے کسی فرد کو ٹوٹنے نہیں [illegible] گا۔"

برادر جان آدم نے پوچھا۔ "بڑے بھائی! ہم نے اپنی آ[illegible] سے دیکھا تھا، تم بے حد کمزور ہو گئے تھے۔ پھر الپا تمہارے ا[illegible] تمہیں تابعدار کیوں نہیں بنا سکی؟"

وہ بولا۔ "یہ ایک راز ہے۔ میں لاکھ کمزور ہو جاؤں پھ[illegible] کوئی قابو نہیں پاسکے گا۔ ہماری تنظیم ریت کا گھروندا نہیں [illegible] ٹیلی پیتھی کی پھونک سے بکھر جائے۔ تم سب خوش نصیب ہو[illegible] تنظیم کے سائے میں کوئی سپر پاور، کوئی فرہاد علی تیمور تم میں [illegible] کو چھو بھی نہیں سکے گا۔"

وہ سب خوشی سے تالیاں بجانے لگے۔ بظاہر جس[illegible]

[illegible] بکھرا ہوا سا دکھائی دیا تھا وہ پہلے کی طرح بدستور مستحکم اور [illegible]یزار تھی۔ برین آدم پر تمام برادرز کا اعتماد پہلے سے زیادہ مضبوط [illegible] گیا تھا۔"

اس تمام کھیل کے پس پردہ ایکسرے مین تھا۔

یہ بنیادی پتھریا ایکسرے مین کون تھا؟

یہ کہاں سے آیا تھا؟ اچانک کہاں سے پیدا ہو گیا تھا؟ ماں کے [illegible]یٹ سے ٹیلی پیتھی سیکھ کر آیا تھا یا ٹرانسفارمر مشین کے پیٹ سے؟

ہاں یہ خواہ مخواہ آسمان سے نہیں ٹپک پڑا تھا۔ قارئین کو یاد [illegible]و گا، ٹرانسفارمر مشین کے ابتدائی دور میں جو ٹیلی پیتھی جاننے [illegible]الے پیدا ہوئے تھے ان میں ایک مارٹن رسل بھی تھا، جسے سلمان [illegible]نے ٹریپ کیا تھا، اسے اپنا معمول اور تابعدار بنایا تھا پھر اس کا ذکر [illegible]یری داستان میں نہیں آیا۔

ہم نے ماضی میں کتنے ہی خیال خوانی کرنے والوں کو قابو میں [illegible]لیا پھر انہیں تنویمی عمل سے رہائی دے دی۔ بابا صاحب کے [illegible]دارے میں جو بھی بزرگ آئے، انہوں نے یہی نصیحت کی کہ [illegible]نسان کی زندگی، اس کا دل اور اس کا دماغ اس کے خالقِ حقیقی کی [illegible]خلیق ہے۔ اگر وہ گمراہ ہے تو اسے پکڑو پھر عبرت دلا کر چھوڑ دو۔ [illegible]س کے حاکم اور اس کی تقدیر کے مالک بننے کی غلطی نہ کرو۔

سلمان نے مارٹن رسل کو آزاد کر دیا تھا اس نے آزادی کے [illegible]ند خود کو گمنام رکھا۔ اپنے ملک اور قوم کی خدمت کے لیے [illegible]سرائیل چلا آیا۔ بڑی خاموشی سے ٹیلی پیتھی کے ذریعے حکومت [illegible]کے بڑے اور اہم عہدوں پر کام کرتا رہا۔ گولڈن برینز کے عروج و [illegible]زوال کے دوران ہی اس نے منصوبہ بنایا کہ ایسی ایک خفیہ تنظیم [illegible]و جو غلطیاں کرنے والے یہودی حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران کا [illegible]حاسبہ کرے اور مملکتِ اسرائیل کو دشمن خیال خوانی کرنے والوں [illegible]سے محفوظ رکھے۔

اس نے برسوں کی کوششوں اور خوب چھان بین کے بعد ذہین [illegible]ور باصلاحیت یہودیوں کا انتخاب کیا اور ان سب کو آدم برادرز بنا [illegible]کر ایک مضبوط لڑی میں پرو دیا۔ اس نے یہ طے کر لیا تھا کہ وہ کسی [illegible] ظاہر نہیں ہو گا۔ سب سے چھپ کر رہے گا کیوں کہ ازل سے [illegible]نسان چھپی ہوئی قوتوں سے ڈرتا آیا ہے۔ کوئی قوت ظاہر ہو جائے [illegible] وہ اسے زیر کرنے کے ہتھکنڈے سیکھ لیتا ہے لیکن اندھیرے سے [illegible]چلنے والے تیر و تلوار سے زخمی اور خوفزدہ رہتا ہے۔

مارٹن رسل اسی اصول پر سختی سے عمل کر رہا تھا۔ اس نے [illegible]لی پیتھی جاننے والوں کی دنیا سے اپنا نام مٹا دیا تھا۔ جن لوگوں کو [illegible]س کا نام یاد رہا ہو گا، وہ اس کی برسوں کی گمنامی سے یہ سمجھ بیٹھے [illegible]وں گے کہ وہ مر چکا ہے۔ برین آدم اور دوسرے برادرز بھی یہ [illegible]وچ نہیں سکتے تھے کہ کوئی گمنام ٹیلی پیتھی جاننے والا ان کے [illegible]ماغوں پر حکمرانی کر رہا ہے۔

○☆☆○

ٹریسا دی گاڈ مدر اس دنیا میں آدھی صدی سے سانسیں لے رہی تھی۔ پتا نہیں آئندہ کتنے برسوں تک سانسیں لیتی رہے گی۔ چھ ماہ پہلے پولیس مقابلے میں اسے گولی مار دی گئی تھی۔ اسے اس کے لواحقین کے سامنے تابوت میں لٹا کر سپردِ خاک کر دیا گیا تھا یوں اس کی کیس فائل ہمیشہ کے لیے بند کر دی گئی تھی۔

مگر وہ زندہ تھی اور یہ کوئی معجزہ نہیں تھا۔

اس نے اپنی ایک دستِ راست کو پلاسٹک سرجری کے ذریعے اپنا ہم شکل بنا رکھا تھا۔ کبھی وہ سیدھی سادی زندگی گزارنے والی ایک شریف لڑکی تھی۔ وہ جھوٹ نہیں بولتی تھی، کسی کو دھوکا نہیں دیتی تھی۔ اس کی ایک ہی کمزوری تھی۔ وہ بے انتہا دولت مند ہونے کے خواب دیکھتی تھی۔ یہ دولتمندی کا خواب ایسا ہے جو جھوٹ بولنا اور فریب دینا سکھا دیتا ہے۔

وہ بے حد حسین تھی۔ اس حسن نے اسے ابتدائے شباب میں ہی اس دور کے ایک بوڑھے گاڈ فادر کی محبوبہ بنا دیا۔ ان دنوں جرائم کی دنیا میں افیون اور حشیش کا دھندا زوروں پر تھا۔ کامیاب اسمگلنگ کے نتیجے میں لاکھوں ڈالرز کا اندھا دھند منافع ہوا کرتا تھا۔ ٹریسا نے اس اندھی کمائی والے سے شادی کر لی۔

شادی کے بعد افسوس ہوا۔ بوڑھا اس کے بدن پر ہیرے جواہرات سجاتا تھا لیکن جوانی کا ساتھ نہیں دے پاتا تھا۔ گاڈ فادر کی پہلی بیوی سے ایک جوان بیٹا اور ایک بیٹی تھی۔ جوان بیٹا کونڈیلو اپنی جوان سوتیلی ماں سے نفرت کرتا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ٹریسا اولاد پیدا کرے اور باپ کی جائداد میں ایک حصے دار کا اضافہ کرے۔

اور ٹریسا نے سمجھ لیا کہ بوڑھا تابوت میں پاؤں رکھے بیٹھا ہے۔ کسی دن لیٹ جائے گا۔ اس کے بعد سوتیلا بیٹا کونڈیلو اسے لاکھ دو لاکھ دے کر بھگا دے گا یا گولی مار دے گا۔ مافیا کی نگری میں یہی ہوتا رہتا تھا۔

یہیں سے اس نے بے ایمانی شروع کی۔ چور دروازے سے ماں بننے کے آثار پیدا کر لیے۔ گاڈ فادر خوش ہو کر بوڑھی مونچھوں کو تاؤ پر تاؤ دے کر کہتا تھا۔ "میں آج بھی جواں مرد ہوں۔ ابھی درجنوں بچوں کا باپ بن سکتا ہوں۔"

کونڈیلو نے باپ سے کہا۔ "تم شوگر کے مریض ہو۔ سیڑھیاں چڑھتے ہو تو ہانپنے لگتے ہو۔ ایسی حالت میں باپ کیسے بنو گے؟ یہ ٹریسا تمہیں دھوکا دے رہی ہے۔"

باپ نے اسے ایک تھپڑ مار کر کہا۔ "گدھے کے بچے! باپ کی مردانگی پر شبہ کرتا ہے۔ میرے بچے کو ناجائز کہتا ہے تاکہ وہ میری دولت اور جائداد کا حقدار نہ کہلائے۔ نکل جا میرے گھر سے۔"

وہ گھر سے نکل گیا۔ پھر باپ بیٹے میں ٹھن گئی۔ بیٹے نے باپ کو پیغام بھیجا۔ "فادر! تم دنیا کے لیے گاڈ فادر ہو، میرے لیے اب صرف فادر رہ گئے ہو۔ اس رشتے کا لحاظ کرتے ہوئے میں پولیس کا

انفارمر نہیں بنوں گا ورنہ جانتے ہو میں تمہارے ہر چھوٹے بڑے دھندے کا رازدار ہوں۔ ایک ہفتے کے اندر اپنا تین منزلہ قمار خانہ اور انڈر گراؤنڈ حشیش کے گودام میرے نام لکھ دو ورنہ۔"

بیٹے کا "ورنہ" باپ کے لیے چیلنج بن گیا۔ اس قمار خانے اور حشیش گودام سے لاکھوں کی آمدنی تھی۔ ٹریسا نے اپنے پھولے ہوئے پیٹ پر گاڈ فادر کا ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔ "کیا آپ اپنے اس بچے کو کنگال کر دیں گے۔"

"ہرگز نہیں۔ وہ میرے جیتے جی اتنا بڑا مطالبہ کر رہا ہے۔ پتا نہیں میرے مرنے کے بعد تم سے اور بچے سے کیا سلوک کرے۔ وہ میرے خلاف کارروائی کرے گا تو میں اس سے نمٹ لوں گا۔"

ایک ہفتہ بعد ہی گاڈ فادر سے رشوت لینے والے پولیس افسروں نے اطلاع دی کہ ہم مجسٹریٹ کے ساتھ گودام پر چھاپا مارنے آ رہے ہیں' اپنے ہاتھ صاف کر لو۔"

گاڈ فادر نے راتوں رات گودام خالی کرا دیا اور وہاں دوسرا عام سا سامان بھر دیا۔ مجسٹریٹ نے مقررہ دن بڑے پیمانے پر گودام پر چھاپا مارا مگر اندر کوئی غیر قانونی مال نظر نہیں آیا۔ بیٹے کا یہ حملہ ناکام رہا۔ اس رات گاڈ فادر کے ایک مخالف نے باپ بیٹے کی دشمنی سے فائدہ اٹھا کر دونوں پر فائرنگ کرائی۔ دونوں ہی اپنی حکمت سے بچ گئے لیکن اس غلط فہمی نے جڑ پکڑ لی کہ بیٹے نے حملہ کیا ہے اور بیٹے نے "سمجھا" بڈھا جوان بیوی کی شہ پر قاتلانہ حملہ کر رہا ہے۔

ایسے وقت ٹریسا نے بھی فائدہ اٹھایا۔ اپنے یار آمبر ٹومارو سے کہا "اس بار فائرنگ ہو تو میرے دشمن کونڈیلو کو اڑا دو۔"

اس نے یہی کیا۔ کونڈیلو اپنے بوڑھے باپ کو شرم دلانے قمار خانے میں آیا۔ باپ نے کہا۔ "مجھ سے دس گز دور رہ کر بات کرو۔"

وہ دور سے بولا۔ "میں کیا بات کروں گا۔ دنیا تم پر تھوک رہی ہے۔ ایک جوان بیوی کی خاطر جوان بیٹے کو قتل کرنا چاہتے ہو۔ تم زن مرید ہو۔ تھو ہے تم پر۔۔۔۔"

اس نے دور سے تھوکا۔ باپ نے پیپر ویٹ اٹھا کر مارا۔ بیٹے کے ماتحت نے دھمکی دینے کے لیے فائر کیا اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ٹریسا کے یار نے کونڈیلو کو گولی مار دی۔ باپ اپنے جوان بیٹے کو دم توڑتے دیکھ کر اس کی طرف لپکا۔ بیٹے کے ماتحت اپنے بچاؤ کے لیے فائرنگ کرتے ہوئے وہاں سے بھاگ رہے تھے۔ ٹریسا کے عاشق آمبر ٹومارو نے وہ ریوالور گاڈ فادر کی میز پر پھینک دیا جس سے اس نے کونڈیلو کو گولی ماری تھی اور وہ ریوالور گاڈ فادر کا تھا۔

یوں بیٹے کے قتل کے الزام میں باپ گرفتار ہو گیا۔ اس بوڑھے کی زندگی تھی ہی کتنی؟ جب اسے جیل میں یہ خوشخبری ملی کہ ٹریسا نے ایک بیٹی کو جنم دیا ہے تو اس نے سینے پر ہاتھ مار کر کہا۔

"میں اب بھی جوان ہوں۔"

یہ کہتے ہی وہ مارے خوشی کے مر گیا۔ ہماری دنیا میں ر والوں کو پتا نہیں چلتا کہ وہ کتنی جھوٹی خوشیاں سمیٹ کر قبر ر رہے ہیں۔

اس کی ایک جوان بیٹی رہ گئی تھی۔ ٹریسا نے اسے بلا کر "میں تمہیں ایک لاکھ ڈالر دے رہی ہوں۔ تمہاری روانگی ا انتظام کر چکی ہوں۔ یہ ملک چھوڑ کر چلی جاؤ پھر کبھی واپس نہ ورنہ اپنے بھائی کی طرح حرام موت مرو گی۔"

وہ بیچاری خاموشی سے رقم لے کر چلی گئی۔ ٹریسا کے عاش منہ پھاڑ کر کہا۔ "ہمارے راستے کے تمام کانٹے صاف ہو گئے اب ہم شادی کر سکتے ہیں۔"

وہ ناگواری سے بولی۔ "اپنی اوقات سے زیادہ منہ نہ میرا شمار اٹلی کی امیر ترین بیواؤں میں ہو رہا ہے۔ میں ایک ملازم سے شادی کر کے اپنی حیثیت گرا لوں؟ ناممکن؟"

"تم شادی کر کے میری حیثیت بڑھا سکتی ہو۔ میں تمہار باپ ہوں۔"

"خبردار! یہ بات آئندہ زبان پر نہ لانا۔ ورنہ منہ میں نہیں رہنے دوں گی۔"

"ذرا سوچو ٹریسا! تم چھپے ہوئے مجرموں کی دنیا میں ہو کمزور پڑ جاؤ گی۔ ہمارے ملک میں جو دوسرا گاڈ فادر ابھر کر سا رہا ہے' وہ بھی بوڑھا ہے۔ تمہیں خوش نہیں رکھ سکے گا۔"

"میں تمہارے اس نکتے پر غور کروں گی۔ ابھی جاؤ۔"

وہ چلا گیا۔ گاڈ فادر کی موت کے بعد اس شہر کا دوسرا جینارو موکیا تھا۔ اس نے ایک تقریب میں کہا۔ "میڈم! میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔ میری درخواست پر غور کرو کیونکہ م تنظیم کو سنبھال سکتا ہوں۔"

جینارو موکیا اسّی سال کا بوڑھا تھا اور ٹریسا کو جلد مر والے شوہر پسند تھے اس بوڑھے نے بھی کافی دولت کمائی اس نے شادی کی پیش کش قبول کر لی۔ اس روز اس نے اپ جوان باڈی گارڈ کو اپنی خوابگاہ میں بلایا اور کہا۔ "کیا میں ہوں؟"

وہ ادب سے بولا۔ "یس میڈم! آپ بہت حسین اور ہیں۔"

"میں تمہیں خوش کر سکتی ہوں۔ جاؤ آمبر ٹومارو کو گولی م چلے آؤ۔ میری خوابگاہ کا دروازہ کھلا رہے گا۔"

جب وہ شوہر بدل سکتی تھی تو یار کیسے نہ بدلتی؟ اس نے بدل دیے۔ یہ اصول اپنائے رکھا کہ شوہر مالدار اور بوڑھا ہو نے تیس برس میں پانچ بوڑھوں کو موت کے گھاٹ اتارا اور عاشقوں کے یتیم بچوں کو جنم دیا جن میں سے تین بچے مر گئے گئے۔ ان میں سے بڑے بیٹے کا نام وان لوئن تھا۔ وہ تیس

ا۔ اس کے بعد پچیس برس کی ایک بیٹی مامیلا تھی۔ دوسری بائیس برس کی میکلی تھی۔ تیسری اٹھارہ برس کی انالانا تھی۔

اب یہ جوان بیٹا اور جوان بیٹیاں مافیا تنظیم کے اہم ستون بنے ہوئے تھے اور اپنی ماں کو گاڈ مدر بنایا ہوا تھا۔ ٹریسا نے چاروں ں کو اعلیٰ تعلیم دلائی تھی۔ اس کے بیٹے وان لوئن نے تعلیم کے دوران سائنس دانوں کی لیبارٹری میں کام کرتے کرتے بڑے مجرمانہ تجربات حاصل کیے تھے۔ اس طرح ایک بیٹی نے وکالت پاس کی تھی تاکہ اپنی فیملی کو قانونی ہتھکنڈوں سے تحفظ دیتی رہے۔ دوسری بیٹی نے میڈیکل سائنس میں ڈگری حاصل کی تھی۔ آخری بیٹی انالانا سکاٹ لینڈ میں سراغرسانی کی ٹریننگ حاصل کر رہی تھی۔

بڑے بیٹے وان لوئن نے ہی یہ سائنسی تجربہ کیا تھا کہ ٹی وی کیمرے سے جب ایک شخص کے عکس کو ہزاروں میل دور ٹی وی سکرین پر پہنچایا جا سکتا ہے تو اس عکس کو اسکرین کے باہر لا کر بھی متحرک رکھا جا سکتا ہے اور وہ اس تجربے میں کامیاب رہا تھا۔

گاڈ مدر ٹریسا جب بھی قانون کی گرفت میں آتی تھی۔ بڑی بیٹی مامیلا اسے پہلی پیشی میں ہی رہائی دلا کر لے آتی تھی۔ اس کے قانونی داؤ پیچ سے سرکاری وکلا پریشان رہتے تھے۔ اس کے باوجود وکلا نے عدالت سے یہ بات منوالی تھی کہ ٹریسا ایک مشکوک خاتون ہے۔ اسے قانوناً دس نمبری قرار دیا گیا تھا اور یہ تاکید کی گئی تھی کہ وہ دس نمبر بدمعاشوں کی طرح رات نو بجے سے صبح چھ بجے تک اپنی رہائش گاہ کی چار دیواری میں رہے گی۔ اسے رات کے وقت باہر دیکھا گیا تو حراست میں لے لیا جائے گا۔

ٹریسا نے اپنے بچوں سے کہا۔ "مجھ سے یہ پابندی برداشت نہیں ہوتی۔ میں رات کے وقت سوسائٹی میں موو نہیں کر سکتی ہوں۔ مجھے اس پابندی سے نکالو۔"

دوسری بیٹی میکس نے میڈیکل سائنس میں ڈگری حاصل کی تھی۔ اس نے پلاسٹک سرجری کے ذریعے ایک بوڑھی عورت کو اپنی ماں کی ہم شکل بنایا اور ماں کے چہرے کو بھی تبدیل کر دیا۔ اس طرح ڈمی ٹریسا دن رات گھر میں رہتی تھی۔ پولیس والے چیکنگ کے لیے آتے اور مطمئن ہو کر چلے جاتے تھے اور اصل ٹریسا دن رات پولیس والوں کے سامنے آزادی سے گھومتی پھرتی رہتی تھی۔

ٹریسا کا رول ادا کرنے والی بوڑھی کا ایک بیٹا تھا۔ اسے اچھی طرح تاکید کی گئی تھی کہ وہ آئندہ بیٹے سے کبھی نہیں ملے گی اس کے بیٹے کو ہر ماہ معقول رقم دی جاتی رہے گی۔ ایک رات جب پولیس والے اس کی حاضری لے کر چلے گئے تو اس نے سوچا' مافیا کا کوئی بندہ یہ دیکھنے نہیں آتا ہے کہ وہ اپنے بیٹے سے ملتی ہے یا نہیں۔ اس کی ممتا تڑپ رہی تھی۔ وہ چپ چاپ ملنے کے لیے رات کے پچھلے پہر نکل گئی۔ یہ بھول گئی کہ چہرہ بدل گیا ہے' اسے بیٹا بھی نہیں پہچان سکے گا۔

مخالف گروہ کے لوگ گاڈ مدر کی تاک میں رہتے تھے۔ انہوں نے اسے تنہا دیکھتے ہی فائرنگ کی' وہ جان بچا کر بھاگنے لگی۔ فائرنگ کی آواز پر پولیس والے بھی آ گئے۔ مخالف گروہ کے بندوں نے قانون سے منہ چھپانے کے لیے وہاں سے بھاگتے ہوئے گولیاں چلائیں۔ مجبوراً پولیس کو بھی کاؤنٹر فائرنگ کرنی پڑی۔ ایسے ہی وقت ایک گولی نے بڑھیا کا کام تمام کر دیا۔

وہ اپنی دوسری رہائش گاہ میں زندہ سلامت تھی مگر یہ خبر پھیل گئی کہ گاڈ مدر ماری گئی ہے۔ اس کے بیٹے اور بیٹیوں نے ڈمی ماں کی موت کا ماتم کیا پھر شہر کے بے شمار لوگوں کے سامنے اسے سپرد خاک کرتے ہوئے کہا۔ "ہمارے کانوں میں ماں کی آوازیں آ رہی ہیں۔ وہ کہہ رہی ہے کہ اپنے دشمنوں اور قاتلوں کو زندہ نہیں چھوڑے گی۔ اس کی روح اس دنیا میں آ کر انتقام لے گی۔"

وہاں کے ایک انسپکٹر جنرل گاڈ مدر کا جانی دشمن تھا۔ اس نے اپنے ماتحتوں کو سمجھا دیا تھا کہ جب کوئی مناسب موقع ملے گاڈ مدر کو گولی مار دو اور اس حکم کی تعمیل ہو چکی تھی۔

یہ بات ابتدا میں مضحکہ خیز لگی کہ مرنے کے بعد کسی کی روح واپس آ کر انتقام لے سکتی ہے لیکن ایسی ایک آدھ واردات ہوئی تو انسپکٹر جنرل کے ہوش اڑ گئے۔ اس کے نصیب میں زندگی تھی' اس لیے پارس اور علی وہاں پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے ٹریسا کے انتقامی ہتھکنڈے سے اسے بچا لیا اور یہ ثابت کر دیا کہ وہ روح نہیں ہے بلکہ ایک ایسا سائنسی کمال ہے' جس کی تحقیق کی جا سکتی ہے اور رازہائے دروں کو منکشف کیا جا سکتا ہے۔

کوئی بھی حیرت انگیز اور ناقابلِ یقین بات ہو' وہ مانی جاتی ہے یا نہیں مانی جاتی۔ جو لوگ نہیں مانتے وہ اسے مضحکہ خیز کہہ کر ٹال دیتے ہیں جو غور کرتے اور تحقیق کرتے ہیں وہ پارس اور علی کی طرح کسی سائنسی کمال کے راز کو پا لیتے ہیں پھر یہ انسان کے مجسم عکس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے والی بات سمجھ میں آتی ہے۔ عقل تسلیم کرتی ہے کہ یہ ممکن ہے ناممکن نہیں ہے۔

علی' سونیا ثانی' باربرا اور صفورا نے پھر اٹلی جانے کا فیصلہ کیا تھا بعد میں باربرا نے ادارے میں کچھ عرصہ رہنے کا ارادہ کیا۔ پارس اور علی نے بھی طے کیا کہ ٹی وی کیمرے سے انسانی عکس کو دوسری جگہ ٹرانسفر کرنے کے لیے جتنے آلات کام آتے ہیں۔ انہیں ایک مختصر سی مشین میں سمو دینا چاہیے تاکہ وہ چھوٹی سی مشین آسانی سے کہیں بھی لے جائی جا سکے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پہلے کوئی چیز ایجاد ہوتی ہے تو وہ جسامت میں بڑی اور بھاری بھرکم ہوتی ہے مثلاً برسوں پہلے ریڈیو ایجاد ہوا تو وہ بڑے صندوق کی طرح تھا۔ آج وہی ریڈیو مختصر ہو کر جیب کے اندر آ جاتا ہے۔ پہلے بڑے بڑے کیمرے ہوا کرتے تھے۔ آج مائیکرو کیمرے ننھے سے لائٹر میں سما جاتے ہیں۔

اسی بنیاد پر دونوں بھائی ادارے میں رہ کر دن رات کام کرتے

رہے۔ اس سلسلے میں انہیں جتنے مہنگے سامان کی ضرورت پڑتی تھی' وہ ادارے کی جانب سے فوراً فراہم کیا جاتا تھا۔ اس دوران ثانی نے گاڈ مدر ثریسا کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ پتا چلا ثریسا کی روح نے یا عکس نے آئی جی کو ایک تقریب میں گولی ماردی ہے۔

تقریب میں موجود بے شمار افراد نے ثریسا کے عکس کو صاف طور سے گولی چلاتے اور آئی جی کو گر کر تڑپتے اور مرتے ہوئے دیکھا گیا تھا۔ اس وقت ثریسا کا بیٹا وان لوئن بہترین ڈنر سوٹ میں ملبوس تھا اور شہر کے میئر سے گفتگو کر رہا تھا۔ شہر کے اس گورنر نے گواہی دی کہ وان لوئن نہتا تھا' اس سے گفتگو کر رہا تھا اور اپنی ماں کی روح کو دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا۔ اس نے اپنی ماں کو آوازیں دیں اس کے پیچھے دوڑتا ہوا گیا لیکن قریب پہنچتے ہی وہ روح غائب ہو گئی۔

اس کے باوجود ثریسا کے خلاف مقدمہ قائم کیا گیا اور محاسبے کے لیے اس کے بیٹے وان لوئن' بیٹی ماملا' میکسی اور اتالاتا کو عدالت میں طلب کیا گیا۔ اتالاتا سراغرسانی کی تربیت حاصل کرکے اسکاٹ لینڈ سے واپس آگئی تھی۔ اس سراغرساں بیٹی اتالاتا اور وکیل بیٹی ماملا نے مقدمے کی کارروائی میں بھرپور حصہ لیا۔ ماملا نے عدلت میں کہا "ہم خود حیران ہیں کہ ہماری ماں کی روح کیسے آتی ہے؟ اگر آپ میں سے کسی کی سمجھ میں یہ بات آتی ہے تو ہمیں سمجھایا جائے۔"

ایک سرکاری وکیل نے کہا۔ "چند روز پہلے فرانس کے جاسوس یہاں آئے تھے۔ انہوں نے ثریسا کی روح کے پہلے حملے کو ناکام بنا دیا تھا اور کہا تھا کہ یہ کوئی روح نہیں سائنسی عجوبہ ہے۔ وہاں ایک پولیس افسر گرفتار ہوا تھا۔ وہ افسر روح کا تابعدار تھا اور اس کے حکم سے آئی جی پر گولی چلانے والا تھا لیکن فرانسیسی سراغرسانوں نے اسے گرفتار کرا دیا۔"

ماملا نے پوچھا۔ "گرفتاری کے بعد افسر نے کیا بیان دیا تھا؟"

"یہی کہ ثریسا کی روح نے اسے رشوت دے کر آئی جی کے قتل پر مامور کیا تھا۔ رشوت کی رقم اس افسر کے گھر سے برآمد کی گئی تھی۔"

ماملا نے کہا۔ "اس سے ثابت ہوتا ہے کہ روح قاتلانہ حملے نہیں کرتی ہے بلکہ کراتی ہے۔ پہلے یہ طے کیا جائے کہ وہ روح ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو کیا بلا ہے اور اس بلا کے باعث ہماری آنجہانی ماں کو کیوں ملزم ٹھہرایا جا رہا ہے؟"

سراغرساں بیٹی اتالاتا نے کہا۔ "اب تک کی واردات سے یہی ثابت ہو رہا ہے کہ پولیس والے ہی اس روح سے رشوتیں لے کر قاتلانہ حملے کرتے ہیں۔ بہتر ہو گا آپ لوگ روح کے چکر میں نہ پڑیں۔ پولیس ڈپارٹمنٹ کی اصلاح کریں۔"

پولیس کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ "وہ روح ہمارے افسروں کو جان سے مارنے یا ان کے بیوی بچوں کو نقصان پہنچانے کی دھمکیاں دیتی ہے۔ جب تک یہ سراغ نہ لگایا جائے کہ اس روح کی حقیقت کیا ہے اور یہ کہاں سے آتی ہے' اس وقت تک یہاں محفوظ نہیں رہیں گے اور تمام پولیس والے بدنام ہوتے رہیں گے۔"

سرکاری وکیل نے کہا۔ "می لارڈ! اب تک اس روح نے رات کے وقت تمام وارداتیں کی ہیں' وہ دن کو شاید اس لیے نہیں آتی کہ ہر سو اجالا رہتا ہے اور وہ دن کی روشنی میں تحلیل ہو جاتی ہے۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ثریسا کے ایک بیٹے اور تین بیٹیوں کو رات کے وقت ان کی رہائش گاہ میں نظربند رکھا جائے اور انہیں گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہ دی جائے تو آئندہ ثریسا کوئی واردات نہیں کر سکے گی۔"

ماملا نے کہا۔ "ہم یہاں کے معزز اور معروف شہری ہیں۔ ہمیں دس نمبری بدمعاشوں کی طرح شام سے صبح تک کہیں پابند رکھا نہیں جا سکتا۔ میں فاضل وکیل سے کہوں گی کہ اس روح کے ذریعے ہونے والی واردات کا کوئی تعلق ہم سے ثابت کرے پھر ہمارے خلاف کسی کارروائی کی حسرت دل میں پیدا کرے۔"

سرکاری وکیل نے کہا۔ "می لارڈ! میں سیفٹی ایکٹ کے تحت صرف ایک ہفتے کے لیے انہیں نظربند رکھنے کی درخواست کرتا ہوں۔ میرا دعویٰ ہے کہ اس ایک ہفتے میں وہ روح کوئی واردات نہیں کرپائے گی۔"

جج نے کہا۔ "جب تک سابقہ واردات سے ان کا کوئی تعلق ثابت نہیں ہو گا' تب تک انہیں نظربند رکھنا غیر قانونی عمل ہو گا۔ اگر ان پر ایسا کوئی شبہ ہے کہ ان کی درپردہ مدد سے ان کی ماں واردات کرنے آتی ہے تو یہ پولیس کی ڈیوٹی ہے کہ وہ ان کی سختی سے نگرانی کرے لیکن ان کی آزادی میں حائل نہ ہو۔"

اسی وقت ثریسا کی آواز آئی اور عدالت میں یکلخت خاموشی چھا گئی۔ سب نے سہم کر اِدھر اُدھر نظریں دوڑائیں۔ ایک دیوار کے پاس اس کی ہلکی سی جھلک نظر آ رہی تھی۔ وہ بولی۔ "معزز محترم جج صاحب! میں ثریسا دی گاڈ مدر اس عدالت میں موجود ہوں۔"

سب لوگ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھ رہے تھے۔ وہ بولی "میرا لباس سفید کفن ہے اس لیے دن کی روشنی میں کفن کی سفیدی تحلیل ہو جاتی ہے۔ اگر آپ واضح طور سے مجھے دیکھنا چاہتے ہیں تو عدالت کے دروازے بند کر دیں اور اندر کی روشنی ذرا کم کر دیں۔"

جج صاحب کے حکم سے دروازے بند کر دیے گئے۔ چند بلب بجھا دیے گئے۔ وہ صاف طور سے نظر آنے لگی۔ وہ بولی۔ "میں دنیا کی پہلی قاتلہ ہوں۔ اس دعوے کے ساتھ آئی ہوں کہ تمہارا قانون مجھے سزائے موت نہیں دے سکے گا حتیٰ کہ مجھے چھو بھی نہیں سکے گا۔"

واقعی وہ پہلی مجرمہ تھی جس کے آگے دنیا کی تمام طاقتیں بے بس تھیں۔ اس نے کہا۔ "میں اس لیے آئی ہوں کہ میرے بچوں کی بے گناہی ثابت ہو جائے۔ یہاں سب دیکھ سکتے ہیں۔ میرے چاروں بچے یہاں پہلے سے موجود ہیں۔ اگر میں ان میں سے کسی کو مجبور کروں تو یہ ریوالور نکال کر اس سرکاری وکیل کو گولی مار دیں گے۔"

سرکاری وکیل سہم کر کرسی پر بیٹھتے بیٹھتے گر پڑا۔ وہ بولی' گھبراؤ نہیں۔ مجھے یہاں کسی سے دشمنی نہیں ہے۔ سرکاری وکیل اپنا فرض ادا کر رہا ہے لیکن میرے بچوں پر غلط الزام لگا رہا ہے اور میں اسے غلط ثابت کر چکی ہوں۔ اگر میرے بچوں پر کوئی آنچ نہیں آئے گی تو میں ابھی چلی جاؤں گی۔ ورنہ غلط الزام دینے والے کو ابھی' اسی وقت بھری عدالت میں گولی ماروں گی۔"

اس بات پر عدالت میں سنسنی پھیل گئی۔ سب ایک دوسرے سے کچھ نہ کچھ کہنے لگے۔ سرکاری وکیل نے چیخ کر کہا۔ "میں تمام الزامات واپس لیتا ہوں۔ پچھلی کسی بھی واردات کا تمہارے بچوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

جج نے کہا۔ "میں فیصلہ سناتا ہوں۔ مسٹر وان لوئن' مس ماملا' مس میکسی اور مس اتالاتا معزز اور معتبر شہری ہیں۔ کسی واردات سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان پر نہ پابندی عائد کی جائے اور نہ ان کی نگرانی کی جائے۔"

ثریسا نے کہا۔ "میں اس فیصلے سے مطمئن ہوں۔ اب جا رہی ہوں۔"

"رک جاؤ۔" جج نے کہا۔ "میں معلوم کرنا چاہتا ہوں' تمہاری حقیقت کیا ہے؟"

"حقیقت یہی ہے' جو نظر آ رہی ہے۔ آپ کے اطمینان کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ میرا انتقام پورا ہو چکا ہے۔ آئندہ جب تک میرے بچوں کو قانونی تحفظ حاصل رہے گا اور جب تک کوئی ان سے دشمنی نہیں کرے گا' تب تک میں کوئی واردات نہیں کروں گی۔"

یہ کہہ کر اس نے چٹکی بجائی پھر غائب ہو گئی۔

عدالت نے انہیں باعزت بری کیا تھا لیکن انٹیلی جنس والے ان کی تاک میں رہنے لگے۔ وان لوئن نے ایک خفیہ میٹنگ میں اپنی ماں سے کہا۔ "ہمارا یہ تجربہ توقع سے زیادہ کامیاب رہا ہے۔ اب ہمیں روح کے اس چکر کے ذریعے ٹرانسفارمر مشین تک پہنچنا چاہیے۔"

گاڈ مدر ثریسا نے کہا۔ "ٹرانسفارمر مشین اتنی بڑی ہو گی کہ اسے چرا کر نہ لایا جا سکے گا۔ اس کا نقشہ چرایا جا سکتا ہے۔ میں نے سنا ہے' کروڑوں ڈالر کی لاگت سے وہ مشین تیار ہوتی ہے۔ اسے تیار کرنے کے بعد چھپا کر رکھنے کا مسئلہ درپیش ہو گا اور تم دیکھتے ہی ہو کہ ہمارے تمام اڈوں پر چھاپے پڑتے رہتے ہیں۔"

چھوٹی بیٹی اتالاتا نے کہا۔ "ممی! کچھ تو کرنا ہی ہو گا۔ مجھے ٹیلی پیتھی سیکھنے کا بڑا شوق ہے۔"

میکسی نے کہا۔ "میں بھی یہ علم حاصل کرنے کے لیے بڑے سے بڑا خطرہ مول لے سکتی ہوں۔"

گاڈ مدر نے کہا۔ "اس پہلو سے بھی سوچو کہ اگر ٹرانسفارمر مشین سے یہ علم حاصل نہ ہو سکا تو پھر بھی ہمارے لیے یہ علم لازمی ہو گا۔ اگر ہم کسی خیال خوانی کرنے والے کو ٹریپ کر لیں اور اسے اپنے دباؤ میں رکھیں تو اس سے بہت سے کام نکال سکتے ہیں۔"

ماملا نے کہا۔ "واقعی پچھلی بار ممی آئی جی کو ہلاک کرنے میں ناکام ہوئی تھیں تو محض اس لیے کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ان کے دماغ میں آنا چاہتا تھا۔ یہ اچھا ہوا کہ ہم نے یوگا میں مہارت حاصل کی ہوئی ہے۔ کم از کم ٹیلی پیتھی کے حملوں کو روک سکتے تھے اگر یہ ہتھیار ہمیں بھی حاصل ہو جائے تو ہم زیادہ بہتر طور پر اپنا کام کر سکیں گے۔"

وان لوئن نے کہا۔ "پتا نہیں اس دنیا میں کتنی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ ویسے اتنا معلوم ہے کہ یہ تین ممالک میں ہیں۔ فرانس میں فرہاد اور اس کے ساتھی۔ امریکا میں تو اس کی مشین ہی موجود ہے۔ وہاں خیال خوانی کرنے والے والوں کی خاصی تعداد ہو گی۔ تیسرا ملک اسرائیل ہے۔ ہم ان ملکوں میں جا کر کسی خیال خوانی کرنے والے کو ٹریپ کر سکتے ہیں۔"

گاڈ مدر نے کہا "اس سلسلے میں دو باتیں اہم ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہمیں کسی زبردست ہپناٹزم والے کی خدمات حاصل کرنا چاہئیں تاکہ وہ کسی خیال خوانی کرنے والے پر عمل کرکے اسے ہمارا غلام بنا سکے۔"

وان لوئن نے کہا۔ "دوسری اہم بات یہ ہے کہ فرہاد اور اس کی فیملی سے چھیڑ چھاڑ نہ کرنا۔"

"ممی! مجھے تو کسی زبردست سے مقابلہ کرنے میں مزہ آتا ہے۔"

"بیٹے! مجھے تمہارے حوصلے پر ناز ہے۔ پہلے کسی طرح اپنی طاقتوں میں ایک ٹیلی پیتھی کا اضافہ کر لو پھر جس سے چاہے ٹکراؤ۔ مکمل بارود بن جاؤ گے تو تمہاری ٹھوکر سے پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔"

"تو پھر ہمیں پہلے امریکا جانا چاہیے۔"

"اپنی کارروائی چھوٹے ملک سے شروع کرو۔ اسرائیل جاؤ۔ وہاں کامیابی کی توقع ہے۔ تم بھائی بہن وہاں کسی نہ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو پھانس لو گے۔ میں میکسی کے ساتھ امریکا جاؤں گی اور وہاں ایسا ہی کوئی ٹارگٹ تلاش کرتی رہوں گی۔"

اس فیصلے کے مطابق گاڈ مدر اپنی دوسری بیٹی کے ساتھ امریکا چلی گئی۔ وان لوئن اپنی دو بہنوں ماملا اور اتالاتا کے ساتھ

اسرائیل آگیا۔ دونوں ماں بیٹے اپنے ساتھ ایک ایک ہپناٹزم کے ماہر کو بھی لے گئے۔ ان کے پاس وہ چھوٹا کیمرا اور کچھ آلات بھی تھے' جن کے ذریعے وہ کسی کے عکس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے تھے۔

ابھی اس سلسلے میں ایک پرابلم تھا۔ عکس دوسری جگہ پہنچ کر بول سکتا تھا کیونکہ کیمرے کے سامنے عکس والا بولتا تھا۔ اس کی آواز عکس کے ساتھ دوسری جگہ پہنچتی تھی۔ اس سلسلے کے تمام آلات موجود تھے پارس اور علی یہ تجربہ کر رہے تھے کہ جہاں عکس پہنچے' وہاں کے لوگ اور وہاں کے مناظر بھی کیمرامین کو اور عکس والے کو نظر آئے۔

مثلاً پارس کیمرے کے سامنے ہو اور اس کا عکس جتنی دور پہنچے وہاں کا منظر پارس کو بھی اپنے سامنے ٹی وی پر نظر آئے۔ اس کی فی الحال ایک ہی صورت تھی کہ جہاں عکس پہنچے وہاں بھی ایسا آلہ ہو' جو وہاں کے مناظر کو عکس والے کے پاس پہنچائے۔ ایسا گاڈ مدر کی بیٹیوں نے کیا تھا۔ ماملا' میکسی اور انا لانا نے اپنے اپنے گلے میں سونے کے جو ہار پہنے ہوئے تھے' ان کے لاکٹ میں طاقت ور منی کیمرے اور آواز کیچ کرنے والے مائیک تھے۔ ان کے ذریعے جہاں گاڈ مدر کیمرے کے سامنے کھڑی ہوئی تھی' وہاں اسے عدالت کا پورا منظر دکھائی دیتا رہا اور وہ دوسروں کی باتیں سن کر جواب دیتی رہی تھی۔

یعنی پرابلم یہ تھا کہ جہاں عکس کو بھیجا جائے' وہاں پہلے سے ایسا آلہ رکھ دیا جائے' جو اپنے اطراف کے مناظر دکھا سکے اور وہاں کی آوازیں سنا سکے۔ وان لوئن' ماملا اور انا لانا کو تل ابیب پہنچ کر یہی مسئلہ درپیش تھا۔ وہ کسی حاکم یا فوج کے اعلیٰ افسر کی کوٹھی میں نہیں جا سکتے تھے۔ وہاں پہلے سے کوئی آلہ رکھ نہیں سکتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ وان لوئن اگر ماملا کے عکس کو گورنر ہاؤس کے اندر بھیجتا تو عکس ضرور وہاں پہنچتا لیکن وہاں کا منظر اور آوازیں ادھر ماملا کو نہ دکھائی دیتیں اور نہ سنائی دیتیں۔ اس ادھورے عمل سے وہ کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے۔

اگر ان کے ساتھ کوئی خیال خوانی کرنے والا ہوتا تو وہ کسی پہرے دار کے دماغ پر قبضہ جماتا اور ایک آلہ گورنر ہاؤس کے اندر پہنچا کر اسے کہیں چھپا دیتا۔ فی الحال انہوں نے ایسے مقامات تک پہنچنے کا ارادہ ترک کر دیا جہاں فوجی یا دوسرے سیکورٹی گارڈز ہوتے ہیں۔

وان لوئن نے کہا۔ "ہم پہلی واردات کسی بڑے بینک میں کریں گے۔ اس لیے کہ ہمیں خاصی رقم کی ضرورت ہے۔"

ماملا نے کہا۔ "اس مقصد کے لیے ایک ایسے شخص کو اپنے قابو میں کرنا ہوگا جو عکس کے پیچھے رہ کر گولی چلائے اور لوگ یہی سمجھیں کہ وہ عکس یا روح گولی چلا رہی ہے۔"

انا لانا نے کہا۔ "پہلے یہ طے ہو جائے کہ ہم میں سے کون کیا کام کرے گا؟"

بھائی نے کہا "تم کیمرے کے سامنے ریوالور لے کر ایک[illegible] گی۔ تمہارا عکس بینک میں پہنچے گا' میں کیمرے کے پیچھے رہوں[illegible] ماملا بینک میں موجود رہے گی۔ اس کے گلے میں لاکٹ کی طر[illegible] آلہ ہے وہ تمہیں بینک کے مناظر دکھاتا رہے گا۔"

"بینک سے اسرائیلی شیکل ملیں گے یا ڈالر؟"

"یہاں کے بینکوں میں یو کے پونڈز اور امریکی ڈالرز[illegible] اسرائیلی شیکل کا تبادلہ ہوتا ہے اس لیے ہمیں خاصی تعداد[illegible] پونڈز اور ڈالرز بھی ملیں گے۔"

"ہم اتنی زیادہ رقم وہاں سے کیسے لائیں گے؟"

"ہم جس شخص کو گولیاں چلانے کے لیے ٹریپ کریں گے[illegible] بینک سے رقم لے کر انا لانا کے عکس کے ساتھ باہر آئے گا اور[illegible] کار میں بیٹھے گا۔ عکس باہر ریوالور لیے کھڑا رہے گا اور موقع[illegible] مناسبت سے فائرنگ کرتا رہے گا۔"

"لیکن عکس کی فائرنگ سے صرف آواز گونجے گی۔ کوئی مر[illegible] گا نہیں؟"

"نہ مرے' دہشت پھیلتی رہے گی۔"

"وہ شخص ہماری رقم لے کر کہاں جائے گا؟ کیا ہماری[illegible] رہائش گاہ میں آئے گا؟"

"نہیں' ادھر آنے سے ہم گرفتار ہو جائیں گے۔ اس[illegible] کے گلے میں ایک لاکٹ کیمرا ہوگا اس کے ذریعے ہم یہاں اسکر[illegible] پر دیکھتے رہیں گے کہ اگر اس کا تعاقب ہو رہا ہے تو وہ کس طرح[illegible] دے کر رقم کو کسی محفوظ جگہ پر پہنچا رہا ہے۔"

انا لانا نے کہا۔ "جب اس کے گلے میں لاکٹ ہوگا تو میں[illegible] یہاں سے دیکھتی رہوں گی اور میرا عکس اس کی مدد کے لیے[illegible] پہنچتا رہے گا۔"

وہ تینوں اس منصوبے پر تفصیلی بحث کرتے رہے۔ یہ بح[illegible] اس بات پر تمام ہوئی کہ پہلے ایک کام کا بندہ تلاش کیا جائے[illegible] اسمارٹ' تیز طرار اور بہترین نشانہ باز ہو۔ اگر وہ دھوکے باز[illegible] کوئی بات نہیں' وہ بینک کی رقم لے کر زمین کے اندر بھی[illegible] جائے گا تو روح وہاں پہنچ جائے گی۔"

ایک تیز طرار اور سچا نشانے باز فوج یا پولیس ڈپارٹمنٹ[illegible] ہی مل سکتا تھا لیکن ان کا رجحان فلسطینی مجاہدین کی طرف تھا[illegible] بھی اچھے نشانہ باز ہوتے ہیں پھر یہ کہ وہ یہودیوں کے دشمن[illegible] ان کے کسی بینک کو لوٹنے کے سلسلے میں ضرور تعاون کریں[illegible] مزید یہ کہ ان مجاہدین کو بھی بھاری رقموں کی ضرورت پیش[illegible] رہتی ہے۔ اس منصوبے میں ایسا ہی کوئی مجاہد ان کے کام آسکتا[illegible]

وہ سب بھائی بہنیں ایسے کسی مجاہد کو تلاش کرنے لگے۔

○☆☆○

لیلیٰ نے وقت کا حساب کیا۔ اس حساب سے تل ابیب[illegible] آدھی رات ہو چکی تھی۔ اس نے خیال خوانی کی پرواز کی[illegible] تارا کا موجودہ لہجہ اپنا کر ہیری (عادل) کے دماغ میں پہنچ گئی۔ ہیری نے سانس نہیں روکی' لیلیٰ کو اس کے اندر جگہ مل گئی۔ وہاں پہنچتے ہی پتا چلا کہ شی تارا موجود ہے۔ وہ ہیری کے خوابیدہ دماغ میں کہہ رہی تھی۔ "تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تم اس ٹیلی پیتھی جاننے والی (مرینا) کو پہچانتے ہو۔ اس نے ہوٹل میں' سمندر کے ساحل پر پھر کلینک میں تمہارے ساتھ وقت گزارا تھا۔ تم نے اسے خیال خوانی کرتے دیکھا تھا پھر تم اسے کلینک میں چھوڑ کر گھر میں آ کر کیوں سو گئے تھے؟"

"وہ عورت عاشق مزاج لگ رہی تھی۔ مجھے اپنی آبرو لٹنے کا اندیشہ تھا اس لیے میں چلا آیا۔"

"بکواس مت کرو۔ مرد کی کوئی آبرو نہیں ہوتی۔ تم آئندہ ایسی حرکتیں کرتے رہو گے۔ ہاتھ آئے ہوئے شکار کو چھوڑتے رہو گے تو میرے کسی کام کے نہیں رہو گے پھر میں تمہارا قصہ ہی تمام کر دوں گی۔"

"اب وہ نظر آئے گی تو میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔ اسے باندھ کر اپنے گھر میں رکھوں گا۔"

"اب وہ نظر نہیں آئے گی۔ اس نے اپنا چہرہ اور آواز بدل لی ہوگی۔"

"میں اس کی چال اور اس کی ہنسی کے مخصوص انداز سے اسے پہچان لوں گا۔"

"شاباش! ایسی عقل مندی کی باتیں سوچا کرو اور عمل کیا کرو۔ کیا واقعی تم نے اس کی مخصوص عادتوں کو یاد رکھا ہے؟"

"ہاں' جب وہ ہنستی ہے تو اپنی گردن کو خم دے کر زلفوں کو ایک خاص انداز میں سامنے سے پیچھے کی طرف جھٹکتی ہے۔ اس کی چال میں بھی کوئی ایسی بات ہے جسے میں بیان نہیں کر سکتا لیکن میں ہزاروں کے مجمع میں اس چال کو پہچان سکتا ہوں۔"

"اچھی بات ہے۔ یہی باتیں منیجر کو بھی بتاؤ اور کل صبح سے اس عورت کی تلاش شروع کر دو۔ تمہارے اس بیان سے میں اچھی طرح سمجھ گئی ہوں' وہ مرینا ہی ہے۔"

"میں کل سے مرینا کو تلاش کروں گا لیکن ایک التجا ہے' میری آبرو کو بچائے رکھنا۔"

"شٹ اپ! میں حکم دیتی ہوں' سو جاؤ۔ میں صبح پانچ بجے آ کر جگاؤں گی۔"

وہ حکم کے مطابق شٹ اپ ہو گیا۔ لیلیٰ اس کے دماغ سے نکل آئی تاکہ شی تارا وہاں سے جا کر دوبارہ آئے تو ہیری کے دماغ میں کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کی موجودگی کا شبہ نہ کرے۔

لیلیٰ کو دماغی طور پر حاضر دیکھ کر میں نے پوچھا۔ "کیا ہوا؟ کیا وہ ہیری کے دماغ میں موجود ہے؟"

"ہاں ابھی گئی ہے' کسی طرح کا شبہ دور کرنے دوبارہ آ سکتی ہے۔ میں ٹھہر کر جاؤں گی۔"

میں ہنسنے لگا۔ اس نے پوچھا۔ "کیوں ہنس رہے ہیں آپ؟"

"پارس کی حرکتیں سوچ کر ہنسی آ رہی ہے۔ وہ جو کرتا ہے اس کے نتائج بڑے دور رس ہوتے ہیں۔ اس نے ادھورے فارمولے یہودیوں کے حوالے کر کے سرزمین اسرائیل کو میدان جنگ بنا دیا ہے۔ وہاں شی تارا اپنے آلہ کاروں کے ذریعے کچھ کرنے والی ہے۔ شیطانی ہپناٹزم جاننے والے جے پرگولا کو جب یہ معلوم ہوگا کہ مرینا اس کے ہاتھ سے نکل گئی ہے تو وہ فارمولے حاصل کرنے کے لیے دوسرے ذرائع اختیار کرے گا۔ سپر ماسٹر اور امریکی حکام بھی وہاں ہنگامہ آرائی کے لیے تیار رہوں گے ان کے علاوہ اور نہ جانے کون کون سی خفیہ تنظیمیں ہیں' جو یہودیوں کی خفیہ تنظیم سے ٹکر لینے والی ہیں۔"

وہ بولی۔ "ماشاء اللہ! ہمارے بیٹے کی کیا بات ہے۔ بڑے سیاسی کھیل کھیلتا ہے۔ ایک بات کہوں؟"

"ہزار باتیں کہو۔"

"کیوں نہ ہم بھی چلیں؟"

"کہاں ملنے کا ارادہ ہے؟"

"انجان نہ بنیں۔ جہاں کی باتیں ہو رہی ہیں' وہیں چلنے کو کہہ رہی ہوں۔ آپ انصاف سے سوچیں' ایک طویل عرصہ گزر گیا ہے میں نے آپ کے ساتھ کہیں سفر نہیں کیا۔"

"طویل عرصہ سہی' پچھلی بار ہم تل ابیب میں ہی تھے پھر وہاں جانے کا کیا فائدہ ہے؟ کسی دوسرے ملک چلو۔"

"پہلی اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ میں بیت المقدس میں نماز ادا کرنا چاہتی ہوں۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ اس بار آپ کو بھی نماز پڑھاؤں گی۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "ایک ساتھ ایسی نیکیاں کرو گی تو فوراً ہی جنت میں پہنچ جاؤ گی۔"

"میری یہی خواہش ہے کہ بیت المقدس کے فرش پر سجدہ کروں تو قیامت کے دن سجدے سے میرا سر اٹھے۔"

"ایسے ایمان پرور جذبوں کو میں روک نہیں سکتا۔ میں تمہارے ساتھ ضرور وہاں جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو نماز ضرور پڑھوں گا۔ اب ہیری کے پاس جاؤ۔"

وہ عادل کے پاس گئی۔ بڑی دیر تک خاموش رہ کر اس کے اندر شی تارا کی موجودگی کو سمجھنے کی کوشش کرتی رہی۔ جب یقین ہو گیا' وہ موجود نہیں ہے تب لیلیٰ اس کے خوابیدہ دماغ پر عمل کرنے اور شی تارا کے تنویمی عمل کے اثرات کو مٹانے لگی۔

ان اثرات کے ختم ہوتے ہی اسے اپنی پچھلی زندگی یاد آنے لگی۔ لیلیٰ نے مجھ سے کہا۔ "آپ ہیری کے دماغ میں آئیں۔ یہ یہودی نہیں' مسلمان ہے۔ اس کا نام عادل چنگیزی ہے۔"

میں بھی اس کے اندر چلا آیا۔ ہم دونوں اس کے خیالات پڑھ کر حیران ہوتے رہے۔ ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وہ ہمارا اس

قدر شیدائی ہے۔ مجھے بھائی جان اور لیلیٰ کو بھابی جان کہتا تھا۔

پھر پتا چلا کہ اس نے اسلام آباد میں ثی تارا کو اعصابی کمزوریوں میں مبتلا کیا تھا۔ ایک ایسی ہستی کو گرفتار کیا تھا، جس کے لیے یہ پیش گوئی تھی کہ تقریباً سات برس تک کوئی اس کی اصل صورت نہیں دیکھ پائے گا اور نہ ہی کوئی اس کی اصل آواز اور لہجے کو سن سکے گا۔

یہ پیش گوئی اپنی جگہ درست تھی۔ عادل نے اس کا اصلی چہرہ نہیں دیکھا تھا اور نہ اصل لہجہ سنا تھا پھر بھی اصل ثی تارا کو بری طرح بے بس کر رکھا تھا۔ ایسے وقت اپنے بھائی جان اور لیلیٰ بھابی کا انتظار کرتا رہا تھا۔ ثی تارا بدبختی کے باوجود اس لحاظ سے نصیب والی تھی کہ اس کا کوئی مخالف اس کے دماغ میں نہیں آیا تھا۔

ثی تارا نے ہم سب سے چھپنے کے لیے اسلام آباد کا انتخاب کیا تھا۔ یہ اس کی دانشمندی تھی۔ ہم یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ مسلمانوں سے دور بھاگنے والی پاکستان میں رہے گی۔

عادل کے خیالات پڑھ کر ایک اور گیم کا پتا چلا اور وہ یہ کہ وہاں پاشا آیا تھا۔ عادل، پاشا کو اس کے نام سے نہیں پہچانتا تھا۔ وہ صرف اتنا جانتا تھا کہ وہ شخص ہزاروں میل دور کی آوازیں سن لیتا ہے۔

ہمارے لیے یہ اطلاع نئی تھی یہ یقین ہو گیا کہ ثی تارا نے پاشا کو اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا ہے۔

اس کے خیالات پڑھ کر بڑے بڑے انکشافات ہو رہے تھے۔ ثی تارا تقریباً چھ دنوں تک بے کسی کے عالم میں رہی تھی۔ ایسے میں اسے دھڑکا لگا رہتا ہو گا کہ کوئی اچانک اس کے دماغ میں آ کر قبضہ جما لے گا۔ وہ اپنی زندگی کی بہت بڑی بازی ہارنے والی تھی لیکن انجام کار اس نے پاشا کو غلام بنا کر ایک بڑی بازی جیت لی۔

پھر یہ قصہ تو معلوم تھا ہی کہ مرینا کس طرح عادل کے ساتھ رہ کر دماغی طور پر کمزور ہو گئی اور اس نے برین آدم کو بھی اعصابی کمزوریوں میں مبتلا کیا تھا۔ ابھی یہ حقیقت ہمیں معلوم نہیں ہوئی تھی کہ وہ عذاب میں مبتلا ہونے والا شخص یہودی خفیہ تنظیم کی ریڑھ کی ہڈی تھا۔

بہرحال بڑا عجیب و غریب بندہ ہمارے ہاتھ لگا تھا۔ وہ جوان، صحت مند، ذہین اور ایکشن سے بھرپور تھا۔ اس سے نادانیاں سرزد ہوتی تھیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ بے وقوف ہے۔ دراصل وہ ناتجربہ کار تھا۔ زندگی کے عملی میدان میں ابھی داخل ہوا تھا اس کے حالات بتا رہے تھے کہ رفتہ رفتہ ذہانت سے کام لینا سیکھ جائے گا۔

لیلیٰ اس سے بہت متاثر ہوئی تھی کیوں کہ پہلی بار کسی نے اسے بھابی جان کہا تھا اور کوئی رشتہ یا تعلق پہچان نہ ہونے کے باوجود اسے یاد کرتا اور اپنے دماغ میں اس کا انتظار کرتا رہتا تھا۔

لیلیٰ نے اس کے دماغ میں کہا۔ "عادل! میرے چاہنے والے بھائی! تمہاری لیلیٰ بھابی آ گئی ہے۔"

وہ خوابیدہ تھا۔ خواب میں خوش ہو رہا تھا اور کہہ رہا تھا "میں آپ کا انتظار کرتے کرتے تھک گیا تھا لیکن مایوس نہیں تھا۔ یہ آپ ہی ہیں نا؟"

"ہاں عادل! میں ہی ہوں۔ تمہیں ثی تارا نے اپنا تابعدار رکھا تھا میں نے اس کا طلسم توڑ دیا ہے۔ آئندہ تم اس کے زیر نہیں رہو گے۔"

"میں جانتا تھا، جب کبھی بھابی جان یا بھائی جان آئیں گے مجھے ضرور اپنا بنا لیں گے۔"

میں نے کہا۔ "میں تمہارا بھائی جان ہوں اور تمہیں دیتا ہوں کہ ذہانت اور حاضر دماغی سے حالات پر قابو پاتے رہو بڑے کارنامے انجام دیتے رہو گے تو میری فیملی میں شامل ہو گے۔"

"بھائی جان! آپ صرف ایک اشارہ کر دیں کہ مجھے کیا کرنا پھر میں وہ کارنامہ کر گزروں گا۔"

"مجھے پتا ہے میرے اشاروں کے بغیر ہی بڑے کارنامے ان دے چکے ہو۔ افسوس کہ ہم ہی اس موقع سے فائدے نہ اٹھا کوئی بات نہیں آئندہ سہی۔"

لیلیٰ نے اس سے کہا۔ "اب خاموش رہو۔ میں تم پر عمل کے تمہارے دماغ کو لاک کر رہی ہوں تاکہ تم پرائی سوچ کی لہر محسوس کرتے ہی سانس روک لیا کرو گے۔ میں ایک نئی آواز لہجے سے تمہارے پاس آیا کروں گی۔"

وہ خاموش رہا۔ لیلیٰ اس پر عمل کرنے لگی۔

اس کے ذہن میں یہ نقش کیا گیا کہ وہ مسلمان ہے۔ مسلمان ہی رہے گا لیکن ہیری کے نام سے ایک یہودی جوان کا رول ادا رہے گا۔

"دوسری بات یہ نقش کی گئی کہ وہ دانستہ یا نادانستہ فرہاد اس کی فیملی سے کسی کے سامنے رشتہ ظاہر نہیں کرے گا۔ ہمار رابطے اور تعلق کو ایک راز کی طرح دل میں چھپا کر رکھے گا۔

لیلیٰ نے ایسی ہی چند باتوں کو گرہ کی طرح اس کے دماغ باندھ دیا پھر اسے تنویمی نیند سلا کر اس کے یہودی منیجر کے پاس گئی۔ اس نے منیجر کے دماغ سے بھی ثی تارا کے تنویمی عمل کو اور دماغ کو لاک کر دیا تاکہ ثی تارا اس منیجر کو آلۂ کار بنا کر عادل نقصان نہ پہنچا سکے۔

اس ملک میں بابا صاحب کے ادارے کے کئی جاسوس وہاں کے ہر بڑے شہر میں سرکاری ملازمت کرتے تھے یا پھر مین بن کر رہتے تھے۔ مرینا کو ایک ایسے ہی بزنس مین کے ہاں مل گئی تھی۔

اس نے مرینا سے کہا۔ "اب تم ہر طرح محفوظ ہو گئی ہو دشمن تمہارے دماغ میں نہیں آئے گا۔ تمہاری صورت بھی

ی گئی ہے۔ کوئی تمہیں پہچان نہیں پائے گا۔"

وہ بولی۔ "ایسا کئی بار ہو چکا ہے۔ میں نے صورت بدل دی، بدل دیا اس کے باوجود کسی نہ کسی دلدل میں دھنس گئی۔ ہزار احتیاط کے باوجود کسی مصیبت میں ضرور گرفتار ہو جاتی ہوں۔"

"احتیاط کرنے والے بار بار مصیبت میں نہیں پڑتے۔ تم جسے احتیاط سمجھتی ہو، وہ تمہاری نادانی ہوتی ہے۔ تم کسی پر بھروسا نہیں کرتیں جب کہ عورت کو کسی ایک پر بھروسا کرنا پڑتا ہے۔ ایسی ہی بے اعتباری سے تم پارس کو چھوڑ کر بھاگ گئیں۔ تمہاری عقل نے سمجھایا کہ تم احتیاط سے کام لے رہی ہو۔"

"ہاں اب افسوس ہوتا ہے۔ میں نے وہ پہلی بڑی غلطی کی تھی۔"

"دوسری غلطی ازبکستان میں کی۔ فرہاد جیسے پہاڑ کو زخمی کر کے اس کے دماغ پر قبضہ جمانا چاہا۔ جب اس پہاڑ نے اپنی بلندی سے تمہیں گرانا شروع کیا تو تم پناہ لینے ثی تارا اور پے پے سرنا کی کنیز بن گئیں۔ یعنی تم ہمیشہ ایسی احتیاطی تدابیر کرتی ہو کہ ایک طرف سے بچتی ہو، دوسری طرف پھنس جاتی ہو۔"

وہ خاموشی سے سر جھکائے سن رہی تھی۔ اس کے میزبان نے کہا۔ "ذرا غور کرو، فرہاد صاحب نے تمہیں کتنی بار قابو میں کیا پھر چھوڑ دیا۔ صومالیہ کے جنگل میں تمہیں ثی تارا کے تنویمی عمل سے نجات دلائی گئی۔ اس کے چند روز بعد ہی تم میامی میں پارس کی جان کے پیچھے پڑ گئیں۔ وہاں جنرل واسکوڈی کے ذریعے تم اسے گرفتار کرا کے اس کے دماغ پر قبضہ جمانا چاہتی تھیں اور ناکامی کی صورت میں اسے مار ڈالنے سے بھی دریغ نہ کرتیں۔"

"مجھے اور شرمندہ نہ کرو۔ میں نے جیسی غلطیاں کی ہیں، ویسی سزائیں بھی پاتی رہی ہوں۔ میرے لیے اس سے زیادہ شرمندگی کی اور ڈوب مرنے کی بات کیا ہو گی کہ فرہاد صاحب سے دشمنی کرتی ہوں پھر مصیبت میں اُنہی سے مدد مانگتی ہوں۔ وہ اب تک کئی بار مجھے دشمن خیال خوانی کرنے والوں سے نجات دلا چکے ہیں۔"

"اس بار پھر انہوں نے جے پرگولا جیسے شیطان سے نجات دلائی ہے اور تمہیں آزاد کر دیا ہے۔ تم جہاں جانا چاہو، جا سکتی ہو۔"

"اب تو میں وہ غبارہ ہوں جس کی ہوا نکل چکی ہے۔ پارس کبھی اس غبارے کو منہ لگا کر ہوا نہیں بھرے گا۔ مفاد پرست لوگ میری ٹیلی پیتھی کی خاطر مجھے منہ لگاتے ہیں۔ ایک عورت کی حیثیت سے میرا کوئی مان مرتبہ نہیں رہ گیا ہے۔ سوچتی ہوں، کہاں جاؤں؟ زندگی سے محبت ہے۔ زندہ رہنا چاہتی ہوں مگر اس دنیا میں میرے لیے کوئی دلچسپی نہیں رہی ہے۔"

"دلچسپی اس لیے نہیں ہے کہ دوسرے تمام خیال خوانی کرنے والوں سے خوفزدہ رہتی ہو۔ تمہیں یہ اندیشہ ہے کہ ابھی یہاں سے جاؤ گی تو پھر کسی چکر میں پڑ کر کسی کی معمولہ بن جاؤ گی۔"

"ہاں، یہ اندیشہ ہمیشہ رہے گا۔"

"عقل سے کام لو گی تو ایک پُرسکون اور آرام دہ زندگی گزار سکو گی۔"

"مجھے ایسا راستہ بتاؤ۔ میں تھک گئی ہوں۔"

"ٹیلی پیتھی کو بھول جاؤ۔ یہ علم فسادات پھیلاتا ہے۔ انسان کا سکون چھین لیتا ہے۔"

"واقعی یہ علم نہ ہوتا تو میں ایک سیدھی سادی زندگی گزارتی۔"

"اب بھی ایسی زندگی گزار سکتی ہو لیکن تم اپنی عادت سے باز نہیں آؤ گی۔"

"ایسا نہ کہو۔ میں اس علم کو قربان کر کے سکون اور عزت کی زندگی حاصل کروں گی۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی، مجھ سے رابطہ کیا پھر بولی۔ "میں آپ کا تھوڑا سا وقت چاہتی ہوں۔ کیا آپ میرے میزبان کے پاس آئیں گے؟"

"چلو، میں آ رہا ہوں۔"

وہ گئی میں نے میزبان کے پاس آ کر کہا۔ "مسٹر ٹام مورس! مرینا چاہتی ہے ابھی تمہاری پاس رہوں وہ کچھ باتیں کرے گی۔ اس کا کوئی مسئلہ ہو تو حل کر دو۔"

"ٹام مورس نے کہا۔ "میں دل سے حاضر ہوں۔"

پھر اس نے مرینا سے کہا۔ "فرہاد صاحب میرے پاس ہیں۔ بولو کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"یہی کہ ٹیلی پیتھی نے مجھے بڑی دکھ پہنچائے ہیں۔ فرہاد صاحب مجھ پر عمل کریں اس علم کو میرے دماغ سے ہمیشہ کے لیے مٹا دیں۔"

"جو علم اور ہنر خدا کی مرضی سے ملتا ہے اُسے کوئی نہیں مٹا سکتا۔ کتنے ہی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے برین واش کیے گئے۔ حال ہی میں سلمان نے جیری کے دماغ سے اس علم کو مٹایا تھا جے پرگولا نے اپنے عمل سے اسے بحال کر دیا ہے۔"

"آپ کچھ کریں۔ یہ میرے لیے مصیبت کا باعث بن گیا ہے۔"

"یہ علم میرے لیے، لیلیٰ، سلطانہ، سلمان، جوجو، ثانی اور باربرا کے لیے مصیبت کا باعث کیوں نہیں ہے؟"

"شاید اس لیے کہ آپ کی ٹیم بہت مضبوط ہے۔ اتنا اتحاد ہے کہ کسی ایک پر کوئی آنچ آئے تو اس کے پیچھے کئی خیال خوانی کرنے والے مدد کے لیے پہنچ جاتے ہیں۔"

"یہ اتحاد کی برکت ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ ہم خواہ مخواہ خیال خوانی نہیں کرتے۔ ضرورت کے وقت پرواز کرتے ہیں پھر اپنی پناہ گاہ میں لوٹ آتے ہیں۔ تمہاری کوئی پناہ گاہ نہیں ہے اور سب سے اہم بات یہ کہ تمہاری خیال خوانی کا کوئی اصول نہیں

ہے۔ ساری دنیا پر حکمرانی کرنے کی خواہش ہمیشہ نقصان پہنچاتی ہے۔"

"آپ مجھے مشورے دیں، میں ان پر عمل کرنے کا وعدہ کرتی ہوں۔"

"میرا پہلا مشورہ یہ ہے کہ دوسروں کو اپنا معمول اور تابعدار بنانے کی خواہش کو کچل دو۔"

"میں وعدہ کرتی ہوں جیسا آپ نے بارہا مجھ سے نیکیاں کیں، وہی میں دوسروں سے کروں گی۔"

"دوسرا مشورہ یہ ہے کہ خیال خوانی کو تقریباً بھول جاؤ۔ کبھی جان پر بن آئے تو خدا کے بعد مجھے آواز دو۔ میں اور میرے تمام خیال خوانی کرنے والے تمہارے کام آئیں گے۔"

"میرے لیے اس سے خوشی کی بات اور کیا ہوگی کہ مجھ پر آپ لوگوں کا سایہ رہے گا۔"

"یہ سایہ اس وقت تک رہے گا جب تک تم ٹیلی پیتھی کی دنیا میں جارحانہ رویّہ اختیار نہیں کروگی، بالکل نارمل اور پُرسکون زندگی گزاروگی۔"

"میں ازدواجی گھریلو زندگی گزارنا چاہتی ہوں۔"

"یہ تم اپنے حق میں بہترین فیصلہ کر رہی ہو۔ کسی کو پسند کرو اور اپنا جیون ساتھی بنالو۔"

وہ اپنے میزبان ٹام مورس کو مخاطب کرکے بولی۔ "اس گھر سے مجھے نئی زندگی مل رہی ہے۔ میں مزید گھر گھر بھٹکنا نہیں چاہتی، کیا تم مجھے اپنا شریکِ حیات بناؤ گے؟"

ٹام مورس بوکھلا سا گیا۔ وہ ہچکچاتے ہوئے بولا۔ "مم...... میں یعنی کہ تم مجھ سے..."

میں نے کہا۔ "مسٹر ٹام! گھبرا کیوں رہے ہو۔ نیکی کرو اور اسے راہِ راست پر لاؤ۔ اگر یہ سچے دل سے توبہ کر رہی ہے تو پھر ایک بہترین بیوی ثابت ہوگی۔"

"جناب، اگر دھوکا ہوا تو؟"

"تو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ تمہیں ڈوبنے نہیں دیں گے۔"

وہ مسکرا کر مریتا سے بولا۔ "مجھے منظور ہے۔"

○☆☆○

ماملیا نے ایک بہت ہی شاندار کوٹھی کے سامنے کار روک دی پھر موبائل فون اٹھا کر اپنے بھائی وان لوئن سے رابطہ کرکے بولی "میں کوٹھی کے سامنے پہنچ گئی ہوں۔ اپنا لاکٹ آن کر رہی ہوں اسکرین پر اس کوٹھی کو دیکھو۔"

ماملیا نے لاکٹ کو آن کیا۔ ادھر وان لوئن نے ٹی وی اسکرین کو آن کیا۔ اسے اور چھوٹی بہن انالانا کو اسکرین پر وہ کوٹھی نظر آنے لگی۔ ساتھ ہی ماملیا کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ "جیسا کہ میں پہلے کہہ چکی ہوں۔ اس کوٹھی میں کوئی سیاسی شخصیت ہے۔ یہاں کئی مسلح گارڈز دیکھے گئے ہیں۔ ان گارڈز میں سے ہمیں کوئی اچھا نشانہ باز مل جائے گا۔"

وان لوئن نے کہا۔ "سسٹر! میری بات مانو۔ کسی فلسطینی کو پھانسنا بہتر ہوگا۔"

"اسے بھی پھانس کر دیکھ لیں گے۔ میں چاہتی ہوں۔ اس سیاسی شخصیت کی بھی کچھ کمزوریاں معلوم کی جائیں۔ یہ سیاسی لوگ بڑی جلدی بلیک میل ہوتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے لیکن انالانا کا عکس کوٹھی کے اندر کیسے جائے؟ کیا تم وہ لاکٹ پہن کر نہیں جاؤ گی؟"

"میں نہیں جاؤں گی۔ دوپہر سے اس سلسلے میں مصروف ہوں۔ ایک الیکٹریشن کوٹھی کے اندر جا رہا تھا۔ میں نے اسے دس ہزار ڈالر دے کر رازدار بنایا تھا اس نے واپس آکر بتایا کہ میرے دیے ہوئے منی کیمرے اور مائیک کو اس نے ایک فانوس میں چھپا کر رکھ دیا ہے۔ تم ٹی وی کو چینل ٹو پر رکھو۔"

وان لوئن نے چینل ٹو کا بٹن دبایا اسے اور انالانا کو کوٹھی کے اندر کا منظر دکھائی دیا۔ وہاں ایک موٹا سا بھاری بھرکم شخص ایک صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے دو ادھیڑ عمر کے آدمی کھڑے ہوئے تھے۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "ڈاکٹر ایڈی اور ڈاکٹر نیلسن! میں اب تک بہت نرمی سے پیش آتا رہا ہوں۔ اب میں تم دونوں کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

ڈاکٹر ایڈی نے کہا۔ "مسٹر نارمن! ہم تمہاری مرضی کے مطابق ایک دوا تیار کرنے میں مصروف ہیں۔ آپ صرف اپنے کام سے مطلب رکھیں، دوسرے معاملے سے دلچسپی نہ لیں۔"

اوڈی نارمن نے کہا۔ "بکواس مت کرو۔ مجھے صاف صاف بتاؤ کہ تم دونوں کو پندرہ دنوں تک لیبارٹری میں کیوں قیدی بنا کر رکھا گیا تھا۔ وہاں تم کون سی دوائیں تیار کر رہے تھے؟"

ڈاکٹر نیلسن نے کہا۔ "جو کچھ تیار کر رہے تھے، اس میں ناکامی ہوئی تھی۔ ہم لیبارٹری میں آگ لگا کر بھاگ آئے ہیں۔ دواؤں کے فارمولے وہیں جل گئے ہیں۔"

وہ بولا۔ "میں بہت بڑی دواساز کمپنی کا مالک ہی نہیں، ایک زبردست سیاستداں بھی ہوں۔ مجھ سے جھوٹ نہ بولو۔ وہ اہم فارمولے ہوں گے جن کے لیے تمہیں قیدی بنا کر رازداری سے کام لیا جا رہا تھا۔ تم دونوں بہت چالاک ہو۔ تم نے میرے پاس آنے سے پہلے وہ فارمولے کہیں چھپا دیے ہیں۔"

"یہ تمہارا خیال ہے۔ ورنہ ہم نے تم سے کچھ نہیں چھپایا ہے۔"

اوڈی نارمن نے انٹرکام کا ریسیور اٹھا کر کہا۔ "پانچوں کو بھیج دو۔"

اس نے ریسیور رکھا۔ چند سیکنڈ کے بعد پانچ ہٹے کٹے بدمعاش وہاں آئے۔ نارمن نے کہا۔ "انہیں ایسی اذیتیں دو کہ یہ سچ بولنے پر مجبور ہو جائیں۔"

وہ پانچوں ان دونوں کو ایک ایک کرسی پر بٹھا کر رسیوں سے باندھنے لگے۔ وہ فریاد کر رہے تھے۔ قسمیں کھا رہے تھے کہ وہ جھوٹ نہیں بول رہے ہیں۔

انالانا اور وان لوئن اسکرین پر سب کچھ دیکھ رہے تھے اور موبائل فون کے ذریعے ماملیا کو وہاں کے حالات بتا رہے تھے۔ ان دونوں ڈاکٹروں کو الگ الگ کرسیوں پر باندھ دیا گیا تھا۔

نارمن نے کہا۔ "اب تمہیں بجلی کے جھٹکے پہنچائے جائیں گے۔ بہتر ہے اب بھی سچ اگل دو۔"

وہ خوف سے تھر تھر کانپ رہے تھے۔ بیچاروں نے کبھی مجرمانہ زندگی نہیں گزاری تھی اس لیے ظلم اور تشدد برداشت کرنے کا حوصلہ ان میں نہیں تھا۔ ڈاکٹر نیلسن نے کہا۔ "ہمیں چھوڑ دو ہم بتا رہے ہیں۔ وہ عجیب و غریب دواؤں کے فارمولے ہیں۔"

نارمن نے کہا۔ "بولتے جاؤ۔ ابھی رسیاں کھول دی جائیں گی۔"

ڈاکٹر ایڈی نے کہا۔ "وہ فارمولے مکمل نہیں ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان میں چھ دواؤں کے نام اصلی نہیں ہیں۔ ہم تجربات سے معلوم کرنا چاہتے تھے کہ آخر وہ کون سی چھ دوائیں ہو سکتی ہیں۔"

نارمن نے کہا۔ "آخر وہ دوا ہے کس مرض کی؟"

"وہ کسی مرض کی نہیں بلکہ انسان کو غیر معمولی طاقت ور بنانے والی دوائیں ہیں۔ انہیں استعمال کرنے سے قوتِ سماعت اتنی حساس ہو جاتی ہے کہ ہم ہزاروں میل دور کی آواز سن سکتے ہیں۔"

"ڈاکٹر! تم ناقابلِ یقین بات کہہ رہے ہو۔ کیا ایسا ممکن ہے؟"

"بے شک ممکن ہے۔ یوسف البرہان عرف پاشا ہماری دنیا میں آج موجود ہے۔ وہ ہزاروں میل کے فاصلوں سے جس کی آواز سننا چاہے، سن لیتا ہے۔ قوتِ بصارت ایسی حیرت انگیز ہے کہ گہری تاریکی میں صاف طور سے سب کچھ دیکھ لیتا ہے۔ جسمانی طور پر فولاد ہے اور دماغ ایسا توانا ہے کہ ٹیلی پیتھی کے جھٹکے بھی اس کے اندر زلزلہ پیدا نہیں کرپاتے ہیں۔"

"او گاڈ! تم دونوں نے اتنی اہم بات مجھ سے چھپائی تھی؟ تم مجھے دشمن سمجھتے ہو اس لیے میں بھی دشمنی کر رہا تھا۔ میرے دوست بن جاؤ۔ میں وعدہ کرتا ہوں کل صبح پلاسٹک سرجری کے ذریعے تمہارے چہرے بدل دوں گا۔ تمہیں ایک آزاد اور خود مختار زندگی دے کر وہ غیر معمولی دوائیں تیار کراؤں گا۔"

ڈاکٹر نیلسن نے کہا۔ "اگر تم دوست بن کر ہمیں آزادی دو گے تو ہم وہ فارمولے لاکر ضرور تمہارے لیے وہ دوائیں تیار کریں گے۔"

ان سے بہت دور انالانا اور وان لوئن ٹی وی اسکرین کے سامنے حیرانی سے یہ باتیں سن رہے تھے اور فون کے ذریعے ماملیا کو سنا رہے تھے۔ وہ بولی۔ "یہ باتیں ناقابلِ یقین لگتی ہیں لیکن دوسروں کو ہماری یہ ٹیلی ویژن عکس کی حرکات و سکنات اسکرین سے باہر ناقابلِ یقین لگیں گی۔ ہمیں اکیسویں صدی میں داخل ہوتے ہوتے اب ہر ناممکن کو ممکن تسلیم کرلینا چاہیے۔"

وان لوئن نے کہا۔ "اور ان فارمولوں کو ضرور حاصل کرنا چاہیے۔ وہاں محتاط رہو۔ ہم ابھی ایکشن میں آئیں گے۔"

اس کوٹھی کے اندر اوڈی نارمن نے حکم دیا۔ "میرے دوستوں کی رسیاں کھول دو۔"

حکم کی تعمیل کی گئی۔ رسیاں کھول دی گئیں۔ نارمن نے ان پانچوں کو باہر جانے کا حکم دیا پھر ان کے جانے کے بعد پوچھا۔ "تم نے ان فارمولوں کو کہاں چھپایا ہے؟"

ڈاکٹر نیلسن نے کہا۔ "اس رات ہم لیبارٹری سے بھاگ کر ایک ویرانے میں پہنچے تھے، وہاں ایک چھوٹا سا گڑھا کھود کر فارمولوں کو چھپایا تھا اور اس جگہ ایک بڑا سا پتھر رکھ دیا تھا۔"

اتنا معلوم ہونے کے بعد اوڈی نارمن نے سوچا۔ "میں ابھی ان ڈاکٹروں کو وہاں لے جاؤں گا اور اپنے مسلح ماتحتوں کو بھی لے چلوں گا۔"

اس کے دماغ میں کسی نے کہا۔ "نہیں، تم تنہا ان ڈاکٹروں کے ساتھ وہاں جاؤ۔"

نارمن نے حیرت سے اور گھبراہٹ سے اپنے سر کو ہاتھوں سے تھام لیا سوچنے لگا "یہ کیسی آواز تھی؟"

پھر اسے اپنے اندر وہی آواز سنائی دی۔ کوئی کہہ رہا تھا۔ "میں ان فارمولوں کا اصل مالک ہوں۔ یہ دونوں ڈاکٹر بھی میرے مجرم ہیں۔ یہ میری لیبارٹری میں آگ لگا کر تمہاری پناہ میں آگئے اور تم میرے خلاف ان سے فائدہ اٹھانے کا جرم کر رہے ہو۔"

وہ گھبرا کر دونوں ڈاکٹروں کو دیکھتے ہوئے بولا۔ "میرے دماغ میں کوئی بول رہا ہے۔ کہتا ہے، تم دونوں اس کے لیے دوائیں تیار کر رہے تھے۔ کیا وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے؟"

ایک ڈاکٹر نے کہا۔ "ہم کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو نہیں جانتے ہیں۔"

دوسرے ڈاکٹر نے پوچھا۔ "مسٹر نارمن! تم نے اپنا سر کیوں تھام لیا ہے؟"

اوڈی نارمن اٹھ کر کھڑا ہوا پھر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد بولا۔ "میں کھڑا ہو رہا تھا، اس نے زبردستی مجھے بٹھا دیا ہے۔ میں اپنے ماتحتوں کو بلا رہا ہوں مگر بلا نہیں پاتا ہوں۔ میں اپنے اختیار میں نہیں ہوں۔ مسٹر تم کون ہو؟ مجھے معاف کردو۔ میں ٹیلی پیتھی کی قوت سے ٹکرانے کی حماقت نہیں کروں گا۔ تم ابھی اپنے دونوں ڈاکٹروں کو لے جاؤ۔"

ایکسرے مین نے کہا۔ "ایسے نہیں لے جاؤں گا۔ تم انہیں لے کر اپنی گاڑی میں وہاں جاؤ، جہاں وہ فارمولے چھپائے گئے ہیں۔ اگرچہ ان فارمولوں کی اصل کاپی میرے پاس ہے پھر بھی

نہیں چاہتا کہ وہ چھپائے ہوئے فارمولے کسی کے ہاتھ لگ جائیں۔ چلو اٹھو اور خبردار ایک باڈی گارڈ کو بھی ساتھ نہ رکھنا۔"

وہ اٹھ کر دونوں ڈاکٹروں کے ساتھ باہر جانے لگا۔

وان لوئن نے موبائل فون پر ماسیلا سے کہا۔ "سسٹر! بی الرٹ۔ وہ نارمن دونوں ڈاکٹروں کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر اس ویرانے کی طرف جائے گا۔ اپنی کار کی ہیڈ لائٹس بجھا کر تعاقب کرو۔"

چونکہ ماسیلا سے فون پر مسلسل رابطہ تھا اس لیے وہ سمجھ رہی تھی کہ کوٹھی کے اندر کیا ہو رہا ہے۔ سب سے اہم اور تشویش کی بات یہ تھی کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اوڈی نارمن کے دماغ میں آ گیا تھا۔ اس سے پہلے بھی کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے اس کی ماں ثریا کے قاتلانہ حملے کو ناکام بنایا تھا۔ ثریا اور اس کے چاروں بچے نہیں جانتے تھے کہ حملے کو ناکام بنانے میں ہمارا ہاتھ تھا۔

نارمن اپنی کار میں دونوں ڈاکٹروں کے ساتھ بیٹھ کر کوٹھی کے باہر آیا پھر ایک طرف جانے لگا۔ ماسیلا اپنی کار اسٹارٹ کر کے ان کے پیچھے چل پڑی۔ وان لوئن نے کہا۔ "سسٹر! ہماری ماما کو ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے نے آئی جی کے قتل سے باز رکھا تھا۔ تم کوشش کرنا کہ نارمن اور ڈاکٹروں کی نظروں میں نہ آ سکو۔ اپنی گاڑی ان سے دور رکھنا۔"

رات کی تاریکی میں ان کی گاڑیاں آگے پیچھے دوڑتی رہیں۔ ہائی وے پر دوسری گاڑیاں بھی گزر رہی تھیں اس لیے انہیں تعاقب کا شبہ نہیں ہوا پھر وہ ایک کچے راستے پر مڑ گئے۔ ماسیلا نے فاصلہ بڑھا لیا۔ آگے جانے والی کار کی ٹیل لائٹس بہت دور سے بھی نظر آ رہی تھیں۔ آگے جانے والی کار ایک جگہ رک گئی۔ ماسیلا نے اپنی کار ایک اونچے ٹیلے کے پیچھے روک دی۔ کار سے اتر کر تیزی سے دبے قدموں چلتی ہوئی اگلی کار کے قریب پہنچی پھر گلے میں پڑے ہوئے لاکٹ کو آن کر دیا۔

ادھر اتالانا اور وان لوئن نے ٹی وی اسکرین پر نارمن کی کار کو دیکھا۔ کار کے دوسری طرف ایک بڑا سا پتھر نظر آ رہا تھا۔ ڈاکٹر نیلسن نے کہا۔ "ہم نے وہ فارمولے اسی پتھر کے نیچے چھپائے ہیں۔"

نارمن نے کہا۔ "آؤ ہم تینوں زور لگا کر پتھر کو ہٹائیں۔"

وہ تینوں پتھر سے لگ کر زور لگاتے ہوئے اسے اس کی جگہ سے ہٹانے لگے۔

وان لوئن اپنے کیمرے کے پیچھے آ گیا، مختلف لائٹس آن کرنے لگا۔ اتالانا ایک ہاتھ میں ریوالور لے کر کیمرے کے سامنے آ گئی ادھر وان لوئن نے کیمرے کا سوئچ آن کیا۔ اسے مختلف پروسس سے آپریٹ کیا تو چشم زدن میں اتالانا کا عکس نارمن کی کار کے قریب پہنچ گیا۔

اتالانا کا عکس یہ نہیں دیکھ سکتا تھا کہ وہاں کیا ہو رہا ہے لیکن کیمرے کے سامنے کھڑی ہوئی اتالانا ٹی وی اسکرین پر [illegible] تھی۔ ان تینوں نے بھاری پتھر کو ایک طرف لڑھکا دیا تھا [illegible] ایک چاقو سے زمین کو کھود رہے تھے اور گڑھے کی مٹی باہر [illegible] رہے تھے۔ انہوں نے چھپاتے وقت اسے زیادہ گہرا نہیں [illegible] اس لیے پلاسٹک کا وہ تھیلا جلد ہی برآمد ہو گیا جس کے [illegible] فارمولے محفوظ تھے۔

ڈاکٹر ایڈی نے کہا۔ "یہی ہیں وہ فارمولے۔"

اوڈی نارمن نے کہا۔ "میں انہیں ہاتھ لگانے کی [illegible] نہیں کروں گا۔ انہیں اپنے پاس رکھو اور میرے ساتھ [illegible] بیٹھو۔ وہ میری کھوپڑی میں ہے۔ وہ تمہیں جہاں پہنچانے کا [illegible] گا' وہاں پہنچا دوں گا۔"

وہ کار کی طرف پلٹ گئے پھر روح جیسی ایک مجسّم [illegible] کو دیکھ کر ٹھٹک گئے۔ وہ ٹرانسپیرنٹ تھی اس کے آر پار [illegible] سکتا تھا۔ وہ بولی۔ "ہیلو ایوری باڈی! اگر میں نظر آ رہی ہوں [illegible] ریوالور بھی دکھائی دے رہا ہو گا۔"

اوڈی نارمن نے پریشان ہو کر پوچھا۔ "تم کون ہو؟"

وہ بولی۔ "تمہارے دماغ میں بھوت آ سکتا ہے تو آنکھ [illegible] سامنے چڑیل آ سکتی ہے۔ اس بھوت سے کہو۔ اپنی ٹیلی [illegible] ہتھیار آزمائے۔"

دوسرے ہی لمحے کیمرے کے سامنے کھڑی ہوئی اتا[لانا نے] پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لی۔

"پہلے یہ بتاؤ' تم کیا چیز ہو۔ روح نہیں ہو سکتیں' تمہارا یہ ریوالور بھی ٹرانسپیرنٹ ہے اس سے گولی نہیں چلے گی۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی عکس نے ریوالور سے نشانہ [illegible] کے پیچھے چھپی ہوئی ماسیلا نے گولی چلا دی۔ نارمن اچھل کر اپنی ایک ٹانگ پکڑ کر تکلیف سے کراہنے لگا۔ اتالانا۔ "ابھی پانچ گولیاں ہیں اور تم تین ہو' اب دیر نہ کرو ورنہ [ٹیلی] پیتھی کا بھوت اپنے دوسرے حواریوں کو ادھر بھیجے گا۔ تمہ[ارے] مکمل ہونے تک اس تھیلے کو یہاں پھینک کر فوراً کار میں [بیٹھو اور] بھاگ جاؤ۔ ایک....."

ڈاکٹر نیلسن نے کہا۔ "پلیز ایک منٹ۔ عقل سے [کام لو] ہمارے بغیر یہ فارمولے بیکار ہیں' ہمیں بھی اپنے ساتھ لے [چلو]"

"نہیں تم میں سے کسی کو ساتھ لے جا کر اس بھوت [کو] نہیں لگاؤں گی۔ دو....."

"پلیز ہم سے سمجھوتا کرو۔"

عکس نے تین کہتے ہی ٹھائیں ٹھائیں کی آواز کے [ساتھ] گولیاں چلائیں۔ دونوں ڈاکٹر زخمی ہو کر گر پڑے۔ عکس۔ "اب وہ تھیلا ادھر نہ پھینکا تو....."

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی ایک نے اس کی [طرف] تھیلا پھینک دیا۔ اس نے کہا "اب زمین پر اوندھے [illegible]

آنکھیں بند کرلو۔ جو سر اٹھائے گا' مارا جائے گا۔"

وہ حکم کی تعمیل کرنے لگے۔ اسی دوران مامیلا نے زمین پر رینگتے ہوئے اس تھیلے کو اٹھایا پھر اسی طرح رینگ کر کار سے دور ہو گئی۔ انالانا کا عکس غائب ہو گیا کیوں کہ وان لوئن نے کیمرے کو آف کر دیا تھا۔ اسکرین پر مامیلا نظر آ رہی تھی وہ دوڑتی ہوئی ٹیلے کے پیچھے اپنی کار میں آ کر بیٹھ گئی تھی پھر اسے اسٹارٹ کر کے ڈرائیو کرتی ہوئی ہائی وے کی طرف جا رہی تھی۔

مارٹن رسل عرف ایکسرے مین دماغی طور پر حاضر ہوا پھر سر پکڑ کر سوچنے لگا۔ "یہ کیا تماشا تھا؟"

اس نے زخمی ہونے والوں کے ذریعے دور کہیں کار اسٹارٹ ہونے اور پھر اس کے جانے کی آواز سنی تھی اور دماغ یہ تسلیم نہیں کر سکتا تھا کہ روح گولیاں چلا کر زخمی بھی کرتی ہے اور کار بھی چلاتی ہے اور وہ تھیلا اٹھا کر بھی لے گئی ہو گی۔ وہ تینوں اوندھے منہ آنکھیں بند کیے زمین پر پڑے ہوئے تھے۔ اس لیے یہ دیکھا نہ جا سکا کہ وہ کس طرح تھیلا اٹھا کر لے گئی۔ اگر ایکسرے مین کسی کو سر اٹھا کر دیکھنے پر مجبور کرتا تو وہ گولی مار دیتی۔

یہ واردات کا نیا طریقہ سامنے آیا تھا۔ وہ جتنا سوچ رہا تھا' حیرانی بڑھتی جا رہی تھی۔ ایک نوخیز لڑکی روبرو آئی تھی مگر نہیں آئی تھی۔ وہ جائے واردات سے دور تھی اور واردات کر گئی تھی۔ اس نے سوچا۔ میں نے اوڈی نارمن کو اپنے ساتھ مسلح گارڈز لے جانے سے منع کیا تھا۔ اگر وہ گارڈ وہاں ہوتے تو اس ٹرانسپیرنٹ لڑکی پر گولیاں چلاتے۔ جب اس کی گولیاں زخمی کر سکتی ہیں تو گارڈز کی گولیاں بھی شاید اسے زخمی کر سکتی تھیں۔

اب یہ سوال اہم تھا کہ وہ کون ہے؟ کس تنظیم یا کس ملک سے وابستہ ہے؟ اس لڑکی کے پیچھے کس کا غیر معمولی ذہن ہے جس کی زبردست پلاننگ سے وہ فارمولے اڑا کر لے گئی ہے؟

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی' برین آدم کے پاس پہنچا۔ رات آدھی گزر چکی تھی۔ وہ سو رہا تھا ایکسرے مین نے اسے خوابیدہ رکھا مگر اس کی آنکھیں کھول دیں۔ اسے نیند کی حالت میں بستر سے اٹھایا وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا ٹیلیفون کے پاس آیا۔ ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے کے بعد رابطہ ہوا۔ وہ بولا۔ "ہیلو برادر بلیک آدم! میں بگ برادر بول رہا ہوں۔"

"میں حاضر ہوں بگ برادر!"

"تل ابیب اور جافہ کے درمیان جو چھوٹی سی پہاڑی آتی ہے اس کے دامن میں کہیں ایک کار کھڑی ہوئی ہے اس کی ہیڈ لائٹس آن ہیں۔ شاید تم اسے ہائی وے سے گزرتے ہوئے دیکھ سکو گے۔"

"یس برادر! وہ پہاڑی ہائی وے کے قریب ہے۔"

"وہاں کار کے قریب تین افراد زخمی پڑے ہیں۔ ان میں سے دو ہمارے گم شدہ ڈاکٹر ایڈی اور نیلسن ہیں۔ تیسرا دوا ساز کمپنی کا مالک اور مشہور سیاستداں اوڈی نارمن ہے۔ نارمن کو وہیں مرنے دو۔ اپنے دونوں ڈاکٹروں کو ملٹری اسپتال پہنچا دو۔ دیٹس آل۔"

برین آدم ریسیور رکھ کر اسی طرح نیند میں چلتا ہوا بستر [illegible] لیٹ گیا پھر آنکھیں بند کرلیں پھر اس نے خواب میں دیکھا' [illegible] پہاڑی کے پاس ہے۔ دونوں گم شدہ ڈاکٹر ایک شخص کے [illegible] ایک بھاری پتھر ہٹا رہے ہیں۔ اس پتھر کے نیچے ایک گرے [illegible] پلاسٹک کا تھیلا ہے۔ وہ تھیلا لے جانا چاہتے ہیں اسی وقت [illegible] ایک ٹرانسپیرنٹ لڑکی نظر آتی ہے۔

پھر برین آدم نے خواب میں ایکسرے مین کی آواز سنی [illegible] رہا تھا۔ "برین آدم! تم بہت ذہین ہو۔ پیچیدہ مسائل کو سلجھا [illegible] ہو۔ اس لڑکی کو دیکھو' کیا یہ روح ہے؟"

برین آدم نے کہا۔ "یہ ٹرانسپیرنٹ ہے۔ اس کے آرپار [illegible] جا رہا ہے۔ یہ روح لگتی ہے لیکن میں اسے روح نہیں مان سکتا [illegible]

"غور سے دیکھو۔ یہ فائر کر رہی ہے۔"

برین آدم نے دیکھا۔ اس ٹرانسپیرنٹ لڑکی نے فائرنگ [illegible] ان تینوں کو زخمی کر کے پلاسٹک کے تھیلے کو اٹھا کر ایک کار [illegible] اور اسے ڈرائیو کرتی چلی گئی۔

ایکسرے مین نے کہا۔ "اس واردات میں یہ بات قا[illegible] ہے کہ تینوں زخمیوں کی آنکھیں بند تھیں۔ وہ اوندھے منہ [illegible] پڑے ہوئے تھے اس لیے انہوں نے اس لڑکی کو تھیلا اٹھا[illegible] کار چلاتی نہیں دیکھا تھا۔ صرف کار کے اسٹارٹ ہونے اور [illegible] کی آوازیں سنی تھیں۔"

برین آدم نے کہا۔ "یہ سب کچھ خواب جیسا ہے۔"

"اسے خواب نہ سمجھو۔ یہ حقیقت ہے۔ برادر بلیک [illegible] دونوں ڈاکٹروں کو ملٹری اسپتال پہنچانے گیا ہے۔ تمہارے ذہن [illegible] یہ بات رہے کہ تم نے بلیک آدم کو ایسا کرنے کا حکم دیا تھا اور [illegible] رہے کہ جو کچھ دیکھا' وہ خواب نہیں تھا۔ تمہارا ایک [illegible] جاسوس ہے' جس نے تمہیں اس واردات کی اطلاع دی [illegible] اس پر یقین کرتے ہوئے یہ گتھی سلجھاؤ گے کہ وہ ٹرانسپیرنٹ [illegible] کس حکمت عملی سے وہ فارمولے لے گئی ہے؟"

برین آدم آنکھیں بند کیے لیٹا ہوا تھا پھر اس کی آنکھیں [illegible] گئیں وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ بستر سے اتر کر ٹیلیفون کے پاس آیا [illegible] صوفے پر بیٹھ کر اس نے ریسیور کو اٹھایا اور اپنے کان سے لگا لیا [illegible] ہی وقت ایکسرے مین نے اسے نیند سے بیدار کیا۔ اس کے [illegible] میں آواز آئی۔ "سر! میں نے اس ٹرانسپیرنٹ لڑکی کے [illegible] تفصیل بتا دی ہے۔ دیٹس آل۔"

برین آدم نیند سے بیدار ہو کر نیم خوابیدہ ذہن سے یہی [illegible] تھا کہ اس کے خاص جاسوس نے فون پر یہ اطلاع دی [illegible] ایکسرے مین کا حکم تھا کہ وہ یہی سمجھے لہٰذا وہ ریسیور [illegible] کر ٹرانسپیرنٹ لڑکی کے مسئلے پر غور کرنے لگا۔

ادھر مامیلا اپنی رہائش گاہ میں پہنچ گئی۔ انالانا اور وان [illegible]

[illegible]ں کے منتظر تھے۔ مامیلا نے ان کے سامنے میز پر پلاسٹک کے تھیلے [illegible]و پھینکتے ہوئے کہا۔ "یہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی زمین ہے ان کے [illegible]علق کہا جاتا ہے کہ وہ آگ لینے گئے تھے' انہیں پیغمبری مل گئی۔ [illegible]م ایک اچھے نشانہ باز کو پھانسنے نکلے تھے ہمیں یہ عجیب و غریب [illegible]رمولے مل گئے۔"

انالانا فریج سے بوتل لینے گئی۔ وان لوئن تھیلے سے وہ [illegible]غذات نکال کر ان کا مطالعہ کرنے لگا پھر اس نے کہا "اس میں [illegible]اؤں کے لمبے پیچیدہ نام ہیں۔ طبی اصطلاحات میں بہت کچھ لکھا [illegible]وا ہے۔ ہماری بہن میکسی نے طبی سائنس میں کمال حاصل کیا [illegible]ہے۔ وہ ان فارمولوں کو بہتر سمجھے گی۔"

میکسی گاڈ مدر ٹریسا کے ساتھ امریکا گئی ہوئی تھی۔ انالانا نے [illegible]ن کو بوتل دیتے ہوئے کہا۔ "کیا خیال ہے' ان فارمولوں کی فوٹو [illegible]سٹیٹ کاپیاں میکسی کے پاس بھیج دی جائیں۔"

"یہ مناسب نہیں ہو گا۔ یہ بڑے اہم فارمولے ہیں۔ ڈاک کے [illegible]ریعے ہاتھ سے بے ہاتھ ہو سکتے ہیں۔"

"تو پھر میکسی کو بلایا جائے۔"

عکس کو دوسری جگہ منتقل کرنے کے لیے تین افراد کی [illegible]ضرورت پیش آتی تھی۔ جیسا کہ ابھی مامیلا' انالانا اور وان لوئن [illegible]نے ایک دوسرے کے تعاون سے واردات کی تھی اسی طرح امریکا [illegible]یں گاڈ مدر ٹریسا' میکسی اور ایک ہپناٹزم کا ماہر تھا' جو ان کا وفادار [illegible]ھا۔ وہاں بھی وہ ایسی ہی حکمت عملی سے کسی خیال خوانی کرنے [illegible]الے کو پھانسنے کے ارادے سے گئے تھے۔

وان لوئن نے کہا۔ "مامیلا! یہی ہو سکتا ہے کہ تم ماں کے پاس [illegible]اؤ اور میکسی کو ہمارے پاس بھیج دو۔"

"ٹھیک ہے' میں چلی جاؤں گی۔ میکسی کو ان فارمولوں کے [illegible]علق یہ بتانا ہو گا کہ ان میں چھ دوائیں اصلی نہیں ہیں۔"

انالانا نے کہا۔ "ہاں میں نے بھی سنا ہے وہ ڈاکٹر کہہ رہا تھا کہ [illegible]موں نے ابھی تک یہ معلوم نہیں کیا ہے کہ وہ کون سی چھ دوائیں [illegible]ں جو ان فارمولوں میں غلط لکھی ہوئی ہیں۔"

"ہمیں اپنی بہن پر ناز ہے۔ وہ معلوم کر لے گی۔"

وہاں عیش و آرام سے رہنے کے لیے ان کے پاس کافی رقم [illegible]ی لیکن غنڈوں اور قاتلوں کو زر خرید بنائے رکھنے اور ایک خفیہ [illegible]پارٹی قائم کرنے کے لیے لاکھوں ڈالرز اور پونڈز کی ضرورت [illegible]ی۔ اس مقصد کے لیے بینک میں ڈاکا ڈالنا ضروری ہو گیا تھا۔ وہ اس [illegible]سئلے پر غور کرنے لگے۔

○☆☆○

جے پرگولا بھی آ گیا۔

سب ہی اسرائیل پہنچ رہے تھے پھر وہ کیسے پیچھے رہتا؟ غیر [illegible]معمولی فارمولوں کی کشش سب کو کھینچ رہی تھی پھر اس کی ایک اہم [illegible]خیال خوانی کرنے والی مرینا اس کے ہاتھ سے نکل کر تل ابیب میں کہیں گم ہو گئی تھی اس لیے وہ بھی چلا آیا۔

ایشیا' یورپ اور جنوبی امریکا کے جادوگروں کی ایک بین الاقوامی انجمن ہے اس انجمن کے افراد خاص تقریبات میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے رہتے ہیں اور اپنے کالے جادو کے تجربات پیش کرتے رہتے ہیں۔ سال میں ایک بار وہ ایک ملک کے ویران کھنڈر میں جمع ہوتے ہیں۔ وہاں شیطان کا بت بنا کر کسی ایک بچے اور ایک جوان کنواری کی قربانی دیتے ہیں اور ان کے لہو سے شیطان کو غسل کراتے ہیں۔ یہ شیطانی عمل کرنے والے کئی بار قانون کی گرفت میں آ چکے ہیں۔ برازیل' برطانیہ اور شمالی افریقہ کی کئی عدالتوں میں انہیں سزائے موت دی گئی۔ کوئی پھانسی پر چڑھا' کسی کو بجلی کی کرسی پر موت ملی۔ اس کے باوجود وہ شیطانی انجمن آج بھی قائم ہے۔ وہ ہر کالے جادو والے کی حرام موت پر یہی کہتے ہیں کہ شیطان ان سے خوش ہے اور اس نے ان کی قربانی قبول کی ہے۔"

جافا میں ایک کالے جادو کی ماہر تھی جو وچ لیڈی ایلا کلانسی کے نام سے مشہور تھی۔ جے پرگولا نے پہلے اس سے رابطہ کیا تھا اور کہا تھا کہ کچھ مسائل حل کرنے کے لیے وہ تل ابیب آ رہا ہے اور اپنے ساتھ چند کالا عمل کرنے والوں کو بھی لے کر آ رہا ہے۔

وچ لیڈی ایلا کلانسی نے کہا۔ "بھیڑ لے کر آؤ گے تو انٹیلی جنس کی نظروں میں آ جاؤ گے۔ تنہا آؤ' یہاں میرے شاگردوں کی کمی نہیں ہے۔ میں تمہارے کام آؤں گی۔"

وہ تنہا آیا تھا۔ ایلا کلانسی نے بن گورین ائرپورٹ پر اس کا استقبال کیا پھر اپنی رہائش گاہ میں لے آئی۔ اس سے بولی۔ "تیرے کیا مسائل ہیں' مجھے بتا؟"

وہ بولا۔ "ایک حسین عورت ہے۔ اس کا نام مرینا ہے۔ وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ میں نے اس پر عمل کر کے اسے تابعدار بنا لیا تھا پھر اسے چند اہم فارمولے حاصل کرنے کے لیے یہاں بھیجا تھا لیکن کسی دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے نے اس کے دماغ سے میرے عمل کو مٹا دیا ہے۔"

وہ مرینا اور ان فارمولوں کے متعلق اسے تفصیل سے بتانے لگا۔ وہ حیرانی سے سن رہی تھی پھر بولی۔ "وہ فارمولے تو جادو ہیں جادو' اگر وہ حاصل ہو گئے تو میں کسی کنواری لڑکی کے لہو سے شیطان کو غسل کراؤں گی۔"

"میرا بھی شیطان سے یہی وعدہ ہے' تو مرینا کو نظر انداز نہ کر۔ وہ بھی میرے لیے ضروری ہے۔"

"تیرے پاس پہلے ہی دو ٹیلی پیتھی جاننے والے غلام ہیں۔ کیا مرینا پر مرمٹا ہے؟"

"سچا عاشق نہیں ہوں۔ وہ شراب کی بھری بوتل ہے۔ جیب میں پڑی رہے گی تو پیاس بجھانے کے کام آتی رہے گی۔ ویسے تو دیکھ لینا۔ ایک ایک کو پکڑتے پکڑتے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ایک

فوج بنالوں گا۔"
مرینا کا حلیہ بتا؟"
"فضول ہے۔ وہ اپنا چہرہ اور رنگ ڈھنگ بدل چکی ہوگی۔"
"پھر تو جنتر منتر سے اسے قبرستان میں بلانا ہوگا لیکن آج آدھی رات تک پورا چاند رہے گا۔"
"کوئی بات نہیں۔ ہم دو راتیں انتظار کریں گے۔ پرسوں رات کے دو بجے چاند نکلے گا' ہم بارہ بجے عمل کریں گے اور چاند نکلنے سے پہلے اسے اپنے پاس آنے پر مجبور کردیں گے۔"
ایلا کلانسی نے کہا۔ "شہر سے چالیس میل دور ایک ویران قبرستان ہے۔ ہم پرسوں شام کو وہاں جائیں گے۔ میرے دو چیلے وہاں کالے عمل کا تمام سامان لے آئیں گے۔"
اس روز وہ آدھی رات تک وچ لیڈی کے ساتھ تل ابیب کی سیر کرتا رہا۔ اس نے سمندر کے ساحل پر کھڑے ہو کر دور تک دیکھا پھر کہا۔" ایلا! وہ یہاں آئی تھی۔"
"کیا مرینا کی بات کر رہے ہو؟"
"ہاں۔ یہیں کہیں اسے ایک اجنبی نوجوان ملا تھا۔ میرے غلام جیری نے بعد میں مرینا کے خیالات پڑھے تو معلوم ہوا کہ اس اجنبی نوجوان کا تعلق فرہاد علی تیمور سے ہے۔"
وچ لیڈی ایلا کلانسی نے ذرا فکر مندی سے کہا۔ "برگولا! یہاں ایک طویل عرصے سے فرہاد اور اس کے بیٹوں کا بڑا چرچا ہے۔ وہ لوگ اب یہاں نہیں ہیں پھر بھی حکمران طبقہ ان سے سہما ہوا سا رہتا ہے۔"
"ابھی یہ بات ہمارے حق میں ہے کہ فرہاد اور اس کے بیٹے یہاں نہیں ہیں۔ میں مرینا کو اور ان فارمولوں کو ضرور یہاں سے لے جاؤں گا۔"
وہاں کے بینکوں میں پونڈز اور ڈالرز سے اسرائیلی کرنسی شیکل کا تبادلہ ہوتا تھا لیکن عام دکانوں میں صرف شیکل کے ذریعے ہی خریداری ہوتی تھی۔ دوسرے دن وہ ایلا کے ساتھ ایک بینک میں آیا۔ اس کے پاس ڈالرز تھے' وہ ان کے عوض اسرائیلی کرنسی حاصل کرنا چاہتا تھا۔ تب ہی وہ حیرت انگیز تماشا دکھائی دیا۔
اچانک بینک منیجر کے سامنے ایک نوجوان لڑکی کی روح نمودار ہوئی۔ منیجر نے شدید حیرانی سے دیکھا۔ جیسے نظریں دھوکا کھا رہی ہوں۔ اس نے آنکھیں ٹل ٹل کر دیکھا۔ وہ بولی۔ "یہ ریوالور بھرا ہوا ہے۔ خطرے کی گھنٹی کی طرف ہاتھ نہ لے جانا ورنہ گولی ماردوں گی۔"
اس کی آواز سن کر بینک کا عملہ سر گھما کر اسے بے یقینی سے دیکھ رہا تھا۔ وہ کہہ رہی تھی "یہاں جتنی رقم ہے' اسے تھیلوں میں بھر دو۔ یہاں کوئی ٹیلیفون کو ہاتھ نہ لگائے۔ بینک کے ایک اکاؤنٹنٹ نے کہا۔ "یہ اور اس کا ریوالور ٹرانسپیرنٹ ہے ایسے ریوالور سے گولی نہیں چلائی جاسکے گی۔ سر! آپ الارم بجائیں یا میں پولیس کو انفارم کرتا ہوں۔"
منیجر بزدل تھا۔ سہما ہوا تھا۔ اکاؤنٹنٹ نے ریسیور اٹھایا۔ اُس نے نشانہ لے کر اپنے ریوالور کا ٹریگر دبایا۔ فائر کی آواز گونجی اکاؤنٹنٹ چیخ مار کر میز پر اوندھا ہوا۔ عورتیں چیخنے لگیں۔ جو لوگ سہم کر جہاں تھے' وہیں کھڑے رہ گئے۔ وہ للکارنے کے انداز میں بولی۔ "خبردار! کوئی یہاں سے باہر نہ جائے۔ ورنہ......"
بھاگنے والے سہم کر رک گئے تھے۔ ایک شخص بھاگ رہا تھا گولی چلتے ہی وہ اچھل کر فرش پر گر پڑا۔ وچ لیڈی اور برگولا حیرانی سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے تھے اور سوچ رہے تھے "یہ کیسا جادو ہے؟ روح فائرنگ کرتی ہے اور سچ مچ زخمی کرتی ہے۔ دنیا کے تمام جادوگروں سے ہماری واقفیت ہے۔ یہ کون جادوگر پیدا ہوگیا ہے؟ ایسا جادو ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔"
عادل بھی ایک چیک کیش کرانے آیا تھا۔ وہ منیجر کی میز کی دوسری طرف بیٹھا ہوا تھا اور یک ٹک انالانا کو دیکھ رہا تھا۔ وہ حیران تھا نہ ہی خوفزدہ۔ اس کے دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے کہ وہ ہوگیا ہو۔ وہ بدنیت اور عاشق مزاج نہیں تھا۔ وہ حسین نوخیز اس کی نگاہوں کو کھینچ رہی تھی۔ دل کو بڑے پیار سے دھڑکا رہی تھی اور حواس پر چھا رہی تھی۔
اُدھر کیمرے کے سامنے کھڑی ہوئی انالانا ہاتھ میں ریوالور لیے ٹی وی اسکرین پر بینک میں موجود تمام افراد کو دیکھ رہی تھی۔ اسی وقت عادل سے نظریں چار ہوئیں۔ وہ گرے کلر کے سوٹ اور نکٹائی میں بہت ہی اسمارٹ اور خوبرو لگ رہا تھا۔ چند ساعتوں کے لیے انالانا بھی اسے دیکھتی رہ گئی۔
یہ طلسم زیادہ دیر قائم نہ رہ سکا۔ اس کے بھائی وان لوئن نے ساؤنڈ ٹریک کو آف کر کے سختی سے کہا۔ "انا! کیا کر رہی ہو؟ رقم حاصل کر کے بینک سے نکلو۔"
وہ بھائی کی آواز پر چونک گئی۔ بھائی نے ساؤنڈ ٹریک کو آن کیا۔ وہ اسکرین پر منیجر کو دیکھ کر بولی۔ "چلو اٹھو۔ ایک لمحہ ضائع کرو گے تو جان سے جاؤ گے۔ کم آن' تھیلوں میں رقم ڈالو۔"
منیجر اپنی جگہ سے اٹھ کر آہنی سیف کو کھول کر نوٹوں کی گڈیاں نکال کر تھیلیوں میں بھرنے لگا۔ وچ لیڈی نے برگولا سے سرگوشی میں پوچھا۔ "کیا ہماری بین الاقوامی انجمن میں ایسا کوئی ساحر ہے؟ جو لڑکی سے کام لے رہا ہو۔"
وہ بولا۔ "میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہ روح رقموں سے بھرے ہوئے تھیلے اٹھا کر کیسے لے جائے گی؟"
اُدھر وان لوئن کیمرے کو آن رکھ کر ایک ریوالور لے کر کیمرے کے سامنے آگیا اور انالانا سے بہت دور رہا۔ اس کا عکس بینک کے دروازے پر دکھائی دیا۔ اس نے للکارتے ہوئے کہا۔ "خبردار! جب تک میں دروازے پر ہوں تب تک کوئی باہر نہ جائے۔ یہاں سے صرف ایک شخص وہ تھیلے اٹھا کر لے جائے گا۔"
بینک میں موجود افراد اب دوسری روح کو بھی دیکھ رہے تھے۔ انالانا نے ریوالور کا رخ عادل کی طرف کیا۔ اسے نشانے پر رکھ کر کہا۔ "کیا تمہارے پاس اپنی ذاتی کار ہے؟"
وہ بولا۔ "میں تمہیں اپنی کار تو کیا اپنی جان بھی دے سکتا ہوں۔"
وہ بولی۔ "فضول باتوں سے پرہیز کرو اور یہ تھیلے اٹھا کر اپنی کار میں رکھو۔ ہری اپ۔ موو فاسٹ۔"
وہ تین بھرے ہوئے تھیلوں کے پاس گیا پھر انہیں اٹھاتے ہوئے بولا۔ "مجھے بزدل نہ سمجھنا' میں تمہارے ساتھ جانے اور تمہارے قریب رہنے کے لیے سر تسلیم خم کر رہا ہوں۔"
وہ تھیلے اٹھا کر بینک سے باہر جانے لگا۔ گلے میں لاکٹ پہنے ہوئے ماملا بیرونی دروازے پر آگئی تاکہ اسکرین پر دروازے کے پاس وان لوئن اور باہر کار کے پاس انالانا نظر آتی رہے۔ عادل وہ تھیلے اپنی کار کی پچھلی سیٹ پر رکھ رہا تھا۔
فائرنگ کی آواز بینک کے باہر گئی تھی۔ سامنے سڑک پر ٹریفک جام ہوگیا تھا۔ لوگ خوف کے باعث اندر نہیں جا رہے تھے اور اندر والے باہر نہیں آرہے تھے۔ باہر والوں نے جب دو روحوں کو دیکھا تو سہم کر دور ہو گئے۔ ان بھائی بہن نے ہوائی فائرنگ کی تو بھگدڑ مچ گئی۔ ماملا نے اس بھگدڑ میں کار کے قریب آکر ڈیش بورڈ کے اوپر ایک منی کیمرا اور مائیک کو رکھ دیا۔ پھر وان لوئن کے قریب آگئی۔
اس طرح ایک کیمرے سے انالانا اور عادل کار کے قریب اسکرین پر دکھائی دے رہے تھے اور ماملا کے کیمرے سے وان لوئن دروازے پر نظر آرہا تھا۔ ایسے ہی وقت پولیس کی گاڑی آ گئی۔ وان لوئن نے پولیس والوں کو نشانے پر رکھتے ہوئے کہا۔ "اسٹاپ ڈونٹ موو۔ کوئی اس کار کا پیچھا نہیں کرے گا۔"
انالانا نے عادل سے کہا۔ "فوراً گاڑی چلاؤ۔"
وہ بولا۔ "پہلے تم بھی آکر بیٹھو۔"
ادھر کیمرے کے سامنے انالانا نے اسکرین پر عادل کو گھور کر دیکھا۔ بحث کا وقت نہیں تھا۔ وہ اسکرین پر دیکھتی ہوئی فاصلے کا اندازہ کرتے ہوئے دائیں طرف ایک قدم بڑھی تو اسکرین پر کار کے اندر نظر آئی۔ وہ ایک سیاہ کرسی پر بیٹھ گئی۔ عادل اسے اپنے پاس بیٹھے دیکھ کر مسکرایا پھر اس نے کار اسٹارٹ کر کے گاڑی آگے بڑھا دی۔
ادھر پولیس والے حیرانی سے وان لوئن کو ایک روح سمجھ کر دیکھ رہے تھے۔ افسر نے کہا۔ "تم کون ہو؟"
"تمہارے راستے کا پتھر ہوں۔ آگے نہیں جا سکو گے یہ دیکھو تمہاری گاڑی کا پہیہ بیکار ہو رہا ہے۔"
"ماملا ایک دیوار کی آڑ میں تھی جیسے ہی وان لوئن نے گاڑی کے پہیے کا نشانہ لیا' اس نے گولی چلا دی۔ گاڑی کا پہیہ زوردار آواز سے برسٹ ہوگیا۔
پولیس والوں نے پہلے وان لوئن کے پیر میں گولی ماری جب اس کا کچھ نہ بگڑا تو انہوں نے اندھادھند فائرنگ شروع کردی۔ وہ اس کے جسم کو چھلنی کردینا چاہتے تھے لیکن وہ تمام گولیاں جسم کے آر پار جارہی تھیں۔ کسی دیوار پر لگ رہی تھیں' کسی کار کے شیشے توڑ رہی تھیں۔ وہ ثابت و سالم کھڑا ہوا تھا پھر اس نے اپنا ریوالور پھینک دیا۔ تمام سپاہی دوڑتے ہوئے اس کے قریب آئے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا پھر اسے پکڑنے کی احمقانہ کوششوں میں ایک دوسرے کو پکڑتے رہے۔
پھر وان لوئن کیمرے کے سامنے سے ہٹ گیا اس کے ساتھ ہی لوگوں کے درمیان سے غائب ہوگیا۔ سپاہیوں کے علاوہ دوسرے لوگ بھی اِدھر اُدھر نظریں دوڑانے لگے کہ شاید وہ دوسری جگہ نظر آجائے لیکن وہ بینک کی لوٹی ہوئی دولت کے ساتھ غائب ہوگیا تھا۔
بینک کی دولت کار کی پچھلی سیٹ پر تین بڑے تھیلوں میں بھری ہوئی۔ اسٹیرنگ پر عادل بیٹھا ہوا ڈرائیو کر رہا تھا اور کن انکھیوں سے پاس بیٹھی ہوئی انالانا کو دیکھتا جا رہا تھا پھر اس نے پوچھا۔ "کیا تم اسی طرح پیدا ہوئی ہو' جیسی نظر آرہی ہو؟"
وہ بولی۔ "کام کی باتیں کرو۔ بہت سے لوگوں نے اس کار کے نمبر نوٹ کیے ہوں گے۔ کسی ویران گلی میں پہنچ کر اس کار کو چھوڑو اور تینوں تھیلے لے کر کسی دوسری گاڑی میں چلو۔"
"ہم کہاں چلیں گے؟ آہ! میں جتنا ایماندار ہوں' دل اتنا ہی بے ایمان ہوگیا ہے۔ ایک ڈاکو حسینہ پر مرمٹا ہے۔"
"مجھ سے عشق و محبت کی باتیں نہ کرو۔ ورنہ گولی ماردوں گی۔"
اس نے کار ایک سڑک کے کنارے روک دی پھر کہا۔ "مارو گولی۔ تم مجھے جینے سے روک سکتی ہو۔ محبت سے نہیں روک سکتیں۔"
انالانا نے دل میں تسلیم کیا کہ نوجوان ضدی ہے۔ اس پر عاشق ہو کر اس کا ساتھ دے رہا ہے۔ اگر وہ جواباً محبت سے پیش نہیں آئے گی تو وہ کار آگے نہیں بڑھائے گا۔
کیمرے کے سامنے انالانا نے پریشان ہو کر بھائی کو دیکھا۔ بھائی وان لوئن نے ساؤنڈ ٹریک کو آف کر کے کہا۔ "تم ماملا کو بینک کے سامنے چھوڑ آئی ہو۔ اس اجنبی نوجوان کو گولی مارنے کی دھمکی دو گی تو تمہارے پیچھے ہم میں سے کوئی گولی چلانے والا وہاں نہیں ہے۔ اسے محبت سے اُلّو بنا کر سب سے پہلے گاڑی تبدیل کرو۔ میں ابھی فون کے ذریعے ماملا سے کہتا ہوں کہ وہ تمہارے پاس آئے گی۔"
پھر اس نے ساؤنڈ ٹریک کو آن کردیا۔ عادل کو پتا نہیں تھا کہ ذرا دیر کے لیے ساؤنڈ کو آف کردیا گیا تھا' وہ بولا۔ "خاموش کیوں ہو؟ مجھے گولی مارو یا محبت سے پیش آؤ۔"
وہ مسکرا کر بولی۔ "تم سچے عاشق ہو۔ موت سے نہیں ڈرتے

ہو۔ سچ پوچھو تو میں بھی تم پر مرمٹی ہوں بلیز کسی ویران گلی میں چلو۔"

وہ کار آگے بڑھاتے ہوئے بولا۔ "سمجھ گیا' تم روح ہو۔ کسی ویرانے میں محبت کرنا چاہتی ہو۔"

"محبت کے ساتھ ڈکیتی کی رقم کو یاد رکھو۔ اسے فوراً کہیں چھپانا ہے۔ ورنہ تم گرفتار ہو جاؤ گے۔ مجھے تو کوئی پکڑ نہیں سکے گا۔"

"تمہیں کیوں نہیں پکڑ سکے گا؟"

"روح کسی کے ہاتھ نہیں آتی ہے۔ یقین نہ ہو تو مجھے پکڑ کر دیکھو۔"

وہ سرد آہ بھر کر بولا۔ "تمہارے حسین بدن کو چھونے کی شدید خواہش ہوتی ہے مگر یہ گناہ ہے۔ تم میرے لیے نامحرم ہو' تمہیں شادی کے بعد پکڑوں گا۔"

"اوہ گاڈ! میں بھی تمہاری بکواس میں الجھ جاتی ہوں۔ فار گاڈ سیک' اس کار کو جلدی چھوڑو اور دوسری پکڑو۔"

"دیکھو کوئی غلطی ہوئی تو میں پکڑا جاؤں گا' تمہارا کچھ نہیں بگڑے گا۔ اس لیے میں گاڑی بدلنے کی حماقت نہیں کروں گا۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟"

"مطلب یہ کہ یہ مشہور بینک کے مخصوص تھیلے ہیں۔ میں یہ کار چھوڑ کر تھیلے اٹھا کر دوسری گاڑی کی تلاش میں کہیں بھٹکوں گا تو یہ تھیلے پہچان لیے جائیں گے۔ اس میں بے شمار نوٹوں کی گڈیاں ہیں اگر تھیلے پھینک دوں گا تو کھلی گڈیاں کیسے لے جاؤں گا۔"

"تم درست کہتے ہو لیکن یہ تم کہاں جا رہے ہو؟"

"ادھر' شہر سے باہر جانے والے راستے پر ایک قبرستان ہے۔ بڑی ویران جگہ ہے یہ دولت وہاں چھپائی جا سکتی ہے۔"

"ٹھیک ہے اسی طرف چلو۔ ہم اس دولت کو کسی ٹوٹی ہوئی قبر میں چھپا دیں گے۔"

"تم شہر میں روح بن کر آئی ہو۔ کیا قبرستان میں زندہ ہو سکتی ہو؟ میں تمہیں ٹرانسپیرنٹ نہیں دیکھنا چاہتا۔ ایک بار پورے گوشت پوست کے ساتھ سامنے آجاؤ۔"

"اس دولت کو کامیابی سے چھپاؤ گے اور یہ مجھے مل جائے گی تو تم سے ضرور ملاقات کروں گی۔"

"میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

وہ ٹالنے کے انداز میں بولی "ٹھیک ہے شادی بھی کر لینا۔"

"لیکن رشتہ مانگنے کہاں آؤں۔ اپنے گھر کا پتا بتاؤ۔"

"میں کہہ چکی ہوں' دولت ملتے ہی تمہارے پاس آ جاؤں گی۔"

"تم بینک سے مجھے ریوالور دکھا کر لائی ہو' اب یہ ریوالور خالی ہو گیا ہے۔ اس لیے محبت جتا رہی ہو۔"

وہ ریوالور کا چیمبر باہر نکال کر دکھاتے ہوئے بولی۔ "یہ دیکھو اس میں گولیاں ہیں۔"

"کھانے کی ہیں۔ کھا کر مرنے کی نہیں ہیں۔ تم شادی کی بات کرو۔"

"میں کہہ چکی ہوں۔ شادی ہو جائے گی۔"

"مجھے کوئی ضمانت دو تاکہ اعتبار رہے۔"

"کیسی ضمانت چاہتے ہو؟"

"ایسا کرتا ہوں کہ یہ تینوں تھیلے ابھی اپنے پاس رکھتا ہوں۔ شادی کی رات گھونگھٹ اٹھا کر منہ دکھائی میں دولت تمہیں [illegible] گا۔"

"فضول باتیں نہ کرو۔ کیا تمہاری نیت بدل رہی ہے؟"

"تمہاری نیت دولت پر' میری نیت تم پر' بات اسی طرح [illegible] گی۔ مجھے تم ملو گی' تمہیں دولت ملے گی۔ اب جاؤ۔"

"نہیں جاؤں گی۔ تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گی۔"

"اللہ تمہاری زبان مبارک کرے۔ یہ جو ڈیش بورڈ پر دو چھوٹے آلے رکھے ہوئے ہیں' میں انہیں آف کر دوں تو کیا ہو گا؟"

اُدھر کیمرے کے پیچھے کھڑا ہوا وان لوئن پریشان ہو گیا۔ [illegible] کار کے ڈیش بورڈ پر ماسیلا نے منی کیمرا اور مائیکرو فون رکھا تھا۔ [illegible] وہ بند ہو جائے تو ادھر ٹی وی اسکرین پر عادل اور اس کے پیچھے [illegible] ہوئی دولت نظر نہ آتی وہ یہ دیکھ نہیں سکتے تھے کہ عادل اتنی دولت لے کر کہاں گیا ہے۔

انالانا نے کہا۔ "پلیز' ان آلات کو ہاتھ نہ لگانا۔ گاڑی [illegible] روک دو۔ میرے ماں باپ ابھی آئیں گے اور ہماری شادی کی تاریخ طے کر دیں گے۔"

"سوری۔ اس ویرانے میں شریف زادیوں کے رشتے نہیں ہوتے پھر شادی کی ایسی جلدی کیا ہے۔ پہلے ہم ایک دوسرے سے چھپیں گے پھر ملیں گے پھر چھپیں گے پھر ملیں گے۔ محبت [illegible] آنکھ مچولی کھیلتے کھیلتے ایک دن شادی کر لیں گے۔ میں آج شام سمندر کے ساحل پر ملوں گا۔"

اس نے منی کیمرا اور مائک کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ انالانا [illegible] بڑھا کر اس کا ہاتھ پکڑنا اور روکنا چاہتی تھی۔ وہ ہنستے ہوئے "تم بدحواسی میں بھول رہی ہو کہ روح کسی زندہ شخص کا ہاتھ پکڑ سکتی۔ یوں بھی میں تمہارے لیے نامحرم ہوں۔"

یہ کہتے ہی اس نے پہلے مائک کو پھر کیمرے کو آف کر دیا۔ ٹی وی اسکرین بجھ گیا۔ اب عادل' اس کی کار اور نوٹوں [illegible] بھرے ہوئے تھیلے نظر نہیں آ رہے تھے۔ وان لوئن نے فون [illegible] موبائل فون پر ماسیلا سے رابطہ کیا پھر کہا۔ "وہ اجنبی جو بینک [illegible] لے جا رہا تھا' اس نے دھوکا دیا ہے۔ وہ کمبخت ہمارے [illegible] واردات کو سمجھ رہا تھا۔ اس نے ڈیش بورڈ پر رکھے ہوئے [illegible] آف کر دیا ہے۔ ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا ہے۔ قبرستان والے راستے پر چلتی رہو' شاید اس کی کار نظر آجا[illegible]"

وہ بولی "برادر! تم بولتے ہی جا رہے ہو' پہلے میری تو سن لو۔ میری کار میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے۔ میں اسے کسی میکینک کے حوالے کر کے واپس آ رہی ہوں۔"

وان لوئن نے فون بند کر کے انالانا کو دیکھا پھر ناگواری سے پوچھا۔ "یہ تم نے کس چالاک شخص کو پکڑ لیا تھا۔ تم نے کیا سوچ کر تھیلے لے جانے کے لیے اس کا انتخاب کیا تھا؟"

وہ بولی۔ "کسی کا انتخاب کرنا ہی تھا۔ اس کے چہرے پر مکاری نہیں لکھی ہوئی تھی۔ اگر میں دھوکا کھا رہی تھی تو تم نے مجھے کیوں نہیں ٹوکا۔ مجھے گائیڈ کرتے تو میں کسی دوسرے کا انتخاب کرتی۔"

وہ نرمی سے بولا۔ "میری پیاری بہن! تم سے غلطی نہیں ہوئی بے شک اس اجنبی جوان کو میں نے بھی اسکرین پر دیکھا تھا۔ وہ بہت معصوم سا دکھائی دے رہا تھا۔ ہم دھوکا کھا گئے۔"

انالانا ٹی وی کے سادے اسکرین کو تک رہی تھی جیسے عادل کو دیکھ رہی ہو۔ وہ نوجوان اسے اچھا لگ رہا تھا مگر اب برا لگنے لگا تھا پتا نہیں کتنے لاکھ پونڈز اور ڈالرز لے گیا تھا۔ وہ اسکرین کو پہلے تک رہی تھی' اب گھور کر دیکھنے لگی۔

تھوڑی دیر بعد ماسیلا آگئی اس نے وان لوئن سے کہا۔ "میں پہلے ہی سمجھا رہی تھی کہ اس معاملے میں کسی فلسطینی مجاہد سے کام لیا جائے لیکن تم نے میرے مشورے کی مخالفت کی۔"

وہ بولا۔ "سسٹر! سمجھنے کی کوشش کرو۔ ہم اس معاملے میں کسی کو راز دار بناتے تو وہ عکس کو یہاں سے بینک تک منتقل کرنے کی تکنیک کو سمجھ لیتا' بعد میں اپنے مسلمان مجاہدین کو یہ راز بتاتا پھرتا۔"

انالانا نے کہا۔ "اور اگر بینک سے ہی کسی شخص کو آلۂ کار بنایا جاتا تو وہ بھی عکس کو روح سمجھ کر میرے احکامات کی تعمیل کرتا رہتا۔ یہ تو ہماری بدقسمتی تھی کہ جسے میں نے آلۂ کار بنایا' وہ ان آلات کو سمجھتا تھا' جنہیں تم نے ڈیش بورڈ پر رکھا تھا۔"

ماسیلا چھوٹی بہن کی باتیں سن رہی تھی اور اسے غور سے دیکھ رہی تھی وہ بولی۔ "تو بے حد حسین ہے۔ ہم تیرا عکس اسی لیے دوسری جگہ منتقل کرتے ہیں کہ لوگ ایک حسین روح کو دیکھ کر متاثر ہوں اور وہ اجنبی تجھے دیکھتے ہی دیوانہ ہو گیا تھا۔"

وان لوئن نے کہا۔ "ہاں یاد آیا۔ میری بہن! تم بھی اسے دیکھ کر جیسے سحر زدہ ہو گئی تھیں۔ میں نے ساؤنڈ ٹریک بند کر کے تمہیں اپنے کام کی طرف توجہ دلائی تھی۔"

انالانا پھر بے اختیار ٹی وی اسکرین کو دیکھنے لگی۔ وہاں کچھ نہیں تھا اس کے باوجود وہ دکھائی دے رہا تھا۔ ماسیلا نے کہا۔ "تیری آنکھیں' تیری صورت بتا رہی ہے کہ وہ تجھے اچھا لگ رہا ہے۔ ہم بھائی بہن ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں چھپاتے ہیں۔ دل میں کچھ ہے تو بولو؟"

وہ ایک سرد آہ بھر کر بولی۔ "وہ خوبرو اور اسمارٹ ہے۔ مجھے

زندگی کے نشیب و فراز

گناہ و ثواب

اندھیروں اور اجالوں

وقت اور حالات کے بھنور میں جنم لینے والی ایک

بصیرت افروز کہانی۔

غلام روحیں

میاں شاہد علی کی داستانِ حیات۔ سب رنگ ڈائجسٹ میں شائع ہونے والی سلسلہ وار کہانی جو پہلی بار کتابی شکل میں منظرِ عام پر آئی ہے ایک مجبور اور بے بس شخص کی الم انگیز کہانی ۔ اس نے جرم و گناہ کے راستوں کو اپنانے سے انکار کیا تو مجرم بنا کر اسے جیل کی آہنی سلاخوں کے پیچھے پھینک دیا گیا۔ قسمت نے اُسے گھر بار اور والدین کے سائے سے محروم کر دیا۔!!

وہ جیل سے رہا ہو کر باہر آیا تو اُس کا سینہ فگار تھا۔ انتقام کے شعلے اُس کے وجود کو جھلسا رہے تھے۔ لیکن ۔۔۔ ایک دوست نے اس کی رہنمائی ایک مردِ کامل کے آستانے تک کر دی۔!!

وہ عشقِ حقیقی میں ڈوب گیا۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کیں تو قلب روشن ہو گیا۔ لیکن ایک اچانک حادثے نے ماضی کے زخموں کو کرید کر پھر ہرا کر دیا تو اس نے تڑپ کر آنکھیں کھول لیں۔!!

تاریک راہوں کی گھٹن سے اُبھرنے والی ایک خوبصورت اور عبرت انگیز داستان۔

قیمت:- ۱۵۰ روپے

ملنے کا پتہ

کتابیات پبلیکیشنز [illegible]

اچھا لگ رہا تھا لیکن اس نے میری محنت پر پانی پھیر دیا تو غصہ آنے لگا۔ وہ لاکھوں پونڈز اور ڈالرز لے گیا ہے۔ ایسے میں گیا خاک اچھا لگے گا؟"

وان لوئن نے کہا۔ "میں اس اجنبی جوان کی یہ کمزوری اچھی طرح سمجھ گیا ہوں کہ وہ تم پر مرمٹا ہے۔ اس نے آخری بار کہا تھا کہ وہ آج شام کو سمندر کے ساحل پر ملے گا۔"

پامیلا نے کہا "لاکھوں پونڈ اور ڈالر لے جانے والا اتنا بیوقوف نہیں ہو گا کہ گرفتار ہونے وہاں آجائے۔ بینک کے اندر اور باہر بے شمار افراد نے اسے رقم لے جاتے دیکھا ہے۔"

وان لوئن بولا "اگر وہ ہمیں ٹریپ کرنا چاہتا ہے یا واقعی انالانا کی محبت میں گرفتار ہو گیا ہے تو بھیس بدل کر آئے گا۔ مجھے اور انالانا کو بھی اپنے چہرے پر کچھ تبدیلیاں لانی ہوں گی۔ ہم بھی لوگوں کی نظروں میں آگئے ہیں۔

"یعنی آج شام کو ہم ساحل پر جائیں گے؟"

"بے شک جائیں گے اور وہ جس بھیس میں رہے گا' اسے پہچاننے کی کوشش کریں گے۔ اگر وہ ہماری گرفت میں آئے گا تو اس سے اگلوائیں گے کہ اس نے ڈکیتی کی رقم کہاں چھپائی ہے۔"

انالانا کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اسے کیا ہو گیا ہے۔ وہ بے اختیار ٹی وی اسکرین کی طرف دیکھنے لگتی تھی اور وہ تھا کہ سادہ... اسکرین پر بھی مسکراتا ہوا سا لگتا تھا۔

○☆☆○

عادل نے منی کیمرے اور مائیک کو آف کر کے انالانا کا طلسم توڑ دیا پھر اس نے مسکرا کر پوچھا۔ "کیوں بھابی جان! کیسی رہی؟"

"ہاں دیور جان! خوب رہی۔"

"اب حکم کریں' آگے کیا کرنا ہے؟"

"یہ ڈکیتی کی رقم ہے' جو تمہارے لیے حرام ہے۔"

"یہ یہودیوں کا مال ہے' فلسطینی مجاہدین کے کام آنا چاہیے۔"

"یہ نہ بھولو کہ تم یہاں ایک یہودی ہیری رابن ہو۔ بہت بڑی شوز فیکٹری کے مالک ہو۔ تمہاری کار کے نمبر نوٹ کر لیے گئے ہوں گے اور سیکڑوں آنکھوں نے تمہاری صورت پہچانی ہو گی۔"

"ہاں۔ میں نے اس پہلو سے نہیں سوچا تھا۔"

"آئندہ ہر پہلو پر نظر رکھا کرو۔ یہاں کے آئی جی کے پاس جاؤ اور یہ مال اس کے حوالے کرو۔"

اس نے کار شہر کی طرف موڑ لی۔ لیلیٰ نے کہا۔ "جیسے ہی تم آئی جی سے رابطہ کرو گے' میں تمہارے دماغ سے چلی جاؤں گی۔"

"اچھا پھر کب آئیں گی؟"

"پہلے اس بات پر غور کرو کہ آئی جی سے ملاقات کرنے اور بینک ڈکیتی کی رقم واپس کرتے وقت مجھے راہنمائی کے لیے تمہارے پاس رہنا چاہیے لیکن میں تمہیں چھوڑ کر جاؤں گی۔ سوچ کر بتاؤ اس میں کیا مصلحت ہے؟"

وہ تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر بولا۔ "آپ نے بتایا تھ
یہودیوں کی ایک خفیہ تنظیم ہے اور اس تنظیم میں خیال خ
کرنے والے بھی ہیں۔"

"ہاں۔ صحیح لائن پر سوچ رہے ہو۔"

"آئی جی سے رابطہ ہو جانے کے بعد یہ اطلاع اعلیٰ حکام
یہودی تنظیم تک پہنچے گی کہ ایک جوان ایمانداری سے ڈکیتی کی
واپس کرنے آیا ہے۔ کوئی خیال خوانی کرنے والا یہ معلوم
چاہے گا کہ اس عکس والی حسینہ سے میرا کیا تعلق ہے۔ اگر
میرے دماغ میں موجود رہیں گی تو میں چپ چاپ آنے والے
کو محسوس نہیں کر سکوں گا۔ آپ نہیں رہیں گی تو اس کی سو
لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لوں گا۔"

"شاباش۔ اسی طرح ذہانت سے ہر پہلو پر نظر رکھتے ہو
آگے بڑھتے رہو۔"

اس نے ایک ٹیلیفون بوتھ کے قریب کار روکی پھر فون
ذریعے پہلے انکوائری سے آئی جی کا فون نمبر معلوم کیا اس کے
آئی جی سے رابطہ قائم کرتے ہوئے کہا۔ "میں قانون کا اح
کرنے والا شہری ہوں۔ ایک گھنٹا پہلے بینک سے جو رقم لوٹی گئی
اسے واپس لا رہا ہوں۔"

آئی جی نے پوچھا۔ "تم کہاں ہو؟ اگر واقعی رقم لا رہے ہو
میں سیکورٹی گارڈز بھیجوں گا۔"

وہ کار کا نمبر بتانے کے بعد رابطہ ختم کر کے پھر کار میں آ گیا
اسے ڈرائیو کرتے ہوئے ایک راستے سے دوسرے راستے پر پہنچا
مسلح سپاہیوں کی گاڑیاں اس کے آگے پیچھے چلنے لگیں۔ کسی
اسے روکا نہیں۔ وہ پولیس ہیڈ کوارٹر کے دفتر میں پہنچ کر خود ہی ر
گیا۔

لیلیٰ اس کے دماغ سے نکل کر آئی جی کی کھوپڑی میں جگہ بنا
تھی۔ آئی جی نے عادل کے وہاں پہنچنے تک ملٹری انٹیلی جنس
اطلاع دی تھی کہ ایک شخص بینک کی لوٹی ہوئی رقم واپس لا
ہے۔ انٹیلی جنس کے چیف نے پرائیویٹ آئی نمبر ڈائل کیا۔ یہ نم
برین آدم کا تھا۔ وہاں کے حکام اور فوجی افسران برین آدم کو
آف دی ڈیپارٹمنٹ کی حیثیت سے جانتے تھے۔ یہودی خفیہ
کے سرغنہ کی حیثیت سے کوئی نہیں جانتا تھا۔

برین آدم کے دماغ میں آنے جانے والے ایکسرے مین کو
تشویش تھی کہ ایک روح بن کر آنے والی لڑکی' جو غیر معم
فارمولے ڈاکٹروں سے چھین کر لے گئی تھی' وہ کون ہے؟ اور ا
کے پیچھے کس کا دماغ کام کر رہا ہے؟

برین آدم اس مسئلے پر غور کرتا رہا پھر ایکسرے مین نے ا
کے خیالات پڑھے جن سے پتا چلا کہ یہ ٹی وی کیمرے کا عکس
جسے ایک خاص تکنیک کے ذریعے اسکرین سے باہر لا کر اپنی مطل

جگہ پہنچایا جاتا ہے۔ اس عکس کے علاوہ کوئی فرد کہیں چھپا رہتا ہے۔ اسی فرد نے اوڈی نارمن اور دو ڈاکٹروں کو فائرنگ کر کے زخمی کیا تھا اور وہ فارمولوں کا پلاسٹک بیگ اٹھا کر لے گیا تھا۔

اطلاع ملتے ہی برین آدم آئی جی کے پاس آیا۔ وہاں عادل موجود تھا اس نے عادل سے مصافحہ کر کے اس کی دیانت داری کی تعریف کی۔ یہ عادل سے اس کے دوسرے بھائی کی ملاقات تھی۔ برین آدم یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اسی جوان نے سمندر کے ساحل پر اس کے جڑواں بھائی کو اعصابی کمزوریوں میں مبتلا کیا تھا اور نتیجے میں یہ برین آدم بھی بیمار پڑ گیا تھا۔

لیکن عادل نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا۔ اگرچہ سمندر کے ساحل پر اور کار کے اندر روشنی کافی نہیں تھی لیکن اس کے جڑواں بھائی کے بے ہوش ہونے کے بعد اس نے کار کی اندرونی لائٹ آن کر کے اسے اچھی طرح دیکھا تھا۔ دونوں بھائی ہم شکل تھے اس لیے اسے وہی بے ہوش ہونے والا سمجھ رہا تھا۔

آئی جی نے برین آدم سے کہا۔ "مسٹر آدم! اس جوان کا نام ہیری رابن ہے۔ مشہور شوز فیکٹری کا مالک ہے۔ یہ منی کیمرا اور مائیک آپ کی دلچسپی کا باعث ہو گا۔"

برین آدم ان آلات کو دیکھنے لگا۔ عادل نے کہا۔ "میں اوٹاوا میں سائنس کا طالب علم رہ چکا ہوں۔ ان ڈاکا ڈالنے والوں سے یہ بڑی غلطی ہوئی کہ انہوں نے ان آلات کو کار کے ڈیش بورڈ پر رکھا اور وہ ایسا کرنے پر مجبور بھی تھے۔ وہ ان کے ذریعے کہیں بیٹھے ہوئے مجھے ٹی وی اسکرین پر دیکھ رہے تھے اور معلوم کرنا چاہتے تھے کہ ان تین تھیلوں کو کہاں پہنچانے والا ہوں۔"

برین آدم نے پوچھا۔ "پھر تو کوئی عکس بھی تمہارے ساتھ رہا ہو گا؟"

"جی ہاں وہی نوخیز حسینہ میرے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی یقیناً وہ حسینہ ٹی وی کیمرے کے سامنے بیٹھی ہو گی اور ادھر سے اسکرین پر خود کو میرے ساتھ دیکھ رہی ہو گی۔"

"وہ تم سے کچھ کہہ رہی تھی؟"

"جی ہاں۔ اس نے کہا کہ وہ تینوں تھیلے میں ایک ٹوٹی ہوئی قبر میں چھپا دوں۔ میں ایسا کر سکتا تھا پھر پولیس کو انفارم کر سکتا تھا لیکن اس سے پہلے اس حسینہ کا کوئی ساتھی ان تھیلوں کو لے جاتا۔ اس لیے میں نے اس کیمرے اور مائیک کو آف کر دیا۔"

"اس حسینہ کا ردِ عمل کیا تھا؟"

"وہ ہاتھ بڑھا کر میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے ایسا کرنے سے روکنا چاہتی تھی۔ بیچاری بھول گئی تھی کہ روحیں انسان کو نہیں پکڑ پاتی ہیں۔ اگر وہ کوئی چیز پکڑ سکتی تو تینوں تھیلے خود اٹھا کر کار ڈرائیو کر کے چلی جاتی۔"

برین آدم نے عادل کے شانے کو تھپک کر کہا۔ "شاباش مسٹر رابن! تم محض دیانت دار ہی نہیں دانشمند بھی ہو۔ یہ عکس والی حسینہ ایک بار ہمیں بھی دھوکا دے چکی ہے۔ میں نے یہی رائے قائم کی تھی کہ ٹی وی کیمرے کے ذریعے کسی خاص تکنیک سے اس کے عکس کو اسکرین سے باہر لا کر وہ اسے اپنی مطلوبہ جگہ پہنچاتے ہیں اور واردات کر کے چلے جاتے ہیں۔"

عادل نے مسکرا کر کہا۔ "میں نے آپ کے مفروضے کی تصدیق کر دی ہے۔"

"بے شک' تمہارا بے حد شکریہ۔ تمہیں کسی سلسلے میں ہمارے تعاون کی ضرورت ہو یا اس عکس والی کے متعلق مزید معلومات ہوں تو تم پرائیویٹ آئی کا نمبر او سیون او سیون ڈائل کر کے کسی وقت بھی مجھ سے باتیں کر سکتے ہو۔"

"اگر میری ایک بات مان لی جائے تو آج رات تک اس حسینہ یا اس کے رشتے داروں کا پتا چل جائے گا۔"

"ضرور۔ تمہاری ہر بات مانی جائے گی۔"

"آپ یہ بات اسی کمرے تک محدود رکھیں کہ بینک کی لوٹی ہوئی رقم واپس مل گئی ہے۔ میں نے اس حسینہ سے کہا تھا کہ مال واپس چاہتی ہو تو سمندر کے ساحل پر کہیں بھی ملاقات ہو سکتی ہے۔"

برین آدم نے اس کا بازو گرم جوشی سے پکڑ کر کہا۔ "واہ مسٹر ہیری! تم نے تو کمال کر دیا ہے۔ اگر انہیں معلوم ہو گا کہ تم نے رقم بینک کو واپس نہیں کی ہے اور کہیں چھپائی ہے تو وہ تم سے ضرور رابطہ کریں گے۔"

"آپ دوسرا پہلو بھی دیکھیں۔ وہ مجھے اغوا کر سکتے ہیں اور حقیقت معلوم ہونے پر مجھے گولی مار سکتے ہیں۔"

وہ اپنے سینے پر ہاتھ مار کر بولا۔ "میں تمہاری سلامتی کی ضمانت دیتا ہوں۔ سمندر کے کنارے قدم قدم پر ہمارے جاسوس ہوں گے' تمہارا بال بھی بیکا نہیں ہو گا۔"

اسی وقت عادل نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لی۔ ایکسرے مین کو عادل پر کسی طرح کا شبہ نہیں ہوا تھا۔ اس نے یونہی اس کے خیالات پڑھنے چاہے تھے اس کے سانس روکنے پر بھی شبہ نہیں ہوا پھر بھی ایکسرے مین نے برین آدم کو یہ سوال کرنے پر مائل کیا۔ "مسٹر ہیری! کیا تم ورزش وغیرہ کرتے ہو؟ اس لیے پوچھ رہا ہوں کہ جسم اور صحت مندی سے باڈی بلڈر لگتے ہو۔"

"جی ہاں' میں نے جوڈو کراٹے میں بلیک بیلٹ حاصل کیا ہے اور یوگا کی مشقیں بھی کرتا ہوں۔"

ایکسرے مین مطمئن ہو گیا۔ کیوں کہ ایسے بے شمار نوجوان اس عمر میں یہی کچھ کرتے ہیں۔ ہر ایک پر یہ شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ اس کا تعلق کسی خطرناک گروہ سے یا کسی دشمن خیال خوانی کرنے والوں سے ہے۔ اس نے لاکھوں پونڈز اور ڈالرز واپس کیے تھے اور آج رات غیر معمولی مجرموں تک پہنچانے کے سلسلے میں ان سے

بھرپور تعاون کر رہا تھا۔ اس لیے شبہ سے بالا تر تھا۔

○☆☆○

وچ لیڈی ایلا کلانسی اور جے پرگولا کالے علوم کے زبردست ماہرین سمجھے جاتے تھے۔ انالانا کا عکس دیکھ کر دونوں کی کھوپڑیاں گھوم گئیں۔ وہ بینک میں اسے دیکھ کر دم بخود رہ گئے تھے۔ اس عکس کو کسی کالے علم کا کمال سمجھ رہے تھے اور سوچ میں پڑ گئے تھے کہ وہ نامعلوم جادوگر کون ہے؟

جب وہ کسی مخالف جادوگر کے کالے علم کو سمجھنا چاہتے تھے یا اس کا توڑ کرنا چاہتے تو اس سلسلے میں کئی طرح کے منتر پڑھتے تھے۔ وہ دونوں بینک کے گوشے میں کھڑے ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا منتر پڑھتے رہے۔ ان منتروں کے نتیجے میں انالانا کی روح کو تڑپ کر جے پرگولا کے قدموں میں آ جانا چاہیے تھا۔ اگر وہ روح ہوتی تو تڑپ کر آتی۔ ان منتروں کا بھرم رہ جاتا لیکن وہ واردات کرکے چلی گئی اور وہ دونوں منتر پڑھتے رہ گئے۔

وچ لیڈی ایلا کلانسی نے کہا۔ ”میں نے ایک بار ایک قبر کے مردے پر عمل کیا تھا۔ اس کا ڈھانچا قبر سے اٹھ کر آیا تھا اور اس نے میرے حکم کی تعمیل کی تھی لیکن اس کی روح گوشت پوست کے ساتھ تو نہیں آئی تھی۔“

جے پرگولا نے کہا۔ ”میں نے بھی انسانی ڈھانچوں سے کئی بار کام لیا ہے لیکن گوشت پوست والی روح میری نظروں سے بھی نہیں گزری۔“

”میں جادو ٹونے کے سامان جافا شہر کے مکان میں چھپا کر رکھتی ہوں۔ ہمیں وہاں چل کر اس روح کے متعلق معلوم کرنا ہوگا۔“

”ہم جافا ضرور جائیں گے لیکن روحوں کو یا مُردوں کو بلانے کا عمل سورج ڈوبنے کے بعد ہوتا ہے۔“

وچ لیڈی نے کہا۔ ”یہ حیرانی کی بات ہے کہ کسی جادوگر نے سورج طلوع ہونے کے بعد کسی حسین لڑکی کی روح سے وہ واردات کرائی ہے۔“

”یہ ماننا پڑتا ہے کہ دنیا میں ہم سے بھی بڑے کالے علوم کے شیطان موجود ہیں۔ ہمیں اس شیطان کا بھی سراغ لگانا چاہیے۔“

پولیس والے بینک کے باہر لوگوں کو ہٹا رہے تھے۔ وہ دونوں جافا جانے کے لیے بینک سے باہر آئے تو پولیس افسر وچ لیڈی کو دیکھ کر ٹھٹک گیا۔ اس کے سامنے آ کر بولا۔ ”اچھا تو تم یہاں ہو۔ یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟“

”یہ میرے ساتھی.... نن..... نہیں میرے مہمان ہیں۔ مسٹر جے پرگولا ہیں۔ امریکا سے آئے ہیں۔“

”ساتھی کہتے کہتے مہمان کہہ رہی ہو۔ انہیں گرفتار کرلو۔“

سپاہیوں نے دونوں کو پکڑ لیا۔ جے پرگولا نے پوچھا۔ ”یہ کیا حرکت ہے؟ ہمارا قصور کیا ہے؟“

انسپکٹر نے کہا۔ ”یہ وچ لیڈی ایلا کلانسی پورے اسرائیل میں چڑیل کی طرح مشہور ہے۔ تمہارا بھی جادو ٹونے سے کوئی تعلق گا۔ تم لوگوں نے یہاں کسی روح کو بلا کر پورا بینک لوٹ لیا ہے۔“

وچ لیڈی نے کہا۔ ”یہ مت بھولو کہ میں ایک معزز شہری ہوں۔ کتنے ہی اعلیٰ حکام کی اہم تقریبات میں مدعو کی جاتی ہوں۔“

”ہم اچھی طرح جانتے ہیں اس لیے حوالات میں نہیں آئی جی صاحب کے پاس لے جائیں گے۔“

وہ بے قصور پکڑے گئے۔ انہیں آئی جی کے دفتر میں پہنچا گیا۔ وہاں سختی سے پوچھا گیا۔ ”سچ بتاؤ یہ کیسا کالا جادو ہے۔ لوگوں نے کس مردے کو قبرستان سے اٹھا کر بینک میں ڈاکا ڈالا ہے۔“

”جناب اس ڈاکے میں ہمارا ہاتھ ہوتا تو ہم وہاں کھڑے نہ رہتے۔“

”اس لیے کھڑے رہے کہ ڈاکا زنی کا الزام تم پر نہ آئے۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ جرم قبول کرلو اور کالے علوم جاننے والے جتنے شیطان تمہارے ساتھ ہیں ان کے نام اور پتے لکھ دو۔ ہم ابھی مال برآمد کریں گے۔“

وہ دونوں قسمیں کھاتے رہے کہ انہوں نے پہلی بار کسی لاش کو گوشت پوست میں دیکھا ہے۔ وہ اس قسم کا کالا جادو نہیں جانتے ہیں لیکن آئی جی نے یقین نہیں کیا۔ ایسے ہی وقت عادل نے فون کیا کہ وہ بینک کی لوٹی ہوئی رقم واپس لا رہا ہے۔ آئی جی نے فوراً افسران کو فون پر حکم دیا کہ ایک شخص بینک کی لوٹی ہوئی رقم واپس لا رہا ہے۔ اس کی کار کا نمبر نوٹ کرو اور اسے حفاظت سے یہاں لاؤ۔

جے پرگولا نے کہا۔ ”جناب! مال واپس مل رہا ہے۔ اسے لانے والا کوئی اور ہے، ہم بے قصور ہیں۔ ہمیں جانے دیں۔“

”بکواس نہ کرو۔ پہلے معلوم تو ہو کہ یہ روح کا چکر کیا ہے۔“

اس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ انہیں ساتھ والے کمرے میں بٹھایا جائے۔ تھوڑی دیر بعد دو افسران سپاہیوں کے ساتھ تین تھیلے اٹھا کر لائے۔ آئی جی نے عادل کا گرم جوشی سے استقبال کیا۔ عادل نے بتایا کہ کس طرح انسانی عکس ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاتا ہے اس کے بعد برین آدم بھی پہنچ گیا۔ اس نے عادل سے یہ طے کیا کہ وہ شام کو سمندر کے ساحل پر اس حسینہ سے ملاقات کے لیے جائے گا اور خفیہ طور پر اس کی سلامتی کے لیے بھرپور انتظامات کیے جائیں گے۔

دوسرے کمرے میں بیٹھے ہوئے دونوں جادوگر ایلا اور پرگولا یہ باتیں سن رہے تھے۔ پرگولا نے سرگوشی میں کہا۔ ”دو باتیں ہمارے حق میں ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہم بے قصور ثابت ہو گئے ہیں۔ دوسری اہم بات یہ کہ وہ روح والی حسینہ سمندر کے ساحل پر کہیں آئے گی۔ ہم اسے ٹریپ کرسکتے ہیں۔“

ایلا کلانسی نے کہا۔ ”ہم نے بینک کے دروازے پر ایک مرتبہ ہی روح دیکھی تھی۔ وہ اس لڑکی کا ساتھی تھا، وہ بھی ساحل پر آئے گا تو میں پہچان لوں گی۔“

بعد میں آئی جی نے انہیں بے قصور تسلیم کرکے الزام سے بری کردیا۔ پرگولا نے وچ لیڈی کی رہائش گاہ میں پہنچ کر کہا۔ ”ہم اسے کالا جادو سمجھ رہے تھے اور یہ سائنس کا کارنامہ ثابت ہوا ہے۔ کسی بہت ہی ذہین مجرم نے واردات کا یہ انوکھا طریقہ ایجاد کیا ہے۔“

”لیکن یہ طریقۂ کار ہمیشہ کامیاب نہیں رہے گا۔ سب ہی نے سمجھ لیا ہے کہ اس عکس کے پسِ پردہ کوئی چھپ کر فائر کرتا ہے جب جائے واردات پر وہ مخصوص منی کیمرا اور مائیک نہ ہو تب وہ تنہا عکس کچھ نہیں کرسکے گا۔“

”ہاں، آئندہ ایسی واردات کے وقت پولیس والے سب سے پہلے اس شخص کا سراغ لگائیں گے جو روح کے پسِ پردہ فائرنگ کرتا ہے اور منی کیمرا اور مائیک کو بھی پہلے تلاش کیا جائے گا۔“

”میرا خیال ہے ایسی حکمتِ عملی سے آئندہ اتنی بڑی بینک ڈکیتی نہیں ہوگی۔“

”تم صرف ڈکیتی کے متعلق کیوں سوچ رہی ہو۔ وہ مخصوص کیمرا اور مخصوص آلات میرے ہاتھ لگ جائیں تو میں ایسی ایسی وارداتیں کروں گا کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی پریشان ہو جائیں گے اور مجھ سے بھاگتے پھریں گے۔“

”یعنی تم کیا کرو گے؟“

”ابھی نہ پوچھو۔ آج رات کسی طرح اس لڑکی اور اس کے ساتھی کو پہچان لو۔ پھر میں انوکھے تماشے دکھاؤں گا۔“

عادل، برین آدم اور جے پرگولا سب ہی سمجھ رہے تھے کہ وہ روح والی حسینہ اور اس کے ساتھی اصلی صورت میں سمندر کے کنارے نہیں آئیں گے۔ عادل کو بھی بھیس بدل کر جانا چاہیے تھا لیکن برین آدم نے یقین دلایا تھا کہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا، اسے اپنی اصلی صورت میں ہی جانا چاہیے۔

لیکن میں نے دوپہر کو ہیری یعنی عادل کی ایک ڈمی تیار کرلی۔ ایک کرائے کے بدمعاش کو اس کا ہم شکل بنا دیا۔ ایسے کرائے کے قاتل اور بدمعاش اپنی جان کی پروا نہیں کرتے۔ بھاری معاوضہ لیتے ہیں اس طرح وہ خود اپنی زندگی اور موت کے ذمے دار ہوتے ہیں۔

سورج غروب ہونے سے پہلے ہی بے شمار جاسوس ساحلِ سمندر پر پھیلے ہوئے تھے۔ ریستوران میں، کلبوں اور پلے لینڈ وغیرہ میں ہر جگہ سادے لباس والے تھے۔ شام سات بجے ڈمی عادل کار میں آیا۔ میں اس کے اندر موجود تھا۔ وہ اسی ریستوران کے اندر آیا، جہاں پچھلی بار مرینا اور عادل کی ملاقات ہوئی تھی۔

میں ذاتی طور پر کیوں دلچسپی لے رہا تھا اس کی ایک وجہ تھی۔ عادل نے آئی جی کے دفتر سے واپس آ کر لیلیٰ کو بتایا تھا کہ اس نے برین آدم سے باتیں کرنے کے دوران پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا تھا اور سانس روک لی تھی۔ ایسے ہی وقت برین آدم نے اسے باڈی بلڈر کہہ کر سوال کیا تھا کہ کیا وہ ورزش کرتا ہے؟

اس سوال کا مقصد یہ تھا کہ برین آدم کے ذریعے کوئی خیال خوانی کرنے والا عادل کی یوگا کی صلاحیتوں کے متعلق معلوم کرنا چاہتا ہے۔ وہ یہودی تنظیم کی الپا ہو سکتی تھی یا کوئی اور ہو سکتا تھا پھر برین آدم نے عادل کو رابطہ کرنے کے لیے پرائیویٹ آئی کا فون نمبر دیا۔ ملٹری انٹیلیجنس میں پرائیویٹ آئی ایک بہت پُراسرار ادارہ ہوتا ہے۔ اسی بات نے مجھے سوچنے پر مجبور کیا کہ اس پرائیویٹ آئی کے پیچھے یہودیوں کی نئی خفیہ تنظیم ہے اور مجھے عادل کے ذریعے اس تنظیم کے کسی فرد تک پہنچنا چاہیے۔

ویسے برین آدم میرے علم میں آ گیا تھا لیکن میں اس وقت تک اسے ملٹری انٹیلی جنس کا ہیڈ آف دی ڈپارٹمنٹ ہی سمجھ رہا تھا۔ اب میں چاہتا تھا کہ ڈمی عادل کے دماغ میں وہی خیال خوانی کرنے والا آئے جو دن کے وقت عادل کے اندر آنا چاہتا تھا۔ اس خیال خوانی کرنے والے کے متعلق کچھ زیادہ معلوم ہوتا یا نہ ہوتا، اتنا ضرور ہوتا کہ میں اس کی آواز اور لہجہ سن لیتا۔

اس مقصد کے لیے میں ڈمی عادل کو ریستوران کے بار میں لے گیا اور اسے ایک پیگ وہسکی پلا دی۔ برین آدم کے جاسوس ڈمی عادل کو ہیری رابن سمجھ کر نگرانی کر رہے تھے۔ کتنے ہی جاسوسوں کے اندر الپا اور ٹیری آدم خیال خوانی کرتے پھر رہے تھے اور ان سب کی اور ہم سب کی لاعلمی میں ایکسرے مین بھی موجود تھا۔

ڈمی نے پہلے پیگ میں سوڈا ملا کر پیا۔ دو چار گھونٹ کے بعد ہی میں نے ایک شخص کو دیکھا وہ بار کاؤنٹر کے پاس آ کر اس سے آہستگی سے بول رہا تھا۔ ”مسٹر ہیری! تم یوگا کے ماہر ہو اور شراب پی رہے ہو؟“

میں نے ڈمی کی زبان سے عادل کے لہجے میں کہا۔ ”میں صرف ہفتے کی رات پیتا ہوں۔ یہ میرا اصول ہے۔ باقی چھ دن میں خوب ورزش کرتا ہوں اور باڈی بناتا ہوں۔“

”اگر ان ڈاکا ڈالنے والوں میں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہوگا تو وہ تمہارے دماغ پر قبضہ جما کر تمہیں اغوا کرکے لے جائے گا۔“

ڈمی نے کہا۔ ”دیکھو مسٹر! تمہارے ہیڈ آف دی ڈپارٹمنٹ نے یہ نہیں بتایا تھا کہ ڈاکوؤں میں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا بھی ہو سکتا ہے۔ میں تم سے باتیں کرتے کرتے ایک پیگ حلق میں ڈال چکا ہوں۔ اب کیا ہوگا؟ اتنا یقین دلاتا ہوں کہ میں مدہوش نہیں ہوتا۔ باقی میری حفاظت کی ذمے داری تم لوگوں پر ہے۔“

میں سمجھ رہا تھا کہ ایسے وقت کوئی خیال خوانی کرنے والا اس کے چور خیالات پڑھ رہا ہوگا۔ میں نے اس ڈمی کے دماغ میں ہیری رابن کی پوری ہسٹری نقش کردی تھی۔ اس لیے مطمئن تھا اور وہ

خیالات پڑھنے والا بھی مطمئن ہو رہا ہو گا۔

وہ ایک پیگ پینے کے بعد ریستوران سے باہر آگیا۔ میری مرضی کے مطابق سوچنے لگا۔ "مجھے ساحل پر اِدھر اُدھر گھومنا چاہیے۔ وہ عکس والی حسینہ لوگوں کی بھیڑ میں نہیں ملے گی۔ شاید ساحل کی نیم تاریکی میں گلے کا ہار بن جائے۔"

وچ لیڈی اور جے پرگولا اس ریستوران کے سامنے سے گزر رہے تھے۔ ڈمی عادل کو دیکھ کر رک گئے۔ انہوں نے عادل کو بینک سے تین بھرے ہوئے تھیلے لے جاتے دیکھا تھا پھر آئی جی کے دفتر میں وہ تھیلے واپس کرتے بھی دیکھا تھا۔

جے پرگولا نے کہا۔ "ایلا! اس بازی کا اصل مُہرہ نظر آگیا ہے۔ تم دور چلی جاؤ اور اس پر نظر رکھو۔ وہ ڈاکا ڈالنے والے اپنی رقم وصول کرنے کے لیے اس سے ضرور ملیں گے۔"

وہ اتنی دور چلی گئی، جہاں سے عادل کو بہ آسانی دیکھ سکے۔ پرگولا بھی کافی فاصلہ رکھ کر اس کا تعاقب کرنے لگا۔ برین آدم کے جاسوس اس کا تعاقب نہیں کر رہے تھے بلکہ ہر چالیس گز کے فاصلے پر ایک جاسوس ریت پر بیٹھا یا لیٹا ہوا تھا یا ایک کرائے کی محبوبہ سے گفتگو کر رہا تھا۔ یہ شبہ نہیں ہوتا تھا کہ وہ سب جاسوس ہیں۔

وان لوئن، ماسیلا اور انالانا لاکھوں پونڈز اور ڈالرز کے لیے بے چین تھے۔ انہوں نے کامیاب ڈاکا ڈالا تھا۔ بینک میں جھاڑو پھیر دی تھی۔ ساری رقم نکال لائے تھے۔ اس کے باوجود رقم ابھی تک ہاتھ میں نہیں آئی تھی۔ انہوں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ عادل کو گن پوائنٹ پر رکھ کر رقم وصول کریں گے۔ لاکھوں پونڈز اور ڈالرز ساحل پر نہیں ملیں گے لہٰذا وہ اسے اغوا کر کے ایک خفیہ پناہ گاہ میں لے آئیں گے۔

وہ نادان نہیں تھے۔ یہ جانتے تھے کہ جو شخص فراڈ کر کے بینک کی پوری رقم ہتھیا سکتا ہے وہ ساحل پر انالانا سے ملنے تنہا نہیں آئے گا۔ اگر وہ کسی خطرناک گروہ سے یا انٹیلی جنس کے محکمے سے تعلق رکھتا ہے تو پھر اپنی حفاظت کے لیے زبردست انتظامات کے ساتھ آئے گا۔

وہاں ماسیلا کو کوئی پہچان نہیں سکتا تھا کیوں کہ وہ بینک کے اندر اور باہر لوگوں کی بھیڑ میں تھی یا چھپی رہی تھی۔ انالانا اور وان لوئن اپنے اپنے عکس کے ذریعے اچھی طرح پہچان لیے گئے تھے اس لیے دونوں نے اپنے چہرے تبدیل کر لیے تھے۔ عادل کا چہرہ انالانا کی آنکھوں میں اتر آیا تھا۔ اگرچہ وہ اس سے دھوکا کھا کر اس سے نفرت ظاہر کر رہی تھی لیکن اسے بے اختیار کبھی یاد کرنے اور کبھی آنکھوں کے سامنے دیکھنے لگتی تھی۔

اس نے آئینے کے سامنے چہرہ بدلتے ہوئے بھائی سے پوچھا۔ "اگر وہ انٹیلی جنس کا کوئی آدمی ثابت ہوا تو؟"

"تو وہ رقم بینک والوں کو لوٹا چکا ہو گا، میں اتنا بڑا نقصان برداشت نہیں کروں گا۔ اسے گولی مار دوں گا۔"

ماسیلا نے کہا۔ "ہماری مافیا میں کبھی فراڈ کرنے وا... معاف نہیں کیا گیا۔ رقم واپس ملنے کا یقین نہیں ہو گا تو... اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

انالانا خاموشی سے آئینے کو یوں تک رہی تھی جیسے ا... کی جگہ عادل کو دیکھ رہی ہو۔ ماسیلا اور وان لوئن نے ... خاموشی کو محسوس کیا کیوں کہ جب بھی کسی بات کا عہد کر... باری باری اپنے پختہ عزم کا اظہار کرتے تھے۔ وان لوئن ... مخاطب کیا تو وہ چونک گئی۔ بھائی نے پوچھا۔ "کیا تم نہیں سن... کہ ہم ایک فراڈ کو موت کی سزا دینے کا عہد کر رہے ہیں؟"

"ہاں، سن رہی ہوں مگر سوچ رہی ہوں، اسے جان سے ... ضروری ہے؟"

ماسیلا نے کہا۔ "اسے مارا نہ جائے تو کیا اس سے ... جائے۔ انالانا! میں صبح سے تمہیں بھانپ رہی ہوں۔ کمبخت فریبی سے بری طرح متاثر ہو گئی ہو۔"

"فضول باتیں نہ کرو ماسیلا! میں اس سے متاثر نہیں... میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ وہ اگر انٹیلی جنس ڈپارٹمنٹ سے... رکھتا ہو تو اس سے دوستی کر کے بہت سے فائدہ اٹھائے... ہیں۔"

"یعنی تمہارے دماغ میں دوستی کا کیڑا کلبلا رہا ہے۔ دوستی کے پردے میں چھپا رہی ہو۔"

"ہاں چھپا رہی ہوں۔ تم تو خواہ مخواہ پیچھے پڑ جاتی ہو۔"

وان لوئن نے کہا۔ "ہم نے گاڈ مدر کے سامنے قسم کھ... کہ آپس میں کبھی نہیں لڑیں گے۔ میری پیاری انالانا! اگر... فراڈ سے محبت کرتی ہو تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تمہیں ... چاہیے کہ ہماری گاڈ مدر نے بھی کئی عشق کیے اور ہر عاشق کے گھاٹ اتار دیا۔"

ماسیلا نے کہا۔ "اگر تم اپنی ماں کے اصولوں پر چلنے والی ہو تو ہماری طرح عہد کرو۔"

انالانا نے ایک لمبی سانس لی پھر ٹھہر ٹھہر کر بولی۔ "اگر... ملی تو میں بھی اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

وہ تینوں قسمیں کھا کر سمندر کے ساحل پر آئے۔ صور... سے نمٹنے کے لیے ان کے پاس تمام ضروری سامان تھا۔ ان... دو آلۂ کار بھی خرید لیے تھے اور ساحل پر پہنچ کر وہاں کا جا... رہے تھے۔ تینوں بھائی بہنیں ایک دوسرے سے دور رہتے ... ٹاکی کے ذریعے ایک دوسرے سے ضروری باتیں کر کے ... کر دیتے تھے۔

انہوں نے وچ لیڈی ایلا کلانسی اور جے پرگولا کو... دونوں ایک ریستوران کے قریب پہنچنے تک ساتھ ساتھ... عادل کو دیکھ کر ایک دوسرے سے دور ہو گئے تھے اور ا... فاصلہ رکھ کر عادل کا تعاقب کر رہے تھے۔

ان دو کے علاوہ کوئی تیسرا نظر نہیں آیا چونکہ وہ بھائی بہنیں ... تنظیم کے لاڈلے تھے اس لیے یہ سمجھتے تھے کہ انٹیلی جنس ... لے سادہ لباس میں رہتے ہیں اور ساحل پر وہ سادہ لباس ... لے جاسوس ضرور موجود ہیں۔

ڈمی عادل ساحل کی ریت پر آہستہ آہستہ قدم رکھتا جا رہا تھا۔ ... نے بہت دور سے کوئی موٹر سائیکل پر آ رہا تھا۔ اکثر منچلے نوجوان ... حل پر موٹر سائیکل اور گھوڑے بھی دوڑاتے ہیں۔ وہ موٹر ... ئیکل والا قریب سے گزرتے ہوئے عادل پر کوئی چیز پھینکتا ہوا ... ۔ عادل نے جھک کر دیکھا۔ ریت پر ایک واکی ٹاکی پڑا ہوا تھا ... نے اسے اٹھا لیا۔

اسی وقت اس کا ننھا سا سرخ بلب اسپارک کرنے لگا۔ اشارہ ... سول ہو رہا تھا۔ میں نے ڈمی کو اسے آپریٹ کرنے پر مائل کیا۔ ... نے اسے آن کرتے ہوئے پوچھا۔ "ہیلو۔ یہ کون پھینک کر گیا ...؟"

دوسری طرف سے وان لوئن نے کہا۔ "شکر کرو، اس کی جگہ ... وٹ کنٹرول بم آ کر تمہارے چیتھڑے اڑا سکتا تھا۔"

ڈمی نے پوچھا۔ "تم کون ہو؟"

"میں سود خور یہودی ہوں۔ اپنے تین تھیلے سود کے ساتھ ... ول کرنے آیا ہوں۔"

"میں نے وہ تھیلے کسی مرد سے نہیں، ایک حسینہ سے لیے ...۔"

"میں اس لڑکی کا بھائی ہوں۔"

"یوں کہو نا، میرے ہونے والے سالے ہو۔"

"شٹ اپ! کام کی بات کرو۔"

"کام کی بات یہ ہے کہ میں جان ہتھیلی پر رکھ کر تمہاری بہن ... ملنے آیا ہوں لہٰذا صرف اس سے باتیں کروں گا۔"

"دیکھو جوان! شاید تمہیں نہیں معلوم ہے۔ ایک عورت ... رے بائیں طرف تقریباً پچاس گز کے فاصلے پر ہے اور ایک قد ... شخص اتنی ہی دور تمہارے دائیں طرف ہے۔ یہ دونوں ... ستوران سے تمہارا پیچھا کر رہے ہیں۔"

ڈمی نے پوچھا۔ "کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ یہ دونوں تمہارے ... ۓ کے بندے ہیں اور مجھے کسی وقت بھی گولی مار سکتے ہیں۔"

"یہ میرے آدمی نہیں ہیں اور اگر تمہارے بھی نہیں ہیں تو تم ... طرف سے خطرات میں گھرے ہوئے ہو۔"

"جب تم سمجھ رہے ہو کہ میرا آخری وقت آگیا ہے تو آخری ... اپنی بہن کا دیدار کیوں نہیں کراتے؟"

"تمہاری زندہ دلی سے پتا چلتا ہے کہ تم پولیس والوں سے مل ... ہو یا پہلے سے ہی پولیس کے آدمی ہو۔"

"تم غلط سمجھ رہے ہو۔"

"تمہارا اطمینان سمجھا رہا ہے۔ پولیس والوں نے اور سیکڑوں لوگوں نے تمہیں بینک سے تھیلے لے جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ کیا تمہیں خوف نہیں ہے کہ یوں کھلے عام گھومتے رہو گے تو بینک ڈکیتی کے الزام میں دھر لیے جاؤ گے۔"

"یہ تم نے اچھا سوال کیا ہے۔ اس کا جواب تمہاری بہن کو دوں گا۔"

ان باتوں کے دوران ماسیلا ٹہلتی ہوئی وچ لیڈی ایلا کلانسی کے قریب آگئی تھی۔ پھر بالکل قریب ہو کر اس کی گردن میں ایک بانہہ ڈال کر بولی۔ "میرا پستول تمہاری کمر سے لگا ہوا ہے۔ بس یونہی چلتی رہو۔ دیکھنے والے سمجھیں گے، ہم بے تکلف سہیلیاں گلے میں بانہیں ڈالے چل رہی ہیں۔"

وہ سہم کر بولی۔ "تت...... تم کون ہو؟ مجھ سے کیا چاہتی ہو؟"

"ابھی تو کچھ نہیں چاہتی لیکن میری مرضی کے خلاف کوئی بات ہوئی تو تمہاری موت چاہوں گی۔"

"میں تمہاری مرضی کے خلاف کچھ نہیں کروں گی۔"

"اب میرے ہر سوال کا جواب سچائی سے دو۔ تم کون ہو؟"

"میں اس ملک کی بہت مشہور وچ لیڈی ہوں۔ میرا نام ایلا کلانسی ہے۔"

"کیا تم تنہا ہو یا وہ شخص تمہارے ساتھ ہے جو اس نوجوان کے دائیں طرف دور رہ کر تعاقب کر رہا ہے۔"

"وہ میرا ساتھی جادوگر ہے۔ اس کا نام جے پرگولا ہے۔ امریکا سے آیا ہے۔"

"کیا تم دونوں اس نوجوان کی نگرانی کر رہے ہو؟"

"ہم اس کے ذریعے اس لڑکی کو دیکھنا اور اس سے ملنا چاہتے ہیں جو بینک میں ایک روح کی طرح نظر آئی تھی۔"

"اس لڑکی سے کیوں ملنا چاہتے ہو؟"

"ہمیں اس کا طریقۂ کار پسند آیا تھا۔ ہم اس سے دوستی کرنا چاہتے تھے۔"

"تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ وہ تم سے دوستی کر لے گی؟"

"جب ہم اسے ایک بہت بڑے فریب سے بچائیں گے تو وہ ہم پر اعتماد کرے گی۔"

"کیسا فریب؟ وضاحت کرو۔"

"وہ نوجوان قانون کا احترام کرنے والا شہری ہے۔ اس نے نوٹوں سے بھرے ہوئے تینوں تھیلے آئی جی کے حوالے کر دیے ہیں۔"

"یہ تم کیسے جانتی ہو؟"

"مجھے اور میرے ساتھی کو جادوگر ہونے کے جرم میں گرفتار کر کے آئی جی کے پاس پہنچایا گیا تھا۔ ہم پر یہ الزام تھا کہ ہم نے اپنے اپنے کالے علوم کے ذریعے دو روحوں کو بھیج کر بینک میں ڈاکا ڈالا ہے۔ ایسے ہی وقت وہ جوان تینوں تھیلے لے کر وہاں آیا تو ہمیں رہائی مل گئی۔"

ماميلا بولی۔ "رک جاؤ' تمہاری باتیں دل کو لگ رہی ہیں۔"

اس نے ایک ہاتھ سے واکی ٹاکی کو آپریٹ کر کے وان لوئن سے رابطہ کیا پھر اس وچ لیڈی کا تمام بیان سنایا۔ وہ سب کچھ سننے کے بعد بولا۔ "اگر وہ وچ لیڈی سچ کہہ رہی ہے اور ہمیں فریب سے بچا رہی ہے تو ہم اس سے ضرور دوستی کریں گے۔ اس سے کہو اپنے ساتھی کے ساتھ ساحل سے دور چلی جائے۔ ریستوران کے پارکنگ ایریا میں ہمارا انتظار کرے۔"

ماميلا نے اس کی کمر سے پستول ہٹا کر کہا۔ "تم نے میرے بھائی کی باتیں سنی ہیں۔ یہاں سے جاؤ۔"

وہ تیزی سے چلتی ہوئی جے پرگولا کی طرف جانے لگی۔ وان لوئن نے واکی ٹاکی کے ذریعے رابطہ کر کے ڈی عادل سے کہا۔ "دیکھو تمہاری بائیں جانب ایک عورت تیزی سے چلتی ہوئی آرہی ہے۔ وہ تمہارے قریب سے گزر کر دائیں طرف ایک قد آور شخص کے پاس جائے گی۔ اس شخص کا نام جے پرگولا ہے اور عورت کا نام ایلا کلانسی ہے۔ دونوں وچ ڈاکٹر یعنی کالے علوم کے ماہر ہیں۔"

میں نے ڈی کے دماغ میں رہ کر دیکھا۔ واقعی ایک عورت قریب سے گزرتی ہوئی ڈی کے دائیں طرف بہت دور ایک شخص کی طرف جارہی تھی۔ اب تک پرگولا نہ میری نظروں میں آیا تھا نہ پہلے اس کا نام سننے میں آیا تھا۔ وان لوئن نے کہا۔ "اس وچ لیڈی کے ذریعے بہت کچھ معلوم ہوا ہے۔ تمہارا نام ہیری رابن ہے اور تم شوز فیکٹری کے مالک ہو۔ کیا یہ غلط ہے؟"

ڈی نے کہا۔ "یہ درست ہے۔"

"پھر تو یہ بھی درست ہوگا کہ تم نے بینک کی تمام رقم آئی جی کے حوالے کردی ہے؟"

"یہ بات آدھی درست ہے اور آدھی غلط ہے۔"

"بکواس مت کرو۔ صحیح جواب دو۔ موت تمہارے قریب ہے۔"

"صحیح جواب دیر سے تمہاری سمجھ میں آتا ہے۔ میں اتنا نادان نہیں ہوں کہ لاکھوں پونڈز اور ڈالرز واپس کر دوں اور یہ بھی درست ہے کہ میں نے تینوں تھیلے آئی جی کے حوالے کیے ہیں۔ وہ جعلی نوٹوں سے بھرے ہوئے تھے۔"

"تم باتیں بنا رہے ہو۔ انٹیلی جنس اور بینک والے اتنے نادان نہیں ہیں کہ جعلی نوٹ نہ پہچان سکیں۔"

"میں نے برسوں کی محنت کے بعد ایسے نوٹ چھاپے ہیں جو ہر لحاظ سے اصلی لگتے ہیں۔ صرف ان کے نمبروں میں کچھ گڑبڑ ہے۔ جب تک ٹکسال کے رجسٹر سے تمام نمبر ٹیلی نہیں کیے جائیں گے' تب تک ان پر جعلی ہونے کا یقین نہیں ہوگا۔"

"اگر تم بڑے کاریگر ہو تو میں تمہارے فراڈ کو بھول کر دوستی کروں گا۔"

"فراڈ کیسا' جب کہ لوٹی ہوئی تمام رقم تمہاری ہے اور میرے پاس محفوظ ہے۔"

"تو پھر تمام رقم واپس کرو اور دوستی کو مستحکم کرو۔"

"دوستی نہیں' رشتے داری ہوگی۔ میں نے تمہاری بہ... کہا ہے کہ شادی کی رات وہ رقم اسے پیش کروں گا۔"

"فضول باتیں نہ کرو۔ اس کی شادی نہیں ہوسکتی۔"

"کیوں نہیں ہوسکتی؟ کیا اس پر جنات آتے ہیں؟"

"موضوع نہ بدلو۔ کام کی باتیں کرو۔"

"یہی تو کام کی باتیں ہیں۔ میرے پاس کھانے کو ر... شادی کرنے کے لیے پیسے نہیں تھے۔ میں نے بینک میں ڈا... ہونے والی دلہن نے تعاون کیا۔ اب کہتے ہو شادی نہیں ہو گ..."

"ٹھیک ہے تم سنجیدہ ہو تو شادی ہو جائے گی مگر ابھی نہ... وہ کمسن ہے' نابالغ ہے۔"

"مجھے اس سے ملنے دو' میں اس سے پوچھنا چاہتا ہوں... بالغ ہونے کا ارادہ رکھتی ہے۔ ویسے مجھے تمہارا خاندان بہ... ہے۔ کمال کا خاندان ہے' نابالغ لڑکیاں بینک میں ڈاکے... ہیں۔"

"تم ایسی بکواس سے ہمارا وقت ضائع کر رہے ہو۔ کیا... لیے ضائع ہونا چاہتے ہو؟"

میں نے ڈی عادل کا سر گھما کر دائیں طرف دیکھا۔ چنا... والوں نے وچ لیڈی اور جے پرگولا کو حراست میں لے لیا... انہیں وہاں سے لے جارہے تھے۔ کچھ پولیس والے ادھ... جارہے تھے جدھر ماميلا نے وچ لیڈی کو پستول دکھا کر اس... کچھ اگلوایا تھا مگر ادھر دور دور تک ماميلا دکھائی نہیں دی۔

معاملہ کسی حد تک سمجھ میں آگیا۔ قصہ یوں ہے کہ ا... کے دماغ میں صرف میں نہیں تھا۔ کوئی اور خیال خوانی کر... بھی چھپا ہوا تھا اور وہ واکی ٹاکی کے ذریعے ہونے والی گفتگ... تھا جب اس نے سنا کہ ایلا اور پرگولا نے بینک لوٹنے والو... دیا ہے کہ لوٹی ہوئی رقم آئی جی کے حوالے کردی گئی ہے تو ا... برین آدم یا دوسرے افسران کو یہ باتیں بتائیں جس کے... ان دونوں جادوگروں کو حراست میں لے لیا گیا اور ایلا... دکھانے والی عورت کو تلاش کیا گیا۔

میں نے جو سمجھا' اس کی تصدیق تھوڑی دیر بعد ہو... ٹاکی کے ذریعے کہا گیا۔ "مسٹر ہیری! یہ ثابت ہو رہا ہے کہ... والوں سے ملے ہوئے ہو۔ جس وچ لیڈی نے میری بہن ک... حقیقت بتائی تھی اسے اور اس کے ساتھی کو پولیس نے گر... ہے' اب وہ میری بہن کو تلاش کر رہے ہیں۔"

"اس طرح کیسے ثابت ہوا کہ میں پولیس والوں... ہوں؟"

"تم نے پولیس والوں کو کوئی اشارہ دیا ہے یا تمہار... میں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا چھپا ہوا ہے۔"

ڈی نے کہا۔ "یہ تم ٹیلی پیتھی والی نئی بات کر رہے ہو۔ اگر کوئی میرے اندر چھپا ہے تو میں اسے کیسے پکڑ سکتا ہوں۔"

"میں آخری بار پوچھتا ہوں' وہ رقم کہاں ہے؟"

"جواب چاہتے ہو تو اپنی بہن سے بات کراؤ۔"

تھوڑی دیر خاموشی رہی پھر انالانا کی رس بھری آواز سنائی دی۔ "ہیلو' میں بول رہی ہوں۔"

ڈی نے پوچھا۔ "میں کون؟"

"وہی جس نے تمہیں بینک میں تین تھیلے دے کر دھوکا کھایا۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں' شادی میں اتنے تھیلے لاؤں گا کہ گھر میں رکھنے کی جگہ نہیں رہے گی۔"

"کیا تم شادی کے معاملے میں سنجیدہ ہو؟"

"بالکل سنجیدہ ہوں۔ بولو برات لے کر کہاں آؤں؟"

"ہمارے درمیان جب تک اعتماد قائم نہیں ہوگا' میں پتا نہیں پاؤں گی۔"

"یعنی میں پہلے تمام رقم تمہارے بھائی کے حوالے کر دوں تو اعتماد قائم ہو جائے گا؟"

"بے شک' تمہیں یہی کرنا چاہیے۔"

"میں تمہارا نام نہیں جانتا' پتا نہیں جانتا۔ رقم دینے کے بعد کہاں ڈھونڈتا پھروں گا؟"

"مسٹر ہیری! میرے بھائی نے صرف دس منٹ تک تم سے باتیں کرنے کی اجازت دی ہے۔ یہ دس منٹ پورے ہو رہے ہیں۔ فار گاڈ سیک! عقل سے کام لو۔ موت تمہارے بالکل قریب ہے۔"

اچانک آواز بند ہوگئی۔ واکی ٹاکی کو چپ لگ گئی۔ دور سے دو گھوڑے دوڑتے آرہے تھے۔ ان سے خطرہ تھا۔ وہ دشمن ہو سکتے تھے میں نے ڈی کو وہاں سے بھاگنے پر مجبور کیا۔

جب وہ بھاگنے لگا تو سادہ لباس میں رہنے والے جاسوس چوکنا ہو گئے۔ ڈی چیختا جارہا تھا "ان گھڑ سواروں کو روکو۔ انہیں روکو۔ فوراً روکو۔"

کئی سادہ لباس والوں نے اپنی گنیں نکال کر فائرنگ کی۔ گھوڑے دوڑتے دوڑتے گرے ان کے سوار اچھل کر دور ریت پر لڑھکتے چلے گئے۔ انٹیلی جنس والے ان سواروں کو گرفتار کرنے کے لیے ادھر دوڑتے ہوئے گئے وہ تو محض دو آلۂ کار تھے۔ ان کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔

کہیں سے زوردار آواز سے فائرنگ ہوئی۔ دو گولیاں چلیں اور ڈی لڑکھڑا کر ریت پر گر پڑا۔ اسے تڑپنے اور دم توڑنے میں دیر نہیں لگی۔

انالانا نے دور سے ہیری کو لڑکھڑاتے اور گرتے دیکھا۔ اسے یقین نہیں آیا کہ جس نے پہلی بار محبت سے دل دھڑکایا تھا وہ اپنے دل کی دھڑکنیں گنوا چکا ہے۔

واکی ٹاکی کا ننھا سا سرخ بلب اسپارک کر رہا تھا۔ اس نے آن کیا۔ بھائی وان لوئن کی آواز سنائی دی۔ "میں نے اس کمبخت فراڈ ہیری کے جسم میں ایک نہیں دو گولیاں اتار دی ہیں۔ واکی ٹاکی پھینک دو۔ اس کے ذریعے پکڑے جانے کا اندیشہ ہے۔ فوراً دوڑتی ہوئی کلب بلیو ہیون کے پیچھے آؤ۔ دیٹس آل۔"

آواز بند ہوگئی ادھر وہ اپنا واکی ٹاکی پھینک کر بھاگتا ہوا گیا ہو گا لیکن انالانا پر سکتہ سا طاری ہو گیا تھا۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دور بہت دور اوندھے منہ پڑی ہوئی لاش کو دیکھ رہی تھی۔

بس اتنی ہی دیر کی داستان محبت تھی۔ صبح بینک سے شروع ہوئی تھی۔ تمام دن اس کے تصورات سے بہلتی رہی تھی۔ رات کو سمندر کے کنارے یہ داستان اختتام کو پہنچ گئی تھی۔

بہت مختصر سی مدت تھی مگر محبت سمندر سے زیادہ گہری تھی۔

ایکدم سے آنسوؤں کا سمندر ابل پڑا۔ وہ ریت پر دو زانو ہو کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ "ہائے ہیری! مجھے یقین نہیں آتا۔ یقین نہیں آتا کہ تم مجھے چھوڑ کر چلے گئے ہو..."

اس کے کانوں میں عادل کی آواز آئی۔ "یقین کرنا بھی نہیں چاہیے۔"

وہ روتے روتے چپ ہوگئی' دل نے کہا۔ "یہ آواز ایک فریب ہے' وہ تو آنکھوں کے سامنے مردہ پڑا ہے۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے منہ چھپا کر رونے لگی۔ اسی وقت شانے پر ہاتھ محسوس ہوا پھر اس کی آواز سنائی دی۔ "میں نے دستانہ پہنا ہے کیوں کہ کسی نامحرم کو ہاتھ نہیں لگاتا۔"

اس نے چونک کر پلٹ کر دیکھا پھر حیرت سے چیخ پڑی... مردہ زندہ ہو گیا تھا۔

انالانا اب تک ایک مردہ لڑکی اور زندہ روح کی ایکٹنگ کرتی آئی تھی اور روح بن کر، دیکھنے والوں پر جتایا تھا کہ مرنے والے یوں بھی دنیا میں واپس آتے ہیں۔

اور جب ہیری (عادل) مرنے کے بعد اس کے سامنے آیا تو اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔ اس نے دُور ساحل کی ریت پر پڑی ہوئی اس کی لاش کو دیکھا۔ اس لاش کے پاس اب لوگوں کی بھیڑ لگ رہی تھی۔ اُدھر ایک ہیری مردہ تھا اِدھر دوسرا ہیری عین نگاہوں کے سامنے مسکرا رہا تھا۔

وہ بدستور مسکراتے ہوئے بولا۔ "یقین کرلو کہ میری محبت سچی ہے اسی لیے مرنے کے بعد واپس آیا ہوں۔ اور میرے لیے دنیا کی یہ سب سے بڑی خوشی ہے کہ یہ حسین آنکھیں میرے لیے روتی ہیں اور میری موت کے بعد بھی تمہارا دل مجھے پکارتا ہے۔"

وہ بول رہا تھا اور وہ ایسے تک رہی تھی جیسے خواب دیکھ رہی ہو پھر اس نے آہستگی سے ایک ہاتھ بڑھایا اور اسے چھو کر دیکھا۔ وہ بولا۔ "اگر تم مجھے نامحرم نہیں سمجھتی ہو تو بے شک مجھے چھولو۔ بلکہ پکڑلو۔"

اس کی بے یقینی ختم ہوگئی اس نے مسکرا کر اس کے شانے پر ہاتھ رکھا، اس کے بازو کو پکڑ کر کہنے لگی۔ "تم.... تم زندہ ہو۔"

وہ ہنستی کھلکھلاتی ہوئی ریت پر گھٹنوں کے بل اٹھی پھر اس کے گلے سے لگ کر کمبل کی طرح لپٹ گئی۔ دل کھول کر ہنستی ہوئی بولی۔ "ہاہاہاہا۔ تم زندہ ہو۔ میرے لیے زندہ ہو۔ اگر واپس نہ آتے تو میں روتے روتے مرجاتی۔"

وہ ایسے مل رہی تھی، جیسے دنیا جہاں کی دولت اسے مل گئی ہو۔ عادل اسے پا کر سحرزدہ سا ہو رہا تھا۔ زندگی میں پہلی بار ایک حسین لڑکی ایسی دیوانگی سے اپنا رہی تھی کہ ساری دنیا ذہن سے فراموش ہوگئی تھی۔

پھر وہ ذرا چپ ہوئی، کچھ سوچنے لگی۔ اس کے بعد جیسے بجلی کا جھٹکا لگا ہو، وہ ایکدم سے الگ ہو کر اس سے دور ہوگئی جیسے خواب دیکھتے دیکھتے آنکھیں کھل گئی ہوں۔ اس نے گھور کر پوچھا۔ "اگر تم ہیری ہو تو وہ لاش کس کی ہے؟"

"وہ ایک بہروپیے کی لاش ہے۔"

"میں کیسے یقین کروں؟"

"ابھی تم نے میرے دل سے لگ کر اس کی دھڑکنیں سنی ہیں۔ اس لیے یقین کرلو۔"

"جذباتی باتوں سے نہ بہلاؤ۔ بولو تم کون ہو؟"

"میں تمہارا ہیری رابسن ہوں۔ وہ قتل ہونے والا نقلی تھا۔ میں اصل ہوں۔"

"اس کے برعکس بھی ہوسکتا ہے۔ وہ قتل ہونے والا شاید اصلی تھا اور تم نقلی ہو۔"

"انا! میری جان! میں تمہیں کیسے یقین دلاؤں؟"

"خبردار مجھے میری جان نہ کہنا۔"

"ابھی تم ایک جان دو قالب ہو رہی تھیں۔"

"وہ میری غلطی تھی۔ جذبات میں بہہ گئی تھی۔"

"اگر ثابت ہو جائے کہ میں ہیری ہوں تو وعدہ کرو تم اسے غلطی نہیں کہوگی پھر اسی طرح جذبات میں بہہ جاؤگی۔"

"پہلے ثابت کرو۔"

"میں ابھی تمہیں اپنی کوٹھی اور فیکٹری دکھاؤں گا۔ ... سب کچھ میرے نام ہے۔ میرا منیجر اور سیکڑوں ملازم تصدیق کریں گے۔"

انا نے کہا۔ "میں تمہاری کوٹھی، فیکٹری اور جائداد دیکھنا نہیں چاہتی۔ میری نظروں میں تمہاری ایک ہی پہچان ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ بتاؤ مجھے کس طرح پہچانوگی؟"

"بینک کی لوٹی ہوئی رقم سے۔ اگر واقعی تم ہیری ہو تو وہ رقم تمہارے پاس ہوگی۔"

"وہ میرے پاس تھی مگر غلط راستے سے میرے پاس آئی تھی۔ میں نے صحیح راستہ اختیار کیا اور اسے آئی جی کے حوالے کردیا۔"

"بکواس مت کرو۔ وہ تمہارے پاس میری امانت تھی۔"

"وہ مال تمہارا ہوتا تو اسے تمہاری امانت سمجھ لیتا۔ کیا تم میری دیانت داری کی قدر نہیں کروگی؟"

"میں لعنت بھیجتی ہوں تم پر۔"

"ساری دنیا ڈاکوؤں کی فیملی پر لعنت بھیجتی ہے۔ میں تم پر محبت بھیجتا ہوں۔ اس ذلیل فیملی سے نکل آؤ۔"

"شٹ اپ۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی پھر ریت میں دھنستے ہوئے قدموں سے جانے لگی۔

وہ لپک کر اس کے پاس آیا پھر ساتھ چلتے ہوئے بولا۔ "خدا نے تمہیں حسن دیا ہے۔ بینک میں تمہاری حرکتیں دیکھ کر تمہاری ذہانت کا اندازہ ہوا۔ اس ذہانت کو تم غلط استعمال کررہی ہو۔ اپنی غلطی کو سمجھو۔"

وہ رک کر بولی۔ "میں تمہاری نصیحت نہیں سننا چاہتی۔ میرا پیچھا چھوڑ دو۔"

وہ پھر پلٹ کر جانے لگی۔ اس نے پوچھا۔ "مجھے چھوڑ کر جاؤگی تو کیا تمہیں رات کو نیند آسکے گی۔"

"میں کوئی محبت کرنے والی گدھی نہیں ہوں۔ اس رقم کی خاطر تم میں دلچسپی لے رہی تھی۔"

"تمہاری دانست میں ہیری کو گولی ماردی گئی تھی۔ وہ مرگیا تھا اور مرنے کے بعد اس سے تمہیں بینک کی رقم نہ ملتی پھر تم اس کے لیے یعنی میرے لیے کیوں رو رہی تھیں؟"

"میری جوتی رو رہی تھی۔"

"محبت میں جوتی نہیں، منتظر آنکھیں روتی ہیں۔"

"سچ بات سنو۔ میں یہ سوچ کر رو رہی تھی کہ ہیری کے مرنے کے بعد وہ رقم کبھی نہیں ملے گی۔"

عادل نے اس کا بازو پکڑ کر روک لیا پھر اسے اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔ "اپنے ان آنسوؤں کی توہین نہ کرو، جو تم نے سچے پیار میں بہائے ہیں۔ ایک بار میرے سینے سے لگ کر کہہ دو کہ تم یہاں میرے لیے نہیں دولت کے لیے آئی ہو پھر میں تمہارے دل سے ہی نہیں دنیا سے چلا جاؤں گا۔"

وہ چٹان جیسے سینے سے لگ گئی۔ پہلے اس مردانہ گرفت سے نکلنے کی کوششیں کرتی رہی پھر تھک ہار کر اس کے بس میں ہوگئی۔ ساحل پر تفریح کرنے والے ان کے آس پاس سے گزر رہے تھے اور وہ دونوں ان سب سے بے خبر ایک دوسرے کی ذات میں ڈوب گئے تھے۔ مغربی ممالک میں یہ ایک عام سی بات ہے۔ محبت کرنے والے جوڑے سرِعام بغل گیر ہو کر اپنی محبت کا بھرپور اظہار کرتے ہیں۔ کوئی اس پر اعتراض نہیں کرتا۔ ان کا خیال ہے ایسی حرکتیں فضا کو خوشگوار اور ماحول کو رومان پرور بناتی ہیں۔

انالانا اچانک ہی اس سے دور ہوگئی پھر شرماتی ہوئی، مسکراتی ہوئی اس سے دور بھاگتی چلی گئی۔ عادل نے آواز دی۔ "رک جاؤ۔ اپنا نام تو بتاتی جاؤ۔"

وہ دوڑتے دوڑتے پلٹ گئی پھر الٹے پاؤں دوڑتی ہوئی بولی۔ "انالانا۔ میں تمہاری انالانا ہوں۔"

وہ پھر گھوم کر دوڑنے لگی۔ اب وہ اتنی دور چلی گئی تھی کہ نیم تاریکی اور نیم روشنی میں نگاہوں سے اوجھل ہو رہی تھی۔ وہ چیخ کر بولا۔ "لیلیٰ! تیرا محمل کہاں ہے؟"

وہ نظروں سے اوجھل ہوگئی مگر آواز آئی "خدا اور خوشبو نظر نہیں آتے ہیں۔ اس کے باوجود خدا ہر سو ہے اور خوشبو کا جھونکا کہیں سے بھی آجاتا ہے۔"

وہ آواز کھلی فضا میں تحلیل ہوتی چلی گئی۔

○☆○

ہیری کی لاش کو ملٹری اسپتال پہنچایا گیا۔ وہاں پوسٹ مارٹم کے دوران انکشاف ہوا کہ لاش کا چہرہ میک اپ میں چھپا ہوا ہے۔ چہرہ صاف کیا گیا تو وہ کوئی اور تھا۔

"ایکسرے مین' برین آدم کے ذریعے یہ دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا "یہ کوئی اور ہے مگر بڑی خوبصورتی سے ہیری کا رول ادا کر رہا تھا۔"

وہ برین آدم کے دماغ میں رہ کر یہ سوچ رہا تھا۔ اس طرح برین آدم کی سوچ بھی یہی تھی۔ وہ بلیک آدم سے بولا۔ "اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اصلی ہیری کہاں ہے؟"

بلیک آدم نے کہا۔ "ہیری کو ہمارے حفاظتی انتظامات پر بھروسا نہیں تھا اسی لیے اس نے اس اجنبی کو اپنا ہم شکل بنا کر بھیجا تھا۔"

"اس نے ہم پر بھروسا نہیں کیا۔ اب ہم اس کی دوراندیشی کی داد دیتے ہیں لیکن اس ڈمی نے اصلی ہیری کا رول کیسے ادا کیا۔"

"ہاں! ابھی ٹیری آدم کہہ رہا تھا کہ اس نے ڈمی کے چور خیالات پڑھے تھے تو وہ خیالات بھی اصلی ہیری ظاہر کر رہے تھے۔"

"اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ڈمی پر تنویمی عمل کر کے اسے اندر سے بھی اصلی ہیری بنایا گیا تھا۔" ٹیری آدم نے کہا۔ "اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اصلی ہیری بہت گہرا نوجوان ہے، ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے اس کے تعلقات ہیں۔"

"برادر ٹیری! یہ ڈمی تو مرچکا ہے۔ اب تم اصلی ہیری کے دماغ میں جاؤ۔"

"میں یہ کوشش کرچکا ہوں۔ اصلی ہیری کی آواز اور لہجہ گم ہو گیا ہے۔"

"یعنی اصلی ہیری پر بھی تنویمی عمل کر کے اُس کے اصل لہجے کو مٹا دیا گیا ہے۔"

"بے شک یہی بات ہے۔ اِسی لیے میں اُس کے دماغ میں نہیں پہنچ پا رہا ہوں۔"

برین آدم نے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ ہیری کسی خیال خوانی کرنے والے یا والوں کے لیے بہت اہم ہے۔ انہوں نے ہیری کو محفوظ رکھنے کے لیے اس ڈمی کو چارا بنا کر بھیجا تھا۔"

"وہ کون لوگ ہوسکتے ہیں، جن سے ہم بھی دھوکا کھا گئے اور اس ڈمی کو گولی مارنے والے بھی مطمئن ہو کر چلے گئے۔"

برین آدم نے فون پر رابطہ کرنے کے بعد حکم صادر کیا۔ "ہیلو میں ایچ او ڈی (ہیڈ آف دی ڈپارٹمنٹ) بول رہا ہوں۔ ہیری رابسن کی ذاتی اور کاروباری تمام ٹیلیفون کالوں کو ٹیپ کیا جائے اور خفیہ طور پر اس کے بنگلے اور فیکٹری کی نگرانی کی جائے۔"

دوسری طرف سے کہا گیا۔ "یس سر! آپ کے احکامات کی تعمیل ابھی ہوگی۔ ایک رپورٹ ہے۔ ابھی چند سیکنڈ پہلے آپ کے ذاتی فون پر ہیری نے پیغام دیا ہے کہ وہ آپ سے فوراً ملنا چاہتا ہے۔"

برین آدم نے اس سے رابطہ ختم کر کے ہیری کے فون پر رابطہ کیا۔ دوسری طرف سے عادل کی آواز سنائی دی۔ "ہیلو کون؟ میں ہیری بول رہا ہوں۔"

"مسٹر ہیری! میں ایچ او ڈی ہوں۔ کیا تم شام ہی سے گھر پر ہو؟"

"جی ہاں۔ میں نے کئی بار آپ سے رابطہ کرنے کی کوششیں کیں لیکن کوئی نادیدہ طاقت مجھے فون کرنے اور آئی جی صاحب کے پاس جانے سے روکتی رہی۔ آپ فوراً اپنے آدمیوں کو یہاں بھیج دیں تاکہ وہ مجھے اپنی نگرانی میں آپ کے پاس پہنچا دیں۔ ورنہ میں پھر دماغی طور پر غائب ہو جاؤں گا یا پھر اپنے اختیار میں نہیں رہوں گا۔"

"ابھی میرے آدمی آرہے ہیں، تم تیار رہو۔"

برین آدم نے ریسیور رکھ کر بلیک آدم سے کہا۔ "ہیری ٹریپ کیا گیا ہے۔ اس کے اندر کوئی آتا ہے اور اس وقت اس کے دماغ میں موجود نہیں ہے۔ تم فوراً جاؤ اور اسے یہاں لے آؤ۔"

بلیک آدم اسی وقت وہاں سے روانہ ہو گیا۔ ہیری سے ملاقات ہونے پر بہت سے پیچیدہ معاملات پر روشنی پڑ سکتی تھی۔ وہ بیس منٹ میں وہاں پہنچا۔ بڑی تیزی سے آنے کے باوجود وہ اپنے بنگلے میں نظر نہیں آیا۔ بلیک آدم نے اسے آوازیں دیں۔ بنگلے کے ایک ایک حصے میں اسے تلاش کیا پھر ڈرائنگ روم میں آیا تو فون کی گھنٹی سن کر ٹھٹک گیا۔

اس نے فوراً ہی اپنا موبائل فون آپریٹ کر کے ٹیلیفون ایکسچینج کے اعلیٰ افسر سے رابطہ کیا پھر اسے ہیری کا فون نمبر نوٹ کراتے ہوئے کہا۔ "میں آفیسر آن اسپیشل ڈیوٹی ہوں۔ آدھے منٹ کے اندر اندر اس فون پر گفتگو ہو گی۔ فوراً اس نمبر سے ریکارڈر منسلک کرو۔ تمام گفتگو ریکارڈ ہونی چاہیے۔"

اس نے موبائل فون کو آف کیا۔ ہیری کے فون کی گھنٹی بجتی جا رہی تھی۔ وہ اپنی رسٹ واچ میں سیکنڈ کے متحرک کانٹے کو دیکھ رہا تھا۔ پھر تیس سیکنڈ پورے ہوتے ہی اس نے ہیری کے فون کا ریسیور اٹھایا اور کہا۔ "ہیلو کون ہے؟"

میں نے جواب دیا۔ "میں ایک جوان ہوں۔ میرا نام اور کام نہ پوچھو۔ جس کام سے آئے ہو اس میں ناکام ہو کر چلے جاؤ۔ ہیری نے میری تھوڑی سی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھا کر تمہیں بلایا تھا۔ اچھا ہوا کہ میں تمہارے آنے سے پہلے اسے لے آیا ہوں۔"

بلیک آدم نے کہا۔ "تم اپنے متعلق کچھ نہیں بتانا چاہتے۔ کیا ہیری کے متعلق کچھ بتاؤ گے؟"

میں نے کہا۔ "وہ بہت گہرا ہے۔ اس کی گہرائی میں نہ جاؤ۔ جب میں نے پہلی بار اس کے دماغ میں پہنچ کر اس کے چور خیالات پڑھے تو حیران رہ گیا۔

"ایسی حیرانی کی کیا بات ہے؟"

"ایک بات ہو تو بتاؤں۔ میں تمام باتیں راز میں رکھوں گا۔ صرف ایک بات بتاؤں گا جس کا تعلق تمہارے اعلیٰ افسر ایچ او ڈی سے ہے۔"

یہ کہہ کر میں ذرا چپ ہوا۔ وہ اپنے ایچ او ڈی برین آدم سے تعلق رکھنے والی بات سننے کے لیے بے تاب ہو گیا تھا۔ وہ اس سلسلے میں کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ میں نے کہا۔ "تم لوگ ان نوجوان کی تلاش میں ہو جس نے برین آدم کو سمندر کے ساحل پر اعصابی کمزوریوں میں مبتلا کیا تھا۔ وہ نوجوان یہی ہیری تھا۔"

"کیا یہ ہیری نے تم سے کہا ہے؟"

"نہیں' اس کے چور خیالات نے بتایا ہے۔"

"پلیز! ہمیں بتاؤ' اس نے ایسا کیوں کیا تھا؟"

"اس وقت ہیری میرے ایک دشمن خیال خوانی کرنے والے کا معمول اور تابعدار تھا۔ اس نے اپنے عامل کے حکم سے آدم کی گردن میں سوئی چبھوئی تھی۔"

بلیک آدم نے بے چینی سے پوچھا۔ "یہی تو میں پوچھ رہا ہوں اس نے ایچ او ڈی کو کمزوری میں مبتلا کیوں کیا؟"

"کیا تم اتنے نادان ہو کہ کسی کو دماغی اور جسمانی طور پر کرنے کا مطلب نہیں سمجھ رہے ہو؟"

"ہاں' میں ضرور سمجھ رہا ہوں لیکن جہاں تک ہمارا خیال کہ کسی نے برین آدم کے چور خیالات نہیں پڑھے ہیں۔"

"یہ تمہارا خیال ہے۔ اپنے خیال سے خوش اور مگن رہو۔"

"تم...... تم کہنا کیا چاہتے ہو؟ کیا اس خیال خوانی کرنے والے دشمن نے ہمارے ڈپارٹمنٹ کے راز......"

میں نے بات کاٹ کر کہا "صرف ڈیپارٹمنٹ نہیں ڈیپارٹمنٹ یا خفیہ تنظیم سمجھو۔"

یہ کہتے ہی میں نے فون بند کر دیا اگرچہ میں یہودی خفیہ کے متعلق کچھ نہیں جانتا تھا اور برین آدم کا تعلق بھی اس سے معلوم نہیں تھا مگر شبہ سا تھا اس لیے میں عادل کے ذریعے کھیل شروع کر چکا تھا۔ ایک شوشہ چھوڑا تھا کہ کسی دشمن برین آدم کے چور خیالات پڑھ لیے ہیں جب کہ ایسا کسی نے کیا تھا۔

میرے اس کھیل کا نتیجہ یہ ہوتا کہ عادل ان کی نظروں اہم ہو جاتا۔ وہ سوچتے رہتے کہ اس نوجوان میں ایسی کیا خو ہیں' جن کے باعث خیال خوانی کرنے والے اسے اپنا بنا کر چاہتے ہیں۔

پھر یہ تشویش پیدا ہوتی کہ کسی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے نے برین آدم کے دماغ سے کیسے کیسے راز معلوم کیے ہیں۔ اگر آدم کا تعلق یہودی خفیہ تنظیم سے نہ ہوتا' تب بھی انٹیلی ڈپارٹمنٹ کے حوالے سے تشویش باقی رہے گی۔

اور اگر برین آدم کا تعلق اس خفیہ تنظیم سے ہو گا تو کھلبلی پیدا ہو جائے گی۔ انہیں یقین ہو جائے گا کہ ہیری کے ذریعے پہلے ایک دشمن نے برین آدم کو کمزور کیا اور اس کے خیالات پڑھے پھر دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے یعنی میں نے بھی ہیری کو اپنا معمول بنا کر بہت سے راز معلوم کیے ہیں۔

میں صرف الپا کے متعلق یقین سے سمجھتا تھا کہ وہ اس تنظیم میں ہو گی۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتا تھا۔ ابھی منٹ پہلے تنظیم کے ایک اہم فرد بلیک آدم سے فون پر گفتگو تھا لیکن اس کی حقیقت سے بھی بے خبر تھا۔ بعض اوقات اندھی چال سے بازی اپنے حق میں ہو جاتی ہے۔

چونکہ میں وہ بازی ایک اندھی چال سے جیت رہا تھا ایک اندھے کی طرح اس کے نتائج کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اندازے کے مطابق کھلبلی پیدا ہو گئی تھی۔

ایکسرے مین' بلیک آدم کے اندر رہ کر مجھ سے فون پر ہونے والی گفتگو سن چکا تھا۔ ادھر برین آدم اور ٹیلی پیتھی جاننے والے نے فون ٹیپ کو سنا تھا۔ انہوں نے تمام برادرز کو طلب کیا۔ الپا اور ... آدم پر غداری کا الزام تھا۔ اس لیے ان کے برین واش کیے گئے تھے۔ وہ اپنی اپنی رہائش گاہ میں آرام کر رہے تھے۔

تمام برادرز نے وہ فون ٹیپ سن لیا تھا۔ برین آدم نے کہا۔ "ہم نے بڑی محنت سے اس تنظیم کو مستحکم کیا ہے۔ اب ہماری یہ سازش نہی ختم ہو جائے تو اچھا ہے کہ ہم آہنی پردوں میں چھپے ہوئے پُراسرار لوگ ہیں۔ موجودہ معلومات کے مطابق دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ہماری جڑوں میں گھسے ہوئے ہیں۔"

برین آدم نے کہا۔ "میں نے تمام برادرز کو اس لیے بلایا ہے کہ ہم سب مل کر فوری طور پر چند احتیاطی تدابیر کریں۔ دشمنوں نے میری دماغی کمزوری کے درمیان ہماری تنظیم کا ایک ایک راز معلوم کیا ہو گا۔ شاید انہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ الپا کا برین واش کیا گیا ہے۔"

"واقعی وہ دشمن ایسی حالت میں الپا کے دماغ پر قبضہ جما سکتے ہیں اور ہمیں ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی سے محروم کر سکتے ہیں۔"

ایک برادر نے کہا۔ "آہ! ہم بڑے بڑے صدمے برداشت کرنے والے ہیں۔"

دوسرے برادر نے کہا۔ "ہمیں کسی طرح معلوم کرنا چاہیے کہ وہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے کون لوگ ہیں؟"

دوسرے برادر نے پوچھا۔ "کیا ہمیں یقین کر لینا چاہیے کہ وہ دشمن برین آدم کے اندر رہیں اور اب بھی یہاں موجود ہیں۔"

برین آدم نے کہا۔ "یہ کیسی مجبوری ہے کہ میں انہیں اپنے اندر محسوس نہیں کر سکتا۔ میں اپنے اندر رہنے والوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ظاہر ہو جائیں۔ اب چھپنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا کیونکہ یہ تنظیم اب نہیں رہے گی۔"

ایکسرے مین بڑی خاموشی سے اور بڑی دیر سے برین آدم کے دماغ میں رہ کر کسی کو محسوس کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس نے اس وقت بھی شبہ کیا تھا' جب برین آدم اعصابی کمزوریوں میں مبتلا ہوا تھا۔ وہ روز صبح' دوپہر' شام کسی وقت بھی برین آدم کے اندر آ کر کسی خیال خوانی کرنے والے کی موجودگی کو محسوس کرنے کی کوششیں کرتا رہتا تھا لیکن اس کے کمزور دماغ میں ہمیشہ خاموشی رہتی تھی پھر جب اس کی ذہنی توانائی بحال ہوئی تو ایکسرے مین نے اس پر پھر سے تنویمی عمل کیا تھا۔ یہ اچھی طرح معلوم کیا تھا کہ اس کے اندر نہ کوئی چھپا ہوا ہے اور نہ ہی کسی نے اس پر تنویمی عمل کیا ہے۔ اس کے بعد وہ مطمئن ہو گیا تھا۔

اب میں نے جو شوشہ چھوڑا تو اس کے نتیجے میں پھر یقین کی حد تک شبہات مستحکم ہونے لگے۔ ایکسرے مین کا اعتماد تمام برادرز پر سے ڈگمگانے لگا۔ ان حالات میں ایک ہی بات حوصلہ دے رہی تھی کہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے برین آدم کے دماغ پر قبضہ جما کر اب تک کوئی مخالفانہ رویہ اختیار نہیں کیا ہے جب کہ وہ دشمن تمام برادرز کو موت کے گھاٹ اتار کر' الپا اور ٹیری جیسے خیال خوانی کرنے والوں کو اپنا تابعدار بنا لیتے لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔

ایکسرے مین نے سوچا کہ دشمن صرف برین آدم پر قبضہ جما سکتے ہیں پھر رفتہ رفتہ دوسرے برادرز تک پہنچ سکتے ہیں چونکہ ایکسرے مین خود اپنے تمام لوگوں کے اندر وقتاً فوقتاً جھانکتا رہتا تھا اس لیے کوئی برادر کسی اور کا معمول اور تابعدار ثابت نہیں ہو رہا تھا۔

اس نے برین آدم کے دماغ میں یہ حکم نقش کیا کہ وہ چند گھنٹوں کے اندر ایک خصوصی طیارے میں اسرائیل سے باہر چلا جائے گا اور تا حکم ثانی واپس نہیں آئے گا۔

ایکسرے مین نے اس کے بعد ٹیری ہارٹ کے چور خیالات پڑھے' وہ بدستور تابعدار تھا۔ اس ٹیلی پیتھی جاننے والے کو کوئی چھین کر نہیں لے جا سکتا تھا۔ اس نے ٹیری کے دماغ میں یہ حکم نقش کیا کہ وہ موجودہ رہائش گاہ میں اپنا تمام سامان چھوڑ کر ایک نئی رہائش گاہ میں جائے گا اور کسی برادر سے کوئی رابطہ نہیں کرے گا۔"

پھر اس نے الپا کے خیالات پڑھے۔ وہ ابھی کمزور تھی۔ ایک بار اس پر تنویمی عمل ہو چکا تھا۔ وہ اس خفیہ مکان سے نکل کر اپنی مرضی سے کہیں نہیں جا سکتی تھی۔

اگلے چوبیس گھنٹوں میں ایکسرے مین کو معلوم ہو سکتا تھا کہ خفیہ تنظیم کے اندر کوئی دشمن خیال خوانی کرنے والا واقعی موجود ہے یا نہیں۔

برین آدم نے ایکسرے مین کی مرضی کے مطابق تمام برادرز سے کہا۔ "میں ابھی اس ملک سے جا رہا ہوں۔ میری غیر موجودگی میں ٹیری آدم تم سب کا بگ برادر رہے گا۔"

ایک نے پوچھا "برادر! تم واپس کب آؤ گے؟"

اس نے جواب دیا۔ "جیسے ہی مجھے اس دشمن خیال خوانی کرنے والے کی حقیقت معلوم ہو گئی' میں اس سے نمٹنے کے بعد واپس آ جاؤں گا۔"

ایکسرے مین نے جب سے الپا کو غدار پایا تھا' تب سے ٹیری آدم کو اس پر ترجیح دینے لگا تھا۔ یوں بھی وہ ذہین اور تیز طرار تھا۔ بڑی جلدی کسی بھی معاملے کی تہ تک پہنچ جاتا تھا۔ اس کی ان صلاحیتوں کے پیش نظر اسے عارضی طور پر بگ برادر بنایا جا رہا تھا۔

ایکسرے مین چاہتا تو بڑی آسانی سے ایک ایک کر کے تمام برادرز کو موت کے گھاٹ اتار دیتا پھر برین آدم اور بلیک آدم جیسے نئے ذہین اور باصلاحیت افراد کا انتخاب کر کے پھر وہی خفیہ برادرز کی تنظیم قائم کر لیتا لیکن وہ انہیں ناحق قتل نہیں کرنا چاہتا تھا۔

ایک تو وہ تمام برادرز بے قصور تھے۔ دوسرے یہ ثابت نہیں ہوا تھا کہ خیال خوانی کرنے والے اجنبی دشمنوں نے برین آدم کے اندر جگہ بنالی ہے۔

برین آدم کے دماغ میں کسی دشمن کی موجودگی کے آثار نہیں پائے گئے تھے۔ خفیہ تنظیم کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچ رہا تھا۔ ایکسرے مین کو کسی حد تک یقین تھا کہ اس کی قائم کردہ تنظیم میں کوئی باہر کا آدمی چور دروازے سے نہیں آیا ہے پھر بھی مکمل یقین کرنے کے لیے اس نے برین آدم کو اسرائیل سے باہر بھیج دیا' ٹیری آدم کی رہائش گاہ تبدیل کرا دی تاکہ وہ دوسرے برادرز سے بھی چھپ کر رہے اور ان سے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ رکھے پھر وہ تمام برادرز کے دماغوں میں وقتاً فوقتاً جھانکتے رہنے اور چھپے ہوئے دشمنوں کو ڈھونڈ نکالنے کی کوششوں میں مصروف رہنے لگا۔

اپنی تنظیم کے اندرونی معاملات سے نمٹنے کے بعد اس نے وچ لیڈی ایلا کلانسی اور جے پرگولا پر توجہ دی۔ ٹیری آدم کے اندر جا کر اس کی سوچ میں کہا۔ "وہ دونوں جادوگر بینک ڈکیتی کے سلسلے میں دو بار پولیس کی نظروں میں آ چکے ہیں اور اب پولیس کی حراست میں ہیں۔ ان سے پوچھنا چاہیے کہ وہ پچھلی رات مقتول ہیری کا تعاقب کیوں کر رہے تھے؟"

ایکسرے مین نے خود کو گمنام اور محفوظ رکھنے کے لیے یہ طریقۂ کار اپنایا تھا کہ برین آدم کے اندر جا کر اس کی سوچ میں بولتا تھا اور برین آدم سمجھتا تھا کہ وہ خود ایسی باتیں سوچ رہا ہے۔ اب ٹیری آدم نے بھی یہی سوچا کہ وہ دونوں جادوگروں کے متعلق خود سوچ رہا ہے اور ان دونوں کا محاسبہ کرنا چاہتا ہے۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے بلیک آدم سے کہا۔ "حوالات میں جاؤ' وچ لیڈی اور جے پرگولا سے معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ وہ پچھلی رات مقتول ہیری کا پیچھا کیوں کر رہے تھے؟"

ان دونوں کو بڑی سخت نگرانی میں رکھا گیا تھا ایک تو بینک میں ڈاکا ڈالنے والوں نے واردات کے لیے روحوں کو بھیجا تھا۔ دوسرے یہ کہ وچ لیڈی اور جے پرگولا بھی کچھ ایسے ہی جادوئی کمالات دکھانے کے سلسلے میں بدنام تھے۔ اس لیے ان کا تعلق بھی بینک ڈکیتی سے جوڑا جا رہا تھا۔

تھانے کے انچارج نے سلاخوں کے پیچھے بیٹھے ہوئے جے پرگولا سے کہا۔ "بینک کی لوٹی ہوئی رقم اُسی دن واپس مل گئی تھی۔ تم یہ بیان دے دو کہ ڈاکا ڈالنے والوں کو تم جانتے ہو اور پولیس والوں کو ان ڈاکوؤں تک پہنچاؤ گے۔"

پرگولا نے کہا۔ "میں ساحل پر ان ڈاکوؤں تک پہنچنے کے لیے ہی گیا تھا مگر تم لوگ مجھے پکڑ کر یہاں لے آئے۔"

"کوئی بات نہیں' ابھی ہمارے ساتھ چلو اور انہیں گرفتار کراؤ۔"

"میں آپ کو کیسے سمجھاؤں کہ ان ڈاکوؤں کو جانتا نہیں ہوں۔ بینک میں ان کی ٹرانسپیرنٹ صورتیں دیکھی تھیں اور ... صاحب کے دفتر میں سنا تھا کہ وہ ڈاکو شام کو سمندر کے ... آئیں گے۔ اگر آپ لوگ مجھے پکڑ کر نہ لاتے تو میں انہیں وہاں پہچان لیتا۔"

زیادہ باتیں نہ بناؤ۔ اگر رہائی چاہتے ہو تو اپنے کالے ... انہیں پکڑواور یہاں حاضر کرو۔"

"اگر کالے جادو سے مجرم پکڑے جاتے تو تھانے میں ... ہوتی' جادوگر ہوتے۔"

تھانے کا انچارج ناگواری سے منہ بنا کر چلا گیا۔ پرگولا ... لگا۔ "یہ کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ پتا نہیں یہاں ... کب ملے گی اور نہ جانے اس بیچاری ایلا کلانسی کو کہاں ... ہے۔"

وہ اپنی گرفتاری سے زیادہ پریشان نہیں تھا۔ اس نے ... نہیں کیا تھا۔ یقین تھا کہ بے گناہ مان کر اسے جلد ہی رہا کر ... گا اور اگر خواہ مخواہ سلاخوں کے پیچھے بند رکھا جائے گا تو ... قانونی ہتھکنڈے اختیار کرے گا۔

آدھی رات کو جیری نے اس کے دماغ پر دستک دی ... ادا کیے پھر کہا۔ "باس! میں آپ کے مقرر کردہ وقت ... حاضر ہوں۔"

اس نے جیری سے کہا تھا کہ ہر چھ گھنٹے بعد ایک بار ... دماغ میں آیا کرے گا۔ دوسری بار تین گھنٹے بعد تھرپال ... اس نے پوچھا۔ "تھرپال کہاں ہے؟ وہ تین گھنٹے بعد اپنے میرے پاس کیوں نہیں آیا؟"

"میں نہیں جانتا کہ وہ آپ کے پاس کیوں نہیں آیا۔"

"تو پھر معلوم کرو کہ وہ کہاں ہے؟ اسے میرے پاس ... آؤ۔"

جیری نے خیال خوانی کے ذریعے تھرپال سے رابطہ ... اسپتال میں تھا' پچھلی رات سے بیمار پڑا ہوا تھا۔ وہ دونوں ... جانے والے تین گھنٹے کے وقفے سے پرگولا کے دماغ میں ... دیتے تھے۔ اس حساب سے جیری پچھلی شام چھ بجے پرگولا ... آیا تھا اس کے بعد رات کے نو بجے تھرپال کو آنا چاہیے ... نے یہی سمجھا کہ تھرپال اپنے وقت پر نو بجے باس کے پاس ... لہٰذا وہ اپنے وقت پر بارہ بجے آیا تھا۔

اس نے پرگولا کو بتایا کہ تھرپال اچانک بیمار پڑ گیا ... اس کا بخار اتر گیا ہے' ایک گھنٹے میں خیال خوانی کے قابل ... گا۔ جے پرگولا نے کہا۔ "مجھے تم دونوں کی یہاں ضرورت ... اب تم دونوں ہر آدھے گھنٹے بعد آیا کرو گے۔ یہاں حالات ... موافق نہیں ہیں۔ اگر صبح تک مجھے رہا نہ کیا گیا تو میں اپنے ... تمہاری ٹیلی پیتھی کی ذریعے ہنگامے شروع کردوں گا۔"

"باس! آپ جب بھی حکم دیں گے' ہم آپ کو آہنی ... باہر لے آئیں گے۔"

... ہم نے پچھلی شام میرے ساتھ ایلا کلانسی کو دیکھا تھا۔ معلوم کرو' وہ کہاں ہے؟"

جیری وچ لیڈی کے اندر پہنچا۔ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتی تھی۔ جیری نے معلوم کیا کہ وہ ایک بوڑھے پولیس افسر کے بیڈ روم میں تھی۔ وہ بوڑھا افسر اس ادھیڑ عمر چڑیل پر قربان ہو رہا تھا اور اس چڑیل کے خیالات بتا رہے تھے کہ اس نے افسر پر کوئی کالا عمل کیا تھا' جس کے زیر اثر وہ دیوانہ ہو رہا تھا۔

جیری نے پرگولا کے پاس آ کر کہا۔ "باس' وچ لیڈی کا جادو افسر کے سر چڑھ کر بول رہا ہے۔ افسر سحرزدہ ہو کر اس کے ساتھ آپ کے پاس آ رہا ہے۔"

تھوڑی دیر بعد وہ افسر ایلا کلانسی کے ساتھ پرگولا کے سامنے آگیا۔ پرگولا نے پوچھا۔ "ایلا! کیا تمہیں میری طرح حوالات میں نہیں قید کیا گیا ہے؟"

وہ بولی۔ "نہیں۔ میں نے اسے اسیر کر لیا ہے۔ اب یہ میرا غلام ہے۔ تمہیں بھی یہاں سے نکالے گا پھر ہم دونوں کو باہر پہنچا دے گا۔"

"کیا تم نے تھانے کے انچارج پر کالا جادو کیا ہے۔"

"نہیں' اس پر عمل کرو۔ اسے اپنا غلام بناؤ۔ ہمارے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں رہے گی۔"

"عقل سے کام لو۔ ہم نے ابھی تک کوئی واردات نہیں کی ہے۔ ہمارے خلاف پولیس کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ ہم عزت سے بری کر دیئے جائیں گے اور اگر اس افسر کو سحرزدہ کر کے جائیں گے تو مجرم بن جائیں گے۔ آئی جی صاحب کا شبہ یقین میں بدل جائے گا کہ ہم ڈاکوؤں سے ملے ہوئے ہیں۔"

"کیا تم چاہتے ہو' میں واپس زنانہ حوالات میں چلی جاؤں؟"

"ہاں فوراً جاؤ۔ اپنے سر کوئی الزام نہ لو۔"

وہ اپنے دیوانے افسر کا ہاتھ پکڑ کر واپس چلی گئی۔ پرگولا نے کہا۔ "جیری! تم تھرپال کے پاس جاؤ۔ اس کے ڈاکٹروں کے دماغوں میں گھسو اور کوشش کرو کہ وہ جلد ہی خیال خوانی کرنے کے قابل ہو جائے اور ہر آدھے گھنٹے بعد میرے پاس آیا کرو۔ اب جاؤ۔"

وہ چلا گیا۔ بلیک آدم صبح چھ بجے اس کے پاس آیا پھر بولا۔ "مسٹر پرگولا! کل تمہیں گرفتار کر کے آئی جی کے سامنے پیش کیا گیا تھا لیکن ڈاکا زنی میں تمہارا ہاتھ نہیں تھا اس لیے چھوڑ دیا گیا تھا۔ اب یہ بتاؤ کل رات تم سمندر کے کنارے ہیری کا تعاقب کیوں کر رہے تھے؟"

وہ بولا۔ "میں نے آئی جی کے دفتر میں سن لیا تھا کہ ڈاکو مسٹر ہیری سے ملنے آئے گا۔ میں کسی طرح اس ڈاکو تک پہنچنا چاہتا تھا۔"

"تم ڈاکو تک کیوں پہنچنا چاہتے تھے؟"

"جیسا کہ آپ لوگ جانتے ہیں میں جادوگر ہوں۔ میرے اندر یہ تجسس ہے کہ ڈاکوؤں نے واردات کرنے کے لیے کون سا کالا جادو کیا تھا ۔ دو روحوں کو بینک میں پہنچا دیا تھا۔"

وہ جادو نہیں' سائنس کا کمال ہے۔ وہ روحیں نہیں تھیں۔ زندہ انسانوں کے عکس تھے۔"

پرگولا نے کہا۔ "آپ اسے سائنس کا کمال کہتے ہیں مگر یہ نہیں جانتے ہوں گے کہ کس تکنیک سے وہ کمال دکھایا گیا تھا۔ جو بات آپ نہیں جانتے اسے سائنس کہتے ہیں اور جو ہم نہیں جانتے اسے جادو کا نام دیتے ہیں۔"

بلیک آدم نے کہا۔ "فلسفی کی زبان میں نہ بولو۔ میرے سامنے باتیں نہ بناؤ۔ بینک میں ڈاکا ڈالنے والوں سے تمہارا گہرا تعلق ہے ہم سے تعاون کرو اور مجرموں کو عدالت تک پہنچاؤ۔"

"میں کئی بار کہہ چکا ہوں' مجرموں کو ان کے چہروں سے پہچانتا ہوں لیکن ان کے نام اور پتے نہیں جانتا۔"

"زمین پر سیدھے کھڑے ہوئے .. اس لیے نام پتے منہ سے نہیں نکل رہے ہیں۔ جب الٹا لٹکا کر ڈنڈے مارے جائیں گے اور بجلی کے جھٹکے پہنچائے جائیں گے تو سب کچھ اگل دو گے۔"

"آپ لوگ قانون کے محافظ ہو کر مجھ بے قصور کو غیر قانونی طور پر ڈنڈے ماریں گے تو میں اتنا کمزور نہیں ہوں کہ مار کھا جاؤں گا۔"

"ایسی صورت میں تم کیا کرو گے؟"

"آپ ایسی صورت پیدا کرنا ہی کیوں چاہتے ہیں؟ قانون کے دائرے میں رہ کر میرا محاسبہ کریں۔ اگر مجھ پر جرم ثابت نہ ہو تو مجھے یہاں سے جانے دیں۔"

"تم باتیں بنا کر مجھے ٹال رہے ہو۔ میں ایک گھنٹے کی مہلت دے رہا ہوں۔ ایک گھنٹے بعد تمہیں ٹارچر سیل میں پہنچایا جائے گا۔ اگر تم نے جرم کا اقرار نہ کیا اور ان مجرموں کی نشاندہی نہ کی تو تمہیں ایسی ناقابلِ برداشت اذیتیں پہنچائی جائیں گی کہ تمہاری چیخیں آسمان تک پہنچیں گی اور تم رٹے ہوئے سبق کی طرح ان کے نام اور پتے بتاتے جاؤ گے۔"

وہ دھمکیاں دے کر چلا گیا۔ جیری خیال خوانی کے ذریعے وہاں موجود تھا اور ان کی باتیں سنتا رہا تھا۔ اس نے کہا۔ "باس! یہ لوگ خواہ مخواہ آپ پر ہاتھ اٹھائیں گے۔ اس توہین سے پہلے یہاں سے نکل جانا چاہیے۔"

تھرپال نے کہا۔ "باس! میں بھی حاضر ہوں۔ پچھلی رات غیر حاضری کی معافی چاہتا ہوں۔"

"کوئی بات نہیں' تم بیماری کے باعث مجبور تھے۔ وچ لیڈی کے پاس جاؤ اور معلوم کرو یہاں ایسی کوئی پناہ گاہ ہے' جہاں ہم محفوظ رہ کر اپنے حلیے بدل سکیں۔"

تھرپال چلا گیا۔ پرگولا نے جیری سے کہا۔ "میں یہاں خاموشی

سے وہ غیر معمولی فارمولے حاصل کرنا چاہتا تھا پھر وہ عکس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا سائنسی کمال نظروں میں آیا ہے۔ اب ایسے حالات پیش آ رہے ہیں کہ میں چھپ کر خاموشی سے ان فارمولوں اور اس سائنسی کمال کی تکنیک تک نہیں پہنچ پاؤں گا۔ مجھے کھل کر ان یہودیوں کے خلاف محاذ بنانا ہو گا۔"

تھرہال نے کہا۔ "باس! وچ لیڈی کا ایک مکان جافا میں ہے اور دوسرا یہاں اسی شہر میں تیسری کوئی خفیہ پناہ گاہ نہیں ہے۔"

"لعنت بھیجو وچ لیڈی ایلا پر۔ وہ ابھی ہمارے کسی کام کی نہیں ہے۔ اسے حوالات میں رہنے دو۔ میں ایک سپاہی کو آواز دے رہا ہوں تم دونوں اسے آلۂ کار بناؤ۔ جیری! تم مجھے یہاں سے نکالو گے اور تھرہال تم باہر ایک گاڑی تیار رکھو۔"

اس نے سپاہی کو بلانے کے لیے آواز دی۔ پہلے تو کوئی نہیں آیا پھر اس نے گرجتے ہوئے پکارا تو ایک سپاہی نے آ کر غصے سے کہا۔ "پاگل کے بچے! کیوں چلا رہا ہے؟"

جیری اور تھرہال نے اس کے دماغ پر قبضہ جما لیا' اسے پرگولا کے سامنے پلٹا کر واپس اس کمرے میں لے گئے جہاں تھانے کا انچارج بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سپاہی سے پوچھا۔ "کیا بات ہے؟"

جیری نے انچارج کی آواز سنتے ہی اس پر قبضہ جمایا۔ تھرہال اس سپاہی کو باہر لے گیا۔ جیری نے انچارج کو غائب دماغ بنا دیا تھا۔ وہ جیری کی مرضی کے مطابق عمل کرتے ہوئے کی بورڈ سے ایک چابی لے کر حوالاتی کمرے کے آہنی دروازے کے پاس آیا پھر اس کا تالا کھول کر عزت سے بولا۔ "مسٹر پرگولا! آپ آزاد ہیں' میرے ساتھ آئیں۔"

پرگولا باہر آ گیا پھر انچارج کے ساتھ بڑی شان سے چلتا ہوا باہر کی طرف جانے لگا۔ کسی سپاہی نے اسے نہیں روکا بلکہ ایڑیاں بجا کر سیلوٹ کیا کیوں کہ وہ تھانہ انچارج کے ساتھ جا رہا تھا۔ باہر ایک پولیس کی گاڑی تھی۔ تھرہال اس گاڑی کے سپاہی ڈرائیور کے اندر پہنچا ہوا تھا۔ انچارج نے جیری کی مرضی کے مطابق مزید دو سپاہیوں کو بلایا' وہ سب پرگولا کے ساتھ بیٹھ گئے تاکہ راستوں اور پولیس چوکیوں پر یہی سمجھا جائے کہ پرگولا سپاہیوں اور ان کے افسر کے ساتھ مجرموں کی نشاندہی کے لیے جا رہا ہے۔

پرگولا نے جیری سے کہا۔ "تل ابیب سے باہر چلو۔ ہائی وے پر کسی ایسے مرد یا عورت کو ٹریپ کرو جو بالکل تنہا ہو میں اسے اپنا غلام یا کنیز بنا کر اس کے ہاں پناہ لوں گا۔"

ڈرائیور تھرہال کی مرضی کے مطابق گاڑی چلاتا ہوا حیفہ سے پچاس میل دور نکل آیا پھر اس نے ایک سرائے کے سامنے گاڑی روک دی۔ جیری نے تھانہ انچارج کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ اس نے پریشان ہو کر آس پاس دیکھا۔ پرگولا نے کہا۔ "تم تھانے میں تھے۔ مجھے وہاں سے نکال کر یہاں لے آئے۔ اسے جادو کہتے ہیں۔"

انچارج نے فوراً ہی ریوالور نکال کر کہا۔ "خبردار! ایسی حرکت نہ کرنا۔ ورنہ......"

بات پوری کرنے سے پہلے ہی اس نے ریوالور پرگولا کے ہاتھ میں دے دیا۔ کارتوس کی پیٹی بھی اتار کر اس کے حوالے کر دی۔ پرگولا نے کہا۔ "ورنہ میں تمہیں گولی مار دوں گا۔ فوراً تل ابیب واپس چلے جاؤ۔"

اس کے دونوں خیال خوانی کرنے والوں نے انہیں واپس جانے پر مجبور کیا وہ چلے گئے۔ پرگولا نے کہا۔ "انچارج کے دماغ میں وقفے وقفے سے جاتے رہو اور خوفزدہ کرتے رہو کہ وہ تھانے پہنچنے سے پہلے اپنے اعلیٰ افسران کو کوئی رپورٹ نہیں دے گا۔ اگر کرے گا تو تھانے تک پہنچنے کے قابل نہیں رہے گا۔"

تھرہال اس انچارج کے دماغ میں آتا جاتا رہا۔ جیری نے سرائے میں آنے والے مسافروں کے دماغوں میں جھانکنا اور ٹٹولنا شروع کیا پھر ایک جوان عورت نظر آ گئی۔ وہ کوئی پچیس برس کی ہو گی۔ اسے دیکھ کر پرگولا کے منہ میں پانی آ گیا۔ مر گئی۔ اس نے حکم دیا۔ "جیری! اسے ٹریپ کرو۔"

پھر اس نے اس عورت کو مخاطب کیا۔ وہ مغرور تھی، ناگواری سے بولی۔ "کون ہو تم؟ مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

وہ بولا۔ "تمہیں چاہتا ہوں۔ تمہاری صورت اور تمہارا ... میری ہوس کو پکار رہا ہے اور جو حسینہ مجھے پسند آ جاتی ہے' میں اسے نہیں چھوڑتا۔"

وہ ایک طرف تھوک کر بولی۔ "دیکھو میں نے ادھر تھوکا۔ تم اس قابل بھی نہیں ہو کہ میں اپنا تھوک تم پر ضائع کروں اور آئینے میں اپنی شیطانی صورت دیکھ کر خود ہی اپنے آپ پر تھوکتے رہو۔"

وہ اپنی کار کو لاک کر کے سرائے کے اندر جانے لگی۔ اسے اندر جانے سے پہلے ہی واپس لے آیا۔ وہ کار کا دروازہ کھول کر مسکراتے ہوئے پرگولا سے بولی۔ "آؤ میں تمہیں اپنے ساتھ لے چلوں۔"

وہ اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ حسینہ نے اسٹیئرنگ سیٹ پر آ کر اسٹارٹ کی پھر اسے ڈرائیو کرنے لگی۔ جیری نے حسینہ کی زبان سے کہا۔ "باس! اس کا نام ریٹا ہے۔ یہ منشیات اسمگل کرنے والے گینگ سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کی سیٹ کے نیچے وائٹ پاؤڈر ہیروئن کے پیکٹس ہیں۔ یروشلم' تل ابیب اور حیفہ میں اس کی کوٹھیاں ہیں۔"

پرگولا نے کہا۔ "اسے حیفہ لے چلو۔ وہ تھانے کا انچارج اپنے بڑوں کو رپورٹ دے گا کہ ہم اسے سحر زدہ کر کے تل ابیب سے پچاس میل دور لے گئے تھے۔ اس طرح وہ سمجھیں گے کہ ہم یروشلم گئے ہیں۔"

ریٹا سحر زدہ تھی۔ جیری کی مرضی کے مطابق حیفہ کی طرف جا رہی تھی۔ جب پرگولا اس کی کوٹھی میں پہنچ کر اپنا چہرہ اور حلیہ بدلنے والا تھا۔ اس کے بعد ارادہ تھا کہ فارمولوں کے لیے یہودی تنظیم کے پیچھے پڑ جائے گا اور وہ بینک میں ڈاکا ڈالنے والے بھی اسے بری طرح کھٹک رہے تھے۔

○☆○

شی تارا نے یہ اچھی طرح سمجھ لیا کہ عادل اس کے ہاتھ سے نکل چکا ہے' اب اس کے قابو میں نہیں آئے گا۔

وہ یہ بھی سمجھتی تھی کہ زندگی کی ہر بازی میں جیت نہیں ہوتی' کبھی ہارنا بھی پڑتا ہے۔ وہ بہت سی بازیاں جیتتی رہی تھی اور کبھی ہارتی بھی رہی تھی اور ہارنے کے بعد زیادہ پچھتاتی نہیں تھی۔ آئندہ جیت لینے کا حوصلہ کرتی تھی لیکن اسے عادل کے بچھڑنے کا افسوس تھا۔

وہ اسے اس لحاظ سے پسند کرنے لگی تھی کہ وہ جرائم کی دنیا میں ایک فرشتے کی طرح سچا اور کھرا تھا۔ اناڑی ہونے کے باوجود اس نے بڑے کارنامے انجام دیے تھے۔ آئندہ بھی توقع تھی کہ وہ بہت کچھ کرے گا۔

تل ابیب میں شی تارا کی دوسری ناکامی یہ تھی کہ مریتا دوبارہ اس کے ہاتھ آتے آتے نکل گئی تھی۔ ویسے یقین تھا کہ عادل اور مریتا اس کے ہاتھ نہ آنے کے باوجود کہیں دور نہیں گئے ہیں۔ اسی شہر تل ابیب میں ہیں۔

میں نے ان دونوں کو شی تارا سے چھین لیا تھا۔ یہ بات وہ نہیں جانتی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ مریتا وہاں ان ہی فارمولوں کے چکر میں ہے اور اسی نے عادل کو اپنے قابو میں کر رکھا ہے۔

فارمولوں کے سلسلے میں کوئی دشمن ہمارے متعلق یہ نہیں سوچ رہا تھا کہ ہم میں سے کوئی ذاتی طور پر یا خیال خوانی کے ذریعے تل ابیب میں موجود ہو گا۔ سب ہی جانتے تھے کہ ہمارے پاس فارمولے مکمل ہیں اس لیے ہم اسرائیل آ کر اس جھگڑے میں نہیں پڑیں گے اس طرح سب ہی کو یہ اطمینان تھا کہ اس معاملے میں فرہاد اور اس کے بیٹوں سے ٹکراؤ نہیں ہو گا۔

شی تارا ابھی یہ نہیں سوچ سکتی تھی کہ میں نے مریتا اور عادل کو اس کی دسترس سے دور رکھا ہے۔ اسے اسرائیل میں اپنے مقاصد کے لیے ایک خاص ماتحت کی ضرورت تھی' وہ ماتحت اس کی رہنمائی میں وہاں ایک مضبوط گروہ بنا کر فارمولے حاصل کرنے کی کوششیں کر سکتا تھا اور مریتا اور عادل کو تلاش کر سکتا تھا۔

فی الوقت شی تارا کا خاص ماتحت پاشا تھا۔ اگر وہ تل ابیب پہنچ جاتا تو بڑے ہنگامے شروع کر دیتا لیکن وہ پاشا کو اپنی نظروں کے سامنے رکھنا چاہتی تھی۔ عادل کو وہاں بھیج کر اسے گنوا چکی تھی۔ پاشا جیسے غیر معمولی صلاحیتوں والے سے محروم نہیں ہونا چاہتی تھی۔ وہ دوسرے ذرائع سے وہاں بازی شروع کرنا چاہتی تھی۔

اس نے پچھلی بار الپا کے ذریعے برین آدم سے کہا تھا۔ "پاشا میرے پاس ہے اور میں دواؤں کے وہ چھ اصل نام جانتی ہوں جو فارمولوں میں تبدیل کیے گئے۔ اگر تم لوگ مجھے فارمولوں کے دس صفحات کی نقل دو گے تو میں چھ اصل نام بتاؤں گی۔"

برین آدم نے کہا تھا کہ اس کی شرائط پر غور کرنے کے بعد دوسرے دن اس سے گفتگو ہو گی لیکن پھر یہ بات آگے نہ بڑھ سکی۔ یہودی تنظیم کے افراد دوسرے معاملات میں الجھ گئے پھر برین آدم عارضی طور پر اسرائیل سے باہر چلا گیا اور الپا کا برین واش کر دیا گیا۔ شی تارا نے فارمولوں کے لیے الپا سے رابطہ کرنا چاہا تو رابطہ نہ ہو سکا کیوں کہ برین واش ہونے کے بعد وہ سابقہ لہجہ نہیں رہا تھا اس لیے وہ الپا کے دماغ تک نہ پہنچ سکی۔

مختصر یہ کہ تل ابیب میں شی تارا کے تمام ذرائع ختم ہو چکے تھے۔ وہ نئے ذرائع اختیار کرنے کے لیے سپر ماسٹر جان بلوشر کے پاس آئی۔ وہ بولا۔ "شی تارا! تم کہاں گم ہو گئی تھیں؟ میں دن رات تمہارا انتظار کرتا رہتا ہوں۔"

"خیریت تو ہے؟ میرا انتظار کیوں کر رہے تھے؟"

"ایک تو اس لیے کہ میں نے تمہیں بیٹی بنایا ہے۔ تمہاری طویل غیر حاضری سے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں تم کسی مصیبت میں نہ پھنس گئی ہو۔ دوسری بات یہ کہ جنرل واسکوڈی میرے خلاف ہو گیا ہے اور میری جگہ کسی دوسرے شخص کو سپر ماسٹر بنانا چاہتا ہے۔"

"یہ تم ابھی کس کمرے میں بیٹھے ہوئے ہو؟"

"یہ ہیڈ کوارٹر کے ایک بنگلے کا کمرا ہے۔ دوسرے کمرے میں جنرل واسکوڈی' فوج کے دیگر افسران اور چند اعلیٰ حکام بیٹھے میری قسمت کا فیصلہ کر رہے ہیں۔"

"تم اس کانفرنس روم میں جاؤ۔"

"دروازے پر کھڑے ہوئے مسلح افراد مجھے جانے نہیں دیں گے۔"

"پروا نہ کرو۔ میں ان کی آواز سن کر اندر جاؤں گی۔"

سپر ماسٹر اپنی جگہ سے اٹھ کر دروازے پر آیا۔ ایک مسلح فوجی نے کہا۔ "سر! ہم اپنی ڈیوٹی سے مجبور ہیں۔ آپ اندر نہ جائیں' کوئی پیغام ہو تو ہم اندر پہنچا دیں گے۔"

وہ بولا۔ "اندر جاؤ۔ میرا پیغام خود بخود پہنچ رہا ہے۔"

شی تارا نے مسلح فوجی پر قبضہ جمایا' پھر اسے کانفرنس روم کے اندر لے گئی پھر اس کی زبان سے بولی۔ "سوری ٹو ڈسٹرب یو جنٹلمین! میں اس فوجی کے ذریعے شی تارا بول رہی ہوں۔"

سب نے چونک کر اس فوجی جوان کو دیکھا' وہ بولی۔ "آپ میں سے بہت سے حضرات یہ پسند نہیں کریں گے کہ میں ان کی آواز سنوں اور ان کے دماغوں میں آؤں۔"

جنرل واسکوڈی نے مسکرا کر کہا۔ "شی تارا! ہم تمہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔ پچھلی بار تم نے ہمارے ملک کے لیے اپنی خدمات پیش کی تھیں لیکن وہ سابقہ سپر ماسٹر نا اہل تھا۔ اس نے آپ کی قدر

نہ کی اور آپ کو ناراض کر دیا۔"

شی تارا نے کہا۔ "درست کہتے ہو۔ سابقہ سپر ماسٹر نے میری قدر نہیں کی۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کیا آپ ایسے لوگوں کو نااہل قرار دیں گے جو میری قدر کرتے ہیں؟"

"بے شک' جو ہمارے ملک کی بہتری کے لیے آپ کی قدر کرتا ہے اور آپ کے ذریعے ہمارے ہاں ٹیلی پیتھی کی کمی پوری کرنا چاہتا ہے ہم اسے سر آنکھوں پر بٹھائیں گے۔"

"تو پھر تم نے موجودہ سپر ماسٹر کو کانفرنس روم سے باہر کیوں بٹھایا ہے؟ اسے سر آنکھوں پر بٹھائیں' وہی مجھے آپ کی خدمات کے لیے یہاں لایا ہے۔"

سب نے سوالیہ نظروں سے جنرل واسکوڈی کو دیکھا۔ ایک اعلیٰ افسر نے پوچھا۔ "جنرل! آپ تو فرما رہے تھے کہ یہ موجودہ سپر ماسٹر بھی نااہل ہے۔ جب کہ وہ ہمارے مسائل حل کرنے کے لیے شی تارا جیسی قابل ہستی کو یہاں لایا ہے۔"

جنرل نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔ "مجھے معلوم نہیں تھا کہ ہمارے سپر ماسٹر جان بلوشر نے درپردہ شی تارا سے رابطہ رکھا ہے اور ہم سے یہ راز چھپاتا رہا ہے۔"

شی تارا نے کہا۔ "تم غلط کہہ رہے ہو۔ جان بلوشر ایک محبِّ وطن اور فرض شناس سپر ماسٹر ہے۔ اس نے مجھ سے کہا تھا کہ تم نے بڑی راز داری سے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے دوستی کی ہے اور یہ بات اپنے ملک کے حکام اور اعلیٰ فوجی افسران سے چھپا رہے ہو۔"

"یہ جھوٹ ہے۔ مجھ پر محض الزام ہے۔"

"جنرل! غصہ اور گرمی نہ دکھاؤ۔ میں تمہاری بے ایمانی ثابت کر دوں گی۔ پہلے سپر ماسٹر کو یہاں عزت سے بلایا جائے۔"

جنرل نے کہا۔ "اس پر الزامات ہیں' وہ اس اجلاس میں نہیں آسکتا۔"

"میں تم پر الزامات عائد کر رہی ہوں اور ثابت بھی کرنے والی ہوں لہٰذا تم بھی اجلاس سے باہر جاؤ۔"

جنرل نے حاضرین کو دیکھا۔ شاید کوئی اس کی حمایت میں بولے لیکن ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی دوست بن رہی تھی' وہ اسے ناراض نہیں کرنا چاہتے تھے۔ ایک حاکم نے ایک فوجی گارڈ سے کہا۔ "جاؤ۔ سپر ماسٹر کو یہاں بلا کر لے آؤ۔"

وہ گارڈ باہر گیا۔ ایک منٹ کے اندر ہی سپر ماسٹر جان بلوشر اندر آیا تو اس کے حامی خوشی سے تالیاں بجانے لگے۔ وہ میز کے پاس آکر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

شی تارا نے اپنے آلۂ کار مسلح فوجی کی زبان سے کہا۔ "یہ بات سب ہی جانتے ہیں کہ پچھلے دنوں ایک سیاہ فام لڑکی جنرل کی ملازمہ میری کی ہم شکل بن کر آئی تھی اور ملازمہ میری کو مدہوش کر کے بڑے پُراسرار طریقے سے یوں گئی تھی جیسے جنرل کے بنگلے سے کوئی اہم چیز چرا کر لے گئی ہو۔"

اجلاس میں بیٹھے ہوئے کئی عہدیداروں نے تائید میں سر ہلا... ایک عہدیدار نے کہا۔ "جنرل کی کوٹھی کے باہر پہرا دینے وا... فوجیوں کا بیان ہے کہ انہوں نے ایک ملازمہ میری کو باہر جا... ہوئے دیکھا اور دوسری ملازمہ میری کوٹھی کے اندر مدہوش تھی... جنرل کی سالی اِدھر سے اُدھر بھاگی پھر رہی تھی۔"

انٹیلی جنس کے اعلیٰ افسر نے کہا۔ "پھر یہ انکشاف ہوا کہ... جنرل کی سالی نہیں تھی بلکہ میک اپ کے ذریعے اسے سالی بنا... کسی مقصد کے لیے جنرل کے پاس بھیجا گیا تھا۔ ہم تفتیش کر رہے... ہیں آخر یہ معاملہ کیا تھا۔"

شی تارا نے کہا۔ "جب تک جنرل آپ سے حقیقت چھپا... گا' آپ حضرات اس معاملے کو نہیں سمجھ پائیں گے۔"

جنرل نے کہا۔ "میں کسی سے کچھ نہیں چھپا رہا ہوں۔"

"کیا مرینا سے تمہاری دوستی نہیں تھی؟"

"میں عورتوں سے دوستی نہیں کرتا۔"

"اب تو تم انکار کرو گے کیوں کہ مرینا تمہیں دھوکا دے... تمہارے گھر سے ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ چرا کر لے گئی ہے۔"

"یہ بکواس ہے۔ سراسر الزام ہے۔ میں نے کسی کو نقشے کی... بھی لگنے نہیں دی تھی اور اسے بینک کے لاکر میں پہنچا دیا تھا۔"

"جنرل! مرینا نے تم سے ڈبل کراس کیا۔ اس نے طیارے... اندر تمہیں غائب دماغ بنایا۔ اس نے پہلے سے تمہارے ر... کے چیمبر میں مائیکرو کیمرا چھپا کر رکھ دیا تھا۔"

شی تارا تفصیل سے بتانے لگی کہ پارس نے کتنی زبرد... حکمتِ عملی سے نقشہ چرایا ہے اور اس کے لیے اس نے مرینا... کام لیا ہے۔ جنرل نے کہا۔ "یہ جھوٹ ہے مرینا' پارس کی دشمن... اس کے لیے کام نہیں کرے گی۔"

شی تارا نے کہا "آپ لوگوں کو یقین نہ ہو تو بابا صاحب... ادارے میں فون کر کے حقیقت معلوم کر لیں۔ مرینا نے نقشے... مائیکرو فلم پارس کو دی تھی۔ یہ سب جانتے ہیں کہ ایسی اہم... بابا صاحب کے ادارے میں محفوظ کی جاتی ہیں۔"

اس بات پر بابا صاحب کے ادارے سے فیکس کے ذر... رابطہ ہوا۔ اُدھر سے پوچھا گیا۔ "کیا ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ... تک پہنچ گیا ہے؟ اور اگر پہنچ گیا ہے تو اتنا بتا دیں کب پہنچا ہے؟"

دوسری طرف سے جواب آیا۔ "جی ہاں' آپ کو مایوسی ہو... لیکن ہم مسرت سے اقرار کرتے ہیں نقشہ ایک مائیکرو فلم میں... کر ہمارے پاس پہنچ گیا ہے۔ ٹھیک اُسی دن جب اسے نیوی... کوارٹر سے طیارے میں لے جایا جا رہا تھا؟"

"کیا یہ نقشہ پارس اور مرینا نے حاصل کیا ہے؟"

جواب دیا گیا۔ "پلیز' آپ ہمارا طریقۂ کار نہ پوچھیں... باتیں کسی کو بتائی نہیں جاتیں۔"

انہوں نے فیکس کے ذریعے مختلف انداز میں پھر وہی سوال کیا ...دوسری طرف خاموشی رہی۔ جواب نہ ملنے پر شی تارا نے کہا۔ ...آپ لوگ غلط سوال کر رہے ہیں۔ اگر آپ سے پوچھا جائے کہ ...آپ نے کسی محاذ پر کس افسر کو بھیجا ہے تو آپ دشمنوں کو اپنا طریقۂ ...اور افسر کا نام نہیں بتائیں گے پھر وہ بابا صاحب کے ادارے ...لے آپ کو دشمن سمجھتے ہیں' بھلا آپ کے ایسے سوال کا جواب ...بتلا دیں گے؟"

فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ "شی تارا درست کہتی ہے۔ ...ت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ انہوں نے اقرار کیا ہے' ایک ...نیکرو فلم کے اندر وہ نقشہ ان کے پاس پہنچ گیا ہے۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا۔ "جنرل کو جواب دینا چاہیے کہ وہ اہم ...شہ مرینا اور پارس کیسے لے گئے؟ جنرل نے مرینا سے دوستی کیوں ...ی؟ اگر کی تو اعلیٰ حکام سے اس دوستی کو کیوں چھپایا گیا؟ جنرل نے ...رینا کی ٹیلی پیتھی سے ملک اور قوم کو فائدہ کیوں نہیں پہنچایا؟"

دوسرے حاکم نے کہا۔ "آپ فائدہ پوچھ رہے ہیں' جنرل نے ...تنا بڑا نقصان پہنچایا ہے جتنا دشمن بھی نہیں پہنچاتے۔"

جنرل نے کہا۔ "شی تارا کی باتوں میں آکر آپ لوگ مجھے ...شمن سمجھ رہے ہیں؟"

"تم دشمن نہیں ہو تو بتاؤ' وہ نقشہ وہاں کیسے پہنچ گیا؟"

ایک نے کہا۔ "جب تک وہ نقشہ نیوی ہیڈ کوارٹر میں تھا' ...وری نہیں ہوا۔ تمہارے ہاتھ آتے ہی وہ فرہاد کی فیملی میں پہنچ ...گیا۔"

دوسرے نے پوچھا۔ "کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ وہ نقشہ ...تمہارے ہاتھوں چوری نہیں ہوا ہے؟"

جنرل واسکوڈی بری طرح پھنس گیا تھا۔ بابا صاحب کے ...ادارے سے یہ کہہ دیا گیا تھا کہ نقشہ اُسی دن چوری ہوا تھا جس دن ...سے طیارے میں لے جایا جا رہا تھا۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا۔ "میری پُرزور اپیل ہے کہ مرینا سے ...چھپ کر دوستی کرنے اور نقشہ دشمنوں کے حوالے کرنے کے جرم ...میں جنرل واسکوڈی کو حراست میں لیا جائے۔"

اجلاس میں حاضر تمام عہدیداروں نے اس اپیل کی تائید کی۔ ...جنرل اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنی وردی سے بیج اور تمغے اتار ...لیے۔ فوجی مسلح جوان اسے گرفتار کر کے وہاں سے لے گئے۔

اعلیٰ حاکم نے سپر ماسٹر جان بلوشر سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ ...تم نے شی تارا کو دوست بنا کر اور جنرل کو بے نقاب کر کے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "آپ لوگ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو ...دوست بنانا بڑی بات سمجھتے ہیں پھر دوست بنا کر اس سے دھوکا کھا ...جاتے ہیں۔ آپ لوگوں کو یہ سن کر خوشی ہو گی کہ شی تارا دوست ...نہیں' میری بیٹی ہے۔"

سب نے چونک کر خوش ہو کر اس مسلح سپاہی کو دیکھا' جس کے دماغ میں شی تارا تھی۔ وہ بولی۔ "ہاں' میں محض آپ لوگوں کی نہیں اس ملک کی بھی دوست ہوں اور اس لیے دوست ہوں کہ اس ملک کے سپر ماسٹر کی بیٹی ہوں۔"

سب نے خوش ہو کر سپر ماسٹر کو گلے لگایا اور شی تارا سے کہا۔ "ہمارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے یا تو مر گئے یا دشمنوں کے ہاتھ لگ گئے۔ ہم نے بڑے صدمے برداشت کیے ہیں لیکن تم نے بیٹی بن کر تمام صدمات کو بھلا دیا ہے۔ آج ہماری مسرتوں کی کوئی انتہا نہیں ہے۔"

شی تارا نے کہا۔ "میں ہر پہلو سے آپ لوگوں کا اعتماد قائم رکھنا چاہتی ہوں۔ اس کے لیے میں نے سوچا ہے کہ واشنگٹن آکر آپ لوگوں کے درمیان رہوں گی۔"

سب نے ایک ساتھ کہا۔ "ہپ ہپ ہُرّا۔ ہپ ہپ ہُرّا!"

اعلیٰ حکام نے کہا۔ "شی تارا تم نے صرف ہمارا اعتماد ہی نہیں' ہمارے دل بھی جیت لیے ہیں۔"

وہ بولی۔ "لیکن میری دو شرائط ہیں۔"

"ہمیں تمہاری ہزاروں شرائط منظور ہیں۔ بولو کیا چاہتی ہو؟"

"پہلی شرط یہ کہ جس طرح تم نے اپنے اکلوتے ٹیلی پیتھی جاننے والے وکی سول کو سخت پہروں اور پابندیوں میں رکھا ہے۔ وہ پہرے اور پابندیاں میرے مزاج کے خلاف ہیں۔"

سب نے یقین دلایا کہ وہ اس ملک میں آزاد رہے گی۔ اس پر کسی طرح کی پابندی عائد نہیں کی جائے گی۔

وہ بولی۔ "میری دوسری شرط یہ ہے کہ میں وہ بیٹی ہوں' جس کی ابھی شادی نہیں ہوئی ہے اور جب تک شادی نہیں ہو گی' میں اپنے باپ سپر ماسٹر جان بلوشر کے گھر میں رہوں گی۔"

سب نے خوش ہو کر تالیاں بجائیں۔ انہیں اس بات کا اطمینان تھا کہ وہ سپر ماسٹر کے گھر میں نظروں کے سامنے ہی رہا کرے گی۔ ایسی خوشی کے موقع پر جناب علی اسد اللہ تبریزی کی پیش گوئی بھول گئے تھے کہ سات برسوں تک کوئی شی تارا کی اصل صورت نہیں دیکھ سکے گا اور نہ ہی اس کی اصل آواز اور لہجے کو سن سکے گا۔

ویسے بھی وہ ایک مسلمان عالم کی پیش گوئی کو اہمیت نہیں دے رہے تھے جب کہ دو پیش گوئیاں درست ہو چکی تھیں۔ ایک تو یہ کہ ٹرانسفارمر مشین غیر معینہ مدت کے لیے ناکارہ ہو گئی تھی دوسری پیش گوئی یہ تھی کہ سپر ماسٹر اور امریکی اکابرین شی تارا اور مرینا کی ٹیلی پیتھی کے محتاج ہو جائیں گے۔ ابھی مرینا نہیں تھی لیکن شی تارا کے حوالے سے پیش گوئی درست ہو رہی تھی۔ وہ لوگ اس کے محتاج بن رہے تھے۔

اس نے سپر ماسٹر اور اجلاس میں موجود تمام عہدیداروں سے کہا۔ "غیر معمولی سماعت و بصارت اور حیرت انگیز جسمانی اور

دماغی قوتوں کے حامل یوسف البرہان عرف پاشا میری مٹھی میں ہے۔"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے پھر تو وہ فارمولے پاشا سے دوبارہ لکھوائے جاسکتے ہیں۔"

"نہیں۔ پاشا کو وہ فارمولے زبانی یاد نہیں ہیں۔ مکمل تحریری فارمولے بابا صاحب کے ادارے میں ہیں اور ان فارمولوں کے بارہ میں سے دس صفحات یہودیوں کے قبضے میں ہیں۔ ان دس صفحات میں چھ دواؤں کے نام تبدیل کیے گئے ہیں۔ اگر پاشا ان فارمولوں کو پڑھے گا تو غلط دواؤں کی جگہ اسے صحیح دواؤں کے نام یاد آجائیں گے۔"

اعلیٰ حاکم نے کہا۔ "ہم پچھلے ایک ہفتے سے یہی سوچ رہے ہیں کہ یہودیوں سے وہ فارمولے کس طرح حاصل کیے جائیں اور اگر وہ مل بھی گئے تو ان میں لکھی ہوئی دواؤں کی تصدیق کیسے ہوگی۔ تمہاری باتوں سے حوصلہ مل رہا ہے۔ واقعی تم پاشا کے ذریعے ان فارمولوں کی غلطیاں درست کرا سکتی ہو۔"

وہ بولی۔ "ہمیں ذہین، چالباز اور تیز طرار جوانوں کی ایک ٹیم بنا کر جلد سے جلد انہیں اسرائیل روانہ کرنا چاہیے۔ پتا نہیں کتنی تنظیموں کے خطرناک لوگ وہاں پہنچے ہوئے ہیں۔ میں اپنی ٹیم کے ذریعے صرف فارمولے حاصل نہیں کروں گی بلکہ یہودی خفیہ تنظیم کو بھی بے نقاب کروں گی۔"

وہ سب پہلے ہی اپنے بہترین سراغرسانوں کو اسرائیل بھیجنے کے معاملے پر غور کر رہے تھے۔ ثی تارا کا تعاون حاصل ہوتے ہی تیزی سے پلاننگ کرنے لگے۔ بے حد ذہین، چالاک اور تیز طرار فوجی جوانوں کا انتخاب کرنے لگے۔ ثی تارا کا مقصد پورا ہو رہا تھا۔ وہ ان فوجی جوانوں کے دماغوں میں جاسکتی تھی اور تل ابیب میں اپنی مرضی کے مطابق ان سے کام لے سکتی تھی۔ وہ سب یوگا کے ماہر تھے لیکن سپر ماسٹر کے حکم سے اس کے ماتحت اور تابعدار بن گئے تھے۔

یہ طے پایا کہ ثی تارا دوسری صبح واشنگٹن آکر سپر ماسٹر کے گھر میں رہے گی اور اپنے سامنے سپر ماسٹر کی ٹیم کو اسرائیل روانہ کرے گی۔ خود نہیں جائے گی۔ وہیں سپر ماسٹر کے پاس رہ کر خیال خوانی کے ذریعے تل ابیب میں اس ٹیم سے کام لیتی رہے گی۔ جب کہ وہ حقیقتاً ہندوستان کی راجدھانی دہلی میں آرام فرما رہی ہوگی۔

وہ تمام معاملات طے کرنے کے بعد اپنی ایک ڈمی کے پاس آئی۔ اسے سپر ماسٹر اور دوسرے عہدیداران سے ہونے والی گفتگو تفصیل سے سنائی۔ ڈمی نے کہا۔ "آپ اطمینان رکھیں۔ میں وہاں آپ کا رول بخوبی ادا کروں گی۔"

وہ خیال خوانی کے ذریعے مقامی ائرلائن کے دفتر میں گئی پھر اس نے ڈمی ثی تارا کے لیے ایک طیارے میں سیٹ مخصوص کرا دی۔ اس کے بعد مطمئن ہو کر اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔

اسرائیل میں اس کی تین اہم مصروفیات کا آغاز ہو... تھا۔ ان تین میں سے ایک مصروفیت فارمولوں کے سلسلے میں ... دوسری یہ کہ وہ یہودی خفیہ تنظیم کو بے نقاب کرنا چاہتی تھی۔ تیسری یہ کہ اسے ایک خیال خوانی کرنے والی ہستی کی ضرورت ... اس لیے وہ کسی طرح مرینا کو ڈھونڈ کر اسے اپنے قابو میں کرنا چاہ... تھی۔ ان سب کے علاوہ وہ عادل کو بھی اپنے زیرِ اثر رکھنا چاہ... تھی۔

ان مقاصد کے لیے لازمی ہو گیا تھا کہ وہ دن رات خیال خو... کے ذریعے ان تمام ماتحتوں سے رابطہ رکھے، جو سپر ماسٹر کی ٹیم ... تعلق رکھنے والے تھے۔ وہ یقین سے سوچ رہی تھی کہ ذہانت ... حاضر دماغی سے کام لے کر کامیاب ہوتی رہے گی۔ ویسے کامیابی ... سلسلے میں ایک بات کھٹکتی تھی کہ وہ پچھلے کئی معاملات میں ... رہی تھی اور ان تمام ناکامیوں کی صرف ایک وجہ تھی۔۔۔ دو چ... ہیروں سے محرومی۔ وہ دو ہیرے اس کے سر کا تاج ہوں گے تو خو... بختی لائیں گے چونکہ وہ اب تک سر کا تاج نہیں بن پائے تھے ... لیے نحوست طاری تھی۔ ناکامیاں مقدر بن گئی تھیں۔ جوتش... نے بھی یقین دلایا تھا کہ خوش بختی لانے کے لیے ان دو چشمی ہیر... کو حاصل کرنا اور انہیں اپنے زلفوں کی زینت بنانا لازمی ہے۔

وہ ہیرے پاتال میں ہوتے تو وہ زمین کے اندر ہزاروں فٹ ... گہرائی میں جا کر لے آتی۔ سمندر کی تہ میں جاتی اور بند سیپ ... اندر سے اسے نکال لاتی حتیٰ کہ جہنم کی دہکتی ہوئی آگ سے گزر ... انہیں حاصل کر لیتی لیکن وہ دو چشمی ہیرے پارس کے پاس تھے ... پارس تک پہنچنے کے لیے وہ اپنی انا، غرور، ضد اور ہٹ دھرمی ... پل صراط سے گزر رہی تھی اور گزرنے کے دوران یہ پریشانی ... مسلط رہتی تھی کہ وہ اس کی زندگی میں آنے والا اس کا مزاج ... مذہب بدل دے گا۔

وہ تھکے ہوئے انداز میں بستر پر آکر لیٹ گئی۔ اس نفسا... کمزوری کو وہ ابھی تک سمجھ نہیں پائی تھی کہ جب بھی پارس ... متعلق سوچتی تھی تو بستر پر آکر لیٹ جایا کرتی تھی، جیسے پارس اور ... لازم و ملزوم ہوں۔"

وہ دو چشمی ہیرے حاصل کرنے کے لیے پارس سے برابر را... رکھنا چاہتی تھی مگر ڈرتی بھی تھی کہ اس سے باتیں کرتے وقت ... اس کی طرف کھنچا جاتا تھا۔ عقل کہتی تھی کہ وہ دل کی بات ... جائے ورنہ ہیرے کبھی حاصل نہیں کر سکے گی۔ بہتر ہے کہ ... مضبوط رکھے اور جذبات پر قابو پانے کی کوشش کرتی رہے تو ... رفتہ دل سے پارس کی اہمیت کم ہوتی جائے گی۔

وہ خیال خوانی کی پرواز کر کے پاشا کے دماغ میں آئی۔ ... اس کے قریب ہی رہتا تھا۔ ثی تارا نے جس کوٹھی میں قیام کیا ... اُسی کوٹھی کی انیکسی میں پاشا رہا کرتا تھا۔ اس وقت وہ کوٹھی ... لان میں ٹہل رہا تھا۔ ثی تارا نے اس کی سوچ میں کہا۔ "میں..."

"آکر ہندوستانی فلمیں بہت دیکھنے لگا ہوں۔ مجھے اپنی قوتِ سماعت و بصارت کو بھی آزماتے رہنا چاہیے۔"

پاشا کی سوچ نے کہا۔ "وہ تو میں آزما رہا ہوں۔ پہلی بار ایک فلم میں ہیما مالنی کو دیکھا تو تڑپ گیا۔ کیا غضب کا حسن اور شباب پایا ہے! اسکرین پر اس کی آواز سنتے ہی میں نے ٹی وی کی آواز بند کر دی پھر کان لگا کر سننے اور سمجھنے کی کوشش کرنے لگا کہ ابھی ہیما کہاں ہوگی؟ کیا کر رہی ہوگی اور کیا بول رہی ہوگی؟

ثی تارا اس کی سوچ کی لہروں کو سن رہی تھی اور یہ معلوم کر رہی تھی کہ پاشا تنہائی میں کیسی کیسی حرکتیں کرتا ہے۔ اس نے تنہائی میں ہیما مالنی کی آواز سن لی تھی۔ وہ فلم کے ایک پروڈیوسر سے کہہ رہی تھی۔ "شرما جی! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ میں انڈین فلم انڈسٹری میں سب سے ٹاپ کی ہیروئن سمجھی جاتی ہوں اور آپ کہہ رہے ہیں کہ میں آپ کی فلم میں ہیرو کی ماں کا کردار کروں؟"

پروڈیوسر کی آواز سنائی دی۔ "ہیما جی! آپ دس برس پہلے ٹاپ پر تھیں لیکن سری دیوی، جیا پرادا اور ریکھا کے سامنے آپ اسکرین پر کچھ زیادہ عمر والی لگتی ہیں۔ آپ کو پچھلے دس برس سے میک اپ کے ذریعے جوان لڑکی بنا کر پیش کیا جا رہا ہے مگر فلم دیکھنے والے اندھے نہیں ہیں۔ اب وہ نئی ہیروئنوں کو دیکھنا چاہتے ہیں۔"

ہیما مالنی نے ایک سرد آہ بھر کر کہا۔ "آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ مجھ جیسی عورتیں ہمیشہ اپنے آپ کو جوان سمجھتی ہیں۔ میں نے پندرہ برس پہلے فلم محبوبہ میں کام کیا تھا۔ اس وقت کتنی جوان تھی اب بھی خود کو ویسی ہی جوان لڑکی سمجھتی ہوں۔"

ذرا دیر خاموش رہی پھر وہ بولی۔ "میں نے بہت عمر گزارنے کے بعد بھی عقل نہیں سیکھی۔ دھرم (دھرمیندر) نے عشق کیا تو میں پھر خود کو کنواری چھوکری سمجھنے لگی۔ اس سے شادی کر لی۔ اس کی ایک بیٹی پیدا کی لیکن دھرم کا عشق سرد پڑ چکا ہے۔ فلم دیکھنے والے مجھے باہر سے دیکھتے ہیں۔ دھرم نے اندر سے میرے بڑھاپے کو دیکھ لیا ہے۔"

پھر وہ ذرا خاموش رہ کر بولی۔ "اچھی بات ہے شرما جی! میں آپ کی فلم میں ماں کا رول کروں گی۔"

پاشا نے ہیما کی آوازوں سے توجہ ہٹا لی پھر اس کی آواز سنائی نہیں دی۔ پاشا نے ناگواری سے سوچا۔ "یہ فلمی ہیروئنیں ہیرے کی طرح جگمگاتی ہیں۔ انہیں قریب سے دیکھو تو پتا چلتا ہے کہ یہ ہیرے نہیں کانچ کے ٹکڑے ہیں۔"

ثی تارا نے اس کی سوچ میں کہا۔ "مجھے کسی ہیروئن کے متعلق نہیں پارس کے بارے میں سوچنا چاہیے۔"

"اب میں پارس کے بارے میں سوچ کر اس کی آواز سن کر کیا کروں گا؟ مجھے اس سے دور رہنا چاہیے؟"

ثی تارا نے پھر اس کی سوچ میں کہا۔ "میں تو اس سے دور رہی ہوں۔ اس کی آواز سننے سے معلومات حاصل ہوتی رہیں گی۔ مجھے اس کی آواز سننا چاہیے اور میں ابھی سنوں گا۔"

"لیکن پارس تو اپنی آواز اور لہجہ بدلتا رہتا ہے۔ میں نے صومالیہ سے واپس آکر آخری بار پیرس میں اس کی جو آواز سنی تھی، وہی مجھے یاد ہے۔"

ثی تارا نے وہی آواز سننے پر اسے مائل کیا۔ وہ سر جھکا کر پارس کا تصور کرنے اور اس کے لہجے کو ذہن میں دُہرانے لگا۔ ثی تارا اس کے اندر بے چینی سے انتظار کر رہی تھی۔ چند سیکنڈ کے بعد ہی اس نے پارس کی آواز سنی۔ وہ کسی سے کہہ رہا تھا "ہم نے سب سے پہلے مافیا تنظیم کی گاڈ مدر کو ٹرانسپیرنٹ دیکھا۔ پہلی نظر میں ایسا ہی لگا جیسے گاڈ مدر کی روح آگئی ہے لیکن نہ وہ روح تھی اور نہ وہ گاڈ مدر خود وہاں آئی تھی۔"

کسی نے پوچھا۔ "اگر وہ روح نہیں تھی اور خود بھی نہیں آئی تھی تو پھر کیسے نظر آرہی تھی؟"

پارس نے کہا۔ "میں نے اور علی نے اس پر غور کیا تو جلد ہی سمجھ میں آگیا کہ گاڈ مدر ایک ٹی وی کیمرے کے سامنے رہتی ہے۔ وہ کیمرا اس کے عکس کو دوسری جگہ منتقل کرتا ہے اس سلسلے میں یہ بات قابلِ غور ہے کہ کیمرا تو عکس کو ٹی وی اسکرین تک لاتا ہے پھر گاڈ مدر اسکرین سے باہر آکر کھلی فضا میں ٹہلتی ہوئی اس پولیس افسر کے کمرے میں کیسے پہنچ گئی تھی۔"

"ہاں۔ یہ بات نہ سمجھ میں آنے والی ہے۔"

"ہم سائنس کے انتہائی ترقی یافتہ دور میں ہیں اس لیے یہ نہ کہا جائے کہ کوئی بات سمجھ میں آنے والی نہیں ہے۔ میں نے اور علی نے دن رات کی محنت سے یہ آلہ تیار کیا ہے۔ اس آلے کے ذریعے عکس کو اسکرین سے باہر لایا جا سکتا ہے۔ مافیا کی گاڈ مدر کے پاس بھی ایسے منی کیمرے اور آلات موجود ہیں۔

پارس کی باتوں کے دوران کوئی اور بھی بول رہا تھا پھر اس کے جواب میں بھی ایک اور شخص بولتا جا رہا تھا۔ ثی تارا نے اندازہ لگایا کہ کچھ لوگ پارس کو ویڈیو فلم کے ذریعے کہیں بیٹھے دیکھ رہے ہیں یا اس کی آواز ٹیپ ریکارڈر کے ذریعے سن رہے ہیں۔

ثی تارا نے پاشا کی سوچ میں کہا۔ "مجھے پارس کے علاوہ اور کچھ لوگوں کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں، مجھے ان بولنے والوں کی آوازوں کو گرفت میں لینا چاہیے۔"

پاشا نے ان آوازوں کی طرف توجہ دی تو وہ صاف سنائی دینے لگیں۔ کوئی کہہ رہا تھا۔ "تم ہمارے ملک کے نامور اور ذہین سراغرساں ہو۔ تم نے بڑی چالاکی سے پارس اور فرانس کے انٹیلی جنس کے چیف کی گفتگو ریکارڈ کی ہے۔"

سراغرساں کی آواز سنائی دی۔ "سر! میں نے چیف کے دفتر میں ڈی ٹیکٹیو آلہ چھپا دیا تھا۔ مجھے زیادہ موقع نہیں ملا ورنہ میں وہاں منی کیمرا چھپا کر رکھتا تو ابھی آپ اسکرین پر پارس کے ساتھ

ان آلات کو بھی دیکھ رہے ہوتے جو کسی کے بھی عکس کو منتقل کرنے کے لیے تیار کیے گئے ہیں۔"

شی تارا پاشا کے ذریعے یہ گفتگو واضح طور سے سن رہی تھی اس نے محسوس کیا کہ سراغرساں کی آواز کچھ کمزور سی ہے پھر اس کی کھانسی بھی سنائی دی۔ وہ فوراً ہی خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی اس کے اندر پہنچی تو پتا چلا وہ سراغرساں بیمار ہے اور اس وقت ماسک مین کے سامنے بیٹھا ہوا ایک کیسٹ کے ذریعے پارس کی باتیں سن رہا ہے اور ماسک مین کو سنا رہا ہے۔ اسی وقت ماسک مین نے ریکارڈر کو آف کر دیا۔ پارس کی آواز بند ہو گئی۔

شی تارا پارس سے رابطہ کرنا چاہتی تھی۔ اس سے رابطہ ہوتے ہی سلسلہ ماسک مین تک پہنچ گیا پھر دو اہم باتوں کا انکشاف ہوا۔ ایک یہ کہ پارس اور علی نے انسانی عکس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے لیے کچھ جدید آلات تیار کیے ہیں اور ایسے آلات مافیا تنظیم والے بھی تیار کر چکے ہیں۔

دوسری اہم بات یہ تھی کہ ماسک مین اس وقت اپنی رہائش گاہ میں بیٹھا واڈکا پی رہا تھا یعنی اس کے دماغ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ بڑے آرام سے اس کے اندر پہنچ گئی۔

وہ نیا ماسک مین تھا۔ اس سے پہلے جو ماسک مین تھا' وہ اپنی طبعی عمر پوری کر کے مر چکا تھا۔ موجودہ ماسک مین اگرچہ یوگا کا ماہر تھا لیکن ایک طویل عرصے سے دشمن خیال خوانی کرنے والوں سے ٹکراؤ نہیں ہو رہا تھا' کوئی دشمن اس کے ملک کا رخ نہیں کر رہا تھا اس لیے وہ کبھی کبھی پینے لگا تھا۔ جس رات پیتا تھا اس کے تین دنوں تک اچھی خاصی ورزش کر کے یوگا کی مہارت کو بحال کر لیتا تھا۔

شی تارا کو بھلا اس سے اچھا موقع اور کیا ملتا؟ وہ ماسک مین کے ذریعے روس کے بہت سے معاملات میں سیاہ و سفید کی مالک بن سکتی تھی اور سب سے اہم بات یہ کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے ایوان راسکا تک پہنچ سکتی تھی۔

ماسک مین نے اس کی مرضی کے مطابق سراغرساں سے کہا۔ "ٹھیک ہے تم جاؤ۔ میں یہاں کے معروف سائنس دان اور مکینک کو پارس کا یہ کیسٹ سناؤں گا۔ وہ اس موضوع پر غور کریں گے کہ عکس کو اسکرین کے باہر اپنے مطلوبہ مقام تک کیسے منتقل کیا جاتا ہے۔"

سراغرساں وہاں سے چلا گیا۔ ماسک مین واڈکا کا آخری گلاس پی رہا تھا کیوں کہ اس کے بعد معمول اور تابعدار بن کر شراب چھوڑنے والا تھا۔ شی تارا نے گلاس ختم کرانے کے بعد اسے بستر پر پہنچا دیا پھر اس نے عمل کرنے کے دوران یہ معلوم کیا کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے ایوان راسکا کو کس طرح ایک بہت بڑے محل میں نظر بند رکھا گیا ہے۔

اس محل میں اسے ہر طرح کا عیش و آرام تھا۔ وہاں اس کی ہر ضرورت پوری کی جاتی تھی صرف کسی انسان سے ملنے نہیں دیا جاتا تھا۔ محل کے باہر جو مسلح پہرے دار تھے وہ بھی اندر نہیں جا سکتے تھے۔ ایسے الیکٹرونک انتظامات تھے کہ کوئی پرندہ فضا میں پرواز کرتا ہوا محل کی چھت پر جانا چاہتا یا کیڑے مکوڑے زمین پر رینگ کر اندر پہنچنا چاہتے تو سیکورٹی روم میں سگنل ملنے لگتا تھا۔ وہاں کے ایک درجن ٹی وی اسکرین پر محل کے ہر حصے کا منظر واضح جاتا تھا۔ یوں رینگنے والے کیڑے مکوڑے بھی نظر آ جاتے تھے وہاں کوئی کیڑا ہو یا انسان۔ وہ خود کار نظام کے ذریعے ہلاک کر جاتا تھا۔

صرف ماسک مین ہی ایوان راسکا سے ملاقات کرتا تھا۔ ویسے وہ خیال خوانی کے ذریعے ماسک مین سے تمام اہم معاملات پر گفتگو کرتا تھا لیکن جب وہ کسی حسینہ کے ساتھ وقت گزارنا چاہتا تھا ماسک مین ایک ہیلی کاپٹر میں کسی حسینہ کو لے کر آتا تھا۔ وہ کاپٹر محل کی چھت پر اترتا تھا' ماسک مین اندر آ کر اس حسینہ ایوان راسکا کے پاس پہنچا کر سیکورٹی روم میں آ جاتا تھا پھر وہاں مختلف اسکرین پر انہیں دیکھتا رہتا تھا تاکہ وہ حسینہ اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو اس سے پہلے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔

شی تارا نے اس کے دماغ سے ان تمام اہم افسران کے نام اور فون نمبر معلوم کیے جو ایوان راسکا کی نگرانی اور حفاظت کے ذمے دار تھے پھر اس پر ضروری تنویمی عمل کر کے اسے سلا دیا۔

پاشا تابعدار تھا۔ شی تارا اس کی سوچ کے ذریعے اسے جو کام سونپ دیتی تھی وہ اسی کام سے لگا رہتا تھا۔ اس وقت بھی وہ کان لگائے بیٹھا تھا لیکن پارس کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ اس کی سوچ میں بولی۔ "مجھے عقل سے کام لینا چاہیے۔ اتنی دیر سے اس کی آواز نہیں آ رہی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے ملک میں ہے جہاں اس وقت رات زیادہ گزر چکی ہے اور وہ گہری نیند میں ہے۔ اب میں چھ گھنٹے بعد اس کی آواز سنوں گی۔"

شی تارا دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ پاشا جس لہجے کو گرفت میں لے کر پارس کی گفتگو سنتا رہا تھا وہ اب پارس کا موجودہ لہجہ نہیں تھا' اگر ہوتا تو پاشا کیسٹ ریکارڈر والی گفتگو نہ سنتا۔ کہیں گہری نیند سونے والے پارس کے پاس پہنچتا۔ خیال خوانی کی لہریں بھٹک کر واپس آ گئیں یہ ثابت ہو گیا کہ پارس نے اپنی آواز اور لہجے کو بدل لیا ہے۔

وہ دو چشمی ہیرے کھٹک رہے تھے۔ انہیں حاصل کرنا لازمی ہو گیا تھا۔ آگے بڑے مسائل اس کے انتظار میں تھے۔ بڑے بڑے مرحلوں سے گزر کر اسے کامیابیاں حاصل کرنی تھیں اور یہ مبارک مواقع اس وقت حاصل ہوتے جب وہ دونوں ہیرے اسے حاصل ہو جاتے۔

وہ بڑی دیر تک سوچتی رہی پھر اس نے سونیا ثانی سے رابطہ کیا۔ ثانی نے پہلی بار سانس روک لی۔ ایک منٹ کے بعد اسے دوسری بار محسوس کر کے بولی۔ "کون ہو تم؟"

"میں شی تارا ہوں۔ پارس سے باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

"تو پھر پارس کے پاس جاؤ۔"

"میں نے کوشش کی تھی لیکن اس نے آواز اور لہجہ بدل لیا ہے۔"

"ہو سکتا ہے' وہ تم سے باتیں کرنا نہ چاہے۔"

"تم میری انسلٹ کر رہی ہو۔ میں کوئی ایسی ویسی نہیں ہوں کہ کوئی مجھ سے باتیں کرنے سے انکار کر دے۔"

"وہ کوئی نہیں ہے' پارس ہے' وہ پارس جسے تم دشمن سمجھتی ہو۔ کیا اس سے صلح کرنے آئی ہو؟"

"یہی سمجھ لو۔ پلیز اُس سے باتیں کراؤ۔"

"اچھی بات ہے۔ دس منٹ کے بعد آؤ۔"

وہ چلی گئی۔ صبح کے چار بجے تھے۔ ثانی' علی' صفورا اور پارس جھیل کے کنارے دوڑ لگا رہے تھے اور مختلف قسم کی ورزش کر رہے تھے۔ شی تارا کے آنے اور جانے کے دوران ثانی ایک جگہ بیٹھ گئی تھی۔ اس نے پارس کو مخاطب کیا۔ "اے ہیرو! ادھر آؤ۔"

وہ بولا۔ "آج کا دن اچھا ہے۔ تم نے علی کو چھوڑ کر مجھے ہیرو بنا لیا ہے۔"

وہ مسکرا کر بولی۔ "لوگ ضرورت کے وقت گدھے کو بھی باپ بنا لیتے ہیں اور تم ایسے گدھے ہو کہ ہیرو کہنے کے باوجود گدھے ہی رہو گے۔"

وہ قریب آتے ہوئے بولا۔ "کیا میں ایسا گدھا ہوں کہ کچھ بھی کہہ دو گی تو گدھا ہی رہوں گا۔"

وہ تنبیہہ کے انداز میں ایک انگلی دکھا کر ہنستی ہوئی بولی۔ "خبردار! آگے نہ کہنا۔ میں سمجھ گئی ہوں' تم مجھ سے کیا کہلواؤ گے کام کی بات کرو۔"

وہ جھیل کے کنارے گھاس پر بیٹھ گیا پھر بولا۔ "کام کی بات کیا ہے؟"

"تمہاری وہ چہیتی ابھی آئی تھی۔"

"کیا کہہ رہی تھی؟"

"تم نے اس کا نام نہیں پوچھا۔"

"میں نے تمہارے آس پاس کسی کو آتے جاتے نہیں دیکھا۔ ظاہر ہے وہ دماغ میں آئی ہو گی اور یوں آنے والی صرف شی تارا ہے۔"

"کیا وہ بار بار انہیں ہو سکتی؟"

"تم نے چہیتی کہا ہے اور بار بار ا چہیتی بنتا ہی نہیں چاہتی۔"

"کبھی الپا اور مرینا بھی تمہاری وہ رہی ہیں۔ وہ یعنی کہ وہ۔"

"وہ کبھی وہ تھیں مگر اب وہ نہیں ہیں۔ تم خواہ مخواہ وہ باتیں کر کے میرا موڈ بھی وہ کر رہی ہو اور وقت بھی وہ کر رہی ہو۔ اگر تم چار بار جلدی جلدی وہ وہ منہ اٹھا کر کہو گی تو بھونکتی ہوئی دکھائی دو گی۔"

وہ گھور کر اسے دیکھنے لگی۔ اسی وقت شی تارا آ گئی۔ ثانی نے کہا۔ "شی تارا میرے پاس آئی ہے اب تمہارے پاس پہنچ رہی ہے۔"

پارس نے کہا۔ "وہ آئیں ہماری کھوپڑی میں خدا کی قدرت ہے۔ کبھی ہم ان کی سنیں گے کبھی ان کو سنائیں گے اور خوب سنائیں گے۔" شی تارا نے اس کے اندر آ کر کہا۔ "بڑی زندہ دلی سے بول رہے ہو۔"

"میں ہمیشہ ہی زندہ دل رہتا ہوں۔ مردہ دل مجھے خاک نہیں سمجھتے۔"

"میں مردہ دلی اور خود غرضی پیچھے چھوڑ کر آئی ہوں۔"

"میکے واپس جاؤ گی تو پھر یہی بیماریاں لگ جائیں گی۔ قسم کھاؤ' واپس نہیں جاؤ گی۔"

"پلیز' سنجیدہ ہو جاؤ اور اس مسئلے پر غور کرو' آخر ہم کب تک جدا رہیں گے؟"

"جب تک ہمارا نکاح نہیں پڑھایا جائے گا۔ میری طرف سے شادی کے بعد بھی تمہارا دھرم سلامت رہے گا۔"

"باتیں بنا کر مجھے نہ الجھاؤ۔ مسجد کے اندر پوجا کی گھنٹیاں نہیں بجتیں۔ مسلمان کے گھر میں ہندو عورت کا دھرم کمزور ہوتا رہے گا۔ اس حقیقت سے انکار نہ کرو۔"

"بے شک' قیامت آ جائے' تب بھی مسجد میں گھنٹیاں نہیں بجیں گی۔ ہندوستان میں ہندو مسلمان کی شادیوں کی قانونی اجازت ہے۔ تم اپنے ملک کے قانون کا احترام کرو اور مجھ سے شادی کر کے میری گھنٹیاں بجاتی رہو۔"

"شادی کیا ضروری ہے۔ ہم اچھے دوست بن کر رہ سکتے ہیں۔"

"یہ تو اچھی بات ہے۔ بیوی بچوں کے اخراجات سے بچا رہوں گا۔"

"میں تم سے ملنا چاہتی ہوں۔"

"اگر ملنے سے تمہاری مراد یہ ہے کہ میرے روبرو آنا چاہتی ہو تو میں کبھی یقین نہیں کروں گا۔"

"یقین نہ کرنے کی وجہ؟"

"مجھے جناب علی اسد اللہ تبریزی کی پیش گوئی پر اعتماد ہے۔ تم سات برس بعد ہی اصلی روپ میں ملو گی۔"

"کوئی ضروری نہیں ہے کہ ہر پیش گوئی درست ہو۔ اگر میں شام تک تمہارے سامنے چلی آؤں تو؟"

"تو میں فراڈ کو سمجھ لوں گا۔ یہ تو یاد ہو گا کہ میں تمہاری مہک سے تمہیں پہچان سکتا ہوں؟"

وہ ہنس کر بولی۔ "اب نہیں پہچان سکو گے۔ میں نے اپنا آپریشن کرایا ہے جس کے نتیجے میں میرے بدن کی بو تبدیل ہو گئی

ہے۔"

"میں بھی اپنا آپریشن کرانے کے بعد تم سے ملوں گا۔ آپریشن کے نتیجے میں میرے اندر کا زہر ختم ہو جائے گا۔ وصال کے لمحات میں یہ شکایت نہ کرنا کہ میں وہ پارس نہیں ہوں' جس کی زہریلی کشش تمہیں دیوانہ بناتی ہے۔"

"یعنی تم اپنی ڈمی کو میرے پاس بھیجو گے!"

"ظاہر ہے ڈمی شی تارا سے پارس کی ڈمی ہی ملاقات کرے گی۔"

"پارس! میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ....."

"فضول قسمیں کھا کر میرا اور اپنا وقت برباد نہ کرو۔ میں تمہاری مخصوص بو کے بغیر دنیا کی کسی شی تارا پر بھروسا نہیں کروں گا۔"

"میں نے تمہارا ایک اہم راز معلوم کیا ہے۔"

"چلو اچھا ہے۔ معلومات میں اضافہ ہوتا رہنا چاہیے۔"

"تم مذاق سمجھ رہے ہو۔ میں نے وہ عکس مطلوبہ جگہ منتقل کرنے والی تکنیک معلوم کی ہے۔"

"یہ تم نے بہت اچھا کیا۔ آئندہ ہم تم عکس بن کر ایک دوسرے کی تنہائیوں میں آسکتے ہیں۔ عکس کا کوئی مذہب یا دھرم نہیں ہوتا۔ ہم عکسی شادی کریں گے اور عکسی سہاگ رات منائیں گے۔ اس طرح تمہارا دھرم تمہارے پاس محفوظ رہے گا۔"

"کیا تم یہ نہیں پوچھو گے کہ مجھے تمہارا یہ راز کیسے معلوم ہو گیا؟"

"یہ کوئی راز ہے ہی نہیں۔ ہم سے پہلے مافیا تنظیم کی گاڈ مدر ٹرسا کئی بار اس کا مظاہرہ کر چکی ہے۔"

"تم مجھے مایوس کر رہے ہو۔ میں تو تمہیں بتانے آئی تھی کہ تم کسی کے سامنے عکس کو منتقل کرنے والے آلات اور ان کے استعمال کے طور طریقوں پر گفتگو کر رہے تھے۔ یہ گفتگو ایک سراغرساں نے کیسٹ میں ریکارڈ کر کے ماسک مین تک پہنچائی ہے۔"

"اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم ماسک مین تک پہنچی ہوئی ہو۔ تمہاری نظر اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ایوان راسکا پر ہو گی۔"

شی تارا کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اسے پارس کے سامنے اپنی کامیابیوں کا ذکر نہیں کرنا چاہیے تھا۔ وہ بولی۔ "تمہاری آج کی دنیا میں یہی ہو رہا ہے۔ جسے دیکھو وہی کسی نہ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو اپنا غلام بنانے کی کوششوں میں مصروف ہے۔ تم لوگوں کو موقع ملتا ہے تو تم بھی یہی کرتے ہو۔"

"ہم جسے ٹریپ کرتے ہیں' اسے آزادی سے زندگی گزارنے کے لیے رہا کر دیتے ہیں۔ بے چارہ ایوان راسکا ایک گوشے میں سکون سے ہے۔ اسے سکون سے رہنے دو۔ کیوں اسے ماسک مین کے محل سے نکالنے پر تلی ہوئی ہو۔ وہ باہر آئے گا تو بیشتر ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی طرح خوار ہوتا رہے گا۔"

"ہم کہاں کی باتیں لے بیٹھے؟ دوسری بات کرو۔"

"تم اتنی دیر سے باتیں کر رہی ہو مگر تمہاری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ دو چشمی ہیروں کا ذکر کیسے چھیڑا جائے۔"

"ان ہیروں کے لیے اطمینان ہے' تم نے پچھلی بار کہا تھا کہ دونوں ہیرے تمہارے پاس میری امانت ہیں۔"

"بے شک سات برسوں تک وہ میرے پاس امانت کے طور پر رہیں گے اور وہ تمہیں ہی ملیں گے۔"

"ہاں اس اطمینان کے باوجود مجھے ان سے محروم نہیں رہنا چاہیے۔ وہ مجھے آج مل جائیں تو آج ہی سے میرے دن پھر جائیں گے۔ خوش بختی ایسی نصیب ہو گی کہ تمام نحوستیں دور ہو جائیں گی۔ پلیز پارس! مجھے اپنی کنیز سمجھ کر وہ ہیرے مجھے دے دو۔"

"دو چشمی ہیرے دو ہی صورتوں میں حاصل ہو سکتے ہیں کہ میں اپنی خوشی سے انہیں تمہارے حوالے کر دوں یا پھر تم کسی حکمت عملی سے انہیں مجھ سے چھین لو۔"

"جو کام محبت سے ہو سکتا ہے اسے عداوت سے نہیں کروں گی۔"

"تم میرے اندر رہ کر دیکھ رہی ہو کہ میں پیرس میں اس جھیل کے کنارے ہوں اور یہاں بنے ہوئے کاٹیجوں میں سے ایک کاٹیج میں ہوں۔ تم یہاں آؤ اور محبت سے انہیں لے جاؤ۔ وہ دونوں ہیرے ہمیشہ میرے پاس رہتے ہیں۔ خود نہ آنا چاہو تو کرائے کے قاتلوں کو بھیج دو۔ کوئی تیسرا راستہ نہیں ہے۔ اب جاؤ۔"

اس نے سانس روک لی۔ وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ اب اسے فیصلہ کرنا تھا کہ وہ محبت سے انہیں حاصل کرے گی یا کرائے کے قاتلوں کو بھیج کر عداوت کا راستہ اختیار کرے گی۔ بڑی مشکل تھی۔ دل عداوت پر راضی نہیں تھا اور یہی دل محبت سے ڈرتا بھی تھا۔

○☆○

بلیک آدم نے حوالات میں آ کر جے پر گولا کو بڑی سخت وارننگ دی تھی۔ اس سے کہا تھا اگر وہ عکس منتقل کرنے اور بینک لوٹنے والوں کی نشاندہی نہیں کرے گا تو اسے ٹارچر سیل میں پہنچا دیا جائے گا پھر ایسی ایسی ذہنی اور جسمانی اذیتیں دی جائیں گی جنہیں وہ برداشت نہیں کر سکے گا اور مجرموں کی نشاندہی کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔

بلیک آدم اسے ایک گھنٹے کی مہلت دے کر گیا تھا۔ ایک گھنٹے بعد حوالات میں آیا تو پتا چلا جے پر گولا آہنی سلاخوں کے پیچھے سے نکل کر تھانہ انچارج کے ساتھ چلا گیا ہے۔ اس نے گرج کر پوچھا۔ "وہ کہاں گیا ہے؟ تھانہ انچارج کو یہ اختیار کس نے دیا کہ وہ ایک ملزم کو اپنے ساتھ حوالات سے باہر لے جائے!"

تمام سپاہی سہمے ہوئے تھے۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ ایک انسر ملزم کو لے کر کہاں گیا ہے۔ بلیک آدم نے فون کے ذریعے ٹیری آدم سے کہا۔ "ٹیک برادر! جے پر گولا قید سے نکل کر تھانہ انچارج کے ساتھ کہیں چلا گیا ہے۔"

لیری نے پوچھا۔ "کیا وہ تھانہ انچارج کو کسی دباؤ کے تحت لے گیا ہے؟"

"سپاہیوں کا بیان ہے کہ دونوں مسکراتے اور باتیں کرتے ہوئے تھانے کی کسی گاڑی میں بیٹھ کر گئے ہیں۔"

"پر گولا کے ساتھ جو وچ لیڈی تھی وہ کہاں ہے؟"

"وہ حوالات میں ہے۔"

"اس کے پاس جاؤ' باتیں کرو اور اس کی آواز سناؤ۔"

بلیک آدم نے حکم کی تعمیل کی۔ حوالات کے دوسرے کمرے میں وچ لیڈی ایلا کلانسی کے پاس آ کر بولا۔ "تمہارا ساتھی جے پر گولا یہاں سے فرار ہو گیا ہے۔ ہمیں بتاؤ' وہ کہاں گیا ہو گا؟"

"وہ کمینہ مجھے یہاں چھوڑ گیا ہے جب کہ وہ میرا مہمان تھا۔ میرے پاس رہ کر میرا نمک کھا رہا تھا۔ وہ شاید ابھی میرے گھر گیا ہو گا۔ مگر نہیں' وہ بہت چالاک ہے۔ ایسی کسی جگہ نہیں جائے گا' جہاں گرفتاری کا اندیشہ ہو۔"

لیری نے بلیک آدم سے کہا۔ "مجھے اس کے دماغ میں جگہ مل گئی ہے۔ تم جا کر آرام سے بیٹھو' میں ابھی آتا ہوں۔" وہ وچ لیڈی کے دماغ میں آیا تو جے پر گولا کی حقیقت معلوم ہوئی۔ ایکسرے مین بھی اس کے چور خیالات سے معلوم کر رہا تھا کہ جے پر گولا نے واشنگٹن میں ایک خفیہ تنظیم بنائی ہے۔ اس تنظیم کی اہمیت یہ ہے کہ اس میں جیری اور تھرمال دو خیال خوانی کرنے والے جوان ہیں۔ خود جے پر گولا شیطانی ہپناٹزم کا ماہر ہے کمزور ارادوں والی عورتوں اور مردوں کو اپنی آنکھوں کے ذریعے ایک منٹ میں سحر زدہ کر دیتا ہے۔"

پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ اس نے مرینا کو بھی اپنی شیطانی چالوں سے پھانس لیا تھا لیکن وہ تل ابیب آ کر اس کے سحر سے نجات حاصل کر چکی تھی۔ وہ اس شہر میں اسے ڈھونڈنے آیا تھا۔ ساتھ ہی فارمولے بھی حاصل کر لینا چاہتا تھا۔

ٹیری آدم نے یہ تمام باتیں بلیک آدم کو بتائیں۔ ایکسرے مین اپنے ان ماتحتوں کے دماغوں میں چھپا ہوا ان کی باتیں سن رہا تھا اور اس سلسلے میں ان کی رائے معلوم کر رہا تھا۔ بلیک آدم نے کہا۔ "ہمیں سب سے اہم بات یہ معلوم ہوئی ہے کہ پر گولا محض ایک جادوگر نہیں ہے' اس کی دونوں مٹھیوں میں دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔"

لیری نے کہا۔ "اور وہ تیسری ٹیلی پیتھی جاننے والی مرینا کی تلاش میں ہے۔ اب ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے' کیا پر گولا کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ہیری کو ٹریپ کیا ہے؟"

"نہیں' اگر ہیری کا... ... کے قابو میں ہوتا تو پر گولا سمندر کے کنارے ہیری کا تعاقب نہ کرتا۔"

"تو پھر مرینا نے ہیری کو ٹریپ کیا ہے۔"

بلیک آدم نے کہا۔ "ہیری کے فون پر میں نے جس ٹیلی پیتھی جاننے والے کی باتیں سنی ہیں' ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مرد ہے اور اس سے پہلے بھی ایک اور ٹیلی پیتھی جاننے والے نے ہیری کو اپنا تابعدار بنایا تھا۔"

"اس کا مطلب ہے' ہمارے ملک میں اور خاص طور پر اس شہر تل ابیب میں ٹیلی پیتھی جاننے والی بے شمار بلائیں آگئی ہیں۔"

"ٹیلی پیتھی کی بلاؤں کے علاوہ عکس منتقل کرنے والے بھی بلا کے خطرناک ہیں۔ اگرچہ انہیں بینک کی لوٹی ہوئی رقم نہ مل سکی تاہم انہوں نے اس سے بھی زیادہ اہم چیز یعنی کہ وہ فارمولے حاصل کیے ہیں۔ فارمولوں کے معاملے میں پہلی کامیابی اس نامعلوم گروہ کو ہوئی ہے۔"

ان کی باتوں کے دوران تھانے کا انچارج واپس آگیا۔ بلیک آدم کو دیکھ کر گھبرایا' پریشان ہوا پھر بولا۔ "سر! میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ وہ کمبخت جادو جانتا ہے۔ مجھے کچھ پتا ہی نہ چلا کہ میں کہاں ہوں جب ہوش میں آیا تو تھانے کی جیپ میں ایک سرائے کے سامنے تھا۔ جے پر گولا جیپ سے اتر گیا تھا پھر کوئی جادوئی قوت مجھے وہاں سے یہاں واپس آنے پر مجبور کرتی رہی اور میں یہاں چلا آیا۔"

ایک کارآمد کتاب جس کی آپ کو بھی ضرورت ہے

مسائل اور حل

قیمت

ڈاک خرچ

ہر شخص کسی نہ کسی مسئلہ سے دوچار ہے۔ جذباتی' ازدواجی' ملازمت' وغیرہ جیسے شدید مسائل کا حل

اس کتاب کا
مطالعہ یقینی طور پر
آپ کے سکون کا باعث ہوگا

مکتبہ نفسیات' پوسٹ بکس ۹۴۳ کراچی ۱

"تم نے کون سی سرائے کے سامنے پرگولا کو چھوڑا تھا؟"
"یہاں سے پچاس میل دور کیبوز سرائے کے سامنے۔"
"اس کا مطلب ہے' پرگولا یروشلم کی طرف گیا ہے لیکن وہ بھیس بدل کر پھر واپس آئے گا کیوں کہ فارمولے اسی شہر سے حاصل کرے گا اور مرینا بھی اُسے یہیں ملے گی کیوں کہ وہ بھی فارمولوں کے چکر میں ہوگی۔"

ٹیری آدم نے کہا۔ "وچ لیڈی ایلا کلانسی کو رہا کردو۔ اس کے خیالات سے پتا چلا ہے کہ وہ پرگولا کے ساتھ ایک قبرستان میں کالا عمل کرنے والی ہے۔ پرگولا کو یقین ہے کہ اس کالے جادو سے مرینا کھنچی چلی آئے گی اور پھر اس کی کنیز بن جائے گی۔"

بلیک آدم نے کہا۔ "پرگولا اب محتاط رہے گا۔ کالا جادو کرنے کے لیے وچ لیڈی سے نہیں ملے گا۔"

ٹیری نے کہا۔ "لیکن میں وچ لیڈی کے اندر رہ کر اسے مجبور کروں گا کہ وہ کالے جادو کے ذریعے پرگولا کا سراغ لگائے۔ اگر ایسا نہ کرسکی تب بھی میں یقین سے کہتا ہوں کہ پرگولا ہر حال میں مرینا کو حاصل کرنا چاہے گا۔ اس کے لیے کسی قبرستان میں جاکر عمل کرے گا۔ ان کے شیطانی دستور کے مطابق کل کی اندھیری رات کالے جادو کے لیے نہایت موزوں ہے۔"

"اگر ایسا ہے تو میں اس ملک کے ہر قبرستان میں انٹیلی جنس والوں کا جال بچھا دوں گا۔"

فی الحال پرگولا کو گھیرنے اور پکڑنے کے دو ہی راستے تھے۔ ایک تو وچ لیڈی تھی۔ اس کے ذریعے پرگولا تک پہنچنے کی توقع تھی۔ دوسرا یہ کہ وہ مرینا کو اپنے پاس بلانے کے لیے قبرستان میں کالا عمل کرنے آئے۔ ٹیری آدم اور بلیک آدم نے یہ طے کیا کہ وہ قبرستان میں آئے گا تو اسے گرفتار نہیں کیا جائے گا۔ چھپ کر تماشا دیکھا جائے گا۔ اگر کالا جادو واقعی کام کرے گا اور چھپی ہوئی مرینا کو قبرستان میں کھینچ لائے گا تو ایسے وقت جے پرگولا کے ساتھ مرینا بھی قابو میں آجائے گی۔ یوں یہودی خفیہ تنظیم میں ایک اور خیال خوانی کرنے والی کا اضافہ ہوجائے گا۔

○☆○

ریٹا اپنے بستر پر چاروں شانے چت پڑی ہوئی تھی۔ ہوش میں آتے ہوئے آنکھیں کھولنے کے بعد اسے سب سے پہلے جسمانی تکلیف کا احساس ہوا تھا۔ سارا بدن پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا۔ تب یاد آیا کہ اس ہوسناک درندے نے کس طرح اسے دانتوں سے کاٹ کاٹ کر لہولہان کیا تھا اور ایک شیطان کی طرح فاتحانہ انداز میں قہقہے لگاتا رہا تھا۔

وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ بیٹھنے سے بھی تکلیف ہو رہی تھی۔ سامنے ایک قدِ آدم آئینہ تھا جس میں وہ ہمیشہ اپنے حسن و شباب کو بصد ناز دیکھا کرتی تھی۔ اس وقت زخموں سے بھرے ہوئے بدن کو دیکھ کر حلق سے چیخ نکل گئی۔ آئینہ بتا رہا تھا کہ اس درندے نے اسے بالکل ہی کھنڈر بنا دیا ہے۔ وہ غصے سے مٹھیاں بھینچ کر بولی۔ "میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ وہ کون ہے؟ کون ہے وہ؟"

وہ جے پرگولا کے نام سے اور اس کے کام سے واقف تھی۔ اس کے کام کا ایک چھوٹا سا نمونہ آئینے میں دیکھ رہی تھی اور رو رہی تھی۔ اس نے پہلی بار کیبوز سرائے کے سامنے اسے دیکھا تھا۔ اس نے للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ کر کہا تھا۔ "تمہاری صورت اور تمہارا بدن میری ہوس کو پکار رہا ہے اور جو چیز پسند آجاتی ہے' میں اسے نہیں چھوڑتا۔"

ریٹا نے اسے غرور اور نفرت سے دیکھا تھا پھر ایک طرف تھوک کر کہا تھا۔ "دیکھو میں نے ادھر تھوکا ہے۔ تم اس قابل نہیں ہو کہ میں اپنا تھوک تم پر ضائع کروں۔ جاؤ اور آئینے پر اپنی شیطانی صورت دیکھ کر خود پر تھوکتے رہو۔"

یہ کہہ کر وہ سرائے کے اندر جانا چاہتی تھی تب ہی دماغی طور پر غائب ہوگئی۔ کبھی وہ دماغی طور پر حاضر ہو جاتی تھی۔ خود کو ڈرائیو کرتے دیکھتی تھی پھر غائب دماغ ہو جاتی تھی۔ آخری بار اس نے خود کو اپنے بیڈ روم میں دیکھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ شیطانی صورت والا نظر آیا' وہ ایکدم سے چیخ پڑی۔ اس نے ایک قہقہہ لگا کر پوچھا۔ "کیا اب مجھے دیکھ کر نہیں تھوکو گی؟ تمہارا تھوک بہت قیمتی ہے۔ اسے مجھ پر ضائع نہیں کرنا چاہتیں؟"

وہ سہم کر پیچھے ہٹی اور بولی۔ "تم کون ہو؟ مجھے یہاں کیسے لے آئے؟ کیا..... کیا تم کوئی جادوگر ہو؟"

اس نے گریبان پکڑ کر ایک جھٹکے سے کھینچا۔ لباس دور تک پھٹتا چلا گیا۔ وہ بھاگ کر ذرا دور چلی گئی۔ اس نے پوچھا۔ "کہاں جاؤ گی؟ مجھے بھی تھوکنے کا موقع دو۔"

وہ دوڑتی ہوئی دروازے پر آئی پھر کمرے سے نکل کر اسی طرح دوڑتی ہوئی اپنے بنگلے کے بیرونی دروازے پر جاکے رک گئی۔ وہاں سے پلٹ کر پھر دوڑتی ہوئی اپنے بیڈ روم کی طرف جانے لگی۔ اندر چیخنے لگی "میں نہیں جاؤں گی۔ اس شیطان کے پاس نہیں جاؤں گی۔"

مگر وہ شیطان کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ وہ قہقہے لگا رہا تھا۔ جب وہ سامنے آئی تو اس نے منہ پر تھوک دیا۔ وہ توہین کے احساس سے پاگل ہوگئی۔ اس کا منہ نوچنا چاہتی تھی مگر دونوں ہاتھ اٹھا نہیں پا رہی تھی۔ شیطان نے کہا۔ "اپنے حسن و شباب پر بہت ناز کرتی ہے۔ مجھ پر تھوکنا بھی اپنی توہین سمجھتی تھیں۔ آخ تھو۔"

اس نے پھر منہ پر تھوک دیا۔ وہ ہذیانی انداز میں چیخ رہی تھی۔ اپنے سر کے بالوں کو نوچ رہی تھی۔ اپنی بے بسی کو سمجھ رہی تھی کہ شیطان کے بس میں ہے۔ اپنے بچاؤ کی کوشش کرنے کے بھی قابل نہیں رہی ہے۔ وہ اسے نوچ رہا تھا' کھسوٹ رہا تھا۔ پیار بھی کر رہا تھا۔ حقارت سے زخم بھی دے رہا تھا۔ اس نے اپنے گورے خوبصورت بدن سے لہو رستے ہوئے دیکھا۔ خود کو بری طرح دیکھا پھر وہ ہوش و حواس سے بیگانی ہوگئی۔

اب ہوش میں آکر آئینے کے سامنے خود کو ایک کھنڈر کی صورت میں دیکھ رہی تھی اور رو رہی تھی۔ اس لیے رونا آرہا تھا کہ اب اس کے پاس غرور کرنے کے لیے کچھ نہیں بچا تھا۔ ڈاکو بھی لوٹ کر جاتے ہیں تو پیچھے کچھ چھوڑ جاتے ہیں اس نے تو بدن پر کپڑا تک نہیں چھوڑا تھا۔

دروازے پر آہٹ سی ہوئی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا۔ وہاں وہی کھڑا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں ایک چھوٹا سا پیکٹ تھا۔ وہ اسے دیکھتے ہی بستر سے چادر اٹھا کر خود کو چھپاتے ہوئے بولی۔ "تم کون ہو؟"

"میں وہی ہوں' جس پر تھوکنا تم گوارا نہیں کرتی تھیں۔ بس معمولی سی پلاسٹک سرجری کے ذریعے اپنا چہرہ بدل لیا ہے۔"

"تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہو؟"

"تم سے بہت کچھ چاہتا ہوں۔ چاہنے کی پہلی قسط وصول کرچکا ہوں۔ چلو بستر پر لیٹ جاؤ۔ یہ میرا دستور ہے کہ میں زخم دینے کے بعد اپنے ہاتھوں سے مرہم لگاتا ہوں۔"

وہ پیکٹ کھول کر دوائیں نکالنے لگا۔ وہ بولی۔ "تم باہر جاؤ۔ میں خود ہی مرہم لگا لوں گی۔"

اس نے اچانک ہی ایک تھپڑ رسید کیا۔ وہ لڑکھڑاتی ہوئی بستر پر گر پڑی۔ وہ بولا۔ "سُوّر کی بچی! مجھے حکم دیتی ہے۔ میں باہر جاؤں گا تو پولیس اندر آئے گی کیوں کہ تمہاری کار کی سیٹ کے نیچے ہیروئن کے پیکٹس رکھے ہوئے ہیں۔"

وہ گھبرا کر بولی۔ "تن..... نہیں تم پولیس کو اطلاع نہیں دو گے۔ تم نے تو میری بوٹیاں ہی نوچ لی ہیں' اب یہ ظلم نہ کرو۔"

"تو پھر آرام سے لیٹ جاؤ۔ زخم دینا اور مرہم لگانا میرا مشغلہ ہے۔"

وہ حکم کی تعمیل پر مجبور ہوگئی۔ خاموشی سے لیٹ گئی۔ وہ ایک ایک زخم پر مرہم لگانے لگا۔ یہ ایک ایک زخم کی تکلیف سے کراہنے لگی۔ اس نے کچھ دوائیں کھانے کو دیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ سو گئی۔

جیری نے پرگولا کے پاس آکر کہا۔ "باس! وہ سو گئی ہے۔"

پرگولا نے کہا۔ "تم جاؤ اور اس پر عمل کرکے اسے میری تابعدار بنا دو۔"

وہ بیڈ روم سے باہر آکر ڈرائنگ روم میں بیٹھ گیا۔ اس نے اپنا چہرہ اور حلیہ بدل لیا تھا۔ پولیس والے اسے اب پہچان نہیں سکتے تھے۔ وہ غور کرنے لگا کہ بھیس بدلنے میں کوئی کمی تو نہیں رہ گئی ہے؟

غور کرنے سے غلطی کا سراغ ضرور ملتا ہے۔ یہ بات سمجھ میں آئی کہ اسے جادوگروں جیسی کوئی حرکت نہیں کرنا چاہیے۔ ورنہ بھیس بدلنے کے باوجود پولیس شبہ میں گرفتار کرلے گی۔

وہ مرینا کو بھول نہیں سکتا تھا۔ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی پر دوبارہ قبضہ جمانا ضروری تھا اور اس کے لیے ایک بار کالے جادو کا عمل کرنا لازمی ہوگیا تھا۔ وہ ایسی جگہ چھپی ہوئی تھی کہ اس کے دو خیال خوانی کرنے والے بھی اسے ڈھونڈ نہیں سکتے تھے۔ یہی ایک کالے جادو کا سہارا رہ گیا تھا۔

اگلی رات چاندنی نہیں ہوگی۔ قبرستان میں گہری تاریکی چھائی رہے گی۔ کل کی رات کالے عمل کے لیے موزوں ہوگی۔ اسے پورا یقین تھا کہ مرینا کہیں بھی چھپی ہوگی تو کالے منتروں سے کھنچی چلی آئے گی۔

ایسے وقت وچ لیڈی ایلا کلانسی ہوگی تو کام آسان ہوگا لیکن وہ اسے حوالات میں چھوڑ آیا تھا۔ یہ اس کی خود غرضی تھی لیکن مجبوری بھی تھی۔ اگر ایلا کو ساتھ لاتا تو اس کی حماقتوں اور بے تکی اداؤں سے پولیس کی نظروں میں آجاتا۔ لہٰذا اس سے دور رہنے میں ہی اس کی سلامتی تھی۔

وچ لیڈی ایلا کے متعلق سوچتے ہوئے خیال آیا کہ حوالات میں اس کی پٹائی کی گئی ہوگی اور نتیجے میں بزدل وچ لیڈی نے پرگولا کی حقیقت اگل دی ہوگی۔ شاید یہ بھی بتایا ہو کہ مرینا کو حاصل کرنے کے لیے پرگولا کسی قبرستان میں شیطانی عمل کرنے والا ہے۔

اور پرگولا سوچ رہا تھا' ہوسکتا ہے ایلا کلانسی نے قبرستان والی بات نہ بتائی ہو لیکن دل میں اندیشے دھڑک رہے تھے۔ وہ پس و پیش میں تھا کہ کل رات شیطانی عمل کیا جائے یا اگلی کسی اندھیری رات کا انتظار کیا جائے؟

ایک تو مرینا کو دوبارہ حاصل کرنے کی بے چینی تھی۔ دوسری بے چینی ان ڈاکوؤں کو تلاش کرنے کی تھی' جو عکس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا جادوئی تماشا دکھا رہے تھے۔ اس کا خیال تھا کہ ایسا تماشا دکھانے والی مشین اس کے ہاتھ لگ جائے تو وہ اپنے عکس کو اس جگہ منتقل کرسکے گا جہاں وہ فارمولے چھپا کر رکھے گئے ہیں۔

اس نے انالانا اور وان لوئن کے ٹرانسپیرنٹ چہرے دیکھے تھے۔ وہ چہرے پوری طرح واضح نہیں تھے پھر بھی اس کا خیال تھا کہ وہ کہیں بھی دیکھے گا تو انہیں پہچان لے گا اور اگر اسے انالانا اور وان لوئن کے نام معلوم ہوتے اور ان کی کوئی مخصوص شناخت ہوتی تو وہ ان دونوں کے ناموں کے پُتلے بناتا' ان پتلوں میں ان کی مخصوص شناخت رکھتا پھر شیطانی عمل کے ذریعے پتلوں میں سُوئیاں چبھوتا تو وہ دونوں چبھن کی ناقابلِ برداشت تکلیف سے بے حال ہو کر قبرستان میں دوڑے چلے آتے لیکن وہ ان دونوں کے متعلق خاطر خواہ معلومات نہیں رکھتا تھا۔ اس لیے ایسا عمل نہیں کرسکتا تھا۔

اس نے آنکھیں بند کرلیں۔ تصور میں انالانا کا چہرہ یاد کرنے لگا۔ اچھی طرح یاد نہیں آرہا تھا۔ اس بینک میں ایک نہایت ہی حسین اور کمسن لڑکی ٹرانسپیرنٹ نظر آئی تھی۔ سچ مچ کی کوئی نیک

روح لگ رہی تھی مگر وہ نیکی کرنے نہیں' ڈاکا ڈالنے آئی تھی۔ کاش! وہ پوری طرح واضح ہوتی لیکن اب تو گزرتے ہوئے وقت کے ساتھ اس کے تصور سے بھی آج کل میں مٹنے والی تھی۔

O☆O

یہ اس رات کی بات ہے' جب وان لوئن نے سمندر کے کنارے ہیری رابسن کے جسم میں دو گولیاں پیوست کر دی تھیں پھر اس نے واکی ٹاکی کے ذریعے انالانا سے کہا تھا "میں نے کمبخت فراڈ ہیری کے جسم میں ایک نہیں' دو گولیاں اتار دی ہیں۔ واکی ٹاکی پھینک دو۔ اس کے ذریعے پکڑے جانے کا اندیشہ ہے۔ فوراً دوڑتی ہوئی بلیو ہیون کے پیچھے آؤ۔ ویٹس آل۔"

اتنا کہہ کر وان لوئن اپنا واکی ٹاکی پھینک کر بھاگتا ہوا بلیو ہیون کی طرف چلا گیا تھا۔ اس کلب کے پیچھے دوسری بہن ماميلا اپنی کار کے پاس بھائی بہن کا انتظار کر رہی تھی۔ وان لوئن نے قریب آ کر ہانپتے ہوئے کہا۔ "میں نے ہیری کا کام تمام کر دیا ہے۔ اس سے بینک کی رقم ملنے کی ساری امیدیں ختم ہو چکی تھیں اور وہ کمبخت پولیس والوں کو ہمارے پیچھے لگا رہا تھا۔"

ماميلا نے کہا۔ "یہ تم نے اچھا ہی کیا۔ وہ زندہ رہتا تو ہمارے لیے اندیشے پیدا کرتا رہتا۔ انا کہاں ہے؟"

"میں نے واکی ٹاکی کے ذریعے اس سے کہہ دیا تھا کہ وہ فوراً اس کلب کے پیچھے چلی آئے۔ وہ آ رہی ہوگی۔"

وہ چھوٹی بہن کا انتظار کرنے لگے اور دور دور تک نظریں دوڑانے لگے۔ وہاں فائرنگ کی آوازیں گونج رہی تھیں جس کے نتیجے میں سنسنی سی پھیل گئی تھی۔ لوگ ایک دوسرے سے پوچھتے پھر رہے تھے کہ کس نے فائرنگ کی؟ کہاں وہ گولیاں چلائی گئیں؟ اس سلسلے میں طرح طرح کی باتیں ہو رہی تھیں۔

ماميلا نے کہا۔ "ہم نے بڑی حکمتِ عملی سے لاکھوں ڈالرز اور پونڈز لوٹے تھے۔ اتنی بڑی رقم کا ایک نوٹ بھی ہمارے ہاتھ میں نہیں آیا۔ مجھے بہت دکھ ہو رہا ہے۔"

"سسٹر! یہ صدمہ دل سے نکال دو۔ آئندہ ہم اتنا بڑا ہاتھ ماریں گے کہ پچھلے نقصان کی تلافی ہو جائے گی۔"

ماميلا نے اپنی رسٹ واچ دیکھ کر کہا۔ "پندرہ منٹ گزر چکے ہیں۔ انا ابھی تک کیوں نہیں آئی۔"

"آتی ہوگی۔ ابھی اس میں بچپنا ہے۔ وہ پوری طرح خطرات کا احساس نہیں کرتی ہے۔ رفتہ رفتہ پکی ہو جائے گی۔"

"ہاں برادر! ابھی وہ نادان ہے میں صبح سے محسوس کر رہی تھی کہ وہ اس نوجوان ہیری سے متاثر ہو گئی ہے۔ میں نے اس کی آنکھوں میں محبت کی چمک دیکھی تھی۔"

"یہ اچھا ہوا کہ میں نے ہیری کو جہنم میں پہنچا دیا۔ ہماری مافیا تنظیم میں عشق و محبت کو حماقت سمجھا جاتا ہے۔ اس کی موت کے بعد انا کے سر سے عشق کا بھوت اتر جائے گا۔"

اسی وقت دور سے انالانا آتی ہوئی دکھائی دی۔ وہ تیزی ... رہی تھی اور مسکرا رہی تھی پھر وہ دوڑتی ہوئی آئی اور ماميلا کے ... سے لگ کر ہنسنے لگی۔ ماميلا نے پوچھا۔ "اتنی دیر کر دی۔ کہا ... گئی تھی؟ اوہ گاڈ! تیرا دل کتنی تیزی سے دھڑک رہا ہے۔"

دل کو تیزی سے دھڑکنا ہی تھا۔ وہ ابھی عادل کے دھ... ہوئے دل سے لگ کر آئی تھی۔ اس پر عجیب سا نشہ طاری تھا۔ ... دھڑکن پانے کے لیے وہ ماميلا کے سینے سے لگ گئی تھی لیکن ... چٹانی سینہ نہیں مل رہا تھا۔ وان لوئن نے پوچھا۔ "یہ تم پاگلو... طرح خواہ مخواہ کیوں ہنس رہی ہو؟ چلو گاڑی میں بیٹھو۔"

وہ تینوں کار میں بیٹھ گئے۔ وان لوئن نے اسے اسٹارٹ ک... آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ "جیسا کہ میں ابھی کہہ چکا ہوں ... تنظیم میں عشق و محبت کو حماقت سمجھا جاتا ہے۔ ہماری بہن ا... قہقہوں سے ثابت ہو رہا ہے کہ یہ ہیری کی موت سے خوش ہے"

انالانا نے اپنے اسکارف کو منہ پر رکھ لیا تاکہ ہنسی رک ... یا ہنسنے کی آواز بھائی بہن تک نہ پہنچے۔ کار میں اندھیرا تھا اور ... بیٹھی ہوئی تھی اس لیے بڑی بہن اور بھائی اس کی حرکتیں نہیں ... رہے تھے۔ وہ جان بوجھ کر پچھلی سیٹ پر بیٹھی تھی تاکہ تمہارے ... عادل کو تصور کی آنکھوں سے دیکھتی رہے اور وہ کار کے اند... تاریکی میں صاف نظر آ رہا تھا۔

ماميلا نے کہا۔ "برادر آئندہ کوئی واردات کرنے سے ... کسی ایسے آلۂ کار کا بندوبست کرنا ہوگا جو تمہارے اعتماد کو ٹھیس ... پہنچائے اور ہیری کی طرح دھوکا نہ دے۔"

وان لوئن نے کہا۔ "میں دوسری بار کسی پر بھروسا کر... غلطی نہیں کروں گا۔ میں نے یہاں آنے سے پہلے فون پر ک... بات کی تھی۔ وہ ہماری بہن میکسی کے ساتھ کل رات تک ... پہنچنے کی کوشش کریں گی۔ ہماری فیملی کے پانچ ممبر بڑی سے ... واردات کے لیے کافی ہیں۔ ہم کسی باہر کے آدمی کے محتاج ... رہیں گے۔"

انالانا نے پوچھا۔ "برادر! آئندہ کسی واردات میں ہ... نے کوئی گڑبڑ کی تو کیا ہوگا؟"

بھائی نے کہا۔ "کیا پاگل ہوئی ہو۔ وہ مر چکا ہے۔ کیا ا... روح آ کر گڑبڑ کرے گی؟"

اسے ہنسی آ گئی۔ وہ ہنس کر بولی۔ "ہم روح کا تماشا کر... اگر سچ مچ کی روح آ گئی تو؟"

ماميلا نے مسکرا کر کہا۔ "تمہارا بچپنا نہیں ختم ہوگا۔"

"اس میں بچپنے کی کیا بات ہے "میں نے نیپلز میں ایک ... دیکھی تھی۔ اس میں ہیروئن ایک نوجوان سے محبت کرتی ہے ... نوجوان جس گھر میں رہتا ہے اس میں آگ لگ جاتی ہے ... اندر ہی جل کر مر جاتا ہے۔ بڑا ٹریجڈی سین تھا۔"

وان لوئن نے کہا۔ "انا! تم ہماری بہن ہو۔ ایک عظیم ... ... پیا کی بیٹی ہو۔ یہ فلم اور محبت کی باتیں نہ کرو؟"

"کیوں نہ کروں؟ آپ لوگ کہتے ہیں ہیری مر چکا ہے۔ اس فلم کا ہیرو بھی جل کر مر گیا تھا لیکن مرنے کے بعد پھر اپنی محبوبہ کے پاس واپس آ گیا تھا۔"

"میری پیاری بہن! تم بہت معصوم ہو لیکن ہماری تنظیم میں معصومیت نقصان پہنچاتی ہے۔ سنجیدگی اور عقل سے سمجھا کرو اور بولا کرو۔"

"میں عقل کی ہی بات کہہ رہی ہوں۔ دراصل وہ ہیرو جل کر نہیں مرا تھا۔ وہ گھر میں آگ لگنے سے پہلے ہی اپنے مہمان کے لیے بیکری سے کچھ لانے کے لیے گیا تھا۔ ایک کار سے ٹکر ہو گئی اور اسے اسپتال پہنچا دیا گیا۔ ادھر بیچارہ مہمان جل کر مر گیا۔ سب نے یہی سمجھا کہ ہیرو مر گیا ہے۔ جب ہیرو دو روز بعد اسپتال سے واپس آیا تو سب کو حقیقت معلوم ہوئی۔"

"ایسا فلموں میں ہوتا ہے۔ تمہاری عمر اب بچکانہ فلمیں دیکھنے کی نہیں رہی۔"

"برادر! کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جسے ہم بچکانہ بات کہتے ہیں' وہ معجزہ ثابت ہو جاتی ہے۔"

"آخر اس بکواس کا مطلب کیا ہے؟"

وہ کھلکھلا کر ہنسنے لگی پھر بولی۔ "ہو سکتا ہے تم نے جسے گولی ماری ہے' وہ ہیری نہ ہو۔ ہیری کے دھوکے میں کوئی اور مارا گیا ہو۔" وہ ہنس رہی تھی اور بول رہی تھی۔ "ہو سکتا ہے ہیری زندہ ہو اور آئندہ کوئی گڑبڑ کرنے آ جائے۔"

وان لوئن کار کی اندرونی لائٹ آن کر کے عقب نما آئینے میں چھوٹی بہن کو دیکھتے ہوئے بولا۔ "تمہارے دماغ میں یہ بات کیوں گھسی ہوئی ہے کہ ہیری مرا نہیں زندہ ہے؟ اور اس بات میں مزاح کا کون سا پہلو ہے کہ تم ہنستی ہی جا رہی ہو؟"

ماميلا نے سر گھما کر اسے دیکھا پھر پوچھا۔ "انا! سچ بتاؤ۔ کیا تم ہیری سے عشق کرنے لگی تھیں؟ کیا تم اس کی موت کا اثر لے رہی ہو؟ ایسی بے تکی ہنسی کا مطلب کیا ہے؟"

"مجھے یہ سوچ کر ہنسی آ رہی ہے کہ مردہ زندہ ہو کر آئے گا تو سب لوگ اسے بھوت سمجھیں گے۔ بڑا مزہ آئے گا۔"

ماميلا نے پریشان ہو کر بھائی کو دیکھا پھر کہا۔ "برادر! میرا دل کہتا ہے کہ یہ ہیری کی موت کا اثر لے رہی ہے۔"

وان لوئن نے سڑک کے کنارے گاڑی روک دی پھر پچھلی سیٹ کی طرف گھوم کر کہا۔ "میری جان! تم ہم سب کی جان ہو۔ پلیز ہم سے کچھ نہ چھپاؤ۔ اگر تم اسے بے انتہا چاہتی تھیں تو اب کھل کر چاہت کا اظہار کرو۔ ورنہ اس کی موت کا صدمہ تمہارا ذہنی توازن بگاڑ دے گا۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے منہ دبا کر ہنستے ہنستے دُہری ہو گئی۔ لوگ اپنوں کی موت پر دھاڑیں مار مار کر روتے ہیں۔ وہ ہنس ہنس کر بے حال ہو رہی تھی۔ دونوں بہن بھائی تشویش میں مبتلا ہو گئے۔ کیوں کہ وہ خلافِ موقع ہنسی پاگل پن کی علامت تھی۔ ماميلا دروازہ کھول کر کار سے باہر آئی پھر پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر انالانا کے پاس بیٹھ کر اسے محبت سے دونوں بازوؤں میں سمیٹ کر بولی۔ "میری جان! چپ ہو جاؤ۔ یوں نہ ہنسو اپنے دماغ کو قابو میں رکھو۔"

انالانا ہنستے ہنستے تھک گئی تھی اس نے بہن کے سینے پر سر رکھ کر آنکھیں بند کر لیں۔ وان لوئن نے پھر گاڑی آگے بڑھائی اور کہا۔ "ہماری انا ابھی گھر پہنچ کر گہری نیند سو جائے گی۔ صبح اٹھ کر خود کو بالکل نارمل محسوس کرے گی۔"

ماميلا نے اس کے رخسار کو چوم کر کہا۔ "ضرور نارمل ہو جائے گی۔ ہماری بہن بڑی حوصلے والی ہے۔ تمہیں یاد ہے انا! ممی نے نصیحت کی تھی کہ جو صدمہ' جو معاملہ دل اور دماغ کو نقصان پہنچاتا ہو' اسے اپنے اندر سے فوراً باہر تھوک دو۔"

وان لوئن نے ایک جگہ گاڑی روک کر کہا۔ "ماميلا! اپنے بائیں طرف والی اس پرانی کوٹھی کو دیکھو۔"

اس نے سر گھما کر دیکھا۔ وہ کوٹھی بہت ہی شکستہ حالت میں تھی۔ کئی جگہ سے دیواریں تڑخ گئی تھیں۔ یوں لگتا تھا ان کی مرمت نہ کی گئی تو گر پڑیں گی۔ ماميلا نے پوچھا۔ "یہ کوٹھی ہے یا بھوتوں کا مسکن؟"

وان لوئن نے گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ "یہ ایک ارب پتی یہودی کی ملکیت ہے۔"

"تعجب ہے۔ ایک ارب پتی ٹوٹے پھوٹے سے مکان میں رہتا ہے؟"

"اس کا نام جان داؤد ہے۔ بے حد کنجوس ہے۔ سنا ہے' وہ ایک ہی جیسے لباس میں بچے سے جوان ہوا اور جوان سے بوڑھا ہو گیا۔ سیاہ لباس اس لیے پہنتا ہے کہ وہ میلا نظر نہیں آتا۔ ایک آدھ مہینے میں دھوتا ہے' صابن کم خرچ ہوتا ہے۔ اس نے بڑی بڑی کمپنیوں کو قرضے کے طور پر بڑی رقمیں دی ہیں اور سود کے طور پر لاکھوں ڈالر وصول کرتا رہتا ہے۔ اس کی وہ کوٹھی تقریباً سو سال پرانی ہے اس کے باپ دادا بے حد کنجوس تھے۔ انہوں نے بھی اس کی نہ مرمت کرائی اور نہ نئی کوٹھی تعمیر کرائی۔ ایک تیس برس پرانی کار ہے' جو دھکوں سے چلتی ہے اور کسی دیوار یا بجلی کے کھمبے سے ٹکرا کر رکتی ہے۔"

"ایسی بھی کنجوسی کس کام کی۔ وہ اتنی دولت کیا کرتا ہوگا؟ کہاں چھپا کر رکھتا ہوگا؟"

"یہی ہمیں معلوم کرنا ہے۔ میرے ذہن میں ایک پلاننگ ہے۔ اس کے مطابق تم اس کوٹھی میں جاؤ گی اور وہاں مختلف کمروں میں خفیہ آلات رکھو گی جن کے ذریعے ہم اپنے گھر میں بیٹھ کر اس کے گھر کا حال معلوم کرتے رہیں گے۔"

"اس یہودی جان داؤد کے گھر میں کتنے افراد ہوں گے؟"

"وہ تنہا رہتا ہے۔ اس نے شادی اس لیے نہیں کی کہ بیوی آئے گی' بچے پیدا کرے گی تو اخراجات بڑھتے رہیں گے اور اگر اولاد ناخلف ہوئی تو دولت حاصل کرنے کے لیے اسے قتل کر دے گی۔"

"کیا دولت کے معاملے میں محتاط رہنے والا یہودی مجھے اپنے گھر میں گھسنے دے گا؟"

"وہ اپنے گھر کے دروازے پر کسی اجنبی کا سایہ بھی برداشت نہیں کرتا ہے لیکن دولت آئے تو دروازہ کھول دیتا ہے۔ تم ایک لاکھ امریکی ڈالر اپنے ساتھ لے جاؤ گی۔"

وہ منصوبے بناتے ہوئے اپنی رہائش گاہ میں پہنچ گئے۔ ماملا نے انا لانا کو اس کے بیڈ روم میں پہنچا کر کہا۔ "لباس تبدیل کرو۔ کچن میں جا کر کچھ کھاؤ پیو پھر لائٹ آف کر کے سو جاؤ۔"

وہ انا کو کمرے میں چھوڑ کر اپنے بیڈ روم میں آئی پھر عارضی میک اپ کا سامان لے کر آئینے کے سامنے بیٹھ گئی۔ اسے اپنے چہرے کو زیادہ تبدیل نہیں کرنا تھا بس اتنا ہی بدلنا تھا کہ وہ اپنے پاسپورٹ کی تصویر سے مختلف ہو جائے۔ یہ کام آدھے گھنٹے میں ہو گیا۔ وان لوئن کینوس کا ایک بڑا سا بیگ لے کر آیا پھر بولا۔ "میں نے ایک لاکھ ڈالرز اس میں رکھ دیے ہیں' تم اس رقم کے اوپر اپنے دو جوڑے اور ضرورت کا کچھ سامان رکھ لو پھر باہر آؤ۔ میں گیراج سے گاڑی نکال رہا ہوں۔"

ان کے پاس دو کاریں تھیں۔ ایک پورچ میں تھی' دوسری سیاہ رنگ کی گاڑی گیراج میں رہتی تھی۔ وہ اسے رات کو کسی واردات کے وقت استعمال کرتے تھے۔ اس نے گیراج سے وہ گاڑی نکالی۔ ماملا کینوس بیگ اٹھا کر اس کے برابر آ کر بیٹھ گئی۔ وہ دونوں وہاں سے جانے لگے۔

انا لانا ایک کھڑکی کے قریب پردے کے پیچھے چھپی ہوئی انہیں دیکھ رہی تھی۔ جب وہ کار میں بیٹھ کر چلے گئے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے تو وہ خوشی سے اچھل کر ناچنے اور گنگنانے لگی۔ اس کا دل عادل سے ملنے اور باتیں کرنے کے لیے بے تاب ہو رہا تھا۔ وہ اسی انتظار میں تھی کہ تنہائی نصیب ہو اور وہ اپنے ہیری سے رابطہ کرے۔

اس نے ہیری سے رخصت ہوتے وقت اسے اپنی رہائش گاہ کا پتا نہیں بتایا تھا۔ یہ بات ذہن میں تھی کہ ہیری رابلسن بہت بڑی شوز فیکٹری کا مالک ہے وہ اسے ڈھونڈ نکالے گی۔

وہ تیزی سے چلتی ہوئی بھائی کے کمرے میں آئی۔ وہاں ٹیلیفون ڈائریکٹری رکھی ہوئی تھی۔ اس نے اسے کھول کر جلدی جلدی اوراق الٹتے ہوئے ہیری رابلسن کی شوز فیکٹری اور رہائش گاہ کے نمبر تلاش کیے۔ اسے تمام مطلوبہ نمبر مل گئے۔ اس نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کیے۔ رابطہ ہو گیا۔ پتا چل رہا تھا کہ دوسری طرف فون کی گھنٹی بج رہی ہے۔ وہ انتظار کرنے لگی۔ کوئی اٹینڈ نہیں کر رہا تھا۔ وہ سامنے دیوار کو گھونسا دکھاتے ہوئے بولی۔ "ہیری کے بچے! ریسیور اٹھاؤ۔ اپنی انا سے بات کرو۔ نہیں تو ناک توڑ دوں گی۔"

گھونسا دکھانے اور دھمکی دینے کے باوجود کسی نے نہیں اٹھایا۔ اس نے فیکٹری کے نمبر ڈائل کیے۔ اُدھر سے منیجر نے کہا۔

"یہ ہیری شوز کمپنی ہے' فرمایئے۔"

"میں مسٹر ہیری سے بات کرنا چاہتی ہوں؟"

"آپ ان کے گھر کے فون پر رابطہ کریں۔"

"میں رابطہ کر چکی ہوں۔ وہاں کوئی فون اٹینڈ نہیں کر رہا ہے کیا گھر میں کوئی ملازم بھی نہیں ہے؟"

"مسٹر ہیری ملازم نہیں رکھتے ہیں' وہ شاید کہیں تفریح کے لیے گئے ہیں۔ آپ صبح فون کر لیں۔"

انا نے ریسیور رکھ کر سوچا۔ "میں بھی کیسی نادان ہوں۔ ہیری کو اپنی جان کے لالے پڑے ہیں۔ وہ میرے برادر سے چھپتا پھر رہا ہوگا۔ اپنے بنگلے میں نہیں آئے گا۔ پہلے یہ معلوم کرتا رہے گا کہ میرے برادر کو اس کی موت کا یقین ہو گیا ہے یا نہیں؟ جب تک اس کی موت کی تصدیق نہیں ہوگی' وہ چھپتا پھرے گا۔"

یہ بات پہلے اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ ورنہ وہ اپنے ہیری کو ضرور اپنا پتا بتا دیتی۔ اس بے چارے نے چیخ کر پوچھا تھا۔ "لیلیٰ! تیرا محمل کہاں ہے؟"

وہ دور جاتی ہوئی بڑے ہی دانشورانہ انداز میں بولی تھی۔ "خدا اور خوشبو نظر نہیں آتے ہیں اس کے باوجود خدا ہر سو ہے اور خوشبو کا جھونکا کہیں سے بھی آ جاتا ہے۔"

اس نے سوچا تھا کہ وہ ٹیلیفون کے ذریعے خوشبو کے جھونکے کی طرح ہیری کے پاس پہنچ کر اسے حیران کر دے گی۔ اسے حیران کرنے والی اب خود پریشان ہو رہی تھی۔

وہ جھنجلا کر بھائی کے کمرے سے اپنی خواب گاہ میں آئی پھر اوندھے منہ بستر پر گر پڑی۔ بڑی بہن سمجھا کر گئی تھی کہ لباس بدل کر کچھ کھا پی لے پھر سو جائے۔ وہ بستر کے گدے کو گھونسے مارتے ہوئے بڑبڑانے لگی۔ "میں لباس نہیں بدلوں گی۔ میں نہیں کھاؤں گی۔ میں نہیں سوؤں گی۔ اوہ گاڈ! میرے ہیری تم کہاں ہو؟"

ادھر ماملا اور وان لوئن اس کنجوس یہودی کے کھنڈر نما محل میں پہنچ گئے تھے۔ وہاں سے کچھ دور گاڑی روک کر دونوں کار سے باہر نکلے اور دور تک نظریں دوڑائیں۔ ایک کار سڑک کے موڑ سے آ رہی تھی پھر ان کے قریب سے گزر کر چلی گئی۔ اس کے بعد سناٹا چھا گیا۔ کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔

بھائی نے بہن کو اشارہ کیا۔ بہن نے کار کے اندر جھک کر کینوس بیگ کو اٹھایا پھر یہودی جان داؤد کی شکستہ کوٹھی کی طرف جانے لگی۔ بھائی کچھ فاصلہ رکھ کر اس کے پیچھے چلنے لگا۔ جب وہ شکستہ کوٹھی کے ٹوٹے ہوئے گیٹ سے اندر گئی تو بھائی نے جیب سے ایک پستول نکالا اور اس کا نشانہ لیا۔ وہ دوڑنے لگی جیسے جان بچانے کے لیے بھاگ رہی ہو۔ اس نے ٹریگر کو دبایا۔ ٹھائیں کی آواز کے ساتھ ماملا نے چیخ ماری۔ لڑکھڑا کر گری' بیگ بھی گرا پھر وہ بیگ اٹھا کر بھاگنے لگی۔

بوڑھا یہودی اپنے تاریک کمرے میں سونے جا رہا تھا۔ فائرنگ اور چیخ کی آواز پر تیزی سے چلتا ہوا کھڑکی کے پاس آیا باہر اندھیرا تھا' کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ ویسے وہ تاریکی میں رہنے کا عادی تھا' ذرا دیر بعد اسے کھڑکی کے قریب کسی کا سایہ نظر آیا وہ اپنی جسامت اور گھنی زلفوں کے باعث لڑکی لگ رہی تھی پھر اس کی ہلکی ہلکی سسکیاں سنائی دیں' وہ رو رہی تھی۔

داؤد تھوڑی دیر تک اس کی آنسو بھری سسکیاں سنتا رہا پھر دبی دبی سی سرگوشی کے انداز میں بولا۔ "اے' تم کون ہو؟ جاؤ یہاں سے۔ میں اپنے احاطے میں کسی مصیبت کو آنے کی اجازت نہیں دیتا۔"

ماملا روتی ہوئی بولی۔ "فار گاڈ سیک۔ میری مدد کرو وہ بدمعاش مجھے تلاش کر رہا ہے۔"

وہ بولا۔ "اندھیرے سے فائدہ اٹھاؤ اور چھپتی ہوئی یہاں سے چلی جاؤ۔ جاؤ بھاگو یہاں سے۔"

وہ رو رو کر بولی۔ "میں چلی جاؤں گی مگر میرے ایک لاکھ ڈالر امانت کے طور پر رکھ لو نہیں تو وہ بدمعاش مجھ سے چھین لے گا۔"

یہودی بوڑھے نے گہری سانس کھینچ کر کہا۔ "ایک لاکھ ڈالر؟"

اس کی اوپر کی سانس اوپر رہ گئی تھی پھر وہ اپنی سانسیں بحال کرتے ہوئے بولا۔ "نہیں' تم جھوٹ کہتی ہو تمہارے پاس اتنی دولت کہاں سے آ جائے گی وہ بھی اتنی رات کو۔"

"میں قسم کھا کر کہتی ہوں۔ میرے اس بیگ میں رقم ہے۔"

"مجھے یقین دلاؤ۔ پہلے مجھے یقین دلاؤ۔"

وہ بیگ کھولتے ہوئے بولی۔ "میرے پاس پاکٹ ٹارچ ہے اس کی روشنی میں دیکھو۔"

اس نے بیگ سے کپڑے نکال کر کھڑکی کی چوڑی دیوار پر رکھے پھر ننھی سی ٹارچ روشن کر کے اس سے کہا۔ "دیکھو' بیگ کے اندر جھانک کر دیکھو۔ اس میں ہاتھ ڈال کر نوٹوں کو چھو کر پکڑ کر دیکھو۔"

بوڑھے یہودی کے دیدے پھیل گئے تھے۔ حیرت سے منہ کھل گیا تھا۔ اس نے کھڑکی کی جالی سے ایک ہاتھ باہر نکال کر بیگ میں ڈالا اس میں سے ایک گڈی نکالی اسے غور سے دیکھا پھر دوسری گڈی نکالی' ماملا نے کہا۔ "اس طرح مجھے اور تمہیں وہ بدمعاش دیکھ لے گا۔ پلیز' مجھے پناہ دو۔ ورنہ یہ ایک لاکھ نہ میرے بیگ میں رہیں گے اور نہ تمہارے گھر میں۔ اسے وہ لے جائے گا۔"

"وہ نہیں لے جائے گا۔ فوراً اسے بند کرو۔ دروازے پر آؤ میں دروازہ کھول رہا ہوں۔"

اس نے بیگ میں کپڑے رکھے۔ اسے بند کیا پھر دروازے پر آ کر دستک دی۔ وہ کھل گیا۔ ماملا نے اندر آ کر کہا۔ "لائٹ آن کرو۔"

وہ دروازہ بند کرتے ہوئے بولا۔ "میں مین سوئچ کو آف رکھتا ہوں۔ یہاں اندر اور باہر کہیں روشنی نہیں ہوگی۔"

"رات کے وقت روشنی کی ضرورت ہوتی ہے اور تم مین سوئچ بند رکھتے ہو؟"

"بند نہ رکھوں تو بجلی کا بل آئے گا۔ خواہ مخواہ خرچ بڑھے گا۔ میں بچپن سے اندھیرے میں رہنے کا عادی ہوں۔"

"جب اندھیرے کے عادی ہو تو بجلی کی لائن کیوں لی ہے؟"

"کبھی ہنگامی حالات پیش آ سکتے ہیں۔ مثلاً ایک بار ایک چور تاریکی سے فائدہ اٹھا کر چوری کرنے آیا تو میں نے مین سوئچ آن کر دیا۔ جس کے نتیجے میں اسے بجلی کے جھٹکے لگے اور وہ بے ہوش ہو گیا۔"

"اسے بجلی کے جھٹکے کیسے لگے اور تم کیسے محفوظ رہے؟"

"یہاں تمام کمروں کی دیواروں میں بجلی کے ننگے تار بچھے ہوئے ہیں۔ جو بھی کسی دیوار کو ہاتھ لگاتا ہے وہ دیوار سے چپک جاتا ہے میں ایسے وقت دیواروں سے دور رہتا ہوں۔"

ماملا نے ننھی سی ٹارچ روشن کی۔ اس کی روشنی میں دیکھا کمرا خالی تھا' کوئی سامان نہیں تھا۔ وہ اس کے ساتھ دوسرے

کمرے میں آئی۔ وہاں فرش پر ایک چٹائی بچھی ہوئی تھی۔ وہ بولی۔ "تمہارے گھر میں تو کوئی سامان نہیں ہے۔ نہ کرسی' نہ پلنگ اور نہ الماری اتنے بڑے مکان میں یہ ایک چٹائی اور پرانا سا ریڈیو دکھائی دے رہا ہے۔"

وہ بولا۔ "کرسی اور پلنگ فضول سی چیزیں ہیں۔ آدمی کو زمین پر بیٹھنا اور سونا چاہیے۔ کیوں کہ اسے ایک دن زمین میں جانا ہے۔ میں اس چٹائی پر سوتا ہوں تکیے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ ریڈیو سنتا بھی ہوں اور اسے تکیے کے طور پر بھی استعمال کرتا ہوں۔"

"اپنے کپڑے کس الماری میں رکھتے ہو؟"

"لباس میں نے پہنا ہوا ہے' دوسرا کوئی لباس نہیں ہے۔ ہر ماہ اسی کو دھوتا ہوں' ان کے دھوپ میں سوکھنے تک پرانا اخبار لپیٹ کر رہتا ہوں۔"

وہ حیرانی سے آنکھیں پھاڑ کر اس کنجوس یہودی کو دیکھ رہی تھی آنکھوں سے دیکھ کر بھی یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس دنیا میں ایسے عجیب و غریب لوگ بھی رہتے ہیں۔ اس نے پوچھا۔ "کسی الماری یا صندوق کے بغیر رقم یا ضروری دستاویزات کہاں رکھتے ہو؟"

"میری جیب میں صرف دس شیکل ہیں۔ پچھلے ایک برس سے ایک شیکل بھی خرچ کرنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ اس ملک کے سیکڑوں بزنس مین میرے واقف ہیں۔ میں کسی نہ کسی کے ہاں کھانے کے وقت پہنچ جاتا ہوں اور یہ تم اخباری رپورٹر کی طرح مجھ سے ہی سوالات کیے جا رہی ہو' کچھ اپنے متعلق بتاؤ کون ہو؟ کہاں سے آ رہی ہو؟"

"میں اپنے بارے میں ابھی بتاؤں گی لیکن میں زندگی میں پہلی بار ایسے انسان کو دیکھ رہی ہوں جو کسی سامان کے بغیر زندگی گزار رہا ہے۔ پلیز' اتنا بتا دو کہ ضروری دستاویزات اور چیک بک وغیرہ کہاں رکھتے ہو۔"

"بینک کے لاکر میں رکھتا ہوں۔ اس کی ایک ہی چابی ہے۔ اس پرانے ریڈیو کے اندر اتنی گنجائش ہے کہ اس میں چابی اور کپڑے دھونے کا صابن چھپ جاتا ہے۔ یہ ریڈیو بھی اس لیے رکھا ہے کہ روز بازار کے بھاؤ' کاٹن اور سونے کی چڑھتی اترتی قیمتوں کو سننا اور یاد رکھنا ہوتا ہے۔ اب زیادہ سوالات نہ کرو۔ اپنی بات بتاؤ۔"

ماملا نے کہا۔ "تم نے سنا ہو گا' آج صبح بینک میں ڈاکا پڑا تھا؟"

"ہاں' سنا ہے۔ لوگ ڈاکے کے متعلق کچھ بے تکی باتیں کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں اس بینک میں دو روحیں آئی تھیں اور وہ تمام رقم لوٹ کر لے گئیں۔"

"یہ سچ ہے۔ بے تکی بات نہیں ہے۔ اسی لوٹی ہوئی رقم کے یہ ایک لاکھ ڈالر میرے پاس ہیں۔"

"اچھا اچھا تو یہ وہی رقم ہے؟ لیکن میں نے ریڈیو پر شام کی خبروں میں سنا ہے کہ کئی لاکھ شیکل' ڈالرز اور پونڈز وہ روحیں [لے] گئی ہیں۔"

"تم نے درست سنا ہے۔ وہ روحیں ایک نوجوان ہیری [کے] ذریعے رقم سے بھرے ہوئے تین تھیلے لے گئی تھیں۔ ہیری [میرا] محبوب ہے۔ وہ اسی بات سے ڈر رہا تھا کہ لوگوں نے اور پولیس والوں نے اسے تھیلے لے جاتے دیکھا ہے بعد میں وہ پکڑا جا[ئے گا] لہٰذا بینک کی تمام رقم پولیس والوں کے حوالے کر دینا چاہیے؟ ہمیں شادی کرنے اور گھر بسانے کے لیے رقم کی ضرورت تھی اس نے وہ تمام رقم آئی جی کے حوالے کرنے سے پہلے اس میں [سے] ایک لاکھ مجھے دے دیے۔"

اس نے پوچھا۔ "کیا ڈاکا ڈالنے والی روحوں نے ہیری کو واپس کرنے سے نہیں روکا؟"

"شاید روکا ہے اور شاید وہ روحیں ہیری کو سزا دے رہی [ہیں] اسی لیے میرا ہیری اب تک واپس نہیں آیا ہے۔ مجھے یہ بھی [معلوم] نہیں ہے کہ اس نے رقم آئی جی کے حوالے کی ہے یا بدروحوں [نے] اس سے تمام رقم چھین کر اسے قتل کر دیا ہے۔ ہائے میرا ہیری' موت مارا گیا ہو گا۔"

کنجوس نے کہا۔ "صبر کرو اور شکر کرو کہ وہ مرنے سے [پہلے] ایک لاکھ کا فائدہ پہنچا گیا ہے۔ یہ بتاؤ یہاں تمہارا اور کون ہے؟"

"میرا کوئی نہیں ہے' میں اتنی بڑی دنیا میں اکیلی ہوں۔"

"پھر تو یہاں سے باہر نہ جاؤ۔ ایک نہیں کئی بدمعاش پیچھے [پڑ] جائیں گے۔"

"لیکن میں یہاں کیسے رہوں گی؟ یہاں تو زندگی گزارنے کا سامان نہیں ہے۔"

"صبح مجھے پانچ ہزار ڈالر دے دو۔ میں کسی کباڑیے [سے] تمہارے لیے پلنگ اور دوسرا سامان لے آؤں گا۔"

"مگر میں یہاں کب تک چھپی رہوں گی؟"

"مجھ سے شادی کر لو اور جہیز میں یہ جو ایک لاکھ لے کر آ[ئی ہو] مجھے دے دو۔ میں عمر بھر تمہیں چھپا کر رکھوں گا۔"

"مگر تم تو بہت بوڑھے ہو۔"

"بوڑھے کو نہ دیکھو' پولیس کو یاد رکھو۔ اگر میں یہ رپورٹ [کر] دوں کہ تم ڈاکے کی رقم یہاں لائی ہو تو..."

وہ جلدی سے بولی۔ "نہیں نہیں' پولیس کو نہ بلانا۔ مجھے [کل] تک سوچنے کی مہلت دو پھر میں شادی کر لوں گی۔"

"ٹھیک ہے کل تک آرام سے یہاں رہو مگر تمہارا کوئی [بھروسا] نہیں ہے۔ مجھے دھوکا دے کر کسی وقت بھی بھاگ سکتی ہو [لہٰذا] تمام رقم ضمانت کے طور پر اپنے پاس رکھوں گا۔"

وہ ہنس کر بولی۔ "اسے رکھو گے کہاں؟ نہ الماری' [نہ] تجوری اور نہ لاکر۔ جہاں بھی رکھو گے' یہ رقم میرے [تو] نظروں کے سامنے رہے گی۔"

"میں تمہارے اس بیگ کا تکیہ بنا کر صبح تک سر کے نیچے رکھوں گا اور کل جب تک شادی کے لیے ہاں نہیں کہو گی' میں اسے تکیہ بنا کر اس پر بیٹھا رہوں گا۔"

"اچھی بات ہے' میں اس چٹائی پر رات گزار لوں گی۔"

"ضرور' تم میری معزز مہمان ہو' میں اپنی چٹائی تمہیں پیش کرتا ہوں اس وقت کھانے پینے کے لیے کچھ نہیں ہے ورنہ...."

"کوئی بات نہیں' ایک گلاس پانی ہی پلا دو۔"

وہ اٹھ کر پانی لانے اس کمرے سے باہر چلا گیا۔ ماملا ننھی سی ٹارچ کی روشنی میں اس کمرے کو دیکھنے لگی پھر اس نے ٹارچ بجھا کر سوچا۔ "یہاں تو کوئی سامان نہیں ہے میں منی کیمرا اور آلات کہاں چھپاؤں؟ یہ شخص ارب پتی ہے لیکن کوئی اس کی دولت سے ایک نوٹ بھی نہیں چرا سکتا۔ کیسے چرائے گا یہاں چرانے کا کوئی سامان ہی نہیں ہے۔ چور کو خالی ہاتھ جانے سے پہلے ہی بجلی کے جھٹکے لگتے ہیں۔"

وہ پانی لے آیا۔ وہ اندھیرے میں گیا تھا اور اندھیرے میں ہی پانی لے آیا تھا۔ تاریکی میں برسوں سے رہنے کے باعث اس کی آنکھیں الو کی طرح سب کچھ دیکھ لیتی تھیں اس لیے ٹھوکر کھائے بغیر بالکل قریب آ کر پانی پیش کیا۔ ماملا نے ٹٹول کر گلاس کو اپنے ہاتھوں میں لیا پھر پانی پیا تو عجیب بدمزہ سا لگا۔ اسے پیاس لگی تھی اس نے مجبوراً چند گھونٹ پیے پھر گلاس واپس کر دیا۔

اس نے کہا۔ "میں نے تمہارا بیگ اٹھا لیا ہے۔ دوسرے کمرے میں جا کر سو جاؤں گا۔ تم ریڈیو کا تکیہ بنا کر سو جاؤ۔" ماملا نے سیکسی پہنی ہوئی تھی جس کے اندر گھٹنوں کے پاس دو منی کیمرے اور آلات چھپا رکھے تھے۔ اب انہیں اس مکان میں چھپا کر رکھنے کا مسئلہ تھا لیکن وہ اس مسئلہ پر غور نہ کر سکی۔ اس کا سر چکرا رہا تھا۔ غنودگی طاری ہو رہی تھی وہ چٹائی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ لیٹ گئی لیٹنے کے بعد کب آنکھ لگی یہ پتا ہی نہ چلا۔

ماملا بڑے مضبوط ارادوں کی مالک تھی۔ جاگنے کا موقع ہو تو کبھی نہیں سوتی تھی۔ اس یہودی کے چند گھونٹ پانی نے یہ کمال دکھایا تھا کہ وہ صبح تک کے لیے بے خبر ہو گئی۔

وان لوئن نے دیکھا کہ بہن یہودی کے مکان میں داخل ہو گئی اور باہر نہیں آ رہی ہے تو سمجھ گیا کہ بہن کامیاب ہو گئی ہے۔ وہ یہ سوچ کر گھر روانہ ہو گیا کہ ٹی وی اسکرین پر اس یہودی کو اس کے مکان کے اندرونی حصوں کو دیکھ سکے گا۔

وہ واپس آ گیا۔ انا لانا کے کمرے میں روشنی تھی۔ اس نے دروازے پر آ کر پوچھا "تم ابھی تک جاگ رہی ہو؟"

وہ ناراضی سے بولی۔ "میں نہیں سوؤں گی۔"

"کیا بات ہے؟ ساحل سے واپس آتے وقت خوب ہنس رہی تھیں' اب منہ کیوں پھلائے بیٹھی ہو؟"

"جس کے لیے ہنس رہی تھی وہ گم ہو گیا ہے۔ میں اسے کہاں ڈھونڈوں؟"

بھائی نے پریشانی سے دیکھا پھر کہا۔ "پلیز انا! بے تکی باتیں نہ کرو' میں بہت مصروف ہوں۔ ماملا اس یہودی کے گھر میں گھس گئی ہے۔ ہم بہت بڑا ہاتھ مارنے والے ہیں۔ میں ابھی اسکرین پر وہاں کا منظر دیکھوں گا' تم بہت پیاری سی بہن ہو۔ لباس تبدیل کرو اور سو جاؤ۔"

"میں لباس نہیں بدلوں گی۔ جب تک وہ نہیں آئے گا یا اپنی آواز نہیں سنائے گا' میں لباس نہیں بدلوں گی۔"

"ماملا درست کہہ رہی تھی۔ تمہارے ذہن پر ہیری کی موت کا اثر ہوا ہے۔ دیکھو تم اپنے بھائی سے محبت کرتی ہو تو لباس بدل لو' میں ضروری کام سے فارغ ہو کر آؤں گا پھر اپنی لاڈلی بہن کو تھپک کر سلاؤں گا۔"

وہ چلا گیا۔ انا اپنی جگہ سے اٹھ کر دروازے کے پاس آئی پھر اسے زوردار آواز کے ساتھ بند کر دیا۔ یہ غصے کا اظہار تھا' وہ پاؤں پٹختی ہوئی کمرے کے وسط میں آئی' سامنے آئینے میں عکس نظر آ رہا تھا۔ بھائی کے الفاظ یاد آ رہے تھے کہ تم اپنے بھائی سے محبت کرتی ہو تو لباس بدل لو۔

وہ پاؤں پٹخ کر بڑبڑائی۔ "مجھے دیکھنے والا نہیں ہے' لباس بدل کر کیا کروں؟ وہ کون سا فون نمبر ہے جسے ڈائل کرنے سے اس کی دل میں اتر جانے والی آواز سنائی دے گی۔"

اسے اپنی ماں اور بھائی بہنوں سے بہت محبت تھی۔ اس نے سوچا۔ "میں لباس نہیں بدلوں گی اور برادر آئے گا تو اسے دکھ ہو گا کہ میں نے اس کی بات نہیں رکھی۔"

وہ اسکرٹ اور بلاؤز پہنے ہوئے تھی' آئینے کے سامنے اتارنے لگی۔ وہ لباس اس کے بدن پر سے پھسلتا ہوا قدموں میں فرش پر آ گیا۔ اس نے لباس کے اندر سے دونوں پیر نکالے پھر اسے اٹھانے کے لیے جھکی تو ٹھٹک گئی۔ لباس کے اندر جہاں زپ لگی ہوئی تھی وہاں ایک چھوٹا سا کاغذ زپ کے اندر کی طرف لگا ہوا تھا۔ اس نے بلاؤز کو اٹھا کر قریب سے دیکھا اس کاغذ پر ہیری کا نام پڑھتے ہی وہ خوشی سے اچھل پڑی۔

"ہپ ہپ ہُرّا۔ ہیری! نو ڈاؤٹ یو آر مائی رئیل لور۔ (ہیری! بے شک تم میرے سچے عاشق ہو۔)"

وہ مارے خوشی کے چیخ کر بول رہی تھی۔ بھائی نے اپنے کمرے میں اس کی آواز سنی پھر وہیں سے ڈانٹ کر کہا۔ "کیوں اتنی رات کو چیخ رہی ہو۔ وہ مر چکا ہے' واپس نہیں آئے گا۔"

اس نے اپنے کمرے میں رکھے ہوئے آلات کو آپریٹ کرنے کے بعد ٹی وی کو آن کیا تھا مگر دوسری طرف ماملا' یہودی جان داؤد اور اس کے مکان کا منظر کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس کی یہی وجہ سمجھ میں آ رہی تھی کہ ابھی ماملا کو کیمرے اور دوسرے آلات چھپانے اور آن کرنے کا موقع نہیں ملا ہے۔ جیسے ہی موقع

ملے گا اُدھر اسکرین پر سب کچھ نظر آنے لگے گا۔"
وہ ٹی وی کے سامنے بیٹھا انتظار کر رہا تھا۔
انا اپنے بلاؤز کے پیچھے زپ کے پاس لگے ہوئے کاغذ کے ٹکڑے پر ہیری کا نام پڑھ رہی تھی۔ اس نام کے نیچے ایک کوڈ نمبر پھر ایک ٹیلیفون نمبر لکھا ہوا تھا۔ خوشی سے ناچتی ہوئی ٹیلیفون کے پاس آئی۔ عادل نے اپنے موبائل فون کا نمبر لکھا تھا۔ وہ ڈائل کرنے لگی۔
دوسرے کمرے میں اس کا بھائی آلات کو چیک کر رہا تھا تاکہ ان میں کوئی خرابی نہ ہو۔ چیکنگ کے بعد یہ اطمینان ہو گیا تھا کہ رابطہ نہ ہونے کی وجہ یہی تھی کہ ماملا کو اپنے آلات استعمال کرنے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ اسے خبر نہیں تھی کہ بہن وہاں بے ہوشی کی نیند سو رہی ہے۔
وہ چھوٹی بہن کی چیخ سن کر چونک گیا وہ خوشی سے چیختی ہوئی کہہ رہی تھی۔ "او میری جان ہیری! یو آر فنٹاسٹک' تم نے کمال کر دیا! میں پریشان ہو رہی تھی کہ اب تمہاری آواز کیسے سنوں گی۔ تمہیں دوبارہ کیسے دیکھ پاؤں گی۔"
بھائی نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر دل میں کہا۔ "یہ لڑکی پاگل ہو گئی ہے' ایک مردے سے بات کر رہی ہے۔"
دوسری طرف سے عادل نے کہا۔ "انا! میری جان! اتنا کیوں چیخ رہی ہو؟ آہستہ بولو۔"
وہ بولی۔ "میں بہت خوش ہوں' مجھ سے خوشی برداشت نہیں ہو رہی ہے۔ یہ بتاؤ تم نے وہ کاغذ کی پرچی کب لگائی تھی مجھے خبر بھی نہ ہوئی۔"
"جب تم ساحل پر مجھ سے گلے لگ رہی تھیں تب میں نے تمہارے بالوں سے ہیر پن نکال کر وہ پرچی تمہارے بلاؤز میں ٹانک دی تھی۔"
"ہائے کتنا رومانٹک انداز ہے۔ میں اپنی زندگی میں تمہارے جیسا ہیرو چاہتی تھی اور تم مل گئے۔"
"میں نے اپنا نام بدل دیا ہے' اب تم مجھے عادل کہا کرو۔"
"یہ عادل کس قسم کا نام ہے' میں پہلی بار سن رہی ہوں۔ مجھے تو ہیری اچھا لگتا ہے۔"
"تم پہلی بار سن رہی ہو اس لیے یہ نام اجنبی سا ہے۔ اپنی زبان سے یہ نام لو۔ منہ مٹھاس سے بھر جائے گا۔"
"کیا عادل کے معنی مٹھاس کے ہیں؟ یہ کس زبان کا لفظ ہے؟"
"یہ اردو زبان ہے' میں اب ایک پاکستانی کے روپ میں آ گیا ہوں۔ عادل کے معنی یوں تو انصاف کرنے والا کے ہیں لیکن محبت کی ڈکشنری میں یہ آ۔دل ہے۔ یعنی محبوبہ اپنے دلدار کو پکارتی ہے۔ "آ۔دل... آدل۔"
"اس نام میں اتنا رومانس ہے تو پھر میں تمہیں عادل ہی کہوں گی۔ آ۔دل۔ میرے آ۔دل۔ میرے آدل۔"
وہ نام لیتی جا رہی تھی اور قہقہے لگاتی جا رہی تھی۔ دروازہ ... دستک سنائی دی پھر بھائی کی آواز آئی۔ "انا! فار گاڈ سیک یہ ... پن بند کرو۔ پلیز! اسے یاد نہ کرو' اس کی یادیں تمہیں پاگل بنا ... ہیں۔"
وہ ہنستی ہوئی فون پر بولی۔ "بڑا مزہ آ رہا ہے۔ میری بہن ... بھائی یہ سمجھ رہے ہیں کہ میں ہیری کی موت کے صدمے سے ... ہو گئی ہوں۔ ہاہاہاہا۔ ہاہاہاہا۔"
وہ پھر قہقہے لگانے لگی۔ بھائی نے دروازہ پیٹ کر ک...
"دروازہ کھولو۔ میں ابھی تمہیں مینٹل اسپتال لے جاؤں گا۔"
وہ ریسیور ایک طرف رکھ کر دروازے کی طرف بڑھ گی... رک گئی۔ یاد آیا کہ بدن پر لباس نہیں ہے۔ اس نے دوڑ کر الما... سے ایک لباس نکالا پھر اسے پہن کر دروازے کے پاس آئی اور ... کھول دیا۔ وہ غصے سے اندر آ کر بولا۔ "تم ہمیں کیوں پریشان کر ... ہو؟ کیوں ہیری کو پکار کر قہقہے لگا رہی ہو؟"
"برادر! اب میں ہیری کا نام نہیں لوں گی۔"
"شاباش! تمہیں نارمل رہنا چاہیے۔"
"میں عادل کو پکارا کروں گی۔"
"یہ عادل کون ہے؟"
"یہ ہیری کی روح ہے۔ مرنے کے بعد مسلمان ہو گئی ہے۔"
وہ غصے سے اچھل کر بولا۔ "تم پھر بہک رہی ہو۔ مرنے ... بعد روحیں دنیا میں نہیں آتی ہیں۔"
"آتی ہیں۔ آپ ریسیور اٹھا کر سنیں۔ اس کی روح بول ر... ہے۔"
بھائی نے آگے بڑھ کر ریسیور اٹھایا پھر ناگواری سے بولا۔ "... کون ہے؟"
دوسری طرف سے آواز آئی۔ "میں عالم ارواح سے بول ... ہوں۔ خدا سے ڈرو قیامت کے دن سزا سے بچنا ہے تو ابھی توبہ ... اور مسلمان ہو جاؤ۔ تمہارا ہونے والا بہنوئی مسلمان ہو ... ہے۔"
"یہ کیا بکواس ہے؟ تم کون ہو؟"
"ابھی تمہاری بہن نے بتایا ہے کہ میں مرنے سے پہلے ہیر... تھا' اب میرا نام عادل ہے۔"
"تم کوئی مسخرے ہو' ہیری کی روح بن کر میری معصوم ... نادان بہن کو پاگل بنا رہے ہو۔"
انا نے کہا۔ "برادر' میں نادان نہیں ہوں۔ اپنے عادل ... آواز لاکھوں کی پہچان سکتی ہوں۔"
"یو شٹ اپ۔ یہ عادل کون ہے؟"
"آپ سے کتنی بار کہا جائے کہ عادل ہیری ہے۔ یعنی کہ ہ... عادل ہے۔"

ہیری مر چکا ہے' میں نے اس کے جسم میں ایک نہیں دو گولیاں اتاری تھیں۔"
وہ بھائی سے ریسیور لے کر بولی۔ "وہ مر چکا ہے تو آپ جائیں مردے سے باتیں نہ کریں۔"
"میری پیاری بہن! ہوش کی باتیں کرو' اپنے حواس میں رہو۔"
"کیا میں آپ کو پاگل نظر آ رہی ہوں۔ پاگل تو آپ ہیں' ایک شخص کہہ رہا ہے کہ وہ ہیری یعنی عادل ہے پھر بھی آپ یقین نہیں کر رہے ہیں۔"
بھائی نے اس کے ہاتھ سے ریسیور چھین کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ "مسٹر! تم جو کوئی بھی ہو' صاف صاف بتاؤ' ہم سے کیا چاہتے ہو؟"
"میں جو چاہتا ہوں وہ انا لانا جانتی ہے۔"
"اچھا تو تم انا کا نام بھی جانتے ہو؟ یہ بتاؤ ہمارے متعلق کیا جانتے ہو؟"
"صرف اتنا جانتا ہوں کہ تم میرے ہونے والے سالے ہو۔"
وہ ڈانٹ کر بولا۔ "سنجیدگی سے باتیں کرو۔"
"میں سنجیدگی سے رشتہ مانگ رہا ہوں۔"
"اچھی بات ہے' میں وقت بتاتا ہوں اس کے مطابق سمندر کے کنارے مجھ سے ملاقات کرو۔"
"کیا اسی جگہ جہاں تم نے مجھے گولی ماری تھی؟"
"تم وہ نہیں ہو۔ خواہ مخواہ ہیری بننے کی کوشش نہ کرو' میں نادان نہیں ہوں کہ تمہیں روح سمجھ لوں۔"
"میری پیاری انا کے پیارے بھائی! تم نے یہ تو سنا ہو گا کہ روح ہر جگہ پہنچ جاتی ہے۔ اگر نہیں سنا ہے تو پھر دیکھ لو گے۔ میں تمہارے گھر میں اور تمہاری انا کے بیڈ روم میں آؤں گا' خدا حافظ۔"
عادل نے رابطہ ختم کر دیا۔ وان لوئن نے ہیلو ہیلو کہہ کر پکارا پھر گھور کر ریسیور کو دیکھا۔ انا نے پوچھا۔ "کیا ہوا برادر! کیا فون بند ہو گیا۔"
"بند کیا ہو گا وہ ریسیور رکھ کر بھاگ گیا ہے۔"
"نہیں برادر جسے تم دنیا سے نہیں بھگا سکے' وہ تمہارے فون کے سامنے کیا بھاگے گا وہ پھر آئے گا۔"
"میں یہ ٹیلیفون اپنے کمرے میں لے جا رہا ہوں۔"
"پلیز! ایسا نہ کرو' یہ آج رات میرے پاس رہے گا۔"
"تم کیوں اس کے پیچھے پاگل ہو رہی ہو۔ وہ ہیری نہیں ہے کوئی فراڈ ہے۔"
"جب آپ کو یقین ہے کہ ہیری مر چکا ہے اور میں کسی کھلونے سے بہل رہی ہوں تو بہلنے دیں۔ اس طرح میرے پاگل ہونے کا اندیشہ نہیں رہے گا۔"
وہ سوچتی ہوئی نظروں سے بہن کو دیکھنے لگا۔ وہ یہی چاہتا تھا کہ انا ہیری کی موت کے صدمے سے پاگل نہ ہو اور یہ اچھا ہی تھا کہ وہ کسی فریبی سے بہل رہی تھی۔ اس طرح وہ نارمل تھی۔ اس نے کہا۔ "میری پیاری بہن! حالات کا تقاضا یہی ہے کہ تمہارا دھیان دوسری طرف لگا رہے۔ تمہیں کوئی صدمہ متاثر نہ کرے لیکن جو شخص فون کر رہا ہے وہ کوئی جاسوس بھی ہو سکتا ہے۔"
"برادر! میں گاڈ مدر ٹریسا کی بیٹی ہوں۔ پولیس کی چالوں کو خوب سمجھتی ہوں۔ بینک میں ڈاکا پڑنے کے بعد وہ ہمیں جگہ جگہ تلاش کر رہے ہوں گے۔ کوئی چور راستوں سے ہماری مافیا فیملی میں گھسنے کی کوشش کر سکتا ہے۔ میں یہ ساری باتیں سمجھتی ہوں آپ بھی سمجھ لیں اور مجھ پر بھروسا کریں وہ کوئی جاسوس یا دشمن نہیں ہے وہ میرا محبوب ہے۔"
"بکواس مت کرو۔ ابھی تم بہت چھوٹی ہو۔ تمہیں بالغ ہونے کے بعد ایسی باتیں کرنی چاہئیں۔"
"برادر! شادی کے لیے بالغ ہونا ضروری ہے اور میں ابھی شادی نہیں صرف محبت کر رہی ہوں۔"
"سمجھنے کی کوشش کرو۔ وہ تمہارے ذریعے ہمارے بہت سے راز معلوم کر لے گا۔"
"تمہاری تین بہنیں ہیں۔ کیا تینوں کبھی شادیاں نہیں کریں گی۔ کیا ان کے شوہروں کو ہماری مافیا فیملی اور عکس منتقل کرنے کے

راز معلوم نہیں ہوں گے۔"

"جب تم تینوں کی شادیاں ہوں گی تب دیکھا جائے گا۔ ہماری ممی خوب چھان بین کرنے کے بعد اس فیملی میں داماد لائیں گی۔"

"چھاننے اور پھٹکنے کا وقت آگیا ہے۔ میں جسے پسند کر رہی ہوں آپ لوگ اسے پرکھ لیں' آزما لیں۔ آئندہ وہی میرا جیون ساتھی' تمہارا بہنوئی اور ممی کا داماد بننے والا ہے۔"

وہ پریشان ہو کر ایک لمبی سانس چھوڑتے ہوئے بولا۔ "کل رات تک ممی اور میکسی آجائیں گی' وہی تمہارا دماغ درست کریں گی۔"

وہ ٹیلیفون اٹھا کر جانا چاہتا تھا' انا نے ہاتھ پکڑ کر کہا۔ "اسے نہ لے جاؤ۔"

"میں لے جاؤں گا۔ ممی کے آنے کے بعد تم اس فریبی سے رابطہ کرو گی۔"

"برادر! میں ضد کی پکّی ہوں۔ اگر تم اسے لے جاؤ گے تو میں باہر جا کر پبلک ٹیلیفون سے رابطہ کروں گی۔"

اس نے گھور کر اسے دیکھا پھر ٹیلیفون کو بستر پر پھینک کر چلا گیا۔ وہ دروازے کو اندر سے بند کر کے بستر پر آگئی پھر اس ٹیلیفون کو آپریٹ کرنے لگی۔ باہر اس کا بھائی بند دروازے سے کان لگائے سن رہا تھا۔ ٹیلیفون ڈائل کرنے کی ہلکی ہلکی آواز سنائی دے رہی تھی پھر انا کی آواز آئی۔ "ہیلو ہیری! میں ہوں تمہاری انا لانا۔ ایں کیا کہا؟ اوہ ہاں' بھول ہو گئی' ہیری نہیں عادل۔ سوری اب نہیں بھولوں گی۔ عادل' میرے عادل' ہزار بار عادل' عادل' عادل' زندگی کی آخری سانس تک عادل ہی عادل۔"

بھائی نے ایک گہری سانس لے کر دل میں کہا۔ "اچھا تو انا کے پاس اس فریبی کا فون نمبر ہے۔ وہ شخص فون نہیں کرتا ہے۔ انا اس سے رابطہ کرتی ہے۔ تعجب ہے اس نے عشق کا یہ سلسلہ کب سے شروع کیا؟ آخر وہ کون ہے' جسے وہ ہیری بھی کہتی ہے اور عادل بھی؟"

وہ سوچتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا۔ اسے ماميلا کی بھی فکر تھی وہ یا یہودی جان داؤد اسکرین پر نظر نہیں آرہے تھے وہ کمرے میں آکر پھر ٹی وی آلات میں سر کھپانے لگا۔

انا بند کمرے میں اپنے ملائم بستر پر لوٹ رہی تھی اور عادل سے بول رہی تھی۔ "سچ کہتی ہوں عادل! بڑا مزہ آرہا ہے۔ میرا خیال ہے مجھے تمہاری نئی زندگی کی حقیقت چھپانا چاہیے۔ ابھی برادر چکرا رہا ہے۔ کل میری ممی آنے والی ہیں وہ اور دونوں بہنیں بھی ہیری کی موت اور زندگی کے متعلق تذبذب میں رہیں گی تو اور مزہ آئے گا۔"

"اگر میں روح بن کر ان کے سامنے چلا آؤں تو؟"

"پھر تو کمال ہو جائے گا لیکن تم روح کیسے بنو گے؟"

"جیسے تم بن کر بینک میں آئی تھیں۔"

وہ ہنس کر بولی۔ "وہ ایک سائنسی کمال ہے۔ ایسا سب نہیں کر سکتے۔ میرا بھائی ایک ذہین سائنس دان ہے۔ تم اسے بچوں کا کھیل نہ سمجھو۔"

"میرے سر پر جس عظیم ہستی کا سایہ ہے اس نے مجھے کہا ہے' زندگی کو بچوں کا کھیل سمجھ کر کھیلتے رہو۔ بوڑھوں کا کھیل سمجھو گے تو فکرمندی سے ساری عمر روتے رہو گے۔"

"تمہارے سر پر کس کا سایہ ہے؟"

"میں ابھی بتاؤں گا پہلے یہ بتاؤ' تمہارے پاس وہ منی کیمرا ہے جس کے ذریعے میں تمہیں دیکھ سکوں۔"

وہ حیرانی سے بولی۔ "تم ایسے کیمرے کے متعلق کیا جانتے ہو؟"

"مجھ سے سوال نہ کرو۔ جواب دو۔ ایسا کیمرا اور آلات ہیں جن کے ذریعے میں اپنے ٹی وی اسکرین پر تمہیں دیکھ بھی سکوں اور تمہاری باتیں بھی سن سکوں؟"

"ہاں' میرے پاس میرے کمرے میں ایسے آلات ہیں لیکن تم مجھے حیران کر رہے ہو۔"

"تمہاری حیرانی کی عمر نہایت مختصر ہے۔ اپنے کمرے میں جو آلات ہیں انہیں آن کرو۔"

"اچھا آن کر رہی ہوں۔ فون نہ بند کرنا۔"

"نہیں میری جان! فون بند کر دو' اب اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔"

وہ ریسیور رکھ کر بستر سے اٹھ گئی۔ اس کے اور ماميلا کے کمرے میں ایک بڑا سا لاکٹ رہتا تھا جس میں ننھے سے کیمرے اور مائیکرو فون کو بڑی مہارت سے اسمبل کیا گیا تھا۔ اس نے اس لاکٹ کو الماری سے نکال کر ایک دیوار کی کیل پر لٹکا دیا پھر اسے آپریٹ کرنے کے بعد اسے دیکھتی ہوئی الٹے قدموں پیچھے ہٹنے لگی۔ اسی لمحے میں عادل کی آواز سنائی دی۔ "مجھ سے ٹکرا نہ جانا۔"

وہ چونک گئی۔ پیچھے کو گھوم کر دیکھا تو حیرت سے چیخ نکل گئی۔ ایک اجنبی شخص کھڑا ہوا تھا لیکن آواز ہیری کی تھی وہ مسکرا کر بولا۔ "میں تمہارا موجودہ عادل اور سابقہ ہیری ہوں۔"

وہ ہچکچاتی ہوئی بولی۔ "کیسے یقین کروں؟"

"میری آواز سے پہچانو۔ میں نے ہی تمہارے دھڑکتے ہوئے دل کو اپنے دل سے لگاتے وقت اپنے موبائل فون کی پرچی بلاؤز میں پن کر دی تھی۔"

عادل نے اسے آغوش میں لینے کے لیے دونوں بازو پھیلا دیے۔ وہ بھی دونوں بانہیں پھیلائے گلے لگنے کو آگے بڑھی پھر اس کے عکس کے آر پار ہو کر اس کے پیچھے آگئی۔ عادل نے پیچھے گھوم کر اسے دیکھا پھر کہا۔ "محبوب نہ ہو تو اس کی آواز سننے کے لیے دل تڑپتا ہے۔ آواز سنائی دے تو ملنے کے لیے بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ اب میں ملنے آیا ہوں تو گلے لگنے کی بے چینی ہے۔ ہر خواہش کے بعد دوسری نئی خواہش پیدا ہوتی ہے اسی لیے کہتے ہیں کہ

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے

انا دونوں ہاتھوں کی قینچی بنا کر اپنے ہی سینے اور بازوؤں کو بھینچ کر بولی۔ "ہائے عادل! میں تم پر مرجاؤں' ہزار بار جیوں' ہزار بار تم پر مروں۔ تم تو میرے برادر کی طرح ذہین سائنس دان ہو۔"

"میں تمہارے سائنس دان بھائی سے دو ہاتھ آگے ہوں اس کے پاس صرف دماغ ہے دل نہیں ہے۔ میرے پاس دماغ بھی ہے اور دل بھی ہے اور وہ دل تمہارے لیے ہے۔"

"تم نے درست کہا ہے' ایک خواہش کے بعد دوسری نئی خواہش پیدا ہوتی ہے اس وقت میری شدید خواہش ہے کہ تم میرا ہاتھ پکڑو جیسے ساحل پر اپنی دھڑکنوں سے لگایا تھا' ویسے ہی مجھے اپنے بازوؤں میں چھپالو۔"

"اس کے بعد دل اور کچھ چاہے گا۔ دیوانے دل کی بات پر نہ جاؤ۔ جتنا مل رہا ہے' اسی پر صبر کرو اور کام کی باتیں کرو۔ کیا تم یہاں اکیلی ہو؟"

"دوسرے کمرے میں میرا بھائی ہے۔"

"بھائی کا کوئی نام ہو گا۔"

"نام تو ہے لیکن ہم بڑی رازداری سے زندگی گزارتے ہیں۔"

"مجھ سے رازداری نہیں رہے گی۔ تم سب مافیا کی گاڈمدر ٹریسا کی اولاد ہو۔"

وہ چونک کر بولی۔ "اوہ گاڈ! تم بہت پُراسرار اور خطرناک ہو۔ ہماری عکس منتقل کرنے والی تکنیک سے ہی واقف نہیں بلکہ ہمارے متعلق اور بھی بہت کچھ جانتے ہو۔"

"مافیا کی گاڈمدر کی بیٹی کو مجھ جیسا مرد ہی چاہیے۔"

"ہاں یہ تو ہے۔ مجھے تم سے بہتر جیون ساتھی نہیں ملے گا لیکن ایک شوز فیکٹری کے مالک ہو کر ہمارے بارے میں اتنی معلومات کیسے رکھتے ہو۔"

"میں شوز فیکٹری کا مالک ہیری رابسن نہیں ہوں۔ یہ جو چہرہ دیکھ رہی ہو یہ میرا پیدائشی چہرہ نہیں ہے۔ میں رات کو ساحل پر ملنے والے ہیری کے بھیس میں تھا۔ اسی بھیس میں تم نے ڈاکا ڈالتے وقت مجھے دیکھا تھا' اب یہ اصلی روپ دیکھ رہی ہو۔"

"کیا تم مسلمان ہو؟"

"الحمد للہ۔ تم عربی نہیں سمجھو گی۔ اس کے معنی ہیں تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اس کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ ایک اور صرف ایک خدا اور آخری نبیؐ پر میرا ایمان ہے۔"

وہ بستر کے سرے پر بیٹھ کر بولی۔ "تم نے مجھ سے اپنی اصلیت کیوں چھپائی؟"

"مجھے اصلیت ظاہر کرنے کا موقع کب ملا۔ پہلی ملاقات میں تم سیج پر لیٹی ہوئی تھیں۔ دوسری ملاقات ساحل پر ہوئی۔ وہاں میں مردہ تھا۔ جب تمہیں اپنی زندگی کا یقین دلایا تو شرما کر بھاگ گئیں۔ اب تیسری ملاقات میں تمہارے سامنے ہوں' اپنی اصلیت پیش کر رہا ہوں گر قبول اُفتد زہے عزو شرف۔"

وہ اٹھ کر اس کے قریب آئی پھر بولی۔ "کاش میں تمہیں چھو کر قسم کھا سکتی پھر بھی تمہارے عکس پر ہاتھ رکھ کر پورے یقین سے کہتی ہوں کہ میں صرف تمہارے لیے پیدا ہوئی ہوں۔ تم ہزار رنگ بدلو میری محبت کا رنگ ایک ہی رہے گا۔"

"میری جان! میں تمہاری ماں سے تمہیں مانگنا چاہتا ہوں۔"

"تمہاری ذہانت اور صلاحیتیں دیکھ کر میرا دل کہتا ہے کہ ممی تمہیں قبول کریں گی۔ انہیں ایسا ہی بے باک اور تیز و طرار داماد چاہیے لیکن انہیں متاثر کرنے کے لیے کوئی کارنامہ دکھانا ہو گا۔"

"ضرور دکھاؤں گا۔ بولو مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

وہ ٹہلتے ہوئے سوچنے لگی پھر بولی۔ "تم لوٹا ہوا مال آئی جی کے حوالے کر کے میری ممی کی نظروں میں زیرو ہو گئے ہو تمہاری صلاحیتوں کو میں دیکھ رہی ہوں تم نے بڑی چالاکی سے برادر کو اُلّو بنایا ہے۔ وہ کسی دوسرے کو گولی مار کر مطمئن ہے پھر یہ کہ تم برادر کے عکس کو منتقل کرنے والا ہنر جانتے ہو لیکن بینک ڈکیتی میں تم نے ہمیں جو نقصان پہنچایا ہے اس کی تلافی کرو۔ ممی کو اس سے کہیں زیادہ فائدہ پہنچاؤ۔"

"تم کہو تو اسرائیل کا اسٹیٹ بینک خالی کر دوں۔"

وہ پھر ٹہلتے ہوئے سوچنے لگی دفعتاً چونک کر چٹکی بجاتے ہوئے بولی۔ "ہاں یاد آیا۔ یہاں ایک کنجوس ارب پتی یہودی ہے جسے ماميلا اور برادر لوٹنا چاہتے ہیں۔"

"یہ ماميلا کون ہے؟"

"میری ایک بہن کا نام ماميلا اور دوسری کا نام میکسی ہے اور برادر کا نام وان لوئن ہے۔ ماميلا عکس ٹرانسفر کرنے کے آلات لے کر اس یہودی کی شکستہ کوٹھی میں گئی ہے شاید اس نے وہ آلات وہاں چھپا دیے ہیں اور انہیں آن کر دیا ہے۔ برادر' یہودی کے مکان کو اندر سے دیکھ کر معلوم کر رہا ہو گا کہ اس کنجوس نے دولت کہاں چھپائی ہے۔"

"اگر تم ابھی یہاں سے نکل کر اس یہودی کا مکان دکھا دو اور میری ہدایات پر عمل کرو تو میں تمہارے برادر سے پہلے وہاں کا تمام مال تمہاری خوابگاہ میں پہنچا دوں گا۔"

"کیا سچ کہہ رہے ہو؟" وہ خوش ہو کر اس سے لپٹنے آئی پھر اس کے آر پار چلی گئی۔

وہ بولا۔ "مسرتوں پر قابو پاؤ۔ آئندہ اس سے زیادہ مسرتیں ملنے والی ہیں۔ برادر کے پاس جاؤ اور وہاں دیکھو کہ اسکرین پر کیا نظر آرہا ہے۔"

"ابھی جاتی ہوں۔ کیا تم بھی ساتھ رہو گے؟"

"میں ابھی تمہارے برادر کی نظروں میں نہیں آنا چاہتا۔ مگر تم

اپنا یہ لاکٹ پہن کر جاؤ۔ میں اپنے کیمرے کے پیچھے جا رہا ہوں۔ اس طرح میں نظر نہیں آؤں گا لیکن اپنے ٹی وی اسکرین پر تمہارے برادر کو دیکھ سکوں گا۔"

وہ دیوار کی کیل سے نیکلس اتار کر پہننے لگی۔ عادل کیمرے کے سامنے سے ہٹ گیا۔ اس کیمرے کے پیچھے میں کھڑا ہوا اسے آپریٹ کر رہا تھا۔ لیلیٰ ساؤنڈ مشین کو ہینڈل کر رہی تھی۔ ہم تینوں نے اپنے ٹی وی اسکرین کے سامنے آ کر دیکھا۔ انا لانا اپنے کمرے کا دروازہ کھول کر ایک کاریڈور کو عبور کر کے دوسرے کمرے کے دروازے پر دستک دے رہی تھی۔ بھائی کی آواز سنائی دی۔ "انا! کیا تم ہو؟"

"ہاں' دروازہ کھولو۔"

دروازہ کھل گیا۔ وہ اندر آتے ہوئے بھائی سے بولی۔ "میں دیکھنے آئی ہوں' ماملا یہودی کے گھر میں کیا کر رہی ہے۔"

وہ بولا۔ "یہ دیکھو اسکرین تاریک ہے۔ نہ ماملا ہے' نہ یہودی اور نہ ہی اس کے گھر کا منظر ہے۔ یہ پریشانی کی بات ہے' کہیں اس یہودی نے ہماری بہن کو نقصان نہ پہنچایا ہو۔"

"برادر! ہمیں فوراً وہاں جانا چاہیے۔"

"میں ابھی باہر جانے کے لیے جوتے پہن رہا تھا کہ تم آ گئیں جاؤ تم آرام کرو میں ابھی لوٹ آؤں گا۔"

"نہیں برادر! میں ساتھ چلوں گی۔ ابھی آتی ہوں میرا انتظار کرو۔"

"وہ تیزی سے چلتی ہوئی اپنے کمرے میں آئی۔ عادل ادھر کیمرے کے سامنے آ گیا۔ ادھر انا کو دکھائی دینے لگا وہ بولی۔ "تم اس یہودی کا مکان دیکھنا چاہتے تھے۔ میں وہاں جا رہی ہوں کیا میرے ساتھ رہو گے؟"

"میرا عکس نہیں رہے گا لیکن میں تمہارے لاکٹ کے ذریعے تمہاری باتیں سنتا رہوں گا اور جہاں جہاں سے گزرو گی وہاں کے مناظر بھی دیکھتا جاؤں گا۔ یوں یہودی کا مکان دیکھ لوں گا۔"

"باہر اندھیری رات ہے یہ کیمرا کوئی منظر نہیں دکھا سکے گا۔"

"کوئی بات نہیں۔ صرف تمہاری آواز کافی ہے ایک بات یاد رکھو۔ دروازے پر جا کر یہودی کو ضرور مخاطب کرو۔ میں اس کی باتیں ضرور سننا چاہوں گا۔"

بھائی نے دروازے پر دستک دی۔ عادل کیمرے کے پیچھے جا کر انا کے کمرے سے غائب ہو گیا۔ وہ اسکرین پر نظر آ رہی تھی اپنے بھائی کے ساتھ اس بنگلے سے نکل کر کار میں بیٹھ رہی تھی۔ لیلیٰ نے مسکرا کر کہا۔ "بھئی عادل! تم تو زبردست عاشق نکلے' بیچاری انا کو پاگل بنا دیا ہے۔"

وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر بولا۔ "بھائی جان! میں کس قابل ہوں آپ اور بھائی جان مجھ جیسے ذرّے کو آفتاب بنا رہے ہیں۔"

میں نے اس کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "ہم خدا کے عاجز بندے ہیں۔ ہم کسی گدھے کو گھوڑا نہیں بنا سکتے۔ اگر تم ذرّے تو اللہ کی رضا سے آفتاب بن رہے ہو۔ ہم تو صرف راہنمائی [illegible] رہے ہیں۔"

"بھائی جان! یہ میرے لیے کتنے فخر کی بات ہے کہ آپ [illegible] میری خاطر آئے ہیں۔"

"تمہاری خاطر ضرور آیا ہوں لیکن تم یہاں جو کچھ بھی کر [illegible] ہو اس کے پیچھے ہمارے مقاصد ہیں۔ میں وقت آنے پر تم [illegible] بہت کچھ بتا سکوں گا۔"

میں نے اس وقت اسے نہیں بتایا میرا ایک مقصد یہ تھا [illegible] اسرائیل میں جتنے ممالک کے جاسوس' خطرناک تنظیموں کے [illegible] اور جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے آ رہے ہیں' ان سب کو بے [illegible] کرنے کی کوشش کروں۔ پارس نے فارمولوں کا شوشا چھوڑ [illegible] میرے لیے یہ بہترین موقع فراہم کیا تھا۔

میں نے عادل میں بہت سی خوبیاں دیکھی تھیں میں نے [illegible] اس کی پشت پر رہوں گا تو وہ بڑی عمدگی سے مشکل حالات سے [illegible] سیکھ لے گا اور میں بھی کسی گوشۂ عافیت میں آرام نہیں کر [illegible] کچھ تو میں آرام طلب نہیں ہوں کچھ میرے محبوب قارئین سے میدانِ عمل میں لہو گرم رکھنے کا تقاضا کرتے ہیں۔

بہرحال ہم اپنے اسکرین پر ان بہن بھائی کو دیکھ رہے [illegible] کار کے اندر روشنی تھی باہر گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اسٹ[illegible] لائٹس کے قریب سے گزرتے وقت وہ کچھ صاف طور سے نظر [illegible] لگتے تھے پھر وہ یہودی جان داؤد کی کوٹھی کے سامنے رک گئے۔ لوئن نے کار کے اندر کی لائٹ اور ہیڈ لائٹس بجھا دیں اس [illegible] ہمارے ٹی وی کا اسکرین بھی تاریک ہو گیا لیکن انا کی آواز [illegible] دے رہی تھی۔

وہ بولی۔ "برادر! اس کنجوس کے مکان کے باہر اور اندر [illegible] ہے اس لیے ماملا کے آلات کام نہیں کر رہے ہیں۔"

کار کا دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ وان [illegible] نے کہا۔ "ہمیں ماملا کی خبر لینا چاہیے جب تک اس کی خ[illegible] معلوم نہیں ہو گی' مجھے اطمینان نہیں ہو گا۔"

پھر خاموشی چھا گئی۔ سوکھے پتّوں کی ایسی آوازیں آر[illegible] جیسے وہ بہن بھائی ان پر چلتے جا رہے ہو پھر دروازے پر دستک دی۔ دوسری دستک پر ایک اجنبی آواز سنائی دی۔ "کون۔ رات کے تین بج رہے ہوں گے۔ یہ بھی کوئی آنے کا وقت [illegible] جاؤ یہاں سے....."

وہ بند دروازے کے پیچھے سے بول رہا تھا۔ رات کی [illegible] خاموشی میں اس کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔ میں نے [illegible] خوانی کی پرواز کی۔ اس کے دماغ میں پہنچا وہ یہودی جان داؤد گہری تاریکی میں بند دروازے کے پیچھے کھڑا سوچ رہا تھا۔ رات کو چور بدمعاش یا پولیس والے آ سکتے ہیں۔ اس شہر کے

چوروں کو معلوم ہے کہ میرے مکان کی دیواروں میں بجلی کی لہر دوڑتی رہتی ہے اس لیے وہ نہیں آئیں گے۔ پولیس آ سکتی ہے اور اس لیے آ سکتی ہے کہ یہاں ایک لڑکی بینک کے لوٹے ہوئے ایک لاکھ ڈالر لے کر آئی ہے۔

وہ سوچ رہا تھا اور مطمئن تھا کہ اس پر کوئی الزام نہیں آئے گا۔ اس نے ماملا کے لائے ہوئے ایک لاکھ ڈالر چھپا دیے تھے۔ پولیس والے اس کے مکان کی تلاشی لینے کے بعد مایوس ہو جاتے۔ نامی گرامی چور بھی آج تک یہ سراغ لگانے میں ناکام رہے تھے کہ وہ اپنی دولت کہاں چھپا کر رکھتا ہے۔ میں نے پلک جھپکتے ہی معلوم کر لیا۔

اس کے پاس سونے کی اینٹوں کی شکل میں دولت تھی' اس نے تقریباً بیس کروڑ ڈالر کا سونا اپنے مکان کی دیواروں میں چھپا رکھا تھا۔ کئی دیواریں ایسی تھیں جن کے اندر سونے کی اینٹیں رکھنے کے بعد انہیں اینٹوں اور گارے سے مستقل بند کر دیا گیا تھا۔ پچھلے پچیس برس سے وہ سونا وہاں رکھا ہوا تھا۔ پھر آج تک وہ جتنی دولت حاصل کرتا رہا تھا۔ اسے دوسرے کمروں کی دیواروں میں چھپاتا رہا تھا۔ بڑی بڑی ملوں اور فیکٹریوں میں اس کے لاکھوں پونڈز گردش کر رہے تھے جن سے ہر ماہ ہزاروں پونڈز سود کے طور پر وصول ہوتے رہتے تھے۔ اس کے چور خیالات نے بتایا' دولت اتنی بڑھتی جا رہی ہے کہ چھپانے کے لیے اس بڑی سی کوٹھی کی دیواریں کم پڑنے لگی ہیں۔

انا لانا اور وان لوئن دروازے کے باہر کھڑے ہوئے تھے۔ اندر ایک کمرے میں ان کی بہن ماملا بے ہوش پڑی ہوئی تھی اور وہ یہودی دروازہ کھولنا نہیں چاہتا تھا۔ انا لانا نے کہا "مسٹر داؤد! میری بہن کوٹھی میں ہے' مجھے اس سے ملنے دو۔ دروازہ کھولو۔"

وہ دروازہ کبھی نہ کھولتا۔ لیکن میں نے اس کی زبان سے کہا "انتظار کرو۔ ابھی لائٹ آن کر کے دروازہ کھولتا ہوں۔"

اتنا کہتے ہی اس نے اپنے منہ کو دونوں ہاتھوں سے دبا کر سوچا۔ یہ میں نے کیوں کہا "میں ہرگز دروازہ نہیں کھولوں گا اور ایک لائٹ بھی آن نہیں کروں گا۔"

وہ ایسا کرنے سے انکار کرتا ہوا مین سوئچ کے پاس آیا پھر اسے آن کر دیا۔ کوٹھی کے اندر اور باہر روشنی پھیل گئی۔ وہ روشنی دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ اس نے فوراً ہی ہاتھ بڑھا کر مین سوئچ کو آف کرنا چاہا لیکن میں نے ہاتھ ہلانے نہیں دیا۔ اس نے کئی بار دوبارہ اندھیرا کرنے کی کوششیں کیں پھر تیزی سے چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف گیا اور سوچا...... "کچھ بھی ہو جائے' میں دروازہ نہیں کھولوں گا۔"

وہ دروازے کے قریب آ کر رک گیا۔ پھر اونچی آواز میں بولا "یہاں قدم رکھنے سے پہلے ایک وارننگ دیتا ہوں۔ اسے یاد رکھو۔ اس مکان کے اندر کی کسی دیوار کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ بجلی کے نادیدہ تاروں سے چپک کر رہ جاؤ گے۔ جس کے نتیجے میں بے ہوشی بھی ہو سکتی ہے اور موت بھی۔"

یہ کہتے ہی اس نے پھر دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ دبا لیا۔ پھر اپنے منہ پر طمانچے مارتے ہوئے کہنے لگا "میں مر جاؤں۔ میرا منہ ٹوٹ جائے۔ میری زبان کٹ جائے۔ میں نے یہ راز کیوں بتا دیا۔ میں آنے والوں کو اسی طرح ہتھیاروں کے بغیر بے بس کرتا ہوں۔ اب تو یہ ہوشیار ہو گئے ہیں۔"

اب آخری کوشش یہی تھی کہ دروازہ نہ کھلے۔ میں چند سیکنڈ تک اس سے کھیلتا رہا۔ وہ وہاں سے پلٹ کر جانا چاہتا تھا میں اسے واپس لے آتا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ پیچھے کر لیے تاکہ دروازہ نہ کھولے۔ لیکن اسے کھولنا ہی پڑا۔ دروازہ کھلتے ہی ہمیں انا کے لاکٹ کے ذریعے وہ یہودی اور مکان کے اندر کا کچھ منظر دکھائی دیا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ ماملا کی طرح پھر ایک لڑکی تنہا آئی ہے۔ کیونکہ تاریکی میں اب تک صرف انا ہی بول رہی تھی وہ یہودی انا کے ساتھ وان لوئن کو دیکھ کر گھبرا گیا۔ خوف سے کانپتے ہوئے بولا "تت..... تم لوگ کون ہو؟ مجھ سے کیا کام ہے؟"

وان لوئن اسے دھکا دیتے ہوئے اندر آ کر بولا "میری بہن کہاں ہے؟"

"کیا وہ تمہاری بہن ہے' جو میرے گھر میں سو رہی ہے۔"

"ہاں' وہی ہو گی۔ ہمیں اُدھر لے چلو۔"
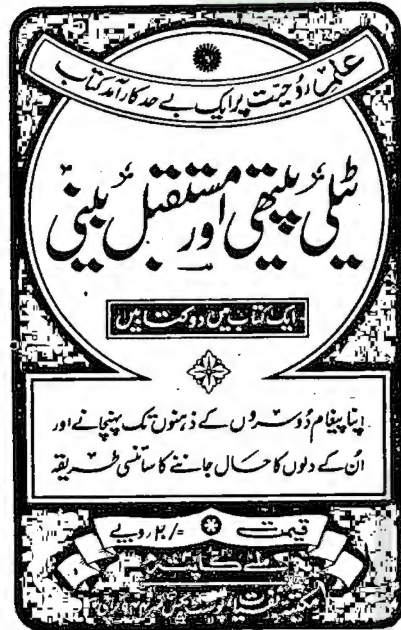
وہ ماميلا کی طرف جانے لگے۔ انا نے پوچھا "بوڑھے کنجوس! کیا یہ درست ہے کہ یہاں کی اندرونی دیواروں میں بجلی کے نادیدہ تار ہیں؟"

یہودی نے ہنستے ہوئے کہا۔ "میں تم لوگوں کو چور ڈاکو سمجھ کر یونہی دھمکی دے رہا تھا۔ تاکہ اندر نہ آؤ۔"

وان لوئن نے کہا "تمہارے گھر میں بیٹھنے کے لیے ایک ٹوٹی ہوئی کرسی نہیں ہے۔ تم بجلی کے تار بچھانے میں کیا خاک رقم خرچ کرو گے؟"

"میں کہہ تو رہا ہوں کہ جھوٹ بول رہا تھا۔ تم کسی بھی دیوار کو ہاتھ لگا کر دیکھو۔ یہ عام سی دیواریں ہیں۔

وان لوئن چلتے چلتے رک گیا۔ اس نے ایک قریبی دیوار کو دیکھا پھر اسے چھونے کے لیے ایک قدم بڑھایا یکبارگی اس کے سامنے عادل کے عکس نے آکر کہا "رک جاؤ۔"

وان لوئن اسے اچانک دیکھتے ہی اچھل پڑا۔ شدید حیرانی سے سنبھل نہ سکا۔ اچھلتے ہی پیچھے فرش پر گر پڑا۔ یہودی خوف کے باعث تھر تھر کانپنے اور حلق سے عجیب و غریب آوازیں نکالنے لگا۔ وان لوئن فرش پر پڑا حیرانی اور بے یقینی سے عادل کو دیکھ رہا تھا۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ عکس ٹرانسفر کرنے کی تکنیک کوئی اور بھی جانتا ہے۔

عادل نے کہا "یہاں کی کسی دیوار کو ہاتھ نہ لگانا۔ ان دیواروں میں چار سو چالیس وولٹ کی بجلی دوڑ رہی ہے۔" وان لوئن نے دیدے پھاڑ کر اسے دیکھتے ہوئے پوچھا "تم کون ہو؟"

انا فخریہ انداز میں مسکرا کر بولی "یہ میرا محبوب' میرا یار' دلدار اور کل کا ہیری اور آج کا عادل ہے۔"

عادل نے کہا "تم نے میرے جسم میں دو گولیاں اتار دیں' مجھے مار ڈالا لیکن میں تمہیں ان دیواروں سے چپک کر مرنے سے بچا رہا ہوں اور اس لیے بچا رہا ہوں کہ جورُو کے بھائی کے لیے سات خون معاف ہوتے ہیں۔"

وان لوئن نے کہا "میں سمجھ گیا۔ انا نے ہمارے آلات چرا کر تمہیں دیے ہیں۔ تم ان آلات کے ذریعے یہاں نظر آرہے ہو۔"

"یہ آلات اور یہ تکنیک تمہارے باپ کی جاگیر نہیں ہیں۔ ہمارے پاس بھی ذہانت ہے۔ یہ دیکھو۔"

اس نے جیب سے ایک سرخ رنگ کا چشمہ نکال کر دکھاتے ہوئے کہا "یہ میری ایجاد ہے۔ میں اسے آنکھوں سے لگا کر زمین کو دیکھتا ہوں تو اس کے اندر چھپے ہوئے خزانے نظر آتے ہیں۔ میں اسے پہن کر معلوم کر سکتا ہوں کہ اس کنجوس یہودی نے اپنی بے انتہا دولت کہاں چھپا رکھی ہے۔"

یہودی جان داؤد نے دونوں ہاتھ انکار میں ہلاتے ہوئے کہا "نہیں' میرے پاس دولت نہیں ہے۔ میں ایک غریب آدمی ہوں تمہارے اس چشمے سے کچھ نظر نہیں آئے گا۔ اسے آنکھوں سے لگا کر نہ دیکھو۔"

"مسٹر عادل! اگر تم اس چشمے کے ذریعے یہ بتا دو کہ سب کی دولت کہاں چھپائی گئی ہے کہ تو میں تسلیم کر لوں گا کہ یہ عکس ٹرانسفر کرنے کے آلات بھی تم نے خود تیار کیے ہیں اور انا نے ہمارے دھوکا نہیں کیا ہے۔"

عادل نے کہا "میں اپنی انا پر الزام نہیں آنے دوں گا۔ ضرور بتاؤں گا کہ دولت کہاں چھپائی گئی ہے لیکن یہ ابھی نہیں کل رات کو بتاؤں گا۔"

"ابھی بتانے میں کیا حرج ہے؟"

"میں اپنے ہونے والی ساس یعنی تمہاری ممی کے سامنے اپنا کمال دکھاؤں گا تاکہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر تسلیم کرے کہ میں ہی انا کا جیون ساتھی اور ایک گاڈمدر کا داماد بن سکتا ہوں۔"

جان داؤد نے کہا "یہ بکواس کرتا ہے۔ میں احمق نہیں ہوں کہ اس خالی مکان میں دولت چھپا کر رکھوں۔ میری دولت امریکا اور یورپ کے کئی بینکوں میں محفوظ ہے۔ تم میں سے کوئی وہاں تک پہنچ نہیں سکے گا۔"

انا نے ایک کمرے میں جھانک کر کہا "برادر! ماميلا اس کمرے میں ایسی گہری نیند سو رہی ہے جیسی بے ہوش ہو' ہماری آواز پر اسے اٹھنا چاہیے تھا۔"

وہ تیزی سے چلتا ہوا دوسرے کمرے میں آیا۔ پہلے اس نے بہن کو آواز دی۔ پھر چٹائی پر گھٹنے ٹیک کر اس پر جھک کر اسے جھنجھوڑا۔ "ماميلا! اٹھو۔ دیکھو ہم آئے ہیں۔"

وہ گہری غفلت میں تھی۔ بھائی کی آواز بھی اسے جگا نہیں پا رہی تھی۔ وان لوئن نے اٹھ کر داؤد کا گریبان پکڑ لیا۔ پھر اسے جھنجھوڑ کر پوچھا "سچ بتا تُو نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ یہ بے ہوش کیسے ہو گئی؟"

"مم... میں نے کچھ نہیں کیا ہے۔ یہ کہیں سے پریشان حال آئی تھی۔ میں نے اسے پناہ دی۔ اسے پیٹ بھر کر کھلایا پلایا۔ تم مجھے نیکی کا یہ بدلہ دے رہے ہو۔"

وہ اسے جھنجھوڑ کر بولا "تُو اور نیکی کرے گا۔ کبھی تیرے باپ نے بھی کسی کو مفت پانی نہیں پلایا ہو گا۔ اچھا یہ بتا جو ایک لاکھ ڈالر یہ لائی تھی وہ کہاں ہیں؟"

"کون سے ایک لاکھ ڈالر؟ ارے یہ کیا غضب ہے۔ ایک تو میں نے مہمان نوازی کی۔ اوپر سے چور بنایا جا رہا ہوں۔ یہ لڑکی یہاں ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں لائی تھی۔"

"تُو نہایت ہی کمینہ اور مکار ہے۔ میری بہن کو بے ہوشی کی کوئی دوا کھلائی ہے اور تھوڑی دیر پہلے جھوٹ بول کر اس دیوار سے لگنے کی ترغیب دے رہا تھا۔ اگر یہ عادل نہ آتا تو میں اب تک مر چکا ہوتا۔ میری بہن کو ابھی ہوش میں لا۔ ورنہ میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

اس نے طیش میں آکر اسے گھونسا مارا۔ یہ نہیں سوچا کہ ایک ہاتھ میں اس بوڑھے کے قدم اکھڑ جائیں گے۔ وہ مار کھا کر بکھرتا ہوا پیچھے والی دیوار سے لگ گیا۔ اس کے حلق سے ایک چیخ نکلی۔ وہ دیوار سے لگا تڑپ رہا تھا۔ دوسری بار چیخنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ اس کے دیدے پھیل گئے تھے۔

انا نے بھائی کو جھنجھوڑ کر کہا "برادر! اسے بچاؤ۔ مین سوئچ کہاں ہے؟"

عادل نے کہا "اس کوٹھی کے پچھلے حصے میں ہے۔"

وان لوئن اُدھر دوڑتا ہوا گیا۔ مین سوئچ کو ڈھونڈنے میں تھوڑا وقت لگا۔ پھر اس نے اسے آف کر دیا۔ ایک دم سے ہر سو تاریکی چھا گئی۔ وہ جیبی ٹارچ نکال کر اس کی روشنی میں دونوں بہنوں کے پاس اس کمرے میں آیا۔ سوئچ آف ہوتے ہی داؤد دیوار سے الگ ہو کر فرش پر اوندھے منہ گر پڑا تھا۔ وان لوئن نے قریب آکر اس کی نبض ٹٹولی وہ تقریباً مردہ ہو چکا تھا۔ تاہم زندگی کے آثار تھے۔

عادل نے میرے مشورے کے مطابق کہا "اس بوڑھے کو اپنی گاڑی میں ڈال کر لے جاؤ۔ اسے زندگی دو مگر قیدی بنا کر رکھو۔ اور اس کی کوٹھی کے تمام دروازوں کو مقفل کر دو۔"

وان لوئن نے کہا "اس مصیبت کو ساتھ لے جانے کا مشورہ نہ دو۔ یہ صبح تک مر جائے گا۔ تم ہم سے دوستی کرو اور بتاؤ' اس نے دولت کہاں چھپائی ہے؟"

"میں کہہ چکا ہوں' گاڈمدر کی موجودگی میں بتاؤں گا۔ بوڑھے داؤد کو یہاں سے نہیں لے جاؤ گے اور یہ اس مکان میں مر جائے گا تو پھر یہاں سرکاری کارندوں کا قبضہ ہو جائے گا۔"

انا نے کہا "برادر' سمجھنے کی کوشش کرو۔ عادل بڑی ذہانت کی باتیں کر رہا ہے۔ اسے فوراً گھر لے جا کر طبی امداد پہنچاؤ۔"

اس نے تھوڑی دیر سوچا پھر داؤد کو کاندھے پر اٹھا کر مکان سے باہر آیا۔ کار کے پچھلے دروازے کو کھول کر اسے سیٹ پر ڈال دیا۔ پھر ماميلا کو اٹھا کر لانے گیا۔ میں داؤد کے کمزور دماغ کو پڑھ رہا تھا۔ وہ جیسے اب تب میں مرنے والا تھا۔ اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو مر چکا ہوتا لیکن اس کے دماغ میں یہ بات جم گئی تھی کہ وہ مرے گا تو اربوں ڈالرز سرکار کے خزانے میں چلے جائیں گے یا کوئی مکان کی دیواریں توڑ کر سونے کی اینٹیں لے جائے گا۔ اس لیے اسے مرنا نہیں چاہیے۔ زندگی کے لیے لڑنا چاہیے۔ وہ زبردست قوتِ ارادی کا مالک تھا اس لیے لڑ رہا تھا اور ابھی تک زندہ تھا۔

وان لوئن نے ڈرائیو کرتے ہوئے انا لاانا سے کہا "میں نے پہلے دھیان نہیں دیا تھا۔ اب پتا چلا کہ تم نے یہ لاکٹ اس عادل کو یہاں بلانے کے لیے پہنا ہے۔"

"بے شک' اسی کے لیے پہنے ہوئے ہوں۔ لیکن تم نے آلات کی چوری کا الزام مجھ پر لگا کر میری توہین کی ہے۔ میں ممی سے شکایت کروں گی۔"

"انا! تم صرف ممی کی نہیں' ہم سب کی جان ہو۔ عادل کا عکس دیکھ کر فوراً ہی یہ خیال آیا تھا کہ اس نے میری تکنیک اور آلات چرائے ہیں اور اس چوری میں تم اس کے ساتھ ہو۔"

"کیا دنیا میں تم ہی ایک ذہین سائنس دان ہو؟"

"بالکل نہیں' مجھ سے بڑے بڑے سائنس دان ہیں۔ لیکن اپنی ایجاد کو دوسرے کے استعمال میں دیکھ کر میں نے الزام دیا تھا۔ اگر وہ سرخ چشمے کا کمال ثابت کر دے گا اور یہودی کی بے انتہا دولت کا سراغ لگائے گا اور ہمیں اس دولت تک پہنچائے گا تو میں تسلیم کر لوں گا کہ وہ مجھ سے بڑا سائنس دان ہے۔ پھر میں اس کے سامنے تم سے معافی مانگ لوں گا۔"

"برادر! وہ اپنی برتری ثابت کرنے کے لیے نہیں' مجھے حاصل کرنے کے لیے اپنے سرخ چشمے کی کرامت ضرور دکھائے گا۔"

"تم یہ تو بتا سکتی ہو کہ وہ کون ہے؟"

"اس کا پیدائشی نام عادل ہے۔ وہ مسلمان ہے۔ یہاں ہیری رابسن کے بھیس میں تھا۔ اِسی بھیس میں میری اور اس کی پہلی ملاقات ہوئی۔ پھر دوسری ملاقات ساحل پر ہوئی۔ وہاں تم نے کسی اور کو ہیری سمجھ کر قتل کر دیا۔ اس کے بعد عادل نے ہیری کا چولا اتار دیا۔ ابھی تم نے اسے اصل روپ میں دیکھا ہے۔"

"یہ تم سرسری سی معلومات پیش کر رہی ہو۔ یہ بتاؤ' وہ کرتا کیا ہے؟ اس نے کس لیے ہیری کا روپ اختیار کیا تھا؟ وہ کس گینگ سے تعلق رکھتا ہے؟"

"میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتی ہوں۔"

"کیا دھوکا کھانے کے لیے اندھی ہو کر اس سے عشق کر رہی ہو؟"

"جب دھوکا کھاؤں گی تو تمہارے سامنے شرمندہ ہو جاؤں گی۔"

"کیا یہ معمولی سا دھوکا تھا کہ ہماری لوٹی ہوئی بینک کی تمام رقم وہ ہڑپ کر گیا اور ظاہر یہ کر رہا ہے کہ اس نے بینک والوں کو رقم لوٹا دی ہے۔"

"میں فی الحال اتنا جانتی ہوں کہ اس سے کئی گنا زیادہ رقم وہ ممی کے قدموں میں لا کر ڈالے گا۔"

"اس یہودی نے کروڑوں ڈالر اور پونڈز چھپائے ہوں گے۔ کیا عقل تسلیم کرتی ہے کہ عادل اتنی دولت تمہارے عشق میں ہمارے حوالے کر دے گا؟"

"اگر تمہاری عقل یہ تسلیم نہیں کرتی ہے تو اس میں میرا نہیں' تمہاری عقل کا قصور ہے۔"

اس نے بہن کو گھور کر دیکھا۔ پھر جواباً خاموش ہی رہا۔ اپنی رہائش گاہ کے گیراج میں اس نے گاڑی روکی پھر داؤد اور ماميلا کو باری باری اٹھا کر بنگلے کے اندر لے گیا۔ ماميلا محض بے ہوش

تھی۔ داؤد کی حالت تشویش ناک تھی۔ وہ تمام بھائی بہنیں ابتدائی طبّی امداد کے متعلق وسیع معلومات رکھتے تھے۔ صبح سات بجے تک وان لوئن کی مسلسل توجہ اور مؤثر دواؤں کے استعمال سے داؤد کی جان میں جان آئی۔ وہ سو گیا۔

انا' ماميلا کو اٹینڈ کرتی رہی۔ اس نے صبح پانچ بجے آنکھ کھول دی۔ پھر پریشان ہو کر بولی "میں تو یہودی کے مکان میں تھی۔ یہاں کیسے آ گئی؟"

انا نے اسے تمام واقعات بتائے پھر کہا "تم آرام کرو۔ میں سونے جا رہی ہوں۔"

وہ اپنے کمرے میں آ گئی۔ تمام رات جاگتی رہی تھی۔ اسے سو جانا چاہیے تھا لیکن اس نے عادل کے عکس سے ملاقات کرنے کے لیے کمرے کا دروازہ بند کر لیا۔ اپنے لاکٹ کو آپریٹ کیا مگر وہ نظر نہیں آیا۔ اس نے لاکٹ کو منہ کے قریب لا کر پکارا "عادل! کہاں ہو؟ آ جاؤ۔ میں انتظار کر رہی ہوں۔"

اسے جواب نہیں ملا۔ پھر وہ ٹیلی فون کے پاس آئی۔ ریسیور اٹھایا۔ موبائل کے کوڈ نمبر اور فون نمبر ڈائل کیے۔ رابطہ ہو گیا وہ بولی "ہیلو عادل! کیا سو گئے ہو۔"

میں نے کہا "ہاں بیٹی! وہ سو رہا ہے۔ اب تمہیں بھی سو جانا چاہیے۔"

انا نے پوچھا "آ..... آپ کون ہیں؟"

"میں عادل کا بھائی جان ہوں۔ نیند صحت کے لیے ضروری ہے۔ میں بھی سو رہا ہوں۔ دن کے ایک بجے ملاقات ہو گی۔" میں نے فون بند کر دیا۔ اسے بھی مجبوراً صبر کرنا پڑا۔ وہ بھی لباس بدل کر سو گئی۔ ادھر وان لوئن ... داؤد کے دونوں ہاتھ پاؤں پلنگ سے باندھ دینے کے بعد خود بھی سو گیا تھا۔

دن کے بارہ بجے تک اس بنگلے میں گہری خاموشی رہی۔ سب رات بھر کے تھکے ہوئے تھے۔ اپنی تھکن اتار رہے تھے سب سے پہلے ماميلا بیدار ہوئی۔ اس نے غسل کر کے لباس بدلنے کے بعد پھلوں کا جوس لیا پھر بھائی کے کمرے میں جھانک کر دیکھا۔ بستر پر داؤد بندھا پڑا تھا۔ وہ جاگ رہا تھا مگر خاموش تھا۔

ماميلا اسے دیکھ کر چونک گئی۔ پھر اس کے قریب آ کر بولی۔ "میرا بیگ اور ایک لاکھ ڈالر کہاں ہیں؟"

وہ اسے خاموشی سے دیکھنے لگا۔ وہ بولی "میں جانتی ہوں' میرا بھائی تمہیں پکڑ کر یہاں لایا ہے۔ میں شاید بے ہوش ہو گئی تھی۔ ہاں' مجھے یاد آ رہا ہے۔ میں نے تمہارے ہاتھ سے پانی کے چند گھونٹ پیے تھے اس کے بعد مجھے ہوش نہیں رہا تھا۔"

وہ جواباً کچھ بولنے لگا۔ اس کے منہ سے عجیب سی دھیمی دھیمی آوازیں نکل رہی تھیں۔ لیکن وہ کوئی لفظ ادا نہیں کر رہا تھا۔ وہ کچھ کہنا چاہتا تھا مگر کہہ نہیں پا رہا تھا۔ اس نے پوچھا "تم کیا کہہ رہے ہو؟ کیا بولنے کے قابل نہیں رہے؟ انا نے بتایا تھا کہ تمہیں بجلی کے زبردست جھٹکے پہنچے ہیں۔ ویسے تمہارا انجام یہی ہونا تھا اور یہ ہو رہا ہے؟"

وہ بے بسی سے اور رحم طلب نظروں سے دیکھنے لگا' ماميلا "تمہیں توانائی کی ضرورت ہے۔ میرا برادر! تمہیں زندہ رکھنا چاہتا ہے۔ میں نے ابھی پھلوں کا جوس پیا ہے۔ کیا تم بھی پیو گے؟"

وہ ہاں کے انداز میں جلدی جلدی سر ہلانے لگا۔ وہ کچن میں جا کر پھلوں کا جوس بنا کر لے آئی۔ اس کے دونوں ہاتھ کھول کر بولی۔ "اٹھو اور پیو۔"

وہ اٹھنے کی کوشش میں کمزوری سے کانپنے لگا۔ ماميلا نے اسے سہارا دے کر بٹھایا پھر اسے اپنے ہاتھوں سے پلایا۔ وان لوئن نے کمرے میں آ کر کہا "دیکھو داؤد! میری بہن کتنی محبت کرنے والی ہے۔ تم نے اس کے ساتھ برا سلوک کیا لیکن یہ تمہاری زندگی اور توانائی کا سامان کر رہی ہے۔"

وہ بڑی عاجزی سے ہاتھ اٹھا کر سلام کرنے لگا۔ وان لوئن نے کہا "ہمیں سلام نہ کرو' صرف اتنا بتاؤ' دولت کہاں چھپائی ہے؟"

وہ منہ سے بے تکی آوازیں نکال کر کچھ بولا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آیا البتہ اس کے اشاروں اور حرکتوں سے یہ سمجھ میں آیا وہ خود کو غریب اور مجبور انسان کہہ رہا ہے۔ ماميلا نے کہا "برادر! یہ بڑا ڈھیٹ ہے۔ کچھ نہیں بتائے گا۔"

پھر وہ داؤد سے بولی "گدھے کے بچے! یہ تو بتا دے میرے ایک لاکھ ڈالرز کہاں ہیں؟"

وہ پھر بے تکی آوازیں نکال کر اشاروں کی زبان میں بولا "میرے پاس کسی کے ایک لاکھ ڈالر نہیں ہیں۔"

وان لوئن نے کہا "سسٹر! اس کے ساتھ سر نہ کھپاؤ۔ انا' عاشق نے یقین دلایا ہے کہ وہ ہماری ممی کے سامنے اس کنجوس کی تمام دولت ظاہر کرے گا۔"

داؤد بڑی کمزوری سے ہنسنے لگا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے رو رہا ہو لیکن وہ اس یقین سے ہنس رہا تھا کہ دیواروں میں چھپی ہوئی دولت کا سراغ کوئی نہیں لگا سکے گا۔ وہ بیمار سی ہنسی ہنس رہا تھا اور ٹھینگا دکھا رہا تھا۔

ماميلا نے پریشان ہو کر کہا "برادر! یہ بڑا پُر اعتماد ہے کہ ہم اس کی دولت تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ اس طرح ہمارے ایک لاکھ ڈالر ڈوب جائیں گے۔"

"سسٹر! اطمینان رکھو۔ اسے میں اسی لیے اٹھا لایا ہوں کہ یہ یہاں قید رہے گا اور میں اس کے خالی مکان میں آزادی سے دیوار اور تمام فرش کھود کر دولت تلاش کر سکوں گا۔"

"ہی ہی ہی......." وہ ہنستے ہنستے نڈھال ہو کر لیٹ گیا پھر بار بار ٹھینگا دکھانے لگا۔

وان لوئن نے کہا "یہ بار بار ٹھینگا کیا دکھا رہے ہو۔ اگر دولت نہ ملی تو ہم تمہیں کھلا پلا کر خوب تگڑا کرتے رہیں گے اور تمہارے جسم سے ایک بوتل خون نکال لیا کریں گے۔ تمہیں زندگی بھی دیتے رہیں گے اور مارتے بھی رہیں گے۔ تم زندگی کی بھیک مانگتے رہو گے اور روز مرتے رہو گے۔"

داؤد نے آنکھیں بند کر لیں۔ ماميلا اور وان لوئن نے دوبارہ اس کے ہاتھوں کو پلنگ سے باندھ دیا۔ پھر انہوں نے انا کے دروازے پر آ کر دستک دی۔ اندر خاموشی تھی۔ دوسری دستک پر انا کی آواز آئی۔ "میں غسل کر رہی ہوں۔"

وہ دوسرے کمرے میں چلے گئے۔ انہوں نے آدھے گھنٹے بعد پھر آ کر دستک دی۔ وہ اندر سے بولی "میں لباس بدل رہی ہوں۔" ایسا کہتے وقت اس کی ہنسی سنائی دی۔ ماميلا نے پوچھا "یہ تمہیں کس بات پر ہنسی آ رہی ہے؟ فوراً لباس پہن کر دروازہ کھولو۔"

"سوری سسٹر! میں ابھی مصروف ہوں۔ تم اپنے کمرے میں رہو۔ میں خود آ جاؤں گی۔"

بہن بھائی نے ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھا پھر وہ دونوں ہی دروازے سے کان لگا کر سننے لگے۔ اندر باتیں کرنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ وہ توجہ سے سننے کی کوشش کرنے لگے۔ لیکن اندر ہونے والی گفتگو اتنی دھیمی تھی جیسے راز و نیاز کی باتیں ہو رہی ہوں۔

وان لوئن' ماميلا کا بازو پکڑ کر اسے دروازے سے ذرا دور لے گیا۔ پھر سرگوشی میں بولا "عادل ہے۔"

ماميلا نے تعجب سے پوچھا "عادل ہے؟ مگر کہاں ہے؟"

"بھئی سمجھا کرو۔ انا کے کمرے میں ہے۔"

"اچھا وہی عادل' جس سے وہ عشق کرتی ہے۔ میں حیران ہوں کہ وہ بھی عکس بن کر آتا ہے۔"

"ہاں' مگر یہ اچھی بات نہیں ہے۔ انہیں بند کمرے میں نہیں رہنا چاہئے۔"

"پہلی بات تو یہ کہ وہ بند کمرے میں ہماری بہن کا کچھ نہیں بگاڑے گا۔ اس کے بدن کو چھو بھی نہیں سکے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم عادل کو یہاں آنے سے روک سکتے ہیں لیکن اس کے عکس کے سامنے کوئی دیوار حائل نہیں ہو سکے گی۔"

"ہاں یہ تو ٹھیک ہے مگر انا کا عشق ہمیں نقصان پہنچا رہا ہے۔ میں چاہتا تھا' ابھی ہم دونوں داؤد کے گھر جاتے اور ڈیٹیکٹر آلے سے کھوج لگاتے کہ اس کنجوس یہودی نے تہ خانہ یا خفیہ مال خانہ کہاں بنایا ہے۔"

"بے شک' ابھی ہمیں یہ کام کر لینا چاہیے۔ یہودی یہاں قید رہے گا اور انا اس کی نگرانی کرتی رہے گی۔"

"مگر وہ توجہ اور ذمے داری سے نگرانی نہیں کرے گی۔ عادل سے راز و نیاز کرتی رہے گی۔ ایسے میں وہ قید سے نکل بھاگے گا۔"

"بہتر ہے تم اکیلے چلے جاؤ۔ میں اس کی نگرانی کروں گی۔"

انا کے کمرے سے زوردار قہقہے سنائی دیے۔ انا کے ساتھ ایک مردانہ قہقہے کی آواز واضح تھی۔ انہوں نے غصے سے اس کمرے کی طرف دیکھا پھر ماميلا قیدی کے کمرے میں گئی اور وان لوئن باہر آ کر اپنی کار میں بیٹھ گیا۔ وہ داؤد کے گھر جا رہا تھا۔

میں جانتا تھا' دوسری صبح وہ یہی کرے گا۔ دولت حاصل کرنے کی بے چینی اسے چین سے بیٹھنے نہیں دے گی۔ میں نے بابا صاحب کے ادارے کے دو جاسوس بلا لیے تھے ان میں سے ایک وہی تھا' جس کے بنگلے میں مرینا نے پناہ لی ہوئی تھی اور وہاں آرام و سکون سے رہ رہی تھی۔ اس جاسوس کا نام ٹام مورس تھا اور آج شام کو مرینا اس سے شادی کرنے والی تھی۔

میں نے دونوں جاسوسوں سے کہا تھا' آج بہت مصروف دن گزارنا ہے۔ پھر شام کے وقت ٹام مورس کو چھٹی دینا ہے تاکہ وہ شادی کرے اور اپنی دلہن کے ساتھ وقت گزارے۔ صبح کے وقت جب وان لوئن اپنی بہنوں اور قیدی یہودی کے ساتھ بے خبر سو رہا تھا تب ہی ٹام مورس نے اس کے بنگلے کے احاطے میں پہنچ کر اس کی دونوں کاروں کے بریک بے کار کر دیے تھے۔ وان لوئن ان میں سے ایک کار ڈرائیو کر رہا تھا۔

نتیجہ ظاہر تھا' ایک مصروف سڑک سے گزرتے وقت جب بریک لگانے کی ضرورت پڑی تو پتا چلا' بریک کام نہیں کر رہا ہے۔ اس نے مصروف سڑک سے نکل جانے کے لیے ایک ذیلی سڑک پر مڑنا چاہا۔ ایسے ہی وقت حادثہ پیش آیا۔ وہ بری طرح زخمی ہوا۔ کچھ لوگوں نے اسے اسپتال پہنچا دیا۔ ہمارے جاسوس کا ایک ماتحت اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ اس نے ہمیں اطلاع دی۔ میں نے کہا "وہیں اسپتال میں رہو۔ اسے چار گھنٹے وہاں بستر پر ہی رہنا چاہیے۔"

ہمارے لیے راستہ صاف ہو گیا۔ ماميلا یہودی داؤد کی نگرانی کر رہی تھی۔ عادل نے انا کو اس کے بیڈ روم میں مصروف رکھا تھا اور وان لوئن اسپتال پہنچ گیا تھا۔ میں ایک گاڑی میں دونوں جاسوسوں کے ساتھ داؤد کے مکان میں پہنچ گیا۔

ہمارے ساتھ ڈرل مشینوں کے علاوہ کدالیں بھی تھیں۔ ٹام مورس نے مین سوئچ آف کر دیا پھر وہ دونوں میری نشاندہی کے مطابق دیواریں توڑنے لگے۔ میں بھی ان کے ساتھ محنت کر رہا تھا۔ تمام دروازے اندر سے بند تھے۔ نادیدہ بجلی کے تار الگ کر دینے کے بعد مین سوئچ آن کر دیا تھا تاکہ دیواروں کو کھودنے کے لیے ڈرل مشینیں استعمال کی جا سکیں۔

پندرہ منٹ کی محنت کے بعد ہی دیواروں کے اندر سے سونے کی اینٹیں جھلکنے لگیں۔ کہیں کہیں سے ہیرے اور بیش قیمت موتی فرش پر گرنے لگے۔ ہم انہیں اٹھا کر تھیلیوں میں ڈالتے جا رہے تھے۔

وہاں کی تمام کوٹھیاں ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر تھیں۔ ڈرل مشین ٹھہر ٹھہر کر چلائی جا رہی تھی۔ شاید اس لیے دور تک

آواز نہیں جارہی تھی۔ یا پھر آواز سن کر بھی کوئی اس کنجوس کے مکان کی طرف نہ آنا چاہتا تھا۔ ویسے جو بھی آتا میں اور لیلیٰ اسے ٹیلی پیتھی کی بھول بھلیوں میں الجھا دیتے۔

کمبخت نے بڑی دولت جمع کی تھی۔ ہماری دیگن کار چھوٹی پڑ گئی تھی۔ اس دولت کو ہمارے خفیہ اڈے میں پہنچانے کے لیے ویگن نے تین پھیرے لگائے۔ اس نے دنیا کے بیش قیمت اور نایاب ہیرے ٹائلٹ کی دیواروں میں چھپائے تھے۔ تقریباً پچاس لاکھ برٹش پونڈز پلاسٹک کے تھیلوں میں حفاظت سے رکھے تھے کیونکہ سونے کی طرح برٹش پونڈز کی بھی قیمت بڑھتی رہتی تھی۔ بیس کروڑ ڈالر کا سونا کچھ کم نہیں ہوتا۔ یہ انتیس پچیس برس پہلے دیواروں میں چھپائی گئی تھیں۔ اس وقت وہ محض پانچ کروڑ کا سونا تھا۔ اب اس کی مالیت چار گنا ہوگئی تھی۔

وہاں سے اتنی دولت لے جانے میں چھ گھنٹے لگ گئے۔ وان لوئن ایک گھنٹے کے اندر ہی ہوش میں آگیا تھا لیکن زخم ایسے تھے کہ وہ شام سے پہلے اسپتال سے گھر نہ جاسکا۔ اس نے ماميلا کو حادثے کی اطلاع دینی چاہی' اسپتال کے کمرے میں فون کرنے کی سہولت پہنچائی گئی۔ اس کا ایک بازو بری طرح زخمی ہوا تھا۔ نرس نے اس کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کیے۔ لیکن فون انا کے کمرے میں رکھا ہوا تھا۔ عادل نے اس سے کہا تھا کہ ریسیور کو اٹھا کر کریڈل سے الگ رکھے تاکہ فون کی گھنٹی ان کے رومانس میں مداخلت نہ کرے۔ بے چارہ اسپتال سے فون کرتے کرتے تھک گیا۔ آخر شام کو ڈاکٹر نے کہا کہ وہ گھر جاسکتا ہے۔

پولیس نے تسلیم کیا کہ حادثے میں وان لوئن کی غلطی نہیں ہے۔ بریک ناکارہ ہوگیا تھا اس لیے اسے حراست میں نہیں لیا گیا۔ وہ گھر آیا تو ماميلا اسے پٹیوں میں دیکھ کر گھبرا گئی۔ اسے سہارا دے کر اپنے بستر پر لے آئی۔ وہ اسے بتا رہا تھا کہ کسی طرح اسپتال میں پڑا رہا اور بار بار فون کرتے رہنے کے باوجود رابطہ نہ ہوسکا۔

ماميلا نے دروازے پر دستک دے کر انا کو بلایا پھر کہا "بے شرمی اور غیر ذمے داریوں کی حد ہوگئی ہے۔ تم اب تک دروازہ بند کیے اس آوارہ بدمعاش سے باتیں کررہی ہو۔"

انا نے کہا "اسے آوارہ بدمعاش نہ کہو۔ وہ جاچکا ہے' تم کمرے میں آکر دیکھ سکتی ہو۔"

"کیا خاک دیکھوں۔ تم نے اب تک وہ ریسیور الگ رکھا ہوا ہے' برادر زخموں سے چُور اسپتال میں پڑا رہا' ہمیں فون کرتا رہا مگر تم یار کے ساتھ عیاشی میں مصروف رہیں۔"

وہ پریشان ہوکر دوڑتی ہوئی بھائی کے پاس آئی پھر اس سے لپٹ کر بولی "برادر مجھے معاف کردو۔ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ایسے حالات پیش آئیں گے۔ آئندہ میں کبھی فون ڈس کنکٹ نہیں کروں گی۔ میں شرمندہ ہوں برادر!"

وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر بولا "جو تقدیر میں تھا' اسے میں نے بُھگت لیا۔ ہم سب کی بھلائی اِسی میں ہے میری پیاری بہن کہ عادل کے چکر میں نہ پڑو۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا' تم دونوں اس کے خلاف کیوں بولتے ہو۔ کیا عادل نے تمہیں اسپتال پہنچایا ہے؟"

"ہم تم سے بحث نہیں کرنا چاہتے۔ تم ماميلا کے کمرے میں ٹیلی فون پہنچا دو۔ اور جب تک عادل کے ساتھ رہو' ہم سے دور رہو۔ تین گھنٹے بعد ممی یہاں پہنچنے والی ہیں۔ وہی تم سے سمجھ لیں گی۔"

انا ٹیلی فون ماميلا کے کمرے میں لے آئی پھر اپنے کمرے میں چلی گئی۔ ماميلا اور وان لوئن بے انتہا دولت حاصل کرنے کے لیے بے چین تھے لیکن داؤد کو اپنے گھر میں چھوڑ کر اس کے گھر نہیں جاسکتے تھے کیونکہ انا پر بھروسا نہیں تھا اور وان لوئن اب ماميلا کے سہارے کے بغیر کہیں جا نہیں سکتا تھا۔ خود ڈرائیو نہیں کرسکتا تھا۔ ماميلا ہی کار ڈرائیو کرکے اسے لے جاسکتی تھی۔

یہ سوال بھی ذہن میں تھا کہ کار کا بریک ناکارہ کیسے ہوگیا تھا؟ وہ کار مرمّت کے لیے جاچکی تھی۔ ماميلا نے فون کرکے ایک مکینک کو بلایا اور کہا کہ دوسری کار کو اچھی طرح چیک کرے۔ اس نے چیک کیا اور بتایا کہ دوسری کار کا بریک بھی بے کار ہوچکا ہے یا بے کار کردیا گیا ہے۔

تب یہ تشویش پیدا ہوئی کہ ان سے کوئی دشمنی کررہا ہے۔ شبہ عادل پر تھا۔ اس نے فون کا ریسیور الگ رکھوا دیا تھا تاکہ اسپتال سے اس کی کوئی خبر ماميلا تک نہ پہنچے۔ یہ بات بھی سمجھ میں آرہی تھی کہ انہیں داؤد کے گھر تک جانے سے روکا جارہا ہے۔ وان لوئن نے کہا "سسٹر! ہمیں فوراً وہاں جانا چاہیے۔ عادل یا اس کے آدمی اس مکان میں ضرور کچھ کررہے ہیں۔"

وہاں جانا ضروری تھا لیکن ائرپورٹ جانا اس سے بھی زیادہ ضروری تھا۔ گاڈ مدر آرہی تھی۔ مکینک نے بریک درست کیے اور کار کو پوری طرح چیک کرنے میں اتنا وقت صرف کیا کہ فلائٹ کی آمد میں صرف ایک گھنٹہ رہ گیا۔ ماميلا نے کہا "کوئی بات نہیں' ہم ممی کو ائرپورٹ سے داؤد کے مکان میں لے جائیں گے اور انہیں پوری روداد سنائیں گے۔ وہ اپنے تجربات سے بتائیں گی کہ چھپی ہوئی دولت تک کیسے پہنچا جائے۔"

انہوں نے داؤد کو اچھی طرح باندھ رکھا تھا۔ یہ اطمینان تھا کہ وہ ان بندشوں سے نجات حاصل نہیں کرسکے گا۔ انہوں نے اس دروازے کو باہر سے لاک کردیا پھر ائرپورٹ چلے آئے۔ وان لوئن زیادہ چلنے پھرنے کے قابل نہیں تھا۔ وہ کار کی اگلی سیٹ پر بیٹھا رہا ماميلا تنہا لیبج ہال کی طرف چلی گئی۔

باہر سے آنے والے مسافروں کی سختی سے چیکنگ ہوتی تھی۔ ان دنوں بیرونی ممالک سے کئی خطرناک تنظیموں کے افراد اور ٹیلی پیتھی جاننے والے آرہے تھے اس لیے ہر فلائٹ کے مسافروں پر کڑی نظر رکھی جاتی تھی۔ وہاں انٹیلی جنس کے دو ایسے جاسوس تھے جن کے دماغوں میں ٹیری ہارٹ موجود رہتا تھا۔ جن مسافروں پر شبہ ہوتا تھا' ان سے دونوں جاسوس باتیں کرتے تھے اور ان کی آواز ٹیری کو سناتے تھے۔ یوں ٹیری ان کے اندر پہنچ کر شبہ دور کرتا تھا۔ ایسے عمل سے کتنے ہی اسمگلر اور بیرونی ممالک سے بھاگ کر آنے والے قاتل گرفتار ہوچکے تھے۔

ایسے بھی مسافر نظروں میں آئے تھے جو یوگا کے ماہر تھے۔ ٹیری کی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتے تھے۔ انہیں قانونی طور پر شہر میں داخل ہونے سے روکا نہیں جاسکتا تھا۔ ٹیری انہیں تل ابیب میں رہائش اختیار کرنے کی اجازت دیتا تھا لیکن ان کے پیچھے جاسوس لگا دیتا تھا۔ اس رات ٹیری ہارٹ خود ائرپورٹ پر آیا تھا۔ وہ دن رات اپنی خفیہ رہائش گاہ میں قید رہ کر خیال خوانی نہیں کرسکتا تھا۔ دل گھبرانے لگتا تھا۔ وہ کھلی فضا میں چند گھنٹے گزارنے آیا تھا۔ ارادہ تھا وہاں سے سمندر کے ساحل پر جائے گا پھر رات کا کھانا کھانے کے بعد واپس اپنی خفیہ پناہ گاہ میں چلا جائے گا۔

اگر مقدر کے اصولوں کے مطابق دیکھا جائے تو کوئی بے مقصد کہیں آتا جاتا نہیں ہے۔ تقدیر اپنا کھیل کھیلنے انسان کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ پہنچا دیتی ہے۔ ٹیری چاہتا تو سیدھا سمندر کنارے چلا جاتا اور خیال خوانی کے ذریعے آنے والے مسافروں کو چیک کرلیتا لیکن نصیب عاشقاں اسے وہاں لے آیا۔ وہ عاشق مزاج نہیں تھا لیکن میکسی کو دیکھتے ہی کچھ سحرزدہ سا ہوگیا۔

وہ گاڈ مدر ٹریسا کی بیٹی میکسی تھی۔ اپنی ممی کے ساتھ لیبج ہال سے باہر آرہی تھی۔ باہر ماميلا کھڑی ہوئی تھی۔ وہ تینوں ماں بیٹیاں گلے لگ کر خوشی کا اظہار کررہی تھیں اور ایک دوسرے سے کچھ بول رہی تھیں۔ ٹیری اپنے کسی جاسوس کے ذریعے ان ماں بیٹیوں کے دماغوں میں پہنچنے اور ان کی باتیں سننے کا ارادہ کرسکتا تھا لیکن وہ ساری دنیا بھول کر میکسی کو دیکھ رہا تھا۔ وہ دنیا کی حسین ترین لڑکی نہیں تھی لیکن دل جس پر آجائے' اس کے سامنے دنیا کی حسین ترین دوشیزائیں بھی ہیچ لگتی ہیں۔

ویسے میکسی حسین تھی۔ چہرے کے نقوش جاذب نظر تھے۔ جب وہ ماں اور بہن کے ساتھ جانے لگی تب وہ چونکا اور خیال آیا کہ وہ کہیں گم نہ ہوجائے۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے ایک جاسوس سے کہا "وہ دیکھو' ایک دوشیزہ نارنجی اور سیاہ رنگ کے اسکرٹ اور بلاؤز میں ہے اس کے شانے سے ایک سیاہ بیگ لٹک رہا ہے اور گورے مکھڑے پر سیاہ چشمہ ہے۔ اسے مخاطب کرو' مجھے اس کی آواز سناؤ۔"

"سر! میں اسے ابھی روک کر باتیں کرتا ہوں۔ لیکن میرے سامنے یہ مسافر مشکوک ہے۔ آپ اس کی آواز سنیں۔"

پھر اس نے آواز سنوائی۔ ٹیری اس مسافر کے دماغ میں گیا۔ مسافر نے فوراً ہی سانس روک لی۔ اگر وہ محض اسمگلر یا کسی اور طرح کا مجرم ہوتا تو ٹیری اسے پولیس کے حوالے کرکے اس حسینہ کی آواز سننے چلا جاتا لیکن مسافر نے سانس روک کر اپنی اہمیت کا یقین دلایا تھا۔ ٹیری نے ایک انسپکٹر کے ذریعے پوچھا "تم نے یہ سانس روکنے کا ہنر کیوں سیکھا ہے۔ کیا تم نے اپنے اندر کوئی راز چھپا رکھا ہے؟"

وہ بولا "کوئی راز میرے اندر نہیں ہے۔ لیکن میرے ذاتی اور خاندانی معاملات ایسے ہیں' جنہیں میں دنیا سے چھپاتا ہوں۔ کیا قانون کو میرے ذاتی معاملات سے دلچسپی ہے؟"

"ہمیں اس بات سے دلچسپی ہے کہ ایک یوگا کا ماہر ہمارے ملک میں کیوں آیا ہے؟"

"یہ میرے کاغذات میں واضح طور سے لکھا ہوا ہے کہ میں خراد مشین کا کاریگر ہوں اور یہاں کی اسٹیل ملز میں اس سلسلے کی خدمات انجام دینے آیا ہوں۔"

"کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ تم دس منٹ کے لیے اپنے دماغ میں مجھے آنے دو۔ میں تمہارے ذاتی معاملات میں دلچسپی نہیں لوں گا۔"

"سوری مسٹر! آپ صرف قانون کی حدود میں رہ کر مجھ سے احکامات کی تعمیل کرائیں۔"

"اچھی بات ہے۔ تم جاسکتے ہو۔"

وہ اپنے سامان کی ٹرالی کے ساتھ چلا گیا۔ ٹیری نے انسپکٹر سے کہا "اس کی نگرانی دن رات کی جائے۔ اگر وہ کچھ زیادہ ہی پُراسرار نظر آئے تو اسے کسی طرح زخمی کیا جائے یا اعصابی کمزوری میں مبتلا کردیا جائے۔ پھر میں آسانی سے اس کی اصلیت معلوم کرلوں گا۔"

وہ مسافر دراصل سپر ماسٹر کی اس ٹیم کا ایک اہم جاسوس تھا جس کی رہنمائی ثی تارا کررہی تھی۔ اس نے ائرپورٹ پر اپنا راز کھلنے نہیں دیا تھا۔ آئندہ اس کے ساتھ کیا ہوگا' یہ بعد میں ہی معلوم ہوگا۔

ٹیری اس معاملے سے فرصت پاتے ہی اس جاسوس کے پاس گیا۔ پھر بولا "وہ دوشیزہ کہاں ہے؟"

"سر! میں نے اسے اور اس کی ماں بہن کو روک رکھا تھا ان کے کاغذات دیر تک چیک کرتا رہا لیکن آپ نہیں آئے۔ میں نے ان کاغذات سے ان کے نام اور یہاں کا رہائشی پتا نوٹ کرلیا ہے۔ پھر وہ تینوں جس کار میں گئے ہیں اس کا نمبر بھی لکھ لیا ہے۔"

کوئی مطلوب ہو اور دور ہی سے جھلک دکھا کر گم ہوجائے تو اس کی طلب اور چاہت شدید ہوجاتی ہے۔ ٹیری نے بڑی محبت سے میکسی کا نام' پتا اور گاڑی کا نمبر نوٹ کیا پھر اس نے خیال خوانی کے ذریعے ایک ماتحت کو مخاطب کرتے ہوئے اسے میکسی کا پتا اور کار کا نمبر لکھوایا۔ اس کے بعد کہا "یہ جہاں قیام کرنے والی ہے' وہاں ٹیلی فون بھی ہوگا۔ اس ٹیلی فون کا نمبر معلوم کرکے بتاؤ۔"

فی الحال گاڈ مدر ٹریسا کے حق میں یہ بہتر ہوا تھا کہ ٹیری

دوسرے معاملے میں الجھ گیا تھا ورنہ وہ اگر میکسی کی آواز سن کر اس کے دماغ میں جانا چاہتا تو وہ سانس روک لیتی۔ گاڈمدر اور مامیلا بھی یہی کرتیں۔ وہ سمجھ لیتا کہ تینوں خطرناک عورتیں ہیں پھر وہ ان کا تعاقب کرکے بہت کچھ معلوم کرسکتا تھا کیونکہ وہ تینوں یہودی داؤد کی کوٹھی کی طرف گئی تھیں۔

گاڈمدر اپنے بیٹے وان لوئن کو زخمی دیکھ کر بہت پریشان ہوئی تھی۔ بیٹے نے اسے تسلی دی کہ زخم تشویشناک نہیں ہیں۔ دو چار روز میں پٹیاں کھل جائیں گی۔ پھر اس نے اور مامیلا نے بینک ڈکیتی سے لے کر یہودی جان داؤد کی بے شمار دولت کو حاصل کرنے کی کوششوں تک کے تمام حالات سنائے۔ گاڈمدر نے کہا "تم نے داؤد کو قیدی بنا کر بہت اچھا کیا ہے۔ اب ہم آزادی سے اس کی کوٹھی میں گھنٹوں رہ کر چھپی ہوئی دولت کا سراغ لگا سکیں گے۔"

وہ باتیں کرتے ہوئے اس شکستہ کوٹھی کے احاطے میں پہنچ گئے پھر کار سے اتر کر دروازے پر پہنچے۔ وہ کھلا ہوا تھا وان لوئن نے کہا "کل رات میں تالا لگا کر گیا تھا۔ یہ کھل کیسے گیا؟"

وہ اندر پہنچ کر ٹھٹک گئے۔ تمام دیواریں اس طرح ٹوٹی ہوئی تھیں کہ اپنی جگہ کھڑی ہوئی تھیں، صرف اندر سے کھوکھلی ہوگئی تھیں۔ وان لوئن نے کہا "اوہ ممی! کل رات کے پچھلے پہر تک یہ دیواریں بالکل سالم و ثابت تھیں، کہیں سے ایک ذرا ٹوٹی ہوئی نہیں تھیں۔ ان کی شکستگی بتا رہی ہے کہ یہودی نے تمام دولت ان تمام دیواروں میں چھپائی تھی۔"

مامیلا نے کہا "میں نے بھی کل رات بے ہوش ہونے سے پہلے تک یہاں کوئی ٹوٹ پھوٹ نہیں دیکھی تھی۔"

گاڈمدر نے کہا "اس کا مطلب ہے، تم سے پہلے کوئی دوسری پارٹی سارا مال لے گئی ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ تم نے بینک ڈکیتی کے بعد یہ دوسری بڑی چوٹ کھائی ہے۔"

مامیلا نے کہا "ممی! آپ یقین کریں۔ ہم انا کی وجہ سے یہ نقصان اٹھا رہے ہیں۔"

"بکواس مت کرو۔ اپنی ناکامی کا الزام چھوٹی بہن کو نہ دو۔ اگر تم نے دیکھا تھا اور محسوس کیا تھا کہ اس کے ساتھ ایک فریبی نوجوان ہے تو تمہیں اس فریبی کو نظروں میں رکھنا چاہیے تھا لیکن تم لوگوں نے انا کے ساتھ ساتھ اس نوجوان کو بھی نظرانداز کیا۔ یہاں سے چلو اور مجھے بتاؤ کہ تم دونوں نے کیسی غلطیاں کی ہیں۔"

وہ کار میں آکر بیٹھ گئے۔ گھر کی طرف واپس جاتے ہوئے وان لوئن نے کہا "ممی! آپ موجود رہتی ہیں تو ہمیں عقل آتی ہے۔ اب یہ غلطی سمجھ میں آرہی ہے کہ ہم نے عادل کو بہت زیادہ اہمیت نہیں دی۔ یہ نہیں سوچا کہ جو عکس ٹرانسفر کرنے والی تکنیک چرا سکتا ہے وہ یہودی کی تمام دولت چرا کر لے جاسکتا ہے۔"

مامیلا نے کہا "عادل شروع ہی سے فراڈ ثابت ہوتا رہا ہے۔ لیکن ہمیں اتنا موقع ہی نہیں ملا کہ ہم اس فریبی کو اپنی انا سے دور رکھتے۔"

وان لوئن نے کہا "دور رکھ ہی نہیں سکتے تھے۔ وہ عکس بن کر اس کے پاس چلا آتا ہے۔"

گاڈمدر نے کہا "انا کے پاس وہ لاکٹ نہیں رہنا چاہیے تھا۔ میں مانتی ہوں تم اس سے وہ لاکٹ زبردستی نہیں لے سکتے تھے۔ وہ بہت ضدی ہے، کوئی الٹی سیدھی حرکت کر بیٹھتی تو تم دونوں کی پریشانیاں اور بڑھ جاتیں۔"

وان لوئن نے کہا "مجھے غصہ آرہا ہے۔ اس ارب پتی یہودی کی تمام دولت ہمارے ہاتھوں سے نکل گئی ہے۔"

"میں نے کتنی بار سمجھایا ہے کہ دنیا کا کوئی شخص ہاری ہوئی بازی غصہ دکھا کر یا آنسو بہا کر نہیں جیت سکتا۔ دوبارہ جیتنے کے لیے یہ دیکھو کہ کون جیت کر گیا ہے۔ اگر وہ عادل ہے تو سمجھو، بازی ابھی ادھوری ہے وہ ساری دولت ہمارے پاس واپس آئے گی۔"

"وہ کیسے ممی؟"

"اس پر ہم بعد میں باتیں کریں گے۔ پہلے اس یہودی کے متعلق سوچو جو ہمارے پاس قیدی ہے۔ اس کا تمام مال چوری ہوگیا ہے۔ وہ ہمارے پاس سے جب بھی جائے گا، چوری کا الزام ہم پر لگائے گا۔ اس کی وجہ سے ہم یہاں بے نقاب ہوسکتے ہیں۔"

"اسے قتل کرکے اس کی لاش اسی کی شکستہ کوٹھی میں پھینک دی جائے گی۔"

"بیٹے! تم بری طرح زخمی ہو۔ ابھی قتل کا منصوبہ نہ بناؤ۔ اگر وہ کسی طرح بچ نکلے گا تو آفت آجائے گی۔"

مامیلا نے کہا "ممی! میں نے آپ کی سرپرستی میں دو قتل کیے ہیں، کیا میں اس بوڑھے کو ختم نہیں کرسکوں گی؟"

"تم کرسکتی ہو۔ مگر پہلے ہم عادل سے دو باتیں کریں گے۔ اس کے بعد بوڑھے کی زندگی اور موت کا فیصلہ ہوگا۔"

وہ اپنے بنگلے میں پہنچ گئے۔ ثریا نے اندر آکر آواز دی "ممی جان انا! تم کہاں ہو؟ دیکھو میں آئی ہوں۔"

جواباً اس کی آواز آئی نہ وہ آئی۔ ماں نے ایک کمرا کھولا، اس میں داؤد بندھا پڑا تھا۔ وہ بولا "یہ کیا ظلم ہے، مجھے یہاں کب تک قیدی بنا کر رکھو گے۔"

گاڈمدر ثریا نے پوچھا "کیا تم نے تمام دولت دیواروں کے اندر چھپائی تھی؟"

وہ ایک دم سے چونک گیا پھر بولا "نہیں۔ یہ جھوٹ ہے۔ میری دولت نہ دیواروں میں ہے، نہ زمین کے اندر ہے۔ تم لوگ مجھ سے ایک پھوٹی کوڑی بھی وصول نہیں کرسکو گے۔"

"واقعی ہمیں پھوٹی کوڑی بھی نہیں ملی۔ کوئی دوسرا شخص چوری کر لے گیا ہے۔ تمہاری کوٹھی کی تمام دیواریں ٹوٹ چکی ہیں۔"

"تو جھوٹ بولتی ہے بوڑھی چڑیل! میری کوٹھی کی دیواریں سلامت ہوں گی۔ ان دیواروں میں کچھ نہیں تھا۔"

مامیلا نے آکر کہا "انا کسی کمرے کے باتھ روم میں بھی نہیں ہے۔ اس کے تکیے پر یہ پرچی رکھی ہوئی تھی جس پر ایک موبائل فون کا نمبر لکھا ہوا ہے۔"

گاڈمدر نے اس پرچی کو لے کر پڑھا۔ پھر ریسیور اٹھا کر کوڈ نمبر اور فون نمبر ڈائل کیے۔ جلد ہی رابطہ قائم ہوگیا۔ انا لانا کی آواز سنائی دی۔ "ہیلو میں بول رہی ہوں۔ آواز سے پہچان لو۔"

"بیٹی! میری جان! میں تمہاری ممی ہوں۔ کتنے افسوس کی بات ہے تم ماں کے استقبال کے لیے گھر میں موجود نہیں تھیں۔"

"ممی! میں آپ پر قربان۔ آپ افسوس نہ کریں۔ میں آپ کو بہت بڑی خوش خبری دینے والی ہوں۔ میں نے ایک لاکٹ پہنا ہوا ہے۔ آپ مجھے اسکرین پر دیکھیں، میں بھی اپنی پیاری ممی کو یہاں دیکھوں گی۔ آپ ریسیور رکھ دیں۔"

فون کا رابطہ ختم ہوگیا وان لوئن اور مامیلا نے کیمرے اور دوسرے آلات کو آپریٹ کیا۔ اسکرین روشن ہوگیا۔ اس کے ساتھ ہی دیکھنے والوں کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔ ایک بہت بڑا ہال نما کمرا نظر آرہا تھا۔ جس کے فرش پر سونے کی اینٹیں اتنی تعداد میں بچھی ہوئی تھیں کہ فرش نظر نہیں آرہا تھا۔ انا ننگے پاؤں ان اینٹوں پر چلتی ہوئی کہہ رہی تھی۔

"ہیلو ممی! آپ فخر سے کہتی ہیں کہ دولت آپ کے قدم چومتی ہے۔ آج یہ تماشا دیکھ لیں، دولت آپ کی بیٹی کے قدموں تلے بچھ جاتی ہے۔ کبھی ایک ساتھ آپ نے اتنی دولت دیکھی ہے؟؟"

گاڈمدر نے دونوں بانہیں پھیلا کر کہا "میری جان! تم نے تو کمال کردیا۔ ماں اور بھائی سے آگے نکل گئی ہو۔ ہم جس خزانے کے لیے پریشان ہو رہے تھے، وہ تمہارے قدموں میں ہے۔"

یہودی داؤد کے ہاتھ پاؤں پلنگ سے بندھے ہوئے تھے۔ وہ تکیے سے سر اٹھائے ان سونے کی اینٹوں کو دیکھ رہا تھا اور تھر تھر کانپتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "یہ...... یہ سب میری دولت ہے۔ یہ جو میری دولت پر کھڑی ہے، میں نے اس لڑکی کو پچھلی رات اس عکس کے ساتھ دیکھا تھا۔ تم لوگوں نے مجھے لوٹ لیا ہے۔ میں.... میرا... دولت..... دو...... دو...... لت......"

کہتے کہتے اس کی آواز بند ہوگئی۔ وہ ایسے جھٹکے کھا رہا تھا جیسے اپنی سانسوں سے لڑ رہا ہو۔ دولت کی خاطر ابھی زندہ رہنا چاہتا ہو۔ لیکن یہ حقیقت زہریلی تھی کہ ساری دولت لٹ چکی ہے۔ یہ زہر جان لیوا ثابت ہوا۔ اس نے سانس لینے کی آخری کوشش کی پھر ایکدم سے ساکت ہوگیا۔ دیدے پھیل گئے، منہ کھلا رہ گیا۔

میکسی نے میڈیکل سائنس میں ڈگری حاصل کی تھی۔ اس نے بوڑھے یہودی کا معائنہ کیا۔ پھر اس کی موت کی تصدیق کردی۔ گاڈمدر نے اسکرین پر انا کو دیکھتے ہوئے کہا "اس کنجوس کی موت ایسے ہی لکھی تھی۔ بیٹے! اسے چھوڑو، ہم اپنی بات کریں۔"

اسکرین پر عادل نظر آیا۔ وہ انا کے قریب آکر بولا "میں انا کی ممی سے مخاطب ہوں۔ پہلے آپ لوگ اس لاش کی فکر کریں۔ ورنہ مصیبت میں پڑ جائیں گے۔ انا اور دولت آپ لوگوں سے دور نہیں ہے۔ ایک گھنٹے بعد ہماری ملاقات اسی اسکرین پر ہوگی۔ فی الحال خدا حافظ۔"

اسکرین تاریک ہوگیا۔ وان لوئن نے کہا "یہ کیا حرکت ہے۔ انا کو آپ کی بات سنے بغیر رابطہ ختم نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

ماں نے کہا "ناراض کیوں ہوتے ہو۔ رابطہ پھر ہوگا۔ مجھے اس نوجوان کا مشورہ پسند آیا، تم یہاں آرام کرو۔ میں، مامیلا اور میکسی یہ لاش لے جارہی ہیں۔"

"ممی! یہ میرے لیے شرم کی بات ہے کہ میں مرد ہو کر یہاں بیٹھا رہوں اور آپ......"

وہ ڈانٹ کر بولی "زیادہ مرد نہ بنو۔ تم اس وقت محض میرے زخمی بیٹے ہو۔"

مامیلا اور میکسی لاش کے بندھے ہوئے ہاتھ پاؤں کھول رہی تھیں۔ فون کی گھنٹی سن کر سب ہی چونک پڑے۔ مجرمانہ اعمال کے نتیجے میں گھر کے اندر لاش پڑی ہو تو فون کی گھنٹی خوفزدہ کردیتی ہے۔ گاڈمدر نے ریسیور اٹھا کر پوچھا "ہیلو کون ہے؟"

دوسری طرف سے انا نے کہا "ممی! آپ میں سے کوئی بھی گھر سے نہ نکلے۔ عادل کے ایک ماتحت نے ابھی اطلاع دی ہے کہ انٹیلی جنس کا ایک افسر اپنی گاڑی میں ہماری رہائش گاہ کے سامنے آیا تھا۔ پانچ منٹ تک وہاں رکا رہا پھر چلا گیا۔"

"بیٹی! تم نے بروقت اطلاع دی ہے۔ ابھی ہم اس بوڑھے کو لے کر نکلنے ہی والے تھے۔"

"آپ انتظار کریں۔ عادل کے ماتحت آدھے گھنٹے تک حالات کا جائزہ لے کر ایک گاڑی میں آئیں گے اور اس بوڑھے کو لے جائیں گے۔ میں آپ لوگوں کو ایسا کوئی کام نہیں کرنے دوں گی۔"

"شاباش بیٹی! تم صحیح معنوں میں میری بیٹی ہو۔ عادل سے کہنا، میں اس سے خوش ہوں۔"

"تھینک یو ممی! گاڑی میں آنے والے یہ الفاظ کہیں گے، وی آر فار عادل اینڈ عادل فار انا۔"

رابطہ ختم ہوگیا۔ وان لوئن نے پوچھا "آپ نے یہ کیوں کہا کہ آپ عادل سے خوش ہیں؟"

"کیا میں ناراضی ظاہر کرکے بیٹی کو باغی بنادوں۔ حالات کے مطابق اپنے مزاج میں لچک پیدا کرنا سیکھو۔ ہمارے سامنے فی الحال تین ٹارگٹ ہیں۔ پہلا انا کو واپس لانا اور اسے باغی نہ ہونے دینا۔ دوسرا یہ کہ ہم نے جو دولت اس کے قدموں میں دیکھی ہے، اسے حاصل کرنا اور تیسرا ٹارگٹ عادل ہے۔ ہمیں اس کا تمام کچا چٹھا معلوم کرنے کے لیے اس کے قریب ہونا پڑے گا۔"

"میں آپ کی حکمتِ عملی اور تجربات کے آگے کچھ کہہ نہیں سکتا۔ لیکن عادل کی حرکتیں بتا رہی ہیں کہ وہ پکا فراڈ ہے۔ پہلے بینک

ڈکیتی کی رقم لے گیا اب داؤد کی تمام دولت ہتھیا لی۔ آپ اندازہ کرسکتی ہیں وہ کتنے لاکھ یا کتنے کروڑ کا سونا ہوگا۔"

"بیٹے! ہمارے اندازے سے زیادہ دولت ہے۔ بے حساب دولت ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ وہ نوجوان مکار اور فریبی ہے لیکن دنیا کا کوئی بھی چالباز ناگن سے اس کا ناگ اور شیرنی سے اس کی اولاد نہیں چھین سکتا۔ تم دیکھتے جاؤ کہ میں کیسی میٹھی چھری بن کر اس کا گلا کاٹوں گی۔"

پورا خاندان یوگا کا ماہر تھا اس وقت ان میں سے کوئی یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میں زخمی وان لوئن کے اندر رہ کر ان کی باتیں سن رہا ہوں۔ میں نے سوچ رکھا تھا کہ وہ آج رات سوئے گا تو لیلیٰ اسے اپنا معمول بنالے گی تاکہ وہ کبھی عادل کے لیے مصیبت نہ بنے۔

آدھے گھنٹے بعد کال بیل کی آواز سنائی دی۔ گاڈ مدر نے دروازہ کھول کر دیکھا۔ دو اجنبی کھڑے ہوئے تھے۔ ایک نے کہا "وی آر فار عادل اینڈ عادل فار انا۔"

ٹریسا نے کہا "آل رائٹ۔ اندر آجاؤ اور اپنا سامان لے جاؤ۔"

وہ اندر گئے پھر داؤد کی لاش اٹھا کر باہر لائے۔ اسے گاڑی کے پچھلے حصے میں ڈالا پھر وہاں سے چلے گئے۔

ٹریسا نے اطمینان کی سانس لی۔ ایک بڑی مصیبت ٹل گئی تھی۔ وہ دروازہ بند کرکے اندر آئی۔ جس کمرے سے لاش لے جائی گئی تھی' وہاں جراثیم کش دوا اسپرے کی جارہی تھی۔ ماميلا اور میکسی ٹی وی کیمرا اور دیگر آلات دوسرے کمرے میں لے آئے۔ تھوڑی دیر بعد انا نے فون پر بتایا کہ اب اسے اسکرین پر دیکھا جاسکتا ہے۔

انہوں نے ریسیور رکھ کر آلات کو آپریٹ کیا۔ اسکرین پر پھر وہی ہال نظر آیا' جس کے فرش پر سونے کی اینٹیں بچھی ہوئی تھیں وہاں اب ایک صوفے کا اضافہ ہوگیا تھا۔ اس پر انا اور عادل بیٹھے ہوئے تھے۔ عادل نے کہا "ممی! آپ نے انا سے کہا تھا کہ آپ مجھ سے خوش ہیں۔ کیا دل سے خوش ہیں؟"

وہ مسکرا کر بولی "دل سے صرف خوش ہی نہیں ہوں' دل سے تم دونوں کو دعائیں دے رہی ہوں۔"

انا نے کہا "ممی! آپ اچھی طرح جانتی ہیں کہ میں آپ کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچاؤں گی۔ آپ حکم دیں گی تو عادل کو چھوڑ کر آجاؤں گی لیکن اسے یاد کرتے کرتے' روتے روتے مرجاؤں گی۔"

"بیٹی! میں نے تمہیں بے موت مرنے کے لیے پیدا نہیں کیا ہے۔ یہ خیال دل سے نکال دو کہ میں تمہیں عادل سے جدا کروں گی۔ عادل مافیا کے اصولوں پر پورا اتر رہا ہے۔ میں اس خوبرو نوجوان کو اپنا داماد بناؤں گی۔"

ماميلا نے کہا "انا! ممی کے اس فیصلے سے ہم سب بہت خوش ہیں۔ لیکن تم جانتی ہو کہ قانون کی رُو سے تم بالغ نہیں ہو۔ دو برس بعد تمہاری شادی کی عمر ہوگی اور مافیا کے اصولوں کے مطابق لڑکیاں کم از کم بائیس برس تک ٹریننگ حاصل کرتی ہیں۔ اس حساب سے تم چار برس کے بعد عادل کی دلہن بن سکوگی۔"

"تم چار برس کہہ رہی ہو' میں چار سو برس تک عادل کا انتظار کروں گی اور جب تک شادی نہیں ہوگی ہم دوست کی حیثیت سے ملتے رہیں گے۔"

گاڈ مدر نے کہا "تم دونوں کی دوستی پر کسی کو اعتراض نہیں ہوگا۔ کیا تم نے عادل کو بتایا ہے کہ ہماری فیملی میں شامل ہونے کے لیے شادی سے پہلے بڑے بڑے کارنامے انجام دینے ہوں گے۔"

عادل نے کہا "انا نے مجھے بتایا ہے۔ اس کے مطابق یہ پہلا بڑا کارنامہ ہے۔ یہ تقریباً بیس کروڑ ڈالر کا سونا ہے۔"

عادل نے ایک بڑے تھیلے کو کھول کر فرش پر الٹ دیا۔ پوری اسکرین پر بے شمار قیمتی ہیرے جواہرات جگمگانے لگے۔ وہ بولا "ان کی مالیت دس کروڑ ڈالر ضرور ہوگی۔ اس سے بھی زیادہ ہوسکتی ہے۔"

وہ سب ہیرے جواہرات کو جیسے دَم سادھے دیکھ رہے تھے دنیا کی بدنام ترین مافیا تنظیم کے کرتا دھرتا ہونے کے باوجود وہ زندگی میں پہلی بار اتنی دولت ایک جگہ دیکھ رہے تھے۔

عادل نے ایک بڑے بیگ کی طرف اشارہ کرکے کہا "اس میں پچاس لاکھ پونڈز ہیں۔ یہ نقد رقم کل یہاں کے فلسطینی مجاہدین کے پاس پہنچ جائے گی۔ باقی تقریباً تیس کروڑ ڈالرز کا خزانہ ہے۔ یہ انا کی ممی یعنی میری ہونے والی ساس کے لیے ہے۔"

گاڈ مدر نے مسکرا کر کہا "بیٹی کو شادی سے پہلے وہاں نہیں رہنا چاہیے۔ خزانے کے ساتھ یہاں آجانا چاہیے۔"

انا نے کہا "میں ابھی آسکتی ہوں۔ لیکن آپ کے یہاں آتے ہی انٹیلی جنس والے اس بنگلے کے اطراف منڈلانے لگے ہیں۔"

"عادل نے کہا "میرا خیال ہے' ائرپورٹ پر ممی' ماميلا اور میکسی پر کسی قسم کا شبہ کیا گیا ہے۔ یعنی یہ تینوں انٹیلی جنس والوں کی نظروں میں ہیں۔"

وان لوئن نے پوچھا "کیا تم ایسی باتیں بنا کر خزانہ دینے کی بات ٹال رہے ہو؟"

"مجھے باتیں بنانے اور ٹالنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ ویسے بھی تمہاری بہن کو واپس نہ کروں تو تم کیا بگاڑ لوگے۔ میں کرتا ہوں۔ آؤ اور اپنی بہن کے ساتھ یہ سارا خزانہ لے جاؤ۔"

گاڈ مدر نے بیٹے سے کہا "تم نے بڑی بے تکی بات کہہ دی ہے۔ آئندہ میری موجودگی میں مجھ سے بڑھ چڑھ کر بولوگے تو منہ توڑ دوں گی۔ تم میری زندگی میں چھوٹی بہن سے دشمنی کررہے ہو؟"

وہ سر جھکا کر بولا "سوری ممی۔"

وہ عادل سے بولی۔ "تم جن خطرات کا ذکر کررہے ہو' انہیں کس طرح دور کیا جاسکتا ہے؟"

عادل نے کہا "مجھے یقین ہے کہ صرف آپ کا بیٹا انٹیلیجنس والوں کی نظروں میں نہیں آیا ہے۔ حالانکہ یہ بھی ائرپورٹ گیا تھا لیکن اس کا آدھا چہرہ پٹیوں کے باعث چھپا ہوا ہے۔ اگر یہ ابھی ماں بہنوں سے الگ ہوجائے۔ یہاں سے نکل کر صبح تک کسی خفیہ رہائش گاہ میں چلا جائے تو صبح انا اس خزانے کے ساتھ بھائی کے پاس پہنچ جائے گی۔"

گاڈ مدر نے کہا "تمہاری بات سمجھ میں آرہی ہے۔ تم چاہتے ہو' وان لوئن' انا اور خزانہ کسی دوسری جگہ محفوظ رہیں۔ اور میں ماميلا اور میکسی کے ساتھ یہاں حالات کا جائزہ لیتی رہوں۔ واقعی تم ہماری بہتری کی باتیں کررہے ہو۔"

عادل نے پوچھا "وان لوئن کا کیا خیال ہے؟"

وہ بولا "مجھے افسوس ہے کہ میں نے تمہارے متعلق غلط رائے قائم کی تھی۔"

"کوئی بات نہیں۔ تم زخمی ہو۔ تنہا گاڑی ڈرائیو نہیں کرسکو گے اور ایسی حالت میں کوئی نئی خفیہ رہائش گاہ تلاش نہیں کرسکو گے۔ لہٰذا ایک اور مشورہ دیتا ہوں' تم یہاں انا کے پاس آجاؤ۔ یہاں بہن بھی ہے اور خزانہ بھی۔"

گاڈ مدر سوچ میں پڑگئی۔ بیٹی ایک اجنبی کے ہتھے چڑھی ہوئی تھی۔ بیٹا بھی وہاں جاکر پھنس جائے گا تو وہ دونوں کو کہاں ڈھونڈتی پھرے گی۔ اسکرین پر صرف ایک ہال نظر آرہا تھا یہ پتا نہیں چل رہا تھا کہ وہ خزانے والی جگہ کہاں ہے؟

پھر دوسری سوچ یہ تھی کہ بیٹا مرد ہے۔ سمجھ دار ہے' وہاں پہنچے گا تو چھوٹی بہن کا سہارا بنے گا اور وہ خفیہ جگہ بھی دیکھ لے گا' وہ جگہ معلوم ہوجائے تو پھر ماں اپنے بچوں کی حفاظت کے لیے آندھی طوفان کی طرح پہنچ جائے گی۔

انا نے پوچھا "ممی! آپ کیا سوچ رہی ہیں۔ پلیز آپ عادل پر بھروسا کریں۔"

گاڈ مدر نے سوچا' اگر باہر خطرات منڈلا رہے ہیں تو میرا بیٹا انٹیلی جنس کے چکر میں پھنس جائے گا۔ بہتر ہے وہ بہن اور خزانے کے پاس رہے۔ اس نے کہا "مجھے منظور ہے۔ یہ بتاؤ بھائی تمہارے پاس کیسے پہنچے گا؟"

انا نے کہا "عادل اپنی کار میں آرہے ہیں۔ وہ بنگلے کے اطراف اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد دروازے پر آئیں گے' آپ پہلی بیل پر دروازہ کھول کر برادر کو باہر جانے دیں۔ پھر مطمئن رہیں' آپ ایک گھنٹے کے اندر برادر کو میرے ساتھ اسکرین پر دیکھیں گی۔"

وہ اسکرین پر عادل کو دیکھ کر بولی "ٹھیک ہے عادل! میں صرف تم پر بھروسا کرتی ہوں۔ کوئی دوسرا آئے تو میں اپنے بیٹے کو اس کے حوالے نہیں کروں گی۔ تم چلے آؤ۔"

عادل انا کے پاس سے اٹھ گیا۔ پھر وہاں سے چلتا ہوا اسکرین سے آؤٹ ہوگیا۔ ماں نے بیٹی سے کہا "میں چند منٹ کے لیے کیمرا آف کررہی ہوں۔ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔ کچھ کھانے کے بعد تم سے باتیں کروں گی۔"

کیمرا آف ہوگیا۔ اسکرین بھی تاریک ہوگیا۔ ماں نے کہا "بیٹے! تم اور میکسی اندر کی ساری بتیاں بجھادو اور کھڑکی کے پردوں کے پیچھے سے باہر دیکھو۔ کیا واقعی انٹیلی جنس والے یا مشکوک افراد ہماری کوٹھی کے اطراف میں ہیں؟"

وہ دونوں چلے گئے۔ کمروں کی بتیاں بجھنے لگیں۔ ماں نے بڑی بیٹی سے کہا "ماميلا! مجھے واقعی بھوک لگی ہے۔ کچن کی لائٹ آن کرو اور جلدی سے کچھ کھانے کو لاؤ۔"

ماميلا کچن میں گئی۔ ماں بھی مختلف کھڑکیوں کے پاس آکر پردوں کے پیچھے سے دور تک نظریں دوڑانے لگی۔ رات اندھیری تھی۔ اسٹریٹ لائٹس کے باعث بنگلے کے آگے پیچھے والی گلیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ گلیاں ویران اور سنسان پڑی تھیں۔ کوئی انسان تو کیا کتا بھی نظر نہیں آرہا تھا۔

میکسی اور وان لوئن نے آخر کہا "ممی! ہمیں تو کوئی نظر نہیں آرہا ہے۔"

وہ بولی "میری آنکھیں اس عمر میں بھی تیز ہیں۔ میں بھی کسی کو نہیں دیکھ رہی ہوں۔ یہ عادل بڑا چالباز ہے۔ اس نے کہا تھا کہ ہم تینوں ماں بیٹیاں انٹیلیجنس والوں کی نظروں میں آگئی ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ ائرپورٹ سے ہمارا تعاقب کرتے اور ہمارے پیچھے داؤد کی کوٹھی میں پہنچ جاتے۔ ہم سے پوچھا جاتا کہ ہم وہاں کی تمام ٹوٹی ہوئی دیواریں کیوں دیکھنے آئے ہیں۔ داؤد سے ہمارا کیا تعلق ہے۔ پھر وہ ہمارے ساتھ یہاں آکر داؤد کو دیکھ لیتے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔"

بیٹے نے کہا "میں شروع سے کہہ رہا ہوں' وہ پکّا بدمعاش ہے اور زبردست چالباز ہے۔ انا کے بعد مجھے قیدی بنا کر آپ کو مجبور کرنا چاہتا ہے۔ ہماری کمزوریاں معلوم کرکے ہمیں اپنا تابعدار بنانا چاہتا ہے۔"

"بیٹے' میں نے گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہے۔ عادل جیسے چھوکرے میرے سامنے کیا چالیں چلیں گے۔ ابھی میں اس کی ساری تیزی و طراری ناک سے نکال دوں گی۔"

ماميلا آملیٹ اور ڈبل روٹی لے آئی۔ وہ سب ایک میز کے اطراف بیٹھ کر کھانے اور نئے منصوبے بنانے لگے۔ ایک گھنٹے کے بعد کال بیل کی آواز سنائی دی۔ وہ پلاننگ کے مطابق الرٹ ہوگئے۔ وان لوئن دروازے سے دور ایک کرسی پر جاکر بیٹھ گیا۔ ماميلا اور میکسی دروازے کے پاس دیوار سے لگ کر کھڑی ہوگئیں۔ دونوں کے ہاتھوں میں دو سائیلنسر لگے ہوئے ریوالور تھے۔ گاڈ مدر نے دروازہ کھول کر عادل کو دیکھا۔ پھر مسکرا کر کہا

"تمہیں دیکھ کر اطمینان ہو رہا ہے۔ میرے بیٹے کو لے جاؤ۔ وہ سامنے بیٹھا ہے۔ اسے سہارے کی ضرورت ہے۔"

وان لوئن کرسی سے یوں اٹھنے لگا جیسے واقعی سہارے کی ضرورت ہو۔ عادل اسے سہارا دینے کے لیے اندر آیا۔ گاڈ مدر نے دروازہ بند کردیا۔ پامیلا اور میکسی نے شوٹنگ کی پوزیشن لے کر للکارا۔ "خبردار کوئی حرکت نہ کرنا۔"

وان لوئن نے بھی اپنا ریوالور نکال کر کہا "دونوں ہاتھ اوپر کرو۔ ہم سب کے ہتھیاروں میں سائیلنسر لگے ہوئے ہیں۔ فائرنگ کی آواز باہر نہیں جائے گی۔"

عادل دونوں ہاتھ کمر پر رکھے کھڑا رہا۔ گاڈ مدر نے سخت لہجے میں کہا "کیا تم نے سنا نہیں؟ ہاتھ اوپر کرو۔"

"میں تمہاری بیٹی سے پوچھ کر ہاتھ اٹھاؤں گا۔ بائی دی وے اس حماقت کا مقصد کیا ہے؟"

گاڈ مدر نے قریب آکر اس کی تلاشی لی پھر بولی "یہ نہتا ہے۔ کوئی ہتھیار نہیں ہے۔"

"یہ میں بھائی جان سے سیکھ رہا ہوں کہ ہتھیار کے بغیر کس طرح دشمنوں کے نرغے میں جیا جاتا ہے۔"

"کون ہے تمہارا بھائی جان؟"

"نام نہ پوچھو۔ چکرا کر گر پڑو گی۔"

"بکواس مت کرو۔ چلو اس کمرے میں۔"

وہ اسے ہتھیاروں کی زد میں لے کر کمرے میں آئے۔ کیمرے اور آلات کو آپریٹ کیا۔ اسکرین پر انا دکھائی دی۔ وہ اپنے سامنے ٹی وی اسکرین پر دیکھ کر چونک گئی۔ عادل تین عدد ریوالوروں کی زد میں نظر آرہا تھا۔ وہ پریشان ہو کر بولی۔ "ممی! یہ کیا ہو رہا ہے؟"

وہ بولی "بیٹی! میں تمہیں اس مکّار کا اصلی روپ دکھا رہی ہوں۔ ابھی تم کمسن ہو' نادان ہو۔ اِس فریبی کے فریب کو اُس وقت تک نہیں سمجھ سکو گی' جب تک میں اپنے تجربے سے تمہیں نہیں سمجھاؤں گی۔"

"عادل نے کیا دھوکا دیا ہے؟ آپ کو اس سے کیا تکلیف پہنچ رہی ہے؟"

"اس نے دولت کی چمک دکھا کر بڑی خوبصورتی سے تمہیں یرغمال بنایا تھا۔ اس بات کو تم سمجھ نہ سکیں۔ اس کی محبت میں اندھی رہیں۔ یہ تمہارے بعد میرے بیٹے کو اپنا قیدی بنانا چاہتا تھا۔"

"ممی! آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔"

"بکواس مت کرو۔ ماں کو غلط کہہ رہی ہو۔ یہ ہمیں اس بات سے خوفزدہ کر رہا تھا کہ پولیس اور انٹیلیجنس والوں نے ہم ماں بیٹیوں کو تاڑ لیا ہے تاکہ میں خوفزدہ ہو کر بیٹے کی سلامتی اور حفاظت کے لیے اسے بھی اس فریبی کے پاس بھیج دوں۔"

"ممی! عادل نے فریب نہیں کیا ہے۔ یہ سچ ہے کہ......"

"یہ جھوٹ ہے کہ ہمارے بنگلے کے اطراف میں انٹیلیجنس والے ہیں۔ ہم سب نے اچھی طرح دور تک دیکھا ہے۔ اِدھر کوئی نہیں ہے۔"

"ممی! یہ ضروری تو نہیں ہے کہ وہ تمام رات اس بنگلے کے اطراف رہیں۔ وقفے وقفے سے آسکتے ہیں۔ کیا آپ نہیں جانتیں کہ مجرموں کو دھوکا دینے کے لیے عارضی طور پر پہرا ہٹا دیا جاتا ہے تاکہ وہ کسی واردات کے لیے نکلیں اور پھر پکڑے جائیں۔"

"تم بیٹی ہو' بیٹی رہو۔ ماں بن کر نہ سمجھاؤ۔ میری ہدایات پر فوراً عمل کرو۔ تمہارے اطراف جو مسلح گارڈز ہوں انہیں بلاؤ اور اسکرین پر انہیں دکھاؤ۔ ان کے پاس عادل کی زندگی موت میں بدلنے والی ہے۔ اگر وہ اس کی زندگی چاہتے ہیں تو تمہیں حفاظت سے خزانے سمیت یہاں پہنچا دیں۔"

"آپ کن مسلح گارڈز کی باتیں کر رہی ہیں؟ یہاں کوئی نہیں ہے۔ میں دروازہ اندر سے بند کیے بیٹھی ہوں۔"

"بکواس نہ کرو۔ کیا اتنے بڑے خزانے کی حفاظت کے لیے کوئی مسلح پہریدار نہیں ہوگا۔ کیا میں اتنی نادان ہوں کہ تمہاری احمقانہ بات کا یقین کرلوں گی۔"

"آپ یقین کریں یا نہ کریں۔ یہاں کوئی گارڈ پیدا نہیں ہوگا۔"

"تو پھر یہ بتاؤ' تمہارے سامنے کیمرا اور دوسرے آلات کون آپریٹ کر رہا ہے؟"

"یہ تمام آلات خودکار ہیں۔ ایک بار آن کرنے کے بعد اپنا کام کرتے رہتے ہیں۔"

"تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ عادل کا کوئی ماتحت' کوئی آلۂ کار نہیں ہے؟"

"جی ہاں۔ یہ بالکل تنہا ہیں۔"

"جھوٹی مکّار! یہ بتا کہ وہ دو آدمی کون تھے؟ جو داؤد کی لاش لے گئے تھے؟"

"وہ بھائی جان کے ماتحت تھے۔"

"ارے یہ بھائی جان کون ہے؟ اسے اسکرین پر بلا۔"

"کیسے بلاؤں؟ میں نے بھائی جان اور بھابی جان کی آوازیں سنی ہیں۔ انہیں دیکھا نہیں ہے۔ یہ بھی نہیں جانتی کہ وہ کہاں رہتے ہیں۔"

"اس کا مطلب ہے اگر عادل کو گولی ماردی جائے تو وہاں جو ا! کوئی تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گا۔"

انا نے صوفے کے پاس رکھے ہوئے بیگ میں ہاتھ ڈال کر ایک پستول نکالا۔ پھر اس کے چیمبر سے گولیاں نکال کر دکھاتے ہوئے کہا "اچھی طرح دیکھ لیں۔ یہ گولیاں ہیں' میں واپس چیمبر میں ڈال کر پستول لوڈ کر رہی ہوں۔"

اس نے دوبارہ پستول لوڈ کرنے کے بعد اس کی نال اپنی کنپٹی

سے لگائی پھر کہا "عادل' مجھے اس اعتماد پر چھوڑ گیا ہے کہ میں اس کے ساتھ جیوں گی اور اِسی کے ساتھ مروں گی۔"

گاڈ مدر نے چیخ کر کہا "پاگل ہوئی ہے۔ پستول وہاں سے ہٹا گولی چل جائے گی۔ مر جائے گی۔"

"آپ اُدھر گولی ماریں' میں اسکرین پر دیکھ رہی ہوں۔ ساتھ ہی اِدھر بھی گولی چلے گی۔"

ماں نے کہا "جوان بیٹی جذبات میں اندھی ہو جائے تو ماں کی تدبیریں اور ماں کے آنسو بھی اسے تباہی سے بچا نہیں سکتے۔ تو ہماری تمام تدبیروں پر پانی پھیر رہی ہے۔ بیٹی! میری جان! ذرا عقل سے کام لے۔ تجھے وہاں کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ ہمیں وہاں کا پتا بتا دے۔ ہم عادل کو باندھ کر اس جگہ آئیں گے اور تجھے تمام خزانے کے ساتھ یہاں لے آئیں گے۔"

عادل نے کہا "واہ انا! تمہارے خاندان والے کتنے شریف اور اعلیٰ ظرف ہیں۔ اپنے داماد کو بھی لوٹ لیتے ہیں۔"

گاڈ مدر نے کہا "خاموش رہو۔ مجھے اپنی بیٹی سے باتیں کرنے دو۔"

"باتیں کیا کرو گی؟ تم نے بیٹی کا بھی سر جھکا دیا ہے۔ کوئی چڑیل بھی اپنے داماد کا لہو نہیں پیتی۔ تم تو ڈریکولا کو بھی شرمندہ کر رہی ہو۔"

انا نے کہا "آج معلوم ہوا کہ میرے خاندان میں عادل جیسے نیک اور شریف انسان کی قدر کبھی نہیں ہوگی۔ اچھا ہوا کہ میں آپ لوگوں کی گندی ذہنیت سے دور چلی آئی۔ اب کبھی واپس نہیں آؤں گی۔"

وان لوئن نے کہا "جب تم ہماری نہیں ہو اور ممی کی فرمانبردار نہیں ہو تو تمہارا جینا مرنا ہمارے لیے برابر ہے۔"

ماں نے بیٹے کو ڈانٹ کر کہا "بکواس مت کرو۔ کیا تم دیکھ سکو گے کہ اسکرین پر گولی چل رہی ہے اور بہن دم توڑ رہی ہے؟"

"ممی! انا ہماری جان ہے۔ ہم اس کے بدن پر ہلکی سی خراش بھی نہیں دیکھ سکتے۔ مگر یہ ہمیں غصہ دلا رہی ہے۔"

انا نے ماں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "آپ ساری رات اور ساری عمر عادل کو نرغے میں لیے بیٹھی رہیں گی تب بھی کچھ حاصل نہیں کرسکیں گی' نہ بیٹی ملے گی' نہ دولت۔"

"اچھی بات ہے۔ میں عادل کو رہا کردوں گی' تو یہاں چلی آ۔"

"آپ ابھی تک مجھے ننھی نادان بچی سمجھ رہی ہیں۔ میں کہہ چکی ہوں' بیٹی ملے گی نہ دولت۔ اگر اسکرین پر بیٹی کو زندہ دیکھنا چاہتی ہیں تو عادل کو فوراً رِہا کردیں۔"

یہ بات سمجھ میں آگئی کہ وہ عادل کو ہلاک کرکے بیٹی اور دولت دونوں ہی سے محروم ہو جائے گی اور عادل کے زندہ رہنے سے کچھ ملے یا نہ ملے' وہ بیٹی کو زندہ سلامت اور خوش حال دیکھ سکے گی۔

اس نے کہا "اچھی بات ہے۔ میری ممتا مجھے ایک بہت بڑی بازی ہارنے پر مجبور کر رہی ہے' میں اسے رہا کرتی ہوں۔"

انا نے کہا "مجھے رہائی کا یقین اس طرح آئے گا کہ آپ سب اسکرین پر نظر آتے رہیں گے اور عادل اسکرین سے آؤٹ ہو جائے گا اور جب تک وہ میرے پاس نہیں آئے گا۔ میں آپ لوگوں سے اسکرین پر باتیں کرتی رہوں گی۔"

گاڈ مدر کے حکم سے وان لوئن' پامیلا اور میکسی نے سائیلنسر نکال کر اپنے اپنے ریوالور بستر پر پھینک دیے۔ عادل نے مسکرا کر انا کو دیکھتے ہوئے کہا "میں ابھی آرہا ہوں۔"

گاڈ مدر نے عادل سے کہا "تم نے یہ سمجھ لیا کہ میں خودغرض اور موقع پرست ہوں۔ دنیا کا کوئی ہتھیار مجھے نہیں مار سکتا۔ اولاد کی محبت مجھے مار دیتی ہے۔ جاؤ تم جیتے میں ہاری۔"

وہ مسکراتا ہوا اسکرین سے آؤٹ ہوگیا۔ ماں نے تھوڑی دیر بعد کہا "انا! وہ یہاں سے دور جا چکا ہوگا۔ اپنی کنپٹی سے پستول ہٹا لو۔"

وہ پستول ہٹا کر بولی "عادل کے ساتھ آپ کا سلوک دیکھ کر مجھے بہت دکھ ہوا۔ لیکن آپ کی ممتا پر مجھے فخر ہے۔ مجھے زندہ سلامت دیکھنے کے لیے آپ نے اتنا بڑا خزانہ چھوڑ دیا۔ میں نے زندگی میں پہلی بار گاڈ مدر کو ہارتے اور ایک مدر کو جیتتے دیکھا ہے۔"

وہ بولی "تم چاہو تو میں اب بھی خزانہ حاصل کرسکتی ہوں۔ عادل کو پھر ہمارا دوست بنا دو۔"

"سوری ممی! دوستی نہیں ہوسکے گی کیونکہ آپ کے دل میں صرف اولاد کے لیے جگہ ہے۔ داماد کے لیے کبھی جگہ پیدا نہیں ہوگی۔ آپ کسی وقت بھی داماد کو اس لیے گولی ماردیں گی کہ دوسرا داماد آجائے گا۔ آپ نے اِسی طرح اپنی زندگی میں پانچ شوہر بدلے۔ آپ کی تعلیم ہے کہ بیٹیاں بھی شوہر کو آنی جانی چیز سمجھ کر قبول کریں۔ جب ضرورت نہ ہو تو اس سے نجات حاصل کرلیں۔ سوری ٹو سے' میں ایسا نہیں کرسکتی۔ میں آپ کے پیٹ سے پیدا ہوئی ہوں مگر ایک شوہر کے لیے ہوئی ہوں۔"

میں بڑی دیر سے وان لوئن کے اندر موجود تھا۔ اگر انا اپنی ماں کو عادل کے قتل سے باز نہ رکھ پاتی تو میں اسے وہاں سے نکال لے جاتا لیکن اتنی دیر اس لیے انتظار کیا کہ ان لوگوں پر ہماری ٹیلی پیتھی ظاہر نہ ہو۔

اگرچہ میں نے ظاہر نہیں کیا لیکن ٹیلی پیتھی کے چکر میں پڑنا ان کے مقدر میں تھا۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ وان لوئن نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا پھر کہا "ہیلو کون ہے؟"

دوسری طرف سے ٹیری ہارٹ نے کہا "میں انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ سے بول رہا ہوں۔"

"انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ سے؟" اس نے اپنی ماں کو دیکھ کر اونچی آواز میں کہا تاکہ ماں بہنوں کو معلوم ہو جائے کہ ان کا محاسبہ ہونے والا ہے۔

ٹیری نے کہا "جی ہاں۔ میں اس ڈیپارٹمنٹ کا چیف ہوں۔ آج تمہارے ہاں ایک بوڑھی خاتون اور ایک جوان لڑکی امریکا سے آئی ہیں۔ کیا وہ موجود ہیں؟"

"جی ہاں' ان میں سے ایک میری ماں اور دوسری بہن ہے۔"

"اور تمہاری بہن کا نام میکسی ہے۔ میں ایک انکوائری کے سلسلے میں اس سے باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ اسے ریسیور دو۔"

وان لوئن نے ریسیور کے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر کہا "ممی! انٹیلی جنس کا چیف ہے۔ میکسی سے بات کرنا چاہتا ہے۔"

ٹیری خیال خوانی کی پرواز کرکے وان لوئن کے اندر چلا آیا تھا۔ اس کے ذریعے پورے خاندان کا حال معلوم کر رہا تھا۔ گاڈمدر نے کہا "وہ میکسی سے کیوں باتیں کرنا چاہتا ہے۔ لاؤ ریسیور مجھے دو۔"

گاڈمدر ثریا نے ریسیور پکڑتے ہی سانس روک لی پھر کہا "بیٹے! خطرہ ہے۔ کوئی میرے دماغ میں آنا چاہتا ہے۔"

میں ثریا کی بات سن کر پوری توجہ سے ان کے معاملات میں دلچسپی لینے لگا۔ یہ معلوم کرنا ضروری ہوگیا تھا کہ ان کے درمیان کون خیال خوانی کرنے والا آرہا ہے؟

وہ ریسیور کان سے لگا کر بولی۔ "ہیلو میں ثریا بول رہی ہوں۔ اپنی بیٹی میکسی کے ساتھ امریکا سے آئی ہوں۔ آپ کس سلسلے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔"

"بات کا تعلق جس سے ہے میں اسی سے کروں گا۔ ورنہ انکوائری کے سلسلے میں گھر کے اندر گھستا چلا آؤں گا۔"

"آپ یہاں آنے کی زحمت نہ کریں۔ میری بیٹی سے بات کریں۔"

ماں نے ریسیور بیٹی کی طرف بڑھایا۔ وہ اسے کان سے لگا کر بولی "ہیلو میں میکسی بول رہی ہوں۔"

"خوب بول رہی ہو۔ جتنی حسین ہو' اتنی ہی آواز بھی رس بھری ہے۔"

"مسٹر چیف! آپ کام کی باتیں کریں۔"

"کام کی بات یہ ہے کہ تم لوگوں کے خلاف بڑی سختی سے انکوائری کا حکم ہے۔ میں چاہتا ہوں' تم لوگوں پر سختی نہ ہو۔ خاص کر میں تمہیں پریشان نہیں دیکھ سکتا۔"

"تمہارا شکریہ۔ یہ تو معلوم ہو کہ ہمارے خلاف انکوائری کیا ہے؟"

ایسا کہتے وقت میکسی نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا۔ پھر فوراً ہی سانس روک لی۔ ٹیری نے کہا "تمہاری ایک اور بہن وہاں بیٹھی ہوئی ہے' کیا اسے بھی یوگا میں مہارت حاصل ہے؟"

"جی ہاں' ہم سب یوگا کے ماہر ہیں۔ کیا تم ہی میری ممی کے اور پھر میرے دماغ میں آنے کی کوشش کررہے تھے؟"

"ہاں' بڑا زبردست خاندان ہے تمہارا! اگر تمہارا یہ بھائی زخمی نہ ہوتا تو مجھے یہاں جگہ ہی نہ ملتی۔"

"اس کا مطلب ہے تم انٹیلیجنس کے چیف نہیں ہو؟"

"مجھے تو اپنی بھی خبر نہیں رہی کہ میں کون ہوں اور کیا ہوں! تمہارے عشق میں خود کو بھلا چکا ہوں۔ آج تمہیں ائرپورٹ پر دیکھا' قسم کھاتا ہوں کہ ایسا مقناطیسی حسن پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں بہت زیادہ خوبرو نہیں ہوں۔ لیکن قابلِ قبول صورت رکھتا ہوں۔ شاید تم مجھے ایک بار دیکھ کر پسند کرلو۔"

وہ مسکرا کر بولی "میں تمہیں بغیر دیکھے پسند کررہی ہوں۔ کیونکہ تم میں دو بڑی خوبیاں ہیں۔"

"تم نے مجھے خوش کردیا ہے۔ وہ دو خوبیاں کیا ہیں؟"

"ایک تو یہ کہ تم مرد ہو۔ دوسری خوبی یہ کہ ٹیلی پیتھی جانتے ہو۔ میری ممی اور میرے بھائی کو تم سے مل کر خوشی ہوگی۔"

"مجھے افسوس ہے' میں تمہارے خاندان کے کسی اور فرد سے ملنا گوارا نہیں کروں گا۔"

"کیوں گوارا نہیں کروگے؟"

"اس لیے کہ میں قانون کا محافظ ہوں۔ مافیا تنظیم کو اپنے ملک میں پنپنے نہیں دوں گا۔ وہ سب جیل میں جائیں گے اور تم میرے گھر میں شریفانہ زندگی گزارنے آؤگی۔"

"کیا تم جبراً مجھ سے محبت حاصل کروگے؟"

"دل سے محبت کروگی تو جبر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوگا۔ ٹھنڈے دماغ سے غور کرو' میں پھر رابطہ کروں گا۔"

اُدھر سے رابطہ ختم کردیا گیا۔ میکسی نے ریسیور رکھتے ہوئے کہا "یہ نئی مصیبت گلے پڑ گئی ہے۔ وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے پھر یہ کہ قانون کا محافظ ہے۔ کہتا ہے' مجھے اپنے گھر لے جائے گا اور تم سب کو جیل پہنچائے گا۔"

"آخر یہ ہے کون؟ تم کسی طرح اسے راضی کرو کہ ہم سے ملاقات کرے۔"

"وہ کسی سے ملنا گوارا نہیں کرتا ہے۔ آپ اندازہ کریں کہ اس کے پاس دو بڑی طاقتیں ہیں۔ ایک تو قانون کا محافظ ہے۔ دوسرے ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ ہم میں سے جسے چاہے' جب چاہے' کہیں بھی گھسیٹ کر لے جاسکتا ہے۔"

گاڈمدر نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔ انا اپنی جگہ بیٹھی اپنے ٹی وی اسکرین پر ماں اور بھائی بہنوں کو دیکھ رہی تھی۔ ان کی باتیں سن رہی تھی اور انہیں ایک نئے عذاب میں مبتلا دیکھ رہی تھی۔

اس نے مخاطب کیا "ہیلو ممی!"

ماں تھوڑی دیر کے لیے بیٹی کو بھول گئی تھی۔ اس نے چونک کر اسکرین پر انا کو دیکھا۔ انا نے کہا "عادل نے پہلے ہی خطرے سے آگاہ کیا تھا۔ لیکن آپ لوگوں نے اسے جھوٹا اور فریبی قرار دیا۔ میں نے کہا تھا کہ برادر کو میرے پاس بھیج دیں۔ بیٹا محفوظ رہے گا۔ آپ مکمل کر چالیں چل سکیں گی۔"

"واقعی میرا بیٹا تمہارے پاس چلا جاتا تو محفوظ رہتا۔ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے زخمی ہونے کا فائدہ نہ اٹھا سکتا۔ میں پوچھ رہی ہوں' کیا تم میرے بیٹے کے اندر ہو۔"

ٹیری نے کہا "ہاں' میں تمہارے بیٹے کی زبان سے بول رہا ہوں۔ اتنی دیر خاموش رہ کر اس کے چور خیالات پڑھتا رہا۔ پولیس اور ملٹری انٹیلیجنس کا پورا محکمہ ان بازیگروں کی تلاش میں ہے' جو عکس ٹرانسفر کرتے ہیں۔ آج میں بازیگروں تک پہنچ گیا ہوں۔"

گاڈمدر نے پریشان ہوکر پوچھا "کیا یہ معلومات میرے بیٹے کے دماغ سے حاصل ہورہی ہیں؟"

"ہاں' تم لوگوں نے پہلی بڑی واردات یہ کی کہ ہماری لیبارٹری کے دو ڈاکٹروں سے وہ غیر معمولی فارمولے چھین کرلے گئے۔"

"وہ فارمولے ہمارے کسی کام کے نہیں ہیں۔ ہم اسے تمہارے حوالے کردیں گے۔"

"جھوٹ نہ بولو۔ فارمولے تمہارے بڑے کام آئیں گے۔ تمہاری بیٹی میکسی نے طبی سائنس میں بہت بڑی ڈگری حاصل کی ہے۔ وہ ان فارمولوں کو پڑھ کر غیر معمولی قوتیں حاصل کرنے کی دوائیں تیار کرسکتی ہے۔"

میکسی نے کہا "مجھ سے کہیں ملاقات کرو۔ ہم پیار محبت سے سارے معاملات طے کریں گے۔ میں تم سے شادی کرکے تمہارے لیے وہ غیر معمولی دوائیں تیار کروں گی۔"

"میں تمہاری اس بات پر غور کروں گا۔ لیکن تمہارے بھائی اور بہنوں نے بینک میں ڈاکا ڈالا۔ پھر تمہارے بھائی نے ساحل پر ہیری رابسن کو قتل کیا۔ جرائم کی فہرست طویل ہے۔ تم لوگوں نے داؤد کو آخری وقتوں میں حبسِ بے جا میں رکھا۔ اگرچہ اسے قتل نہیں کیا لیکن اس کی لاش کو غیر انسانی طریقے سے کہیں پھنکوا دیا۔"

"وہ لاش ہم نے نہیں' عادل نے پھنکوائی ہے۔"

"میں نے تمہارے بیٹے کے دماغ سے عادل کے متعلق بہت کچھ پڑھا ہے اور اس کے ذریعے تمہاری چھوٹی بیٹی انالاتا کو اسکرین پر دیکھ رہا ہوں۔ وہ سونے کی اینٹوں یعنی دولت کے انبار پر بیٹھی ہے اور یہ سب داؤد سے چھینا ہوا خزانہ ہے۔"

انا نے اسکرین کے ایک طرف دیکھتے ہوئے کہا "عادل! اس کیمرے کے سامنے نہ آؤ۔ دوسری طرف اسکرین پر دیکھ لیے جاؤ گے۔ وہاں میرے برادر کے دماغ میں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے۔"

عادل نے اسکرین پر آکر کہا "فکر نہ کرو۔ مجھے بھائی جان نے پہلے ہی بتا دیا ہے۔ وہاں جو ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے' وہ خود اپنی آنکھوں سے نہیں بلکہ تمہارے بھائی کے ذریعے ہمیں دیکھ رہا ہے۔ اس طرح وہ ہمارا حلیہ اور ناک نقشے کے متعلق کچھ معلومات حاصل کرسکتا ہے مگر ہمارے چہرے نہیں دیکھ سکتا اور نہ ہی آئندہ ہمیں کہیں دیکھ کر پہچان سکتا ہے۔ ویسے سمجھدار ہے۔ میرے اور تمہارے دماغ میں آنے کی حماقت نہیں کررہا ہے۔"

ٹیری نے وان لوئن کی زبان سے کہا "بہت چہک رہے ہو۔ میں نے ابھی حکم صادر کیا ہے۔ تل ابیب کے تمام مکانوں اور عمارتوں پر چھاپے مارے جائیں گے۔ چند گھنٹوں میں یہ خزانہ سرکاری تحویل میں اور تم دونوں حوالات میں پہنچوگے۔"

"تم اتنے وسیع پیمانے پر تلاشی کے لیے خواہ مخواہ پولیس اور فوج کو زحمت دے رہے ہو۔ میں دس منٹ کے بعد خود ہی یہاں کا پتا بتا دوں گا۔"

"کیا دس منٹ کے اندر یہ سارا خزانہ یہاں سے لے جاسکو گے؟"

"بالکل نہیں۔ میں اتنی دیر اسکرین پر خزانے کے ساتھ موجود رہوں گا۔ اس کے بعد ہم غائب ہوجائیں گے۔ صرف یہ مکان اور خزانہ رہ جائے گا۔"

"میں گھڑی دیکھ رہا ہوں۔ دس منٹ گزرنے سے پہلے یہ بتا دو تم کون ہو؟"

"یہ تو میں الپا کو بتاؤں گا۔"

"الپا کا برین......"

وہ روانی میں کہتے کہتے رک گیا۔ عقل آگئی۔ سنبھل کر بولا "یہ کیا بکواس ہے؟ تم کس الپا کی بات کررہے ہو؟"

میں نے عادل کے ذریعے قہقہہ لگایا پھر کہا "اُسی کی بات کررہا ہوں' جس کا برین واش کیا گیا ہے۔"

"نان سنس۔ کیا یہی بے تکی باتیں کرنے کے لیے دس منٹ کا وقت لے رہے تھے۔"

"میں نے سوچا تھا دس منٹ لگیں گے لیکن ایک منٹ کے اندر ہی میں نے معلوم کرلیا کہ یہودی خفیہ تنظیم میں دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ہوگئے ہیں اور کسی وجہ سے الپا فی الحال ناکارہ ہے۔ تم سنبھل کر رہو۔ تمہارا کوئی برزہ ہمارے ہاتھ آئے گا تو تم بھی ناکارہ ہوجاؤ گے اور نئی یہودی تنظیم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے بغیر یتیم ہوجائے گی۔"

دوسری طرف خاموشی رہی۔ اب وان لوئن کی زبان نہیں بول رہی تھی۔ میں نے چپکے سے اس کے اندر جا کر دیکھا وہ نہیں بول رہا تھا۔ میں نے وان لوئن کی سوچ میں کہا "میرے دوست! ٹیلی پیتھی جاننے والے بھائی! تم اتنی دیر سے میرے ذریعے بول رہے ہو' میں چاہتا ہوں مجھے اپنا آلہ کار بنالو۔ کیا بنالوگے؟"

کوئی جواب نہیں ملا۔ میں نے پھر اسے جواب کے لیے اکسایا۔ وہ واقعی جاچکا تھا۔ اسے یہ فکر لاحق ہوگئی ہوگی کہ یہ عادل کون ہے جس نے باتوں میں الجھا کر یہودی تنظیم سے اس کا تعلق معلوم کیا ہے اور یہ کمزوری بھی جان گیا ہے کہ فی الوقت اس تنظیم میں ایک ہی خیال خوانی کرنے والا رہ گیا ہے۔

میں نے عادل کی زبان سے کہا "گاڈ مدر! تم ایک محبت کرنے والی ماں ہو۔ تم نے میری انا کو پستول سے خودکشی کرنے سے بچالیا۔ اس احسان کے بدلے میں نے ابھی تمہارے بیٹے کے دماغ سے اس ٹیلی پیتھی جاننے والے کو تھوڑی دیر کے لیے بھگا دیا ہے۔"

ماں نے خوش ہو کر پوچھا "کیا سچ کہہ رہے ہو؟ وہ میرے بیٹے کے دماغ سے چلا گیا ہے؟"

وہ اپنے بیٹے کے سر کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر اپنے سینے سے لگا کر بولی "میرے بیٹے کو ٹیلی پیتھی کے عذاب سے بچالو۔ میں اس کی سلامتی کے لیے بڑی سے بڑی قیمت ادا کرنے کو تیار ہوں۔"

وان لوئن نے کہا "ممی! واقعی وہ میرے دماغ سے چلا گیا ہے۔ اگر ہوتا تو عادل کے جواب میں ضرور کچھ بولتا۔"

گاڈ مدر نے اسکرین پر دیکھ کر کہا "بیٹے عادل! بائی گاڈ تم باکمال ہو۔ میں نے بڑی غلطی کی جو تمہاری قدر نہیں کی۔ تم حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہو۔ مجھے اپنی انا پر ناز ہے کہ اس نے جیون ساتھی کے لیے تمہارا انتخاب کیا ہے۔"

عادل نے کہا "گاڈ مدر! میں نے ایک ایک پل میں تمہیں گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے دیکھا ہے۔ اس لیے میری تعریف نہ کرو۔ فی الوقت تمہاری آخری خواہش یہی ہے کہ تمہارا بیٹا ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمن سے ہمیشہ کے لیے محفوظ رہے۔"

"ہاں بیٹا! کسی طرح بھی اسے میرے بیٹے کے دماغ سے دور کردو۔"

عادل نے انا کا ہاتھ تھام کر پوچھا "تم کیا کہتی ہو؟"

"میرے عادل! وہ میرا ماں جایا ہے۔ میں اپنی ماں کا دکھ نہیں دیکھ سکوں گی۔ انہوں نے تمہیں جان سے مار ڈالنے کا پورا انتظام کرلیا تھا مگر تم ان کی جانیں بچالو۔ صرف اس لیے کہ اس ماں نے تمہاری انا کو پیدا کیا ہے۔"

عادل نے کہا "جاؤ میں انا کے صدقے تم لوگوں کو معاف کرتا ہوں اور اس ٹیلی پیتھی جاننے والے کے خلاف محاذ بناتا ہوں۔ وہ شاید تھوڑی دیر کے لیے وان لوئن کے دماغ میں آکر پریشان کرسکتا ہے۔ اس کے بعد میں اسے ہمیشہ کے لیے بھگا دوں گا۔"

ماملیا نے کہا "عادل! میں بھی تمہارے خلاف تھی۔ مگر اب دل سے تمہیں چاہتی ہوں۔ ایک بات بتاؤ۔ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا یہودی ہے۔ محبِ وطن ہے۔ تمہاری باتوں سے پتا چلا کہ یہودی تنظیم کا اہم فرد ہے۔ تم اس کے ملک میں رہ کر اس کے خلاف کیسے محاذ بناؤ گے۔ ہمیں کس طرح قانونی گرفت سے بچاؤ گے؟"

"میں کسی دشمن کی کمزوریاں معلوم کرلیتا ہوں تو پھر اسے تگنی کا ناچ نچاتا ہوں۔ جیسے ابھی اس کا ایک راز معلوم کرکے اسے یہاں سے بھاگنے اور سوچنے پر مجبور کرچکا ہوں۔ میرا خیال ہے میں اس کی دوسری کمزوری بھی سمجھ رہا ہوں اور اس کی تصدیق کے لیے میکسی سے پوچھ رہا ہوں، وہ فون پر کیا کہہ رہا تھا۔"

میکسی نے کہا "عادل! میں نے یہاں آتے ہی تمہارا نام محسن کی حیثیت سے سنا لیکن تم سے بڑا ہمارا دوست کوئی نہیں ہے۔ میں انا کو تمہارے انتخاب پر مبارکباد دیتی ہوں۔ تمہارے سوال کا جواب یہ ہے کہ وہ خیال خوانی کرنے والا دیوانہ وار مجھ سے محبت کا اظہار کررہا تھا۔ کہہ رہا تھا، آج پہلی بار مجھے ائرپورٹ پر دیکھ کر عاشق ہوگیا تھا۔ وہ قانون کا احترام کرتا ہے۔ اس لیے میری ممی، برادر اور سسٹر کو جیل میں پہنچائے گا لیکن مجھے اپنے گھر لے جائے گا۔"

"اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ واقعی وہ تم پر مرمٹا ہے۔ اب میں وان لوئن سے کہتا ہوں وہ تھوڑی دیر کے لیے دوسرے کمرے میں چلا جائے۔ کیونکہ ہم جو باتیں کریں گے، وہ باتیں دشمن اس کے اندر چھپ کر سنے گا۔"

وان لوئن وہاں سے اٹھ گیا۔ پھر کمرے سے باہر چلا گیا۔ ماملیا نے دروازے کو اندر سے بند کردیا۔ اس کے بعد میں نے عادل کی زبان سے کہا "اگر اب بھی تم لوگوں نے میرے خلوص پر شبہ کیا تو میں کسی کو تباہی سے نہیں بچا سکوں گا۔ اور اگر میری ہدایات پر عمل کیا گیا تو یہاں کے اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران بھی تم میں سے کسی کو جیل نہیں پہنچا سکیں گے۔ قانون کے محافظ تمہارے قریب سے گزر جائیں گے مگر تمہیں ہاتھ نہیں لگائیں گے۔"

گاڈ مدر نے کہا "بیٹے عادل! اب میں تم پر اندھا اعتماد کروں گی۔ بولو کیا کہتے ہو؟"

میں نے عادل کے ذریعے سے کہا "ہم اس ٹیلی پیتھی جاننے والے کے عشق کے شعلوں کو بھڑکائیں گے۔ اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ میکسی کو انا کے پاس بھیج دو۔ کل صبح نو دس بجے تک ایک ڈمی میکسی تمہارے پاس پہنچ جائے گی۔ تم اس ڈمی میکسی کو آزادی سے گھومنے پھرنے اور اس دیوانے سے عشق کرنے دو گی۔ وہ ڈمی چوبیس گھنٹوں میں اس عاشق کا تختہ کروے گی۔"

"تم صرف میکسی کو بھیجنے کے لیے کہہ رہے ہو، میں تمام بچوں کو تمہاری پناہ میں بھیجنا چاہتی ہوں۔"

"ابھی تمہارا بیٹا آئے گا تو دشمن اس کے اندر چھپ کر ہماری خفیہ رہائش گاہ تک پہنچ جائے گا۔ فی الحال آپ میکسی کو بھیجیں، میں اسے لینے آرہا ہوں۔"

ان کے درمیان یہ معاملات طے ہوگئے۔ مجھے توقع تھی کہ میں ان معاملات سے نمٹنے کے دوران یہودی تنظیم کا کچھ حال معلوم کرلوں گا یا اس ٹیلی پیتھی جاننے والے ٹیری کو ٹریپ کرلوں گا۔

ٹیری اچانک ہی وان لوئن کے دماغ سے چلا گیا تھا۔ اصل بات یہ تھی کہ ایکسرے مین اس کے اندر چھپا ہوا عادل سے ہونے والی گفتگو سن رہا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ ٹیری گفتگو کی روانی میں ایک فاش غلطی کر بیٹھا ہے تو اس نے اسے وہاں سے چلے جانے پر مجبور کیا تاکہ وہ کوئی دوسری بڑی غلطی نہ کر بیٹھے۔

اس نے ٹیری کو حکم دیا کہ وہ تاحکم ثانی وان لوئن کے پاس جاکر عادل سے مذاکرات نہیں کرے گا۔ ایکسرے مین کبھی خود کو ظاہر کرکے ایسے احکامات صادر نہیں کرتا تھا۔ آدم برادرز میں سے کوئی نہیں جانتا تھا کہ کوئی ایکسرے مین ان کے دماغوں پر حکومت کررہا ہے اور ان کا ہی لہجہ اختیار کرکے اپنے کسی حکم کی تعمیل یوں کراتا ہے جیسے وہ آدم برادرز کسی کے حکم سے نہیں، بلکہ اپنی ہی سوچ اور فیصلوں کی تعمیل کررہے ہوں۔

ایکسرے مین نے ٹیری کو اس کی غلطی پر پچھتانے اور شرمندہ ہونے کے لیے چھوڑ دیا پھر سوچنے لگا یہ نوجوان عادل کون ہے؟ کونت نے کیسی ہیرا پھیری سے معلوم کیا تھا کہ الپا کا برین واش کیا گیا ہے اور یہ کہ یہودی تنظیم میں فی الوقت ایک ہی خیال خوانی کرنے والا ہے۔

وان لوئن کے خیالات نے بتایا تھا کہ عادل نے داؤد کا خزانہ حاصل کیا تھا۔ عادل نے داؤد کی لاش ٹھکانے لگائی تھی۔ عادل گاڈ مدر کے گھر آکر تین ریوالوروں کے درمیان گھر جانے کے باوجود زندہ واپس چلا گیا تھا۔ عادل نے اسی شہر کی کسی خفیہ رہائش گاہ میں دولت کا انبار لگایا تھا۔

جو کام تھا، وہ عادل کررہا تھا اور تنہا کررہا تھا۔ اس کے کسی گینگ یا کرائے کے آلہ کاروں کا کوئی نام و نشان نہیں تھا اور یہ شدید حیرانی اور بے حد پریشانی کی بات تھی کہ جو نوجوان تنہا بڑے بڑے کارنامے انجام دے رہا ہو اور اپنی ذہانت سے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو بھاگنے پر مجبور کررہا ہو، وہ کس قدر خطرناک ہوگا۔ ایسے خطرناک کی پوری ہسٹری اور جغرافیہ معلوم کرنا بہت ضروری ہوگیا تھا۔

اور معلومات کا ذریعہ فی الوقت گاڈ مدر کا خاندان تھا۔ اس نے ریسیور اٹھا کر بلیک آدم کے نمبر ڈائل کیے۔ جب وہ کسی آدم برادر کو کسی اہم معاملے کی اطلاع دیتا تھا تو خود کو اس تنظیم کا ایک خفیہ انفارمر ظاہر کرتا تھا۔ اس نے رابطہ قائم ہونے کے بعد کہا "ہیلو مسٹر بلیک آدم! میں انفارمر زیرو ون بول رہا ہوں۔ کچھ نام اور ایڈریس نوٹ کرو۔"

اس نے گاڈ مدر ٹریسا، وان لوئن، ماملیا، میکسی اور انالاتا کے نام اور ان کی رہائش گاہ کا پتا اور فون نمبر نوٹ کرایا۔ پھر عادل کا نام لکھوا کر اس کے متعلق جو بھی جانتا تھا، وہ بتاتا رہا پھر کہا "اس خطرناک عادل کا سراغ گاڈ مدر کے ذریعے ہی لگایا جاسکتا ہے۔ ویسے وہ بھی عادل کا پتا ٹھکانا نہیں جانتی ہے۔ کسی حکمتِ عملی سے اس نوجوان تک پہنچنے کی کوشش کی جاسکتی ہے۔ دیٹس آل۔"

یہ کہہ کر ایکسرے مین نے فون کا رابطہ ختم کیا پھر بلیک آدم کے اندر پہنچ گیا۔ بلیک آدم سوچ رہا تھا، وان لوئن زخمی ہے۔ ٹیری اس کے اندر جاکر اسے اپنا معمول اور تابعدار بنائے۔ اس طرح وان لوئن کے ذریعے گاڈ مدر کے پورے خاندان کے افراد کی مصروفیات کا علم ہوتا رہے گا۔ پھر ان میں سے کوئی نہ کوئی عادل سے ضرور ملاقات کرے گا۔ انا عادل کے پاس ہے، وہ اپنے رشتے داروں سے ضرور ملے گی۔

اس نے یہ سوچ کر خفیہ فون نمبروں کے ذریعے ٹیری کو مخاطب کیا اور کہا "میرے پاس آؤ۔"

ٹیری نے اس کے دماغ میں پہنچ کر پوچھا "کیا بات ہے؟ خیریت تو ہے؟"

بلیک آدم نے پوچھا "کیا تمہیں عادل اور گاڈ مدر کی فیملی کے متعلق کچھ معلوم ہے۔"

"کچھ نہیں، بہت کچھ معلوم ہے۔ عادل بڑا چالباز بندہ ہے۔"

"تو پھر عادل تک پہنچنے کے لیے وان لوئن کو اپنا معمول بناؤ۔"

"میں نے یہی سوچا ہے۔ لیکن آج رات اس پر تنویمی عمل نہیں کرسکوں گا۔"

"ہاں، یاد آیا۔ جے پرگولا کے معاملے میں منتظر ہو، اس کے متعلق کسی وقت بھی اطلاع مل سکتی ہے۔"

"پرگولا بہت اہم ہے۔ ہم اس کے ذریعے مریتا کو پکڑ سکیں گے۔"

ایکسرے مین اور ٹیری کے لیے یہ مسئلہ تھا کہ ان میں سے کوئی وان لوئن پر تنویمی عمل کرتا اور ایسے وقت اطلاع ملتی کہ پرگولا کسی قبرستان میں کالا جادو کرنے میں مصروف ہے تو پھر انہیں تنویمی عمل ادھورا چھوڑ کر اُدھر جانا پڑتا۔

ایکسرے مین اس لیے تنویمی عمل نہیں کرسکتا تھا کہ وہ اسرائیل کے تقریباً پچیس قبرستانوں تک پھیلے ہوئے جاسوس اور پولیس افسران کے اندر جھانکتا پھر رہا تھا۔

پولیس والوں نے ایک قبرستان میں وچ لیڈی ایلا کلا نسی کو پہنچایا تھا اور اسے حکم دیا تھا کہ رات ایک بجے تک کسی قبرستان سے پرگولا کی گرفتاری کی اطلاع نہیں ملے گی تو وہ کالا عمل کرے گی اور اپنے منتروں اور جادوئی ہتھکنڈوں سے پرگولا کو وہاں آنے پر مجبور کردے گی۔

ایسے انتظامات کے باعث ایکسرے مین اور ٹیری کی مصروفیات میں اضافہ ہوگیا تھا۔ اس کا فائدہ وان لوئن کو پہنچ رہا تھا وہ ان کے تنویمی عمل سے محفوظ ہوگیا تھا۔ ہمارے پاس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی کمی نہیں تھی۔ لیلیٰ نے سونیا ثانی کو مخاطب کرکے عادل اور گاڈ مدر کی مختصر ہسٹری سنائی پھر اسے وان لوئن کے دماغ میں پہنچا کر کہا "اس کا دماغ لاک کردو تاکہ کوئی دشمن اس کے اندر نہ آسکے۔ یہ صرف تمہاری آواز اور لہجے کا اسیر رہے۔"

پھر میں نے باربرا کو مخاطب کرکے اسے بھی عادل اور گاڈ مدر کی فیملی کے حالات بتائے پھر اسے تل ابیب کی ایک کال گرل کے دماغ میں پہنچا کر کہا "اس پر عمل کرو اور اسے مکمل میکسی بنا دو۔

عادل کے دماغ میں رہ کر اصل میکسی کی آواز اور لہجہ سنو' اس کی حرکات و سکنات کو دیکھو' اس کال گرل کو میکسی بنانے کے لیے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑے گی کیونکہ دشمن خیال خوانی کرنے والا میکسی کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ وہ اسے دور ہی سے دیکھ کر عاشق ہو گیا تھا۔"

میں ان معاملات میں مصروف تھا اور یہ نہیں جانتا تھا کہ جے پرگولا کے عزائم کیا ہیں اور وہ کس طرح مرینا پر کالا جادو کرنے والا ہے۔ اور یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ یہودی تنظیم کے افراد اور پولیس والوں نے پچیس قبرستانوں میں کیسا نادیدہ جال بچھایا ہے۔

جال بچھانے والے شام کی تاریکی پھیلتے ہی اپنے شکار کا انتظار کرنے لگے تھے اور ٹرانسمیٹر کے ذریعے ایک دوسرے سے رابطہ کرنے لگے تھے۔ اس انتظار میں بڑے بڑے افسران کو رات کا کھانا قبرستان میں کھانا پڑا۔ اس رات فقیروں' چرس اور ہیروئن کا نشہ کرنے والوں کی شامت آگئی۔

چھپ کر نشہ کرنے والے پُراسرار سے لگتے ہیں۔ ان میں سے کتنوں کو جے پرگولا سمجھ کر گرفتار کیا گیا پھر حقیقت معلوم ہونے پر انہیں لات جوتے مار کر بھگا دیا گیا۔

جے پرگولا' ریٹا کی رہائش گاہ کی چھت پر بیٹھا دور تک پھیلی ہوئی تاریکی کو دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ آج کی رات کالے جادو کے لیے نہایت مناسب ہے۔ قبرستان میں اور زیادہ تاریکی ہوگی۔ وہاں جاکر عمل کرنا اس لیے بھی ضروری ہوتا ہے کہ وہاں عمل کرنے کے لیے مردوں کی ہڈیاں اور کھوپڑیاں ملتی ہیں۔

وہ سوچ رہا تھا آج مرینا واپس آسکتی ہے۔ لیکن خطرہ ہے۔ اس کمینی وچ لیڈی نے پولیس کو اس کے شیطانی عزائم کے متعلق بتایا ہوگا۔ لہٰذا اس کی گرفتاری کے انتظامات ضرور کیے گئے ہوں گے۔ اس نے رات کے بارہ بجے تک قسم کھائی کہ آج چاردیواری سے باہر نہیں جائے گا۔

رات کے ایک بجے ٹیری آدم نے ٹرانسمیٹر کے ذریعے ایک اعلیٰ افسر سے کہا "بہت انتظار ہو چکا۔ پرگولا نہیں آئے گا۔"

"یس سر' شاید اس کے کانوں میں بھنک پڑ گئی ہے کہ اس کی گرفتاری کے لئے خاصے انتظامات ہو چکے ہیں۔"

"وچ لیڈی سے کہو وہ اپنا عمل شروع کرے۔"

"یس سر! میں ابھی اسے حکم دیتا ہوں۔"

اعلیٰ افسر نے ٹرانسمیٹر کو آف کیا۔ وہ قبرستان کے ایک گوشے میں چند سپاہیوں کے ساتھ چھوٹی سی جیپ میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ماتحت نے جیپ اسٹارٹ کی پھر اسے ڈرائیو کرتا ہوا قبرستان کے درمیانی حصے میں آیا۔ وچ لیڈی ایلا کلانسی ایک ٹوٹی ہوئی قبر کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ پولیس کو دیکھ کر کھڑی ہو گئی۔

افسر نے جیپ سے اتر کر کہا "ایک بج چکا ہے۔ پرگولا ابھی تک کسی قبرستان میں دیکھا نہیں گیا ہے۔ وہ سیدھی طرح نہیں آئے گا۔ چل اسے اپنے منتروں سے بلا۔"

"حضور! میں اسے بلانے کی پوری کوشش کروں گی لیکن یہ بات پہلے بھی کہہ چکی ہوں' وہ بھی میری طرح شیطان کا پجاری ہے۔ میں جو منتر پڑھوں گی اور عمل کروں گی' وہ ان کا توڑ کرے گا۔"

"ہم توڑ جوڑ کچھ نہیں جانتے۔ اسے یہاں آنا چاہیے۔"

"سرکار! غصہ نہ کریں۔ کچھ تو نرمی سے سوچیں' اگر کسی وجہ سے وہ نہ آیا تو......"

"تو یہ سمجھا جائے گا کہ تو اپنے یار کو بچانے کے لیے کالے جادو میں گڑبڑ کر رہی ہے۔"

ایک ماتحت افسر نے کہا "ایلا! ہمارے صاحب نے وعدہ کیا ہے' تو اسے گرفتار کرا دے گی تو تجھے رہا کر دیا جائے گا۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "اور اسے بلانے میں ناکام رہی تو تجھے گولی مار دی جائے گی۔"

پھر اس نے سپاہیوں کو حکم دیا "دور جا کر درختوں اور قبروں کے پیچھے چھپے رہو۔ اگر پرگولا یہاں نہیں آئے گا اور یہ اپنی ناکامی ظاہر کرے گی تو اسے گولی مار دینا۔"

یہ حکم دینے کے بعد وہ جیپ میں بیٹھ کر چلا گیا۔ کئی سپاہی وچ لیڈی کے آس پاس ذرا دور جا کر نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ وہ چاروں طرف سہمی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ تاریکی میں سپاہی نظر نہیں آ رہے تھے لیکن تصور کی آنکھیں اپنے چاروں طرف رائفلوں کی نالیں دیکھ رہی تھیں۔

وہ زمین پر بیٹھ گئی۔ اس کے سامنے جادو منتر کا بہت سا سامان رکھا ہوا تھا۔ ایک مٹی کے برتن میں ماش کی دال کا آٹا اور ایک برتن میں پانی تھا۔ اس کی فرمائش پر ایک جانور کا تازہ خون مہیا کیا گیا تھا۔ اس نے ایک ٹوٹی ہوئی قبر سے انسانی سر کا کاسہ نکال کر سامنے رکھ لیا تھا۔

پھر وہ کوئی گیت گانے کے انداز میں منتر پڑھنے لگی۔ پڑھنے کے دوران کبھی ماش کی دال اٹھا کر کاسے میں ڈالتی' کبھی تازہ لہو چلو میں لے کر آٹے پر ڈال کے گوندھتی۔ وہ دیر تک یہ عمل کرتی رہی۔ پھر اس نے پہلے سے جمع کی ہوئی سوکھی لکڑیوں میں آگ لگائی۔ رات کی گہری تاریکی ان شعلوں سے دور بھاگنے لگی۔

پھر اس نے گنگنانا شروع کیا۔ گوندھے ہوئے آٹے کو اٹھا کر منتر پڑھتے ہوئے شیطان سے کہنے لگی۔ "میں تیری برسوں کی پجارن ہوں۔ تیرا نام لے کر ماش کا پرگولا بنا رہی ہوں۔"

وہ ماش کے آٹے کا پتلا بنا رہی تھی۔ ایک سر' ایک دھڑ' دو ہاتھ اور دو پاؤں' اس پُتلے کو جے پرگولا سے منسوب کر رہی تھی۔ پرگولا کی گردن پر زخم کا بڑا سا نشان تھا۔ وہ ویسا ہی نشان پتلے کی گردن پر بنا کر کہہ رہی تھی۔ "جے پرگولا! جے پرگولا! آجا' آجا! تیرا جسم ہے۔ روح جہاں بھی ہے' اسے لے کر اس پتلے میں آجا......"

اس نے ایک سُوئی نکالی۔ زور زور سے منتر پڑھتے ہوئے سُوئی کو آگ دکھائی۔ جیسے ہی وہ گرم ہوئی' اس نے پتلے کے زخم کے نشان میں پیوست کر دیا۔

جے پرگولا اپنے بستر پر آرام سے سو رہا تھا۔ یک بیک چیخ مار کر اٹھ بیٹھا۔ تکلیف سے کراہتے ہوئے اپنے گردن کے نشان کو سہلانے لگا۔ پھر گرج کر بولا "کون ہے؟ مجھ سے کون دشمنی کر رہا ہے؟"

وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ریٹا دوسرے کمرے سے دوڑتی ہوئی آئی۔ اس نے پوچھا "کیا ہوا؟ اتنی رات کو کیوں چلّا رہے ہو؟"

وہ کمرے سے باہر جاتے ہوئے بولا "ریٹا! کوئی مجھ پر جادو کر رہا ہے۔ جیری کو بلاؤ۔ تھربال کو بلاؤ۔"

وہ اس کے پیچھے چلتی ہوئی بولی "کون جیری؟ کون تھربال؟ تم کہاں جا رہے ہو؟"

"سُور کی بچی! مجھ سے پوچھتی ہے مگر روکتی نہیں۔ مجھے روک لے۔ مجھے نہ جانے دے۔"

ریٹا اس کے سامنے آکر اس سے لپٹ گئی۔ اس کا راستہ روکنے لگی۔

وچ لیڈی ایلا کلانسی نے دوسری سوئی نکالی۔ زور زور سے منتر پڑھتے ہوئے اسے آگ دکھائی۔ پھر اسے بھی پُتلے کی گردن کے نشان میں پیوست کر دیا۔

پرگولا نے شدید تکلیف سے تڑپ کر چیخ ماری۔ لپٹی ہوئی ریٹا کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر ایک طرف پھینکا پھر دوڑتا ہوا باہر آکر کار میں بیٹھ گیا۔ اسے اسٹارٹ کر کے بڑی تیزی سے آگے بڑھایا اور احاطے کے گیٹ کو توڑتا ہوا اندھا دھند ڈرائیو کرتا چلا گیا۔

وہ اپنے شیطانی عمل میں مصروف تھی۔ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر چیخ چیخ کر منتر پڑھ رہی تھی اور یقین سے کہتی جا رہی تھی۔ "وہ آ رہا ہے۔ میرا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے۔ وہ آ رہا ہے......"

آدھے گھنٹے بعد قبرستان کے احاطے کا گیٹ زوردار آواز سے ٹوٹ گیا۔ اس کی کار آندھی طوفان کی رفتار سے آکر رک گئی۔ پھر وہ کار سے نکل کر وچ لیڈی کی طرف دوڑتا ہوا اور چیختا ہوا کہنے لگا۔ "نکال دے۔ ان سُوئیوں کو نکال دے۔ کُتّے کی بچی! میں مر جاؤں گا سُوئیاں نکال دے......"

وہ دوڑتا ہوا لڑکھڑاتا ہوا ماش کے پُتلے کے قریب آکر اوندھے منہ گرا۔ ایلا نے پُتلے سے ایک سُوئی نکال دی۔ پرگولا نے ایک آہ کے ساتھ اطمینان کی سانس کھینچی۔ ایلا نے پتلے سے دوسری سُوئی بھی نکال دی۔ وہ زمین پر چاروں شانے چت ہو کر لمبی لمبی سانسیں لینے لگا پھر غراتے ہوئے بولا "تو دنیا کی بدترین چڑیل ہے۔ تو نے شیطان کے پجاری کو اذیتوں میں مبتلا کیا تھا۔ بتا تو نے ایسا کیوں کیا؟"

"پرگولا! مجھے افسوس ہے' میں مجبور تھی۔ مجھے دوست ہو کر دشمنی کرنی پڑی۔"

"ایسی کیا مجبوری تھی؟"

"پولیس والوں نے مجھے الٹا لٹکا کر مارا ہے۔ اب بھی ہڈیاں دکھ رہی ہیں۔ انہوں نے تیرے متعلق مجھ سے سب کچھ اگلوالیا۔ پھر مجھے حکم دیا کہ میں کالے عمل کے ذریعے تجھے یہاں بلاؤں۔ اگر میں انکار کرتی تو وہ مجھے گولی مار دیتے۔"

وہ اٹھ کر بیٹھ گیا پھر بولا "اب میں تجھے اس ٹوٹی ہوئی قبر میں گھسا کر ماروں گا۔"

"یہاں چاروں طرف پولیس والے ہیں۔ مجھے ہاتھ لگائے گا تو وہ تجھے جوتے ماریں گے۔"

"جھوٹ مت بول سؤر کی بچی! اس ویرانے میں کوئی نہیں ہے۔"

وہ غصے سے آگے بڑھا' اسی وقت فائرنگ کی آواز کے ساتھ قدموں کے پاس تھوڑی سی مٹی اڑی۔ وہ اچھل کر ایلا سے دور ہوگیا۔ آگ کی زرد روشنی میں چھپے ہوئے سپاہی اور دو افسر اسے نشانے پر لیے آرہے تھے۔ ٹیری آدم ان میں سے ایک افسر کے دماغ میں تھا۔ اس کی زبان سے بولا "تمہارے علاوہ تمیں مسلح سپاہی تاریکی میں چھپے ہوئے ہیں۔ تم نے بھاگنے کی احمقانہ کوشش کی تو گولیوں سے چھلنی ہو جاؤ گے۔"

وہ دونوں ہاتھ اٹھائے کھڑا رہا۔ بری طرح پھنسنے کا یقین ہو گیا تھا۔ ٹیری نے کہا "ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ دو ٹیلی پیتھی جاننے والے جیری اور تھربال تمہارے زیرِ اثر ہیں۔ وہ تمہارے دماغ میں ہوں تو ان سے کہہ دو اپنی جگہ آرام سے رہیں۔ ان کی کوئی سازشی چال کامیاب نہیں ہوگی۔"

"وہ موجود نہیں ہیں۔ اگر ہوتے تو صبر کرتے۔ ایسی جلدی بھی کیا ہے۔ میں پھر آہنی سلاخوں سے باہر آجاؤں گا۔"

"ہم نے تمہیں دشمن سمجھ کر نہیں گھیرا ہے۔ ہم تو تمہیں دوست بنانا چاہتے ہیں۔"

"سرکار سے دوستی میرے لیے باعثِ فخر ہوگی۔ ویسے اس مہربانی کی وجہ کیا ہے؟؟"

"ہمیں تمہاری آزادی اور مرینا کی غلامی پسند ہے۔ اگر آزادی چاہتے ہو تو ابھی عمل کرو اور مرینا کو یہاں آنے پر مجبور کرو۔"

وہ ایک قہقہہ لگا کر بولا "ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی پر قبضہ جمانے کے لیے میں ہی کام آسکتا ہوں لیکن وہ اس ملک سے جا چکی ہے۔"

"تم جھوٹ بولتے ہو۔ مرینا اسی ملک اور اسی شہر میں ہے۔"

"میں پچھلی رات ہی اپنے کالے علم سے معلوم کر چکا تھا۔ تم یقین کرو یا نہ کرو' وہ جا چکی ہے۔"

ٹیری نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر پرگولا کے دماغ میں پہنچ کر کہا "مجھے معلوم تھا کہ تیرے دماغ میں جگہ مل جائے گی اور تو خود کو ایسے ظاہر کرے گا جیسے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا ہے۔ ایک بار مرینا تیرے فریب میں آکر تیری کنیز بن گئی تھی۔"

جے پرگولا نے ایلا کو گھور کر کہا "اس کتیا نے تمہیں بتا دیا ہے کہ میری شیطانی کھوپڑی کسی خیال خوانی کرنے والے سے متاثر نہیں ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی مجھ پر تنویمی عمل کر سکتا ہے۔"

"ہاں' تیری ایسی تمام شیطانی قوتوں کا ہمیں علم ہے۔ ہم نے اسی کے مطابق تیرا بندوبست کیا ہے۔"

اسے ہتھکڑی پہنا کر ایک جیپ میں بٹھایا گیا۔ قبرستان کے احاطے کے گیٹ کے پاس دفتر نما چار دیواری تھی۔ اسے وہاں لے جا کر ایک بیڈ پر لٹایا گیا۔ اس کے ہاتھ پاؤں باندھے گئے پھر اس کی دونوں کنپٹیوں پر بجلی کے ننگے تار کو ٹیپ سے چپکایا گیا۔

اب اس کی سمجھ میں آیا کہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ وہ چیخنے لگا اور بندشوں سے رہائی پانے کے لیے جدوجہد کرنے لگا۔ افسر نے ایک بار سوئچ آن کیا تو بجلی کے جھٹکوں سے وہ ذبح کیے ہوئے بکرے کی طرح آوازیں نکالنے لگا۔ افسر نے سوئچ آف کر دیا۔ وہ وہ پہلے ہی جھٹکے سے نڈھال ہو گیا' رہائی کے لیے جدوجہد کرنا بھول گیا۔

ٹیری نے اس کے اندر پہنچ کر اس کی دماغی حالت معلوم کی۔ اس کے اندر اب بھی شیطانی قوت باقی تھی۔ اس نے افسر کو پھر حکم دیا پھر اس کو بجلی کا جھٹکا پہنچایا گیا۔ اس بار دماغی تکلیف ناقابلِ برداشت تھی۔ اس کے جسم کی غلاظت باہر نکل آئی تھی۔ ٹیری نے دیکھا' دماغ صاف ہو گیا تھا۔ شیطانی جھوٹ ختم ہو گیا تھا اور اس کے خیالات سچ کہہ رہے تھے کہ مرینا اسی شہر میں ہے۔ اس نے جھوٹ کہا تھا کہ وہ ملک سے باہر گئی ہے۔

ٹیری نے پوچھا "جیری اور تھربال تمہارے پاس کب آتے ہیں؟"

"وہ ہر ایک گھنٹے بعد باری باری آتے ہیں۔"

"کیا ابھی موجود ہیں؟"

"نہیں میں نے ساڑھے بارہ بجے سونے سے پہلے کہہ دیا تھا کہ نیند میں مداخلت نہ کی جائے۔ اب جیری صبح چھ بجے اور تھربال سات بجے آئے گا۔"

"تمہارا دعویٰ ہے کہ کوئی عامل تم پر تنویمی عمل نہیں کر سکتا کیا ابھی تم میرے معمول بنو گے؟"

"نن..... نہیں مجھ پر عمل نہ کرو۔ میں شیطان ہوں' تمہارے تنویمی عمل کے شکنجے سے نکل جاؤں گا۔"

"ہمیں شیطان کے دماغ کو کچرا کرنا آتا ہے۔"

اسے پھر بجلی کا جھٹکا پہنچایا گیا۔ اس بار شدید تکلیف سے تڑپتے رہنے کے بعد اس پر نیم بے ہوشی طاری ہو گئی۔ ایسی حالت میں ٹیری نے اس کے ذہن کو تھپک تھپک کر سلا دیا۔

بجلی کے کئی جھٹکوں نے دماغ سے شیطانی قوتوں کو دھو ڈالا تھا۔ اس کی برین واش ہو چکا تھا۔ ٹیری نے اس پر عمل کرنا شروع کیا۔ وہ اس قدر کمزور ہو گیا تھا کہ جلد ہی ٹرانس میں آگیا اور ایک معمول کی حیثیت سے اس کے سوالات کے جواب دینے لگا۔

ٹیری نے جو حکم دیا' وہ اس کے دماغ میں نقش ہو گیا۔ پہلا حکم تھا کہ صبح چھ بجے اور سات بجے جیری اور تھربال اس کے پاس آئیں تو وہ انہیں حکم دے کہ پہلی فلائٹ سے اسرائیل آجائیں۔

جے پرگولا کو اسی لیے شکنجے میں لیا گیا تھا کہ اس کے ذریعے صرف مرینا ہی نہیں' جیری اور تھربال بھی خفیہ یہودی تنظیم میں آجائیں۔ یہ طے تھا کہ جیری اور تھربال کے یہاں پہنچتے ہی انہیں گرفتار کر کے ان کے برین واش کیے جائیں گے۔ مرینا کے ساتھ بھی یہی کیا جائے گا۔ یوں تین خیال خوانی کرنے والوں کا اضافہ ہو جائے گا۔ اس طرح آدم برادرز کی ٹولی میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی مجموعی تعداد پانچ ہو جائے گی۔

اور ایسا ہونے والا تھا۔ یہودی تنظیم بہت بڑی طاقت بننے والی تھی۔ پارس نے غیر معمولی فارمولوں کا شوشہ چھوڑ کر مملکتِ اسرائیل کو میدانِ جنگ بنا دیا تھا۔ ان پر عذاب نازل کر دیا تھا اس کے برعکس انہیں فائدہ پہنچ رہا تھا۔ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد اچانک بڑھ گئی تھی۔ یہ یہودی عجب نصیب والے ہوتے ہیں۔

اگر میں وہاں ہوتا تو شاید صورتِ حال کچھ اور ہوتی۔

میں جس محاذ پر تھا' وہاں کامیابی حاصل ہو رہی تھی۔ عادل گاڈ مدر کی پوری فیملی کے ساتھ محفوظ تھا۔ ایکسرے مین اور ٹیری آدم اس ملک میں وسیع اختیارات رکھنے کے باوجود ان میں سے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔

کیا یہ ضروری ہے کہ میں جس محاذ پر رہوں' وہاں مجھے کامیابیاں حاصل ہوتی رہیں؟

کیا میں نے کامیابیاں حاصل کرنے کا ٹھیکا لے رکھا ہے؟

نہیں' زلزلے کے ایک جھٹکے سے بلند و بالا پہاڑ گر پڑتے ہیں پھر میں کس گنتی میں ہوں؟

میری بھی شامت آگئی۔ موبائل فون کی گھنٹی بجی۔ میں نے اسے آپریٹ کیا۔ دوسری طرف سے بابا صاحب کے ادارے کے جاسوس ٹام مورس کی آواز سنائی دی۔ اس نے کہا "جناب! غضب ہو گیا۔ مرینا پر پاگل پن کا دورہ پڑا ہے۔ وہ چیخیں مارتی ہوئی اور سر کے بال نوچتی ہوئی بنگلے سے باہر گئی۔ اس سے پہلے کہ میں روکتا وہ کار میں بیٹھ کر کہیں چلی گئی۔"

میں نے کہا "اطمینان رکھو' میں دیکھتا ہوں' ایسا کیوں ہو رہا ہے؟"

میں نے فون بند کر کے خیال خوانی کی چھلانگ لگائی۔ مرینا کے دماغ میں پہنچا تو اس کی حالت عجیب سی تھی۔ وہ کار ڈرائیو کرنے کے قابل نہیں تھی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے تاریکی تھی۔ اس تاریکی میں محض ایک راستہ نظر آرہا تھا اور اس راستے کے اختتام پر وہ ایک قبرستان دیکھ رہی تھی۔

وہ محسوس کر رہی تھی کہ جیسے اس کے سر کے بالوں میں آگ لگی ہوئی ہے۔ جب وہ پرگولا کی داشتہ تھی' تب اس نے اس کے سر کے کچھ بال توڑ کر ایک چھوٹی سی ڈبیا میں رکھے تھے اور کہا تھا "کبھی تم مجھے دھوکا دے کر جاؤ گی تو میں کالا عمل کروں گا اور تمہارا ایک ایک بال آگ میں جلاؤں گا' تمہیں سر کے بالوں میں آگ سی لگی ہوئی محسوس ہوگی۔ پھر تم اس آگ میں جلتی ہوئی میرے پاس آجاؤ گی۔"

اور اب یہی ہو رہا تھا۔ میں مرینا کے خیالات پڑھتے ہی اپنی رہائش گاہ سے باہر آیا۔ پھر اپنی کار میں بیٹھ کر اُدھر جانے لگا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کس قبرستان کی سمت جا رہی ہے لیکن میں راستہ معلوم کر رہا تھا۔ اس کے جنونی ہونے کے باوجود اسے ہیڈلائٹس کی روشنی میں دور تک دیکھنے پر مجبور کرتا تھا۔ کوئی مخصوص عمارت یا سائن بورڈ دیکھ کر معلوم ہو جاتا کہ وہ کن راستوں سے گزر رہی ہے۔

میرے ذہن میں یہی بات تھی کہ جے پرگولا قبرستان میں تنہا ہوگا یا اس کے دو چار چیلے ہوں گے۔ میں ان سے آسانی سے نمٹ لوں گا۔ میں خواب و خیال میں بھی یہ سوچ نہیں سکتا تھا کہ ایکسرے مین اور ٹیری آدم' جے پرگولا کے ذریعے مرینا کو ٹریپ کر رہے ہیں۔ جو جال اس کے لیے بچھایا گیا ہے' اس کے پیچھے بھاگتے بھاگتے میں بھی اس میں پھنسنے والا ہوں۔ اور جب شامت آتی ہے تو آدمی وہ نہیں کرتا' جو کرنا چاہیے۔

بلکہ وہ کرتا ہے' جو نہیں کرنا چاہیے۔

میں مرینا کے دماغ کو قابو میں کر کے اسے اپنے پاس آنے پر مجبور کر سکتا تھا۔ لیکن میں نے ایسا نہیں کیا۔ میری دانست میں پرگولا جیسے شیطان سے ٹکرانے کا یہی موقع تھا۔ پہلی بار ہمارا سامنا ہونے والا تھا اور میں اسے مات دے کر مرینا کو ہمیشہ کے لیے اس سے نجات دلانا چاہتا تھا۔

میں تو اسے ایک چھوٹا سا گڑھا سمجھ کر پھلانگنے جا رہا۔ کاش یہ معلوم ہوتا کہ گڑھے کے پیچھے گہری کھائی ہے۔

قصہ حاتم طائی میں ایک جگہ کوہِ ندا کا ذکر ہے۔ حسن بانو نے حاتم طائی سے جن سات سوالوں کے جواب طلب کئے تھے ان میں سے ایک مطالبہ یہ تھا کہ حاتم طائی جائے اور کوہِ ندا کی خبر لائے۔

حاتم ہزارہا صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے ایسے علاقے میں پہنچا، جہاں لوگوں نے بتایا کہ وہ جو سامنے پہاڑ ہے وہی کوہِ ندا ہے۔ وہاں سے آوازیں آتی ہیں۔ "یا اخی! یا اخی!"

وہ آواز جس شخص سے منسوب ہو جاتی ہے وہ شخص دیوانہ وار اس پہاڑ کی طرف بھاگتا چلا جاتا ہے۔ پوری بستی اسے روکنا چاہے تو وہ نہیں رکتا۔ اس میں اتنی قوت آجاتی ہے کہ وہ تمام دنیا والوں کی گرفت سے نکل کر اس آواز کی سمت جاتے جاتے پہاڑ پر پہنچ کر نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ پھر کبھی لوٹ کر نہیں آتا۔

تب حاتم پر یہ راز کھلا کہ وہ ندا یا صدا موت کی ہے۔ جس کے نام کی صدا آتی ہے، وہ موت کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے۔ اسے تمام دنیا والے بھی اپنی گرفت میں لے کر روکنا چاہیں تو روک نہیں سکتے اور وہ پہاڑ، زندگی اور موت کے درمیان ایک پردہ ہے۔ اس پہاڑ کے آگے زندگی اور پہاڑ کے پیچھے موت کی ندا، جہاں سے کوئی واپس نہیں آتا۔

میں نے کوہِ ندا کا حوالہ اس لئے پیش کیا کہ میرے نام کی بھی صدا آرہی تھی۔ مجھے مریتا کی چیخیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ کالے جادو کے زیرِ اثر تڑپ رہی تھی۔ اس کے بالوں میں جیسے آگ لگی ہوئی تھی اور وہ آگ بجھانے بے اختیار اس قبرستان کی طرف کار ڈرائیو کرتی جارہی تھی۔

میں اس کے اندر رہ کر وہ راستے معلوم کر رہا تھا، جہاں سے وہ گزر رہی تھی اور میں اس کے تعاقب میں کار ڈرائیو کرتا جارہا تھا۔ اس کے خیالات بتا رہے تھے کہ جے پرگولا اس پر کالا جادو کر رہا ہے۔ اس کے سروں کے چند بال وہ ایک ننھی سی ڈبیا میں رکھتا تھا اور اسے تعویذ کی طرح گلے میں پہنتا تھا۔ اب وہ ایک ایک بال ڈبیا سے نکال کر منتر پڑھ رہا تھا اور اسے آگ میں جلا رہا تھا۔

میں مریتا کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے قبرستان جانے سے روک سکتا تھا لیکن روک دینے سے بالوں میں ہونے والی جلن کی شدت اور تکلیف کم نہ ہوتی۔ پھر جے پرگولا سے ٹکرانے کا بھی ارادہ تھا۔ ایسے وقت میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ مریتا کو پرگولا اپنے لئے نہیں، خفیہ یہودی تنظیم کے لئے کالے عمل سے بلا رہا ہے اور وہاں قبرستان کی تاریکی میں بے شمار پولیس افسران چھپے بیٹھے ہیں اور ان افسران کے دماغوں میں ایکسرے مین اور ٹیری آدم موجود ہیں۔ وہ پرگولا کو اپنا معمول اور تابعدار بنانے کے بعد اب مریتا کو گرفت میں لینے کے لئے اس طرح بلا رہے ہیں۔ ایسے میں فرہاد علی تیمور بھی ان کی گرفت میں آئے گا تو یہودی قوم کی عید ہو جائے گی۔

ایسے ہی وقت کوہِ ندا کی مثال یاد آئی۔ میں شاید موت کی صدا سن کر اپنے آخری انجام کی طرف جارہا تھا لیکن حاتم طائی کے دور میں موت کی صدا سن کر کوئی ایک ادھر جاتا تھا، دو افراد نہیں جاتے تھے جبکہ ہم دو جارہے تھے۔ ایک میں اور دوسری مریتا۔

پھر تو وہ موت میرے لئے نہیں تھی۔ مریتا کے لئے بھی نہیں تھی بلکہ محض دھمکی تھی۔ جیسے زندہ رہنے کے دوران کئی بار موت آتی ہے۔ پھر آتے آتے رہ جاتی ہے۔ دھمکی دے کر چلی جاتی ہے۔

میں تو کیا کوئی بھی یہ سوچ نہیں سکتا تھا کہ پیش آنے والی کس مصیبت سے کیسے بچ جائے گا۔ جب ہماری عقل کام نہیں کرتی تب مقدر اپنا تماشا دکھاتا ہے کہ دیکھو، تم بچو گے ایسے.....

اچانک ہی میں نے بریک لگاتے ہوئے اپنی کار کو روکا اور خیال خوانی کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے دیکھا، ادھر مریتا نے بھی اچانک اپنی گاڑی اس لئے روکی کہ اس کے سامنے دوسری گاڑی نے آکر راستہ روک لیا تھا۔ وہ تکلیف کی شدت سے چیختی ہوئی بولی۔ "ہٹ جاؤ۔ میرا راستہ چھوڑ دو۔ مجھے جانے دو۔"

راستہ روکنے والی گاڑی کے اگلے دو دروازے کھلے۔ ایک عورت اور ایک نوجوان باہر آئے۔ میں نے کہا۔ "مریتا! یہ پرگولا کے آلۂ کار ہو سکتے ہیں۔ کار سے نکل کر واپسی کے راستے پر بھاگو۔ میں آرہا ہوں۔"

میں نے اسی راستے کی طرف آنے کے لئے کار اسٹارٹ کی پھر آگے بڑھاتے ہوئے مریتا کے پاس پہنچا۔ پتا چلا کہ اس جوان نے قریب آکر مریتا کو دونوں بازوؤں میں دبوچ لیا ہے۔ عورت نے مریتا کی آستین پھاڑ دی اور اس کے بازو میں انجکشن کی سوئی گھونپ دی ہے۔ اس کے بعد میری سوچ کی لہریں واپس آگئیں کیونکہ وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔

بے ہوشی کے بعد احساسات تقریباً مردہ ہو جاتے ہیں اسی لئے بڑے سے بڑے آپریشن کے وقت چیر پھاڑ کرنے کے باوجود مریض کو تکلیف کا احساس نہیں ہوتا۔ پھر ایسے حالات میں مریتا کو اپنے بالوں میں جلن کی تکلیف بھلا کیسے محسوس ہوتی۔ وہ پُرسکون ہو گئی تھی۔

اسے سکون پہنچانے والا وہ جوان عادل تھا اور عورت تھی لیلیٰ۔

لیلیٰ نے میرے اندر آکر کہا۔ "میں نے اور عادل نے اسے قابو میں کر لیا ہے۔ اب پرگولا کا جادو بے اثر رہے گا۔"

میں نے کہا۔ "یہ تم نے کیا کیا؟ میں پرگولا تک پہنچنا چاہتا تھا۔"

"اور میں نہیں چاہتی تھی کہ آپ وہاں جائیں۔ تھوڑی دیر پہلے عادل نے مجھے بتایا تھا کہ سمندر کے کنارے جب ڈی ہیری کو گولی ماری گئی تھی تو پولیس نے جے پرگولا کو گرفتار کیا تھا۔ یقیناً یہودی تنظیم والوں نے پرگولا کی اچھی طرح پٹائی کی ہوگی۔ اس کے دماغ میں گھس کر بہت سی معلومات حاصل کرنے کے علاوہ یہ بھی معلوم کیا ہوگا کہ وہ جادوئی عمل سے مریتا کو بلا سکتا ہے۔"

میں نے قائل ہو کر کہا۔ "ہاں۔ درست کہتی ہو۔ یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے پرگولا کو ایسا کرنے پر مجبور کیا ہوگا۔ اس طرح صرف مریتا ہی نہیں دو اور ٹیلی پیتھی جاننے والے جیری اور نہال بھی ان کی گرفت میں آنے والے ہوں گے۔ یوں سمجھ میں آتا ہے کہ قبرستان میں جے پرگولا تنہا نہیں ہوگا۔ یہودی تنظیم کے بڑے بڑے عہدیدار وہاں تاریکی میں ہتھیاروں کے ساتھ چھپے ہوں گے۔"

لیلیٰ نے مسکرا کر پوچھا۔ "مان گئے نا کہ میں نے بروقت جال میں پھنسنے سے روکا ہے؟"

میری کار ان کے قریب پہنچ گئی تھی۔ عادل نے مریتا کو اٹھا کر اپنی گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لٹا دیا تھا۔ اس کے بعد مریتا کی کار کی نمبر پلیٹ اکھاڑ رہا تھا کیونکہ ان نمبروں سے یہ معلوم ہو جاتا کہ وہ کار نام مورس کی ہے۔ انکوائری کرنے والا خیال خوانی کرتا تو معلوم ہوتا کہ نام مورس نے مریتا سے شادی کی ہے۔ یوں دشمن پھر مریتا تک پہنچ جاتے۔

میں نے کہا۔ "شاباش عادل! تم بڑی حاضر دماغی سے کام کر رہے ہو۔ اپنی بھابی کے ساتھ جاؤ، میں بعد میں آؤں گا۔"

لیلیٰ نے پوچھا۔ "آپ کہاں جارہے ہیں؟"

"وہیں، جہاں تم نے جانے سے روکا ہے۔"

"آپ جان بوجھ کر خطرہ مول لینے کیوں جارہے ہیں؟"

"پہلے انجان بن کر جارہا تھا، اس لئے وہاں خطرہ تھا۔ اب تو ان کا سارا کھیل میرے سامنے ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ مریتا کا خیال رکھو۔"

عادل جانے کے لئے کار اسٹارٹ کر رہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا۔ "اگر مریتا کے ہوش میں آنے کے بعد پرگولا نے پھر عمل کیا اور اسے تکلیف میں مبتلا کیا تو تم کیا کرو گے؟"

اسے جواب میں کہنا چاہئے تھا کہ وہ پھر اسے بے ہوشی کا انجکشن لگا دے گا لیکن اس نے کہا۔ "بھائی جان! جب بار بار وہی ایک تکلیف ہو تو اس تکلیف کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہئے۔ میں استرا تیار رکھوں گا، مریتا کا سر مونڈ ڈالوں گا۔ جب اس کے سر میں بال ہی نہیں رہیں گے تو پرگولا عمل کس پر کرے گا؟"

میں نے ایک زوردار قہقہہ لگایا۔ پھر اس کی پیٹھ پر ہاتھ مار کر کہا۔ "جاؤ۔"

وہ لیلیٰ کے ساتھ مریتا کو لے کر چلا گیا۔ واقعی یہ بات قابلِ غور تھی کہ پرگولا کے پاس مریتا کے چند بال ہوں گے۔ جنہیں وہ آگ میں جلا کر اس کے سر کے بالوں میں آگ لگانے کا احساس پیدا کرتا تھا۔ جب مریتا کے سر پر بال ہی نہیں رہیں گے تو اس کا کالا عمل جلن کی تکلیف کہاں پیدا کرے گا؟ عادل کا جواب مریتا کے لئے شاید قابلِ قبول نہ ہوتا مگر بچاؤ کا آخری راستہ یہی تھا۔

میں نے اپنی کار آگے بڑھائی۔ یہ نہیں معلوم تھا کہ پرگولا کس قبرستان میں بیٹھا عمل کر رہا ہے۔ تل ابیب کے مضافات میں کئی قبرستان تھے۔ میں نے سوچا، کالا جادو مریتا کو جس راستے پر کھینچ رہا تھا، مجھے اسی راستے پر چلنا چاہئے۔ شاید راستے کے اطراف میں وہ مطلوبہ قبرستان نظر آجائے۔ میرے لئے اس کی پہچان یہی ہو سکتی تھی کہ وہاں دور کہیں آگ جل رہی ہوگی۔ اس آگ میں وہ مریتا کے بال جلا رہا ہوگا۔

ایک آدھ گھنٹے میں صبح ہونے والی تھی۔ جے پرگولا عمل کرتے کرتے تھک گیا۔ اس کی ڈبیا میں مریتا کے سر کے جتنے بال تھے، وہ اس نے ایک ایک کر کے سب ہی جلا دیے۔ لیکن وہ حاضر نہیں ہوئی۔ وہ پریشان ہو کر شیطان کو پکارنے لگا۔ اس کے پاس بیٹھی ہوئی ایلا نے کہا "پرگولا! تجھے ہوا کیا ہے؟ کیا منتر بھول گیا ہے؟ سارے بال جلا دیئے۔ ڈبیا خالی کر دی پھر وہ کیوں نہیں آرہی ہے؟"

"میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ کیا گڑبڑ ہو گئی ہے۔ اسے چیختے چلاتے اور سر پیٹتے ہوئے آنا چاہئے تھا مگر یہاں تو اس کی پرچھائیں بھی نظر نہیں آرہی ہے۔"

وہ بولی۔ "یہ پولیس والے تیری پٹائی کریں گے۔ یہی الزام دیں گے کہ تُو نے مریتا کو ان سے دور رکھنے کے لئے بے اثر جادو کیا ہے۔"

وہاں کے سنّاٹے میں پولیس کی جیپ شور مچاتی آئی۔ ایک افسر نے جیپ سے اتر کر کہا۔ "میں تم دونوں کے خیالات پڑھتا آرہا ہوں۔ اگر تم زبان سے کہتے تو کبھی یقین نہ کرتا۔ مگر تمہارے چور خیالات بتا رہے ہیں کہ تم نے فراڈ نہیں کیا ہے۔ پوری طرح اپنے کالے علم کو آزمایا ہے۔ پھر بھی وہ نہیں آئی۔"

پرگولا نے کہا "میری تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ وہ مر چکی ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ وہ زندہ ہو اور اس پر میرا جادو اثر نہ کرے۔"

افسر کے دماغ میں بیٹھے ہوئے ایکسرے مین نے کہا۔ "ہو سکتا ہے، وہ مردہ نہ ہو، بے ہوش ہو کیونکہ بے ہوشی میں بھی انسان کو بڑی سے بڑی تکلیف کا احساس نہیں ہوتا۔"

"ہاں، یہ ممکن ہے۔ وہ بے ہوش ہوگی، تب ہی میرا عمل ناکام رہا ہے۔"

"کوئی بات نہیں۔ کب تک بے ہوش رہے گی۔ اب تو صبح ہونے والی ہے۔ تم کل رات کو پھر یہاں آکر عمل کرو۔"

"جنابِ عالی! اب تو عمل نہیں ہو سکے گا۔ مریتا کے تمام بال ختم ہو چکے ہیں۔"

ایکسرے مین نے افسر کے ذریعے اسے ایک الٹا ہاتھ رسید کیا۔ "گدھے کے بچے! تو نے سارے بال کیوں جلا ڈالے؟"

پرگولا توہین کے احساس سے تلملا گیا۔ وہ اتنا شہ زور تھا کہ

انسپکٹر کو دبوچ لیتا تو اس کا دل نکل جاتا لیکن اس کے اور سپاہیوں کے پاس ہتھیار تھے۔ وہ دانت پیس کر بولا۔ "انسپکٹر! مرد کا بچہ ہے تو ہتھیار پھینک کر میرے سامنے آ۔ میں تجھے اس قبر میں گھسا دوں گا۔"

انسپکٹر نے پھر اسے مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا۔ پر گولا نے بڑی پھرتی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور ایک بازو میں اس کی گردن دبوچ لی۔ پھر اس سے پہلے کہ دوسرے سپاہی آگے بڑھتے' اس نے ہولسٹر سے ریوالور نکال کر اس کی کنپٹی سے لگاتے ہوئے کہا۔ "خبردار! کوئی قریب آئے گا یا مجھ پر گولی چلائے گا تو میں مرتے مرتے اسے بھی مار ڈالوں گا۔"

سپاہی ذرا پیچھے ہٹ گئے۔ وہ بولا۔ "اور دور چلے جاؤ۔ میرا راستہ چھوڑو۔"

وہ سب اور پیچھے ہٹنے لگے۔ پر گولا اتنا اہم تھا کہ اسے قابو میں کرنے کے لئے ایک انسپکٹر کو مارا جا سکتا تھا لیکن وہ انسپکٹر ایکسرے مین کا سالا تھا۔ اس کی بیوی کا بھائی تھا۔ اس کی بیوی اور سالے وغیرہ بھی اسے ایکسرے مین کی حیثیت سے نہیں جانتے تھے۔ بہرحال ساری دنیا ایک طرف جورو کا بھائی ایک طرف کے مصداق وہ سالے کو قربان نہیں کر سکتا تھا۔

اس نے ٹیری آدم کے دماغ میں یہ بات ڈالی کہ انسپکٹر کو نقصان نہ پہنچے۔ پر گولا کو حکمتِ عملی سے قابو میں کیا جائے۔ ٹیری نے پر گولا کے دماغ میں کہا۔ "یہ مت بھولو کہ تم میرے معمول اور تابعدار ہو۔ میں ابھی تمہارے ہاتھ سے ریوالور گرا دوں گا۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا۔ "تم نے مجھے بجلی کے جھٹکے پہنچائے' میرے دماغ کو کمزور کر کے مجھ پر تنویمی عمل کیا۔ میں پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ میرا دماغ شیطانی ہے۔ مجھ پر تنویمی عمل تھوڑی دیر تک رہتا ہے پھر میں اس عمل سے آزاد ہو جاتا ہوں۔ تم میرے اندر زلزلہ پیدا کرو' میرا کچھ نہیں بگڑے گا۔"

ٹیری نے یہی کیا۔ اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا۔ اس کا کچھ نہیں بگڑا۔ وہ انسپکٹر کو گن پوائنٹ پر رکھے ہوئے قبرستان کے بڑے گیٹ کی طرف جا رہا تھا۔ ٹیری نے اس کے دماغ کو چکرانے کی کوشش کی تاکہ وہ ذرا سا بھی لڑکھڑائے تو انسپکٹر اس سے ریوالور چھین لے۔ لیکن اس کی تمام کوششیں ناکام ہو رہی تھیں۔

اس نے سوچا کہ انسپکٹر کی زندگی کو خطرے میں ڈال کر پر گولا کو گرفتار کیا جائے لیکن ایکسرے مین نے ٹیری کی سوچ میں کہا۔ "مجھے انسپکٹر کی حفاظت کرتے ہوئے اسے گرفتار کرنا چاہئے۔ جلد بازی سے کام لینا ضروری نہیں ہے۔ آخر یہ بھاگ کر کہاں جائے گا؟ قبرستان کے باہر بھی مسلح سپاہی موجود ہیں۔"

قبرستان کے باہر والی سڑک پر میں نے کار روک دی تھی۔ کئی گاڑیاں اس سڑک پر سے گزر رہی تھیں۔ میں دور آگ کے شعلے دیکھ کر سوچ رہا تھا' شاید پر گولا اس قبرستان میں ہو گا۔ ایسے ہی وقت وہ انسپکٹر کو گن پوائنٹ پر رکھے باہر آیا۔ دور کھڑے ہوئے سپاہیوں نے اسے بھی نشانے پر رکھا ہوا تھا۔ وہ حکم کے منتظر تھے۔ افسران جیسے ہی فائرنگ کا حکم دیتے' وہ پر گولا کو گولیوں سے چھلنی کر دیتے یا اسے زخمی کر کے فرار ہونے کے قابل نہ چھوڑتے لیکن ایکسرے مین اپنے سالے انسپکٹر کے ساتھ پر گولا کو بھی زندہ سلامت رکھنا چاہتا تھا۔

پر گولا ان کے لئے بہت اہم تھا۔ وہ قابو میں رہتا تو اس کے ذریعے تین ٹیلی پیتھی جاننے والے یہودی تنظیم میں چلے آتے۔ ایک افسر نے دور سے للکارا۔ "پر گولا! تم بہت بڑی غلطی کر رہے ہو۔ ایک افسر کو یرغمال بنا کر نہ اس علاقے سے اور نہ ہی اس ملک سے باہر جا سکو گے۔"

دوسرے افسر نے کہا۔ "پر گولا! اسے چھوڑ دو۔ ہم تمہیں حراست میں نہیں لیں گے۔ تم ہمارے دوست بن کر رہو گے۔"

پر گولا نے اچھی طرح انسپکٹر کی گردن دبوچ کر ریوالور سے میرا نشانہ لیا۔ پھر سختی سے کہا۔ "جہاں بیٹھے ہو' وہیں رہو اور کار کا پچھلا دروازہ کھول دو۔"

میں نے بری طرح خوفزدہ ہونے کا تاثر دیا۔ خوف زدہ انداز میں دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "فار گاڈ سیک' گولی نہ چلانا۔ تم جو کہو گے' وہی کروں گا۔ کیا میں اپنی کار چھوڑ کر چلا جاؤں۔"

وہ کار کے قریب آتے ہوئے بولا۔ "خبردار! کار سے نہ نکلنا۔ تم اسے ڈرائیو کرو گے۔"

میں تو یہی چاہتا تھا کہ میرا شکار خود میرے ساتھ چلے۔ وہاں پولیس کے افسران دیکھ رہے تھے کہ پر گولا مجھے ریوالور دکھا کر مجبور کر رہا ہے اور میں اپنی سلامتی کے لئے اس کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں۔

وہ انسپکٹر کو کار کی پچھلی سیٹ پر دھکا دے کر اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ پھر بولا۔ "گاڑی چلاؤ۔"

میں نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ ویسے تو کار میں تین تھے۔ اگلی سیٹ پر میں اور پچھلی سیٹ پر وہ دونوں لیکن مجھے چوتھے شخص کی موجودگی کا بھی یقین تھا۔ جو لوگ پر گولا کے ذریعے تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو حاصل کرنے کی فکر میں تھے' ان کا ایک خیال خوانی کرنے والا ضرور انسپکٹر کے اندر رہ کر یہ تماشا دیکھ رہا ہو گا۔

میں چاہتا تھا' وہ مجھے ایک عام سا شہری سمجھے۔ اس لئے میں نے پر گولا سے کہا۔ "برادر! تم قانون کے محافظ کو اغوا کر رہے ہو' ساتھ ہی مجھے بھی مجرم بنا رہے ہو۔ آخر یہ معاملہ کیا ہے؟"

میں نے پر گولا کو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس کی حرکتوں سے اندازہ ہو رہا تھا کہ یہ وہی شیطان ہے۔ وہ مجھے جھڑک کر بولا۔ "خاموشی سے گاڑی چلاتا رہ۔ کچھ بولے گا تو گولی مار دوں گا۔"

پھر وہ انسپکٹر کو دیکھ کر بولا۔ "جو شخص تمہارے دماغ میں (بول رہا) ہے' میں اس سے کہتا ہوں کہ ہمارا تعاقب کرنے والے (افسروں) اور سپاہیوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ ہمارے تعاقب سے باز آ جائیں۔ ورنہ یہ افسر انہیں زندہ نہیں ملے گا۔"

میں نے کہا۔ "برادر! تم کچھ بہکی بہکی سی باتیں کر رہے ہو۔ (انس)پکٹر سے کہہ رہے ہو کوئی اس کے دماغ میں چھپا بیٹھا ہے۔ بھلا (کوئی کس)ی کے دماغ میں کیسے بیٹھ سکتا ہے۔"

وہ غصے سے بولا۔ "یو شٹ اپ' اب بولے گا تو گولی مار دوں گا۔"

"عجیب احمق ہو۔ مجھے مار ڈالو گے تو گاڑی کون چلائے گا؟ تم (چلا)ؤ گے تو انسپکٹر کو کون سنبھالے گا۔"

وہ جھنجلا کر بولا۔ "ابے کیوں بکواس کر رہا ہے۔ مجھے اس ٹیلی (پیت)ھی جاننے والے سے بکواس کرنے دے۔ بکواس نہیں بات کرنے دے۔"

پھر اس نے پیچھے والے شیشے کے پار دیکھ کر کہا۔ "پولیس (وا)لے تعاقب سے باز نہیں آ رہے ہیں۔ میں پھر وارننگ دیتا ہوں۔ (اگر ہم)ارا پیچھا نہ چھوڑا گیا تو میں تمہارے انسپکٹر کو......"

میں نے فوراً ہی بات کاٹ کر کہا۔ "انسپکٹر کو بھی گولی نہیں (ما)ر سکو گے۔ جب تک یہ زندہ رہے گا' پولیس والے تم پر ہاتھ نہیں (ڈا)لیں گے۔"

وہ ایک دم سے پھٹ پڑا۔ "ابے گدھے کے بچے! کیوں میرے بیچ میں بول رہا ہے۔"

میں نے کہا۔ "گدھا ہو گا تُو' تیرا باپ' تیرا خاندان' ابھی گاڑی (رو)ک دوں تو پولیس والے گھیر لیں گے۔"

"خبردار! گاڑی نہیں روکنا۔"

"تو پھر بول کہ تو کتا ہے' تجھے جتنی گندی گالیاں یاد ہیں' وہ (اپ)نے آپ کو دینا شروع کر دے۔ اگر تُو نے شروع نہ کیں تو تین تک (گن)تے ہی گاڑی روک دوں گا۔"

"گاڑی روکتے ہی میں تجھے گولی مار دوں گا۔"

"تو پھر ٹھیک ہے گالی یا گولی ایک......"

"ابے کیا کرتا ہے؟ کیا سچ مچ گاڑی روکے گا؟"

میں نے اونچی آواز میں کہا۔ "دو......"

میرے تین کہنے سے پہلے ہی وہ شروع ہو گیا۔ اپنے آپ کو گالیاں دینے لگا۔ ایسے ہی وقت میں نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کر کے سانس روک لی۔ وہ یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والا' جو انسپکٹر کے اندر موجود تھا' اس نے میرے اندر آنے کی زحمت کی ہو گی۔ اسے یہ بات پسند آئی ہو گی کہ میں پر گولا کو ریوالور رکھنے کے باوجود بے بسی اور جھنجلاہٹ میں مبتلا کر رہا ہوں۔

وہ خود کو گالیاں دینے کے بعد غصے سے بولا "ابے او ٹیلی پیتھی جاننے والے! تُو خود کو سمجھتا کیا ہے؟ پولیس والوں کو میرے پیچھے آنے سے نہیں روک رہا ہے۔ میں دیکھوں گا کہ یہ کب تک میرا پیچھا کریں گے۔"

میں نے کہا۔ "جب تک میری گاڑی کی ٹنکی میں پٹرول ہے۔ پھر یہ گاڑی خود ہی رکے گی تو تعاقب کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔"

وہ غصے اور عاجزی سے بولا۔ "ارے میرے باپ! میں تجھے تیرے خدا کا واسطہ دیتا ہوں۔ ہمارے بیچ میں مت بول۔ تُو اس ٹیلی پیتھی جاننے والے کو یہ کیوں سنا رہا ہے کہ اس گاڑی کا پٹرول ختم ہو سکتا ہے۔"

میں نے کہا۔ "کیا میرے نہ کہنے سے یہ گاڑی دو چار برس تک چلتی رہے گی۔ ہمیں کسی پیٹرول پمپ پر رکنا نہیں پڑے گا؟"

وہ دہاڑ کر بولا۔ "ابے چپ ہو جا۔ مجھے بچنے کی کوئی تدبیر سوچنے دے۔"

"تمہیں صرف میں ہی بچا سکتا ہوں۔"

"وہ پیچھے آنے والے پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ تُو مجھے کیسے بچائے گا؟"

"بڑا آسان طریقہ ہے۔ وہ سامنے دریا کا پل آ رہا ہے۔ اگر میں یہ گاڑی دریا میں گرا دوں تو تم تیر کر کہیں سے کہیں نکل جاؤ گے۔ ان پولیس والوں سے دو چار گھنٹے کے لئے نجات مل جائے گی۔"

"کیا پاگل ہو گیا ہے؟ ہمیں گاڑی سمیت دریا میں گرائے گا اور خود بھی ڈوب مرے گا۔ میری جان پر بنی ہے اور تو مذاق کر رہا ہے۔"

میں نے رفتار اور زیادہ بڑھاتے ہوئے کہا "میں مذاق نہیں کر رہا ہوں۔ دیکھو یہ پل آ گیا ہے' سنبھل جاؤ۔"

وہ بولا۔ "ابے ڈرپوک! بزدل! تو موت سے ڈرتا ہے۔ اسی لئے میرے ریوالور سے ڈر کر گاڑی چلا رہا ہے۔ تیرے جیسا بزدل گاڑی سمیت دریا میں جا نہیں سکتا۔"

کار تیز رفتاری سے دریا کے بیچ پل پر پہنچ گئی تھی۔ میں نے اپنے دروازے کا لاک کھولا پھر اچانک ہی پوری تیز رفتاری سے گاڑی کو ٹرن دیا۔ پھر جیسے قیامت آ گئی۔ پیچھے بیٹھنے والوں کی چیخیں نکلیں۔ پل کی ریلنگ ایک دھماکے سے ٹوٹی۔ پھر ہماری گاڑی فضا میں اڑتی ہوئی دریا کے پانی کی طرف جانے لگی۔ میں پہلے سے تیار تھا۔ دروازہ کھول کر گاڑی کے ڈوبنے سے پہلے ہی چھلانگ لگا دی۔

گاڑی کا وزن بہت زیادہ تھا۔ اس لئے وہ مجھ سے پہلے ڈوبی۔ میں چند ساعتوں کے بعد اس سے دور آ کر پانی میں گرا۔ پھر ہاتھ پاؤں مار کر واپس اوپر کو آیا۔ دریا کی سطح پر ابھرتے ہی دیکھا' پر گولا بھی ابھرنے کے بعد تیر رہا تھا۔ میں نے کہا۔ "پولیس والے پل پر کھڑے دیکھ رہے ہیں۔ ان سے چھپنا چاہتے ہو تو پانی کے اندر ہی اندر تیرتے رہو۔"

یہ کہتے ہی میں نے ڈبکی لگائی۔ پھر اندر ہی اندر تیرنے لگا۔ جو

یوگا میں مہارت رکھتے ہیں' وہ دور تک نظروں میں آئے بغیر پانی کے اندر سفر کرسکتے ہیں۔ میں نے تھوڑی دیر بعد پرگولا کو ایک ہاتھ کے فاصلے پر تیرتے ہوئے دیکھا۔ ہم دریا کے بہاؤ کے ساتھ جارہے تھے۔ اس لئے تیزی سے دور نکل رہے تھے۔

وہ دریا' سمندر میں آکر گرتا تھا۔ اگر ہم دو ڈھائی گھنٹے تک تیرتے رہتے تو سمندر میں پہنچ جاتے۔ میں ایک اندازے کے مطابق پون گھنٹے میں کنارے پر آگیا۔ ساحل کی مٹی پر چاروں شانے چت ہو کر گہری گہری سانسیں لینے لگا۔ سر گھما کر اِدھر اُدھر دیکھا' تقریباً پچاس گز کے فاصلے پر پرگولا پانی سے ابھر کر ساحل کی طرف آرہا تھا۔ پھر وہ بھی کنارے آکر گر پڑا تھا۔ وہاں دور تک ویرانی تھی۔ درخت اور چھوٹے بڑے پہاڑی ٹیلے دکھائی دے رہے تھے۔

دن نکل آیا تھا۔ پرگولا نے لیٹے ہی لیٹے سر اٹھا کر مجھے گھونسا دکھاتے ہوئے کہا۔ "میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں ابھی آرہا ہوں۔ تیری ہڈیاں توڑ دوں گا۔"

میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ بولتے بولتے چپ ہو گیا تھا۔ میں نے خیال خوانی کی چھلانگ لگائی۔ امید تو نہیں تھی کہ وہ اپنے دماغ میں آنے دے گا لیکن جگہ مل گئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جیری اس کے پاس پہنچا ہوا تھا۔ اس لئے وہ میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کررہا تھا۔

جیری نے اس کے پاس آتے ہی کہا۔ "باس! آپ کا غلام جیری اپنے وقت پر حاضر ہے۔ کیا آپ خیریت سے ہیں؟"

"پچھلی رات سے مصیبتوں میں مبتلا ہوں۔ اب شاید پولیس والوں سے نجات مل گئی ہے۔ یہاں اس ویرانے میں ایک پاگل ہے۔ میں اس کی پٹائی کرنے جارہا ہوں۔ جب وہ سانس روکنے کے قابل نہ رہے تو اس کے دماغ میں گھس کر معلوم کرنا کہ آخر یہ جان پر کھیلنے والا شخص کون ہے۔"

وہ اٹھ کر بیٹھ گیا پھر بولا۔ "ایک بات اچھی طرح یاد رکھو۔ اگر میں تم سے اور تھرپال سے یہاں آنے کو کہوں تو ہرگز اپنا خفیہ اڈّا اور اپنا ملک چھوڑ کر نہ آنا۔"

"آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ کیا ہم آپ کے حکم سے انکار کر دیں؟"

"ہاں ایسے وقت سمجھ لینا کہ میں دشمنوں کے دباؤ میں آکر تم دونوں کو بلا رہا ہوں۔ تم لوگ آؤ گے تو میری طرح مصیبت میں پھنس جاؤ گے۔ یہودی تنظیم کی یہی کوشش ہے کہ وہ تم دونوں کو کسی طرح ٹریپ کرے۔"

وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا پھر میری طرف آتے ہوئے بولا۔ "کیا تُو پاگل خانے سے آیا ہے؟ تُو نے اپنی گاڑی بھی ڈبو دی۔ ہمیں بھی ڈبونے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور خود بھی یہ پریشانیاں اٹھا کر یہاں تک میرے ساتھ آگیا۔ کیا اس میں تیری کوئی مصلحت ہے؟ آخر تُو ہے کون؟"

"مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ ابھی تُو میری پٹائی کر کے مجھے سانس روکنے کے قابل نہیں چھوڑے گا تو جیری میرے دماغ میں آکر میری ہسٹری معلوم کر لے گا۔"

وہ میرے قریب آتے آتے ٹھٹک گیا۔ جیری نے کہا۔ "باس! یہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ ابھی آپ کے اندر آکر آپ کی باتیں سن رہا تھا۔"

میں نے کہا۔ "میں اب بھی سن رہا ہوں۔ تمہارا باس مجبور ہے۔ مجھے دماغ سے نکالنے کے لئے سانس روکے گا تو تم بھی باہر نکل جاؤ گے۔"

پرگولا نے تنبیہہ کے انداز میں انگلی دکھا کر کہا۔ "میں تجھے وارننگ دے رہا ہوں۔ سیدھی طرح اپنی اصلیت بتادے۔ ورنہ ابھی اپاہج بنادوں گا۔"

"پہلے یہ فیصلہ ہو جائے کہ کون کسے اپاہج بناتا ہے' آؤ اور اپنی حسرتوں کا ماتم کرو۔"

اس نے آگے بڑھ کر حملہ کیا۔ ناکام ہوا۔ پھر حملہ کیا۔ میں نے جوابی ہاتھ نہیں دکھایا۔ اول تو ہم باپ بیٹے ایسی لڑائی میں پہل نہیں کرتے۔ دوم یہ کہ دشمن کے حملوں کو ناکام بناتے ہوئے اس کے لڑنے کے انداز کو بھی سمجھتے ہیں اور اسے چڑچڑاہٹ اور غصے میں بھی مبتلا کرتے ہیں۔

میدان مارنے کا سب سے بنیادی نسخہ یہ ہے کہ مقابل کو غصہ دلا دلا کر پاگل کر دو۔ پھر وہ سوچ سمجھ کر لڑنے کے قابل نہیں رہے گا۔

ویسے بھی بیچارے نے پچھلی رات پولیس والوں کی بڑی مار کھائی تھی۔ اسے بجلی کے جھٹکے بھی پہنچائے گئے تھے۔ پھر میں ایسے آدمی سے کیا لڑتا جو پہلے ہی اندر سے ٹوٹا ہوا تھا۔ چونکہ اسے اپنی شیطانی طاقت پر ناز تھا اس لئے میں نے اسے حسرت پوری کرنے کا موقع دیا۔ اس نے کئی حملے کئے۔ دھوکے سے بھی غالب آنے کی کوششیں کیں۔ پھر اپنی ناکامیوں پر جھنجلانے اور جنون میں آکر حملے کرنے لگا۔ ایسے ہی وقت لڑنے والا مار کھاتا ہے۔ میں نے اس کی اچھی طرح پٹائی کر کے زمین پر لٹا دیا۔ وہ گہری گہری سانسیں لیتے ہوئے بولا۔ "اے میرے باپ! اب تو بتادے تُو کون ہے؟"

میں نے پوچھا۔ "کیا تجھے اپنے باپ کا نام معلوم ہے؟"

"نہیں' ہم جادوگروں کی عورتیں کسی سے شادی نہیں کرتیں۔ کسی سے بھی اولاد پیدا کر کے شیطان کے بت کے نیچے رکھ دیتی ہیں۔ جادوگروں کے مخصوص فنڈ سے ایسی اولادوں کی پرورش ہوتی ہے۔ اس لئے مجھے اپنے باپ کا نام معلوم نہیں ہے۔"

"تو پھر تو مجھے باپ کہہ کر مجھ سے نام کیوں پوچھ رہا ہے؟"

"پلیز سیدھا سا جواب دو۔ تم کون ہو؟"

"میں مرینا کا محافظ ہوں۔ تمہاری پٹائی کرنے قبرستان کی طرف گیا تھا۔"

"مگر تم نے تو مجھے پولیس والوں سے بچایا ہے۔"

"میں نہایت آسانی سے بچا سکتا تھا۔ مگر میں نے دریا میں ڈبو کر اس لئے بچایا ہے کہ اپنے ہاتھوں سے تمہاری دھلائی کروں۔ اب تمہاری سمجھ میں آرہا ہو گا کہ مرینا کو ٹریپ نہیں کر سکو گے اور یا نہیں کرو گے تو یہودی تنظیم کے لوگ تمہیں یہاں جینے نہیں دیں گے۔ یہاں سے بھاگنا ہو گا یا پھر یہودیوں کے غلام بن کر رہنا ہو گا۔"

"میں تم سے دوستی کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے دوست بنالو۔"

"شیطان کسی کا دوست نہیں ہوتا اور میں کبھی آستین میں سانپ پالنے کی حماقت نہیں کرتا۔"

"تم مجھے ناقابلِ اعتماد دشمن سمجھ رہے ہو۔ اس کا مطلب ہے ابھی میرے ساتھ اور برا سلوک کرو گے۔"

"میں کچھ نہیں کروں گا۔ تم آدھے مر چکے ہو۔ باقی آدھی موت یہودیوں کی چھاؤں میں ہو گی۔"

"میں ان کے سائے سے بھی دور رہوں گا۔ بھیس بدل کر شہر جاؤں گا۔ وہ مجھے نہیں پہچان سکیں گے۔"

"تم پچھلی شام تک بھیس بدل کر چھپے ہوئے تھے۔ پھر انہوں نے کیسے پہچان لیا؟"

"انہوں نے میری ایک جادوگر ساتھی کو حراست میں لے رکھا ہے۔ انہوں نے اسے مجبور کیا تھا تب اس نے کالے عمل کے ذریعے مجھے قبرستان میں آنے پر مجبور کیا تھا۔"

"آج رات بھی وہ تمہاری ساتھی کے ذریعے تمہیں قبرستان میں بلائیں گے۔ جاؤ بھیس بدلتے رہو۔"

میں پلٹ کر جانے لگا۔ اس نے آواز دی۔ "رک جاؤ۔ مجھے تنہا چھوڑ کر نہ جاؤ۔"

میں تیز قدموں سے دریا کے کنارے کنارے چلتا ہوا' اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ جیری کہہ رہا تھا۔ "باس! یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ کون تھا؟ مگر آپ کے لئے خطرے کی گھنٹی بجا گیا ہے۔ واقعی آج رات ایلا کلانسی پھر مجبور ہو کر آپ کا پتلا بنائے گی اور اس میں سُوئیاں چبھو کر آپ کو پولیس کی حراست میں پہنچادے گی۔"

"ہاں' میں قبرستان سے فرار ہوتے وقت یہ بھول گیا تھا کہ وہ ایلا کے ذریعے پھر مجھے پکڑ سکتے ہیں۔"

"مجھے معلوم ہوتا کہ وہ کُتیا میرے لئے مصیبت بن جائے گی تو پہلے ہی اسے ختم کر دیتا۔ اب تو اس سے نجات کا ایک ہی راستہ ہے۔ تم تھرپال کو میرے پاس بھیج دو اور خود ایلا کے پاس جاؤ۔ اس کے دماغ میں رہ کر حالات کا جائزہ لو۔ پھر اس طرح ہلاک کرو کہ اسے کوئی یہودی خیال خوانی کرنے والا بچا نہ سکے۔"

"میں ابھی جارہا ہوں۔ آپ کچھ مرینا کے متعلق بتائیں' کیا وہ آپ کے منتروں سے قابو میں آجائے گی؟"

"اب تو منتروں سے ممکن نہیں ہے۔ اس کے جتنے بال میرے پاس تھے' وہ میں نے جلا ڈالے ہیں۔ ویسے اب میں مرینا سے اس وقت تک دور رہوں گا جب تک اس کے اس اجنبی محافظ کے متعلق مکمل معلومات حاصل نہیں ہوں گی۔"

مجھے یہ سن کر اطمینان ہوا کہ پرگولا آئندہ کالے عمل کے ذریعے مرینا کو سحرزدہ کر کے اپنے پاس نہیں بلا سکے گا۔ میں نے لیلیٰ کو مخاطب کر کے اپنے موجودہ حالات مختصر طور پر سنائے پھر کہا۔ "یہ دریا' حیفہ سے پچیس میل دور سمندر میں گرتا ہے۔ نقشہ دیکھ کر معلوم کرو کہ اُدھر کون سی سڑک پل کے ذریعے دریا پر سے گزرتی ہے۔ عادل سے کہو' وہ گاڑی لے کر اس پل پر آجائے۔"

عادل پچھلے دو دنوں سے اس قدر مصروف رہا تھا کہ اسے پوری نیند سونے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ جب سے انالانا اس کی زندگی میں آئی تھی' تب سے الجھی ہوئی مصروفیات کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔

یہی مصروفیت کیا کم تھی کہ انا اور عادل ایک دوسرے کے دیوانے ہو گئے تھے۔ ایسی صورت میں انا کی ماں گاڈمدر ٹریسا اور اس کے بھائی بہنوں کو یہودیوں کی گرفت سے بچائے رکھنے کی ذمے داری عائد ہو گئی تھی۔

انا کے بھائی وان لوئن کے زخمی ہونے سے ٹیری کو اس کے دماغ میں گھسنے کا موقع مل گیا تھا۔ یوں یہودی تنظیم والوں کو معلوم ہو گیا کہ ہانیا کی گاڈمدر کی پوری فیملی تل ابیب پہنچی ہوئی ہے۔ دوسرا انکشاف یہ ہوا کہ عکس منتقل کر کے بینک لوٹنے والا یہ گروہ بے نقاب ہو گیا۔ ایکسرے مین پہلے ہی دن سے ان کی تلاش میں تھا۔

ان حالات میں گاڈمدر کی پوری فیملی جیل جانے والی تھی۔ لیکن وہ مقدر والے تھے انہیں اپنے بچاؤ کا تھوڑا سا وقت اس طرح مل گیا کہ ایکسرے مین اور ٹیری آدم خیال خوانی کے ذریعے پرگولا کے معاملے میں مصروف ہو گئے تھے۔ انہوں نے پرگولا کو گاڈمدر سے زیادہ اہمیت دی کیونکہ اس کے ذریعے تین ٹیلی پیتھی جاننے والے حاصل ہو رہے تھے۔

جب تک وہ اُدھر مصروف رہے' اس عرصے میں سونیا ثانی نے زخمی وان لوئن پر تنویمی عمل کیا اور اس کے دماغ کو لاک کر دیا تاکہ ٹیری اسے نہ پاسکے۔

ٹیری آدم گاڈمدر کی دوسری بیٹی میکسی پر عاشق ہو گیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ وہ میکسی کو بیوی بنا کر اپنے پاس رکھے گا۔ باقی اس کی ماں اور بھائی بہنوں کو جیل میں پہنچادے گا۔ میکسی کو اس سے نجات دلانے کے لئے باربرا نے تل ابیب کی ایک کال گرل کو ٹریپ کیا۔ اس پر عمل کر کے اسے گاڈمدر کی بیٹی میکسی بنا دیا تاکہ وہ جبراً اسے بیوی بنا کر خوش رہے۔ ایک کال گرل کے ساتھ زندگی گزارے اور اصل میکسی اس سے محفوظ رہے۔

صبح سات بجے تک بابا صاحب کے ادارے کے دو جاسوسوں اور میک اپ کے تین ماہرین نے گاڈ مدر ٹریسا' اس کے بیٹے وان لوئن اور اس کی بیٹیوں ما میلا اور میکسی کے چہرے بدل دیئے' ان کی رہائش گاہ بدل دی پھر ان سے کہا۔ "جاؤ آرام سے اور اطمینان سے پچھلی رات کی نیند پوری کرو۔"

انا لانا بھی سو گئی تھی۔ عادل کے مقدر میں نیند نہیں تھی۔ اس نے گاڈ مدر کے تمام معاملات سونیا ثانی' باربرا اور ادارے کے جاسوسوں پر چھوڑ دیئے تھے۔ خود لیلیٰ کے ساتھ مرینا کو پرگولا سے بچانے میں مصروف رہا تھا۔ اس کے بعد سونے کے لئے گیا تو میں نے لیلیٰ سے کہا۔ "اسے سونے نہ دو۔ اس کی قوتِ برداشت کو آزماؤ کہ وہ کب تک مسلسل جاگ کر حاضر دماغی سے کام کر سکتا ہے۔"

میں نے دریا کنارے چلتے چلتے عادل کو ہی گاڑی لانے کا حکم دیا تھا اور وہ اپنے بھائی جان کا ایسا سگا تھا کہ پندرہ منٹ بھی نہ سو سکا۔ لیلیٰ کی زبان سے میرا حکم سنتے ہی گاڑی لے کر چل پڑا تھا۔

عادل اس مقام پر پہنچ گیا تھا' جہاں اب یہودی تنظیم کا گمنام سربراہ ایکسرے مین اس کے کارناموں سے پریشان ہو گیا تھا۔ اسے جو رپورٹ ملتی رہی' اس کے مطابق عادل نے بینک سے لوٹی ہوئی رقم مانیا تنظیم سے چھین کر آئی جی پولیس کے حوالے کی۔ عادل نے داؤد کا خزانہ لوٹا۔ عادل نے داؤد کی لاش ٹھکانے لگائی۔ عادل گاڈ مدر کے گھر آ کر تین ریوالوروں کے درمیان گھر جانے کے باوجود زندہ واپس چلا گیا اور یہ عادل ہی تھا' جس نے ٹیری آدم کو باتوں میں الجھا کر یہ معلوم کر لیا کہ الپا کا برین واش کیا گیا ہے اور یہودی خفیہ تنظیم گاڈ مدر کی فیملی کے پیچھے پڑ گئی ہے۔

جو کام تھا' وہ عادل کر رہا تھا اور تنہا کر رہا تھا۔ ایکسرے مین اس لئے بھی پریشان تھا کہ اس کے کسی گینگ یا کرائے کے آلہ کاروں کا نام و نشان نہیں مل رہا تھا۔ اس کی حیرانی اور پریشانی کے لئے ابھی اور بہت کچھ سامنے آنے والا تھا۔

جب میں نے پرگولا کو لے جاتے ہوئے گاڑی دریا میں ڈبو دی تو ایکسرے مین حیران ہو کر سوچنے لگا۔ آخر گاڑی کون پاگل ڈرائیو کر رہا تھا؟ وہ گاڑی کے اندر خیال خوانی کے ذریعے موجود تھا۔ اس نے میری بات سنی تھی۔ میں نے گاڑی ڈبونے کی بات کہنے کے بعد اسے ڈبویا تھا اور اس کی دانست میں ایسا کوئی پاگل ہی کر سکتا ہے۔

پھر اس نے افسروں کے ذریعے پل پر سے مجھے اور پرگولا کو دریا کے اندر سے ابھر کر پھر پانی میں ڈوب کر تیرتے دیکھا تھا۔ انسپکٹر کو ایک غوطہ خور نے بچایا تھا۔ اس کا بھی یہی بیان تھا کہ گاڑی دریا میں گرانے والا کوئی پاگل ہی تھا۔

پولیس والوں نے اس گاڑی کا نمبر نوٹ کیا تھا۔ انکوائری سے پتا چلا کہ کسی عادل نامی نوجوان نے وہ گاڑی ایک کار ڈیلر سے خریدی تھی۔ ایکسرے مین جو اس قدر پُراسرار اور گمنام بنا ہوا تھا' گوشۂ گمنامی میں سر پکڑ کر سوچ رہا تھا' یہ عادل نامی طوفان کہاں سے آیا ہے؟ جہاں دیکھو' وہیں کچھ نہ کچھ کرتا اور ہمیں نقصان پہنچاتا دکھائی دیتا ہے۔ مگر اتنا کچھ ہونے کے بعد بھی اب تک دکھائی نہیں دیا ہے۔ ایک بار اس کی صورت نظر آ جائے تو وہ گرفت میں آ جائے گا۔

اس نے پچھلی رات ہی انٹیلی جنس کے اعلیٰ افسران کو حکم دیا تھا کہ وہ جلد سے جلد عادل کا سراغ لگائیں۔ وہ تمام رات پرگولا اور مرینا کو پکڑنے کے لئے اپنے افسروں کے دماغوں میں جھانکتا رہا تھا۔ جب پرگولا ہاتھ سے نکل گیا تو اس نے ٹیری آدم کے ذریعے حکم دیا۔ "وچ لیڈی ایلا کلانسی کو حراست میں رکھا جائے۔ وہ آج رات پھر کالے عمل کے ذریعے پرگولا کو بلائے گی اور اسے گرفتار کرائے گی۔"

ٹیری آدم بھی تمام رات جاگتا رہا تھا۔ اب سونا چاہتا تھا۔ ایکسرے مین نے اس کی سوچ میں کہا۔ "مجھے گاڈ مدر کے بیٹے وان لوئن پر تنویمی عمل کرنے کے بعد سونا چاہئے۔ ورنہ عادل اس کے بچاؤ کا راستہ نکال لے گا۔"

ٹیری نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ وان لوئن کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لے کر راستہ تلاش کیا۔ لیکن اس کا دماغ نہیں ملا۔ سمجھ میں آ گیا کہ تنویمی عمل کے ذریعے اس کی پہلی آواز اور لہجے کو ذہن سے مٹا کر اسے نئی آواز اور لہجہ دیا گیا ہوگا۔

ایکسرے مین کو پھر شاک پہنچا۔ اس نے پورے یقین سے سوچا کہ یہ بازی بھی عادل نے پلٹ دی ہے۔ گاڈ مدر کی رہائش گاہ میں پولیس والوں کو بھیجا گیا۔ پتا چلا وہاں کے تمام پنچھی اڑ چکے ہیں۔ بنگلا ایک خالی پنجرے کی طرح رہ گیا ہے۔

ایکسرے مین ہنسنے لگا۔ کئی ناکامیوں کا منہ دیکھنے کے بعد اسے غصے میں آنا چاہئے تھا۔ مگر وہ اپنے خالی مکان میں ہنستے ہوئے بڑبڑانے لگا۔ "کوئی بات نہیں۔ نوجوان بہت تیزی سے بھاگ رہا ہے۔ بھاگنے دو بھاگنے دو۔ سو کر اٹھوں گا تو اس تیز رفتار گھوڑے کو منہ کے بل گرا دوں گا۔"

وہ اپنے آرام دہ بستر پر آ کر لیٹ گیا۔ تمام رات جاگنے کے باوجود پریشانیوں کا اتنا ہجوم تھا کہ نیند نہیں آ سکتی تھی۔ اس لیے اپنے دماغ کو سونے کا حکم دیا پھر دوپہر دو بجے جاگنے کا وقت مقرر کر کے سو گیا۔

اس کی اور ٹیری آدم کی نیند کے دوران انٹیلی جنس کے تمام جاسوس عادل کو ڈھونڈتے پھر رہے تھے۔ چونکہ اسے صورت سے نہیں پہچانتے تھے اس لئے خصوصاً نوجوانوں کو تاڑ رہے تھے۔ جن پر شبہ ہوتا تھا' ان کا محاسبہ کرتے تھے۔ طرح طرح کے سوالات کر کے ان کے جواب سے مطمئن ہونے کے بعد ان کا پیچھا چھوڑتے تھے۔

وہ میرے لئے گاڑی لے کر آیا تھا۔ پھر ہم اپنی رہائش گاہ میں پہنچ گئے تھے۔ اس کے بعد اپنے اپنے کمرے میں جا کر سو گئے تھے۔ وہیں ایک کمرا انا لانا کے لئے مخصوص تھا۔ وہ سو رہی تھی۔ میں نے اس کے خوابیدہ دماغ میں یہ بات نقش کی کہ وہ بیدار ہونے کے بعد شام تک عادل سے نہ ملے۔ اسے آرام سے نیند پوری کرنے دے۔

جیری ایلا کلانسی کے اندر پہنچا ہوا تھا۔ وہ رات بھر قبرستان میں مصروف رہی تھی۔ لہٰذا وہ بھی سو رہی تھی۔ اس کے لئے حوالات میں آرام دہ بستر بچھا دیا گیا تھا۔ اس کے جادو منتر کا سامان ایک بڑے سے بیگ میں رکھا ہوا تھا۔ اس سے وعدہ کیا گیا تھا کہ وہ پرگولا کو گرفتار کرائے گی تو اسے انعام و اکرام سے نوازا جائے گا۔

پرگولا کے فرار ہونے کے بعد ایلا کو حوالات میں رکھ کر وہاں سخت پہرا لگایا گیا تھا۔ ایکسرے مین اور ٹیری آدم کو چاہئے تھا کہ ایلا کے دماغ کو لاک کر دیتے لیکن دونوں تھکن سے چور ہو کر سو گئے تھے۔ ان کے اندر تھکن اتنی نہیں تھی' جتنی کہ مایوسیاں تھیں۔ وہ ہر مرحلے پر کامیاب ہوتے ہوتے عادل کے سبب ناکام ہوتے رہے تھے۔ ایسی مایوسی اور بیزاری میں انہوں نے نیند کو ترجیح دی۔

صبح نو بجے برین آدم نے لائن آف ایکشن پر نظرِ ثانی کی تو یہ غلطی اس کی سمجھ میں آئی۔ اس نے ساڑھے نو بجے ٹیلیفون کے ذریعے ٹیری آدم کو جگا کر کہا۔ "برادر! وہ پرگولا اپنے کسی خیال خوانی کرنے والے کے ذریعے ایلا کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔"

وہ پریشان ہو کر بولا۔ "او بگ برادر! ابھی ایک گھنٹے کی بھی نیند نہیں لی اور آپ نے جگا دیا۔ اگر الپا کو جلد ہی میدانِ عمل میں نہ لایا گیا تو میں کام کی زیادتی سے مر جاؤں گا۔"

"مجھے اس بات کا احساس ہے۔ الپا چوبیس گھنٹوں کے اندر کام کرنے کے قابل ہو جائے گی۔ تھوڑی سی تکلیف اور اٹھا لو۔ ابھی ایلا کے دماغ کو لاک کرنا بہت ضروری ہے۔"

"ٹھیک ہے' میں اس وچ لیڈی کے پاس جا رہا ہوں۔"

ٹیری آدم بستر سے اٹھ کر باتھ روم میں گیا پھر منہ پر پانی کے چھینٹے مارنے لگا تاکہ نیند کا خمار اترے تو وہ وچ لیڈی ایلا کلانسی کے پاس جا کر اس کے دماغ کو لاک کرے۔ اس کے تیار ہونے کے دوران جیری وہاں پہنچا ہوا تھا اور ایلا کے خوابیدہ ذہن کو پڑھ رہا تھا۔

اس کی سوچ نے بتایا کہ اسرائیلی سرکار نے اسے حوالات میں بڑے آرام سے رکھا ہے اور آج رات پھر اسے قبرستان لے جایا جائے گا۔ وہ پھر پچھلی رات کی طرح کالے جادو کے ذریعے پرگولا کو پولیس کی گرفت میں آنے پر مجبور کر دے گی۔

جیری نے کہا۔ "تمہارے خیالات بتا رہے ہیں کہ تمہارے پاس جو بیگ ہے اس میں جادو منتر کا سامان ہے اور اس سامان میں ایک بڑا چھرا بھی ہے۔ چلو اٹھو۔"

ایلا کی آنکھ کھل گئی۔ وہ بستر پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ جیری نے اس کے دماغ پر قبضہ جما لیا تھا۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق عمل کرنے لگی۔ اپنے بیگ کو کھول کر اس میں رکھے ہوئے سامان کو نکال کر فرش پر پھینکنے لگی۔

آہنی سلاخوں کے باہر کھڑے ہوئے سپاہی نے پوچھا۔ "اے! یہ تُو سامان کیوں پھینک رہی ہے؟"

ایلا نے پوچھا۔ "تیرے پاس آہنی دروازے کی چابی ہے۔"

"چابی صاحب کے کمرے میں کی بورڈ سے لٹک رہی ہے۔ تُو یہاں سے باہر نہیں نکل سکے گی۔"

وہ اپنے بیگ سے چھرا نکال کر بولی۔ "مرنے کے بعد مجھے ضرور باہر نکالا جائے گا۔ جا اپنے صاحب سے بول میں خودکشی کر رہی ہوں۔"

"ارے یہ کیا پاگل پن ہے؟ صاحب! صاحب! جلدی آؤ۔ یہ پاگل کی بچی جان دے رہی ہے......"

انسپکٹر دوڑتا ہوا آیا۔ پھر ایلا کو دیکھ کر ٹھٹک گیا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے چھرے کے دستے کو تھامے ہوئے تھی۔ اس کے پھل کی نوک اپنے ہی سینے کی طرف تھی۔ انسپکٹر نے کہا۔ "ایلا! رک جاؤ' میں دروازہ کھول......"

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی اس نے چھرے کے پھل کو پوری قوت سے اپنے سینے میں پیوست کر لیا۔ انسپکٹر دوڑتا ہوا اپنے کمرے سے چابی لانے گیا۔ چھرے کا ایک ہی وار کافی تھا۔ وہ گرنے والی تھی لیکن جیری نے گرنے سے پہلے اس میں دماغی توانائی اور حوصلہ پیدا کیا۔ چھرے کو اس کے سینے سے نکالا۔ پھر اسے دل کی جگہ پیوست کیا۔ وہ فرش پر گر کر تڑپنے لگی۔

تب جیری کو اطمینان ہوا کہ اب کوئی طبی امداد ایلا کو نہیں بچا سکے گی۔ انسپکٹر چابی لے کر دوڑتا ہوا آیا۔ تالا کھول کر اندر پہنچا تو وہ دم توڑ چکی تھی۔

ایسے ہی وقت ٹیری آدم نے خیال خوانی کی پرواز کی تو اسے ایلا کا دماغ نہیں ملا۔ اس نے پولیس اسٹیشن کے انچارج کو مخاطب کر کے پوچھا۔ "کیا ایلا زندہ ہے؟"

"نو سر! ابھی اس نے میرے سامنے خودکشی کی ہے۔"

"تم نے اسے روکا کیوں نہیں؟"

"سر! دروازہ لاک تھا میں اندر نہیں جا سکتا تھا۔ چابی لے کر آنے تک وہ مر چکی تھی۔"

ٹیری نے برین آدم سے رابطہ کر کے کہا۔ "بگ برادر! بہت بری خبر ہے۔ ایلا نے خودکشی کر لی۔"

"او گاڈ! یقیناً پرگولا نے اپنے خیال خوانی کرنے والے کے ذریعے اسے ختم کرایا ہے۔"

"جی ہاں۔ میں سونے جا رہا ہوں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آئندہ حاضر دماغی سے کام کروں تو نیند ضروری ہے۔"

نیند سب کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ پچھلی رات کے جاگے

ہوئے تمام دشمن سو رہے تھے۔ دوست بھی سو رہے تھے۔ ہم بھی گہری نیند میں تھے۔ صرف گاڈ مدر ثریا جاگ رہی تھی۔

ثریا نے کبھی ایک معمولی عورت کی حیثیت سے زندگی نہیں گزاری تھی۔ وہ کبھی کسی کے زیرِ اثر نہیں رہی۔ حتیٰ کہ اپنے کسی شوہر کو بھی خود سے برتر ہونے نہیں دیا۔ جب بھی کسی نے اس پر حاوی ہونا چاہا' اس نے اسے قتل کردیا۔ پھر دوسرے کو شوہر بنالیا۔ وہ دولت کی دیوانی تھی۔ لیکن اس سے زیادہ اسے آزادی اور خودمختاری عزیز تھی۔

اس نے اپنے بیٹے اور بیٹیوں کی بھی تربیت ایسی ہی کی تھی۔ انہیں خودسر اور خودمختار رہنے والا مزاج دیا تھا۔ ان میں صرف ایک اتالانا ایسی تھی' جو عادل کی محبت میں ماں کے مزاج کے خلاف ہوگئی تھی ورنہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں بالکل ماں کے نقشِ قدم پر چلتے تھے۔

گاڈ مدر نے سوچا تھا اسرائیل ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ وہاں وہ عکس منتقل کرنے والی تکنیک کی ذریعے مانیا تنظیم کو یہودی حکمرانوں پر حاوی کردے گی اور اس ملک میں بے تاج ملکہ بن کر رہے گی۔ اسے یہودی خفیہ تنظیم کی طاقت کا اندازہ نہیں تھا اور نہ ہی یہ معلوم تھا کہ ان دنوں تل ابیب میں دنیا کی تمام خطرناک تنظیموں اور تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا میلہ لگا ہوا ہے۔ وہ ہزار صلاحیتوں کے باوجود ان کے درمیان پس کر رہ جائے گی۔

اب یہی صورتِ حال سامنے تھی۔ اس کی آزادی اور خودمختاری کو ٹھیس پہنچ رہی تھی۔ اس کے بیٹے کے دماغ میں ٹیلی پیتھی جاننے والے گھس آئے تھے۔ اتا کو عادل اڑا لے گیا تھا۔ میکسی کو ٹیری آدم نگل لینا چاہتا تھا۔ ٹیری آدم کی ٹیلی پیتھی سے اور پولیس والوں کی گرفت سے بچنے کے لئے ثریا زندگی میں پہلی بار عادل کے سامنے جھکنے پر مجبور ہوگئی تھی۔

یہ بات اس کے مزاج کے اتنے خلاف تھی کہ اسے غصہ اور پریشانی میں نیند نہیں آرہی تھی۔ وہ خود کو سمجھا رہی تھی کہ میں نے حالات سے مجبور ہوکر عادل کو داماد بنانے کا اقرار کیا ہے۔ اس کا یہ فائدہ ہوا کہ میرا بیٹا یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی گرفت سے نکل گیا ہے اور ہم ماں بچے یہاں قانون کی گرفت سے محفوظ ہوگئے ہیں۔ عادل نے اس نئی جگہ ہمیں منتقل کیا ہے۔ ہمارے چہرے بدل دیئے ہیں۔ پولیس والے اور یہودی تنظیم کے لوگ ہمیں پہچان نہیں سکیں گے۔

بے شک میں ایسا ہی زبردست داماد چاہتی ہوں لیکن اتنا بھی زبردست نہیں کہ وہ میرے زیرِدست نہ رہے اور میری بیٹی کو اپنا ہم مزاج بنالے۔

اگرچہ ہم ماں بچے محفوظ ہوگئے ہیں تاہم میرا بیٹا' عادل کا محکوم اور تابعدار رہے گا۔ عادل کے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے تنویمی عمل کے ذریعے میرے بیٹے کے دماغ کو صرف لاک نہیں کیا ہوگا۔ صرف دشمنوں سے بچایا نہیں ہوگا بلکہ اسے اپنا معمول اور تابعدار بنالیا ہوگا۔

اب ہم ماں بچے چھپ کر کوئی راز کی بات نہیں کرسکیں گے وان لوئن کے اندر چھپا ہوا عادل کا آدمی ہر بات سن لیا کرے گا اگر میں بیٹے کو اپنے رازوں سے دور رکھوں گی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مستقبل کے گاڈ فادر کو تمام معاملات سے الگ رکھا کروں گی۔ یہ تو میں بہت بڑی بازی ہار رہی ہوں۔ اور عادل سے ہار رہی ہوں۔

دراصل عادل کی صلاحیتوں سے یہ اندیشہ پیدا ہوگیا تھا کہ اگر وہ اسی طرح تمام معاملات میں ان پر حاوی ہوتا رہا تو بیٹے کی جگہ داماد گاڈ فادر بن جائے گا اور نہ بنے تب بھی ماں بچے سب ہی اس کے محکوم اور محتاج رہیں گے۔

عادل نے اپنے وعدے کے مطابق میکسی کو گاڈ مدر کے پاس پہنچادیا تھا۔ ماسیلا اور وان لوئن بھی ماں کے ساتھ تھے۔ صرف اتالانا نے ماں کے پاس آنے سے انکار کردیا تھا۔ لیلیٰ کے پاس آکر اس کے گلے لگ گئی تھی کہ میں بھابی کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔

ثریا اسے عادل کی چال سمجھ رہی تھی۔ اس نے یقین سے یہ سوچ لیا تھا کہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے اتالانا کو اپنی طرف کرلیا گیا ہے۔ ماں نے اتا کے پاس کروڑوں ڈالر کا سونا اور ہیرے جواہرات دیکھے تھے۔ ان میں سے اسے ایک بھی سونے کی اینٹ نہیں ملی تھی۔ یہ بات کھٹک رہی تھی کہ آئندہ بھی لوٹ کا جو مال آئے گا' وہ عادل کے ہی قبضے میں رہا کرے گا اور یہ ماں بچے اس کے محتاج رہا کریں گے۔

وہ بیٹے کی وجہ سے بہت مضبوط شکنجے میں آگئی تھی۔ اس شکنجے سے نکلنے کی تدبیر کرتی تو نکلتے ہی یہودیوں کے جال میں پھنس جاتی۔ لیکن کوئی تدبیر تو کرنی ہی تھی وہ عادل کے زیرِ اثر نہیں رہ سکتی تھی۔

ثریا کی سب سے پہلی خواہش تھی کہ بیٹے کی آزادی اور سلامتی ملے۔ اسے عادل کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کے تنویمی عمل سے بھی نجات ملے۔ بیٹے کو نجات ملتی تو ماں پھر سے شیرنی بن جاتی۔

وہ ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگی۔ وہ گاڈ مدر تین ایسے مسلح محافظ رکھتی تھی' جو سامنے نہیں آتے تھے چھپ کر اس کی حفاظت کرتے تھے اور دیگر احکامات کی تعمیل کرتے رہتے تھے۔ وہ تینوں مسلح گارڈز ہر ملک میں اس کے پیچھے سائے کی طرح لگے رہتے تھے۔

رابطہ ہونے پر وہ اپنی مقامی زبان میں بولنے لگی۔ ایک محافظ کو اپنا موجودہ پتا اور فون نمبر بتا کر اپنے حالات بیان کرنے لگی۔ پھر اس نے کہا۔ "میں آج شام چھ بجے کے بعد ماسیلا' میکسی اور وان لوئن کے ساتھ تفریح کے لئے نکلوں گی' تم لوگ بڑی رازداری سے وان لوئن کو اپنی خفیہ رہائش گاہ میں لے جاؤ گے۔"

دوسری طرف سے جواب ملا۔ "یس مادام! ہم بابا وان لوئن کو رازداری سے لے جائیں گے۔"

"شام سے پہلے ایک ہپناٹزم کے ماہر کو تلاش کرو۔ میں نے سنا ہے یہودیوں کا سب سے بڑا ربی ہپناٹزم اور عملیات کا ماہر ہے۔ اگر وہ دستیاب ہوجائے تو اسے اغوا کرکے قیدی بنالو۔ اسے بعد میں مجبور کرنا ہے کہ وہ تمہاری موجودگی میں وان لوئن پر تنویمی عمل کرے اور سابقہ عمل کو اس کے دماغ سے مٹا کر یہ بات ذہن میں نقش کرے کہ وہ کسی بھی دوست یا دشمن کی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک کر انہیں بھگادیا کرے گا۔"

"یس مادام! آپ کے تمام احکامات کی تعمیل ہوگی۔"

"ایک اور اہم بات یہ ہے کہ تم تینوں میں سے ایک گارڈ یوگا کا ماہر نہیں ہے۔ اس سے کہو' وہ آج سے گونگا بن جائے۔ تنہائی میں بھی دیواروں سے باتیں نہ کرے۔ یہاں قدم قدم پر کئی ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے سابقہ پڑے گا۔ اگر وہ میرے حکم کے مطابق گونگا نہ بنا اور میرے بیٹے کو نقصان پہنچا تو وہ حرام موت مرے گا۔"

"یس مادام! وہ تنہائی میں بھی اپنے آپ سے نہیں بولے گا۔"

"ربی کو قیدی بناتے ہی مجھے خبر کرنا۔ میں انتظار کروں گی۔ فون پر اسی زبان میں گفتگو کیا کرو۔"

ثریا نے ریسیور رکھ دیا۔ اب اسے اس حد تک اطمینان ہوا کہ وہ گہری نیند سو سکتی تھی۔ وہ ٹیلی فون کو اپنے سرہانے رکھ کر سوگئی۔

O۔☆۔O

ثی تارا کو یقین نہیں تھا کہ پارس نے اپنا جو پتا ٹھکانا بتایا ہے' وہ درست ہوگا۔ بھلا کوئی اپنی خفیہ رہائش گاہ کسی کو بتاتا ہے؟ ہاں مگر خفیہ رہائش گاہ کسی جانِ تمنا کے لئے ہوتی ہے۔ اسے بتایا جاسکتا ہے۔

شاید اسی لئے پارس نے کہا تھا۔ "جانِ من! میں پیرس میں ہوں۔ جھیل کنارے دور تک جو کاٹیج بنے ہوئے ہیں' ان میں سات نمبر کا کاٹیج میرا ہے۔ دو چشمی ہیرے لینا چاہتی ہو تو اچھی دوست بن کر چلی آؤ یا پھر اپنے آلہ کاروں کو اِدھر بھیج کر دشمنی کا راستہ اختیار کرلو۔"

وہ دو چشمی ہیروں سے محروم نہیں رہ سکتی تھی۔ اپنے راستے میں آنے والی نحوستوں کو ختم کرنے کے لئے وہ ہیرے اتنے ہی ضروری تھے جتنے کہ زندہ رہنے کے لئے سانس لینا ضروری ہوتا ہے۔ وہ پارس سے لینا چاہتی تھی۔ مگر وہ روبرو بلا رہا تھا۔

کوئی اور بلاتا تو اسے دھوکا دینا آسان ہوتا۔ وہ اپنی کسی ڈمی کو بھیج دیتی۔ جیسا کہ ان دنوں اپنی ایک ڈمی کو سپر ماسٹر کی بیٹی بنا کر واشنگٹن بھیج دیا تھا ۔۔۔ خوش تھے کہ ٹیلی پیتھی جاننے والی وہ ثی تارا ان کی دوست اور وفادار بن کر ان کے درمیان آگئی ہے' جس کے متعلق جناب تبریزی صاحب نے فضول سی پیش گوئی کی تھی کہ سات برس تک ثی تارا کو نہ کوئی دیکھ سکے گا اور نہ ہی اس کی اصل آواز سن سکے گا۔

وہ لوگ جناب تبریزی صاحب کو غلط پیش گوئی کرنے والا سمجھ کر ثی تارا کی ڈمی سے بہل گئے تھے لیکن وہ پارس کو بہلا نہیں سکتی تھی۔ وہ اس کے بدن کی مخصوص بُو کو پہچانتا تھا۔ چند قدم کے فاصلے سے ہی کہہ سکتا تھا۔ "وہ جارہی ہے میری جانِ تمنا۔ حجاب میں ہے پر میرے لئے ہزار ہا حجاب میں بھی بے حجاب ہے۔"

اس کے روبرو جانا تو دور کی بات ہے' اس کی گلی سے بھی گزرے گی تو ہوا کا کوئی جھونکا اسے بتادے گا کہ وہ چھپ کر جارہی ہے۔ پارس کی دوسری آفر یہ تھی کہ دشمنی کی راہ اختیار کرلو۔ ہیرے حاصل کرنے کے لئے اپنے غنڈے بھیج دو۔

اگر کامیابی کا ایک فیصد بھی یقین ہوتا تو ایسا ضرور کرتی۔ مگر شیروں کی کچھار میں جاکر کون زندہ آتا ہے۔ دنیا کے تمام بڑے ممالک' خطرناک تنظیمیں اور تمام دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے پیرس کو فرہاد کا شہر کہتے تھے۔ کیونکہ وہاں میری فیملی کے کسی بھی فرد پر دشمن کا کوئی حملہ کامیاب نہیں ہوتا تھا۔ فرانس کی پولیس' فوج اور حکومت نے پیرس شہر سے بابا صاحب کے ادارے تک زبردست حفاظتی انتظامات کررکھے تھے۔

ابھی پچھلی بار الپا نے جوجو کو اغوا کرنے کی نادانی کی تھی اور ناکام رہی تھی۔ یہ ساری باتیں ثی تارا کے علم میں تھیں۔ اس لئے وہ جھیل کنارے پارس کے خلاف کوئی قدم اٹھانے کی حماقت نہیں کرنا چاہتی تھی۔

دائی ماں اس کے پاس آکر بیٹھ گئی۔ پھر اسے مسکرا کر دیکھنے لگی۔ ثی تارا نے پوچھا۔ "کیا بات ہے؟ تم بے وجہ نہیں مسکرا رہی ہو۔ تمہاری بوڑھی تجربہ کار آنکھوں میں شرارت ہے۔"

"میرا تجربہ کہتا ہے' تم پارس کے بارے میں سوچ رہی ہو۔"

"یہ تو کوئی خاص تجربہ نہیں ہے تمہارا۔ تم پچھلے کئی دنوں سے مجھے دو چشمی ہیروں کے لئے پریشان دیکھ رہی ہو۔ ظاہر ہے' میں ہیروں کی وجہ سے پارس کو ہی یاد کروں گی۔"

"ہاں بیٹی! یہ یاد کرنے والی بات خوب کہی۔ تم سوچتی ہو ہیروں کے لئے لیکن یاد کرتی ہو پارس کو۔"

"خدا کا شکر ہے کہ میں ضدی ہوں۔ فولادی ارادے رکھتی ہوں۔ اس سے ملنے کی تمنا نہیں کرتی۔ صرف یادوں سے دل کو بہلا دیتی ہوں۔"

"بیٹی! یادوں کے پیچھے ملنے کی تمنا چھپی رہتی ہے۔"

"اماں! تم تو بال کی کھال نکالنے لگتی ہو۔ کچھ تم بھی سوچو کہ ہیرے کس طرح حاصل ہوسکتے ہیں؟"

"تم اس کے پاس جاؤ گی نہیں' وہ دے گا نہیں۔ کیا یہ یقین

ہے کہ روبرو جاؤگی تو وہ دھوکا نہیں دے گا اور تمہاری خوش بختی کے لئے وہ ہیرے تمہیں دے دے گا؟"

"بے شک وہ دشمن ہے۔ مگر زبان کا دھنی ہے۔ وہ مجھے نقصان نہیں پہنچائے گا لیکن اس مسلمان سے دور رہنے میں دانشمندی ہے۔ میری سلامتی اسی خفیہ رہائش گاہ کی چار دیواری میں ہے۔"

"میں مانتی ہوں۔ اب تمہیں یہاں سے کہیں نہیں جانا چاہئے مگر وہ تو یہاں آسکتا ہے؟"

وہ چونک کر بولی۔ "کون' پارس؟"

"ہاں' تم اسے بلاؤگی تو وہ دوڑا چلا آئے گا۔"

"تم ہوش میں تو ہو؟ کیا میری شامت آئی ہے کہ میں اسے بلاؤں گی۔ وہ میری کوٹھی کے سامنے سے گزرتے ہی بُو پاکر ٹھٹک جائے گا۔ سیدھا اندر چلا آئے گا۔"

"کیا یہ تمہاری مخصوص بُو ختم نہیں ہوسکتی؟ یا تبدیل نہیں ہوسکتی؟"

"آج کے سائنسی دور میں کوئی بات ناممکن نہیں رہی ہے۔ مجھے اس سلسلے میں کسی ڈاکٹر سے رجوع کرنا چاہئے۔"

"تم ایک پھل دار درخت کے سائے میں رہ کر پھل خریدنے بازار جاؤگی؟"

"تم کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"بیٹی! تم اس قدر مصروف رہنے لگی ہو کہ اب ہر پہلو پر تمہاری نظر نہیں رہتی ہے۔ یہ تمہارا محکوم اور تابعدار پاشا علم الابدان کا ماہر ہے۔ انسانی بدن کے بارے میں اس سے زیادہ اور کون جانتا ہوگا۔ تم اس سلسلے میں اس سے بات تو کرو۔"

"واہ اماں! تم نے بہترین مشورہ دیا ہے۔ واقعی میں اپنے قریبی معاملات پر توجہ نہیں دے رہی ہوں اور دور بیٹھے ہوئے دشمنوں سے الجھتی رہتی ہوں۔"

"ایسی ہی غلطیوں کے باعث نقصان اٹھاتی ہو۔"

"یہ نقصان کیا کم ہے کہ اب تک ان ہیروں سے محروم ہوں۔ اگر اپنے بدن کی بُو کو تبدیل کرنے کے موضوع پر غور کرتی تو اب تک کچھ نہ کچھ بات بن چکی ہوتی۔ اب تم مجھے گرما گرم چائے پلاؤ۔ میں پاشا سے رابطہ کر رہی ہوں۔"

وہ اٹھ کر بولی۔ "دس منٹ میں حاضر ہوجانا۔ ورنہ چائے ٹھنڈی ہوجائے گی۔"

"پہلے تم چائے تو لاؤ۔"

وہ چائے تیار کرنے گئی۔ شی تارا پاشا کے اندر پہنچ گئی۔ اسے مخاطب نہیں کیا۔ اپنی بات کہنے سے پہلے اس کے خیالات پڑھنے لگی۔ جب سے عادل اس کے سحر سے نکلا تھا اور کہیں گم ہوگیا تھا' تب ہی سے اس نے پاشا کو حکم دیا تھا کہ وہ عادل کی آواز سننے کی کوششیں کرتا رہے لیکن چوبیس گھنٹوں تک اس کی آواز سنائی نہیں دی تو یقین ہوگیا کہ کسی عامل نے اس کی آواز اور لہجہ بدلا ہے۔

شی تارا نے ادھر سے مایوس ہوکر پاشا کو اپنی اس ڈمی کی ز... سنائی تھی' جو واشنگٹن میں سپرماسٹر کی وفادار دوست بن ... بھی بنی ہوئی تھی۔ مسئلہ یہ تھا کہ واشنگٹن میں ڈمی کسی وقت بھی معاملے میں مجبور ہوکر خیال خوانی کرنا چاہتی تو نہیں کرسکتی تھی۔ اصلی شی تارا کسی ڈمی کو اپنا پتا اور فون نمبر نہیں بتاتی تھی۔ ... بارہ اور رات کے بارہ بجے اپنی تمام ڈمی اور اہم ماتحتوں سے ... کرتی تھی لیکن واشنگٹن میں ضروری ہوگیا تھا کہ وہ دن رات میں ... بار اپنی ڈمی سے رابطہ کرے اور وہاں کسی کو شبہ نہ ہونے دے ... اصلی نہیں ہے۔

اس مسئلے کا حل یہ نکلا کہ جب بھی واشنگٹن میں رہنے ... ڈمی کو خیال خوانی کے لئے اصلی شی تارا کی ضرورت ہوتی تو ... بند کرکے تنہائی میں بولنا شروع کرتی۔ "میں ہوں شی تارا میں ... خوانی کرنا چاہتی ہوں۔ مجھے شکتی چاہئے۔ مجھے خیال خوانی کی ... چاہئے۔"

پاشا اپنی ڈیوٹی کے مطابق ہر آدھے گھنٹے میں ڈمی کی آواز ... کان لگاتا تھا۔ اس کی کالنگ سنتا تھا۔ پھر فون کا ریسیور اٹھا کر ... ڈائل کرتا تھا۔ شی تارا کی کوٹھی میں دو عدد فون تھے۔ اس نے ... کو دوسرے فون کا نمبر بتا کر کہا تھا کہ یہ اس کی ایک ماتحت کا ... ہے۔ وہ نمبر ڈائل کرتا تھا۔ شی تارا یا دائی ماں ریسیور اٹھا کر ... بدل کر اس سے مختصر سی گفتگو کرتی تھیں۔ پھر شی تارا اپنی ڈمی ... پاس پہنچ جاتی تھی۔

فی الحال پاشا کی یہی ایک ڈیوٹی تھی۔ وہ ہر آدھے گھنٹے میں ... کی آواز پر کان لگاتا تھا۔ سپرماسٹر اور دوسرے اعلیٰ فوجی افسران ... سے باتیں کرتے تھے تو ان کی باتیں بھی سن کر فون کے ذریعے ... تارا یا دائی ماں کو رپورٹ دیتا رہتا تھا۔

شی تارا نے اسے صبح ایک گھنٹا اور شام کو دو گھنٹے باہر گھو... پھرنے کی آزادی دی تھی۔ ایسے وقت وہ تھوڑے تھوڑے ... سے پاشا کے اندر جاتی رہتی تھی تاکہ وہ کسی مصیبت میں یا ... کے فریب میں نہ آجائے۔

وہ پچھلے روز گاندھی پارک میں گیا تھا۔ وہاں ایک بہت ... سیاسی جلسہ ہو رہا تھا۔ ایک عورت اسٹیج پر کھڑی تقریر کر رہی ... پاشا کو بھلا سیاست سے کیا دلچسپی ہوسکتی تھی؟ لیکن وہ عورت ... کرسی سے اٹھ کر مائیک کے سامنے تقریر کرنے آئی تھی اس ... کے ساتھ والی کرسی پر زینت امان بیٹھی ہوئی تھی اور اس کا دل ... طرف کھینچ رہی تھی۔

ان دنوں وہ ویڈیو پر انڈین فلمیں دیکھا کرتا تھا۔ ان فلموں ... جذباتی حسن وشباب کا زبردست گرم مسالہ ہوا کرتا ہے ... پاشا کے مزاج کے عین مطابق تھیں۔ پچھلے دنوں وہ چھپا ...

... شق ہوگیا تھا۔ پھر پتا چلا کہ ہیما کی عمر ڈھل گئی ہے۔ اب کوئی ... فلموں میں ہیروئن سائن نہیں کرتا ہے۔ پھر اس نے کئی فلموں ... زینت امان کے کئی ہوش رُبا' نیندیں اڑانے والے مناظر ... ان مناظر میں اس کی آواز کو سن کر ذہن نشین کیا۔ پھر ٹی وی ... کرکے جیتی جاگتی زینت امان کی آواز سننے کے لئے کان ... لیے۔

تھوڑی دیر بعد اس کی آواز سنائی دی۔ وہ ایک روتے ہوئے بچے کو چپ کرا رہی تھی اور کہہ رہی تھی۔ "تم دور سے آوازیں ... رہے ہو۔ اتنا نہیں ہوتا کہ بچے کو گود میں لے کر دودھ پلاؤ۔"

پاشا دور سے آوازیں سن رہا تھا۔ اس نے چونک کر سوچا۔ ... زینت امان کو کیسے معلوم ہوگیا کہ میں یہاں سے اسے سن رہا ... اور میں کیسے دودھ پلاؤں؟ وہ بھی گود میں لے کر۔ کیا عجیب ... ہے' یہاں مرد بچوں کو دودھ پلاتے ہیں۔"

تھوڑی دیر بعد ایک جھنجلائے ہوئے مرد کی آواز سنائی دی۔ ... کہہ رہا تھا۔ "میں اسے فیڈر سے دودھ کیوں پلاؤں؟ تم اپنا کیوں ... نہیں پلاتی ہو؟ اب فلموں میں کوئی ہیروئن نہیں لیتا ہے۔ دو بچوں ... ماں بننے کے بعد یہ جسمانی حسن کی نمائش کا سلسلہ بند کردو۔"

پاشا نے مایوس ہوکر ان آوازوں پر سے توجہ ہٹالی۔ یہ سن کر ... دکھ ہوا کہ وہ دو بچوں کی ماں بن چکی ہے لیکن پچھلے روز گاندھی ... پارک کے سیاسی اسٹیج پر زینت امان کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ وہ ایک ... حسینہ تھی۔ تقریر کرنے والی عورت کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھی۔ ... سے پچاس گز کی دوری پر تھی لیکن پاشا کی قوتِ بصارت کے ... اتنے فاصلے کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ وہ حدِّ نظر کی دوری پر بھی ... تو وہ اپنی غیر معمولی دوربین آنکھوں سے اس کے بدن کے ایک ... رُوئیں کو دیکھ سکتا تھا۔

اور وہ دیکھ رہا تھا۔ اس کی نگاہیں اس حسینہ کے لباس کی طرح ... سے چپک گئی تھیں۔ وہ دعوے سے کہہ سکتا تھا کہ اس کے ... کو آج تک کسی نے ہاتھ نہیں لگایا ہے۔ پھر توجہ سے دیکھنے کے ... پاشا اسے وہ زینت امان کچھ پریشان نظر آئی۔ ایک شخص اس کی ... کرسی کے پیچھے آیا تھا۔ پھر وہ جھک کر اس کے کان کے بالکل قریب ... سرگوشی میں کچھ کہہ رہا تھا۔ اس کی بات صرف وہی سن سکتی ... دھواں دھار تقریر کے شور میں کوئی دوسرا وہ سرگوشی سن نہیں ... سکتا تھا۔ لیکن پاشا نے سن لی۔

وہ حسینہ سے کہہ رہا تھا۔ "مس پوجا! ابھی نیتاجی آرہے ہیں۔ ... ہمارے پاس بیٹھیں گے۔ جیسے سمجھایا ہے' ویسے ہی کرتی رہنا۔ ... مسکراتی رہنا جیسے نیتاجی کے لئے ہی مسکراتے رہنے کے لئے ... پیدا ہوئی ہو۔ ان کی کسی بات کا یا حرکت کا برا نہ ماننا۔ ورنہ؟ ورنہ ... کھول۔ تم خود ہی سمجھدار ہو۔"

پاشا کو یہ سرگوشی سن کر دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ ... اس کا نام زینت امان نہیں پوجا ہے۔ دوسری بات یہ کہ وہ کسی معاملے میں ڈرائی اور دھمکائی جارہی ہے۔ جلسے میں ہزاروں افراد تھے۔ وہ بھیڑ سے گزرتا ہوا اسٹیج کے قریب جانے لگا۔ وہ عورت تقریر کے دوران کہہ رہی تھی۔ "میری بہنو اور بھائیو! آپ جانتے ہیں کہ ہمارا پڑوسی ملک پاکستان ہماری آزادی کے پہلے ہی دن سے ہمارا دشمن ہے۔ پینتالیس برس سے خواہ مخواہ کشمیر کو ایک پیچیدہ مسئلہ بنا کر چیخ رہا ہے۔ جبکہ ہماری سورگباشی اندرا جی کہہ چکی ہیں کہ کشمیر ہمارا اٹوٹ انگ ہے۔ کشمیر کو ہم سے کوئی الگ نہیں کرسکتا۔ ہماری گردن کٹ جائے تو کٹ جائے لیکن کشمیر کو کوئی بھارت سے کاٹ نہیں سکے گا۔"

پورا مجمع جوش میں آکر تالیاں بجانے لگا۔ ایک اسٹیج سیکریٹری نے آکر مائیک کے سامنے کہا۔ "بہنو اور بھائیو! انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں۔ ہمارے نیتا' آپ کے نیتا' ہم سب کے نیتا شری گنگادھر پرساد تشریف لارہے ہیں....."

ایک موٹا بھدّا سا شخص دھوتی کرتا پہنے' سر پر نہرو کیپ سجائے پرنام کرنے کے انداز میں دونوں ہاتھ جوڑ کر سیکیورٹی گارڈز کے درمیان آرہا تھا۔ لوگ اس کے لئے زندہ باد اور جے ہند کے نعرے لگا رہے تھے۔ عورت کی تقریر رک گئی تھی۔ نیتاجی سیڑھیاں چڑھ کر اسٹیج پر آئے۔ کچھ بڑے صنعت کار اور جاگیردار انہیں پھولوں کے ہار پہنا رہے تھے۔ وہ ہار پہننے کے دوران پوجا کو کن انکھیوں سے دیکھ رہے تھے۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر مسکراتے ہوئے دونوں ہاتھ جوڑ کر بولی۔ "نمستے۔"

نیتاجی نے ہزار جان سے مسکرا کر کہا۔ "نمستے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ تم کون ہو اور ہمارے جلسے کی رونق بڑھانے کہاں سے آئی ہو؟"

اس تقریر کرنے والی عورت نے کہا۔ "شریمان! یہ میری چھوٹی بہن پوجا ہے۔"

نیتا نے کہا۔ "بہت خوب۔ تمہارا نام شانتی اور اس کا نام پوجا۔ بھئی جب تک من میں شانتی نہ ہو پوجا نہیں ہوتی اور جب تک پوجا نہ کرو من کو شانتی نہیں ملتی۔"

اسٹیج پر موجود لوگ واہ واہ کرنے لگے۔ ان کے لئے ایک بڑی کرسی درمیان میں تھی۔ وہ بیٹھ گئے۔ پوجا مسکراتی ہوئی ان کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔ انہوں نے کہا "شانتی دیوی! اپنی تقریر جاری رکھو۔"

بڑی بہن شانتی نے تقریر شروع کی۔ اپنی تقریر میں پھر پاکستان کے پیچھے پڑگئی۔ ادھر نیتاجی اس کی چھوٹی بہن کے پیچھے پڑگئے۔ اس کی طرف جھک کر سرگوشی میں بولے۔ "پوجا! کشمیر تم سے زیادہ خوبصورت نہیں ہے۔ تمہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔"

"میں پاکستان کے شہر کراچی میں رہتی ہوں۔ شانتی دیوی سے ملنے آئی ہوں۔"

"پھر تو ہم پاکستان کی حکومت سے کہیں گے' جاؤ کشمیر لے جاؤ' اور یہ پوجا ہمیں دیدو۔"

وہ جبراً مسکرانے لگی۔ اس کی بہن شانتی دیوی نے کہا تھا' ہمارے نیتا گنگا دھر پرساد پورے اتر پردیش کے سب سے بڑے اور سب سے کامیاب لیڈر ہیں۔ میں دہلی میں اپنے علاقے سے الیکشن لڑنا چاہتی ہوں۔ اگر نیتاجی مہربان ہوں گے تو مجھے الیکشن لڑنے کا ٹکٹ مل جائے گا۔ وہ آدمی اچھے ہیں مگر خوبصورت لڑکیوں پر مرتے ہیں۔

پوجا نے کہا۔ "پھر تو میں ان کے سامنے نہیں جاؤں گی۔"

"سامنا کرنے سے وہ تجھے کھا نہیں جائیں گے۔ میرا بھلا ہوگا۔ مجھے ضرور ٹکٹ مل جائے گا۔"

"آپ کو ایسی باتیں کرتے ہوئے شرم آنی چاہئے۔ آپ چھوٹی بہن کی عزت کو داؤ پر لگا کر سیاسی بازی جیتنا چاہتی ہیں؟"

شانتی دیوی نے اس سے بحث نہیں کی۔ اپنے ایک سیاسی مشیر کو تنہائی میں بلا کر کہا۔ "تم نے پوجا کو دیکھا ہے اور نیتاجی کی نیت کو بھی خوب جانتے ہو؟"

"جی ہاں۔ میں سمجھ گیا۔ نیتاجی کی رال ٹپک جائے گی اور ٹکٹ آپ کو مل جائے گا۔"

"لیکن پوجا مانتی نہیں ہے۔ اسے راضی کیسے کیا جائے؟"

"یہ کون سی بڑی بات ہے۔ میں پولیس انکوائری بھیجتا ہوں۔ یہ پاکستان سے آئی ہے۔ کسی بھی کیس میں پھنسا کر اسے مجبور کیا جاسکتا ہے۔"

اسی شام ایک پولیس انسپکٹر دو سپاہیوں کے ساتھ آیا۔ اس نے کہا۔ "شانتی دیوی آپ کے گھر کوئی پاکستانی لڑکی آئی ہے۔ قانون کے مطابق اس کی آمد کی رپورٹ درج کرانا چاہئے تھا۔"

"یہ کل رات کو آئی تھی۔ دن کو مجھے فرصت نہیں ملی۔ میں اسے لے کر آپ کے پاس آنے والی تھی۔"

انسپکٹر نے پاسپورٹ اور ویزا طلب کیا۔ پوجا نے وہ کاغذات پیش کئے۔ انسپکٹر تھوڑی دیر تک پاسپورٹ کو غور سے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "تم نے یہ پاسپورٹ کہاں سے لیا تھا؟ پاسپورٹ کے دفتر سے یا کسی ایجنٹ سے؟"

پوجا نے کہا۔ "میں اکیلی لڑکی دفتروں کے چکر نہیں لگا سکتی تھی۔ ایک ایجنٹ نے میرے لئے بھاگ دوڑ کی تھی۔"

"کی ہوگی' یہ پاسپورٹ جعلی ہے۔"

"کیا؟" وہ گھبرا گئی۔ "نن...... نہیں۔ یہ جعلی کیسے ہوسکتا ہے؟ اس پر حکومت پاکستان کی مہر لگی ہے اور اور یہ......"

وہ بولا۔ "مجھے نہ سمجھاؤ۔ مہریں بھی جعلی بن جاتی ہیں۔ میں تو اڑتی ہوئی چڑیا کے پر گن لیتا ہوں۔ تم فراڈ کرکے ہمارے دیس میں آئی ہو۔"

شانتی نے کہا۔ "انسپکٹر! یہ میری بہن بہت معصوم ہے۔ فراڈ نہیں ہے۔ کسی نے اس کے ساتھ فراڈ کیا ہے۔"

وہ بولا۔ "شانتی دیوی! آپ ایک بہت بڑی پارٹی کی مشہور لیڈر ہیں۔ سنا ہے چناؤ میں کھڑی ہونے والی ہیں۔ میں آپ کی عزت کرتا ہوں۔ مگر قانون سے مجبور ہوں۔ یہ معاملہ اوپر پہنچانا ہوگا۔"

"ابھی نہیں۔ کل ہمارے نیتا شری گنگا دھر پرساد آرہے ہیں۔ یہ آپ کے اطمینان کے لئے وہ میری بہن کی ضمانت لیں گے۔"

"آپ کہتی ہیں تو کل تک کوئی کارروائی نہیں کروں گا لیکن نیتاجی نے ضمانت نہ لی تو یہ لڑکی پاکستانی جاسوسہ ہونے کے الزام میں اندر ہو جائے گی۔"

انسپکٹر پاسپورٹ اور ویزا وغیرہ لے کر جانے لگا۔ شانتی دیوی اسے کوٹھی کے باہر چھوڑنے آئی۔ پھر اس کی جیب میں ایک ہزار روپے ٹھونس کر بولی۔ "مجھے چناؤ میں جیتنے دو پھر میں نیتاجی سے کہہ کر تمہاری ترقی کرادوں گی۔"

وہ خوش ہو کر چلا گیا۔ شانتی دیوی نے اندر آکر کہا۔ "پوجا! تمہاری ذرا سی حماقت سے میرا سیاسی کیریئر مٹی میں ملنے والا ہے۔ کل اگر نیتاجی نے تمہاری ضمانت نہ لی تو یہ بات پولیس والوں سے اخباروں تک پہنچے گی۔ جنتا تمہیں پاکستانی جاسوسہ اور مجھے پاکستانی ایجنٹ سمجھے گی۔ الیکشن میں کھڑا ہونا دور کی بات ہے' ہمیں کھڑے رہنے کے لئے صرف جیل کی زمین ملے گی۔"

پوجا نے کہا۔ "دیدی! مجھے کیا معلوم تھا' وہ پاسپورٹ بنا کر دینے والا مجھ سے دھوکا کرے گا۔ اب میرا کیا بنے گا؟"

"اور کیا بنے گا۔ وہ دو چار راتیں حوالات میں رکھیں گے اور خوب تیری عزت سے کھیلیں گے۔ پھر کیس آگے بڑھا دیں گے۔ بھگوان نے تجھے ایسی سندرتا دی ہے کہ آگے والے بھی تجھے نہیں چھوڑیں گے۔ تو ایک نیتا سے گھبرا رہی تھی۔ اب جتنے برس جیل کاٹے گی' اتنے برسوں کی ہر رات تجھ پر قیامت کی طرح گزرے گی۔"

وہ رونے لگی۔ شانتی دیوی نے کہا۔ "وہ پاسپورٹ لے گیا ہے تاکہ تو یہاں سے بھاگ کر پاکستان واپس نہ چلی جائے۔ پاکستانی جاسوسہ ہونے کے الزام میں تجھ پر مقدمہ چلے گا۔ تیرے ساتھ میں بھی مروں گی۔ اب میری عزت اور تیری واپسی اسی میں ہے کہ نیتا کو قبول کرلے۔"

پوجا نے سر جھکا لیا۔ اس نے زبان سے اقرار نہیں کیا کہ پاکستان واپس جانے کے لئے گناہ کا راستہ اختیار کرے گی لیکن یہی ایک راستہ رہ گیا تھا۔ وہ خود کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ کر دل ہی دل میں بھگوان سے پرارتھنا کرنے لگی کہ عزت آبرو سے واپس جانے کی کوئی صورت نکل آئے۔

جب اپنی سگی بہن اسمبلی میں پہنچنے کے لئے اس کی آبرو کا سودا کر رہی تھی تو اس دیس میں کوئی دوست کہاں سے ملتا؟ ایسے میں قدرتی عوامل ہی بگڑی کو بناتے ہیں اور کسی پاشا کو بھگاتے

ہوئے وہاں پہنچا دیتے ہیں۔

جلسہ ختم ہونے کے بعد پاشا اپنی کار میں آکر بیٹھ گیا تھا۔ اس کی نظر نیتاجی کی گاڑی پر تھی۔ نیتاجی گاڑی کی پچھلی سیٹ پر آئے۔ ایک طرف شانتی اور دوسری طرف پوجا بیٹھ گئی۔ گاڑی سیکیورٹی گارڈز کی چار گاڑیوں کے درمیان چلنے لگی تو پاشا بھی ان کے پیچھے چل پڑا۔

وہ ڈرائیو کرتے ہوئے ان کی آوازیں سن رہا تھا۔ نیتاجی کہہ رہے تھے۔ "شانتی! یہ ہماری پوجا ہم سے شرما رہی ہے یا گھبرا رہی ہے؟"

"یہ آپ سے نہیں ایک مصیبت سے گھبرا رہی ہے۔"

"کیسی مصیبت؟ میرے ہوتے ہوئے میری پوجا کسی مصیبت سے گھبرائے؟ ہرگز نہیں۔ مجھے بتاؤ معاملہ کیا ہے؟"

شانتی دیوی نے بتایا کہ پوجا باقاعدہ پاسپورٹ کے ذریعے پاکستان سے آئی ہے مگر ایک افسر نے اس کا پاسپورٹ ضبط کرلیا ہے کیونکہ وہ جعلی ہے۔

"کون جعلی ہے؟ پاسپورٹ یا افسر؟"

"پاسپورٹ جعلی ہے۔ پوجا کو وہاں کسی ایجنٹ نے دھوکا دیا ہے۔ اب یہاں الزام لگ رہا ہے کہ یہ پڑوسی ملک کی جاسوسہ ہے۔"

"یہ تو بہت سخت الزام ہے۔ خاص طور پر کوئی پاکستانی پکڑا جائے تو اس کی ساری زندگی یہاں جیل میں گزر جاتی ہے۔ پھر یہ تو لڑکی ہے' حسین اور جوان' اسے تو بڑے افسر سے لے کر جیل کے سپاہی اور بھنگی تک کوئی بھی نہیں چھوڑے گا۔"

شانتی دیوی نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "اسے تو آپ ہی بچا سکتے ہیں۔ نہیں تو یہ گھر کی رہے گی نہ گھاٹ کی۔"

نیتاجی نے کہا۔ "شانتی دیوی! یہ کوئی معمولی کیس نہیں ہے۔ پاکستان کا ایک بھی جاسوس پکڑا جائے تو اس کی رپورٹ پردھان منتری تک پہنچ جاتی ہے۔"

پوجا روتے ہوئے بولی۔ "میں جاسوسہ نہیں ہوں۔ یہ مجھ پر الزام ہے۔"

"تمہارے آنسوؤں سے الزام نہیں دھلے گا۔ تم کسی طرح بھی ثابت نہیں کرسکو گی کہ جاسوسہ نہیں ہو۔"

"آپ ہی اس کا کوئی اُپائے کریں۔ آپ کی پہنچ تو پردھان منتری تک ہے۔"

"وہ تو ہے مگر میں کل تک بہت مصروف ہوں۔ ابھی الہٰ آباد جا رہا ہوں۔ کل واپسی ہوگی۔ کل رات پوجا کو میرے غریب خانے میں پہنچا دینا۔"

پاشا اس کے رونے کی آوازیں سن رہا تھا اور طیش میں آرہا تھا۔ وہ قافلہ ائرپورٹ تک گیا۔ نیتاجی وہاں تک پوجا کو ایک بازو میں دبوچے بیٹھے رہے تھے۔ ناگواری سے بولے۔ "اتنی جلدی ائرپورٹ آگیا۔ کوئی بات نہیں۔ کل میں واپس آؤں گا۔ رات بھر تمہاری پوجا کروں گا۔ پرسوں تمہارا پاسپورٹ واپس دلا کر تمہاری تمام پریشانیاں دور کردوں گا۔"

وہ ان سے رخصت ہو کر چلا گیا۔ دونوں بہنیں اسی کار میں بیٹھ کر اپنی کوٹھی میں آئیں۔ پاشا ان کے تعاقب میں لگا رہا۔ کوٹھی میں وہ پولیس انسپکٹر ان کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے کہا۔ "میڈم! ہمیں نیتاجی کی طرف سے آرڈر ملا ہے کہ پوجا کا کیس ابھی اوپر تک نہ پہنچائیں۔ میں یہ بتانے آیا ہوں کہ پرسوں تک اس سلسلے میں کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی۔ آپ ذرا باہر تک چلیں۔ میں ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔"

شانتی دیوی اس کے ساتھ باہر آئی۔ انسپکٹر نے کہا۔ "آپ کے پروگرام کے مطابق میں نے یہ ڈراما کیا ہے۔ بیچاری کا پاسپورٹ اصلی ہے اور ہم جعلی کہہ رہے ہیں۔ یہ بات پاکستانی سفیر تک پہنچ گئی تو معاملہ بگڑ جائے گا۔"

"ایسی کوئی بات نہیں ہوگی۔ پوجا اسے جعلی سمجھ کر سہمی ہوئی ہے۔ خود کو مجرم سمجھ رہی ہے۔ اس لئے یہاں پاکستانی سفارت خانے میں شکایت کرنے نہیں جائے گی۔"

"تو پھر یہ پاسپورٹ آپ رکھ لیں۔"

"ابھی تم رکھو۔ پرسوں نیتاجی تم سے طلب کریں گے اور تمہیں انعام بھی دیں گے۔"

وہ اپنی جیپ میں بیٹھ کر جانے لگا۔ پاشا اس کے پیچھے پیچھے پولیس اسٹیشن پہنچ گیا۔ جب وہ اپنے دفتری کمرے میں جاکر بیٹھا تو پاشا نے دروازے پر آکر پوچھا "کیا میں اندر آسکتا ہوں؟"

"کون ہو تم؟"

"یہ تو میں اندر ہی آکر بتا سکتا ہوں۔"

"اچھا تو آؤ اور جلدی بکو۔"

"کیا میٹھی زبان ہے تمہاری۔ ابھی معلوم ہو جائے کہ میں کون ہوں تو ادب سے بات کرو گے۔"

انسپکٹر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔ وہ قریب آکر میز پر جھک کر رازداری سے بولا۔ "مجھے نیتاجی نے بھیجا ہے۔ ابھی وہ ہیلی کاپٹر میں الہٰ آباد گئے ہیں۔"

انسپکٹر نے اپنی جگہ سے اٹھ کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "سو سوری۔ میں نے آپ کی شان میں غلط زبان استعمال کی۔ تشریف رکھئے۔"

پاشا نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر دو ہزار روپے نکالے پھر کہا۔ "میں بیٹھ نہیں سکتا۔ نیتاجی کے سیکڑوں کام نمٹانے ہیں۔ انہوں نے یہ دو ہزار تمہیں انعام کے طور پر دیئے ہیں اور کہا ہے پرسوں تم اپنا سروس ریکارڈ لے کر ان سے شام کو ملو۔ وہ تمہیں ڈی ایس پی کے عہدے پر پہنچا دیں گے۔"

انسپکٹر نے خوش ہو کر وہ روپے لئے پھر پوچھا۔ "میں آپ کی

کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"

"خدمت تو میں کر رہا ہوں۔ ان کے دو ہزار تمہیں پہنچائے اب تم سے وہ پاسپورٹ ویزہ وغیرہ لے کر ان کی کوٹھی میں پہنچاؤں گا۔ لاؤ وہ تمام کاغذات۔"

اس نے میز پر سے پاسپورٹ اور دوسرے کاغذات اٹھا کر پاشا کو دیتے ہوئے پوچھا۔ "نیتاجی نے ان کے لئے کوئی چٹھی دی ہوگی؟"

"عقل کی بات کرو۔ کیا نیتاجی اس لڑکی کے معاملے میں بدنام ہونے کے لئے چٹھی لکھیں گے؟ کیا دو ہزار کے نوٹوں سے بڑی کوئی چٹھی ہو سکتی ہے؟ کیا میں اس لڑکی کا کوئی عاشق ہوں کہ اپنی جیب سے دو ہزار خرچ کر کے اسے پاکستان بھگا کر لے جاؤں گا؟"

"نن ..... نہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں ہے۔ میرا مطلب ہے کہ کہ آپ یہ کاغذات لے جائیں۔ یہ دو ہزار کی چٹھی کافی ہے۔"

پاشا وہ کاغذات لے کر دروازے تک آیا۔ پھر پلٹ کر بولا۔ "نیتاجی الہٰ باد پہنچ گئے ہوں گے۔ تم یہاں ایک گھنٹے تک انتظار کرو۔ میں ان کے پی اے سے فون کراتا ہوں۔"

وہ خوش ہو کر بولا۔ "ہاں' یہ ٹھیک ہے میں دفتر ہی میں رہوں گا۔"

وہ پولیس اسٹیشن سے باہر آکر اپنی کار میں بیٹھ گیا۔ پھر اسے ڈرائیو کرتا ہوا شانتی دیوی کی کوٹھی کے سامنے آیا۔ ملازم سے خبر بھیجی کہ نیتاجی کا ایک خاص آدمی آیا ہے۔ شانتی دیوی یہ سنتے ہی دوڑی آئیں۔ پھر بولی۔ "آپ کون ہیں؟ کیسے آنا ہوا؟"

پاشا نے کہا۔ "آپ نے مجھے پہچانا نہیں؟ میں نیتاجی کا پونا والا باڈی گارڈ ہوں۔ ابھی انہوں نے فون کیا ہے کہ میں آپ دونوں بہنوں سے ملاقات کروں اور پوجا کو تسلی دوں کہ اسے پاسپورٹ والی مصیبت سے نجات مل جائے گی۔"

پاسپورٹ والی بات سن کر شانتی کو یقین ہو گیا کہ آنے والا نیتاجی کا رازدار ہے۔ وہ اسے کوٹھی کے اندر لے آئی۔ اس نے ڈرائنگ روم میں اسے بٹھا کر پوجا کو آواز دی۔ "پوجا! ٹھنڈا شربت لے آ۔ مہمان آئے ہیں۔"

تھوڑی دیر بعد وہ ایک ٹرے میں شربت کے دو گلاس بھر کر لائی۔ پاشا اسے بڑی چاہت سے دیکھنے لگا۔ اس نے ہندوستان آکر ساری پہننے والی عورتیں دیکھی تھیں۔ ایسی ہی ایک خوبصورت سی ساڑی پوجا کے حسن و شباب کو نکھار رہی تھی۔ اس نے پاس آکر سینٹر ٹیبل پر وہ ٹرے رکھی۔ شانتی نے کہا۔ "پوجا! یہ تمہارے لئے نیتاجی کا سندیسہ لے کر آئے ہیں۔"

پوجا نے ناگواری سے منہ بنا لیا۔ پاشا کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا۔ پاشا نے پوچھا۔ "کیا تم ناراض ہو؟"

وہ غصہ سے بولی۔ "کیا مجھے خوش ہونا چاہئے؟ اور اگر ناراض بھی ہوں تو تم لوگوں کا کیا بگاڑ لوں گی؟"

شانتی نے کہا۔ "پوجا! تمیز سے باتیں کرو۔"

"جو شیطان میری عزت لوٹے گا' کیا وہ تمیز والا ہے۔"

پاشا نے کہا۔ "کوئی تمہاری عزت سے نہیں کھیلے گا۔ میں تمہیں یقین دلانے آیا ہوں۔ نیتاجی بھی تمہیں ہاتھ نہیں لگائیں گے۔"

شانتی کے ماتھے پر شکنیں پڑ گئیں۔ وہ بولی۔ "نیتاجی اسے ہاتھ نہیں لگائیں گے تو اس کا پاسپورٹ واپس نہیں ملے گا۔ یہ گرفتار ہو جائے گی۔"

"تم الیکشن لڑنے کے لئے نیتاجی سے ٹکٹ حاصل کرنا چاہتی ہو۔ اس کے لئے بہن کی رشوت پیش کر رہی ہو۔"

"بکواس مت کرو۔ کون ہو تم؟ تم نیتاجی کے آدمی نہیں ہو۔"

"ہاں۔ میں پوجا کی مدد کرنے آیا ہوں۔ اسے تمہارے ذریعے لٹنے اور برباد ہونے نہیں دوں گا۔"

شانتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ فون کی طرف جانے لگی۔ پاشا نے ریوالور نکال کر کہا۔ "آرام سے بیٹھ جاؤ۔"

پوجا نے پریشان ہو کر پوچھا۔ "یہ..... یہ سب کیا ہو رہا ہے؟"

وہ بولا۔ "مجھ پر بھروسا کرو۔ ابھی تمہیں اپنی بہن کا اصلی چہرہ دکھاؤں گا۔ حقیقت یہ ہے کہ تمہارا پاسپورٹ جعلی نہیں ہے۔ تمہارے تمام کاغذات درست ہیں۔ اس شانتی دیوی نے انسپکٹر کو رشوت دے کر تمہارے ساتھ یہ ڈراما کیا ہے تاکہ تم جیل جانے کے خوف سے اپنی عزت ہارنے پر مجبور ہو جاؤ۔"

شانتی نے کہا "پوجا! یہ جھوٹ بولتا ہے۔ تمہارا پاسپورٹ جعلی ہے۔ اسی لئے انسپکٹر لے گیا ہے۔ اگر نیتاجی نے اس سے پاسپورٹ واپس نہ لیا تو....."

"تو کچھ نہیں ہوگا۔ میں پاکستانی سفارت خانے سے تصدیق کراؤں گا کہ تم بالکل صحیح پاسپورٹ پر یہاں آئی ہو اور پوجا! یہ ہے تمہارا پاسپورٹ۔"

اس نے لباس کے اندر سے اس کے تمام اہم کاغذات نکال کر دیئے۔ وہ انہیں لے کر دیکھتے ہوئے خوشی سے بولی۔ "ہاں' یہ میرا پاسپورٹ ہے' تمہیں کیسے مل گیا؟"

"جس طرح میں تمہاری بہن کو اُلّو بنا کر کوٹھی کے اندر آیا ہوں اسی طرح انسپکٹر کو گدھا بنا کر یہ پاسپورٹ لے آیا ہوں۔ اب بولو۔ کیا تمہیں یقین آیا کہ تمہاری سگی بہن اونچی کرسی پر پہنچنے کے لئے تمہیں ذلت کی پستیوں میں گرانا چاہتی تھی۔"

"ہاں۔ مجھے تو اب اسے دیدی کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اس نے پہلے تو کھل کر کہہ دیا تھا کہ میں اسے الیکشن میں ٹکٹ دلانے کے لئے نیتاجی کے پاس چلی جاؤں۔ میں نے اس کی بات نہیں مانی تو یہ مجھے جاسوسہ کے الزام میں پھنسانے اور پھر نیتاجی کے ذریعے اس الزام سے بَری کرنے کا ڈراما کرنے لگی۔ تھو ہے تجھ پر۔"

شانتی دیوی نے غصے سے کہا۔ "تو مجھ پر تھوک رہی ہے۔ میں تیرے پورے بدن کو مردوں کے تھوک سے بھر دوں گی اور اجنبی تم! تم سمجھتے ہو' یہ ریوالور دکھا کر میرے خلاف یہ ثبوت حاصل کر لو گے۔"

"کیا تم انکار کرتی ہو کہ تم سیاسی فائدہ اٹھانے کے لئے اپنی بہن پوجا کو نیتاجی کے بیڈ روم میں بھیج رہی تھیں؟"

"میں اقرار کرتی ہوں مگر تم اسے ثابت کیسے کرو گے؟"

پاشا نے اپنے جیکٹ کی اوپری جیب کو تھپتھپا کر کہا "اس جیکٹ کے اندر ایک منی ریکارڈر یہ ساری باتیں ریکارڈ کر رہا ہے۔ پھر پوجا پریس میں تمہارے خلاف بیان دے گی۔ یہ بیان اخبار میں چھپتے ہی تمہاری سیاسی موت واقع ہو جائے گی۔"

شانتی دیوی کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر بولی۔ "پوجا! مجھے معاف کر دو۔ میں پھر کبھی تمہاری ذلت کا سامان کر کے اپنی عزت اور شہرت کا راستہ اختیار نہیں کروں گی۔"

"میں یہاں رہوں گی تو تم کچھ کرو گی۔ میں تو واپس جا رہی ہوں۔"

پاشا نے کہا۔ "تم تنہا یہاں سے ائرپورٹ جانا چاہو گی تو راستے میں پھر یہ پاسپورٹ چھن جائے گا۔ اس کی جگہ ایک جعلی پاسپورٹ بنا کر تمہیں پھر گناہوں کی دلدل کی طرف لے جایا جائے گا۔"

وہ اس کے پاس آکر صوفے پر بیٹھ گئی۔ پھر بولی "اجنبی! تم درست کہتے ہو۔ مگر تم ہو کون؟"

"میں ترکی کا باشندہ ہوں۔ میرا نام پاشا ہے۔ میں نے تمہیں بہت بڑی مصیبت سے بچایا ہے' کیا تم میری ایک بات مانو گی؟"

"ضرور مانوں گی۔ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم میری بھلائی چاہتے ہو۔"

"تم فی الحال واپس نہ جاؤ۔"

"کیا میں دشمنوں کے شہر میں رہوں؟"

"تم اپنے قریب بیٹھے ہوئے دوست کو بھول رہی ہو۔ میں تمہارے ہاتھ اتنے مضبوط کر دوں گا کہ تم ان کے شہر میں رہ کر ان کی بدمعاشیوں کی سزا انہیں دے سکو گی۔"

وہ بولی۔ "تمہارا سہارا پا کر مجھے سب سے زیادہ غصہ اس بدمعاش نیتا پر آرہا ہے۔ اس شیطان نے میرے بدن کو ہاتھ لگایا تھا' میں اس پر تھوکنا چاہتی ہوں۔"

"تو پھر کل اسے واپس آنے دو۔ میں تمہیں اس پر تھوکنے کا موقع دوں گا۔"

"کیا تم یہاں میرے رہنے کا ٹھکانا بنا سکتے ہو؟"

"ضرور۔ ابھی اپنا ضروری سامان سمیٹو اور میرے ساتھ چلو۔ تمہارے آنے تک یہ شانتی دیوی میرے ریوالور کے سامنے شانتی سے بیٹھی رہے گی۔"

پوجا جانے لگی۔ شانتی دیوی نے کہا۔ "تم ایک اجنبی کے ساتھ جا کر پچھتاؤ گی۔"

وہ بولی۔ "تمہارے ساتھ رہ کر بھی پچھتا رہی تھی۔ تم نے میرے پیروں تلے کی زمین نکال دی۔ یہ اجنبی میرے قدم جما رہا ہے۔ اگر اس نے بھی مجھے دھوکا دیا تو کیا فرق پڑے گا۔ مقدر میں تباہی لکھی ہوگی تو کہیں بھی تباہ ہو جاؤں گی۔ ان حالات میں مجھے کسی پر بھروسا کرنا ہی پڑے گا۔"

وہ پلٹی اور پھر سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اوپر اس کمرے میں گئی' جہاں اس کا قیام تھا۔ ایسے ہی وقت ثنی تارا نے اسے مخاطب کیا۔ "پاشا! یہ کیا ہو رہا ہے؟"

"آں؟" وہ چونک کر بولا۔ "وہ..... وہ یہاں ایک مظلوم لڑکی ہے۔ دشمن اسے گناہوں کی دلدل میں....."

وہ بات کاٹ کر بولی۔ "مجھے پتا ہے۔ میں تمہارے خیالات پڑھ کر تمام روداد معلوم کر چکی ہوں اور تمہاری نیت کو بھی سمجھتی ہوں۔ اسے گناہوں کی دلدل سے نکال رہے ہو۔ اس نیکی کے پیچھے تمہاری ہوس چھپی ہوئی ہے۔"

"ہاں' وہ تو ہے مگر میں اسے برباد نہیں کروں گا۔ اس سے شادی کروں گا۔"

"شادی کے بچے! تم نے دو گھنٹوں سے میری ڈی کی خبر نہیں لی ہے۔ تم اپنی ڈیوٹی سے غافل کیوں رہے؟"

"وہ بات یہ ہے کہ اس معاملے نے اتنا الجھا دیا تھا کہ....."

"میں نے سختی سے تاکید کی تھی کہ تم کسی معاملے میں نہیں الجھو گے۔ کسی ایسے فرد سے بھی زیادہ گفتگو نہیں کرو گے' جو بعد میں ہمارے لئے پرابلم بن جائے۔"

"مجھے یقین ہے یہ پوجا پرابلم نہیں بنے گی۔"

"سیاست کے ایک بہت بڑے پہاڑ گنگادھر پرساد سے ٹکرا رہے ہو اور کہتے ہو پوجا پرابلم نہیں بنے گی۔ چلو اٹھو۔ فوراً واپس آؤ۔"

"میں ابھی سر کے بل آؤں گا' نہیں آنا چاہوں گا تو تمہاری ٹیلی پیتھی کھینچ کر یہاں سے لے جائے گی۔ میں تم سے التجا کرتا ہوں' پوجا کو بیچ بھنور میں نہ چھوڑو۔ یہ ڈوب جائے گی۔"

"کیا میں نے ایسی لڑکیوں کو کنارے لانے کا ٹھیکا لیا ہے؟"

"میں تمہیں انسانیت کا واسطہ دیتا ہوں۔"

"میری مصروفیات کچھ کم نہیں ہیں۔ مشکل سے سونے کی فرصت ملتی ہے۔ مجھے انسانیت کا واسطہ نہ دو' چلے آؤ۔"

"میں تمہارے دھرم کا واسطہ دیتا ہوں۔ پوجا بھی تمہاری طرح ہندو ہے۔ تمہاری طرح بھگوان کی پوجا کرتی ہے۔"

ثنی تارا ذرا نرم پڑ گئی۔ اس سے بولی۔ "تم نے دھرم کا واسطہ دیا ہے تو یاد آیا کہ تم مسلمان ہو اور یہ میرا فرض ہے کہ میں تمہیں ایک ہندو لڑکی کو ہاتھ لگانے کی بھی اجازت نہ دوں۔"

وہ پریشان ہو کر بولا۔ "یہ.... یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ میں اس کے لیے اتنے پاپڑ بیل رہا ہوں۔ وہ مجھے نہیں ملے گی تو میں تمہارا جو کام کروں گا' بے دلی سے اور بے پروائی سے کروں گا۔"

شی تارا سوچ میں پڑ گئی۔ ابھی وہ بدن کی مخصوص بُو کے مسئلے پر اس سے گفتگو کرنا چاہتی تھی۔ اگر پیدائشی بُو میں تبدیلی کے امکانات ہوں گے تو وہ دل لگا کر ایسا طبی تجربہ نہیں کرے گا۔ وہ اسے ہر لمحہ خیال خوانی کے ذریعے اپنے قابو میں نہیں رکھ سکتی تھی۔ دانشمندی یہی تھی کہ اس کی یہ چھوٹی سی ضد مان لی جائے۔

پوجا ایک اٹیچی اٹھا کر اوپری منزل سے سیڑھیاں اتر کر آنے لگی۔ شی تارا نے کہا۔ "میں ایک شرط پر پوجا کو تمہارے ساتھ رہنے کی اجازت دوں گی۔"

"مجھے ہر شرط منظور ہے۔ بولو کیا شرط ہے؟"

"اس کے ساتھ کار میں بیٹھو اور اپنی انیکسی میں آؤ۔ میں ابھی بتا رہی ہوں۔"

اس نے پوجا سے وہ بھاری اٹیچی لی پھر شانتی دیوی سے بولا۔ "تم بھی چلو۔"

وہ ریوالور کے سامنے انکار نہ کر سکی۔ ان کے ساتھ چلنے لگی۔ شی تارا نے کہا۔ "تم اسے ساتھ لے جا کر کسی ویرانے میں چھوڑنا چاہتے ہو تاکہ ابھی یہ فون کے ذریعے پولیس والوں کو تمہارے پیچھے نہ لگائے۔"

"ہاں میں یہی چاہتا ہوں۔"

"اسے ساتھ نہ لے جاؤ۔ یہیں چھوڑ دو میں نمٹ لوں گی۔"

پاشا نے پوجا کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر کہا۔ "ہم جا رہے ہیں تم بڑے شوق سے اپنے یاروں کو آوازیں دیتی رہو۔"

وہ گاڑی اسٹارٹ کر کے چلا گیا۔ شانتی دیوی دوڑتی ہوئی کوٹھی کے اندر آئی۔ ڈرائنگ روم میں پہنچتے ہی اوندھے منہ قالین پر گری۔ شی تارا نے اس پر مکمل قبضہ جما کر اسے غائب دماغ بنا دیا۔ پھر اسے بیڈ روم میں لے گئی۔ وہاں اس کے پرس میں کار کی چابی تھی۔ اس نے چابی نکال کر الماری کے پیچھے پھینک دی۔ پھر ڈرائنگ روم میں آئی۔ وہاں فون کا ریسیور اٹھایا۔ اس کے ماؤتھ پیس کا کور کھولا۔ اس کے اندر سے آواز نشر کرنے والا مائیک نکالا۔ پھر اس کا کور دوبارہ لگا دیا۔ اس مائیک کو کمرے کے ایک گوشے میں قالین کے نیچے چھپا دیا۔ پھر شی تارا نے شانتی کو قالین پر اسی جگہ اوندھے منہ گرا کر اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔

شانتی دیوی نے چونک کر سر اٹھایا۔ اسے یوں لگا جیسے ابھی گری تھی اور دوسرے ہی لمحے میں سر اٹھا کر اس کمرے کو دیکھ رہی ہے۔ وہ جلدی سے اٹھ کر فون کے پاس آئی۔ ریسیور اٹھا کر انسپکٹر کے نمبر ڈائل کیے۔ رابطہ ہونے کے بعد انسپکٹر کی آواز آئی۔ "ہیلو کون ہے؟"

وہ بولی "ہیلو میں شانتی دیوی بول رہی ہوں۔ یہاں غضب ہو گیا ہے۔ ایک اجنبی یہاں آیا تھا وہ...."

وہ بولتے بولتے رک گئی۔ دوسری طرف سے انسپکٹر ہیلو ہیلو کر رہا تھا اور پوچھ رہا تھا "کون ہے؟ کوئی بولتا کیوں نہیں ہے؟"

"میں بول رہی ہوں' شانتی ہوں شانتی۔ کیا میری آواز سنائی نہیں دے رہی ہے؟"

دوسری طرف سے انسپکٹر نے گالیاں دے کر فون بند کر دیا۔ وہ ریسیور کو گھور کر دیکھنے لگی۔ اُدھر سے آواز آ رہی تھی۔ اِدھر سے آواز نہیں جا رہی تھی۔ وہ ریسیور رکھ کر اٹھ گئی۔ اب رابطے کی صورت یہی رہ گئی تھی کہ وہ خود انسپکٹر اور اپنے سیاسی مشیر کے پاس جائے۔ وہ تیزی سے چلتی ہوئی بیڈ روم میں آئی۔ وہاں سے اپنا پرس اٹھایا۔ پھر اسی تیزی سے باہر آئی۔ ایک طرف اس کی کار کھڑی ہوئی تھی۔ وہ دروازہ کھول کر اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ پھر اس نے پرس کھول کر دیکھا۔ اس میں چابی نہیں تھی۔

پرس میں دو خانے تھے۔ دونوں میں اچھی طرح چابی ڈھونڈی پھر جھنجلا کر بڑبڑاتی ہوئی کار سے نکلی۔ دوبارہ کوٹھی کے اندر آئی۔ بیڈ روم میں پہنچ کر الماری کے اندر' درازوں میں' تکیے اور چادر کے نیچے' سنگار میز پر' ہر جگہ چیزوں کو الٹ پلٹ کر دیکھ لیا۔ چابی کو نہیں ملنا تھا' نہیں ملی۔

وہ غصے سے پاؤں پٹختی ہوئی کمرے سے جاتے ہوئے سوچنے لگی۔ اب کسی رکشا ٹیکسی میں جائے گی۔ وہ تیزی سے چلتی ہوئی کوٹھی سے باہر آئی۔ پھر احاطے کے باہر آ کر کسی رکشا ٹیکسی کا انتظار کرنے لگی۔ سڑک کے کنارے بھکاری بیٹھا صدا لگا رہا تھا۔ "بھگوان کے نام پر ایک روٹی کھلا دو دیدی! صبح سے بھوکا ہوں۔"

شی تارا نے شانتی کے ذریعے بھکاری سے کہا "میرے پرس میں ڈھائی ہزار روپے ہیں۔ میں ایک شرط پر تمہیں یہ ساری رقم دے دوں گی۔"

"بھگوان تمہارا بھلا کرے گا۔ شرط کیا ہے؟"

وہ تمام رقم اسے دیتے ہوئے بولی۔ "وہ ٹیکسی چلی آ رہی ہے آج اس میں بیٹھ کر اپنے گھر جاؤ۔"

بھکاری فوراً ہی اچھل اچھل کر آنے والی ٹیکسی کو ہاتھ دکھاتے ہوئے رکنے کا اشارہ کرنے لگا اور کہنے لگا۔ "کبھی میرا باپ بھی ٹیکسی میں نہیں بیٹھا۔ بھگوان پتا نہیں کیسے کیسے ڈھنگ سے دولت دیتا ہے۔"

ٹیکسی قریب آ کر رک گئی۔ بھکاری دروازہ کھول کر بیٹھنے لگا۔ ڈرائیور نے کہا۔ "اے اپنی اوقات دیکھ کہاں گھسا آ رہا ہے؟"

شانتی دیوی نے ڈپٹ کر کہا۔ "اسے بیٹھنے دو۔ کیا یہ ہماری طرح انسان نہیں ہے۔ میں منسٹر بننے کے بعد بھکاریوں کے لیے ٹیکسی کی سواری فری کر دوں گی۔ مگر یہ ابھی تمہیں پورا کرایہ دے گا۔"

ڈرائیور نے دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "دھن ہو شانتی دیوی! میں ہمیشہ آپ کی تقریر سنتا ہوں۔ آپ غریبوں کے لئے جیسا کہتی ہیں' ویسا کرتی بھی ہیں۔ شانتی دیوی زندہ باد۔"

وہ نعرہ لگا کر بھکاری کو لے گیا۔ اس تمام عرصے میں شانتی دیوی اندر ہی اندر پریشان رہی کہ کسی بھکاری کو کیوں اتنی بڑی رقم دے کر ٹیکسی میں بٹھا رہی ہے۔ وہ ایسا نہیں کرنا چاہتی تھی مگر کر رہی تھی اور جب کر چکی اور ٹیکسی دور چلی گئی تو شی تارا نے اسے آزاد کر دیا۔ وہ تڑپ کر بولی۔ "نہیں' یہ نہیں ہو سکتا۔ ٹیکسی' او ٹیکسی والے واپس آؤ...."

وہ اس کی آواز سے بہت دور نکل گیا تھا۔ وہ پرس کو زور سے سڑک پر پٹخ کر چیخ پڑی۔ "میں پاگل نہیں ہوں۔ میں نے ایسا کیوں کیا؟ میں پاگل نہیں ہوں تو ایسی حرکت کیوں کی۔ وہ ڈرائیور کہہ رہا تھا۔ میں غریبوں کے لئے جیسا کہتی ہوں' ویسا کرتی بھی ہوں۔"

وہ دونوں مٹھیاں بھینچ کر کوٹھی کی طرف دوڑتی ہوئی چیخنے لگی۔ "میں پاگل نہیں ہوں۔ میں شانتی دیوی ہوں۔ شانتی دیوی زندہ باد۔ شانتی دیوی زندہ باد...."

وہ دوڑتی ہوئی کوٹھی کے اندر گئی۔ شی تارا' پاشا کے پاس آ گئی۔ وہ پوجا کو اپنی انیکسی میں لے آیا تھا اور اسے بتا رہا تھا کہ وہ ایک بہت دولتمند عورت کا باڈی گارڈ ہے۔ وہ ملک سے باہر گئی ہے اور یہ انیکسی کے ساتھ والی کوٹھی میں اس کی مالکہ کی سہیلی رہتی ہے۔

پاشا حقیقتاً یہی سمجھتا تھا کہ وہ شی تارا کی سہیلی سمترا کی کوٹھی والی انیکسی میں رہتا ہے۔ شی تارا نے ٹیلیفون کے ذریعے پاشا کو مخاطب کیا پھر کہا۔ "میں اسی کوٹھی سے سمترا بول رہی ہوں۔ یہ تم کس لڑکی کو یہاں لائے ہو۔"

وہ بولا۔ "شریمتی سمترا جی! میں اسے اپنی مالکہ کے حکم سے یہاں لایا ہوں۔"

"میں کہہ چکی ہوں۔ میری انیکسی میں تم کسی عورت کو نہیں لاؤ گے۔ اگر میری سہیلی نے ایسا حکم دیا ہے تو لڑکی کو میرے پاس بھیج دو اور میری سہیلی سے یعنی اپنی مالکہ سے کہو' وہ مجھ سے بات کرے۔"

"ابھی وہ مجھ سے رابطہ کرنے والی ہیں۔ میں آپ سے بھی ان کی بات کراؤں گا۔"

"میری بات سمجھا کرو۔ جب تک بات نہیں ہو گی وہ لڑکی یہاں میرے پاس رہے گی۔ آس پاس کی کوٹھیوں والے تمہارے ساتھ لڑکی دیکھ کر ہمیں بدنام کریں گے۔ اسے فوراً یہاں چھوڑ جاؤ۔"

وہ فون رکھ کر پوجا سے بولا۔ "سمترا جی کہہ رہی ہیں کہ تمہیں ان کے پاس رہنا چاہئے۔ ابھی تم جاؤ میں ایک آدھ گھنٹے میں تم سے ملاقات کروں گا۔"

وہ پوجا کی اٹیچی اٹھا کر اسے شی تارا کی کوٹھی کے اندر لے آیا۔ شی تارا نے پہلی بار پوجا کو روبرو دیکھا تو اس کے حسن اور دلکش سراپا کو دیکھ کر بے اختیار بولی۔ "ایک عورت کسی دوسری عورت کی تعریف نہیں کرتی۔ میں تعریف کرنے پر مجبور ہوں۔ تم حسن کا شاہکار ہو۔ آؤ اس گھر کو اپنا ہی گھر سمجھو۔"

پاشا وہاں سے انیکسی میں آ گیا۔ اسی وقت شی تارا نے اس کے اندر آ کر پوچھا۔ "کیا پوجا کو لے آئے؟"

"لے آیا ہوں مگر یہاں تمہاری سہیلی نے پابندی لگائی ہے کہ میرے ساتھ انیکسی میں کوئی لڑکی نہیں رہے گی۔"

"یہ پابندی غلط نہیں ہے۔ ہمارے دیس میں کسی عورت کے ساتھ رہنے سے پہلے اس سے رشتہ قائم کرنا پڑتا ہے اور ابھی اس سے تمہارا کوئی رشتہ نہیں ہے۔"

"تم بھی ایسا کہو گی تو پوجا کو یہاں لانے کا فائدہ کیا ہو گا؟"

"تم بھول رہے ہو۔ میں نے پوجا کو ساتھ رکھنے کی ایک شرط پیش کی تھی۔"

"مجھے یاد ہے۔ میں وہ شرط ضرور پوری کروں گا۔ آخر تم چاہتی کیا ہو؟"

"میرا ایک کام ہے۔ جس دن وہ کام پورا کر دو گے' اسی دن تمہیں پوجا مل جائے گی۔"

"کیا وہ کام بہت لمبا ہے؟ میں کتنے دنوں تک اس سے دور رہوں گا۔"

"اس کا انحصار تمہاری طبی صلاحیتوں پر ہے۔ تم علم الابدان کے ماہر ہو۔ اسی سلسلے کا ایک کام ہے۔"

"پھر تو میں اسے جلد ہی نمٹا سکوں گا۔ بولو وہ کام کیا ہے؟"

"ہر انسان کے بدن کی بُو دوسرے سے مختلف اور مخصوص ہوتی ہے۔ پہلے یہ بتاؤ یہ بُو کیسے پیدا ہوتی ہے؟"

"دنیا کی ہر چیز میں مہک ہوتی ہے۔ لکڑی' لوہے اور پتھر کی بُو بہت کم لوگ محسوس کرتے ہیں۔ پیڑ' پودوں' پھولوں اور پھلوں کی بُو واضح ہوتی ہے اور سب کی الگ الگ ہوتی ہے۔ یہ خدا کی قدرت کا کمال ہے کہ اس نے ہر انسان کی صرف صورت ہی الگ نہیں کی' اس کے بدن کی بُو کو بھی ایک دوسرے سے الگ رکھا ہے۔ جب پسینہ نکلتا ہے' تب انسان کی یہ بُو واضح ہوتی ہے۔"

"کیا تم میرے پسینے کا طبی تجزیہ کر کے میرے بدن کی مخصوص بُو کو تبدیل کر سکتے ہو؟"

"میں نے اس سلسلے میں کبھی کوئی تجرباتی کوشش نہیں کی ہے۔ کیا تم اپنے بدن کی بُو تبدیل کرنا چاہتی ہو؟"

"ہاں میں چاہتی ہوں' یہ پیدائشی بُو تبدیل ہو جائے۔"

"کسی کے بھی بدن کی بُو پیدائشی نہیں ہوتی۔ یہ بو اس کے ماحول' وہاں کی آب و ہوا' اس کی غذا کے اثرات سے پیدا ہوتی ہے۔ پھر اس بُو پر تمہارے مزاج' تمہاری نفسیات اور تمہارے ہارمونز کی کمی بیشی کے اثرات غالب آتے ہیں۔ تب وہ بُو تمہاری

اپنی مخصوص ہوتی ہے۔"

"میں زیادہ ٹیکنیکل باتیں نہیں سمجھ سکوں گی۔ تم سے صرف دو باتوں کا جواب چاہتی ہوں۔ ایک تو یہ کہ میری بُو تبدیل ہو سکے گی یا نہیں؟ دوسری بات یہ کہ میری مخصوص بُو کسی دوسری لڑکی میں منتقل کی جاسکے گی یا نہیں؟"

"اگر ہم اس طریقۂ کار کو مدِّ نظر رکھیں کہ لباس پر زیادہ خوشبو اسپرے کر لینے سے مخصوص بُو عارضی طور پر کم ہو جاتی ہے تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ مخصوص بُو کا توڑ ہو سکتا ہے لیکن یہ ممکن نظر نہیں آتا کہ تمہاری مخصوص بُو کسی دوسری لڑکی میں منتقل کی جاسکے۔"

"پہلے تم میری بُو تبدیل کرنے کا کامیاب تجربہ کرو۔ ہو سکتا ہے ایسے تجربے کے دوران میرے پسینے کا کوئی مخصوص انجکشن تیار کر سکو اور انجکشن کے ذریعے کسی دوسری لڑکی میں میری مخصوص بُو پیدا کر سکو۔"

"میں تمہارے دونوں مقاصد پورے کرنے کی پوری کوشش کروں گا۔"

"پھر تو یقین کر لو' پوجا تمہارے لئے رکھی ہوئی ہے۔ جس دن میرا کام ہو جائے گا اُسی دن وہ ہمیشہ کے لئے تمہاری ہو جائے گی۔"

اس سلسلے میں پاشا کے لئے ایک لیبارٹری کی ضرورت تھی ثمی تارا نے کہا۔ "یہاں ایک بوڑھے تجربہ کار ڈاکٹر کی ایک ذاتی لیبارٹری ہے۔ میں اس ڈاکٹر کو اپنا معمول اور تابعدار بنالوں گی۔ تم وہاں اطمینان سے اپنا کام کر سکو گے۔"

ثمی تارا دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ وہ اس رات بوڑھے ڈاکٹر کو ٹریپ کر کے لیبارٹری کا مسئلہ حل کرنے والی تھی۔ اب وہ پوجا کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ وہ غیر معمولی حسن و شباب کی حامل تھی اور پارس حسن پرست تھا۔ یہ خیال پیدا ہو رہا تھا کہ پوجا کو تنویمی عمل کے ذریعے ثمی تارا بنا دیا جائے اور اپنی مخصوص بو اس میں منتقل کر دی جائے تو پارس کسی شبہ کے بغیر اسے ثمی تارا سمجھ کر قبول کرے گا۔ پوجا اپنا دھرم چھوڑ کر اسلام قبول کرے گی تو وہ یہی سمجھے گا کہ ثمی تارا اس کے پیار میں ڈوب کر اس کی ہم مذہب ہو گئی ہے۔ وہ اس پر قربان ہو کر دو چشمی ہیرے اس کے حوالے کرے گا۔ تب وہ ہیرے بہ آسانی پوجا سے حاصل کر لے گی۔

○۔☆۔○

سب سو رہے تھے۔ ایکسرے مین ایک گوشۂ گمنامی میں گہری نیند کے مزے لے رہا تھا۔ ٹیری آدم اپنی خفیہ رہائش گاہ میں خواب دیکھ رہا تھا اور خواب میں میکسی دکھائی دے رہی تھی۔ نیند کا دوسرا مطلب ہے غفلت یعنی آنکھ بند کرنا۔ گویا چار چھ گھنٹے دنیا کو نہ دیکھنا۔ اپنے جسم کے ساتھ دماغ کو بھی سلا دینا گویا دوستوں اور دشمنوں سب ہی سے غافل ہو جانا۔ ایسی غفلت میں کوئی بھی شب خون مار سکتا ہے۔ دنیا کے کتنے ہی بڑے بڑے شہ زور غفلت ہی میں مارے گئے۔

ویسے ابھی ایکسرے مین اور ٹیری آدم کی شامت نہیں آئی تھی اس لئے وہ زندہ اور محفوظ تھے۔ انہوں نے برین آدم اور دوسرے تمام برادرز کو حکم دیا تھا کہ وہ کسی بھی طرح شام تک [illegible] کا سراغ لگائیں اور اس کے لئے انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ کے تمام جاسوس لگا دیئے۔

یہودی خفیہ تنظیم کے تمام برادر اور انٹیلی جنس والے تل ابیب سے حیفا تک ہر اس جوان کا محاسبہ کر رہے تھے' جس پر انہیں ذرا سا بھی شبہ ہوتا تھا۔ ایسی سختیوں کے باعث وہ تمام لوگ پریشان ہو گئے تھے' جو وہاں فارمولے چُرانے آئے تھے۔ ان میں سے ایک سپر ماسٹر کی ٹیم تھی' جسے ثمی تارا کی سرپرستی حاصل تھی۔ اس کا ایک نوجوان تل ابیب سے اور دوسرا حیفا سے گرفتار ہوا تھا۔

ان دونوں جوانوں کو پہلے وارننگ دی گئی کہ وہ اپنے بارے میں سب کچھ سچ سچ بتا دیں۔ وہ لوگ باقاعدہ پاسپورٹ کے ذریعے تل ابیب اور حیفا کی امریکن کمپنیوں میں ملازمت کرنے آئے تھے۔ وہ اس بات پر بضد رہے کہ یہی ان کی اصلیت ہے۔ تب انہیں ٹارچ سیل میں پہنچا دیا گیا۔

ثمی تارا کو یہ گوارا نہ تھا کہ اس کی ٹیم کا کوئی فرد ٹارچ سیل میں جا کر اذیتیں برداشت کرے۔ انہیں رہائی دلانے کے لئے اسرائیلی حکّام پر دباؤ ڈالنا ضروری ہو گیا۔ وہ یہ بھی نہیں چاہتی تھی کہ اس معاملے میں اس کا نام آئے۔

اس نے پاشا کے خیالات پڑھ کر جہاں بہت سی معلومات حاصل کی تھیں' وہاں یہ بھی معلوم کیا تھا کہ پاشا کا ایک استاد تھا۔ وہ یہودی تھا اور اس کا نام جافری ہیرالڈ تھا۔ پاشا نے اس کے ساتھ لیبارٹری میں ایک بندر پر کامیاب تجربہ کیا تھا۔ پھر جافری نے پاشا سے کہا تھا "پہلے میں یہ دوائیں استعمال کروں گا۔ بندر کی طرح مجھ انسان پر بھی یہ اثر دکھائیں گی اور میں غیر معمولی سماعت و بصارت کا حامل ہو جاؤں گا تو تمہیں بھی یہ دوائیں استعمال کراؤں گا۔"

پاشا کو استاد کی نیت پر شبہ تھا اس لئے وہ تمام دواؤں کو اور ان کے مرکبات کے فارمولوں کو یاد رکھتا تھا۔ پھر رات کو سونے سے پہلے انہیں اپنی ڈائری میں نوٹ کر لیا کرتا تھا۔ اس طرح استاد سے پہلے غیر معمولی قوتِ سماعت و بصارت اور حیرت انگیز جسمانی قوت کا مالک بن گیا۔ یہودی جافری ہیرالڈ نے اس سے محسوس کیا پھر چپکے سے تمام فارمولے اور لیبارٹری کا ضروری سامان لے کر کہیں چلا گیا۔ تقریباً چار برس گزر گئے تھے اور وہ اب تک کہیں نظر نہیں آیا تھا۔

ثمی تارا نے سوچا' اب یہودیوں کے سامنے نیا شوشہ چھوڑا جائے اور انہیں یہ یقین دلایا جائے کہ یہاں ایک ایسی تنظیم ہے جس کا سربراہ ایک غیر معمولی سماعت و بصارت رکھنے والا یہودی جافری ہیرالڈ ہے۔ ایک فرضی جافری کے ذریعے اپنی ٹیم کے دونوں جوانوں کو ٹارچ سیل سے رہائی دلائی جائے۔

وہ سپر ماسٹر کی ٹیم کے لیڈر سے بولی۔ "موبائل فون کے ذریعے کسی حاکم سے رابطہ کرو۔"

اس نے حکم کی تعمیل کی۔ کسی بھی حاکم سے بہ آسانی رابطہ نہیں ہوتا۔ اس حاکم کے پی اے نے پوچھا۔ "تم کون ہو؟ اپنا پیغام نوٹ کراؤ۔ وہ پیغام بڑے صاحب کو پہنچا دیا جائے گا۔"

وہ بولا۔ "جن فارمولوں کی وجہ سے تمہارا یہ شہر میدانِ جنگ بنا ہوا ہے۔ میں اس کا ایک ایسا حل پیش کرنا چاہتا ہوں' جس پر عمل کرنے سے تمام دشمن یہاں سے بھاگ جائیں گے۔"

پی اے نے کہا۔ "ہولڈ آن کرو۔"

ٹیم کا لیڈر فون کو کان سے لگائے انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد ایک حاکم کی آواز سنائی دی۔ اس نے پوچھا۔ "تم کون ہو' نام بتاؤ؟"

"میں ایک یہودی ہوں۔ میرا نام جافری ہیرالڈ ہے۔ میں غیر معمولی فارموں کے متعلق بہت کچھ جانتا ہوں۔"

"تو پھر بیان کرو' کیا جانتے ہو؟"

"میں آپ کے ذریعے کسی ایسے اعلیٰ فوجی افسر یا خفیہ تنظیم کے عہدیدار سے بات کرنا چاہتا ہوں' جس کا تعلق فارمولوں کے معاملات سے ہے۔ یہ شعبہ آپ کا نہیں ہے۔"

"تو پھر مجھے کیوں فون کیا ہے؟"

"میں نے کہا نا' آپ کے ذریعے ان سے رابطہ چاہتا ہوں' مجھے ان میں سے کسی کا بھی فون نمبر معلوم نہیں ہے۔"

ٹھیک ہے۔ اپنا فون نمبر دو۔ تم سے ابھی رابطہ کیا جائے گا۔"

"سوری' میں اپنا نمبر نہیں دوں گا۔"

"تو پھر تم سے کوئی بات نہیں ہو گی۔"

"میرا کچھ نہیں بگڑے گا۔ آپ کے اس شہر میں خطرات منڈلا رہے ہیں۔ پریشان اور فکرمند آپ ہوں گے۔"

چند لمحوں تک خاموشی رہی۔ پھر آواز آئی۔ "اچھی بات ہے۔ دس منٹ کے بعد پھر فون کرو۔"

رابطہ ختم ہو گیا۔ ثمی تارا حاکم کے اندر پہنچ چکی تھی۔ وہ فوج کے اعلیٰ افسر سے رابطہ کر رہا تھا۔ رابطہ قائم ہونے کے بعد اس نے افسر کو جافری ہیرالڈ کے متعلق بتایا۔ وہ اعلیٰ افسر برین آدم کو ملٹری انٹیلی جنس کا چیف سمجھتا تھا۔ اس نے برین آدم کو جافری کے بارے میں بتایا۔ وہ بولا۔ "اسے میرا نمبر دو۔"

ٹیم کے لیڈر نے دس منٹ کے بعد فون کیا تو اسے برین آدم سے رابطے کا نمبر معلوم ہوا۔ ایک منٹ کے اندر اس سے بھی رابطہ ہو گیا۔ لیڈر نے ثمی تارا کی ہدایات کے مطابق کہا۔ "میں جافری ہیرالڈ کا خاص ماتحت ہوں۔ میں پہلے اپنے باس جافری ہیرالڈ کا تعارف کرا دوں۔ وہ آپ کی طرح یہودی ہے اور یوسف البرہان عرف پاشا کا استاد ہے۔ اس طرح آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ ہمارا باس غیر معمولی قوتِ سماعت و بصارت کا حامل ہے۔"

برین آدم نے پوچھا۔ "یہ پاشا کا استاد کہاں سے پیدا ہو گیا؟"

"دنیا میں بے شمار عجیب و غریب لوگ پیدا ہو چکے ہیں۔ اور پیدا ہو رہے ہیں اور آئندہ بھی پیدا ہوتے رہیں گے۔ آپ ان کے متعلق اسی وقت معلوم کر سکتے ہیں' جب آپ کو بتایا جائے اور میں آپ کو بتا رہا ہوں۔"

"تمہارا وہ باس کہاں ہے؟"

"سخت زخمی ہے۔ اسے ایک حادثہ پیش آیا ہے۔ ورنہ وہ خود آپ سے باتیں کرتا۔"

"میں کیسے یقین کروں کہ وہ پاشا کا استاد ہے اور غیر معمولی صلاحیتوں کا حامل ہے؟"

"ہمارا باس ایک گوشے میں بیٹھ کر یہاں کے حکمرانوں اور فوج کے اعلیٰ افسروں کی بات اپنی قوتِ سماعت سے سنتا ہے۔ وہ افسران یوگا کے ماہر ہوتے ہیں۔ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ان کے اندر نہیں جا سکتا اور نہ ہی ان کی خفیہ گفتگو سن سکتا ہے۔ ایسا صرف ہمارا باس کرتا ہے۔"

"ہمیں معلوم تو ہو کہ اس نے کون سی خفیہ گفتگو سنی ہے؟"

"تو پھر سنو۔ تم لوگ فرانس سے وہ میزائل حاصل کرنا چاہتے تھے' جو فضا میں مار نہیں کرتا' بلکہ سمندر کی سطح پر سے گزرتا ہوا بحری جہازوں کو تباہ کرتا ہے اور کسی ریڈار کی زد میں نہیں آتا لیکن حکومت فرانس نے تمہیں وہ میزائل نہیں دیا۔ چلی کی حکومت کو دیا اور اب تمہارے جاسوس چلی کی حکومت سے اس میزائل کا نقشہ حاصل کرنے گئے ہیں۔"

برین آدم نے کہا۔ "ہوں' واقعی یہ راز ہمارے صرف ان افسروں کو معلوم ہے جو یوگا کے ماہر ہیں۔ میں یقین کرنے پر مجبور ہوں کہ یہ خفیہ باتیں غیر معمولی سماعت کے ذریعے سنی گئی ہیں۔"

"تمہارے باس نے ان دو جاسوس کی آوازیں بھی سنی ہیں' جو چلی گئے ہیں۔ ہم چاہیں تو وہ دونوں چلی سے میزائل کا نقشہ لیکر واپس نہیں آسکیں گے۔"

"اچھا تو کس معاملے میں بلیک میل کر رہے ہو؟"

"ظاہر ہے تم اپنے دو جاسوسوں کی زندگی اور وہ نقشہ چاہو گے اور ہم اپنے ان دو آدمیوں کی رہائی چاہتے ہیں جنہیں آج ٹارچ سیل میں پہنچایا گیا ہے۔ ان میں سے ایک کا نام راجرا سمتھ اور دوسرے کا نام رابرٹ ہے۔ یہ بیچارے جاسوس نہیں ہیں۔ تمہاری حکومت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا رہے ہیں۔"

"تمہارے یہ دونوں بیچارے امریکن فرم میں ملازمت کرنے یہاں کیوں آئے ہیں؟"

"کیا یہاں آکر امریکن فرم میں ملازمت کرنا غیر قانونی ہے؟"

"تمہارے باس نے غیر معمولی صلاحیتوں سے نہ جانے ہمارے کتنے راز معلوم کئے ہیں۔ تم تمام لوگوں کی یہاں موجودگی غیر قانونی ہے۔"

"ہم نے اب تک تمہارے ملک کو نقصان نہیں پہنچایا ہے۔ شاید اس لئے کہ ہمارا باس یہودی ہے۔ ہماری تنظیم امریکیوں کے خلاف ہے۔ اس لئے وہ جوان امریکن فرم میں ہمارے لئے جاسوسی کر رہے ہیں۔ انہیں فوراً رہا کردو اور ہم سے دشمنی کے بجائے دوستی کی راہ اختیار کرو۔"

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی ان کی رہائی کا حکم دیتا ہوں۔ کیا تمہارا باس ہمارا ایک کام کرے گا؟"

"ضرور کرے گا۔ کام بولو۔"

"تمہارے باس کو اس کی آواز سناؤ۔ وہ اسے فوراً ڈھونڈ نکالے گا۔"

"اگر اس کا فون آئے گا یا کسی کے ذریعے اس سے رابطہ ہوگا تو ہم اس کی آواز ٹیپ کرنے کی کوشش کریں گے۔"

ثی تارا خود ہی عادل کی تلاش میں تھی۔ برین آدم کو اس کے لئے بے تاب دیکھ کر اپنی ٹیم کے لیڈر کی زبان سے پوچھا۔ "تمہیں عادل کی تلاش کیوں ہے؟"

جواب میں برین آدم نے بتایا کہ وہ مافیا والوں کے ساتھ ہے۔ پہلے اس نے بینک لوٹا پھر ایک یہودی کا بہت بڑا خزانہ لوٹ لیا اور اب ٹیلی پیتھی کے ذریعے مافیا کو تحفظ فراہم کر رہا ہے۔

اس نے لیڈر کے ذریعے کہا "ہمارا باس عادل کی آواز پہلے سنا کرتا تھا لیکن اب اس لئے نہیں سن پاتا کہ اس نے اپنی آواز اور لہجہ بدل لیا ہے۔"

"یعنی تمہارا باس عادل کو پہلے سے جانتا ہے؟"

"ہاں۔ یہ وہی ہیری رابسن ہے' جو یہاں کی ایک بڑی شوز کمپنی کا مالک تھا۔"

"اوہ گاڈ! اس ہیری نے تو ہمیں کئی معاملات میں پریشان کیا تھا۔ تمہاری بات دل کو لگتی ہے۔ یہ عادل وہی ہیری ہے۔ اپنے باس سے کہو' ہمیں کسی طرح عادل تک پہنچادے۔ ہم بھی تمہارے کام آئیں گے۔ ابھی تمہارے آدمی رہا کئے جارہے ہیں۔"

رابطہ ختم ہوگیا۔ لیڈر نے کہا۔ "میڈم! آپ نے تو کمال کر دیا۔ کتنی آسانی سے آپ نے ہمارے آدمیوں کو رہائی دلائی ہے۔"

"یہ معمولی سی کامیابی ہے۔ میں اس ناکامی سے پریشان ہوں' جو عادل کے سلسلے میں ہے۔ وہ اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ یہاں کی ملٹری انٹیلی جنس والے بھی پریشان ہو کر اسے تلاش کر رہے ہیں۔"

"میڈم! اسے کیسے تلاش کیا جاسکتا ہے؟ اس کا کوئی تو سراغ ملنا چاہئے۔"

"میں اسی مسئلے پر غور کر رہی ہوں۔ تم لوگ بھی کوئی راستہ نکالو۔ میں پھر آؤں گی۔"

وہ چلی گئی۔ ادھر برین آدم رابطہ ختم کرکے عادل کے متعلق غور کرنے لگا۔ پھر اس نے انٹیلی جنس کے ایک افسر سے کہا۔ "وہ دو جوان راجر اور رابرٹ جو ٹارچر سیل میں ہیں' انہیں فوراً رہا کردو۔ ان سے کوئی سوال نہ کیا جائے۔ معذرت چاہی جائے کہ انہیں غلطی سے گرفتار کیا گیا تھا۔ ہمارے دو جاسوس سادہ لباس میں رہ کر ان کی نگرانی کرتے رہیں گے۔ وہ جہاں جائیں اور جن افراد سے ملتے رہا کریں' ان افراد کے متعلق چھان بین کی جائے۔"

برین آدم کا خیال تھا کہ وہ راجر اور رابرٹ کی نگرانی کرتا ہوا اس غیر معمولی سماعت و بصارت کے حامل جافری ہیراللہ تک پہنچ سکے گا۔ وہ تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر ریسیور اٹھا کر بلیک آدم کے نمبر ڈائل کئے۔ جیسے ہی رابطہ قائم ہوا وہ اپنی ایک انگلی ریسیور کے ماؤتھ پیس پر یوں بجانے لگا جیسے دستک دے رہا ہو۔ یوں تین بار انگلی سے دستک دینے کے بعد بولا۔ "اپنے تمام برادرز سے کہہ دو کہ جب بھی ان کے فون کی گھنٹی بجے' وہ خاموشی سے ریسیور اٹھا کر دوسری طرف کی آواز سنیں' اپنی آوازیں نہ سنائیں۔ برادرز میں سے جو بھی کچھ کہنا چاہئے وہ تحریر کے ذریعے یا ٹیلی گرافک طریقہ کار کے ذریعے بات کرے۔"

ادھر سے بلیک آدم نے اپنے ریسیور کے ماؤتھ پیس پر "ٹک" کی آواز کے ساتھ ایک انگلی بجائی یہ اشارہ تھا کہ برین آدم ہولڈ آن کرے۔

تھوڑی دیر بعد برین آدم کو ٹیلی گرافک اشاروں کی زبان سنائی دی۔ "ٹارے ٹکا۔ ٹکا ٹکا۔ ٹارے ٹارے۔ ٹکا ٹارے....."

بلیک آدم اس اشارتی زبان سے پوچھ رہا تھا۔ "ایسی احتیاط کیوں کی جارہی ہے؟"

برین آدم نے کہا۔ "ایک ایسے شخص کے خاص ماتحت نے مجھ سے فون پر رابطہ کیا ہے' جو پاشا کا استاد ہے اور غیر معمولی سماعت و بصارت کا حامل ہے۔ اگرچہ وہ خود مجھ سے باتیں نہیں کر رہا تھا مگر میں سمجھتا ہوں' وہ دوسرے ریسیور سے میری آواز سن رہا ہوگا۔ آئندہ وہ میرے ذریعے تم سب کی آوازیں سنے گا اس لئے احتیاط لازمی ہے۔"

بلیک آدم نے اشاروں کی زبان میں پوچھا۔ "وہ پاشا کا استاد کون ہے اور اس نے کیوں رابطہ کیا تھا؟"

"اس کا نام جافری ہیراللہ ہے۔ ہماری طرح یہودی ہے۔ اس نے غیر معمولی سماعت کے ذریعے ہمارے کئی اہم راز معلوم کئے ہیں۔ چلی کیس کے بارے میں بھی پوری تفصیل جانتا ہے۔ اگر میں اس کے دو جوانوں راجر اور رابرٹ کو رہا نہ کرتا تو وہ چلی میں ہمارے دو اہم جاسوسوں کو نقصان پہنچا کر حکومت فرانس کو میزائل کے نقشے کی چوری کی خبر پہنچا سکتا تھا۔"

"اس کا مطلب ہے' وہ آئندہ بھی دوسرے تمام رازوں کے حوالے سے ہمیں بلیک میل کرے گا۔"

"وہ پتا نہیں کب سے یہ تمام راز جانتا ہے۔ اس نے پہلے کبھی بلیک میل نہیں کیا۔ آج اس نے مجبوراً ایسا کیا ہے۔ وہ یہاں امریکیوں کے خلاف سرگرمیوں میں مصروف ہے۔ بہرحال ہمیں اس جافری ہیراللہ کو ڈھونڈ نکالنا ہوگا۔"

"اس مقصد کے لئے راجر اور رابرٹ کی کڑی نگرانی کرنی ہوگی۔"

"میں نے نگرانی کے لئے احکامات صادر کئے ہیں۔ جافری کے ماتحت سے یہ معلوم ہوا ہے کہ عادل دراصل ہیری رابسن' شوز فیکٹری کا مالک ہے۔ شوز فیکٹری میں اپنے آدمی لگا دو اور فون کالز ٹیپ کراتے رہو۔"

اس نے ہدایات دے کر فون بند کردیا۔ جافری ہیراللہ ایک نئی مصیبت بن کر اعصاب پر چھا رہا تھا۔ وہ اور پاشا ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے زیادہ خطرناک تھے۔ خیال خوانی کی لہروں سے یوگا کے ذریعے محفوظ رہا جاسکتا تھا لیکن وہ دونوں قوتِ سماعت سے ایک ٹیلیفون کے ذریعے کسی ایک کی آواز سنتے۔ پھر اس کے ذریعے دوسروں کی آوازیں اور اہم گفتگو سنتے چلے جاتے۔ جیسا کہ ابھی جافری نے چلی کیس کا راز بیان کرکے اپنی کارکردگی ثابت کی تھی۔

ایسا جافری نے نہیں' ثی تارا نے کیا تھا۔ اس نے جافری بن کر دھوکا دیا تھا۔ جھوٹ کہا تھا کہ وہاں کسی جافری ہیراللہ کا وجود ہے۔ لیکن بچپن میں یہ سبق پڑھا تھا کہ کبھی جھوٹ بھی سچ بن جاتا ہے۔ شیر آیا شیر آیا کہنے سے کبھی سچ مچ شیر آجاتا ہے۔

فون کی گھنٹی بجی۔ برین آدم نے ریسیور اٹھا کر ہیلو کہا۔ دوسری طرف سے قہقہہ سنائی دیا۔ اس نے ناگواری سے پوچھا۔ "کون ہو تم؟"

وہ ہنستے ہوئے بولا۔ "تھوڑی دیر پہلے کسی بہروپئے جافری نے تم سے بات کی تھی۔ اس نے میرے متعلق جھوٹ کہا تھا۔ میں سچ بن کر آگیا ہوں۔"

"کیا مطلب؟ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ ذرا وضاحت سے کہو۔"

"ابھی جس نے فون کیا تھا' وہ میرا خاص ماتحت نہیں تھا۔ پتا نہیں وہ کون ہے جس نے تمہارے بہت سے راز معلوم کئے ہیں۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ وہ غیر معمولی قوتِ سماعت کا حامل نہیں ہے اور اگر ہے تو پھر وہ پاشا ہے۔ پتا نہیں کس مصلحت سے اپنا نام چھپا کر میرا نام اختیار کر رہا ہے۔"

وہ پریشان ہو کر بولا۔ "آخر یہ کیا چکر چلایا جارہا ہے؟ اگر وہ جافری نہیں تھا تو پاشا ہے۔ صاف صاف کہو کیا تم جافری ہو؟ کیا تم بھی ہزاروں میل دور کی آوازیں سن لیتے ہو؟"

"بے شک' یہ فارمولے میں نے ہی تیار کئے تھے۔ پاشا نے میرے ساتھ لیبارٹری میں کام کرنے کے دوران ان فارمولوں کی ایک نقل اپنے پاس رکھ لی تھی اس طرح وہ میرے مقابلے میں شیر ببر بن گیا تھا۔ یہ چار برس پہلے کی بات ہے۔ ان دنوں میں اسّی سال کا بوڑھا تھا۔ پاشا کا مقابلہ نہیں کرسکتا تھا۔ اس لئے روپوش ہوگیا تھا۔"

"اب ظاہر ہو رہے ہو۔ اس کا مطلب ہے' پاشا کے مقابلے میں شیر ببر ہوگئے ہو؟"

"ہاں پیدائش کے حساب سے میں چوراسی برس کا ہوگیا ہوں لیکن دواؤں کے استعمال کے بعد اب تیس برس کا بھرپور جوان لگتا ہوں۔ یہ صرف ظاہری جوانی نہیں ہے۔ جسمانی طور پر ایسا طاقتور ہوں کہ لکڑی کے دروازے توڑ سکتا ہوں۔ لوہے کی سلاخیں موڑ سکتا ہوں۔ کسی پہلوان کو ایک ہاتھ مار دوں تو وہ زمین سے اٹھ نہ پائے۔ گہری تاریکی میں دور تک صاف طور سے دیکھ لیتا ہوں۔ ہزاروں میل بیٹھے ہوئے کسی شخص کی آواز پر توجہ مرکوز کرکے اس کی گفتگو کا ایک ایک لفظ سن لیتا ہوں۔"

"تم نے میری آواز کیسے سنی؟ مجھے کب سے جانتے ہو؟"

"تھوڑی دیر پہلے تمہیں نہیں جانتا تھا۔ کل سے میری نظر الفریڈ پر تھی۔"

"کون الفریڈ؟"

"وہی جو تھوڑی دیر پہلے میرا خاص ماتحت بن کر تم سے فون پر باتیں کر رہا تھا۔ کل میں نے الفریڈ کے ساتھ ایک حسینہ دیکھی۔ میرے منہ میں پانی آگیا۔ میں نے اس سے دوستی کرنی چاہی۔ الفریڈ میرے سامنے دیوار بن گیا۔ میں ایک بہت ہی معزز شخص کی حیثیت سے زندگی گزار رہا ہوں۔ سرعام اس سے لڑائی نہیں کرسکتا تھا۔ میں نے اس وقت صبر کیا۔ پھر وقتاً فوقتاً اس کی آواز سن کر اس کی اصلیت اور کمزوریاں معلوم کرتا رہا۔"

"کیا مجھے اس کی اصلیت بتانا پسند کرو گے؟"

"بے شک' میں یہودی ہوں۔ میرے ملک کو جو نقصان پہنچانے آئے گا' میں اسے ضرور بے نقاب کروں گا۔"

"ہمیں تمہاری حُبّ الوطنی اور قوم پرستی پر ناز ہے۔ یہ الفریڈ کون ہے؟"

"ایک خفیہ تنظیم کا لیڈر ہے۔ یہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ امریکا سے آیا ہے' میں نے ابھی تھوڑی دیر پہلے اور پچھلی رات اُسے اپنے ساتھیوں کو فون کے ذریعے پیغام دیتے ہوئے سنا۔ مختلف پیغامات سننے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ سب ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی ثی تارا کے ماتحت ہیں۔"

برین آدم نے چونک کر کہا۔ "مسٹر جافری! تم ایک خطرناک عورت کی سرگرمیوں پر سے پردہ اٹھا رہے ہو۔ تم نے ہمارا دل' ہمارا اعتماد جیت لیا ہے۔ میں تمہیں ایک بہت بڑی آفر دیتا ہوں۔ کیا تم ملٹری انٹیلی جنس میں ایک بہت بڑا عہدہ قبول کرو گے؟"

"ان تکلفات کی کیا ضرورت ہے۔ مجھے اپنے ملک سے' اپنی قوم سے محبت ہے۔ میں خاموشی سے کام کر رہا ہوں۔ عہدہ قبول

کر کے سرکاری پابندیوں میں کیوں رہوں۔ میں آزاد رہوں گا' مجھ سے کوئی سا بھی کام لیتے رہو۔ میں کبھی انکار نہیں کروں گا۔"

پھر وہ اپنی آواز بدل کر بولا۔ "یہ میں اپنی اصل آواز میں بول رہا ہوں۔ تم منہ سے آواز نہ نکالنا ورنہ پاشا سن رہا ہو گا تو تمہارے ذریعے میری یہ دوسری آواز اور لہجہ بھی سن لے گا۔ جواب میں صرف ہوں' ہاں' یا نہ کہو۔"

برین آدم نے صرف ہوں کہا۔ جافری نے کہا۔ "یہ میں جانتا ہوں کہ تم بھی اپنی آواز تبدیل کرو گے۔ مجھے کوئی ایسا نمبر دو' جس پر میں کسی روک ٹوک کے بغیر تم سے رابطہ کروں۔ تم یہ نمبر انٹیلی جنس کے مسٹر نیلسن کو بتا دو۔ میں اس سے بعد میں پوچھ لوں گا۔ میں رابطہ ختم کر رہا ہوں۔ آئندہ کوئی بات اسی نمبر پر ہو گی۔"

جافری ہیر اللہ نے موبائل فون کو آف کر دیا پھر مسکرا کر بندر کو دیکھا۔ اس بندر کا نام ہیرو تھا۔ یہ وہی تھا' جس پر جافری اور پاشا نے پہلی بار دوائیں آزمائی تھیں۔ لیکن اب اس کی ہیئت بدل چکی تھی۔ پہلے اس کا قد ڈھائی فٹ تھا اور وہ چار پیروں سے چلتا تھا۔ جافری اس پر ابتدائی تجربہ کرنے کے بعد بھی پچھلے دو برسوں سے مزید تجربات کرتا آ رہا تھا۔ ان کامیاب تجربات کے نتیجے میں اس کا قد ساڑھے پانچ فٹ ہو گیا تھا۔ اب وہ پچھلے دو پیروں پر سیدھا کھڑا ہو کر چلتا تھا اور باقاعدہ پتلون شرٹس اور کوٹ وغیرہ پہنتا تھا۔ پتلون کے پیچھے ایک سوراخ ہوتا تھا جس میں سے اس کی دم باہر نکالی جاتی تھی۔ اب وہ عام انسانوں کی طرح ایسا قد آور ہو گیا تھا کہ اسے ننگا نہیں رکھا جا سکتا تھا۔

بندر اور انسان میں بڑی مماثلت ہوتی ہے۔ اس کی صورت بندروں جیسے انسان کی ہو گئی تھی۔ یعنی نصف انسان ہونے کے باوجود نصف بندر تھا۔ جسم پر بال بھرے ہوئے تھے۔ جافری ان دنوں اس کے چہرے' گردن اور ہاتھوں سے بال جھڑنے کے انجکشن لگا رہا تھا۔

جہاں تک جسمانی قوت کا تعلق تھا' وہ کسی گوریلے سے زیادہ طاقتور تھا۔ کسی بھی مقابل کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر سر سے بلند کر کے دور پھینک دیتا تھا۔ جسے بازوؤں میں دبوچ لیتا تھا' اس کے لئے رہائی پانا مشکل ہو جاتا تھا۔ اس کی بصری اور سمعی قوتوں کو پہلے ہی مرحلے میں آزمایا جا چکا تھا۔ وہ پاشا سے زیادہ قوتِ سماعت و بصارت کا حامل تھا۔

چونکہ پیدائشی جانور تھا اس لئے اس میں انسانوں سے زیادہ سونگھنے کی حس تھی۔ جافری نے تجربات کے دوران اس حس کو بھی بڑھایا تھا۔ اسے کسی شخص کی مخصوص بُو پر توجہ مرکوز کرنے کو کہا جاتا تو وہ اسے ذہن نشین کر کے اس مخصوص بو والے شخص کو ڈھونڈ نکالتا تھا۔

اس وقت وہ ایک کرسی پر بیٹھا کھانے کی میز پر جھکا ہوا تھا۔ بڑے اطمینان سے لقمے چبا رہا تھا۔ جافری نے پوچھا۔ "ویل ہیرو۔ تم نے باتیں سنیں؟"

وہ ہاں کے انداز میں سر ہلا کر پھر کھانے میں مصروف ہو گیا۔ ابھی فون پر برین آدم سے جو گفتگو ہوتی رہی تھی اسے ہیرو نے واضح طور سے سنا تھا۔ آئندہ وہ کسی بازار میں تفریح گاہ میں یا کسی ہوٹل میں یہی آواز سن لیتا تو برین آدم کو پہچان لیتا کہ یہی وہ فون پر گفتگو کرنے والا شخص ہے۔

ہیرو میں ایک بڑی خامی یہ تھی کہ وہ انسان کی طرح بول نہیں پاتا تھا۔ گفتگو سمجھ کر اشاروں میں جواب دیتا تھا۔ جس طرح گونگے اور بہرے افراد کو حروف سمجھا کر لکھایا پڑھایا جاتا ہے۔ اس طرح ہیرو کو پہلے ٹائپ رائٹر کے ذریعے حروف' الفاظ اور فقرے ٹائپ کرنا سکھائے گئے۔ چونکہ غیر معمولی دماغی توانائی حاصل تھی۔ اس لئے بڑی تیزی سے یہ سب کچھ سیکھتے ہوئے اب وہ کمپیوٹر کے ذریعے سوالوں کے جواب دینے لگا تھا۔

وہ کھانے سے فارغ ہو کر کرسی سے اٹھ گیا۔ دو پیروں سے چلتا ہوا واش بیسن کے پاس گیا۔ چلتے وقت اس کے دونوں ہاتھ گھٹنوں کے نیچے تک جھولتے رہتے تھے یا پھر وہ دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر چلتا تھا۔ اس نے نلکے کو کھول کر کلی کی' پیسٹ لے کر دانتوں کو برش کیا منہ کو اندر سے صاف کیا' چہرے کو اوپر سے دھویا پھر تولیے سے ہاتھ خشک کر کے دوسرے کمرے میں گیا۔ وہاں سے پورٹیبل کمپیوٹر اٹھا کر لے آیا۔ کھانے کی میز پر سے برتنوں کو ایک طرف سرکا دیا۔ پھر وہاں کمپیوٹر کو رکھ کر کرسی پر بیٹھ کر اسے آپریٹ کرنے لگا۔

اس کی چھوٹی اسکرین پر الفاظ ابھرنے لگے۔ ہیرو نے سوال کیا۔ "جافری! میرے دوست! تم مجھے کب تک بندر سمجھ کر پابند بنائے رکھو گے؟"

جافری نے کہا۔ "تم آزادی سے زندگی گزار رہے ہو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ تمہیں باہر تنہا جانے سے روکتا ہوں۔ تم انسانوں کے درمیان تماشا بن جاؤ گے۔ اسی لئے کار کے اندر بٹھا کر کلر شیشے چڑھا کر گھماتا پھراتا رہتا ہوں۔ تم یہاں سے حیفا تک تمام راستوں اور علاقوں کو پہچان گئے ہو۔"

وہ کمپیوٹر کے ذریعے بولا۔ "ٹھیک ہے' میں تنہا نہ سہی تمہارے ساتھ سڑکوں پر چل سکتا ہوں۔ ابتدا میں کچھ دنوں تک لوگ مجھے عجوبہ سمجھ کر دیکھیں گے۔ میرے چرچے ہوں گے پھر رفتہ رفتہ میں ایک عام سا نظارہ بن جاؤں گا۔"

"ہیرو! بات صرف اتنی ہی نہیں ہے۔ یہاں کی حکومت میرے پیچھے پڑ جائے گی کہ میں اس ملک میں تمہیں کہاں سے لایا ہوں۔ پھر تمہاری حرکتوں اور صلاحیتوں کو دیکھ کر یہ معلوم ہو جائے گا کہ میں ہی غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والا جافری ہیر اللہ ہوں۔"

"تم نام بدل کر آزادی سے گھومتے ہو۔ ایسی آزادی مجھے نصیب نہیں ہو گی۔ بہتر ہے کہ ہم علیحدہ رہائش اختیار کریں۔ یہاں کی حکومت میرا محاسبہ کرے گی تو تم میرے ساتھ نظر نہیں آؤ گے۔"

"کیسی باتیں کر رہے ہو؟ میں نے تمہیں بندر سے انسان بنایا ہے اور تم ساتھ چھوڑ کر جانا چاہتے ہو؟"

"اگر انسان بننے سے آزادی ختم ہو جاتی ہے تو مجھے بندر ہی رہنے دیتے۔ علیحدگی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں تم سے دوستی ختم کر رہا ہوں۔ ہم ایک ہی شہر میں رہیں گے۔ اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کے ذریعے رابطہ رکھیں گے۔ رات کی تاریکیوں میں ملاقاتیں کریں گے۔ مصیبت کے وقت فوراً ایک دوسرے کی مدد کے لئے حاضر ہو جایا کریں گے۔"

"ہیرو! مجھے تمہاری جدائی قبول نہیں ہے۔"

"صاف صاف بولو کہ میری آزادی منظور نہیں ہے۔ تم مجھے دلاست نہیں' تابعدار بنائے رکھنا چاہتے ہو۔"

"پلیز' تم مجھے غلط نہ سمجھو۔"

"پلیز' تم مجھے غلط سمجھنے پر مجبور نہ کرو۔"

"تم دیکھ رہے ہو کہ تم پر تجربات جاری ہیں۔ آج میں ایک نیا انجکشن لگانے والا ہوں۔"

"سوری' اب میں کسی تجربے سے نہیں گزروں گا۔ اور یہ نیا انجکشن کس سلسلے میں ہے؟"

"اس کے اثر سے تمہارے جذبات قابو میں رہیں گے۔ میں پچھلے دو برسوں سے دیکھ رہا ہوں' تم کسی بندریا میں دلچسپی نہیں لے رہے ہو۔ ظاہر ہے بندر سے انسان بن گئے ہو' اب عورتوں سے دلچسپی لو گے۔ انہیں جبراً اٹھا کر اپنے بیڈ روم لاؤ گے اور......"

ہیرو نے ہاتھ اٹھا کر اسے آگے کہنے سے روک دیا۔ پھر کمپیوٹر کے ذریعے جواب دیا۔ "تم میری فطرت کو سمجھتے ہو۔ میں نے آج تک کسی عورت پر جبر نہیں کیا۔ میں تمہاری طرح عیاش نہیں ہوں۔ تم اپنی ڈائری کھول کر دیکھو۔ ایک جگہ تم نے لکھا ہے کہ میں نہایت سنجیدہ اور نارمل زندگی گزار رہا ہوں۔ پھر کیوں الزام دے رہے ہو کہ میں خواہ مخواہ عورتوں کے معاملے میں ہنگامے کروں گا؟"

جافری نے کہا "میرے دوست! تم میرے خلوص کو نہیں سمجھ رہے ہو۔ میں دوستی کے جذبے سے سمجھا رہا ہوں کہ انسانوں کی دنیا میں تنہا نکلو گے تو قدم قدم پر فریب کھاؤ گے اور مصیبتیں اٹھاؤ گے۔"

وہ کمپیوٹر کے ذریعے بولا۔ "انسان عقلمند ہوتا ہے۔ لیکن بندر چالاک اور مکار ہوتا ہے۔ تم نے مجھے انسانی ذہانت دی اس کے باوجود میرے اندر ایک بندر کی پیدائشی چالاکیاں اور مکاریاں ہیں۔ یہ درست ہے کہ ابتدا میں مشکلات پیش آئیں گی۔ لیکن میں ان سے نمٹ لوں گا۔"

جافری پھر کچھ کہنا چاہتا تھا' ہیرو نے پھر ہاتھ اٹھا کر اسے کہنے سے روک دیا۔ کمپیوٹر کے ذریعے بولا۔ "بس کرو جافری! تمہاری باتوں میں اور دلائل میں کوئی جان نہیں ہے۔ بہتر ہے ہم دوستانہ فضا میں علیحدہ ہو جائیں اور دور رہ کر بھی دوستی قائم رکھیں۔"

"پھر تو صاف بات یہ ہے ہیرو کہ تم احسان فراموش ہو۔ انسان اپنی بہتری کے لئے محنت کرتا ہے۔ میں نے دن رات تم پر محنت کی۔ تمہیں بندر سے قد آور گوریلا اور نصف انسان بنایا تاکہ تم میرے محافظ بن کر رہو لیکن تم میرے لئے پرابلم بن رہے ہو۔"

ہیرو نے پوچھا "اگر میں تمہارے لئے مسئلہ بن رہا ہوں تو بتاؤ یہ مسئلہ کیسے حل کرو گے؟"

وہ گھونسا دکھا کر بولا۔ "میں طاقت میں تم سے کم نہیں ہوں۔ مقابلہ ہو گا تو ہم دونوں زخمی ہوں گے۔ ہم میں سے کوئی مر بھی سکتا ہے اور میں مرنا نہیں چاہتا۔ بتاؤ علیحدگی کیسے ہو گی؟ میں یہ بنگلا چھوڑ کر جاؤں گا یا تم؟"

"میں جاؤں گا تو نئی رہائش گاہ کا انتظام کرنے میں دشواری ہو گی۔ تم مکمل انسان ہو' کہیں بھی جا کر اپنا دوسرا ٹھکانا بنا سکتے ہو۔"

"مجھے اعتراض نہیں ہے۔ میں کوئی دوسرا بنگلا خرید لوں گا لیکن یہاں ایک کمرے میں میری لیبارٹری ہے۔"

"اپنی لیبارٹری کو لاک کر کے جاؤ۔ جب بنگلا خرید لو تو لیبارٹری کو ادھر منتقل کر دینا۔"

دونوں میں یہ طے پا گیا کہ جافری شام کو باہر جائے گا اور جائداد کی خرید و فروخت کرنے والے ادارے سے رجوع کرے گا۔ ایک دو روز میں نیا بنگلا خرید لے گا۔ ہیرو نے کمپیوٹر کو بند کیا۔ پھر مسکرا کر اس سے مصافحہ کرنے کے بعد آرام کرنے کے لئے اپنے بیڈ روم میں چلا گیا۔

جب اس نے کمرے میں جا کر دروازے کو بند کر لیا تو جافری نے حقارت سے بند دروازے کو دیکھا پھر اپنے بیڈ روم میں آ کر دروازے کو اندر سے بند کیا' الماری کی دراز کو کھول کر اس میں سے ایک ریوالور نکالا۔ اسے چیک کیا۔ وہ پوری طرح لوڈ تھا۔

کوئی گھوڑا اس لئے نہیں خریدتا اور اس لئے اسے نہیں کھلاتا پلاتا کہ ایک دن وہ اپنی پیٹھ پر تابعداری کی زین کسنے نہ دے اور اگر زین کس دی جائے تو وہ اپنے مالک کو پیٹھ پر سے گرا دے۔ ایسے گھوڑے کو گولی ماردی جاتی ہے۔

وہ دل ہی دل میں بڑبڑایا۔ "تراشیدم' پرودم' شکستم...."

میں نے اسے تراشا' میں نے اس کی پرورش کی اور اب میں اسے توڑ پھوڑ دوں گا۔

O..☆..O

وہ تینوں مسلح گارڈز اپنی گاڈ مدر کے حکم پر جان دیتے تھے۔ اب اس کا حکم تھا کہ کسی ہپناٹزم کے ماہر کو تلاش کریں تاکہ گاڈ مدر ٹریسا

کے بیٹے وان لوئن پر تنویمی عمل کیا جائے اور اس کے دماغ کو لاک کر کے خیال خوانی کرنے والوں سے اسے نجات دلائی جائے۔

ثریا نے کہا تھا کہ یہاں یہودیوں کا ربی تنویمی عمل کا ماہر ہے۔ اسے اغوا کیا جائے۔ وہ تینوں وفادار حیفا میں تھے۔ وہاں سے اپنی گاڑی میں بیٹھ کر تل ابیب کی طرف روانہ ہوئے تاکہ ربی کے مکان میں گھس کر اسے بیہوش کر کے اپنے خفیہ اڈے میں لے جائیں۔

وہ صبح ناشتا کئے اور چائے پئے بغیر چل پڑے تھے اس لئے راستے میں ایک اسنیک بار کے سامنے رک گئے۔ وہاں جے پر گولا موجود تھا۔ وہ دریا کنارے چلتے چلتے راستہ بدل کر ادھر آنکلا تھا۔ جیری اور تھرہال ہر آدھے گھنٹے بعد اس کے دماغ میں حاضری دیتے رہتے تھے۔ اس وقت تھرہال اس کے اندر موجود تھا۔ اس نے تھرہال سے کہا تھا۔ "میں کسی آبادی میں پہنچ کر کسی سے بات کروں تو تم اس کے اندر پہنچ کر اسے اپنا آلۂ کار بنالینا۔ پھر میں اس کے ذریعے ایک گاڑی بھی حاصل کرلوں گا اور چہرہ بدلنے کے لئے میک اپ کا سامان بھی....."

وہ چلتے چلتے کسی بستی میں نہیں پہنچا۔ اسی سڑک پر نکل آیا' جہاں وہ تینوں گاڑی روک کر اسنیک بار کے کاؤنٹر پر سینڈوچز کھا رہے تھے اور چائے پی رہے تھے۔

اس نے تھرہال سے کہا۔ "میں ان سے جا کر باتیں کروں گا تم ان میں سے کسی کے اندر جا کر معلوم کرو گے کہ وہ کون ہیں اور ہمارے کام آسکتے ہیں یا نہیں؟"

وہ تھکے ہوئے انداز میں چلتا ہوا بار کے کاؤنٹر کے پاس آیا۔ اپنے لئے چائے کا آرڈر دے کر ایک سے بولا۔ "شاید تم لوگ تل ابیب جا رہے ہو؟"

"ہاں اور تم کہاں سے آرہے ہو اور کہاں کا ارادہ ہے؟"

وہ بولا۔ "میری حالت سے اندازہ کرو۔ لٹا پٹا آرہا ہوں ایک دشمن نے مجھے دریا میں گرا دیا تھا۔ بڑی مشکلوں سے جان بچا کر یہاں تک آیا ہوں۔ کیا مجھے شہر تک لفٹ ملے گی۔"

"ضرور لیکن ہم تم سے مطمئن ہو کر لفٹ دیں گے۔ تمہارے پاس کوئی ہتھیار ہو تو ہمیں دے دو۔"

"میرے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے۔"

انہوں نے اس کی تلاشی لی۔ اس کے لباس کے اندر کوئی ہتھیار نہیں تھا لیکن گلے میں انسانی کھوپڑیوں کی ایک مالا پہنی ہوئی تھی۔ وہ آدھے آدھے انچ کی کھوپڑیاں تھیں۔ وہ انہیں گلے میں پہن کر لباس کے اندر چھپائے رکھتا تھا۔ ایک نے پوچھا۔ "یہ کیا ہے؟"

"میں ایک عامل ہوں۔ اس لئے یہ مالا پہنتا ہوں۔"

تینوں نے ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھا۔ تھرہال نے سوچ کے ذریعے پوچھا۔ "باس! کیا میں اس کے دماغ میں جاؤں؟"

پر گولا نے کہا "ذرا صبر کرو۔ یہ تینوں باڈی بلڈر ہیں۔ ہو سکتا ہے' یوگا کے ماہر ہوں۔ میرے حکم کا انتظار کرو۔"

ان میں سے ایک نے پوچھا۔ "کیا تم کالا جادو جانتے ہو؟"

"میں کالا اور سفید ہر رنگ کا جادو جانتا ہوں۔"

ایک نے دوسرے ساتھی سے کہا "یہ وہ عامل نہیں ہے۔ جادو اور ہپناٹزم میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔"

پر گولا نے کہا "میں ہپناٹزم جانتا ہوں۔ مجھے شہر پہنچا دو تو تمہارے بھی کام آؤں گا۔"

ان میں سے ایک گارڈ' پر گولا کا بازو تھام کر اس کے ساتھ چلتا ہوا گاڑی کے پاس آیا پھر بولا۔ "کیا واقعی تم تنویمی عمل جانتے ہو؟"

"میں زبان سے کیسے یقین دلاؤں۔ مجھے آزما کر دیکھ لو۔"

"تمہاری آواز اور تمہاری آنکھیں غضب ناک ہیں۔ انہیں دیکھ کر کسی حد تک یقین ہوتا ہے۔ اگر تم ہمارا کام کرسکو گے تو منہ مانگا معاوضہ ملے گا۔"

"میں حاضر ہوں۔ بتاؤ کیا کرنا ہے؟"

پر گولا معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ اس سے کیا کام لینا چاہتے ہیں۔ اگر وہ اپنے لئے خطرہ محسوس کرتا تو ان سے کترا جاتا۔ اس گارڈ نے پوچھا۔ "کیا تم تنویمی عمل کے ذریعے کسی کے دماغ کو اس طرح لاک کرسکتے ہو کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے اندر نہ آسکے؟"

پر گولا کی دلچسپی بڑھ گئی۔ ٹیلی پیتھی کے ذکر سے سمجھ میں آگیا کہ معاملہ گمبھیر بھی ہے اور دلچسپ بھی۔ وہ انہیں مزید کریدنے کے لئے بولا۔ "میں تنویمی عمل کے ذریعے تم تینوں کے دماغوں کو لاک کرسکتا ہوں۔"

"ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ ہم دو یوگا کے ماہر ہیں اور وہ تیسرا گونگا اور بہرا ہے۔ ہمارے اندر کوئی نہیں آسکے گا۔ ہم ایک نوجوان کے دماغ کو لاک کرانا چاہتے ہیں۔"

یوں پر گولا اور تھرہال کو معلوم ہوگیا کہ ان تینوں کے دماغوں کو چھیڑنا نہیں چاہئے۔ وہ بولا "میں اس جوان پر ایسا عمل کروں گا کہ کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا اسے کبھی پریشان نہیں کرے گا۔"

"اچھی بات ہے۔ تم یہاں ٹھہرو' میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ کر کے آتا ہوں۔"

وہ اسے گاڑی کے پاس چھوڑ کر اپنے دونوں ساتھیوں کے پاس گیا۔ تھرہال نے پر گولا سے کہا۔ "باس! کچھ اندازہ کریں' وہ جوان کون ہو سکتا ہے' جس کے دماغ میں خیال خوانی کرنے والے آتے ہیں اور وہ ان سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے۔"

"اس جوان کی بڑی اہمیت ہوگی' تب ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے اسے پریشان کر رہے ہیں۔"

"مجھے اندیشہ ہے' آپ کسی نئی مصیبت میں نہ پھنس جائیں۔"

"میں نے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے کتے پال رکھے ہیں۔ اگر میں کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاؤں تو کیا تم دونوں تماشا دیکھو گے؟"

"ہم آپ کے لئے جان لڑانے کو تیار رہتے ہیں لیکن دو گھنٹے پہلے دریا کے کنارے ایک اجنبی آپ کی پٹائی کر رہا تھا اس کے مقابلے میں آپ کی شیطانی طاقت کام نہیں آئی۔ آپ کے دماغ میں جیری تھا اسے آپ کی خدمت کرنے' آپ کی حفاظت کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ میں بھی ہوتا تو کچھ نہ کرسکتا۔ ہم کتے ہی سہی' لیکن جب مصیبتیں نازل ہوتی ہیں تو کتے اور انسان کی وفاداری بھی کام نہیں آتی۔"

"پتا نہیں وہ کون خبیث تھا' جو مجھے دریا میں لے ڈوبا تھا۔ ایسا شہ زور اور باکمال تھا کہ میری ایک نہ چلی۔ میں نے زندگی میں پہلی بار ایسی شکست کھائی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ شکست میرا مقدر بن جائے گی اور آئندہ زندگی میں بھی ایسی ہی مصیبت گلے پڑے گی۔"

وہ تینوں گاڑی کے پاس آئے۔ ایک نے پر گولا سے کہا "مسٹر! ہم تم پر بھروسا کر کے ایک جگہ لے چلتے ہیں لیکن یاد رکھو' ہمیں دھوکا دینے کی احمقانہ کوشش کرو گے تو ہم تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "تم تین ہو' پوری طرح مسلح ہو۔ ڈرنا تو مجھے چاہئے تم لوگ مجھ سے ڈر رہے ہو۔"

"ہم ڈرپوک نہیں ہیں۔ تمہاری ہڈیاں توڑ کر رکھ دیں گے۔"

"تو پھر توڑ دینا۔ لیکن میں جانتا ہوں' تم لوگ میرے کام سے خوش ہو کر انعام دو گے۔"

وہ چاروں گاڑی میں بیٹھ کر واپس حیفا آئے۔ وہیں ان کا ایک خفیہ اڈا تھا۔ اس اڈے میں پہنچ کر ایک نے پر گولا سے کہا "یہاں ہمارا ایک آدمی تمہارے ساتھ رہے گا۔ ہم جا رہے ہیں۔ اندھیرا ہونے کے بعد اس جوان کو لے کر آئیں گے۔ جیسے ہی ہم اسے لائیں' تم اس پر عمل شروع کرو گے۔"

وہ بولا "میں سمجھ رہا ہوں۔ جلد ہی تنویمی عمل نہیں ہوگا تو کوئی خیال خوانی کرنے والا شیطان اس جوان کے اندر گھس کر میرے عمل کو ناکام بنادے گا۔"

"ہاں' بالکل یہی بات ہے۔ تم اس سلسلے میں بہت کچھ جانتے ہو۔ واقعی ہمارے کام کے آدمی ہو۔"

انہوں نے پر گولا کو ایک کمرے میں بند کر دیا۔ ایک مسلح گارڈ جو یوگا کا ماہر نہیں تھا اور گونگا بنا ہوا تھا' اسے پہرے داری کے لئے وہاں چھوڑ دیا گیا کیونکہ پر گولا کے ذریعے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کی آمد کی توقع نہیں تھی۔ یوگا جاننے والوں کی وہاں ضرورت تھی جہاں سے وہ وان لوئن کو لانے والے تھے۔ لہٰذا وہ دونوں یوگا جاننے والے پھر تل ابیب کی طرف روانہ ہو گئے۔

ان کے جانے کے بعد پر گولا کچھ دیر تک خاموشی سے ایک کمرے میں قیدی کی طرح بیٹھا رہا اور پہریدار پر غالب آنے کی تدبیر سوچتا رہا۔ تھرہال اور جیری اس کے پاس باری باری آتے رہتے تھے۔ اس وقت جیری بھی آگیا تھا۔ تھرہال اسے صورت حال سے آگاہ کر رہا تھا۔

جیری نے کہا۔ "باس! یہ تھرہال کہتا ہے کہ یہاں جو پہریدار ہے' وہ گونگا اور بہرا ہے۔ تنہا ہے اس کے علاوہ یہاں کوئی نہیں ہے۔"

پر گولا نے کہا۔ "ہاں یہ درست ہے۔ اسے قابو میں کرنے کی تدبیر سوچو۔"

جیری نے کہا۔ "باس! وہ گونگا اور بہرا نہیں ہے۔ آپ توجہ سے سنیں' یہاں کسی کمرے سے گیت اور میوزک کی آواز آرہی ہے۔ وہ بہرا ہے تو پھر کون موسیقی سن رہا ہے؟"

پر گولا نے سرہلا کر کہا۔ "ہاں' یہ بات قابلِ غور ہے۔ وہ گونگا بہرا نہیں ہے یا پھر اس کے علاوہ بھی....."

بات پوری ہونے سے پہلے ایک نسوانی قہقہہ سنائی دیا۔ کوئی ہنس رہی تھی اور کچھ بول رہی تھی۔ جیری نے کہا۔ "آپ اور زیادہ توجہ سے سنیں' ہم اس عورت کا ایک چھوٹا سا فقرہ بھی سن لیں گے تو بازی پلٹ دیں گے۔"

وہ دروازے کے پاس آگیا۔ کان لگا کر سننے لگا۔ چونکہ موسیقی اونچی آواز میں گونج رہی تھی اس لئے عورت کی باتیں واضح طور سے سنائی نہیں دے رہی تھیں۔ تھرہال نے کہا۔ "آپ آواز دیں اپنی کسی ضرورت کے لیے بلائیں۔"

پر گولا نے دروازے پر دستک دی۔ پھر زور زور سے ہاتھ مارنے لگا۔ اچانک ریڈیو یا ریکارڈر بند ہو گیا۔

وہ بولا۔ "یہ ظلم ہے۔ مجھے بھوکا پیاسا بند کر دیا گیا ہے۔ دروازہ کھولو یا مجھے کھانے کو دو۔"

وہ چپ ہو کر پھر دروازے سے کان لگا کر سننے لگا۔ باہر دھیمے دھیمے سے قدموں کی آوازیں سنائی دیں پھر وہ دروازے کے قریب آکر رک گئی۔ پر گولا نے کہا۔ "اگر مجھے بھوکا پیاسا رکھا جائے گا تو میں اس جوان پر تنویمی عمل نہیں کروں گا اور اگر زبردستی کرو گے تو جو عمل کروں گا' غلط کروں گا۔ بعد میں تم لوگوں کو نقصان پہنچے گا۔"

دھیمی سی سرگوشیاں سنائی دیں۔ عورت کہہ رہی تھی۔ "اسے بھوکا رکھ کر نقصان اٹھاؤ گے۔ کچھ کھانے پینے کو دے دو۔"

وہ عورت کو دروازے سے دور لے گیا۔ پھر اس کے کان میں بولا۔ "یہاں کھانے کو کچھ نہیں ہے۔ باہر سے لانا ہوگا۔"

عورت نے اس کے کان میں کہا۔ "تو پھر جا کر لے آؤ۔ باہر سے دروازے کی چٹخنی لگی ہے۔ وہ اندر سے کھول کر باہر نہیں آسکے گا۔ میں تمہارے آنے تک دروازے کے سامنے بیٹھی رہوں

گی۔"

"تم منہ سے کچھ بولوگی تو گڑبڑ ہو جائے گی۔"

"میں کچھ نہیں بولوں گی۔ تمہاری مالکہ نے تمہیں گونگا بننے کے لئے کہا ہے۔ تم مجھے بھی خواہ مخواہ گونگی بنا رہے ہو۔ جاؤ جلدی کھانے کو کچھ لے آؤ۔"

اس دوران پرگولا ایک کرسی پر چڑھ کر روشندان سے باہر انہیں ایک دوسرے کے کانوں میں بولتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ گارڈ اسے اپنا ریوالور دے کر چلا گیا۔ وہ ایک کمرے میں گئی پھر ایک اسٹول لا کر کاریڈور میں بند دروازے کے سامنے بیٹھ گئی۔

پرگولا روشندان سے اتر آیا۔ سر کھجاتے ہوئے سوچنے لگا پھر وہ دروازے کے قریب سوئچ بورڈ کے قریب آیا۔ ایک دم سے چیخیں مارنے لگا۔ "آہ! میں مر گیا۔ بجلی' بب..... بجلی کا جھٹکا لگ رہا ہے۔ مم..... مین سوئچ آف کرو....."

وہ دوڑتی ہوئی مکان کے اس حصے میں گئی جہاں مین سوئچ تھا۔ اس نے اسے آف کر دیا۔ دن کا وقت تھا۔ سوئچ آف کرنے سے کوئی فرق نہ پڑا۔ البتہ پرگولا کی چیخیں بند ہو گئیں۔ وہ دوڑتی ہوئی واپس آئی۔ دروازے کے قریب پہنچی۔ اسے کراہیں سنائی دے رہی تھیں۔ "پانی' پانی..." وہ پانی مانگ رہا تھا۔

وہ پھر دوڑتی ہوئی دوسرے کمرے میں آئی۔ وہاں سے ایک گلاس میں پانی لیا پھر اسی رفتار سے اس کمرے کی کھڑکی کے پاس آئی۔ وہ کھڑکی سے پانی دینا چاہتی تھی۔ مگر وہاں سے وہ دروازے کے پاس چاروں شانے چت پڑا نظر آیا۔ اب نہ تو کراہیں سنائی دے رہی تھیں اور نہ ہی اس کا جسم حرکت کر رہا تھا۔ ایسے میں یہی خیال آیا کہ شاید وہ مر چکا ہے۔ اور اگر زندہ ہے تو اسے فوری طبّی امداد کے ذریعے بچایا جا سکتا ہے۔ وہ فوراً ہی دروازے کے پاس آئی۔ اس کی چٹخنی ہٹائی۔ اسے کھول کر دیکھا۔ وہ اسی طرح فرش پر پڑا ہوا تھا۔ وہ اس کی زندگی یا موت کی تصدیق کرنے قریب آئی۔ اس پر جھکی تو پرگولا نے ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا پھر اسے بازوؤں میں بھر لیا۔ وہ بے اختیار چیخ پڑی تھی پھر ایسے اچانک حملے سے بوکھلا کر بولنے لگی۔ "چھوڑو' مجھے چھوڑ دو..... بدمعاش مکار....."

پھر یک بیک ہنسنے لگی۔ جیری کی مرضی کے مطابق بولنے لگی۔ "بس کرو باس! میرا دماغ تمہارے جیری کے قابو میں آ گیا ہے۔"

"تو بہت تکڑی ہے۔ چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔"

تھریال نے کہا۔ "باس! اپنی ہوس پر قابو پائیں۔ ورنہ کام بگڑ جائے گا۔"

جیری نے کہا۔ "اس عورت کا یار آتا ہو گا۔ فوراً اٹھ جائیں۔"

اسے مجبوراً اٹھنا پڑا۔ جیری نے کہا۔ "اس سے یہ ریوالور لے کر کمرے سے نکلیں۔ سامنے والے کمرے میں جائیں۔ وہ اسی کمرے سے گزر کر آئے گا۔"

پرگولا اس سے ریوالور لے کر چلا گیا۔ تھریال اس عورت کے دماغ میں رہا۔ اس نے اس کے ذریعے پھر اس کمرے کے دروازے کی چٹخنی باہر سے لگا دی۔ اسے اسٹول پر دروازے کی طرف منہ کر کے بٹھا دیا۔ ایسا کرنے کے دس منٹ بعد ہی وہ آ گیا۔ اس کے ہاتھوں میں کھانے کا پیکٹ تھا۔ اس نے کاریڈور میں پہنچ کر اپنی معشوق کو دیکھا' جو دروازے کی طرف منہ کئے جیسے مستعدی سے ڈیوٹی دے رہی تھی۔

وہ مسکراتا ہوا قریب آیا۔ پھر ٹھٹک گیا۔ معشوق کے ہاتھ میں ریوالور نہیں تھا۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کی طرف منہ کر کے مسکرا کر بولی۔ "ہمارا کھیل ختم ہو گیا۔ پرگولا کا کھیل شروع ہو گیا۔"

وہ اس کے کان کے پاس جھک کر بولا۔ "یہ کیا بک رہی ہو؟ یہ پرگولا کون ہے؟"

اس بار کان میں بولنے والی بات سرگوشی نہ رہی۔ دماغ کے اندر تھریال بیٹھا تھا اور اس کا ایک ایک لفظ سن رہا تھا۔ بڑی آسانی سے اس کے دماغ میں بھی پہنچ گیا۔ اس کے اندر بولا۔ "پرگولا تمہارے باپ کا نام ہے۔"

پہریدار نے گھبرا کر دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر پوچھا۔ "یہ یہ کیا ہے؟ مم..... میرے اندر کوئی بول رہا ہے۔"

تھریال نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "دیکھو' کیسا معجزہ ہوا ہے' تم گونگے تھے' اب بولنے لگے ہو۔"

پرگولا اس کے سامنے ریوالور لے کر آیا تو وہ سہم کر پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے کہا۔ "ڈرو نہیں۔ یہ ریوالور تمہارا ہے۔ اسے اپنے ہی پاس رکھو۔"

پرگولا نے ریوالور پیش کیا۔ اس نے جھجکتے ہوئے اسے لیا۔ پھر اس کے چیمبر کو چیک کیا۔ وہ بھرا ہوا تھا۔ یہ دیکھتے ہی اس نے للکارا۔ "خبردار! حرکت نہ کرنا۔ گولی مار دوں گا۔"

پرگولا نے ہنستے ہوئے کہا۔ "ابے گدھے! ریوالور کی نال اپنی پیشانی سے لگا کر مجھے گولی مارنا چاہتا ہے۔"

تب اس نے اپنے دیدے اوپر کئے۔ ریوالور کی نال کو اپنی پیشانی سے لگا دیکھ کر وہاں سے ہٹانا چاہا لیکن ریوالور اور اس کے ہاتھ وہاں سے نہیں ہٹ رہے تھے۔ پھر اس نے بڑی کوشش کی تو منہ کھل گیا۔ ریوالور کی نال اس کے منہ کے اندر آ کر گھس گئی۔ اس نے منہ سے نکالنے کی ناکام کوششیں کیں۔ پرگولا نے کہا۔ "جب تک تیرے اندر ٹیلی پیتھی گھسی رہے گی۔ ریوالور بھی گھسا رہے گا۔ چل اندر جا کر بستر پر لیٹ جا۔"

وہ اپنے ہی منہ میں ریوالور کی نال ٹھونس کر کاریڈور سے چلتا ہوا کمرے میں آیا پھر بستر پر لیٹ گیا۔ جیری نے کہا۔ "تیرے خیالات بتا رہے ہیں کہ تیری مالکہ نے تجھے گونگا' بہرا بن کر رہنے کی تاکید کی تھی۔ تجھے تنہائی میں دیوار سے بھی بولنے کو منع کیا تھا۔ مگر تُو نے معشوق کے کان میں بول کر ہمارا کام بنایا اور اپنی مالکہ کا کام بگاڑ دیا۔ سچ ہے' جسے کوئی نہیں ڈبوتا' اسے عورت کی ایک سرگوشی ڈبو دیتی ہے۔"

پرگولا نے اس کے منہ سے ریوالور نکال کر کہا۔ "اپنے ہاتھ پاؤں ڈھیلے چھوڑ دے۔ آرام سے آنکھیں بند کر کے سو جا۔ جب بیدار ہو گا تو میرا غلام بن چکا ہو گا۔"

تھریال اس عورت کے اندر چلا گیا تاکہ وہ کوئی گڑبڑ نہ کرے۔ جیری نے اس کے یار کو ٹیلی پیتھی کے ذریعے تھپک کر سلا دیا۔ پھر اس کے دماغ سے ضروری معلومات حاصل کرنے کے بعد اس پر تنویمی عمل کیا۔ ان تمام ضروری کاموں سے فارغ ہو کر پرگولا سے کہا۔ "یہ مافیا کے لوگ ہیں؟"

پرگولا نے پوچھا۔ "کون سی مافیا؟ دنیا کی سب سے پہلی مافیا تنظیم اٹلی میں پیدا ہوئی۔ پھر کئی ملکوں میں اسی نام کی تنظیمیں قائم ہونے لگیں۔ اب تو منشیات کے اسمگلر بھی ڈرگ مافیا کہلاتے ہیں۔"

"باس! یہ اٹلی کی نسل در نسل چلی آنے والی مافیا ہے۔ اس کی موجودہ سربراہ ایک گاڈ مدر ہے۔ اس کا نام ٹریسا ہے۔ بڑی خطرناک عورت ہے۔ اس کا ایک جوان بیٹا اور تین حسین جوان بیٹیاں ہیں۔"

"ہائے' ایسی ہی حسین معلومات فراہم کیا کرو۔ میں پہلے سے زیادہ جوان ہو جاتا ہوں۔"

"باس! آپ نے اس گروہ کو بینک میں ڈاکا ڈالتے دیکھا تھا۔ جو لڑکی روح بن کر بینک میں آئی تھی' وہ گاڈ مدر کی سب سے چھوٹی بیٹی ہے۔"

"واہ' کیا حسین چھوکری تھی۔ مجھے ابھی تک یاد ہے۔ میں ایسی صورتیں نہیں بھولتا۔"

"لیکن اس چھوکری کو ایک نوجوان بھگا کر لے گیا ہے۔"

"لعنت ہے۔ ایسی خبریں نہ سنایا کرو۔ چلو کوئی بات نہیں' باقی دو تو ہیں۔"

"گاڈ مدر اور اس کے بیٹے بیٹیاں سب ہی یوگا کے ماہر تھے لیکن بیٹا وان لوئن زخمی ہونے کے باعث ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا شکار ہو گیا ہے۔ آج رات اسی پر آپ تنویمی عمل کریں گے۔"

"ضرور کروں گا پھر اس کے ذریعے پوری فیملی کو اپنا تابعدار بنا لوں گا۔ آج کا دن ہمیشہ یاد رہے گا۔ ایک تو مافیا کی ٹیم میرے زیرِ اثر آ رہی ہے۔ دوسری سب سے بڑی خوشی یہ ہے کہ عکس منتقل کرنے والے تمام آلات میرے قبضے میں آ جائیں گے۔ میرے پاس کالے جادو کی طاقت ہے۔ دو ٹیلی پیتھی جاننے والے میرے دو بازو ہیں۔ اس دنیا میں طاقت اور اقتدار حاصل کرنے کے لئے اور کیا رہ جاتا ہے؟ کچھ نہیں۔ میرے پاس سب کچھ ہے۔ ہاہاہاہا۔ ہاہاہاہا۔ اب میں گاڈ فادر بن کر ساری دنیا پر چھا جاؤں گا۔"

وہ بول رہا تھا اور قہقہے لگا رہا تھا۔ فی الوقت یہ ایک حقیقت تھی کہ وہ زبردست مردِ میدان بن رہا تھا۔

O☆O

انا لانا اپنی لیلیٰ بھابی کے ساتھ سو رہی تھی اس لئے مجھے دوسرے کمرے میں سونا پڑا۔ جب آنکھ کھلی تو سات بج چکے تھے۔ رات کی تاریکی پھیل چکی تھی۔ میں غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر کچن میں آیا۔ وہاں لیلیٰ اور انا کھانا تیار کر رہی تھیں۔ میں نے پوچھا۔ "کیا عادل سو رہا ہے؟"

لیلیٰ نے کہا۔ "جی ہاں۔ آپ نے بیچارے کو بہت تھکایا ہے۔ وہ سب سے آخر میں آ کر سویا ہے۔ اسے سونے دیں۔"

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے کہا۔ "ہم جتنی دیر سوتے رہے' بس اتنا ہی آرام ہمارے نصیب میں تھا۔ سنو خطرے کی گھنٹی بج رہی ہے۔"

میں فون کی طرف جانے لگا۔ لیلیٰ نے کہا۔ "کوئی ضروری تو نہیں کہ مصیبتیں آپ ہی کے گھر کا راستہ دیکھتی رہیں۔"

میں نے ریسیور اٹھا کر پوچھا۔ "کون؟"

گاڈ مدر ٹریسا کی آواز سنائی دی۔ "میں عادل سے بات کرنا چاہتی ہوں۔"

"عادل سو رہا ہے۔ کیا انا سے بات کریں گی؟"

"ہاں ہاں۔ فوراً اسے فون دو۔"

"ہولڈ کرو۔" میں نے ریسیور کے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر آواز دی۔ "انا! تمہاری ممی کا فون ہے۔"

وہ تیزی سے چلتی ہوئی آئی۔ میں نے کہا۔ "بیٹی! اگر میں تمہارے دماغ میں رہ کر گفتگو سنوں تو تمہیں اعتراض ہو گا؟"

"بھائی جان! آپ مجھے بیٹی کہتے ہیں جبکہ میں آپ کے قدموں کی دھول ہوں۔ بس دماغ میں آ کر اتنا بتا دیا کریں کہ آپ ہیں تاکہ دشمنوں سے دھوکا نہ کھاؤں۔"

میں اسے ریسیور دے کر اس کے اندر پہنچ گیا۔ وہ بولی۔ "ہیلو ممی! آپ کیسی ہیں؟"

"میری بات چھوڑو۔ یہ بتاؤ' تم کن لوگوں کے ساتھ رہ رہی ہو؟ یہ ابھی فون پر کون بول رہا تھا؟"

"ممی! یہ میرے بھائی جان ہیں۔"

"یہ بھائی جان آخر ہے کون؟ عادل بھی بھائی جان بھائی جان کرتا رہتا ہے۔ یہ بتاؤ یہ کس زبان کا لفظ ہے۔ عادل جس انداز میں ذکر کرتا ہے' اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ عادل کا باس ہے۔"

"نہیں ممی! بھائی جان بڑے برادر کو کہتے ہیں۔ یہ اردو زبان کے الفاظ ہیں۔"

"اری کمبخت! اپنے بڑے بھائی وان لوئن کو چھوڑ کر دوسروں کو بڑا بھائی بناتی پھر رہی ہے۔ تجھے کچھ خبر ہے کہ نامعلوم

دشمنوں نے تیرے بھائی کو اغوا کرلیا ہے۔ ہائے میں کیا کروں۔ رو رو کر میرا برا حال ہو رہا ہے۔"

انا نے پریشان ہو کر پوچھا۔ "ممی! یہ کب ہوا؟ جلدی بتائیں، برادر کو کہاں سے اغوا کیا گیا ہے؟"

"جہنم سے اغوا کیا گیا ہے۔ اب پوچھ کر کیا کرے گی؟ تُو نے تو کسی کو بڑا بھائی بنالیا ہے۔ میں کسی دوسرے کو بیٹا نہیں بنا سکتی۔ اپنا بیٹا ہی اپنا ہوتا ہے۔ ہائے میں اسے کہاں تلاش کروں؟"

"آپ حوصلہ رکھیں۔ یہ بتائیں انہیں کہاں سے اغوا کیا گیا ہے اور ان بدمعاشوں کے حلیے بیان کریں۔"

"مجھے اتنا ہوش کہاں تھا کہ میں انہیں غور سے دیکھتی۔ ہاں اتنا یاد ہے کہ وہ اردو زبان میں بول رہے تھے۔"

"اردو زبان؟"

"ہاں، جس سسرال میں جاکر آباد ہوئی ہے انہی کی زبان بول رہے تھے۔ ابھی ان کی مکاریاں تیری سمجھ میں نہیں آئیں گی۔ عادل اور تیرا بھائی جان میٹھی چھری ہیں۔ بظاہر ہمیں تحفظ دے رہے ہیں لیکن اندر ہی اندر جڑیں کاٹ رہے ہیں۔ تم سب میری اولاد ہو۔ میری جڑیں ہو۔ وہ پہلے تمہیں چھین کر لے گیا، اب اس نے میرے بیٹے کو غائب کردیا ہے۔ انا! تجھے کب عقل آئے گی؟"

"ممی! یہ عادل اور اس کے خاندان کی برائی کرنے کا وقت نہیں ہے۔ آپ برادر کی بات کریں۔"

"بیٹی! تیرے اور وان لوئن کے بعد ماسیلا اور میکسی کی باری آئے گی۔ اپنے عادل سے کہہ دینا، اب یہ گاڈ مدر اس سے دھوکا نہیں کھائے گی۔ میں اپنی دونوں بیٹیوں کے ساتھ روپوش ہو رہی ہوں۔"

اُدھر سے ریسیور رکھ دیا گیا۔ لیلیٰ کچن سے آگئی تھی۔ میں نے اس سے کہا "وان لوئن کا پتا کرو۔ وہ کہاں ہے؟"

لیلیٰ نے سونیا ثانی کا لہجہ اختیار کیا۔ کیونکہ ثانی نے ہی وان لوئن پر عمل کیا تھا اور دوسری تمام سوچ کی لہروں کے لئے اس کے دماغ کو لاک کیا تھا۔ لیلیٰ نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر واپس آکر بولی۔ "وان لوئن کا دماغ کسی دوسرے نے لاک کردیا ہے۔"

میں نے انا کو دیکھا۔ وہ پریشان ہو کر ہمیں دیکھ رہی تھی۔ میں نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر پوچھا۔ "کیا تمہیں بھی اپنی ممی کی طرح ہم پر شبہ ہے؟"

"نہیں بھائی جان! آپ ایسی باتیں نہ کریں۔ میں صرف برادر وان لوئن کے لئے پریشان ہوں۔"

"تمہارا بھائی اغوا نہیں ہوا ہے۔"

وہ حیرانی سے بولی۔ "آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ممی جھوٹ بول رہی ہیں؟"

"تمہاری ماں کو جھوٹا کہنے سے تمہیں دکھ پہنچے گا۔ لیکن ماں کا جھوٹ ثابت ہوجائے اور بھائی محفوظ ہو تو تمہیں کتنی خوشی ہوگی۔"

"ہاں بھائی جان! مجھے بہت خوشی ہوگی۔"

"تو پھر میری باتیں غور سے سنو۔ جس ماں کا بیٹا اغوا ہوجائے وہ فون کرتے ہی پہلے اغوا کی خبر سنا کر روئے گی۔ لیکن تمہاری ممی نے یہ بحث چھیڑ دی کہ بھائی جان کون ہے اور یہ کس زبان کا لفظ ہے؟ کیا یہ بات ماں کی ممتا کے خلاف نہیں ہے؟"

"جی ہاں۔ یہ ماں کی فطرت کے کچھ خلاف ہے۔"

میں نے کہا "غور کیا جائے تو جھوٹا خود اپنی زبان سے خود کو جھوٹا کہہ جاتا ہے۔ تمہاری ماں نہیں جانتیں کہ اردو زبان کیا ہوتی ہے۔ اس نے چند سیکنڈ پہلے پوچھا کہ بھائی جان کس زبان کے الفاظ ہیں۔ پھر چند سیکنڈ بعد ہی کہا کہ وان لوئن کو اغوا کرنے والے اردو بول رہے تھے۔"

انا چونک کر بولی۔ "واقعی میں نے اتنے صاف اور کھلے جھوٹ پر غور نہیں کیا تھا۔"

"تمہاری ماں کے جھوٹ کا ایک اور اہم ثبوت یہ ہے کہ تمہاری بھابی نے خیال خوانی کے ذریعے وان لوئن کے اندر پہنچنا چاہا اور ناکام ہوگئیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری ممی نے کسی ہپناٹزم کے ماہر سے وان لوئن پر عمل کرایا ہے۔ ہم نے جو عمل کیا تھا، اسے مٹا دیا ہے۔ اس طرح وہ ماسیلا اور میکسی کو بھی ساتھ لے کر روپوش ہوگئی ہیں۔"

لیلیٰ نے کہا۔ "انا! شاید تمہیں یہ نہیں معلوم ہے کہ تنویمی عمل کرنے میں کم از کم ایک گھنٹا ضرور صرف ہوتا ہے۔ پھر ہم نے جو بنگلا انہیں رہائش کے لئے دیا تھا، اسے بھی چھوڑنے اور وہاں سے اپنا سامان سمیٹنے میں کچھ وقت لگا ہوگا۔ تمہاری ممی نے روپوش ہونے کے تمام انتظامات کرنے کے بعد تمہیں بھائی کے اغوا کی خبر سنائی ہے۔"

انا نے کہا۔ "مجھے یہ یقین کرتے ہوئے بہت دکھ پہنچ رہا ہے کہ ممی جھوٹ بول کر مجھے دھوکا دے رہی ہیں۔"

"سچ کا زہر پینا بہت مشکل ہوتا ہے لیکن بہن! میرے ساتھ رہ کر یہ زہر پینا ہوگا۔ تمہیں اپنی ممی کا موبائل نمبر معلوم ہے۔ پلیز ابھی یہ نمبر ڈائل کرو۔ میں تمہارے دماغ میں رہوں گا اور تمہاری زبان میری مرضی کے مطابق بولتی رہے گی۔"

اس نے میری ہدایت کے مطابق اپنی ممی گاڈ مدر سے رابطہ کیا۔ دوسری طرف ماں کی آواز سن کر بڑے رازدارانہ انداز میں بولی۔ "ممی! میں ہوں آپ کی انا۔ تھوڑی دیر پہلے میں آپ سے دل کی بات نہیں کہہ سکتی تھی۔ کیونکہ عادل کا وہ بھائی یہاں موجود تھا۔ میرے کہنے پر وہ برادر وان لوئن کو تلاش کرنے گیا ہے۔ عادل اپنے کمرے میں سو رہے ہیں اور میں ڈرائنگ روم میں ہوں۔ اب ہماری باتیں سننے والا کوئی نہیں ہے۔"

یہ کہتے ہی وہ رونے لگی۔ میں نے اسے اسی طرح رونے پر مجبور کیا۔ ثریا نے پریشان ہو کر کہا۔ "میری بیٹی! میری جان! کیوں رو رہی ہو؟ چپ ہوجاؤ۔ اپنے دل کی بات بولو۔"

"کیا بولوں ممی! آج صبح ہی عادل کی خود غرضی ثابت ہوگئی۔ میں نے ان سے کہا کہ وہ کروڑوں ڈالر کا سونا ہے۔ آدھا میری ممی کو دے دیں مگر انہوں نے کہا، دولت ان کے پاس رہے گی اور وہ آپ کو مانگنے پر تھوڑی سی رقم دے دیا کریں گے۔ کوئی میری ماں کو مانگنے والی عورت سمجھے، یہ میں کبھی برداشت نہیں کروں گی۔"

"شاباش بیٹی! آخر تیری زبان سے ماں کا خون اور محبت بول رہی ہے۔"

"ممی! میں آپ کی توہین کرنے والے کے پاس نہیں رہوں گی۔ کیا میں واپس آؤں تو آپ۔ آپ۔۔۔"

یہ کہتے کہتے وہ پھر رونے لگی۔ ماں نے کہا۔ "نہ رو میری بچی! واپس آجا۔ اس ٹھوکر کے بعد تُو پھر کبھی کسی مرد سے دھوکا نہیں کھائے گی۔"

"میں آؤں گی لیکن قسم کھاتی ہوں، برادر وان لوئن کو تلاش کرکے اسے ساتھ لے کر آپ کے قدموں میں آؤں گی۔"

"بیٹی! بھائی کی فکر نہ کر۔ بس تُو چلی آ۔"

"نہیں ممی! میری وجہ سے برادر لاپتا ہوگیا ہے، میں آپ کی قسم کھاتی۔۔۔"

وہ بات کاٹ کر بولی۔ "اری پگلی! قسم نہ کھا۔ میں جانتی ہوں تُو اپنے برادر سے کتنا پیار کرتی ہے۔ تُو چلی آ۔ تجھے بھائی مل جائے گا۔"

"آپ کیوں بچی سمجھ کر پھسلا رہی ہیں۔"

وہ ہنس ہنس کر بولی۔ "میری نادان بیٹی! اسے اغوا نہیں کیا گیا ہے۔ میرا بیٹا، تیرا بھائی میرے پاس ہے۔"

وہ ہنس ہنس کر بولی۔ "سچ ممی؟ مجھے یقین نہیں آرہا ہے۔ آپ برادر سے بات کرائیں۔"

"وہ ابھی تنویمی نیند سو رہا ہے۔ میں نے اس پر عمل کرا کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے اسے دور کردیا ہے۔ اب عادل اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے مجھ پر اور میرے بیٹے پر کبھی حکومت نہیں کرسکیں گے۔ میں مرتے دم تک گاڈ مدر رہوں گی، میرے بعد تیرا بھائی گاڈ فادر بنے گا۔"

"خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ برادر آپ کے پاس صحیح سلامت ہے۔ مجھے آپ کے جھوٹ اور فراڈ پر غصہ آنا چاہئے لیکن آپ نے برادر کی خیریت کی خبر سنائی ہے اس لئے معاف کرتی ہوں اور آپ کو یہ حقیقت بتاتی ہوں کہ آپ بہت بدنصیب ہیں۔"

"میں بدنصیب ہوں؟ یہ کیا کہہ رہی ہے؟"

"اصل بات یہ ہے کہ آج صبح میں نے عادل سے کہا کہ وہ سونا اور ہیرے جواہرات میری ممی کو دے دو۔ اس نے کہا کہ وہ آپ کو دے چکا ہے۔"

"وہ جھوٹ بولتا ہے۔"

"پہلے آپ میری پوری بات سنیں۔ اس نے جو بنگلا آپ کو رہائش کے لئے دیا تھا، اس کے ہر کمرے کی چھتیں دُہری ہیں۔ یعنی ایک چھت کے اوپر دوسری چھت ہے اور دونوں چھتوں کے درمیان جو خلا ہے، وہاں کروڑوں ڈالرز کا سونا اور ہیرے جواہرات رکھے ہوئے ہیں۔"

"یہ جھوٹ ہے۔ اس نے تجھ سے جھوٹ کہا اور تُو نے یقین کرلیا۔"

"میرا عادل جھوٹا نہیں ہے۔ آپ کل رات دو بجے سے آج شام تک دولت کے سائے میں رہیں۔ آپ کے سر پر سونے اور ہیرے جواہرات کی چھت تھی اور آپ بے خبر تھیں۔"

"اگر یہ سچ ہے تو تُو نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟"

"عادل نے کہا تھا۔ ابھی یہ دولت کسی کے کام نہیں آسکے گی۔ یہودی جاسوس لُوٹے ہوئے خزانے کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔ یہ خزانہ چھپا رہے گا، تب بھی تمہاری ممی کا ہوگا اور ظاہر ہوگا تب بھی تمہاری ممی ہی اسے خرچ کریں گی۔"

"دیکھ انا! تُو اتنے بڑے خزانے کی ایسی باتیں کرکے میرا سر گھما رہی ہے۔ میں کیسے یقین کرلوں کہ یہ سچ ہے۔"

"آپ روپوش ہوچکی ہیں۔ دوبارہ اس بنگلے میں تصدیق کرنے نہیں آئیں گی۔ آپ کی روپوشی کا مطلب یہی ہے کہ آپ اپنی اولاد کے ساتھ عادل کی نظروں سے چھپی رہیں۔ اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ آپ اپنے کسی معمولی آلۂ کار کو اس بنگلے میں بھیج دیں۔ وہ وہاں جاکر اپنی آنکھوں سے خزانہ دیکھ کر آپ کو بتائے گا۔"

"مگر وہاں تو ایک ہی چھت دکھائی دیتی ہے۔ وہ خزانہ کیسے دیکھے گا؟"

"اس بنگلے میں تین اٹیچ باتھ روم ہیں۔ ایک باتھ روم کے ٹائلز پنک کلر کے ہیں۔ وہاں فلش کی ٹنکی میں میلے رنگ کا گندہ سا پانی بھرا رہتا ہے۔"

"ہاں وہ گندہ پانی دیکھ کر ہم نے اس باتھ روم کو استعمال نہیں کیا تھا۔"

"اسی لئے پانی ایسا رکھا گیا ہے کہ کوئی اسے استعمال نہ کرے۔ فلش کی ٹنکی کا ڈھکن اٹھا کر اندر ہاتھ ڈالنے سے ایک چھوٹی سی گول چرخی محسوس ہوگی۔ اسے ذرا طاقت سے ایک طرف گھمایا جائے تو باتھ روم کی سلائیڈنگ چھت ایک طرف سرک جاتی ہے اور ایک چھوٹی سی آہنی سیڑھی نیچے آجاتی ہے۔ اس کے ذریعے اوپر جاکر چھتوں کے درمیان دور تک بکھرا ہوا خزانہ دیکھا جاسکتا ہے۔"

"تم مجھے یہ راز بتا رہی ہو۔ کیا تمہارا خیال ہے، میں وہ خزانہ نہیں لے جاسکوں گی؟"

"وہ خزانہ آپ ہی کا ہے۔ آپ جب چاہیں لے جاسکتی ہیں۔

اس کی حفاظت کی ذمے داری بھی آپ پر ہے۔ آپ کسی غیر ذمے دار شخص کو وہاں بھیجیں گی تو وہ خزانے کا راز کسی دوسرے تیسرے کان میں پھونک دے گا۔"

"میں ایسی نادان نہیں ہوں۔ اپنے طور پر تصدیق کروں گی۔ ویسے تُونے ابھی رونے اور میرے پاس واپس آنے کی ایکٹنگ کیوں کی تھی؟"

"سچ اگلوانے کے لئے کی تھی۔ آخر میں بھی ایک فراڈ ماں کی بیٹی ہوں۔"

ادھر سے ماں نے فون بند کردیا۔ انا ریسیور رکھ کر اٹھ گئی۔ اس نے میرے پاس آکر میری گردن میں بانہیں ڈال دیں۔ پھر کہا "آپ عجیب و غریب انسان ہیں۔ پل بھر میں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کردیتے ہیں۔ میرا یہ مان ٹوٹ گیا کہ ماں کم از کم مجھ سے جھوٹ نہیں بولے گی۔ یہ مان ٹوٹنے سے مجھے دکھ ہوا۔ کیا آپ یہ دکھ دور کریں گے؟"

"ہاں ضرور' ہر قیمت پر تمہارا دکھ دور کروں گا۔"

وہ مجھ سے الگ ہو کر لیلیٰ کے پاس گئی پھر اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی۔ "آج میری ایک ماں ہمیشہ کے لئے گم ہو گئی ہے۔ میں آپ کو بھابی نہیں ممی کہوں گی؟"

لیلیٰ نے مسکرا کر کہا۔ "میرے دو بیٹے پارس اور علی تیمور مجھے امی کہتے ہیں۔ اردو زبان میں ماں کو امی کہا جاتا ہے۔"

میں نے قریب آکر اسے چوم کر کہا۔ "اور میں ہوں تمہارا پاپا..."

وہ اتنی خوش ہو رہی تھی جیسے ابھی پیدا ہوئی ہو اور ابھی اپنے ماں باپ کو پہچان رہی ہو۔

O☆O
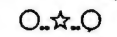
ایکسرے مین شام پانچ بجے تک سوتا رہا پھر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ ایک طویل عرصے سے تنہا زندگی گزار رہا تھا۔ اس کا کوئی رشتے دار' کوئی دوست نہیں تھا۔ حتیٰ کہ کوئی دشمن بھی نہیں تھا کیونکہ وہ بظاہر ایک شریف اور بزدل انسان کی طرح زندگی گزار رہا تھا۔ کوئی اسے گالیاں دیتا تو وہ خاموشی سے سن لیتا۔ کوئی اسے مارتا تو چپ چاپ مار کھالیتا۔ اس نے بظاہر کبھی جوابی کارروائی نہیں کی۔

کوئی ہر پہلو سے محفوظ ہو اور زندگی کے ہر شعبے میں طاقتور ہو اور ایک بہت بڑی خفیہ تنظیم کا سربراہ ہو وہ کسی کی چھوٹی سی بات برداشت نہیں کرتا۔ جس پر غصہ آئے اسے کچل کر رکھ دیتا ہے۔ ایکسرے مین بھی اپنی توہین کبھی برداشت نہیں کرتا تھا۔ وہ بظاہر گالیاں اور مار کھا کر سر جھکا لیتا تھا مگر بعد میں ان پر مصیبتیں نازل کر دیتا تھا۔ کسی کو حادثے سے دوچار کرکے اپاہج بنا دیتا تھا' کسی کو مُضر دوائیں کھلا کر اس کا دماغی توازن بگاڑ دیتا تھا اور کوئی جان نہیں پاتا تھا کہ یہ کسی کی انتقامی کارروائی ہے یا مقدر کی خرابی؟

وہ اِن ڈور گیمز میں بلیرڈ اور آؤٹ ڈور میں گولف کا شوقین تھا۔ اسے ریس کے گھوڑوں سے دلچسپی تھی۔ وہ کلبوں میں اور دیگر ناچ گانوں کی محفلوں میں نہیں جاتا تھا۔ عورتوں سے کوئی لگاؤ نہیں تھا۔ چالیس برس کا تھا۔ اب تک شادی نہیں کی تھی۔ اور نہ ہی آئندہ بیوی بچوں کو پالنے کا ارادہ تھا۔

وہ کسی ایسی جگہ نہیں جاتا تھا' کوئی ایسا کام نہیں کرتا تھا' جس سے بے نقاب ہونے کا اندیشہ ہو۔ اس میں خود کو نمایاں کرنے کی کبھی خواہش پیدا نہیں ہوئی تھی۔ اس نے بے شمار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو حرام موت مرتے یا کسی شہ زور کی بدترین غلامی کرتے دیکھا تھا اور یہ سبق حاصل کیا تھا کہ گمنام رہنے میں سلامتی ہے۔ یوں عمر طوالت اختیار کرتی رہے گی۔

اور وہ گمنامی کے خوش کُن نتائج دیکھ رہا تھا۔ پچھلے کئی برسوں سے اس پر کوئی مصیبت نہیں آئی تھی۔ آدمی ہی آدمی پر مصیبت لاتا ہے۔ اور اس کی زندگی میں کوئی مرد' عورت یا بچہ نہیں تھا' جو مصیبت یا پریشانی کا سبب بنتا۔ خدا نے انسان کو محتاط اور محفوظ رہنے کے لئے جو ذہانت دی ہے وہ اس ذہانت سے پوری طرح کام لے رہا تھا۔

اور خدا کی قدرت کچھ ایسی بھی ہے کہ جس کے آگے محتاط انسانی ذہن بے بس ہوجاتا ہے۔ دو بار اسے حادثہ پیش آیا اور وہ زخمی ہو کر اسپتال میں کئی دنوں تک رہا۔ کبھی وہ کسی بیماری میں مبتلا ہوا۔ ان حالات میں کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا اس کے اندر آکر اسے اپنا غلام بنا سکتا تھا۔ ایسے وقت اس کی کوئی احتیاطی تدبیر کام نہ آتی۔ لیکن وہ مقدر میں سکندری لکھوا کر آیا تھا۔

ایک اور قدرتی آفت آتی ہے' جس کے آگے آدمی بے بس ہوجاتا ہے۔ اور وہ ہے محبت۔ یہ قدرتی جذبہ ہے۔ دل میں پیدا ہوجائے تو دھڑکا لگا رہتا ہے۔ ایک نوجوان حسینہ سارہ رابن اس کے دل و دماغ پر چھا گئی تھی۔ اس نے پہلی بار اسے دیکھا تو دل نے کہا' اور ایک بار دیکھے۔ وہ ریس کے گھوڑے پر کافی رقم لگا چکی تھی اور ریلنگ کے پاس کھڑی ہوئی گھوڑوں کو دوڑتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ اس کا گھوڑا تیسرے نمبر پر تھا اور وہ اچھل اچھل کر اسے اوّل آنے کے لئے کہہ رہی تھی۔ اس کی آواز' اس کی ادائیں اور اس کی شخصیت دل کو بھا رہی تھی۔ وہ گھڑ دوڑ بھول کر اسے دیکھنے لگا تھا۔

اسے احساس ہوا کہ غلطی کر رہا ہے۔ یہ جذبہ تباہی کی طرف لے جائے گا۔ وہ فوراً ہی پلٹ کر جانے لگا۔ دل مچل رہا تھا کہ واپس جائے' اس حسینہ سے بات کرے۔ اس سے دوستی کرے۔ لیکن اس نے کبھی کسی لڑکی سے بات نہیں کی تھی۔ وہ ایک اسنیک بار میں آکر بیٹھ گیا۔ جب اسے دل سے نہ نکال سکا تو تسلی کے لئے اس کے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھنے لگا۔

اس کا نام سارہ رابن تھا۔ وہ ایک ارب پتی یہودی موسیٰ رابن کی بیٹی تھی۔ اس کے دو سوتیلے بھائی تھے' جو اس کے دشمن

[...]ر چاہتے تھے کہ وہ مرجائے تاکہ باپ کی دولت کی ایک حصہ [...]تم ہوجائے۔ وہ خوش حال بھی تھی اور بدحال بھی۔ بھائیوں [...]پریشان رہتی تھی۔ اس نے کئی بار سوچا کہ کہیں بھاگ جائے یا [...]جان دے دے لیکن اس کی ایک وفادار ملازمہ تھی۔ ایک بار اس [...]زہر پینے کوشش کی' ملازمہ نے بروقت آکر اس سے زہر کی شیشی [...]لی۔ وہ بولی۔ "مریم! مجھے مرجانے دو۔ مجھے ایسی زندگی نہیں [...]ہے۔"

[...]مریم نے کہا۔ "تم کیوں مرو گی؟ تمہارے دشمن مریں گے۔ [...]نے یہ زندگی ایک ہی بار جینے کے لئے دی ہے۔ اسے ختم نہ [...]۔ اپنے جینے کا حق حاصل کرو۔"

"کیسے حاصل کروں؟ باپ کو کاروبار سے فرصت نہیں۔ [...]وں کو دشمنی کے سوا کچھ نہیں آتا ہے۔ میں کس سے اپنے [...]طلب کروں؟"

"اپنے شوہر سے۔"

"کیا کہہ رہی ہو؟ میری شادی نہیں ہوئی ہے۔ شوہر کہاں سے [...]؟"

"جلد سے جلد کسی کو پسند کرو۔ شادی کرو' جو نیا شخص تمہاری [...]ل میں آئے گا' وہ تمہارا محافظ ہوگا۔ تم سے محبت کرے گا۔ [...]ں اتنی خوشیاں دے گا کہ تم مرنے کا خیال دل سے نکال [...]ہے۔"

وہ مریم کی بات پر غور کرنے لگی۔ مریم نے زہر کی شیشی اس [...]سنگار میز کی دراز میں رکھتے ہوئے کہا۔ "میں نے اسے یہاں [...]رہا ہے۔ تم میرے مشورے پر عمل کرو۔ اگر تمہیں کوئی پسند کا [...]ساتھی نہ ملے' باپ اور بھائیوں کی طرح ایک محبوب سے بھی [...]ت ملیں تو پھر بے شک یہ زہر نکال کر پی لینا مگر کم از کم ایک ماہ [...]میرے مشورے پر عمل کرو۔"

اور وہ عمل کر رہی تھی۔ تفریحی مقامات پر جاتی تھی اور کوئی [...]ن ذرا اچھا لگتا تو اس کے متعلق سوچتی تھی' کیا دوستی کرے؟ [...]دل پوری طرح مائل نہیں ہوتا تھا۔ وہ ریس کورس میں بھی [...]مقصد کے لئے آئی تھی۔ بظاہر گھوڑوں میں دلچسپی لے رہی [...]باطن کسی مرد میں دلچسپی لینے کا ارادہ تھا۔

ایکسرے مین اس کے یہ تمام خیالات پڑھ رہا تھا اور محسوس کر [...]تھا کہ دل ہزار بہلانے کے باوجود نہیں بہل رہا ہے۔ جذبات [...]س کو مانگ رہے ہیں۔ وہ جذبات کو کچلتے ہوئے ریس کورس سے [...]ر چلا آیا۔ اپنی یہودی تنظیم کے مختلف معاملات میں خود کو [...]وف رکھنے لگا۔ اہم معاملات پر اتنی توجہ مرکوز کرنی پڑتی ہے کہ [...]ہے میں کوئی جذبہ پاس نہیں پھٹکتا۔ اس نے بڑی کامیابی سے سارہ [...]بھلا دیا لیکن رات کو سوتے وقت وہ پھر نگاہوں کے سامنے [...]انے لگی۔ وہ تھوڑی دیر تک کروٹیں بدلتا رہا پھر اس نے گہری [...]سونے کے لئے دماغ کو ہدایات دیں ایسے وقت پھر سارہ دماغ سے نکل گئی اور نیند آگئی۔

آدمی زمین کی تہ میں اور سمندر کی گہرائیوں میں سرنگ بناتا ہے' محبت خوابیدہ دماغ میں سرنگ بناتی ہے۔ سارہ خواب میں آگئی۔ وہ صبح اٹھ کر بڑا پریشان ہوا۔ کبھی کوئی لڑکی اس کے خوابوں میں نہیں آئی تھی۔ پہلی بار سارہ نے آکر سمجھا دیا کہ وہ اس کی زندگی میں آکر رہے گی اور اس کے تمام اصولوں کی ایسی کی تیسی کر دے گی۔

جب اس کے اندر کوئی خواہش کبھی مچلتی تھی تو وہ اپنی ایک ڈائری کھول کر پڑھتا تھا۔ اس ڈائری میں بے شمار سنہری اصول لکھے ہوئے تھے۔ ان میں کچھ ہدایات بھی لکھی ہوئی تھیں۔ ایک جگہ لکھا ہوا تھا "خواہش کوئی سی بھی ہو' وہ پُرکشش لگتی ہے۔ جب وہ پوری ہوجاتی ہے تو کشش کھو دیتی ہے۔"

دوسرے صفحے پر لکھا ہوا تھا۔ "عورت کو پالینے کی خواہش میں صرف کشش ہی نہیں ہوتی' دیوانگی بھی ہوتی ہے۔ اگر یہ اس حد تک دماغ میں سما جائے کہ قوتِ ارادی کو اور ٹھوس اصولوں کو متزلزل کردے تو دانشمندی یہی ہے کہ اپنی تباہی سے پہلے دل پر جبر کر کے اس عورت کو ہمیشہ کے لئے ختم کردے۔"

اس نے ڈائری بند کردی۔ یہی طریقۂ کار اس کے حق میں بہتر تھا۔ سارہ اس دنیا میں تھی اس لئے اس کے خوابوں اور خیالوں میں گھسی آرہی تھی۔ جب اس کا وجود مٹ جائے گا اور اس کا حسن و شباب سے بھرپور بدن نہیں رہے گا تو دل کسے طلب کرے گا؟ کس کے لئے تڑپے گا؟ یہ قصہ ہی ختم ہوجائے گا۔ نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔

اس نے دوسری رات سارہ کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ کہیں باہر جانے کے لئے تیار تھی۔ اس نے سنگار میز کی دراز سے زہر کی وہ شیشی نکالی۔ پھر اسے پرس میں رکھ کر اپنی کار میں آکر بیٹھ گئی۔ وہ کسی کلب میں جانے کا ارادہ کرکے نکلی تھی لیکن خیال خوانی کے زیرِ اثر تھی۔ ایک بڑے ہوٹل میں آکر ایک بستر پر لیٹ گئی۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی اسے سارہ کے ساتھ دیکھے۔ اس لئے اس نے سارہ کو ایسے مصروف ہوٹل میں بلایا تھا' جہاں آنے جانے والوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی۔ وہاں کوئی اسے خاص طور پر پہچان نہیں سکتا تھا۔

وہ اس کمرے میں آگیا۔ سارہ ایک اجنبی کو دیکھ کر اٹھ بیٹھی۔ پھر بولی۔ "تم کون ہو؟"

وہ دروازے کو اندر سے بند کرنے کے بعد پلٹ گیا۔ اس کے قریب آتے ہوئے بولا۔ "تم کسی کلب میں جانے والی تھیں۔ میرے جادو کے اثر سے یہاں آگئی ہو۔ تمہارے حسن و شباب نے مجھے پاگل بنا دیا ہے۔"

وہ بستر سے اتر کر بولی۔ "میں یہاں کیسے چلی آئی' یہ نہیں جانتی یقیناً یہ جادو ہی ہے۔ مجھے بتاؤ تمہاری نیت کیا ہے؟"

"میں تمہارے حسن و شباب سے کھیلوں گا۔ پھر تمہیں وہ زہر پی کر مرنے پر مجبور کردوں گا جو تمہارے پرس میں ہے۔"

"اوہ گاڈ! تم یہ بھی جانتے ہو کہ میرے پرس میں کیا ہے؟ میں سمجھ گئی ہوں' میری سوتیلے بھائیوں نے مجھے ہلاک کرنے کے لئے تمہیں بھاری رقم دی ہے۔ کیا تم ایسے درندے ہو کہ مجھے کسی دشمنی کے بغیر جان سے مار ڈالو گے۔"

"تم میری بہت بڑی دشمن ہو' زندہ رہو گی تو میرے اعصاب پر سوار رہو گی۔ ختم ہو جاؤ گی تو تمہیں طلب کرتے رہنے کا جنون بھی ختم ہو جائے گا۔"

وہ آگے بڑھا۔ سارہ پیچھے ہٹ گئی۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا۔ "ابھی تمہارے دماغ پر قبضہ جماؤں گا تو خود بخود میری آغوش میں چلی آؤ گی۔"

"میں جب جادو کے اثر میں نہیں رہوں گی' اپنی عزت کو بچائے رکھنے کی کوشش کروں گی۔"

اس نے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ اس کی آغوش میں چلی آئی۔ اس نے دماغ کو آزاد چھوڑا تو وہ خود کو چھڑانے کی کوشش کرنے لگی۔ پہلی بار ایک حسینہ اس سے آکر لگی تھی۔ پہلی بار پتا چلا کہ حسن و شباب کو چھونے سے کیسے رگ رگ میں بجلی دوڑتی ہے اور آدمی ایک عجیب و غریب طلسم کدے میں پہنچ جاتا ہے۔

وہ الگ ہو گئی' پھر پریشان ہو کر بولی۔ "میں تم سے بچ سکتی ہوں۔ تمہارے جادو سے بچ نہیں پاؤں گی۔"

وہ بولا "دانشمندی یہی ہے کہ دل سے راضی ہو جاؤ۔"

وہ گہری سانس لے کر بولی۔ "مجھے ماننا ہی پڑے گا۔ کیا میں باتھ روم جا سکتی ہوں؟"

"ضرور جاؤ لیکن اپنا پرس یہاں رکھ کر جاؤ۔ میں ہوس پوری کرنے سے پہلے تمہیں خودکشی کرنے نہیں دوں گا۔"

سارہ ایک صوفے پر اپنا پرس پھینک کر جانے لگی۔ وہ بولا۔ "پندرہ منٹ میں باہر نہیں آؤ گی تو میں جادو کے زور سے باتھ روم کا دروازہ کھلواؤں گا۔"

اس نے باتھ روم میں جا کر دروازے کو اندر سے بند کر لیا۔ وہ اب تک حسن کی نزاکت کو اور اس کے بدن کی حرارت کو محسوس کر رہا تھا۔ اس پر عجیب سا نشہ طاری ہو گیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا "اگر مجھے معلوم ہوتا کہ عورت کے وجود میں ایسی جادوگری بھری ہوئی ہے تو میں چالیس برس تک کنوارا نہ رہتا۔ اب سارہ کو ہلاک نہیں کروں گا۔ اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بناؤں گا۔ پھر جب بھی اس کی ضرورت ہو گی' اسے اپنے پاس بلا لیا کروں گا۔"

وہ سوچتے سوچتے چونک گیا۔ باتھ روم کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا تھا۔ پھر وہ چیخ کر بولی۔ "شیطان جادوگر! میں تجھ پر تھوکتی ہوں۔ میرے دشمن بھائیوں نے مجھ پر بد چلنی کا الزام لگایا مگر مجھ میں پارسائی ہے۔ مجھے صرف وہی چھو سکتا تھا' جسے میں چاہتی مگر آہ! اب وہ میری زندگی میں کبھی نہیں آئے گا۔ میں نے زہر پی لیا ہے۔ میں جا رہی ہوں۔"

وہ باتھ روم سے باہر آئی۔ پھر لڑکھڑا کر فرش پر گر پڑی۔ وہ گھبرا گیا۔ فوراً اس کے دماغ میں پہنچ کر معلوم کیا پتا چلا کہ سارہ نے زہر کی شیشی پہلے ہی پرس سے نکال کر اپنے گریبان میں چھپالی تھی۔ وہ دھوکا کھا گیا تھا۔ اس نے نادانستگی میں اسے باتھ روم کے اندر جا کر زہر پینے کا موقع دے دیا تھا۔

اس کی دماغی حالت بتا رہی تھی کہ سر بری طرح چکرا رہا ہے۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا رہا ہے اور ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا جا رہا ہے۔ وہ فوراً ہی اس کے دماغ سے نکل آیا۔ اس کے کمرے سے نکل آیا۔ اب کسی کی نظروں میں آکر ایک مرڈر کیس میں ملوث نہیں ہونا چاہتا تھا۔ ہوٹل سے باہر آتے ہی اپنی کار میں بیٹھ کر وہاں سے بھاگتا چلا گیا۔

اس رات اسے نیند نہ آئی لیکن دماغ کو ہدایات دینے کے بعد نیند آگئی۔ پھر وہی ہوا' وہ خواب میں آئی۔ اس کا چہرہ تو نظر نہیں آیا لیکن وہ نیند میں آنچ دینے والے ملائم بدن کو محسوس کرتا رہا۔

اس نے سوچا تھا کہ اسے مار ڈالے گا تو قصہ تمام ہو جائے گا لیکن وہ موت کے بعد بھی اپنے وجود کی حرارت یاد دلا کر اس کا سکون غارت کرنے لگی۔ اس کے ذہن میں یہ نقش ہو گیا کہ وہ بدن حاصل کرنے سے ہی سکون حاصل ہو گا۔

اب تو وہ بدن نہیں رہا تھا۔۔۔ وہ دوسری حسیناؤں کو گھور گھور کر دیکھنے لگا۔ ان میں سارہ کو تلاش کرنے لگا۔ ان میں سارہ نہیں ملی مگر اس کی جھلک ملنے لگی۔ وہ اصولوں کا پابند تھا۔ عورت کی قربت کو تباہی کا پیش خیمہ سمجھتا تھا مگر اس کی ایک غلطی نے عورت کو اس کے لئے سب سے زیادہ اہم بنا دیا تھا۔

اس نے ایک حسینہ سے دوستی کی۔ دوسری صبح اس سے بیزار ہو گیا۔ دوسری حسینہ سے دوستی کی' تیسری صبح اس سے دل بھر گیا۔ وہ سب شراب کے عارضی نشے کی طرح تھیں۔ رات کو پیو تو صبح نشہ اتر جاتا تھا جبکہ سارہ کا نشہ سر چڑھ کر بولتا تھا۔ اس کی موت کے بعد بھی وہ نشہ نہیں اتر رہا تھا۔

یہ اس شام کا ذکر ہے' جب ایکسرے مین' ٹیری آدم اور پوری یہودی تنظیم پرگولا کو قبرستان میں گھیرنے کی کوششوں میں معروف تھی۔ اس رات ایکسرے مین ایک ریستوران میں بیٹھا کھا رہا تھا اور خیال خوانی کے ذریعے ٹیری آدم اور برین آدم وغیرہ کے دماغوں میں پہنچ کر ان کی ہی سوچ میں انہیں ہدایات دے رہا تھا۔ ایسے ہی وقت وہ ریستوران کے باہر دیکھ کر چونک گیا۔ اسے سارہ نظر آئی تھی۔

وہ حیرت سے کھانا چھوڑ کر اٹھ گیا لیکن وہ کار میں بیٹھ کر سامنے والی سڑک پر جا رہی تھی۔ ریستوران سے باہر آنے تک وہ کار نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ وہ ان چار دنوں میں کئی بار اپنے

کمرے میں اور بازاروں میں اس کی جھلک دیکھ چکا تھا۔ اس وقت بھی اس کا وجود' فریبِ نظر لگ رہا تھا۔ وہ اپنی میز پر واپس آکر بیٹھ گیا۔ دل دھڑک دھڑک کر کہہ رہا تھا کہ وہ فریبِ نظر نہیں ہے۔ زندہ ہے۔ اس کے لئے ابھی تک زندہ ہے۔

اس نے سارہ کی آواز اور لہجہ کو گرفت میں لیا۔ پھر خیال خوانی کی پرواز کر کے منزل تک پہنچا تو حیرانی سے اوپر کی سانس اوپر رہ گئی۔ وہ زندہ تھی۔ اس کے جی میں آیا' خوشی سے اچھل پڑے لیکن ریستوران میں تماشا بننے والی بات تھی۔ اس نے خوشی پر قابو پاتے ہوئے سوچا۔ "یہ اچھا ہوا کہ ریستوران کے باہر اس سے سامنا نہیں ہوا' وہ مجھے دیکھ کر بدک جاتی۔ مجھ سے نفرت کرتی ہے۔ مجھے جادوگر سمجھ کر میرے جادو سے بچنے کے لئے پھر خودکشی کر سکتی ہے لیکن یہ زہر پینے کے بعد زندہ کیسے رہ گئی؟"

اس نے سارہ کے خیالات پڑھے۔ پتا چلا اس کی ملازمہ میری نے زہر کی وہ شیشی سنگار میز کی دراز میں سارہ کے سامنے رکھی تھی۔ پھر اس کی عدم موجودگی میں اس شیشی کا زہر پھینک کر اسے اچھی طرح دھو کر اس میں ایسی دوا بھری تھی' جسے پینے کے بعد سارہ پر بیہوشی طاری ہو گئی تھی۔ اس پر یہ نفسیاتی اثر تھا کہ وہ زہر پی چکی ہے۔ اس لئے ذہن میں یہی تکرار تھی کہ زہر اثر دکھا رہا ہے اور وہ موت کی تاریکیوں میں ڈوب رہی ہے۔

ایکسرے مین نے یہی خیالات پڑھے تھے اور ایک مجرم کی طرح گھبرا گیا تھا اور وہاں سے بھاگ گیا تھا۔ چونکہ یہ یقین تھا کہ وہ زہر کھا کر مر چکی ہے' اس لئے اس نے پریشانی اور اس سے محرومی کے باعث اس کے دماغ میں جا کر اس کی موت کی تصدیق نہیں کی تھی۔ اب اس نے فیصلہ کیا کہ اسے ہاتھ سے جانے نہیں دے گا۔ اس کے دماغ میں چپ چاپ رہا کرے گا۔ اس کی ہی سوچ میں اسے اپنی طرف مائل کرتا رہے گا پھر پرگولا گرفتار ہو جائے گا۔ اس کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے جیری اور تھرمال بھی قابو میں آجائیں گے تب وہ اطمینان سے سارہ کا سامنا کرے گا۔ اس دوران وہ اس کی طرف مائل نہ ہوئی تو تنویمی عمل کے ذریعے اسے اپنی معمولہ بنا لے گا۔

پھر وہ صبح تک پرگولا کے سلسلے میں پریشان رہا۔ وہ گرفت سے نکل بھاگا تھا۔ دوسری طرف عادل نے اسے پریشان کر رکھا تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ شام تک سو کر اٹھے گا تو یہودی تنظیم کے ذہن پڑھنے والے اور ٹیلی پیتھی جاننے والے پرگولا اور عادل کو گرفتار کر چکے ہوں گے۔

اس نے شام کو بیدار ہوتے ہی برین آدم کے خیالات پڑھے۔ پتا چلا کہ اب تک دونوں کی گرفتاری عمل میں نہیں آئی ہے۔ ان کا سراغ نہیں مل رہا ہے کہ وہ کہاں روپوش ہو گئے ہیں؟ برین آدم کے خیالات پڑھنے سے ایک نئی بات یہ معلوم ہوئی کہ اسرائیل میں پاشا کی طرح غیر معمولی قوتِ سماعت و بصارت رکھنے والا یہودی ہے اس کا نام جافری ہیرالڈ ہے۔ وہ یہودی وطن پرست اور قوم پرست ہے اور ہر طرح کی پابندی سے آزاد رہ کر یہودی تنظیم کے کام آتا رہے گا۔

ایکسرے مین نے برین آدم کی سوچ میں کہا۔ "ہمیں جافری پر اس وقت تک بھروسا نہیں کرنا چاہئے جب تک وہ ہمارے خیال خوانی کرنے والوں کے زیر اثر نہ آئے۔ یہ بڑے کام کا آدمی ہے۔ ہمیں اس کا پتا ٹھکانا معلوم کر کے اس پر قابو پانا چاہئے۔ پھر اس کے ذریعے ادھورے فارمولے مکمل کرائے جا سکتے ہیں۔"

ایک اور ناکامی یہ ہوئی تھی کہ مافیا کی گاڈ مدر اپنی تمام اولاد کے ساتھ کہیں روپوش ہو گئی تھی۔ عادل اور پرگولا سمیت جتنے روپوش ہونے والے ہیں' ان میں سے کوئی دوسری رات تک نہ مل سکا تو یہ خیال قائم کیا گیا کہ یہ لوگ اسرائیل کے دوسرے شہروں میں چلے گئے ہیں۔ پولیس اور انٹیلی جنس والوں نے انہیں تلاش کرنے کی مہم کو دوسرے بڑے شہروں تک پھیلا دیا تھا۔ جبکہ اندھیرا چراغ تلے تھا۔ سب کے سب تل ابیب اور حیفا میں موجود تھے۔

ایکسرے مین اتنی ساری الجھنوں میں گرفتار تھا کہ سارہ کی طرف دھیان دینے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ پھر بھی دل کہہ رہا تھا' سارہ اس کے بازوؤں میں آئے گی' اپنے حسن و شباب کی گرمی سے اس کے دماغ کی برف پگھلائے گی تو وہ تمام دشمنوں کے خلاف کارآمد تدابیر سوچنے کے قابل ہو جائے گا۔

اس نے گھڑی دیکھی۔ رات کے گیارہ بجنے والے تھے۔ تل ابیب کے ایک مضافاتی علاقے میں اس کا ایک چھوٹا سا بنگلا تھا۔ اس نے یہ طے کیا کہ ابھی وہاں جائے گا۔ پھر سارہ کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جما کر اسے وہاں بلائے گا۔ یہ رات اس حسینہ پر بھاری ہو گی۔ دوسری صبح وہ اس کی معمولہ اور تابعدار بن جائے گی۔

O..☆..O

جافری ہیرالڈ کے ہاتھ میں ایک بریف کیس تھا۔ دوسرا بریف کیس ہیرو کے ہاتھ میں تھا۔ اس میں ہیرو کا پورٹیبل کمپیوٹر رکھا ہوا تھا۔ جافری کے بریف کیس میں ضروری کاغذات کے ساتھ اس کی ایک اہم ڈائری رکھی رہتی تھی لیکن اس رات اس میں سائیلنسر لگے ہوئے ریوالور کا اضافہ ہو گیا تھا۔

وہ دونوں بنگلے سے نکل کر پورچ میں کھڑی ہوئی گاڑی کے پاس آئے۔ ہیرو اسٹیرنگ سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھنے لگا۔ جافری نے کہا۔ "میرے دوست! تم نے ڈرائیونگ سیکھی ہے لیکن ڈرائیونگ لائسنس حاصل نہیں کیا ہے۔ کم آن' مجھے ڈرائیو کرنے دو۔"

ہیرو نے اشارے سے کہا "میں ہی ڈرائیو کروں گا۔ تم ساتھ والی سیٹ پر آؤ۔"

وہ بولا۔ "کہیں راستے میں ٹریفک پولیس کے کسی افسر نے

روک لیا تو ایک بندر سے کار ڈرائیو کرانے کے جرم میں دونوں ہی اندر ہو جائیں گے۔"

ہیرو نے اسے گھور کر دیکھا' پھر اپنا بریف کیس لے کر پچھلی سیٹ پر آگیا۔ جافری نے کہا۔ "اب تم ناراض ہو گئے ہو۔ میرے ساتھ نہیں بیٹھو گے۔ کوئی بات نہیں۔ میری پوری کوشش ہو گی کہ کل تک میں اپنی الگ رہائش اختیار کر لوں۔"

اس نے اسٹیرنگ سیٹ سنبھالی۔ پھر گاڑی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھادی۔ اس کی تمام کھڑکیوں میں کلرڈ شیشے تھے۔ باہر والوں کو اندر بیٹھا ہوا ہیرو نظر نہیں آتا تھا۔ جافری نے تیز رفتاری سے ڈرائیو کرتے ہوئے کہا۔ "تم میرے ساتھ تل ابیب سے حیفا تک کئی بار سفر کر چکے ہو۔ ابھی جافہ کی طرف جا رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہاں مجھے اپنے لئے ایک بنگلا مل جائے اور تمہاری علیحدہ رہنے کی خواہش پوری ہو جائے۔"

ہیرو کی طرف سے خاموشی تھی۔ کیونکہ وہ کمپیوٹر کے بغیر جواب نہیں دے سکتا تھا۔ اس لئے صرف اس کی باتیں سن رہا تھا۔ اگرچہ کھڑکی کے باہر تاریکی تھی۔ شہر سے باہر نکل آنے کے بعد تاریکی اور گہری ہو گئی تھی تاہم وہ اپنی غیر معمولی قوتِ بصارت سے دور تک صاف دیکھ رہا تھا۔ کہیں ویران سا میدانی علاقہ تھا۔ کہیں پہاڑیاں اور درخت دکھائی دے رہے تھے۔ جافری نے ایک جگہ گاڑی موڑ دی۔ ہائی وے کو چھوڑ کر ایک چھوٹے سے راستے پر چلنے لگا۔ ہیرو نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ آرام سے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھا رہا۔

پھر گاڑی کی رفتار دھیمی ہونے لگی تو ہیرو نے آہستگی سے اپنا بریف کیس کھولا۔ اس میں پورٹیبل کمپیوٹر کے ساتھ ایک سائیلنسر لگا ہوا ریوالور تھا۔ جیسے ہی گاڑی رکی۔ اس نے ریوالور اٹھا کر اس کی نال جافری کی کھوپڑی سے لگا دی۔

جافری نے سر گھما کر دیکھا۔ پھر دم بخود رہ گیا۔ اس نے جو چال سوچی تھی' وہی چال ہیرو اس پر آزما رہا تھا۔ وہ پریشان ہو کر بولا۔ "میرے دوست! اس حرکت کا مطلب کیا ہے؟"

وہ مسکرایا پھر ہاتھ کے اشارے سے بولا۔ "اپنا بریف کیس مجھے دو۔"

جافری نے پوچھا۔ "تم میرا بریف کیس کیوں مانگ رہے ہو؟ کیا تم مجھے گولی مار کر احسان فراموش کہلانا چاہتے ہو؟"

ہیرو نے ریوالور کی نال اس کی پیشانی سے لگائی۔ وہ سہم کر اپنا بریف کیس اٹھا کر دیتے ہوئے بولا۔ "اسے لے کر کیا کرو گے؟ اس میں کچھ نہیں ہے۔"

وہ بریف کیس لے کر گاڑی سے باہر آگیا۔ پھر اسے نشانے پر رکھ کر باہر نکل آنے کا اشارہ کیا۔ جافری نے عیش و عشرت کی طویل زندگی گزارنے کے لئے بڑے کامیاب تجربات کئے تھے۔ بوڑھے سے جوان ہو گیا تھا ایک غیر معمولی انسان بن گیا تھا۔ اب اتنی آسانی سے مرنا نہیں چاہتا تھا۔ وہ ہیرو کے حکم کی تعمیل کرتا ہوا باہر آگیا۔ گن پوائنٹ پر چلتا ہوا گاڑی کے بونٹ کے پاس آیا۔ ہیرو نے بریف کیس کو بونٹ پر رکھ کر اشاروں سے پوچھا۔ "نمبر بتاؤ؟"

اسے نمبر بتانا پڑا۔ ان نمبروں کے مطابق بریف کیس کھل گیا۔ اندر سے سائیلنسر لگا ہوا ریوالور برآمد ہو گیا۔ جافری نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔ "یہ' اسے میں نے اپنی حفاظت کے لئے رکھا ہے۔"

ہیرو کے دو ہاتھوں میں دو ریوالور تھے۔ اس نے جافری کے ریوالور سے اس کے قدموں کی طرف گولی چلائی۔ پہلے ایک گولی' پھر دوسری گولی۔ اس کے قدموں کے پاس مٹی اڑتی گئی۔ وہ اچھل اچھل کر بولا۔ "یہ.... یہ کیا کر رہے ہو؟ کیا اپنے محسن کو مار دو گے؟"

اس نے اور چار گولیاں اس کے دائیں بائیں چلائیں۔ پھر ریوالور خالی ہوتے ہی اس کی طرف اچھال دیا۔ جافری نے اسے کیچ کیا۔ مگر وہ اب اس کے کام کا نہیں رہا تھا۔ ہیرو نے اشاروں کی زبان سے کہا۔ "یہ وہی ریوالور ہے' جس سے تم مجھے ہلاک کرنا چاہتے تھے۔ لو اب گولیاں چلاؤ۔"

وہ عاجزی سے بولا۔ "تم غلط سمجھ رہے ہو۔ میں تمہیں ہلاک کرنا نہیں چاہتا تھا۔"

ہیرو نے اپنے ریوالور کی بھی پانچ گولیاں چلائیں۔ پھر ہر گولی کے ساتھ اشاروں میں کہتا گیا۔ "اقرار کرو کہ مجھے قتل کرنا چاہتے تھے۔"

دوسرے ریوالور کی بھی پانچ گولیاں ضائع ہو گئیں۔ ہیرو نے ریوالور کے چیمبر سے آخری گولی نکال کر اپنی جیب میں رکھی۔ جیسے ہی وہ خالی ہوا' جافری نے اس پر چھلانگ لگائی۔ اسے گھونسے مارتا ہوا پیچھے لے گیا۔ پھر وہ اچانک انسان سے بندر کی خصلت پر آگیا۔ یکبارگی فضا میں اچھل کر مقابل کے سر پر سے گزر کر پیچھے آیا پھر اس کے پلٹتے ہی ایک لات اس کے منہ پر ماری۔ دونوں شہ زور تھے۔ غیر معمولی جسمانی قوتوں کے حامل تھے۔ جافری کی یہ بدبختی تھی کہ وہ بندر نہیں تھا۔ فضا میں قلابازیاں نہیں کھا سکتا تھا اور فلائنگ کک نہیں مار سکتا تھا۔ اس لئے مارنے سے زیادہ مار کھا رہا تھا۔

پندرہ منٹ کے مقابلے میں جافری لہولہان ہو گیا۔ لڑکھڑاتے ہوئے کہنے لگا۔ "رک جاؤ۔ کیا مجھے جان سے مار دو گے؟"

ہیرو نے ہاں کے انداز میں سر ہلایا پھر اس کی پٹائی کی۔ وہ کبھی اٹھ رہا تھا' کبھی ہاتھ اور لات کھا کر گر رہا تھا۔ اگر جسمانی طور پر کمزور ہوتا تو اتنی مار کھانے کے بعد مر چکا ہوتا۔ یہ بات ہیرو اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ صرف لات اور گھونسوں سے نہیں مرے گا۔

وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا گاڑی کے بونٹ کے پاس آیا۔ وہاں زمین پر پڑے ہوئے اپنے ریوالور کو اٹھایا۔ جب اپنی جیب سے آخری گولی نکال کر چیمبر میں ڈالنے لگا تو جافری گڑگڑایا۔ "نہیں ہیرو! فار گاڈ سیک' مجھے گولی نہ مارنا۔ میں تمہارا خالق ہوں۔ تم بندر تھے۔ میں نے تمہیں انسان بنا دیا۔ آج میں تم سے اپنے احسانات کا بدلہ چاہتا ہوں۔ مجھے ان تمام احسانات کے بدلے زندگی دیدو۔"

ہیرو نے اس کا نشانہ لیا۔ پھر ایک ہاتھ کے اشارے سے بولا۔ "اقرار کرو کہ مجھے قتل کرنا چاہتے تھے۔"

وہ زمین پر پڑا ہوا تھا۔ دونوں ہاتھ جوڑ کر کہہ رہا تھا۔ "ہاں ہاں میں اقرار کرتا ہوں میں بہت بڑی غلطی کر رہا تھا۔ تمہیں مار ڈالنا چاہتا تھا۔ مگر اب......"

بات پوری ہونے سے پہلے آخری گولی اس کے سینے میں پیوست ہو گئی۔ وہ زمین پر مرغِ بسمل کی طرح تڑپنے لگا۔ ایسے وقت کمزور افراد خوش نصیب ہوتے ہیں۔ گولی کھاتے ہی ان کا دم نکل جاتا ہے۔ جافری کے لئے غیر معمولی جسمانی قوت عذاب بن گئی تھی۔ آسانی سے نہیں نکل رہی تھی۔

چونکہ ہیرو خود ایسی قوتوں کا حامل تھا اس لئے خوب سمجھتا تھا کہ جافری ہاتھوں اور لاتوں سے تھوڑا مرے گا' ریوالور کی گولی سے آدھا مرے گا۔ اور.....

اس نے گاڑی کی ڈکی سے پیٹرول کا کین نکالا پھر اس پر پیٹرول چھڑک کر آگ لگا دی۔

وہ واپسی میں گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ اس کے پاس ڈرائیونگ لائسنس نہیں تھا۔ جس کا لائسنس تھا' جس کی گاڑی تھی' وہ جل کر کوئلہ ہو گیا تھا۔ کوئی اس کا لائسنس اور تصویر دیکھ کر بھی اسے نہیں پہچان سکتا تھا۔

جافری اپنی ہی دشمنی کے نتیجے میں ہلاک ہوا۔ ہیرو اسے مارنا نہیں چاہتا تھا۔ کیونکہ اسے اتنی بڑی دنیا میں ایک اچھے ساتھی کی ضرورت تھی۔ اگر جافری چاہتا تو رفتہ رفتہ اسے انسانوں کی دنیا میں متعارف کرا سکتا تھا۔ لیکن وہ اسے ہمیشہ چار دیواری میں قید رکھنا چاہتا تھا۔

ہیرو نے اپنی جان تو بچالی تھی لیکن اب بھی وہی مسئلہ تھا کہ کسی اچھے ساتھی کے بغیر انسانوں کے درمیان آئے گا تو تماشا بھی بنے گا اور لوگ اسے پریشان بھی کریں گے۔ پھر یہ کہ جب تک منظر عام پر نہیں آئے گا' تب تک پہلے کی طرح چار دیواری میں چھپا رہے گا۔ اور چھپا رہے گا تو زندگی کی ضروریات کیسے پوری کرے گا؟

اس مسئلے کا حل ایک ہی تھا کہ کوئی قابلِ اعتماد ساتھی یا کوئی وفادار ملازم ملے۔ لیکن یہ وفادار اور قابلِ اعتماد لوگ کہاں ملتے ہیں؟ انسانوں کی دنیا میں تو بڑی مشکل سے ملتے ہیں۔ ہیرو کی زندگی میں بڑا مشکل وقت آپڑا۔

اس نے بنگلے کے پورچ میں گاڑی روک دی۔ بنگلے کے اندر تاریکی تھی۔ اسے اور جافری کو بجلی کی روشنی کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ وہ اندھیرے میں گھر کے اندر کا ایک ایک تنکا دیکھ لیتے تھے۔ ویسے دنیا والوں کو دکھانے کے لئے ایک یا دو کمروں کی لائٹس آن رکھتے تھے۔

اس نے اندر آکر جافری کے کمرے کی تلاشی لی۔ اس کے سیف سے تمام رقم نکال کر ایک اٹیچی میں رکھ لی۔ پھر وہ اس کمرے میں آیا' جسے لیبارٹری بنایا گیا تھا۔ جافری نے غیر معمولی سماعت و بصارت اور حیرت انگیز جسمانی قوتیں حاصل کرنے کی دوائیں اور انجکشن تیار کر کے وہاں ایک سیف میں رکھے تھے۔ اسے اندیشہ تھا کہ کبھی اچانک کسی وجہ سے بوڑھا یا کمزور ہو گا تو پھر وہ دوائیں استعمال کرے گا۔

ہیرو نے وہ تمام دوائیں نکال کر ایک چھوٹی سی اٹیچی میں اپنے کپڑوں کے درمیان رکھ لیں۔ وہ ڈائری بھی رکھی' جس میں دواؤں کے استعمال کا طریقہ لکھا ہوا تھا۔ دواؤں کے فارمولے کہیں لکھے ہوئے نہیں تھے کیونکہ وہ جافری کو زبانی یاد تھے اور اب وہ فارمولے اسی کے ساتھ نابود ہو گئے تھے۔

وہ ایک جگہ بیٹھا' تھوڑی دیر تک سوچتا رہا۔ دو باتیں اہم تھیں ایک تو یہ کہ اسے وہ جگہ چھوڑ دینا چاہئے اور کوئی نئی رہائش گاہ تلاش کرنا چاہیے لیکن شاید کوئی نصف بندر اور نصف انسان کو کرائے پر مکان نہ دے۔ انسان بے شک بندر پالتا ہے مگر کوئی اسے پالنے کے لئے تیار نہ ہو گا۔

وہ اٹیچی اور پورٹیبل کمپیوٹر اٹھا کر پھر گاڑی میں آگیا۔ ڈکی سے کین نکال کر پیٹرول کی ٹنکی فل کی۔ ایک اور راستہ یہ تھا کہ وہ شہر سے دور کسی ایسے ویرانے میں چلا جائے' جہاں دو چار مکانات ہوں۔ لوگ زیادہ نہ ہوں وہ کم لوگوں کے درمیان تھوڑی دیر عجوبہ بن کر ان سے دوستی کر سکے گا۔

O..☆..O

پرگولا نے وان لوئن پر تنویمی عمل کرنے کے بعد اسے چند گھنٹوں کے لئے سلا دیا تھا۔ عمل کرنے سے پہلے ثریا کے ایک گارڈ نے کہا تھا۔ "تم ہمارے سامنے عمل کرو گے تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ تم دھوکا نہیں دے رہے ہو۔"

پرگولا نے کہا "تنویمی عمل تنہائی میں ہوتا ہے۔ کسی تیسرے کی مداخلت نہیں ہونی چاہئے۔"

دوسرے گارڈ نے کہا۔ "ہم عمل کے دوران بالکل خاموش رہیں گے۔ تم وان لوئن کے دماغ کو صرف لاک کرو گے۔ دوسرے خیال خوانی کرنے والوں کا راستہ روکنے کی باتیں نقش کرو گے تو ہم مداخلت نہیں کریں گے۔ لیکن کوئی اور بات اس کے دماغ میں ٹھونسنا چاہو گے تو ہم تمہیں گولی مار دیں گے۔"

وہ بولا۔ "اچھی بات ہے۔ میں تمہارے سامنے عمل کر رہا ہوں۔"

وان لوئن ایک بستر پر آکر لیٹ گیا۔ جیری نے پوچھا۔ "باس!

اب کیا کیا جائے؟"

"تم وان لوئن کے دماغ پر قبضہ جمائے رہو۔ میں عمل کے دوران جو بولوں گا' اس کا جواب تم وان لوئن کی زبان سے دو گے۔ میں اسے تنویمی نیند سونے کا حکم دوں گا۔ تم اس کی آنکھیں بند کر دو گے۔"

جیری نے اس کی ہدایات پر عمل کیا۔ ایک گارڈ وہاں موجود تھا۔ پرگولا اس کے سامنے بڑے رعب اور دبدبے سے تنویمی عمل کرتا رہا۔ کچھ سوالات کرتا رہا' جن کے جوابات وان لوئن کی زبان سے جیری دیتا رہا۔

پرگولا نے حکم دیا کہ وہ آئندہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روکے گا پھر دشمنوں کو بھگا کر سانس لیا کرے گا۔ وان لوئن نے کہا کہ وہ ایسا ہی کرے گا۔ پھر اس نے حکم دیا کہ وہ تنویمی نیند سو جائے۔ اس کے ساتھ ہی وان لوئن نے آنکھیں بند کرلیں۔

نگرانی کرنے والا گارڈ مطمئن ہو کر پرگولا کے ساتھ کمرے سے باہر آگیا۔ اس کمرے کے دروازے کو باہر سے بند کر دیا گیا تاکہ وان لوئن آرام سے سوتا رہے۔ دونوں گارڈز اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے کہ اب ان کی مالکہ کے بیٹے کے پاس کوئی نہیں جارہا ہے۔ جبکہ جیری اس کے اندر تھا۔ اسے تھپک تھپک کر سلانے کے بعد اسے پرگولا کا معمول اور تابعدار بنا رہا تھا۔

ثریا کے تین گارڈز تھے۔ پرگولا ایک کو پہلے ہی تابعدار بنا چکا تھا۔ اس نے اس تابعدار کو بازار بھیج کر اعصاب کو کمزور کرنے والی دوا منگوائی تھی۔ ایک گھنٹے بعد ثریا اپنی دو بیٹیوں کے ساتھ آگئی۔ جو گارڈ پرگولا کا تابعدار تھا۔ اس کے ذریعے تھربال نے چائے بنوائی اور اس میں وہ دوا حل کرائی۔ ٹریسا اپنے بیٹے کو تنویمی نیند سوتے دیکھ کر مطمئن ہو گئی تھی۔ اس نے پرگولا سے کہا۔ "اگر تمہارا یہ عمل کامیاب رہے گا اور میرا بیٹا ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے محفوظ رہے گا تو میں تمہیں منہ مانگا انعام دوں گی۔"

وہ بولا۔ "میرا سب سے بڑا انعام یہی ہو گا کہ میں آپ کی خدمت آئندہ بھی کرتا رہوں۔"

سب کے سامنے چائے کی پیالیاں پہنچ گئیں۔ میکسی غسل کرنے گئی تھی۔ ثریا اور ماسیلا وہ چائے پینے لگیں۔ باہر بیٹھے ہوئے دو گارڈز کے ہاتھوں میں بھی پیالیاں تھمادی گئیں۔ وہ بھی تھکے ہوئے آئے تھے۔ چائے کو نعمت سمجھ کر پینے لگے۔

میکسی غسل سے فارغ ہو کر کمرے میں آئی۔ پھر آئینے کے سامنے گیلے بالوں کو تولیے سے خشک کرنے لگی۔ آئینے کے قریب دروازہ تھا۔ اس بند دروازے کے دوسری طرف سے اس نے اپنی ماں کی آواز سنی۔ وہ اپنے گارڈ سے غصے میں پوچھ رہی تھی۔ "یہ چائے کیسی تھی؟ میرا دل گھبرا رہا ہے۔ سچ سچ بتاؤ کیا تم نے اس میں کچھ ملایا ہے؟"

میکسی آئینے کے سامنے سے ہٹ کر دروازے کے قریب آئی۔ اسے اپنی بہن ماسیلا کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہی تھی۔ "ممی! میرا بھی دل گھبرا رہا ہے۔ میں کمزوری محسوس کر رہی ہوں۔ کچھ گڑبڑ ہے ممی!"

پرگولا کا قہقہہ سنائی گیا۔ پھر وہ بولا۔ "چائے تو حلق سے اتر گئی تم میں سے کوئی اگل نہیں سکے گا۔ گاڈ مدر! میں نے تیرے بیٹے کو اپنا غلام بنالیا۔ تم سب کے دماغوں کو بھی اس لئے کمزور بنایا ہے کہ میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے اب تیرے پورے خاندان کو میرا تابعدار بنائیں گے۔"

میکسی بند کمرے میں تن کر کھڑی ہو گئی۔ فوراً یہ سمجھ میں آگیا کہ پورا خاندان اس ہپناٹزم جاننے والے کے جال میں پھنس گیا ہے۔ اور اب اس کی باری ہے۔ وہ بچاؤ کی تدبیر سوچ رہی تھی اور پرگولا کا یہ دعویٰ سن رہی تھی کہ اس نے تینوں مسلح گارڈ کو بھی اپنے قابو میں کرلیا ہے۔ گویا وہ کسی گارڈز پر بھی بھروسا نہیں کر سکتی تھی۔

وہ تیزی سے چلتی ہوئی پچھلے دروازے کے پاس آئی۔ اسے کھول کر دیکھا۔ مکان کے پچھلے حصے میں کوئی نہیں تھا۔ اس نے اپنا پرس اٹھایا۔ پھر دروازے سے باہر آکر تیزی سے چلتی ہوئی احاطے کی دیوار کے پاس آئی۔ معمول بن جانے والے گارڈ نے دور سے اسے دیکھ کر للکارا۔ "رک جاؤ۔ یہاں سے جاؤ گی تو تمہاری ماں اور بھائی زندہ نہیں رہیں گے۔"

وہ اچھل کر دیوار پر چڑھ گئی۔ گارڈ دوڑتا آرہا تھا۔ وہ دیوار کے دوسری طرف کود کر بھاگنے لگی۔ اپنے ہی مسلح گارڈ کی للکار نے ثابت کر دیا تھا کہ جن محافظوں پر بھروسا کرنا چاہئے وہ بلاشبہ اس ہپناٹزم جاننے والے شیطان کے وفادار بن گئے ہیں۔

اس نے دور جانے کے بعد پلٹ کر اس مکان کی طرف دیکھا۔ گارڈ اس کا تعاقب نہیں کر رہا تھا۔ وہ ایسے علاقے میں تھی' جہاں لوگوں کی اور ٹریفک کی چہل پہل تھی۔ وہ سوچنے لگی کہ کہاں جائے؟ کس سے مدد حاصل کرے؟ پولیس والوں سے مدد حاصل کرتی تو بھید کھل جاتا کہ وہ مافیا کی گاڈ مدر کی بیٹی ہے۔ وہ ہپناٹزم جاننے والا دشمن ان کا بھید کھول دیتا۔ وہ زبردست ماں کی بیٹی تھی۔ بڑی طاقتور تنظیم کی اہم فرد تھی مگر اچانک تمام طاقتوں سے محروم ہو گئی تھی۔ ذہن خالی خالی سا ہو گیا تھا۔ وہ کچھ سوچنے کے قابل نہیں رہی تھی۔

مصیبت کے وقت صرف اپنے ہی یاد آتے ہیں۔ اسے یاد آیا۔ ایک انا ہے' جو ایسے وقت بڑے سے بڑے دشمن کو منہ توڑ جواب دے سکتی ہے اور پوری فیملی کو پچھلی رات کی طرح آج رات بھی مصیبتوں سے نکال سکتی ہے۔

وہ تیزی سے چلتی ہوئی ایک بوتھ میں آئی۔ دروازے کو بند کیا۔ پرس میں سے ٹیلیفون کارڈ نکال کر ریسیور اٹھایا۔ کارڈ کو فٹ کیا۔ پھر انا لانا کے نمبر ڈائل کئے۔ رابطہ قائم ہونے میں دیر نہیں لگی۔ ٹیلیفون کی گھنٹی سن کر میں نے ریسیور اٹھایا۔ دوسری طرف سے وہ بولی۔ "میں میکسی بول رہی ہوں۔ انا لانا کی بہن ہوں۔ فوراً انا لانا اور عادل کو فون دو۔"

میں عادل کو ریسیور دے کر اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ ادھر سے میکسی کہہ رہی تھی۔ "ہیلو کون عادل؟ ہاں میں ہوں میکسی۔ ہم بڑی مصیبت میں پھنس گئے ہیں۔ ایک ہپناٹائز کرنے والے نے برادر وان لوئن کو اپنا تابعدار بنالیا ہے۔ میری ممی اور ماسیلا کو دماغی کمزوریوں میں مبتلا کر دیا ہے۔ اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے اب ممی اور ماسیلا کو بھی معمولہ اور تابعدار بنالیں گے۔ فار گاڈ سیک' اس شیطان سے انہیں نجات دلاؤ۔"

عادل نے پوچھا۔ "تم ابھی کہاں ہو؟"

"حیفا میں انڈسٹریل ایریا کی سپر مارکیٹ میں ہوں۔ پلیز' جلدی آؤ۔ وہ مکان یہاں سے قریب ہے' جہاں ممی' برادر اور ماسیلا کو قیدی بنایا گیا ہے۔"

میں نے عادل کی زبان سے کہا۔ "ہم تل ابیب میں ہیں' وہاں تک پہنچنے میں ڈیڑھ گھنٹا لگے گا..... تب تک وہ شیطان انہیں لے کر کہیں چلا جائے گا۔ پھر ہم انہیں تلاش نہیں کر سکیں گے۔ تم انہیں بچانا چاہتی ہو تو میرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے دماغ میں آنے دو۔ پھر وہ جیسا کہیں' ویسا کرتی جاؤ۔"

"میں اپنے دماغ میں انہیں آنے دوں گی۔ انہیں جلد میرے پاس بھیج دو۔"

میں نے اس کے اندر پہنچ کر کہا۔ "سانس نہ روکنا۔ میں عادل کی طرف سے آیا ہوا ریسیور رکھ دو اور فوراً اس مکان کی طرف چلو۔"

وہ ریسیور رکھ کر بولی۔ "میں وہاں جاؤں گی تو وہ مجھے بھی پکڑ لیں گے۔"

"مجھ پر بھروسا کرو اور چلو۔"

وہ بوتھ سے نکل کر تیزی سے ادھر جانے لگی۔ میں نے کہا۔ "یاد رکھو۔ جب میں یا میرے ساتھی تمہارے پاس آئیں گے وہ کوڈ ورڈز کے طور پر کہیں گے' وی آر فار عادل' میں صرف چند سیکنڈ کے لئے جا رہا ہوں۔ ابھی آؤں گا۔"

میں نے لیلیٰ کے پاس آکر کہا۔ "ثانی اور باربرا کو میرے پاس بھیج دو۔ تم عادل اور انا کا خیال رکھو۔"

میں پھر میکسی کے پاس آیا۔ وہ سانس روکنا چاہتی تھی۔ میں نے کہا۔ "وی آر فار عادل۔"

وہ مطمئن ہو کر بولی "وہ سامنے مکان ہے۔ کیا اندر جاؤں؟"

"بے دھڑک جاؤ۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

"مم مگر ممی نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ اپنے کسی سگے کو نجات دلانے کے لئے کبھی دشمن کے اڈے میں نہیں جانا چاہئے۔ ورنہ ایک سگے کے ساتھ دوسرا سگا بھی جال میں پھنس جائے گا۔"

"تو پھر یہیں کھڑی رہ کر انتظار کرو۔ تمہارے سگوں کی لاشیں جلد ہی دیکھنے کو ملیں گی۔"

"ایسی منحوس باتیں نہ کرو۔"

"منحوس تو تم ہو' تمہارا پورا خاندان ہے۔ ہم نے کل رات تم سب کو یہودیوں سے بچایا۔ تمہیں محفوظ پناہ گاہ دی مگر تم لوگ خود کو بہت چالاک اور طاقتور سمجھتے ہو۔ آزادی کے لئے ہم سے دور بھاگے اور یہاں غلامی کی زنجیریں پہن لیں۔ جبکہ ہم نے تمہیں غلام نہیں بنایا تھا۔"

یہ کہتے ہی میں نے اس کے دماغ میں اچانک زلزلہ پیدا کیا پھر اسے منہ کھولنے نہیں دیا۔ وہ تکلیف کی شدت سے چیخنا چاہتی تھی لیکن منہ نہیں کھول سکتی تھی۔ زمین پر گر کر تڑپ رہی تھی۔ مکان کے پچھواڑے رات کی تاریکی میں اسے کوئی دیکھنے اور سنبھالنے والا نہیں تھا۔

میں نے ایسا مجبوراً کیا تھا کیونکہ وہ میرے منہ سے سخت باتیں سن کر سانس روکنے والی تھی۔ میں اس کے دماغ سے نکل جاتا تو اس کی فیملی کو بچانے کا یہ ایک راستہ رک جاتا۔ مجھے اس فیملی سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ میں صرف انا کی خاطر ان کے لئے کچھ کوشش کرنے آگیا تھا۔

میں نے کہا۔ "فوراً سنبھلنے کی کوشش کرو اور اٹھ کر مکان کے اندر جاؤ۔ ورنہ وہ دشمن یہاں سے بھاگ جائیں گے۔"

وہ تکلیف سے کراہ رہی تھی۔ اس کا سر پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا۔ وہ فوراً ہی سنبھل نہیں سکتی تھی۔ میں نے اس میں توانائی پیدا کی۔ اسے اٹھنے پر مجبور کیا۔ وہ اٹھ کر ڈگمگانے لگی۔ احاطے کی دیوار کو پکڑ کر ایک طرف چلنے لگی۔ اس میں اتنی طاقت نہیں رہی تھی کہ وہ دیوار پر چڑھ کر دوسری طرف احاطے میں جاتی۔ میں اسے چلاتے ہوئے گیٹ کی طرف لایا۔ وہ گیٹ سے داخل ہو کر مکان کی طرف جانے لگی تو ایک گارڈ نے کہا۔ "وہ دیکھو' میکسی واپس آرہی ہے۔"

میں آواز سنتے ہی اس گارڈ کے اندر پہنچ گیا۔ اس کے ذریعے دیکھا۔ پرگولا تیزی سے چلتا ہوا برآمدے میں آگیا تھا۔ میکسی کو دیکھتے ہی خوش ہو کر بولا۔ "آؤ آؤ میری جان! کیا تم سے چلا نہیں جارہا ہے؟ کہاں سے ٹوٹ پھوٹ کر آرہی ہو؟"

میں گارڈ کے ذریعے معلومات حاصل کر رہا تھا۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ وان لوئن پر بہت پہلے ہی عمل ہو چکا ہے۔ گاڈ مدر ٹریسا اور ماسیلا بستر پر غافل پڑی ہوئی ہیں۔ اس بات سے میں نے اندازہ لگایا کہ جیری اور تھربال ان ماں بیٹی پر تنویمی عمل کر رہے ہیں۔ ان کے علاوہ دو گارڈز بھی مضر چائے پی کر بیماروں کی طرح مکان کے ایک اندرونی حصے میں پڑے ہیں۔ میں تیسرے گارڈ کے دماغ میں تھا۔

پرگولا نے میکسی کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا۔ پھر اسے

بازوؤں میں جکڑ کر بولا۔ "تُو پولیس کی مدد نہیں لے سکتی تھی پھر بھاگ کر کہاں گئی تھی؟ کیا اپنے کسی یار کو بلانے گئی تھی؟"

میں نے گارڈ کی زبان سے کہا۔ "یار کو نہیں مددگار کو بلانے گئی تھی۔ وہ آگیا ہے تمہارے پیچھے ہے۔"

اس نے فوراً ہی میکسی کو چھوڑ کر پیچھے گھوم کر گارڈ کو دیکھا پھر غصے سے پوچھا۔ "تُو کیا بک رہا ہے؟"

میں نے ایک الٹا ہاتھ اس کے منہ پر رسید کیا۔ وہ پیچھے جاکر دیوار سے ٹکرا گیا۔ غصے اور جنون میں گارڈ پر حملہ کرنے کا ارادہ تھا مگر اس کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر گڑبڑا گیا۔ میں گارڈ کی جیب سے سائیلنسر نکال کر ریوالور میں لگا رہا تھا۔ وہ حیرانی سے بولا۔ "تم تم مجھے مارو گے؟ نہیں تم میرے تابعدار ہو۔"

میں نے کہا۔ "اس تابعدار کے دماغ پر میرا قبضہ ہے۔"

وہ بے یقینی سے بولا۔ "تم یہ کیا کہہ رہے ہو؟ یہاں کون تمہارے دماغ پر قبضہ جمانے آئے گا؟"

"وہی جس نے صبح منہ اندھیرے تمہیں دریا میں ڈبویا تھا۔ پھر دریا سے باہر لاکر تمہاری پٹائی کی تھی۔"

وہ شدید حیرانی اور پریشانی سے گارڈ کو دیکھتے ہوئے بولا۔ "تت...... تم وہ دریا کنارے والے ہو؟"

"ہاں یقین نہ کرو' تب بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ابھی تم اپنے انجام کے متعلق سوچو۔"

وہ بے بسی سے بولا۔ "برادر! تم کون ہو؟ کیوں صبح سے میرے پیچھے پڑے ہو۔"

"میں چاہتا تو تمہیں دریا میں ڈبونے کے بعد نکلنے نہیں دیتا۔ لیکن جب خدا شیطان کو نہیں مارتا' اسے ڈھیل دیتا ہے تو پھر میں تمہیں کیسے مارتا؟ میں بھی تمہیں ڈھیل دے کر وہاں سے چلا آیا تھا۔ اب بولو تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں؟"

"تم یہاں پچھتاؤ گے۔ میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس گارڈ کے ہاتھ سے ریوالور گرا دیں گے۔"

"کیسے گرائیں گے؟ جیری اور تھربال ان ماں بیٹی پر عمل کرنے میں مصروف ہیں۔ انہیں خبر نہیں ہے کہ تم پر کیا گزر رہی ہے؟"

"وہ ایک قریبی کمرے میں ہیں۔ میری آواز سنتے ہی عمل چھوڑ کر چلے آئیں گے۔"

میں نے گارڈ کے ذریعے گولی چلائی۔ وہ گولی پرگولا کی ران کا گوشت ادھیڑتے ہوئے گزر گئی۔ وہ لڑکھڑا کر برآمدے کے فرش پر گر پڑا۔ میں نے فوراً ہی اس کے اندر پہنچ کر اس کا منہ بند کر دیا۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ وہ چیخ مار کر جیری اور تھربال تک اپنی آواز پہنچانا چاہتا ہے۔

"اپنی آواز ان دونوں کو نہیں سنا سکو گے۔ میں نے سنا ہے' تم شیطانی دماغ رکھتے ہو۔ خیال خوانی کرنے والے تمہارے دماغ پر اثر انداز ہونے میں ناکام رہتے ہیں مگر یاد رکھو' کسی شیطانی طریقے سے مجھے یہاں سے نکالو گے تو میں گارڈ کے اندر پہنچ کر دوسری گولی چلاؤں گا۔"

وہ تکلیف سے کراہتے ہوئے بولا۔ "مجھے فوری طبی امداد پہنچاؤ۔ میرے اندر سے گولی نکالو۔"

"بکواس مت کر۔ گولی آرپار ہو گئی ہے۔ کیا دوسری بھی آرپار کر دوں؟"

"نن...... نہیں۔ گولی نہ چلانا۔ تمہارا کوئی خدا ہو گا تو میں اس کا واسطہ دیتا ہوں۔ مجھے اتنا بتا دو کہ مجھ سے کیا دشمنی ہے۔ کیا میں نے کبھی تمہیں کوئی نقصان پہنچایا ہے؟"

"کیا مرینا نے کبھی تمہیں نقصان پہنچایا تھا؟ کیا گاڈمدر یا اس کی کسی اولاد نے تمہارا کچھ بگاڑا تھا؟ کیا جیری اور تھربال اپنی مرضی سے تمہارے غلام بن گئے ہیں؟ ہرگز نہیں' تم نے انہیں جبراً اسیر کر رکھا ہے۔"

"میں ایسی شیطانی حرکتوں سے فائدے حاصل کرتا رہتا ہوں۔ تمہیں میری دشمنی سے کیا حاصل ہو رہا ہے؟"

"شیطان پر غالب آنے کی مسرتیں حاصل ہو رہی ہیں۔"

ایسے وقت جیری کی آواز سنائی دی۔ "باس! یہ آپ کس سے باتیں کر رہے ہیں؟ آپ کی سوچ بتا رہی ہے کہ اس شخص نے آپ پر گولی چلائی ہے۔"

میں نے کہا۔ "ہاں' تمہیں خوش ہونا چاہئے۔ اگر میں اسے گولی مار دوں تو تمہیں غلامی سے نجات مل جائے گی۔"

جیری نے کہا۔ "نہیں مسٹر اجنبی! ہمیں باس کی زندگی اور اپنی غلامی عزیز ہے۔ ہم سے سمجھوتا کرو۔"

"کیا سمجھوتا کرنا چاہتے ہو؟"

"ہم گاڈمدر اور اس کی فیملی کو آزاد کر دیں گے۔ تم باس کو یہاں سے جانے دو۔"

"ٹھیک ہے' جب اس فیملی کو پہلی جیسی آزادی ملے گی تو پرگولا یہاں سے جائے گا۔"

"سمجھو آزادی مل گئی۔ ہم انہیں چھوڑ کر باس کو لے جا رہے ہیں۔"

"ابھی دودھ پیتے بچے ہو۔ چالاک نہ بنو۔ میں اور میرے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے اگلے بارہ گھنٹوں تک اس فیملی کی آزادی کا یقین کریں گے۔ اس دوران تم نے اور تھربال نے کوئی مکاری دکھائی تو میں تمہارے اس شیطان باس کو جہنم میں پہنچا دوں گا۔"

"ٹھیک ہے۔ ہم ابھی یقین دلاتے ہیں۔ اپنے خیال خوانی کرنے والوں سے کہو' ثریا' وان لوئن اور رامیلا کے دماغوں میں آکر دیکھیں ہم ابھی اپنے تنویمی عمل کا توڑ کریں گے۔"

"تمہاری اطلاع کے لئے عرض ہے کہ میرے لوگ توڑ کر چکے ہیں۔ ابھی تم دونوں ثریا اور رامیلا پر عمل کر رہے تھے۔ ایسے وقت میرے لوگ بھی وہاں موجود تھے۔ تم دونوں اتنی دیر تک ماں بیٹی کے پاس جھک مارتے رہے ہو۔"

تھوڑی دیر پہلے ثانی نے مجھے یہ بات آکر بتائی تھی کہ وہ باربرا اور سلمان ان تینوں ماں بچوں کے اندر جا رہے ہیں اور دشمنوں کے عمل کا توڑ کرنے والے ہیں۔

میں نے کہا۔ "پرگولا! زندہ رہنا چاہتے ہو تو جیری اور تھربال کو حکم دو کہ وہ ان تینوں کے دماغوں میں نہ جائیں۔ تم بارہ گھنٹے تک یہاں قید رہو گے۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہو؟ میرا زخم گہرا ہے۔ مجھے ڈاکٹر اور علاج کی ضرورت ہے۔"

"میکسی ڈاکٹر ہے۔ یہ تمہاری مرہم پٹی کرے گی۔"

گارڈ پرگولا کو فرش پر گھسیٹتا ہوا ایک خالی کمرے میں لے گیا۔ میں نے میکسی کے پاس آکر پوچھا۔ "تمہاری کھوپڑی سلامت ہے یا نہیں؟"

وہ شرمندہ سی ہو کر بولی۔ "میں نے آپ پر بھروسا نہیں کیا۔ اس کی آپ نے خوب سزا دی ہے۔ میرا سر ابھی تک دکھ رہا ہے۔ مگر میں بہت خوش ہوں۔ آپ لوگوں نے آج دوسری بار ہمارے پورے خاندان کو تباہی سے بچایا ہے۔"

"تم ڈاکٹر ہو' پرگولا کی مرہم پٹی کرو۔"

"کیا اس ہپناٹائز کرنے والے شیطان کا نام پرگولا ہے؟"

"ہاں' اس سے یہی سمجھوتا ہوا ہے کہ میں اسے زندہ چھوڑوں گا اور وہ تم لوگوں کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ بارہ گھنٹے بعد یہاں سے چلا جائے گا۔"

"یہاں بارہ گھنٹے کیوں رہے گا؟ میں اس کی صورت نہیں دیکھنا چاہتی ہوں۔"

میں نے اسے وضاحت سے سمجھایا کہ جب تک اس کی ماں' بھائی اور بہن کے دماغوں سے اس کے خیال خوانی کرنے والوں کے اثرات ختم نہیں ہوں گے' پرگولا کو یرغمال بنا کر رکھا جائے گا۔

وہ خوش اور مطمئن ہو کر اس کی مرہم پٹی کے لئے جانے لگی۔ میں نے کہا۔ "پہلے انا کو فون پر اپنی خیریت سے آگاہ کرو۔"

میں نے ثانی کے پاس آکر کہا "بیٹی! یہاں دو گارڈ اعصابی کمزوریوں میں مبتلا ہیں۔ جیری اور تھربال ان کے ذریعے کوئی شیطانی چال چل سکتے ہیں۔ ان کا بھی کچھ علاج ضرور کرنا۔"

"اوکے پاپا! آپ جائیں آرام کریں۔"

میں دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ میرے آس پاس لیلیٰ' انا اور عادل بیٹھے ہوئے تھے۔ انا نے بے تابی سے پوچھا۔ "پاپا! وہ خیریت سے ہیں؟"

اسی وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "ریسیور اٹھاؤ اور میکسی سے باتیں کرو۔" اس نے فوراً ہی میرے پاس آکر ریسیور لیا پھر بولی۔ "ہیلو میکسی! تم سب خیریت سے ہو؟"

وہ میکسی کی باتیں سننے لگی۔ پہلے خوش ہوئی پھر مسکرا کر مجھے دیکھنے لگی۔ اس کی باتیں سنتی رہی پھر بولی۔ "ممی سے کہنا' میں نے بیٹی کی محبت سے مجبور ہو کر دوسری بار بھی بچا لیا مگر تیسری بار دل پتھر کر لوں گی۔ آئندہ وہ بیٹے کے ساتھ ذلتیں اٹھاتی پھریں گی۔ بہتر ہے اب مجھ سے کوئی تعلق نہ رکھو۔ اپنے اعمال درست رکھو' ایسی مصیبتیں نہیں آیا کریں گی۔"

وہ ریسیور رکھنا چاہتی تھی' میکسی نے کہا۔ "ذرا ایک منٹ فون بند نہ کرنا۔ اتنا بتا دو' یہ جو میرے دماغ میں آئے تھے' کیا یہی تمہارے بھائی جان ہیں؟"

"ہاں' پہلے بھائی جان تھے۔ اب یہ بھائی نہیں' میرے باپ ہیں۔ میرے پاپا ہیں۔"

"تو پھر میرے بھی پاپا ہوئے۔"

"ایسے رشتے اچھے خاندانوں میں قائم ہوتے ہیں۔ میں نے وہ جرائم پیشہ خاندان چھوڑنے کے بعد یہاں عزت پائی ہے۔ کیا تم ممی' برادر اور رامیلا کو چھوڑ سکتی ہو؟"

"نہیں۔ کوئی اپنی بنیاد سے الگ نہیں ہوتا۔"

"بنیاد ٹیڑھی ہو تو دیوار اسی طرح جھکتی اور گرتی جاتی ہے جس طرح تم سب گرتی جا رہی ہو۔"

"اپنے پاپا سے کہو' ہمیں آخری بار سہارا دیں۔ پرگولا اور اس کے خیال خوانی کرنے والوں نے ہمیں پہچان لیا ہے۔ آئندہ بھیس بدل کر ہمیں پھر اپنا تابعدار بنا سکتے ہیں۔ بہتر ہے کہ پاپا ہمارا حلیہ بدل دیں۔ ہمارے نئے شناختی کارڈز اور کاغذات تیار کرا دیں ورنہ......"

"ورنہ کیا؟"

"تم تو امی کے مزاج سے اچھی طرح واقف ہو۔ تمہارے پاپا نے پرگولا سے جو سمجھوتا کیا ہے' اس پر وہ عمل نہیں کریں گی۔ پرگولا کو مار ڈالیں گی۔"

"بکواس مت کرو۔ پاپا کے فیصلوں کے سامنے کوئی دم نہیں مارتا۔ ممی ان کے سمجھوتے کے خلاف پرگولا کو ہلاک کریں گی تو بہت ہی برے انجام سے دوچار ہوں گی۔"

یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا پھر مجھ سے کہا۔ "پاپا! میں اپنے خاندان والوں کو مصائب سے نکالنے کے لئے بار بار آپ کو اور عادل کو پریشان کرتی رہی ہوں۔ اب وہ سمجھوتے کے خلاف کوئی حرکت کریں گی تو مجھے بڑی شرمندگی ہوگی۔"

میں نے کہا۔ "تم کیوں شرمندہ ہو رہی ہو؟ جو جیسا کرتا ہے' ویسا بھرتا ہے۔ تمہاری محبت اور شرافت ہماری نظروں میں ہے۔ اس لئے تم ہم سب کے دلوں میں ہو۔"

وہ اپنی ماں کی فطرت کو اچھی طرح جانتی تھی۔ گاڈمدر کسی سے شکست کھاتی تھی تو اس سے ضرور انتقام لیتی تھی۔ پھر پرگولا تو اسی گھر میں زخمی پڑا ہوا تھا۔ وہ اسے سامنے پا کر ضرور اپنے غصے کو

ٹھنڈا کرنے کے لئے اسے گولی مار سکتی تھی۔
اب وہ جو بھی کرے۔ میں بار بار اس کی جھوٹی برتری سے اسے روکنے کی خدمات انجام نہیں دے سکتا تھا۔ انا شرمندہ سی تھی لیکن شرمندگی کو چھپائے ہم سے باتیں کر رہی تھی۔ میں نے کہا۔ "بھئی! تمہارے چہرے پر تھوڑی دیر پہلے والی رونق نہیں ہے۔ جب تم ہنستی مسکراتی ہو تو تمہارے رخسار ٹماٹر کی طرح سرخ ہو جاتے ہیں۔ ذرا ہنسو تو۔"

وہ ہنسنے لگی' اس کے ساتھ سب ہی قہقہے لگانے لگے۔ میں نے لیلیٰ سے کہا۔ "میں تھوڑی دیر کے لئے باہر جا رہا ہوں۔"

وہ بولی۔ "مجھے آپ کی تھوڑی دیر معلوم ہے۔ آپ صبح کر دیں گے۔"

"میں کسی معاملے میں مصروف رہنے کے لیے نہیں جا رہا ہوں۔ وعدہ کرتا ہوں' رات تک واپس آجاؤں گا۔"

میں لباس تبدیل کر کے بنگلے سے باہر آیا پھر کار میں بیٹھ کر ایک طرف چل پڑا۔ میں بھی گاڈمدر کے مزاج کو اچھی طرح سمجھ چکا تھا۔ اگر وہ پرگولا کو انتقاماً قتل کرنا چاہتی تو ناکامی کا زیادہ چانس تھا۔ کیونکہ وہ شیطانوں کا شیطان تھا۔ آسان موت مرنے والوں میں سے نہیں تھا۔

مجھے دوبارہ اسے آسانی سے مار ڈالنے کا موقع ملا۔ مگر میں نے اسے زندہ چھوڑ دیا۔ جناب علی اسد اللہ تبریزی کی ہدایات تھیں کہ دشمن کو جان سے نہ مارو۔ وہ پریشان کرے تو اسے عبرت ناک سزائیں دے کر زندہ رہنے دو۔ اس میں دو مصلحتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ دشمن ظرف والا ہوگا تو تم سے زندگی پا کر تمہارا احسان مند رہے گا۔ اگر کم ظرف ہوا تو غیر شعوری طور پر متاثر اور مرعوب رہے گا۔

اسے زندہ چھوڑنے میں دوسری مصلحت یہ ہے کہ تمہارے اطراف اور کئی دشمن ہیں۔ یہ دشمن صرف تم سے ہی نہیں ایک دوسرے سے بھی ٹکراتے رہتے ہیں اور ایک دوسرے کے ہاتھوں فنا ہوتے رہتے ہیں۔ جسے تم زندہ چھوڑو گے' وہ آگے چل کر دوسرے دشمنوں کے ہاتھوں مرے گا یا انہیں مارے گا۔ یوں خود بخود دشمن فنا ہوتے رہیں گے اور تم کسی کو قتل کرنے سے باز رہو گے۔

میں نے ایک اسنیک بار کے سامنے کار روک دی۔ چائے کی طلب ہو رہی تھی۔ میں بار سے چائے لے کر پھر کار میں آکر بیٹھ گیا۔ چائے کی ایک چسکی لی۔ پھر خیال خوانی کی پرواز کر کے میکسی کے پاس پہنچا تو اس نے سانس روک لی۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے میں اس کی دماغی توانائی بحال ہو گئی تھی۔ میں نے دوسری بار اس کے پاس پہنچتے ہی کوڈ ورڈز ادا کئے۔ "وی آر فارانا....."

پھر بھی اس نے سانس روک لی۔ یہ غصہ دلانے والی بات تھی۔ خود غرضی کی بھی حد ہوتی ہے۔ وہ ماں' بیٹا اور بیٹیاں کام نکلتے ہی طوطے کی طرح آنکھیں پھیر لیتی تھیں۔ میں پرگولا کے پاس پہنچا' پتا چلا وہ بیہوش پڑا ہے۔ پھر میں گارڈ کے پاس آیا اور اس کے خیالات پڑھنے لگا۔

اس کی سوچ نے بتایا کہ ثریا اور ماملا ایک گھنٹے بعد نیند سے بیدار ہو گئی تھیں۔ وان لوئن ان سے پہلے تنویمی نیند میں تھا اس لئے وہ بھی بیدار ہو گیا تھا۔ میکسی نے انہیں بتایا کہ ان کی نیند کے دوران کیا ہوتا رہا تھا۔ پرگولا نے انہیں تابعدار بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی لیکن عادل کے بھائی جان نے پھر ایک بار انہیں مصیبتوں سے نجات دلائی ہے۔

میکسی نے بازار سے دوائیں منگوا کر ان دو گارڈز کو کھلائی تھیں' جو اعصابی کمزوری کے باعث نیم بے ہوشی کی حالت میں تھے۔ پچھلے ایک گھنٹے سے ان کی بھی توانائی اس حد تک بحال ہوئی تھی کہ وہ چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے تھے۔ گاڈمدر ثریا نے ان تینوں کو بلا کر کہا۔ "تم لوگ فی الحال قابلِ اعتماد نہیں رہے ہو۔ پرگولا کے آدمی تمہارے ذریعے ہمیں نقصان پہنچا سکتے ہیں اس لئے چھٹی کرو۔ فوراً اس مکان سے بہت دور چلے جاؤ۔"

وہ تینوں اس مکان سے نکل گئے۔ جس وقت میں گارڈ کے خیالات پڑھ رہا تھا اس وقت وہ اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ اس مکان سے دور ٹل ایبب چلا آیا تھا۔ اب گاڈمدر اپنی اولاد کے ساتھ کیا کھچڑی پکا رہی تھی' یہ میں گارڈ کے ذریعے معلوم نہیں کر سکتا تھا۔

میں نے ثانی کے پاس آکر کوڈ ورڈز ادا کئے۔ وہ سوچ کے ذریعے بولی۔ "میں گاڈمدر کے دماغ میں ہوں۔"

ثانی' باربرا اور سلمان نے ان تینوں ماں بیٹے اور بیٹی پر تنویمی عمل کر کے ان کے دماغوں کو لاک کر دیا تھا۔ اب جیری اور تھرپال وغیرہ انہیں پریشان نہیں کر سکتے تھے لیکن ثانی وغیرہ نے اپنے لئے راستہ کھلا رکھا تھا۔ اس راستے سے ہم ان کی بے مروّتی اور احسان فراموشی دیکھ رہے تھے۔

ثریا نے اپنے بیٹے اور دونوں بیٹیوں کو پاس بٹھا کر کہا۔ "ہماری زندگی میں ایسا برا وقت پہلے کبھی نہیں آیا تھا۔ یہاں ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے اور ہپناٹائز کرنے والوں سے سابقہ پڑ رہا ہے۔ اب ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہم اپنی برتری قائم رکھنے کی جنگ لڑتے رہیں یا کسی بڑی طاقت کے تابعدار بن کر ذلت کی زندگی گزاریں؟"

وان لوئن نے کہا۔ "ممی! آپ ہمیشہ سر اٹھا کر زندگی گزارتی رہی ہیں۔ ہم آپ کا سر جھکنے نہیں دیں گے۔"

ماملا نے کہا۔ "اب ہم نارمل ہیں۔ سانس روک سکتے ہیں۔ کسی کو اپنے اندر نہیں آنے دیں گے جو غلطیاں ہم سے ہو چکی ہیں وہ دوبارہ نہیں ہوں گی۔"

ثریا نے کہا۔ "شاباش میرے بچو! مجھے فخر ہے کہ تم سب ہم مزاج ہو۔ پتا نہیں ایک انا ہم سے مختلف کیوں ہو گئی ہے۔"

میکسی نے کہا۔ "وہ فون پر کہہ رہی تھی کہ ہم سمجھوتے کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائیں۔ پرگولا کو جان سے نہ ماریں ورنہ اس کا انجام بہت برا ہوگا۔"

ماں نے کہا۔ "وہ نادان ہے۔ اتنا نہیں سمجھتی کہ پرگولا کے پاس اس کے خیال خوانی کرنے والے چھپے رہتے ہیں۔ اگر ہم پرگولا کو ختم کر دیں گے تو خیال خوانی کرنے والوں کو ہمارے درمیان رہنے کے لئے کسی کا دماغ نہیں ملے گا۔"

وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اپنے بچوں کے ساتھ چلتی ہوئی اس کمرے میں آئی' جہاں پرگولا فرش پر پڑا ہوا تھا۔ اس نے قریب سے اسے حقارت سے دیکھا۔ پھر اس پر تھوک دیا۔ وہ غصے سے تڑپ کر بولا۔ "یہ کیا حرکت ہے۔ ہمارے درمیان سمجھوتا ہو چکا ہے۔ تم نے مجھ پر تھوک کر یہ سمجھوتا توڑ دیا ہے۔ تم مجھے کمزور نہ سمجھو۔ میں تم سب کو جہنم میں پہنچا دوں گا۔"

وان لوئن نے اس کے منہ پر ٹھوکر ماری پھر کہا۔ "کتے کے بچے! تو دنیا کا گاڈ فادر بننا چاہتا تھا۔ کتا کبھی مالک نہیں بنتا۔"

ثریا نے کہا "میں تجھے ہمیشہ کتا بنا کر رکھتی لیکن تیرے خیال خوانی کرنے والوں سے خطرہ ہے۔ تیری موت کے بعد وہ اِدھر نہیں آئیں گے۔ انہیں کسی کے دماغ میں جگہ نہیں ملے گی۔"

وان لوئن نے ریوالور نکالا۔ اس میں سائلنسر لگایا۔ پھر اسے ماں کے ہاتھ میں دیا۔ اس دوران جیری اور تھرپال اپنے باس کو بچانے کے لئے تڑپ رہے تھے۔ کبھی ثریا اور وان لوئن کے دماغوں میں اور کبھی ماملا اور میکسی کے دماغوں میں جانے کی کوششیں کر رہے تھے لیکن انہیں جگہ نہیں مل رہی تھی۔

ثریا نے پرگولا کا نشانہ لیتے ہوئے کہا "وہ تیرے دونوں کتے میرے اندر آکر بھونکنا چاہتے ہیں۔ مگر اب انہیں بھونکنے کی کہیں جگہ نہیں ملے گی۔ لے' اب تیرا دماغ بھی بجھ رہا ہے۔"

اس نے صحیح نشانہ لے کر گولی چلائی۔ لیکن وہ اِدھر سے اُدھر ہو گئی۔ وہ پریشان ہو کر بولی۔ "بیٹے! پتا نہیں کیا بات ہے۔ میرا ہاتھ بہک رہا ہے۔"

میں نے پرگولا کے اندر چپکے سے کہا۔ "کہو پرگولا! کیا میں وعدہ نبھا رہا ہوں۔ سمجھوتے پر عمل کر رہا ہوں؟"

وہ چونک کر بولا۔ "ارے تم کون ہو بھائی؟"

"وہی ہوں جس نے تمہیں گولی مار کر اپاہج بنا دیا۔"

"اور اب جان بچانے آئے ہو۔ یہ کون سا اسٹائل ہے بھائی؟"

ثریا نے وان لوئن کو ریوالور دیتے ہوئے کہا "بیٹے! میں کچھ پریشان ہوں۔ تم اسے گولی مارو۔"

بیٹے نے ریوالور لیا۔ پھر نشانہ لگایا۔ پرگولا نے گھبرا کر سوچ کے ذریعے کہا۔ "اے مہربان بھائی! تو میرے دماغ میں کیوں ہے؟ اس گولی مارنے والے کے دماغ میں جا کر اس کا ریوالور چھین لے۔"

سائلنسر کی وجہ سے فائرنگ کی آواز باہر نہیں جا رہی تھی۔ وان لوئن نے سامنے والی دیوار پر گولی چلائی۔ پھر پریشان ہو کر صحیح نشانہ لگاتے ہوئے ٹریگر دبایا۔ وہ گولی ماں کے قدموں کے پاس قالین کو ادھیڑتی ہوئی فرش میں دھنس گئی۔ گاڈمدر چیخ مار کر اچھلتی ہوئی پیچھے گئی پھر بولی۔ "بیٹے! یہ کیا کر رہے ہو۔ ابھی مجھے گولی لگ جاتی تو؟"

ماملا نے بھائی سے ریوالور چھین کر کہا۔ "پتا نہیں' تمہیں اور ممی کو کیا ہو گیا ہے؟ ہم میں سے کسی کا نشانہ کبھی خطا نہیں ہوتا ہے۔ دیکھو گولی پہلے چھت پر مارو۔ وہ واپس آکر نیچے لیٹے ہوئے دشمن کے اندر گھسے گی۔"

اس نے یکے بعد دیگرے دو فائر کئے۔ گولیاں چھت میں جا کر گم ہو گئیں۔ پرگولا نے کہا۔ "واہ' کمال ہو گیا۔ چھ گولیاں ضائع ہو گئیں۔ ریوالور خالی ہو گیا۔ اب مجھے قتل کرنے کے لئے چاقو لاؤ۔"

وان لوئن اسے ٹھوکر مارنے کے لیے آگے بڑھا مگر گھوم کر میکسی کو لات مار دی۔ وہ لات کھا کر چیختی ہوئی ماں کے اوپر آئی پھر اس کے ساتھ فرش پر پرگولا کے پاس آگری۔ وان لوئن نے کہا۔ "سوری ممی! میں اس بدمعاش کو لات مارنا چاہتا تھا۔"

وہ ماں اور بہن کو اٹھانے کے لئے جھکا۔ پھر خود ہی ان کے قریب اوندھے منہ گر پڑا۔ ماملا کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ وہ بھی انہیں اٹھانے کے لئے جھکی اور پرگولا کے پاس گر پڑی۔ پرگولا اپنی تکلیف بھول کر قہقہے لگا رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ "آخر گرے زمیں پر' اونچی اڑان والے ہاہاہاہا....ہاہاہاہا...."

وہ ماں' بیٹے اور بیٹیاں فرش پر اٹھ کر بیٹھ گئیں۔ میں نے پرگولا کی زبان سے کہا "بوڑھی گاڈمدر! تو کسی کے زیرِ اثر نہیں رہنا چاہتی' جو تجھ پر احسان کرے اس کے احسان کا بوجھ بھی برداشت نہیں کرتی۔ مجھے مار ڈالنا چاہتی تھی اب بتا کیسے مارے گی؟"

وہ ماں بچے ایک دوسرے کو حیرانی اور پریشانی سے دیکھ رہے تھے۔ اب یہ بات سمجھ میں آگئی تھی کہ وہ سب ٹیلی پیتھی کے شکنجے میں ہیں۔ ثریا نے سہم کر پوچھا۔ "پرگولا! کیا تیرے آدمی ہمارے دماغوں میں ہیں؟"

جیری نے کہا۔ "نہیں باس! میں اور تھرپال ان کے اندر جانے میں ناکام ہوتے رہے۔ ہمیں اس وقت وہاں جگہ ملتی ہے' جب تمہارے اجنبی مہربان کا کوئی خیال خوانی کرنے والا موجود ہوتا ہے۔"

پرگولا نے ثریا سے کہا۔ "میرا کوئی آدمی تم میں سے کسی کے اندر نہیں ہے۔ میں نہیں جانتا' یہ کون خدائی فوجدار ہے۔ ہم سب کو کٹھ پتلیوں کی طرح نچا رہا ہے۔ میں نے تمہیں نقصان پہنچایا تو اس

نے مجھے سزا دیتے ہوئے اپاہج بنا دیا۔ تم لوگ مجھے مارنا چاہتے ہو تو وہ مجھے بچا رہا ہے اور تمہارے احساسِ برتری کو جوتے مار رہا ہے۔"

میکسی نے کہا۔ "ممی! یہ وہی عادل کا بھائی اور انا کا باپ ہے۔"

ماں نے کہا۔ "کیا بکتی ہے؟ تمہارا اور ان کا باپ مرچکا ہے۔"

"ممی! یہ نیا باپ ہے۔ انا اسے پاپا کہتی ہے۔"

وان لوئن بڑبڑایا۔ "اس کا مطلب ہے، ہم ابھی تک اس کے جال میں ہیں۔"

میکسی نے کہا "ہاں اور اس کے جال سے نکل آنے کی خوش فہمی میں ہم نے سمجھوتے کے خلاف پرگولا کو ہلاک کرنا چاہا اور وہ سمجھوتے کے مطابق اسے ہمارے ہاتھوں سے بچا رہا ہے۔"

وہ سب چپ ہوگئے۔ اپنے اپنے طور پر سوچنے لگے۔ پرگولا بھی سوچ رہا تھا۔ ان میں سے کسی کی جیت نہیں ہوئی تھی۔ اور کوئی مکمل طور پر ہارا ہوا بھی نہیں تھا۔ پرگولا اپاہج اور بے بس تھا مگر گاڈ مدر اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تھی۔ پرگولا کے پاس دو خیال خوانی کرنے والوں کی طاقت تھی۔ مگر وہ دونوں گاڈ مدر اور اس کی اولاد کے اندر نہیں پہنچ سکتے تھے۔

وان لوئن نے کہا "میکسی! انا کو فون کرو۔"

"کس منہ سے فون کروں۔ ہم اس کی نظروں میں انتہائی کمینے اور کم ظرف ہوگئے ہیں۔"

گاڈ مدر نے کہا۔ "تم نمبر ملاؤ۔ میں بات کروں گی۔ آخر وہ میری بیٹی ہے۔ میں اسے پگھلانا جانتی ہوں۔"

وہ سب اٹھ کر وہاں سے چلتے ہوئے دوسرے کمرے میں آئے۔ سینٹر ٹیبل پر فون رکھا ہوا تھا۔ ان میں ایک میکسی ایسی تھی، جس کے دماغ میں ہم نہیں جاسکتے تھے۔ ویسے اشد ضرورت ہوتی تو ہم راستہ بنالیتے۔ میں نے وان لوئن کے اندر رہ کر اس کے ذریعے فون کو اٹھایا۔ اس کے تار کو ایک جھٹکے سے الگ کیا۔ پھر ریسیور کو دیوار پر مار کر توڑ دیا۔ اس دوران میکسی اسے روکنے آئی تھی تو اسے دھکا دے کر گرادیا۔

ایسا کرنے کے بعد وان لوئن نے بوکھلا کر ٹوٹے ہوئے فون اور تار کو دیکھا پھر دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بیٹھ گیا۔ ماں اور بہنیں بھی مختلف صوفوں پر بیٹھ گئیں۔ پھر ٹریسا نے بیٹے کے سر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم کون ہو؟ اگر عادل کے بھائی اور میری بیٹی کے پاپا ہو تو مجھ سے باتیں کرو۔"

انہیں قہقہہ سنائی دیا۔ ان سب نے دروازے کی طرف دیکھا۔ پرگولا زخمی ٹانگ اٹھائے فرش پر گھسٹتا ہوا آیا تھا اور ہنستے ہنستے کہہ رہا تھا۔ "کسے آواز دے رہی ہو؟ وہ کمینوں سے بات کرنا چاہتا تو ٹیلیفون کو کیوں توڑ دیتا۔"

وان لوئن نے پرگولا کی طرف اشارہ کرکے کہا۔ "ممی! یہ شیطان تو ہمارے گلے پڑ گیا ہے۔ ہم نہ اسے اپنے سامنے برداشت کرسکتے ہیں، نہ اسے مار سکتے ہیں۔"

پرگولا نے کہا۔ "یہی معاملہ میرے ساتھ بھی ہے۔ نہ تم میں سے کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہوں، نہ زخمی ٹانگ لے کر یہاں سے جاسکتا ہوں۔ یہودی میرے پیچھے پڑے ہیں۔ باہر نکلا تو پہچانتے ہی میری دوسری ٹانگ بھی زخمی کردیں گے۔ مجھے مجبوراً یہاں رہنا پڑے گا اور تمہاری اس ڈاکٹر بیٹی کو میرا علاج کرنا ہوگا۔"

"میں تمہارا علاج نہیں کروں گی۔ میں تم پر تھوکتی ہوں۔"

"تمہاری ماں نے بھی مجھ پر تھوکا تھا۔ اس کا نتیجہ دیکھ لو، گاڈ مدر کی طاقت صفر ہوگئی ہے۔"

میکسی نے کہا۔ "تم میرے ہاتھوں مرو گے۔ میں تمہارے زخم میں زہر بھر دوں گی۔"

وہ بولا۔ "وان، لوئن اگر تمہاری ڈاکٹر بہن مجھے نقصان پہنچائے گی تو تم کیا کرو گے؟"

اس نے کہا۔ "میں دیوار سے سر ٹکرا ٹکرا کر مرجاؤں گا۔"

"ذرا نمونہ دکھاؤ، کیسے مرو گے؟"

وان لوئن اپنی جگہ سے اٹھ کر دوڑتا ہوا گیا پھر دھڑام کی زوردار آواز کے ساتھ دیوار سے سر ٹکرا دیا۔ دوسرے ہی لمحے چکرا کر گر پڑا۔ ماں اور بہنیں ہائے ہائے کرتی ہوئی اس کے پاس پہنچیں۔ ماں نے بیٹے کا سر اٹھا کر اپنے زانو پر رکھا۔ پھر اس کی پیشانی سہلاتی ہوئی بولی۔ "پرگولا کا علاج ہوگا۔ بالکل صحیح علاج ہوگا۔ میرے بیٹے کو سزا نہ دو۔ اری میکسی! تو خاموش کیوں ہے؟ کچھ بولتی کیوں نہیں؟"

وہ بولی "ہاں ہاں، میں وعدہ کرتی ہوں پرگولا کو دواؤں کے ذریعے نقصان نہیں پہنچاؤں گی، میں دن رات اس کے زخم کی مرہم پٹی کرتی رہوں گی۔"

وہ دوڑتی ہوئی گئی، دواؤں کا بیگ اٹھا کر لے آئی۔ تمن[illegible] پہلے کی ہوئی پٹی کھول کر زخم کا معائنہ کرکے پھر مرہم پٹی کرکے انجکشن بھی لگا دیا تاکہ زخم جلد سے جلد بھرے اور وہ یہاں سے جانے کے قابل ہوجائے۔

پرگولا نے آرام محسوس کرتے ہوئے سوچ کے ذریعے کہا "اے مہربان بھائی! مانتا ہوں، یہ تمہاری ہی کھوپڑی ہے جو بدترین دشمنوں کو ایک ہی چھت کے نیچے رہنے پر مجبور کررہی ہے، ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کو نقصان بھی نہیں پہنچا سکے گا۔"

میں نے کہا۔ "جیری اور تھریال ابھی تمہارے پاس ہیں، تمہاری آواز اور لہجے کو سن رہے ہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں، جب بھی گاڈ مدر کی طرف سے پرگولا کو خطرہ پیش آئے، وہ میرے دماغ میں آکر مجھے اطلاع دیں۔ میں فوراً آکر اسے بچاؤں گا اور تم تینوں یہ[illegible]

[یاد] رکھنا کہ تم میں سے کسی نے گاڈ مدر اور اس کی اولاد کو کوئی [نقص]ان پہنچایا یا انہیں ٹریپ کرنا چاہا تو میں چشم زدن میں پرگولا کی [زندگ]ی کو موت میں بدل دوں گا۔"

[ی]ہ دھمکیاں دے کر میں اسنیک بار کے سامنے اپنی کار میں [حاض]ر ہوگیا۔ چائے کی پیالی خالی ہوچکی تھی۔ میں نے کار کو اسنیک [بار] کی روشنی سے دور ایک درخت کے سائے میں روکا تھا اور تاریکی [میں] خیال خوانی کررہا تھا۔ میں کار سے نکل کر دکان میں آیا۔ پیالی [وا]پس کی۔ چائے کی قیمت ادا کی۔ پھر واپس آکر اسٹیئرنگ سیٹ پر [بیٹھ] گیا۔ کار اسٹارٹ کرتے ہی ایک ریوالور کی نال میری گردن سے [لگ]ی۔ کسی نے سرد لہجے میں کہا۔ "انجن چالو رکھو۔ مگر گاڑی نہ [بڑھاؤ]۔ انتظار کرو۔"

میں نے حکم کی تعمیل کی اور حکم دینے والے کے اندر پہنچ گیا۔ [وہ ت]نہا تھا۔ اسے اپنے ساتھی کا انتظار تھا۔ اس کا نام جونی تھا۔ اس [کا] ساتھی ٹونی پانچ منٹ کے بعد آگیا۔ پچھلی سیٹ پر جونی کے پاس [بیٹھ]تے ہوئے بولا۔

"یار! پرابلم ہوگیا۔ اس بوتھ کا ٹیلی فون خراب ہے۔ اب [ہم] الان روبن سے کیسے رابطہ کریں۔"

جونی نے ریوالور کی نال سے میری گردن کو ٹھونکا دیتے ہوئے [کہ]ا۔ "اسے آگے چلو، آگے پرنسٹن روڈ کے ٹیلیفون بوتھ کے [سام]نے گاڑی روکو۔"

میں نے کہا۔ "بوتھ میں جانا ضروری نہیں ہے۔ میرے پاس [موب]ائل فون ہے۔"

ٹونی نے میری طرف جھک کر کہا "شاباش، کام کے آدمی ہو۔ [کہ]اں ہے فون؟"

"ڈیش بورڈ کے اس خانے میں۔ کیا نکالوں؟"

"خبردار! چالاکی نہ دکھاؤ۔ کیا وہاں سے ہتھیار نکالنا چاہتے ہو؟ [ہ]اتھ، وہ خانہ کھولو۔"

ٹونی نے پچھلی سیٹ سے اگلی سیٹ کی طرف جھک کر اس خانہ کھولا۔ اندر اچھی طرح دیکھا۔ پھر موبائل فون نکال کر بولا۔ [وہ]اں ہتھیار نہیں ہے۔"

"اس کا لباس چیک کرو۔"

[و]ہ بچارے بڑے محتاط تھے۔ وہ اگلی سیٹ پر جھک کر آیا۔ مجھے [اچھ]ی طرح چیک کیا پھر مطمئن ہو کر پچھلی سیٹ پر چلا گیا۔ ابھی تک [ان] کے خیالات پڑھ کر اتنا ہی معلوم ہوا تھا کہ دونوں پیشہ ور قاتل [ہیں۔] ابھی ایک لڑکی کو قتل کرنے والے ہیں، جس کا نام سارہ روبن [ہے۔] سارہ کے دو سوتیلے بھائیوں نے ان قاتلوں کو دس ہزار امریکی [ڈالر د]یے ہیں۔ لڑکی کا کام تمام کرنے کے بعد انہیں مزید دس ہزار [ڈ]الر [ملیں] گے۔

ٹونی نے رابطہ کیا۔ پھر کہا "ہیلو مسٹر الان! میں ٹونی بول رہا [ہوں]۔"

الان روبن کی آواز سنائی دی۔ "میں بڑی دیر سے انتظار کررہا ہوں۔ کہاں چلے گئے تھے؟"

"مسٹر! ہمیں کچھ انتظامات کرنے تھے۔ پھر ایک جگہ سے فون کرنا چاہا تو وہ فون آؤٹ آف آرڈر تھا۔"

"اب کہاں ہو؟"

"ایک کار میں ہیں۔ جونی نے کار والے کو گن پوائنٹ پر رکھا ہے۔"

"کیا تم اس کار والے کی موجودگی میں مجھ سے باتیں کررہے ہو؟"

"جی ہاں۔ آپ کام کی بات کریں۔"

"کیا خاک باتیں کروں۔ تم اس اجنبی کے سامنے میرا نام لے رہے ہو۔ کیا مجھے پھنسانا چاہتے ہو؟"

"ہم اتنے نادان نہیں ہیں۔ کام ہوتے ہی سارے ثبوت اور گواہ مٹا دیتے ہیں آپ یہ بتائیں، وہ گھر سے کب نکل رہی ہے؟"

"ابھی اپنے کمرے میں ہے۔ شاید باہر جانے کے لئے تیار ہو رہی ہے۔ دس منٹ بعد پھر فون کرو۔ اگر اس کار میں کوئی فون ہے تو اس کا نمبر بتاؤ۔"

ٹونی نے مجھ سے موبائل کا نمبر پوچھا۔ پھر الان روبن کو بتا کر کہا۔ "اب تم ہمیں فون کرو گے۔ ہم انتظار کررہے ہیں۔"

اس نے فون بند کردیا۔ میں الان روبن کے پاس پہنچ گیا۔ اس کے سامنے ایک جوان شخص بیٹھا ہوا تھا۔ پتا چلا وہ بڑا بھائی سولان

ہے۔ الان نے اس سے کہا۔ "برادر! جونی اور ٹونی بالکل تیار بیٹھے ہیں۔ پتا نہیں وہ سُور کی بچی کب اپنے کمرے سے نکلے گی؟"

بڑے بھائی سولان نے کہا۔ "اسے سُور کی بچی نہ کہو۔ ہمارے باپ کو گالی پڑتی ہے۔"

الان قریب آکر بیٹھ گیا پھر آہستگی سے بولا۔ "ہم نے اسے اس قدر بدنام کیا کہ ایک بازاری عورت بھی اس قدر بدنام نہیں ہوتی ہوگی۔ تم کہتے تھے' وہ رسوائیوں سے گھبرا کر خودکشی کرلے گی مگر بڑی ڈھیٹ ہے۔ ہمیں کرائے کے قاتلوں سے کام لینا پڑ رہا ہے۔"

سولان نے کہا۔ "تم بھول رہے ہو.... کچھ روز پہلے وہ بہت پریشان اور زندگی سے بیزار ہوگئی تھی۔ مجھے کیمسٹ نے بتایا تھا کہ وہ زہر کی شیشی خرید کرلے گئی ہے۔ پھر ایک دن ہسپتال کے ایک ڈاکٹر نے فون کیا تھا کہ اس نے اعصابی کمزوری کی دوا پی لی تھی۔ ہوٹل والوں نے اسے اسپتال پہنچایا تھا۔"

"اس کا مطلب ہے۔ اس شیشی میں زہر نہیں تھا۔"

"ہاں' اس کے مقدر میں کسی قاتل کے ہاتھوں مرنا لکھا ہے۔ اس لئے اسے زہر نصیب نہیں ہوا۔"

اس نے جونہی اپنی بات ختم کی' اسے اپنے ہی دماغ میں ایک قہقہہ سنائی دیا۔ میں بھی خیال خوانی کرتے کرتے چونک گیا۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایک لڑکی کے قتل کی جو سازش ہو رہی ہے اس سلسلے میں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا بھی دلچسپی لے رہا ہے۔

میں ابھی یہ نہیں جانتا تھا کہ کوئی ایکسرے مین ہے' جو سارہ کا دیوانہ ہوگیا ہے اور جس کا دیوانہ ہے اسے حاصل کرنے کے بعد اسے مار ڈالنا چاہتا ہے۔ ایک بار اسے مار ڈالنے کی کوشش کرچکا ہے اور ناکام رہا ہے۔ اب پہلے سے زیادہ اس کا دیوانہ ہوکر اسے آج رات حاصل کرنے والا ہے۔

وہ سولان کے دماغ میں قہقہہ لگا کر کہہ رہا تھا۔ "اسے زہر نہ مار سکا' قاتل بھی نہیں مار سکیں گے۔"

سولان گھبرا کر کھڑا ہوگیا۔ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بولا۔ "الان! میرے اندر کوئی ہنس رہا ہے اور بول رہا ہے کہ وہ نہیں مرے گی۔"

الان نے اس کے قریب آکر اس کے دونوں بازوؤں کو تھام کر پوچھا۔ "تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے؟"

اس بار الان نے اپنے اندر وہ آواز سنی۔ کوئی کہہ رہا تھا۔ "ٹھیک نہیں۔ اب تم بھی ٹھیک نہیں رہو گے۔"

وہ گھبرا کر صوفے پر بیٹھ گیا پھر بولا۔ "برادر! میرے اندر بھی کوئی بول رہا ہے۔"

پھر آواز سنائی دی "ہاں' اسے ٹیلی پیتھی کہتے ہیں۔ جب یہ کسی کے اندر جاتی ہے تو اس کی ساری بدمعاشیاں باہر نکال دیتی ہے۔"

سولان نے اچانک ہی الان کو تھپڑ مارا۔ دوسرے ہی لمحے میں الان نے سولان کے منہ پر گھونسا رسید کیا۔ پھر دونوں بھائی باری باری ایک دوسرے کو مارنے اور کپڑے پھاڑنے لگے۔ میں سمجھ رہا تھا کہ وہ خیال خوانی کرنے والا کبھی ایک کے اور کبھی دوسرے کے دماغ میں جارہا ہے اور انہیں پاگلوں کی طرح ایک دوسرے کو نوچنے کھسوٹنے پر مجبور کر رہا ہے۔ آخر وہ لڑتے لڑتے اور کپڑے پھاڑتے پھاڑتے ننگے ہوگئے۔ تھک ہار کر فرش پر گر پڑے۔

میں نے سولان کے دماغ میں سنا' وہ اجنبی کہہ رہا تھا۔ "آج کے لئے اتنی ہی وارننگ کافی ہے۔ آئندہ سارہ کے پیچھے قاتل لگاؤ گے تو وہ قاتل آکر تمہیں قتل کر دیں گے۔ سارہ ابھی گھر سے نکلنے والی ہے۔ اس کا راستہ روکنے کی حماقت نہ کرنا۔"

پھر خاموشی چھاگئی۔ چند سیکنڈ کے بعد میں خیال خوانی سے چونک گیا۔ دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ ٹونی کہہ رہا تھا۔ "جونی! میرے سر میں کچھ ہو رہا ہے۔"

جونی نے پوچھا۔ "کیا ہو رہا ہے؟"

"میرے اندر کوئی ہنس رہا ہے۔"

میری گردن سے ریوالور کی نال ہٹ گئی۔ وہ ریوالور جونی کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا۔ وہ اپنا سر پکڑ کر کہہ رہا تھا۔ "ہاں' میرے اندر بھی کوئی قہقہے لگا رہا ہے۔ یہ.... یہ کیا ہو رہا ہے۔"

ٹونی نے کہا۔ "میرے اندر کوئی کہہ رہا ہے کہ میں کار سے نکل کر بھاگوں۔ ورنہ تم مجھے گولی مار دو گے۔"

جونی نے گرا ہوا ریوالور اٹھا کر کہا۔ "ہاں تمہیں قتل کروں گا مگر یہاں نہیں' باہر چلو۔"

"یار جونی! یہ کیا کر رہے ہو؟ گولی چل جائے گی۔"

"خیریت چاہتے ہو تو فوراً باہر نکلو۔"

وہ موبائل فون سیٹ پر پھینک کر اس نے دروازہ کھولا اور باہر نکلتے ہی بھاگنے لگا۔ جونی نے دوسری طرف کا دروازہ کھول کر اس کے پیچھے دوڑ لگائی۔ یہ میری زندگی میں پہلا موقع تھا کہ نہ دشمنوں سے لڑنا پڑا اور نہ ہی خیال خوانی کرنی پڑی۔ کوئی اجنبی اپنی خیال خوانی کے زور پر ان دونوں کو اڑا لے گیا تھا۔

میں نے جونی کے اندر رہ کر دیکھا۔ وہ دونوں بہت دور تک دوڑتے ہوئے گئے۔ تقریباً ایک کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد اس نے اپنے ساتھی ٹونی کو گولی ماردی پھر ریوالور کو اپنی کنپٹی سے لگا کر ٹریگر دبا دیا۔

قصہ تمام ہوگیا۔ میں نے باہر نکل کر پچھلی سیٹ کے دونوں دروازوں کو بند کر دیا۔ پھر اسٹیرنگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ لیکن کار اسٹارٹ نہیں کی۔ ٹونی اور جونی کے خیالات پڑھ کر معلوم ہوا تھا کہ سامنے جو گلی نظر آرہی ہے' سارہ اسی گلی سے اپنی سرخ رنگ کی کار میں نکلے گی۔

میں نے اپنی کار اسٹارٹ نہیں کی۔ مجھے اس کا انتظار تھا۔

O..☆..O

ہیرو نے ہائی وے کے ایک ویران حصے میں گاڑی روک دی۔ ایک طرف میلوں دور تک سپاٹ میدان تھا۔ کئی میل دور ایک جگہ چھوٹی سی روشنی کا دھبّا سا دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے غیر معمولی قوتِ بصارت سے دیکھا' وہاں ایک مکان تھا۔ روشنی اس مکان کی کھڑکی سے آرہی تھی۔ اس نے گاڑی ادھر موڑ دی۔ ہیڈلائٹس بجھادیں۔ اسے روشنی کی ضرورت نہیں تھی۔ اتنی بڑی دنیا میں صرف ایک ساتھی کی ضرورت تھی۔ اگر کوئی بھروسے کا بندہ مل جاتا تو اس کے بہت سارے مسائل حل ہوجاتے۔

وہ ڈرائیو کرتا ہوا آیا۔ پھر اس مکان سے تقریباً ایک ہزار گز کے فاصلے پر گاڑی روک کر اتر گیا۔ اس نے سوچا' اس مکان میں عورتیں اور بچے ہوں گے تو رات کے وقت اسے دیکھ کر ڈر جائیں گے۔ لہٰذا دبے قدموں جاکر وہاں کے مکینوں کے بارے میں کچھ معلوم کرنا چاہئے۔

اس نے دبے قدموں آگے بڑھتے ہوئے دور تک نظریں دوڑائیں۔ وہاں حدِ نظر تک کوئی دوسری چار دیواری نہیں تھی۔ اس چھوٹے سے مکان کے اطراف خوبصورت سا باغیچہ تھا اور کئی گھنے درخت تھے۔ احاطے کی دیواریں اونچی تھیں۔ بڑا سا آہنی گیٹ کھلا ہوا تھا۔ جیسے آنے والے کو خوش آمدید کہہ رہا ہو۔

یہ عجیب سی بات تھی۔ اس ویرانے میں احاطے کے گیٹ کو بند رہنا چاہئے تھا لیکن وہ کھلا ہوا تھا۔ شاید کسی کی آمد کی توقع تھی۔ یہ بھی ممکن تھا کہ چوری سے آنے والوں کو پھانسنے کے لئے اسے کھلا چھوڑا گیا ہو۔

وہ گیٹ سے کترا کر دوسری طرف گیا پھر ایک جگہ اچھل کر احاطے کی دیوار پر کھڑا ہوگیا۔ وہاں سے چھلانگ لگا کر ایک درخت کی شاخ سے لٹک گیا۔ اس شاخ سے جھولتا ہوا فضا میں قلابازی کھاتا ہوا دوسری شاخ پر آکر لٹکنے لگا۔ پھر اس درخت سے چھلانگ لگا کر دوسرے درخت کی شاخوں پر بھی یہی کرتب دکھانے لگا۔ یہ اس کی پیدائشی عادت تھی۔ وہ اپنے فطری طریقۂ کار کے مطابق مکان کے بالکل قریب ایک درخت پر پہنچ گیا۔

وہاں ایک ہی کمرے میں روشنی تھی۔ باقی کمرے تاریکی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اگر کھڑکیوں پر پردے پڑے نہ ہوتے تو وہ اندر تاریکی میں دیکھ لیتا۔ جس کمرے میں روشنی تھی صرف اس کی کھڑکی کا پردہ ہٹا ہوا تھا۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ کسی آنے والے کے لئے وہ کھڑکی روشن رکھی گئی ہے۔

وہ کان لگا کر سننے لگا۔ اگر اندر کوئی سرگوشی میں بول رہا ہوتا یا خراٹے لے رہا ہوتا تو وہ فوراً سن لیتا۔ کوئی آواز نہیں تھی۔ پھر بھی اس کی حس بتا رہی تھی کوئی ہے یا کوئی آنے والا ہے۔

وہ درخت سے چھلانگ لگا کر مکان کی دیوار کے پاس آکھڑا ہوا۔ پھر وہاں سے ایک تاریک کھڑکی سے کان لگا کر سننے لگا۔ آدمی جب سانس لیتا ہے تو خود اسے اپنی سانسوں کی آواز سنائی نہیں دیتی۔ یہ غیر معمولی قوتِ سماعت کا کمال تھا کہ وہ کھڑکی کے باہر سے کسی کے سانس لینے کی آواز سن رہا تھا۔ کوئی تاریک کمرے میں بیٹھا ہوا تھا یا لیٹا ہوا تھا مگر جاگ رہا تھا۔ سونے اور جاگنے کے وقت سانسوں کے اتار چڑھاؤ میں فرق ہوتا ہے۔ ہیرو اس فرق کو خوب سمجھتا تھا۔

اس تاریک کمرے میں ایکسرے مین بیٹھا ہوا تھا۔ وہ مکان اور آس پاس کی زمین اسی کی ملکیت تھیں۔ وہ اس وقت بڑی خاموشی اور انہماک سے خیال خوانی کر رہا تھا۔ سارہ کے دماغ میں پہنچا ہوا تھا۔ اس پر پوری طرح قبضہ جما کر اسے اپنے اس مکان کی تنہائی میں آنے پر مجبور کر رہا تھا۔

وہ اپنے آپ سے غافل تھی۔ ایکسرے مین اس کے اندر رہ کر اس کے ذریعے کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ کار چلاتی ہوئی کن راستوں سے گزر رہی ہے۔ جب وہ ہائی وے کو چھوڑ کر سپاٹ میدانی راستے پر آگئی تو اس نے دماغ کو تھوڑی ڈھیل دی۔ وہ بریک لگا کر دور تک تاریکی اور ویرانی کو دیکھنے لگی۔ پھر خوف سے چیخنا چاہتی تھی مگر ایکسرے مین نے چیخنے نہیں دیا۔ ہنس کر بولا۔ "میری جان! وہ سامنے دیکھو۔ دور ایک روشن کھڑکی ہے۔ میں اس

مکان میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ آجاؤ۔"

"نہیں، میں نہیں آؤں گی۔ میں واپس جاؤں گی۔"

اس نے گاڑی اسٹارٹ کی۔ ریورس گیئر کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ لیکن گاڑی کو پیچھے لے جا کر موڑ نہیں سکی۔ بے اختیار آگے ڈرائیو کرنے لگی۔ اپنے اندر چیخنے لگی۔ "میں نہیں جاؤں گی۔ شیطان کے بچے! میں نے اتنے دنوں میں معلوم کرلیا ہے کہ تو جادو نہیں ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ میں تیرے قابو میں نہیں آؤں گی۔ اپنی جان دے دوں گی۔"

وہ بولا۔ "اس بار غلطی نہیں کروں گا۔ تمہیں خودکشی کا موقع نہیں دوں گا۔ تم وہی کرو گی، جو میں چاہتا ہوں اور دیکھ لو کہ تم وہی کر رہی ہو۔ وہ سامنے بڑا گیٹ کھلا ہوا ہے۔ اندر چلی آؤ۔"

اس ویرانے میں دور تک کوئی اس کی فریاد سننے والا نہیں تھا اس لئے اس نے سارہ کو بولنے اور بڑبڑانے کی ڈھیل دیدی۔ اُدھر ہیرو کھڑکی سے لگا، سانسوں کی آواز سننے کے بعد سوچ رہا تھا کہ دروازے پر جا کر دستک دے۔ شاید اس مکان میں کوئی مہربان مل جائے۔

وہ ادھر سے چلتا ہوا مکان کے سامنے والے حصے کی طرف جا رہا تھا پھر ٹھٹک گیا۔ ایک کار دکھائی دی۔ وہ بڑے گیٹ سے گزر کر احاطے میں داخل ہو رہی تھی اور اس کار سے کسی لڑکی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ "چھوڑ دو مجھے، مجبور نہ کرو۔ تمہیں خدا کا واسطہ دیتی ہوں، مجھے واپس جانے دو۔"

ہیرو نے سمجھا۔ شاید کچھ لوگ کسی لڑکی کو زبردستی پکڑ کر لا رہے ہیں لیکن وہ کار مکان کے سامنے آکر رکی اور صرف سارہ باہر آئی تو ہیرو شدید حیرانی سے دیکھنے لگا۔ اسے کسی نے پکڑا نہیں تھا مگر وہ جھنجلا کر کہہ رہی تھی۔ "مجھے چھوڑ دو۔ میں مکان کے اندر نہیں جاؤں گی۔"

لیکن وہ رک رک کر یوں جا رہی تھی۔ جیسے نادیدہ لوگ اسے کھینچ کھینچ کر لے جا رہے ہوں۔ پھر وہ دروازے کے سامنے پہنچی۔ وہ اندر سے بند نہیں تھا۔ ہاتھ لگاتے ہی کھل گیا۔ اس نے کمرے میں آکر دروازے کو اندر سے بند کر دیا۔ کھڑکی کے پردے کو برابر کر دیا۔ وہ ایسا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ لیکن بے اختیار تھی۔

وہ تاریک کمرے سے نکل کر روشن کمرے میں آگیا۔ مسکرا کر بولا۔ "یہاں تک آنے کے بعد تمہیں سمجھ لینا چاہئے کہ نہ تمہاری کوئی تدبیر کام آئے گی، نہ ضد کام آئے گی اور نہ ہی تمہارے لئے اس ویرانے میں غیبی امداد پہنچے گی۔ میرا نیک مشورہ ہے، عقل سے کام لو۔"

وہ اسے غصے سے دیکھ کر بولی۔ "ہاں، میں اپنی مجبوری اور بے بسی کو اچھی طرح سمجھ رہی ہوں۔ پھر بھی آخری وقت تک اپنی عزت بچانے کی کوششیں کرتی رہوں گی۔"

"سارہ! میں برا اور بدکار نہیں ہوں۔ تمہیں دل سے چاہتا ہوں۔ تم سے شادی کروں گا۔"

"شادی کرنے والے ایسی زبردستی نہیں کرتے۔"

"میں تمہارے خیالات کو بڑی گہرائی تک پڑھ چکا ہوں۔ یہ جانتا ہوں کہ مجھ سے شدید نفرت کرتی ہو۔ اگر میں ایک بار تمہیں حاصل کرلوں تو پھر تم میں اتنی شرافت ہے کہ کسی دوسرے کو اپنی زندگی میں آنے نہیں دو گی۔ مجھ سے شادی کرنے پر مجبور ہو جاؤ گی۔"

"اگر تم نے زبردستی کی تو میں تم پر تھوک کر خودکشی کرلوں گی۔"

وہ ہنس کر بولا۔ "تم نے میرے اندر ہوس کا دھواں بھر دیا ہے۔ یہ دھواں نکال دو۔ پھر خودکشی کرلو۔ میں تمہیں نہیں روکوں گا۔"

اس نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس نے چھڑانے کی کوشش کی مگر وہ شہ زور، یہ کمزور تھی۔ اسی وقت دستک کی آواز سنائی دی۔ اس نے ایک دم سے گھبرا کر سارہ کو چھوڑ دیا۔ اسے خوش فہمی تھی کہ اس ویرانے میں کوئی تیسرا نہیں آئے گا۔

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہوتا ہے۔ سارہ دستک سنتے ہی چیخ پڑی۔ "ہیلپ، پلیز ہیلپ می۔ مجھے بچاؤ۔"

وہ خیال خوانی کے ذریعے اس کی آواز روک کر بولا۔ "خاموش رہو۔ مجھے معلوم کرنے دو کون آیا ہے؟"

دوسری بار دستک سنائی دی اس نے پوچھا۔ "کون ہے؟ اپنا نام اور کام بتاؤ؟"

باہر سے غُرّانے کی آواز سنائی دی۔ جیسے کوئی گوریلا اپنے حلق سے آواز نکال رہا ہو۔ ایکسرے مین نے جیب سے ریوالور نکال کر کہا۔ "کسی جانور کی طرح نہ غُرّاؤ۔ زبان سے بولو۔"

پھر غُرّانے کی آواز سنائی دی، وہ بولا۔ "میں سمجھ گیا۔ تم سمجھ گئے ہو کہ تمہاری آواز سنتے ہی میں تمہارے دماغ پر قبضہ جما لوں گا۔ بہتر ہے، واپس چلے جاؤ۔ میرے پاس ریوالور ہے۔ فوراً چلے جاؤ۔ ورنہ گولی مار دوں گا۔"

ہیرو دروازے کے کی ہول سے آنکھ لگا کر دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ ذرا پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے بعد اچانک اچھل کر دروازے پر ایک فلائنگ کک ماری۔ رات کے سناٹے میں زوردار دھماکا سا ہوا۔ دروازہ ٹوٹ کر ایکسرے مین پر آیا۔ وہ بچتے بچتے بھی زخمی ہو کر دور جا گرا۔ ریوالور ہاتھ سے چھوٹ کر دروازے کے نیچے چلا گیا۔

پھر ایک دم سے خاموشی چھا گئی۔ سارہ اپنی پریشانیوں کو بھول کر اور ایکسرے مین اپنے زخموں کو بھول کر اس عجوبے کو تکنے لگے۔ ان کے سامنے ٹوٹے ہوئے دروازے کے اوپر ایک انسان پینٹ شرٹ، نکٹائی اور جیکٹ پہنے کھڑا تھا لیکن گردن سے اوپر بندر دکھائی دے رہا تھا۔ بندر بھی ایسا کہ جس کے چہرے پر انسانی ناک نقشے کی جھلکیاں تھیں جیسے وہ ترقی کرتا ہوا بندر سے انسان بننے کے مرحلے پر آچکا ہو۔

اس نے سارہ کو دیکھ کر دونوں ہاتھ کے اشاروں سے تسلی دی پھر ایک ہاتھ اپنے سینے پر رکھ کر سر کو یوں جھکایا جیسے کہہ رہا ہو، خادم حاضر ہے۔ فکر نہ کرو۔

ایکسرے مین فرش پر سے اٹھ رہا تھا۔ ہیرو نے آگے بڑھ کر اس کے گریبان کو پکڑا۔ پھر اسے فرش پر سے اٹھا کر سر سے بلند کیا۔ وہ چیخنے لگا۔ "چھوڑ دو، مجھے معاف کر دو۔ تم کون ہو؟ مجھ سے دوستی کرلو۔"

سارہ یکایک ہنسنے اور رونے لگی۔ ایک ہوس پرست سے بچنے کا یقین ہوتے ہی اس کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو آگئے تھے۔ ہیرو نے اسے اٹھا کر دیوار پر دے مارا۔ وہ روتے ہوئے بولی۔ "اور مارو، کمینے، بدمعاش کو اتنا مارو کہ یہ پھر کبھی میرے دماغ میں آنے کی جرأت نہ کرے۔"

ایکسرے مین سمجھ گیا تھا کہ بری طرح پھنس گیا ہے۔ مقابل حیرت انگیز جسمانی طاقت رکھتا ہے۔ اگر وہ وہاں سے فرار نہیں ہو گا تو یہودی خفیہ تنظیم کا بھید کھل جائے گا۔ وہ دیوار سے ٹکرا کر گرتے ہی اٹھ کر بھاگا۔ دروازہ قریب ہی تھا۔ دوسرے کمرے میں گھستے ہی اس نے دروازے کو اندر سے بند کرلیا۔

سارہ خوب ہنس رہی تھی۔ ہنستے ہنستے بولی۔ "گدھے کے بچے نے دروازہ بند کرلیا ہے۔ جبکہ دیکھ چکا ہے کہ یہ غیبی مدد دروازہ توڑ دیتا ہے۔ توڑ دو میرے محسن! دروازہ توڑ دو۔"

ہیرو نے مسکرا کر سارہ کو دیکھا۔ وہ بیک وقت ہنستے اور روتے ہوئے بہت پیاری لگ رہی تھی۔ وہ بولی۔ "میرا منہ کیا تک رہے ہو؟ اسے جانے نہ دو۔ دروازہ توڑ دو۔"

اس نے ایک دھکے میں اسے توڑ دیا۔ اندر آکر دیکھا۔ وہ نہیں تھا۔ سارہ بھی دوڑتی ہوئی اس کے پیچھے آئی۔ اس کمرے میں باہر کی طرف کھلنے والا کوئی دروازہ نہیں تھا۔ سارہ نے کہا۔ "وہ باتھ روم میں ہو گا۔"

ہیرو نے باتھ روم میں آکر دیکھا۔ وہ نہیں تھا۔ کمرے میں سامان کم تھا، کہیں چھپنے کی گنجائش نہیں تھی۔ وہ بولی۔ "اسٹور روم میں دیکھو۔"

وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے اسٹور روم میں آئے۔ وہ وہاں بھی نہیں تھا۔ وہ نہ زمین کھود کر گیا تھا اور نہ چھت توڑ کر پرواز کر گیا تھا۔ مگر غائب ہو چکا تھا۔ آخر ایک بہت بڑی تنظیم کا سرغنہ تھا۔ اپنے فرار کا چور دروازہ رکھے بغیر کسی رہائش گاہ میں نہیں رہ سکتا تھا۔ وہ چور دروازہ اسٹور روم میں تھا، جس کا سراغ وہ نہ لگا سکے۔

تب سارہ کو احساس ہوا کہ وہ ایک بندر نما انسان کے ساتھ اکیلی ہے۔ اسے کچھ خوف سا آنے لگا۔ وہ محسن تھا۔ اس نے جان بھی بچائی تھی اور عزت بھی۔ اس کے باوجود وہ اجنبی تھا۔

وہ پیچھے ہٹ کر بولی۔ "تم کون ہو؟"

وہ پیچھے ہٹ کر اشاروں کی زبان میں سمجھانے لگا، میں دوست ہوں۔ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ آؤ باہر چلو۔

اس نے باہر جانے کے لئے راستہ دیا، وہ بولی۔ "تم آگے چلو۔ میں تمہاری شکر گزار ہوں۔ مگر تمہیں دیکھ کر پریشان ہو رہی ہوں۔"

یہ کہتے ہوئے وہ اس کے پیچھے چلتی ہوئی مکان کے باہر آئی۔ پھر وہ دونوں ٹھٹک گئے۔ احاطے کے باہر ایک تیسری گاڑی کھڑی ہوئی تھی۔

ایک گاڑی میں ہیرو آیا تھا۔ دوسری میں سارہ وہاں پہنچی تھی۔ تیسری میں کون آیا تھا؟ ہیرو نے غیر معمولی بصارت سے تیسری گاڑی کے اندر دیکھا۔ پھر دور تک نظریں دوڑائیں کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس نے غیر معمولی سماعت کے ذریعے سنا، کسی تیسرے کی آہٹ سنائی نہیں دے رہی تھی۔

تیسرا جہاں تھا، وہاں ہیرو اسے دیکھ سکتا تھا، نہ سن سکتا تھا۔ وہ تیسری کارمیری تھی۔

میں چھت کے سرے پر لیٹا ہوا تھا۔ ٹھیک میرے نیچے اس مکان کا برآمدہ تھا' جہاں سارہ اور ہیرو کھڑے ہوئے تھے اور میری دور کھڑی ہوئی کار کو دیکھ کر سوچ رہے تھے کہ اس ویرانے میں وہ تیسری گاڑی کس کی ہے؟

سارہ نے ہیرو سے کہا "وہاں ایک کار میری ہے۔ دوسری تمہاری ہوگی۔ کیا وہ تیسری بھی تمہاری ہے؟"

ہیرو نے انکار میں سرہلایا۔ اشاروں کی زبان میں کہا' وہ نہیں جانتا کہ تیسری کار میں کون آیا ہے؟

میں اب تک ان دونوں کے متعلق کچھ نہیں جانتا تھا۔ صرف سارہ کے بارے میں اتفاق سے معلوم ہوا تھا کہ اس کے دو سوتیلے بھائی اسے قتل کرنا چاہتے ہیں۔ پھر یہ معلوم ہوا کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا سارہ پر عاشق ہے۔ میں یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ عاشق ایکسرے مین ہے۔

ابھی میں نے چھت پر لیٹ کر سارہ کی آواز سنی تھی۔ اگر دس پندرہ منٹ پہلے اس کی آواز سن کر اس کے اندر پہنچتا تو مجھے معلوم ہو جاتا کہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا عاشق یہودی خفیہ تنظیم کا بگ باس ایکسرے مین ہے۔ وہ مجھے اپنے دماغ میں آنے سے روک نہیں سکتا تھا کیونکہ ہیرو نے جب اسے اٹھا کر دیوار پر دے مارا تھا تو وہ زخمی ہوگیا تھا۔

ایکسرے مین کے مقدر میں ابھی گمنام اور پُراسرار بن کر رہنا تھا۔ اس لیے وہ میرے ہتھے چڑھنے سے پہلے ہی نکل بھاگا تھا۔ میری دلچسپی اس ٹیلی پیتھی جاننے والے سے تھی اسی لیے میں سارہ کا تعاقب کرتا ہوا وہاں پہنچا تھا۔ مجھے اس ہیرو کے متعلق کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ آدھا بندر اور آدھا انسان ہے۔

سارہ کی آواز سن کر اُس کے دماغ میں پہنچا۔ اس کے خیالات پڑھے تو معلوم ہوا کہ وہ جس ہستی کے ساتھ برآمدے میں کھڑی ہوئی ہے وہ دنیا کا آٹھواں عجوبہ ہے۔ وہ بندر تھا لیکن انسان کی طرح سیدھا کھڑا ہوا تھا۔ اس نے پتلون شرٹ اور جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ پتلون کے پیچھے ایک سوراخ تھا جہاں سے اس کی دم باہر نکلی ہوئی تھی۔ وہ حیرت انگیز جسمانی قوتوں کا مالک تھا۔ اس نے دو دروازے توڑ دیئے تھے۔ ایکسرے مین جیسے صحت مند آدمی کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر سر سے بلند کرکے پٹخ دیا تھا۔

میں یہ سب کچھ سارہ کی سوچ پڑھ کر معلوم کر رہا تھا۔ وہ اس کی قربت سے سہمی ہوئی تھی اور مطمئن بھی تھی کیونکہ اس نیم انسان اور نیم حیوان نے اس کی عزت بچائی تھی۔ وہ بولی "مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ یہاں کوئی اور بھی موجود ہے۔"

ہیرو نے اشارے سے اسے تسلی دی' فکر نہ کرو۔

وہ اس کے ساتھ چلتی ہوئی' مکان کے برآمدے سے نکلی۔ پھر اپنی کار کے پاس آئی۔ ہیرو چاروں سمت دور تک نظریں دوڑا رہا تھا۔ پھر وہ اشارے سے بولا "تنہا اپنی کار میں نہ جاؤ۔ ذرا انتظار کرو۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

وہ سارہ کو وہاں چھوڑ کر احاطے کے باہر اپنی گاڑی کی سمت جانے لگا۔ پہلی بار جب باربرا نے ایک جزیرے میں پاشا کے دماغ پر قبضہ جمایا تھا تو اس پر تنویمی عمل کرنے کے دوران یہ معلوم ہوا تھا کہ پاشا کا ایک یہودی استاد جافری تھا۔ ان دونوں نے غیر معمولی دواؤں کا تجربہ ایک بندر پر کیا تھا اور تجربہ کامیاب رہا تھا۔ وہ میلوں دور کی آوازیں سن لیتا تھا۔ رات کی گہری تاریکی میں حدِ نظر تک دیکھ لیتا تھا اور یہی اندازہ تھا کہ اس بندر کا قد رفتہ رفتہ بڑھے گا' وہ حیرت انگیز جسمانی قوتوں کا حامل ہوگا۔

ہم نے پاشا کے خیالات سے یہ معلومات حاصل کرنے کے بعد اسے زیادہ اہمیت نہیں دی۔ ہم جافری اور اس بندر کو ڈھونڈنا نہیں چاہتے تھے کہ وہ دنیا کے کس حصے میں ہیں۔ ہم نے سوچا' جہاں بھی ہے' ہماری زندگی رہی تو ایک دن ان سے ضرور سامنا ہوگا۔ اب میں سارہ کے ساتھ اسے دیکھ کر یقین سے سوچ رہا تھا کہ یہ وہی تجرباتی مراحل سے گزر کر آنے والا بندر ہے۔

میں بہت زیادہ محتاط ہوگیا تھا۔ وہ غیر معمولی سماعت سے میری ہلکی سی آہٹ بھی سن سکتا تھا۔ وہ زمین پر تھا اور میں زمین و آسمان کے درمیان۔ وہ چھت اونچی تھی۔ اس کی نظر مجھ تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔ ورنہ درخت پر چڑھ کر دیکھتا تو میں گہری تاریکی میں بھی اس سے چھپ نہ سکتا۔

وہ احاطے کے باہر اپنی گاڑی کے پاس آیا۔ دروازہ کھول کر ایک بریف کیس لیا۔ پھر سارہ کے پاس واپس آیا اور برآمدے کے فرش پر بیٹھ کر اشارے سے بولا "یہاں میرے پاس آکر بیٹھو۔"

وہ ذرا دور ہی رہنا چاہتی تھی لیکن اس ویرانے میں اس کے رحم و کرم پر تھی۔ اس کی بات ماننے پر مجبور تھی۔ لہٰذا اس کے پاس آکر بیٹھ گئی۔

اس نے بریف کیس کھول کر اندر سے ایک پورٹیبل کمپیوٹر نکالا۔ اس میں سیل ڈالے۔ پھر انہیں آپریٹ کیا۔ سارہ حیرانی سے دیکھ رہی تھی اور دیکھ کر بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ کمپیوٹر کو ہینڈل کرنا اور اسے اپنے مقصد کے لیے استعمال کرنا جانتا ہے۔

وہ کمپیوٹر اسکرین پر الفاظ کے ذریعے بولا "ہیلو۔ میرا نام ہیرو ہے۔ اگرچہ میں عجوبہ ہوں۔ تاہم تمہیں انسانیت کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے اپنی طرح انسان سمجھو۔ اپنے دل سے ڈر نکال دو۔ تمہیں میری ذات سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"

سارہ نے کہا "تمہاری ان باتوں سے مجھے حوصلہ مل رہا ہے۔ اب میں خوفزدہ نہیں ہوں۔ میرا نام سارہ روبن ہے۔"

"میں ابھی تمہیں بخیریت گھر پہنچا دوں گا۔ کیا تم جانے سے پہلے تھوڑی دیر مجھ سے باتیں کرو گی؟"

"ہاں۔ میں تمہارے متعلق جاننا چاہتی ہوں' تم ایسے کیوں ہو؟"

"میں پیدائشی طور پر بندر ہوں۔ ایک علم الابدان کے ماہر نے مجھ پر عجیب و غریب تجربات کیے اور مجھے تقریباً انسان بنا دیا۔ مکمل انسان بننے میں جو کمی رہ گئی ہے' اس کا مجھے افسوس نہیں ہے کیونکہ میں نے اپنی زندگی میں آج تک کوئی مکمل انسان نہیں دیکھا ہے۔"

میں نے سارہ کی زبان سے سوال کیا۔ "جس نے تم پر تجربہ کیا ہے' وہ کہاں ہے؟"

"وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے۔ اس کی موت کے بعد میرے لیے یہ مسئلہ ہے کہ میں کہاں رہوں؟"

"اب تک کہاں رہتے تھے؟"

"اسی شہر تل ابیب کے ایک بنگلے میں رہتا تھا۔ وہ مجھے دنیا والوں سے چھپا کر رکھتا تھا۔ راتوں کو مجھے سیر کرانے لے جاتا تھا۔ اس کی گاڑی کے شیشے کلرڈ ہیں۔ میں باہر والوں کو نظر نہیں آتا تھا۔ اب منظرِ عام پر آؤں گا تو تماشا بن جاؤں گا۔ پولیس گرفتار کرلے گی۔ پوچھا جائے گا کہ میں کون ہوں اور کہاں سے آیا ہوں؟"

سارہ نے کہا "بے شک' تمہارے لیے یہ مسئلہ ہے۔ یہاں کے انٹیلی جنس والے تمہیں سائنسی عجوبہ سمجھیں گے' یہ شبہ کریں گے کہ تم غیر ملکی ایجنٹ ہو اور یہاں جاسوسی کے لیے آئے ہو۔"

"مجھ میں بڑی غیر معمولی صلاحیتیں ہیں۔ میں ان صلاحیتوں کا مظاہرہ کروں گا تو یہاں کی حکومت مجھے خطرناک قرار دے کر آہنی سلاخوں کے پیچھے ڈال دے گی۔"

"یوں سوچا جائے تو تم دنیا کے جس ملک میں بھی جاؤ گے' وہاں تم سے یہی سلوک کیا جائے گا۔"

"جیسا کہ تم سمجھ سکتی ہو' میری فطرت بندروں جیسی ہے۔ وہ جنگل میں آزادی کے ساتھ ایک درخت سے دوسرے درخت پر چھلانگیں لگاتے پھرتے ہیں۔ میں شہر شہر نگر نگر گھومنا چاہتا ہوں۔ میں نے تجرباتی مراحل سے گزرنے کے دوران برسوں قیدی کی زندگی گزاری ہے۔ اب چار دیواری کی گھٹن برداشت نہیں ہوتی ہے۔"

"تم انسانوں کی دنیا میں کس طرح آزادی سے رہ سکتے ہو' یہ بعد کی بات ہے۔ ابھی تو یہ مسئلہ ہے تم کہاں رہائش اختیار کرو گے؟ اور جہاں بھی رہو گے' وہاں ایک ساتھی کی ضرورت ہوگی۔ ایسا ساتھی جو باہر کی دنیا میں فی الحال کسی سے تمہارا ذکر نہ کرے اور تمہارے کھانے پینے کا خیال رکھے۔ تمہاری اہم ضروریات کا سامان بازار سے لاکر تمہیں دیا کرے۔"

"مختصر یہ کہ میں تنہا زندگی نہیں گزار سکوں گا اور جو میرا ساتھ دے گا' مجھے پناہ دے گا' وہ پولیس اور قانون کی گرفت میں آئے گا۔"

"ہیرو! میں محسوس کر رہی ہوں کہ ہماری دوستی ہو سکتی ہے۔ میں کچھ روز تمہیں چھپا سکتی ہوں۔"

"تم مجھ سے دوستی کرکے مصیبتوں کو دعوت دو گی۔"

"مصیبتیں یوں بھی اٹھا رہی ہوں۔ تم نے ابھی دیکھا ہے' ایک شخص کتنی آسانی سے میری عزت دو کوڑی کی کرنے والا تھا۔ تم نہ آتے تو میں خودکشی کرلیتی۔"

"تم اپنے مسائل بتاؤ۔ میں تمہارے کام آنے کی کوشش کروں گا۔ یہ ٹیلی پیتھی والا کون تھا؟"

"پتا نہیں کون تھا اور کیوں مجھ پر عاشق ہوگیا ہے۔ دنیا میں اور بھی حسین لڑکیاں ہیں۔"

"بے شک ہیں۔ مگر تمہارا جواب نہیں ہے۔ میں دروازہ توڑ کر کمرے میں آیا تو تمہارے حسن و جمال کو دیکھتا ہی رہ گیا تھا۔"

وہ جھجکتے ہوئے بولی "کیا تمہارے اندر بھی عشقیہ جذبات پیدا ہوتے ہیں؟"

"بندر جیسے اپنی بندریا سے گہرا لگاؤ رکھتا ہے' ویسا لگاؤ اب بھی مجھ میں ہے۔ پہلے سے زیادہ شدید ہے چونکہ انسان بھی ہوں' اس لیے سارے جذبات کسی حسینہ کے لیے ہیں۔"

وہ پریشان ہوکر بولی "کیا تم میرے لیے پرابلم بن جاؤ گے؟"

"ہرگز نہیں' میں تمہاری رضامندی کے بغیر کبھی کوئی ایسی بات نہیں کروں گا' جس سے ہماری دوستی پر حرف آئے۔"

"اس میں شبہ نہیں کہ ہماری دوستی بڑے مسائل پیدا کرے گی لیکن میں مسائل سے نمٹ لوں گی۔ مجھے تمہارے جیسے شہ زور ساتھی کی ضرورت ہے۔"

"تم مجھ پر اعتماد کرو گی تو میں ساری دنیا سے تمہارے لیے لڑتا رہوں گا۔ تمہاری طرف بڑھنے والے پولیس اور قانون کے ہاتھوں کو توڑ ڈالوں گا۔"

"یہاں سے دس میل کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا بنگلا ہے۔ میری ماں کے انتقال کے بعد اب وہ میری ملکیت ہے۔ اس بنگلے کے اطراف بہت بڑا باغ ہے۔ احاطے کی دیواروں پر خاردار تار بچھے ہوئے ہیں۔ کوئی بھی چپکے سے اندر آکر تمہیں دیکھ نہیں سکے گا۔"

"تم وہاں کب تک مجھے چھپا کر رکھو گی اور کب تک شہر سے اتنی دور میری ضروریات کا سامان پہنچاتی رہو گی؟"

"تم میری آبرو کے محافظ ہو۔ تم نے ایک عیاش شخص سے مجھے بچایا ہے۔ میں تم پر بھروسا کروں گی اور تمہارے ساتھ رہوں گی۔"

اس نے خوش ہوکر سارہ کو دیکھا۔ پھر اسکرین کے ذریعے کہا "میں قسم کھاتا ہوں' تمہارے اعتماد کو کبھی ٹھیس نہیں پہنچاؤں گا۔ ہم اچھے اور سچے دوست بن کر رہیں گے لیکن یہ بتاؤ' میرے ساتھ رہنے پر تمہارے والدین اعتراض نہیں کریں گے؟"

"میری ماں سگی تھی' وہ مر چکی ہے۔ باپ میری سوتیلی ماں کے سحر میں جکڑا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ اکثر ملک سے باہر رہتا ہے۔ دو سوتیلے بھائی مجھے کسی طرح مار ڈالنا چاہتے ہیں۔ یوں دیکھا جائے تو

میں بھی تمہاری طرح لاوارث ہوں۔"

"تو پھر چلو' باقی باتیں راستے میں ہوں گی۔ مگر نہیں' ہم تو الگ الگ گاڑیوں میں چلیں گے۔"

"کوئی بات نہیں' یہاں سے پندرہ منٹ کی ڈرائیو ہے۔ تم میری گاڑی کے پیچھے آؤ۔"

"میں کمپیوٹر بند کرنے سے پہلے یہ سمجھا دوں کہ یہاں کسی تیسرے کی موجودگی سے غافل نہ رہنا۔ وہ ضرور ہمارا تعاقب کرے گا۔ تم محتاط رہنا۔ کوئی شبہ ہو تو تین بار ہارن بجا دینا۔"

وہ بولی "ہم ایک اہم بات بھول رہے ہیں۔ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا دشمن پھر میرے دماغ میں آسکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ اب بھی موجود ہو اور ہماری یہ تمام باتیں سن رہا ہو۔"

"فکر نہ کرو' وہ جلد ہی تمہارے اندر سے بھاگ جائے گا۔ میرے پاس دماغی توانائی کی نہایت ہی مؤثر دوا ہے۔ اس کے استعمال کے بعد کوئی تمہیں پریشان کرنے نہیں آئے گا۔ تم بے اختیار سانس روک لیا کرو گی۔"

اس نے کمپیوٹر کو آف کیا۔ پھر اسے بریف کیس میں بند کیا۔ اس کے بعد اپنی کلرڈ شیشوں والی گاڑی میں بیٹھ گیا۔ سارہ اپنی کار ڈرائیو کرتی ہوئی آگے جانے لگی۔ وہ پیچھے چلنے لگا۔ میں نے سوچا تھا' دونوں سے دور رہوں گا اور سارہ کے اندر رہ کر ہیرو کو ہر پہلو سے اچھی طرح سمجھتا رہوں گا۔ پھر کبھی دوستی کا موقع ملے گا تو ضرور اسے دوست بنا دوں گا۔

اب پتا چلا اس کے پاس دماغی توانائی کی دوا ہے جسے سارہ استعمال کرنے کے بعد خیال خوانی کی لہروں کو اندر نہیں آنے دے گی۔ یعنی میرا بھی راستہ بند ہو جائے گا۔ ظاہر ہے میں ایسا ہرگز نہ ہونے دیتا۔ ویسے ہیرو کی اس بات سے معلوم ہوا کہ اس کے پاس ایسی غیر معمولی دوائیں یا ان کے نسخے رکھے ہوئے ہیں' جنہیں حاصل کرنے کے لیے کتنی ہی خطرناک تنظیمیں تل ابیب میں جمع ہو گئی ہیں۔

وہ دونوں آگے پیچھے اس بنگلے میں پہنچ گئے۔ سارہ نے کار سے اتر کر بنگلے کے دروازے اور کھڑکیاں کھولیں۔ ان کے پردے برابر کیے تاکہ باہر سے گزرنے والوں کو اندر ہیرو نظر نہ آئے۔

ویسے شہر کے اس مضافاتی علاقے میں بہت کم لوگوں کا گزر ہوتا تھا۔ سارہ نے کہا "فریج میں کھانے کا اتنا سامان ہے کہ دو دنوں تک باہر نہیں جانا پڑے گا۔ میرا خیال ہے میری طرح تم بھی بھوکے ہو؟"

ہیرو نے اقرار میں گردن ہلائی۔

اس نے فریج سے کھانے کا سامان نکالا۔ پھر گرم کرنے کچن میں آئی۔ ہیرو نے کچن میں آکر اسے سمجھایا "میں تنہا کمرے میں کیوں رہوں؟ یہاں تمہارا ہاتھ کیوں نہ بٹاؤں؟"

وہ مسکرا کر بولی "تو پھر ڈائننگ ٹیبل صاف کرو۔ وہاں برتن اور پانی وغیرہ لے جا کر رکھو۔"

ہیرو کو ایک من پسند حسینہ کے ساتھ گھریلو زندگی کی خوشیاں مل رہی تھیں۔ جب وہ دونوں کھانے کے لیے بیٹھے تو اس نے کہا۔ "آج میں بہت خوش ہوں اور چاہتا ہوں کہ یہ خوشیاں قائم رہیں۔"

"میں بھی راحت اور سکون محسوس کر رہی ہوں۔ میں نے بڑی مصیبتوں کے دن گزارے ہیں۔"

میں بڑی دیر تک چھت پر رہا۔ خیال تھا کہ شاید ایکسرے مین میدان صاف دیکھ کر واپس آئے گا لیکن ایک گھنٹے تک کوئی نہیں آیا۔ میں چھت سے اتر کر مکان کے اندر آگیا۔ وہاں تین کمرے تھے۔ میں ہر کمرے کے سامان کو توجہ سے دیکھنے لگا۔ وہ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کا مکان تھا۔ وہاں کے سامان سے شاید اس شخص پر کچھ روشنی پڑ سکتی تھی۔

سارہ کے خیالات سے معلوم ہوا تھا کہ وہ ایک کمرے میں جا کر گم ہو گیا تھا۔ میں نے ہر کمرے اور باتھ روم کو اچھی طرح دیکھا۔ وہاں کہیں چور دروازہ تھا' جہاں سے وہ بچ نکلنے میں کامیاب ہوا تھا۔

چور دروازے کیسے بنائے جاتے ہیں اور ان دروازوں کو کھولنے کی خفیہ تکنیک کیا ہوتی ہے' یہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں۔ میں نے ایک اسٹور روم میں آکر دیکھا۔ وہاں کاٹھ کباڑ بھرا ہوا تھا۔ ایک پرانی سی الماری دیوار سے لگی ہوئی تھی۔ میں نے الماری کو کھولا۔ اس میں میلے اور پرانے کپڑے تھے۔ میں نے ان کپڑوں کو باہر نکال کر پھینکا۔ پھر اس کی آہنی چادروں پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ ایک خانے کی چادر کے نیچے ایک ہک پر میرا ہاتھ پڑا۔ میں نے اسے کھینچا تو الماری کی پچھلی آہنی دیوار ایک طرف سرکنے لگی۔ ایک دروازہ سا بن گیا۔ دروازے کے دوسری طرف گہری تاریکی تھی۔

وہاں ایک اندھے کی طرح قدم رکھنا مناسب نہیں تھا۔ میں نے اسٹور روم اور دوسرے کمروں میں روشنی کے لیے ماچس' لالٹین یا ٹارچ تلاش کی۔ بڑی تلاش کے بعد ایک ٹارچ مل گئی۔ میں نے چور دروازے پر آکر دوسری طرف روشنی ڈالی۔ ایک زینہ دکھائی دیا جو ایک تہ خانے میں گیا تھا۔

یہ سمجھ میں آنے والی بات تھی کہ فرار ہونے والا اب ہاتھ نہیں آئے گا۔ پھر بھی یہ معلوم ہو سکتا تھا کہ وہ تہ خانہ اسے کہاں لے گیا ہوگا۔ اس کی کسی منزل کا پتا چل سکتا تھا۔

میں نے تہ خانے میں آکر دیکھا۔ وہاں بڑی بڑی الماریاں' میزیں اور کرسیاں تھیں۔ ٹی وی' وی سی آر اور ویڈیو لائبریری تھی۔ دیوار پر ایک سوئچ بورڈ تھا۔ میں نے ایک بٹن کو دبایا۔ روشنی ہو گئی۔ یوں دو چار بٹن دبانے سے تمام بلب روشن ہو گئے۔ میں نے ایک ایک ویڈیو کو پڑھا۔ ان پر دنیا کے خطرناک سیاسی اور سائنسی

...وں سے نام لکھے ہوئے تھے۔ دو ویڈیو کیسٹ ایسے تھے جن پر میرا ...ر سونیا کا نام لکھا ہوا تھا۔

میں نے ٹی وی اور وی سی آر کو آن کیا۔ سونیا کے نام کا ...بٹ لگایا۔ پھر اسے ریوائنڈ کرنے کے بعد دیکھا اسکرین پر سونیا ...ر آنے لگی۔ اس کی متحرک تصویر کے ساتھ تحریر بھی نظر آرہی ...ی۔ اس کا قد اس کے بدن کا ناپ اور اس کا وزن وغیرہ بیان کیا ...یا تھا۔ اس میں اُنیس سو پچاسی کی سونیا کو پیش کیا گیا تھا۔

آگے چل کر اُس کے ہنسنے بولنے' چلنے پھرنے کے انداز ...ائے گئے تھے۔ اس نے ۱۹۸۵ء سے پہلے جتنی چالاکیوں اور ...اریوں سے دشمنوں کو زیر کیا تھا اور بڑے ممالک کو شکست کا ناچ ...ایا تھا' اس کی تفصیل تحریر اور کمنٹری کے ذریعے پیش کی گئی ...ی۔ میں نے اپنے' سونیا کے اور دیگر جتنے ضروری ویڈیو کیسٹس ...ے انہیں ایک بیگ میں رکھ لیا۔ پھر الماریوں کو کھول کر دیکھا۔

وہاں جتنی سیکرٹ فائلیں اور مائیکرو فلمیں رکھی ہوئی تھیں' ان ...ے صاف پتا چل گیا کہ ان تمام ٹاپ سیکرٹ چیزوں کا تعلق یہودی تنظیم سے ہے۔ اسی تنظیم کا ٹیلی پیتھی جاننے والا سارہ پر ...تی ہوا ہے۔

میں اتنی اہم چیزوں کو دیکھنے میں اس قدر مصروف رہا کہ بڑی ...ر تک سارہ کو بھولا رہا۔ پھر اس کے پاس پہنچا تو وہ ایک بیڈ روم ...ں گہری نیند سو رہی تھی۔ میں نے لیلیٰ کے پاس آکر کہا "مجھے ...سوس ہے۔ تمہیں نیند سے جگا رہا ہوں۔ اگر خیال خوانی کا موڈ نہ ...ہو تو سو جاؤ۔ میں ثانی یا باربرا کو بلاؤں گا۔"

"جی نہیں۔ میں نیند کی متوالی نہیں ہوں۔ آپ کام بتائیں۔"

"میرے دماغ میں آؤ۔ تمہیں ایک لڑکی کے پاس پہنچا رہا ...ں۔ اس کے خیالات پڑھ کر تمہیں بہت کچھ معلوم ہو جائے گا۔ ...اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بناؤ۔"

"وہ تو میں بنا لوں گی۔ آپ کہاں ہیں؟ کیا کرتے پھر رہے ...ہیں؟"

"تمہارے پوچھنے کا انداز ایسا ہے جیسے مجھے اپنی سوکن کے ...ں محسوس کر رہی ہو۔"

"جس بیوی کا آدھا بستر خالی ہوتا ہے' وہ یہی محسوس کرتی ہے ...ور غلط نہیں کرتی سچ بتائیں آپ کہاں ہیں؟ کیا اکیلے ہیں؟"

میں نے ہنستے ہوئے کہا "بھئی آکر دیکھ لو۔"

وہ میرے پاس آگئی۔ پھر بولی "یہ کون سی جگہ ہے۔ آپ ان بڑی ...ی الماریوں کے درمیان کیا کر رہے ہیں؟"

"یہاں یہودی خفیہ تنظیم اور اسرائیلی حکومت کی ٹاپ سیکرٹ دستاویزات اور فلمیں رکھی ہوئی ہیں۔ میں انہیں سمیٹ رہا ...ہوں۔"

میں نے اسے سارہ کے پاس پہنچا دیا۔ تہ خانے میں کئی خالی ...بیگ رکھے ہوئے تھے۔ میں نے تمام دستاویزات اور تمام مائیکرو فلمیں رکھ لیں۔ ایسی چیزیں بڑی بڑی حکومتوں کا سیاسی سرمایہ ہوتی ہیں۔ میں تمام سرمائے پر جھاڑو پھیر کر تہ خانے سے باہر آگیا۔ چار عدد بھرے ہوئے تھیلوں کو اپنی کار میں رکھا اور ڈکی کھول کر پیٹرول کا کین نکالا۔ پھر دوبارہ تہ خانے میں آکر ہر طرف پیٹرول چھڑک دیا۔ اس کے بعد آگ لگا کر باہر آگیا۔ اپنی کار میں بیٹھ کر وہاں سے دور نکلتا چلا گیا۔ میرا خیال ہے' یہودی خفیہ تنظیم کو اس سے بڑا نقصان کبھی نہیں پہنچا ہوگا۔

اس تہ خانے کے اندر بھی کوئی ایسا چور دروازہ ہوگا' جہاں سے ایکسرے مین گزر کر گیا ہوگا۔ چونکہ وہ مکان اور تہ خانہ ویران علاقے میں تھا۔ اس لیے اندازہ یہ تھا کہ تہ خانے کا دوسرا سرا کسی جنگلی جھاڑی میں ہوگا۔ میں اس سلسلے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ ویسے حقیقت یہی تھی۔ ایکسرے مین' ہیرو کے ہاتھوں زخمی ہو کر پہلے اس تہ خانے میں گیا تھا۔ پھر وہاں کے ایک چور دروازے سے نکل کر ایک سرنگ میں آیا تھا۔ وہ سرنگ اسے ایک کلومیٹر دور لے گئی۔ پھر وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا ایک گڑھے سے باہر نکلا تو درختوں کے جھنڈ میں اس کی ایک کار موجود تھی۔

ہیرو نے اسے اٹھا کر اس بری طرح دیوار پر دے مارا تھا کہ اس کی ہڈیاں چیخ گئی تھیں۔ کھوپڑی کی ہڈی پر بھی ایسی چوٹ لگی تھی کہ وہ چکرا گیا تھا۔ اگرچہ اٹھنے کا حوصلہ نہیں رہا تھا لیکن اپنی جان بچانے اور اپنی شخصیت کو راز میں رکھنے کا اہم مسئلہ تھا۔ وہ اپنی آخری تمام قوتوں کو سمیٹ کر وہاں سے بھاگا تھا اور کسی طرح گرتے پڑتے تہ خانے میں پہنچ گیا تھا۔

وہاں پہنچ کر اسے اطمینان ہوا۔ پھر وہ فرش پر گرتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ بے ہوشی مختصر سی تھی۔ کمزوری کے باعث اس پر غفلت طاری ہو گئی تھی۔ اس نے گھڑی دیکھی۔ آدھا گھنٹا گزر گیا تھا۔ وہ اٹھ کر چاروں ہاتھ پاؤں سے رینگتا ہوا دوسرے چور دروازے سے سرنگ میں آگیا۔

یہ وہی وقت تھا' جب میں تہ خانے میں داخل ہوا تھا۔ ایکسرے مین کی بری حالت تھی۔ کمزوری غالب آرہی تھی۔ وہ چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ پھر بھی وہ تہ خانہ بہت اہم تھا۔ وہاں مملکتِ اسرائیل اور یہودی خفیہ تنظیم کے تمام اعمال نامے تھے اور دوسرے بڑے ممالک کے چرائے ہوئے اہم سائنسی' سیاسی اور فوجی راز حفاظت سے رکھے ہوئے تھے۔

وہ دعا مانگ رہا تھا کہ وہ بندر نما انسان تہ خانے تک نہ پہنچ جائے لیکن دعا قبول نہیں ہوئی۔ اس نے چور دروازے کے پیچھے سے کسی کے قدموں کی آہٹیں سنیں۔ پھر اسے ٹی وی آن ہونے کی آواز سنائی دی۔ اس نے سونی کی آوازیں سن کر سمجھ لیا کہ تہ خانے میں جو بھی ہے' وہ سونیا کی ویڈیو فلم دیکھ رہا ہے۔

اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔ ایک تو یہ پریشانی کہ وہ بندر نما انسان ملک کے اہم رازوں تک پہنچ گیا ہے۔

دوسرے یہ گھبراہٹ کہ وہ دوسرے چور دروازے کو بھی دریافت کرکے اسے دبوچ لے گا۔ وہ پھر گرتا پڑتا سرنگ سے باہر آگیا۔ جنگل کی گھاس پر رینگتا ہوا کار میں آکر بیٹھ گیا۔ پھر اسے اسٹارٹ کرکے ڈرائیو کرتا ہوا شہر کی طرف جانے لگا۔ اب اسے خفیہ رہائش گاہ میں پہنچ کر ہی اطمینان وسکون حاصل ہوسکتا تھا۔

اس نے تہ خانے کے اہم رازوں کے سلسلے میں خود کو تسلی دی کہ ایک بندران پر نظر ڈال کر ان کی اہمیت کو سمجھ نہ سکے گا۔ وہ مجھے تلاش کرنے میں ناکام ہونے کے بعد وہاں سے چلا جائے گا۔

اس نے تہ خانے کے معاملے میں صرف برین آدم اور بلیک آدم کو رازدار بنایا تھا اور ان کے دماغوں میں یہ نقش کردیا تھا کہ وہ دونوں چوبیس گھنٹوں میں ایک بار وہاں ضرور جایا کریں۔

کسی بھی آدم برادر کو یہ نہیں معلوم تھا کہ کوئی ایکسرے مین ان کے دماغوں پر حکومت کرتا ہے۔ وہ سب یہی جانتے تھے کہ برین آدم ان کا بگ برادر ہے۔ اور برین آدم یہ سمجھتا تھا کہ اس نے ہی اپنی محنت سے اس تہ خانے میں خفیہ ریکارڈ روم قائم کیا ہے' اسی کی ذہانت سے خفیہ یہودی تنظیم کی سرگرمیاں جاری رہتی ہیں۔

پچھلی رات ایکسرے مین نے برین آدم اور بلیک آدم کے دماغوں میں یہ حکم نقش کردیا تھا کہ وہ چوبیس گھنٹوں تک اس خفیہ ریکارڈ روم اور خفیہ مکان میں نہیں جائیں گے۔ اس طرح اُس نے دونوں بھروسے کے ماتحتوں کو اس مکان سے دور رکھا تھا اور مطمئن ہوگیا تھا کہ وہاں سارہ کے ساتھ ایک رنگین رات گزار سکے گا۔

وہ اس کے لیے قیامت کی رات بن گئی تھی۔ وہ کار ڈرائیو کرتا ہوا شہر میں داخل ہوا۔ اپنی خفیہ رہائش گاہ میں پہنچنے کے بعد وہ سب سے پہلے برین آدم اور بلیک آدم کو اس تہ خانے کی طرف بھیجنا چاہتا تھا۔ اسے یقین تھا کہ بلیک آدم جیسا شہ زور ماتحت اس بندر نما انسان کی ہڈیاں پسلیاں توڑ کر رکھ دے گا۔

وہ اپنے کمرے میں پہنچتے ہی بستر پر گر کر لمبی لمبی سانسیں لینے لگا۔ پھر اس نے برین آدم کے پاس جانے کے لیے خیال خوانی کی پرواز کی تو ناکام رہا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا۔ کمزوری اتنی تھی کہ پرائی سوچ کی لہروں کو بھی اندر آنے سے نہیں روک سکتا تھا۔ اگر وہ گمنامی کی زندگی نہ گزارتا اور کھل کر میدانِ عمل میں رہتا تو اب تک کوئی دشمن خیال خوانی کرنے والا اسے اپنا غلام بنا چکا ہوتا۔

وہ تھوڑی دیر تک بستر پر پڑا اپنے اندر حوصلہ پیدا کرتا رہا۔ پھر اس نے اٹھ کر فریج میں سے دماغی اور جسمانی توانائی حاصل کرنے کی دوائیں نکالیں۔ انہیں پانی کے ساتھ حلق سے اتارا۔ پھر موبائل فون لے کر بستر پر لیٹ گیا۔ برین آدم سے رابطہ کرکے بولا "مخبر زیرو ون ون بول رہا ہوں۔ میں ریکارڈ روم والے مکان کے قریب ایک شخص کو دیکھ رہا ہوں۔ اب وہ مکان میں داخل ہو رہا ہے۔ آپ فوراً بلیک آدم کو مسلح ہو کر جانے کا حکم دیں۔ سخت مقابلہ ہونے کے امکانات ہیں۔"

اس نے رابطہ ختم کردیا۔ جب کبھی وہ فون کے ذریعے رابطہ کرتا تھا تو خود کو ایک مخبر ظاہر کرتا تھا۔ پھر رابطہ ختم ہونے کے بعد خیال خوانی کے ذریعے یہ دیکھتا تھا کہ اس کے ماتحت رپورٹ کے مطابق کس طرح عمل کررہے ہیں۔ فی الوقت وہ اس قابل نہیں رہا تھا۔ ویسے یقین تھا کہ بلیک آدم ایکشن میں آچکا ہوگا۔

بلیک آدم اس تنظیم کا سب سے شہ زور اور خطرناک برادر تھا۔ کسی دشمن کی گردن اس کے ہاتھوں میں آجائے تو وہ ضرور ٹوٹ کر رہتی تھی۔ پتا نہیں اس کا مقابلہ ہیرو سے یا مجھ سے ہوتا تو کون اپنے آخری انجام کو پہنچتا؟ اس رات کسی سے مقابلہ نہیں ہوا۔ وہ ریکارڈ روم والے خفیہ مکان کے سامنے پہنچا تو دور ہی سے آگ کے شعلے دیکھ کر ٹھٹک گیا۔

میں تہ خانے میں آگ لگا کر چلا آیا تھا۔ اب اس کے بھڑکتے ہوئے شعلے باہر چلے آئے تھے۔ پورا مکان آگ کی لپیٹ میں آگیا تھا بلیک آدم نے حیرانی اور پریشانی سے کہا "مائی گاڈ! تمام انتہائی اہم راز تباہ ہوگئے ہیں۔"

اس نے فون کے ذریعے برین آدم سے کہا "بگ برادر! اہم راز تباہ ہوگئے ہیں۔ وہ مکان آگ کی لپیٹ میں ہے' اس طرح جیسے جہنم کے شعلے بھڑک رہے ہوں۔ اب تک سارا ریکارڈ روم جل چکا ہوگا۔"

برین آدم نے حیرانی اور بے یقینی سے کہا "نہیں۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ اس مکان کے متعلق کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس کے تہ خانے میں ہمارے کتنے گہرے راز پوشیدہ ہیں۔ پھر وہاں کون آگ لگانے آئے گا؟"

"بگ برادر! خود آکر دیکھ لو۔ ہم بری طرح تباہ ہوگئے ہیں۔ یہاں کچھ نہیں بچا ہوگا۔"

برین آدم نے ٹیری آدم سے رابطہ کیا۔ پھر کہا "تم خیال خوانی کے ذریعے تمام برادرز کو بتاؤ کہ تل ابیب سے پچیس میل دور جنوب میں ہائی وے کے دائیں طرف دیکھیں۔ دور سے ایک جلتا ہوا مکان نظر آئے گا۔ ہمارا کوئی برادر فائر بریگیڈ کے پورے عملے کے ساتھ فوراً وہاں پہنچے۔"

ٹیری آدم نے پوچھا "وہ جلتا ہوا مکان کس کا ہے؟"

"ہمارا ہی تھا۔ مزید سوالات نہ کرو۔ فائر بریگیڈ کو بھیجو۔ شاید کچھ سامان جلنے سے بچ جائے۔"

اس تنظیم کے تمام برادر حرکت میں آگئے۔ ایک گھنٹے کے اندر ملٹری انٹیلیجنس والے بھی اس مکان کے پاس پہنچ گئے۔ ہائی وے سے گزرنے والے کتنے ہی لوگ اپنی گاڑیوں میں ادھر آگئے تھے۔ فائر بریگیڈ والے مستعدی سے اپنا فرض ادا کررہے تھے۔ اس کے باوجود آگ بجھتے بجھتے صبح ہوگئی۔

برین آدم ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کی حیثیت سے وہاں آیا۔ آگ بجھنے کے بعد وہاں دھواں ہی دھواں رہ گیا تھا۔ وہ ماسک پہن کر تہ خانے میں گیا۔ پھر سر جھکا کر واپس آگیا۔ وہاں کچھ نہیں بچا تھا۔ سب جل کر راکھ ہوگیا تھا۔

اتنے بڑے نقصان کے پیشِ نظر اسرائیلی حکام اور اعلیٰ فوجی افسران کو ملٹری ہیڈ کوارٹر میں طلب کیا گیا۔ برین آدم' بلیک آدم اور ٹیری آدم فوجی افسران کی حیثیت سے اس میٹنگ میں شریک ہوئے۔ وہاں اس ریکارڈ روم کی تفصیلات پیش کی گئیں۔ ایک اعلیٰ افسر نے کہا "اس ریکارڈ روم میں ہمارے ملک کے اہم راز فائلوں اور مائیکرو فلموں کی صورت میں رکھے ہوئے تھے۔ پھر بڑے ممالک کی کمزوریاں اور ان کے سیاسی اور فوجی راز بھی وہاں چھپا کر رکھے گئے تھے۔ کسی نے ماچس کی ایک جلتی ہوئی تیلی دکھائی اور سب جلا کر راکھ کردیا۔"

ایک حاکم نے کہا "ہم ان نقصانات کا ماتم تو کرتے ہی رہیں گے مگر یہ سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ وہ آگ لگانے والا کون تھا؟ اسے ہمارے انتہائی سیکرٹ ریکارڈ روم کا پتا کیسے چلا؟"

دوسرے حاکم نے کہا "اس ریکارڈ روم کے انچارج مسٹر برین آدم ہیں۔ یہی ان سوالات کے جواب دے سکتے ہیں؟"

"میں کیا جواب دوں؟ میں خود حیران ہوں کہ یہ سیکرٹ کس طرح آؤٹ ہوگیا؟ اور وہ آگ لگانے والا شخص کون ہے' اس کا سراغ لگانے میں کچھ وقت لگے گا۔"

ایک اعلیٰ فوجی افسر نے کہا "مسٹر برین آدم! آپ سے کہیں کوتاہی یا کوئی ایسی غلطی ہوئی ہے جس کے نتیجے میں کسی کو اس مکان اور تہ خانے کا علم ہوگیا تھا۔"

برین آدم نے کہا "میں غور کررہا ہوں کہ مجھ سے کب اور کہاں غلطی ہوئی ہے۔"

"کیا آپ کے غور کرنے سے اتنا بڑا نقصان پورا ہوجائے گا؟ کیا آپ سزا کے مستحق نہیں ہیں؟"

بلیک آدم نے کہا "بگ برادر نے کوئی جرم نہیں کیا ہے۔ انہوں نے اس مکان میں آگ نہیں لگائی ہے۔ جرم تب ہوتا' جب یہ تمام اہم راز چرا کر اپنے پاس رکھ لیتے۔"

"یہ ممکن ہے۔ وہ تمام راز پہلے چرا کر دوسری جگہ منتقل کیے گئے ہوں بعد میں مکان کو آگ لگائی گئی ہو۔"

برین آدم نے پوچھا "آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ کیا میں ایسا کروں گا؟"

"اگر وہ آگ لگانے والا گرفتار نہ ہوا تو یہی سمجھا جائے گا۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "میں پورے یقین سے کہتا ہوں' مکان کو آگ لگانے سے پہلے اہم راز چرائے گئے ہیں۔"

"بے شک' ہمیں یہ سوچ کر دل کو تسلی نہیں دینا چاہیے کہ وہ تمام راز ہمارے پاس نہیں رہے تو کسی اور کے ہاتھ بھی نہیں لگے اور سب جل چکے ہیں' یہ جھوٹی تسلی ہوگی۔ وہ آگ لگانے والا سب کچھ سمیٹ کر لے گیا ہوگا۔"

"میرا مشورہ ہے کہ برین آدم کو چوبیس گھنٹوں کی مہلت دی جائے۔ وہ آگ لگانے اور راز چرانے والا اس ملک سے باہر نہیں گیا ہوگا۔ مسٹر آدم اسے گرفتار کریں۔"

دوسرے حاکم نے کہا "وہ گرفتار ہوگا تو تمام چرائے ہوئے راز بھی واپس مل جائیں گے۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا۔ "اگر وہ چوبیس گھنٹوں کے اندر گرفتار نہ ہوا تو مسٹر برین آدم کو فوج سے برطرف کرکے اس پر مقدمہ قائم کیا جائے گا۔"

وہ میٹنگ برخاست ہوگئی تھی۔ برین آدم نے اپنے بنگلے میں تنظیم کے تمام برادرز کو طلب کیا۔ الپا بھی فرائض انجام دینے کے قابل ہوگئی تھی۔ وہ بھی میٹنگ میں شریک ہوئی۔ برین آدم نے کہا۔ "ہمیں خوشی ہے کہ الپا صحت یاب ہو کر پھر ہمارے درمیان آگئی ہے۔ ابھی جو مجھ پر برا وقت آیا ہے' اس سلسلے میں الپا اور ٹیری آدم ٹیلی پیتھی کے ذریعے میرے بہت کام آئیں گے۔"

الپا نے کہا "میں ریکارڈ روم کی ٹریجڈی کے متعلق سن چکی ہوں۔ آپ کو کب اور کیسے پتا چلا کہ اس مکان میں آگ لگ گئی ہے؟"

"مجھے پچھلی رات ایک بج کر چالیس منٹ پر اس مخبر نے اطلاع دی جو خود کو زیرو ون ون کہتا ہے۔"

ٹیری نے کہا "اس نے پچھلے دنوں مجھے بھی اہم اطلاعات فراہم کی تھیں۔ آخر یہ زیرو ون ون کون ہے؟ اس کی سرکاری حیثیت کیا ہے؟ اسے کس نے ہمارا مخبر بنایا ہے؟"

برین آدم نے کہا "میرے ذہن میں کئی بار یہ سوالات ابھرے۔ پھر میں بھول گیا کہ مخبر زیرو ون ون کے سلسلے میں چھان بین کرنا چاہیے۔"

بلیک آدم نے کہا "تعجب ہے' میں نے بھی کئی بار سوچا کہ اس مخبر کے بارے میں سرکاری ریکارڈ سے کچھ معلوم کروں لیکن میں نے معلوم نہیں کیا۔ دوسری مصروفیات میں بھول گیا۔"

ٹیری نے کہا "پھر تو مجھے بھی تعجب کا اظہار کرنا چاہیے۔ کیونکہ مخبر سے اطلاعات حاصل کرنے کے بعد بھی میں اسے بھول جاتا ہوں۔"

الپا نے کہا "یہ تشویش ناک بات ہے اور اہم سوال ہے کہ ہم سب اس مخبر کو کیوں بھول جاتے ہیں۔ کیا اس کے پاس ایسی طاقت ہے کہ وہ جب چاہے ہمارے ذہنوں سے خود کو فراموش کرا دیتا ہے اور جب چاہتا ہے' ہمیں اطلاعات فراہم کرکے ان اطلاعات کے مطابق ہم سے عمل کراتا ہے۔"

الپا کی یہ بات غور طلب تھی۔ سب ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔ پھر ٹیری نے کہا "بگ برادر! سوچو تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ وہ مخبر ہماری طرح ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ اس نے ہم

سب کے دماغوں پر قبضہ جمایا ہوا ہے۔"

بلیک آدم نے کہا "اگر ایسا ہے کہ تو ہم نے اب تک اس تشویشناک پہلو پر غور کیوں نہیں کیا۔ آج اس کے بارے میں ایسا کیوں سوچ رہے ہیں؟"

برین آدم نے کہا "شاید اس لیے کہ ابھی وہ ہمارے درمیان نہیں ہے۔ اگر ہوتا تو مجھ سے اپنی مرضی کے مطابق باتیں کراتا اور تم سب مجھے بگ برادر مان کر وہ باتیں تسلیم کرتے رہتے۔"

"گویا ہم آج تک آپ کی نہیں' اس مخبر کی ہدایات اور احکامات پر عمل کرتے رہے ہیں؟"

"ہم جس پہلو سے گفتگو کر رہے ہیں' اس سے یہی یقین ہو رہا ہے۔ اگر اس پہلو کو نظر انداز کریں تو اس سوال کا جواب نہیں ملے گا کہ ہم اس مخبر کے متعلق تحقیقات کیوں نہیں کرتے ہیں اور عام حالات میں اسے بھول کیوں جاتے ہیں۔"

الپا نے کہا "ہم اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے کہ وہ ہم سب پر بھاری ہے۔ ہم اس کے محکوم ہیں۔"

برین آدم نے کہا "اور اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کر سکتے کہ ہم اس کے محکوم رہ کر اپنے ملک و قوم کی خدمت کر رہے ہیں۔ گویا جب سے یہ خفیہ تنظیم قائم ہوئی ہے' تب سے ہم اس کے زیر اثر ہیں اور تب سے اس ملک کو ہماری ذات سے کوئی نقصان نہیں پہنچا ہے بلکہ ہم ملک و قوم کی ترقی اور خوشحالی کے لیے سرگرم عمل رہتے ہیں۔"

"ہم جس پہلو سے گفتگو کر رہے ہیں' اس سے یہی یقین ہو رہا ہے۔ اگر اس پہلو کو نظر انداز کریں تو اس سوال کا جواب نہیں ملے گا کہ ہم اس مخبر کے متعلق تحقیقات کیوں نہیں کرتے ہیں اور عام حالات میں اسے بھول کیوں جاتے ہیں۔"

الپا نے کہا "ہم اس حقیقت سے بھی انکار نہ کریں کہ ہم اس کے محکوم رہ کر اپنے ملک و قوم کی خدمت کر رہے ہیں۔ گویا جب سے یہ خفیہ تنظیم قائم ہوئی ہے' تب سے ہم اس کے زیر اثر ہیں اور تب سے اس ملک کو ہماری ذات سے کوئی نقصان نہیں پہنچا ہے۔ بلکہ ہم ملک و قوم کی ترقی و خوش حالی کے لیے سرگرم عمل رہتے ہیں۔"

"یہی بات سمجھ میں آتی ہے لیکن ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارا راہنما یا سربراہ کون ہے؟"

ٹیری نے کہا "اس کے طریقۂ کار سے پتا چلتا ہے کہ وہ بہت محتاط رہنے کا عادی ہے۔ اس طرح کوئی دشمن کبھی اسے نہ پہچان سکے گا' نہ کبھی اسے نقصان پہنچا سکے گا۔"

"بے شک ایسی احتیاط لازمی ہے لیکن اس سے نقصان بھی پہنچتا ہے۔ مثلاً ابھی وہ ہمارے درمیان نہیں جبکہ ہمیں راہنمائی کی سخت ضرورت ہے۔ ہم اس سے کسی طرح رابطہ بھی نہیں کر سکتے۔"

"ہو سکتا ہے' وہ بیمار ہو۔"

"اسی لیے گمنامی اور حد سے زیادہ رازداری نقصان پہنچاتی ہے۔ ہمیں اس کا پتا ٹھکانا معلوم ہوتا تو ہم اسے طبی امداد پہنچا سکتے تھے۔"

"اور اگر وہ کسی دشمن کی قید میں ہوتا تو ہم اسے قید سے رہائی دلاتے۔"

"وہ مخبر زیرو ون ون یا ہمارا لیڈر ضرور کسی پرابلم میں ہے۔ ورنہ وہ بگ برادر پر مصیبت نہ آنے دیتا۔ کسی کی یہ مجال نہ ہوتی کہ ہمارے بگ برادر کو مجرم کہتا اور اسے چوبیس گھنٹوں کی مہلت دے کر مقدمہ قائم کرنے کی دھمکی دیتا۔"

برین آدم نے کہا "ایک اور بات سمجھ میں آتی ہے' جب وہ کسی وجہ سے خیال خوانی نہیں کرتا ہے تو مخبر بن کر فون کے ذریعے اطلاعات فراہم کرتا ہے۔"

اسی وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ برین آدم نے ریسیور اٹھا کر کہا "ہیلو میں چیف بول رہا ہوں۔"

دوسری طرف سے آواز آئی۔ میں ہوں مخبر زیرو ون.....

"مسٹر! ابھی ہم تمہارے ہی متعلق گفتگو کر رہے ہیں۔ کیا تم ہم سے تفصیلی گفتگو کرو گے؟"

"مسٹر برین آدم! پہلے یہ بتاؤ' کیا ابھی تنہا ہو؟"

"یہاں میرے پاس تمام برادرز موجود ہیں۔"

"ایک اور سوال کا جواب دو' کیا ریکارڈ روم کے سلسلے میں تمہارا محاسبہ کیا جا رہا ہے؟"

"ہاں' مجھے چوبیس گھنٹوں کی مہلت دی گئی ہے۔ اگر میں نے اس آگ لگانے والے کو گرفتار نہ کیا تو مجھے فوج سے خارج کر دیا جائے گا پھر میرے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔"

"مسٹر آدم! اطمینان رکھو تمہارے خلاف کچھ نہیں ہوگا۔ میں اس مجرم کی نشاندہی کر رہا ہوں' غور سے سنو۔ وہ ایک عجوبہ ہے۔ دنیا کا آٹھواں عجوبہ۔ شاید تم لوگوں کو یقین نہ آئے۔ وہ نصف انسان اور نصف بندر ہے۔"

"کیا واقعی؟ کیا ایسی کوئی مخلوق ہے؟"

"ہاں۔ ہمارے ملک میں پتا نہیں وہ کہاں سے آیا ہے۔ غیر معمولی سماعت و بصارت اور حیرت انگیز جسمانی و دماغی قوتوں کے فارمولے اس پر یقیناً آزمائے گئے ہوں گے' وہ بندر سے آدمی بنا گیا ہے۔ آدمی کی طرح سیدھا کھڑا ہوتا ہے۔ آدمی کی طرح لباس پہنتا ہے۔ بے پناہ طاقت ور ہے۔ اس نے مکان کے مضبوط دروازوں کو ایک دھکے میں توڑ دیا تھا اور مجھے دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر دیوار پر دے مارا تھا۔ میں نے بڑی مشکلوں سے اپنی جان بچائی ہے۔"

"مسٹر زیرو ون ون! تم کوئی بھی ہو' ہم تم پر اس لیے بھروسا کرتے ہیں کہ تم نے آج تک کبھی ہمیں گمراہ نہیں کیا۔ ہمیشہ اہم اور درست معلومات فراہم کرتے رہے۔ آج ہمیں حقیقت بتا دو کہ تم کون ہو؟"

"میں صرف تمہیں اور بلیک آدم کو بتاؤں گا۔ اور مشورہ دوں گا کہ اس سلسلے میں کسی اور برادر پر بھروسا نہ کرنا۔ خصوصاً ٹیلی پیتھی جاننے والے ٹیری آدم اور الپا کو میری اصلیت نہ بتانا کیونکہ ٹیلی پیتھی جاننے والے کبھی نہ کبھی کسی دشمن کے چنگل میں آجاتے ہیں اور تمام راز ان کے دماغوں سے معلوم کر لیے جاتے ہیں۔ البتہ ان سے یہ کہہ سکتے ہو کہ یہ مخبر اس تنظیم کا گمنام سربراہ ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں اسی حد تک سب کو بتاؤں گا۔"

"ان سب کو اس بندر آدمی کا حلیہ بتا کر اسے تلاش کرنے کا کہو۔ وہ لباس پہنتا ہے لیکن لباس کے پیچھے سے اس کی دُم باہر نکلی رہتی ہے۔ اس طرح وہ دور سے پہچانا جا سکتا ہے۔ باقی جسم انسانوں جیسا ہے لیکن صورت بندر جیسی ہے۔ تمام برادرز کو یہ تفصیلات بتانے کے بعد انہیں رخصت کر دو۔ پھر جو پتا بتا رہا ہوں' وہاں صرف بلیک آدم کے ساتھ آؤ۔ کیا میں بھروسا کروں کہ میری اس ہدایت پر سختی سے عمل کرو گے۔"

"جی ہاں۔ آپ بھروسا کریں۔"

ایکسرے مین نے اپنی رہائش گاہ کا پتا بتا کر رابطہ ختم کر دیا۔ برین آدم نے تمام برادرز سے کہا "آج اس راز پر سے پردہ اٹھ گیا ہے کہ مخبر زیرو ون ون ہماری تنظیم کا سربراہ ہے۔ اس نے یہ ظاہر کرنے کے باوجود کہا ہے کہ ہم میں سے کسی کے روبرو نہیں آئے گا۔ ہمیشہ گمنام اور لاپتا رہے گا۔"

الپا نے پوچھا "کیا وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے؟"

"آئندہ رابطہ ہوگا تو پوچھوں گا۔ ویسے وہ جانتا ہوگا۔ اس نے ایک عجیب و غریب انسان کے متعلق بتایا ہے۔ کیا تم لوگ یقین کرو گے کہ ہمارے ملک میں دنیا کا ایک آٹھواں عجوبہ ہے۔ وہ آدھا آدمی اور آدھا بندر ہے۔"

"بگ برادر! تم ایسا کہہ رہے ہو' اس لیے ہم اسے مذاق نہیں سمجھیں گے۔"

"ان غیر معمولی سماعت و بصارت اور حیرت انگیز جسمانی و دماغی قوتوں کے فارمولوں کو پیش نظر رکھو تو یہ واضح ہو جائے گا کہ ان دواؤں کو ایک بندر پر استعمال کیا گیا ہوگا۔ جن کے اثر سے وہ نصف انسان بن گیا ہے۔"

سب نے تائید میں سر ہلایا۔ اس پہلو سے وہ آٹھواں عجوبہ سمجھ میں آ رہا تھا۔ برین آدم نے اس بندر آدمی کا مکمل حلیہ بیان کیا۔ پھر کہا "وہ انسان کی طرح ملبوس رہنے کے باوجود اپنی دُم سے پہچانا جائے گا۔ پھر اس کا چہرہ بھی مکمل آدمی کا سا نہیں ہے۔ وہ بندر لگتا ہے۔"

ایک برادر نے کہا "تعجب ہے۔ ایسا عجوبہ ہمارے ملک میں کہاں چھپا ہوا ہے کہ آج تک ہمیں نظر نہیں آیا۔"

"وہ بندر آدمی تل ابیب یا اس کے اطراف میں کہیں چھپا رہتا ہے۔ فضائی' سمندری اور خشکی کے راستوں کی ناکا بندی کر دی جائے گی۔ فار یور انفارمیشن اسی بندر آدمی نے ریکارڈ روم میں آگ لگائی ہے۔"

"کیا واقعی؟" سب حیرانی سے طرح طرح کے سوالات کرنے لگے۔

"کیا وہ بندر آدمی بولتا ہے؟"

"کیا وہ انسانوں کی طرح ہماری سیکرٹ فائلیں پڑھ لے گا۔"

برین آدم نے کہا "ابھی اس کے متعلق زیادہ تفصیل سے معلوم نہیں ہوا ہے۔ اگر وہ نہ بھی پڑھتا ہو' تب بھی اس نے ایک آلۂ کار کے طور پر ہمارے راز کسی کے لیے چرائے ہوں گے۔"

بلیک آدم نے کہا "ایسے عجوبے کو ڈھونڈ نکالنا کچھ مشکل نہ ہوگا۔ وہ یقیناً دن کے وقت کسی چار دیواری یا تہ خانے میں چھپا رہتا ہوگا۔"

برین آدم نے کہا "میرا خیال ہے اب آپ لوگ جائیں اور چوبیس گھنٹوں کے اندر اس عجوبے کو ڈھونڈ نکالیں۔ آپ کی کوششوں سے یہ الزام مجھ پر سے ختم ہو جائے گا کہ میں نے اپنے فرائض میں کوتاہی کی ہے۔"

وہ سب اٹھ کر جانے لگے۔ برین آدم نے کہا "برادر بلیک! تم رک جاؤ۔ مجھے تم سے ضروری کام ہے۔"

وہ بیٹھ گیا۔ دوسرے چلے گئے۔ تب برین آدم نے کہا "ابھی ہم اپنی خفیہ تنظیم کے اصل سربراہ سے ملاقات کریں گے؟"

"کیا وہ یہاں آ رہا ہے؟"

"نہیں' ہم جا رہے ہیں۔ وہ اپنی خفیہ رہائش گاہ میں ہمارا انتظار کر رہا ہے۔"

"تم نے یہ بات دوسرے برادرز سے کیوں چھپائی ہے؟"

"یہ بگ باس کا حکم ہے۔ وہ صرف ہم دونوں پر بھروسا کرتا ہے۔ آؤ چلیں۔"

انہوں نے بنگلے کے باہر آ کر دیکھا۔ الپا اور تمام برادرز جا چکے تھے۔ وہ دونوں ایک کار میں بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہوئے۔ بلیک آدم نے کہا "بگ برادر! کیا ہمیں بھروسا کرنا چاہیے کہ جس سے ہم ملاقات کرنے جا رہے ہیں' وہ حقیقتاً ہمارا اصل باس ہے۔"

"ہمیں بھروسا کرنا چاہیے کیونکہ وہ ہم پر بھروسا کر رہا ہے۔ اگر وہ فراڈ ہوتا تو کم از کم تمہارے سامنے نہ آتا۔ اسے یہ علم ہے کہ تم کیسے درندے ہو۔ دھوکا برداشت نہیں کرو گے۔ اس کی گردن توڑ دو گے۔"

ایکسرے مین اپنی رہائش گاہ میں ایک آرام دہ بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ وہ پچھلی رات زخمی ہونے کے بعد تقریباً بارہ گھنٹے تک آرام کرتا رہا تھا۔ ہڈیوں کا درد دور کرنے اور جسمانی و دماغی توانائی حاصل کرنے کی دوائیں استعمال کرتا رہا تھا۔ آدھا گھنٹا پہلے برین

آدم سے گفتگو کرنے کے بعد فون بند کیا تو اپنے اندر توانائی سی محسوس کی۔ اِدھر اُدھر چل پھر کر دیکھا۔ کمزوری کا احساس نہیں ہورہا تھا۔

وہ خوش ہوا اور بستر پر آکر لیٹ گیا۔ اسی وقت کال بیل کی آواز سنائی دی۔ اس نے آنکھیں بند کرکے برین آدم کا تصور کیا۔ پھر خیال خوانی کی پرواز کی۔ بڑی کامیابی سے اس کے اندر پہنچ گیا۔ وہ بلیک آدم کے ساتھ دروازے کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔ ایکسرے مین نے سوچ کے ذریعے کہا "چلے آؤ' دروازہ کھلا ہے۔"

وہ تمام برادرز کے دماغوں میں جاکر ان کی ہی سوچ میں بولتا تھا۔ اور وہ سب اسے اپنی ہی سوچ سمجھ کر عمل کرتے تھے۔ اس وقت اُس نے پہلی بار اپنی آواز اور لہجے میں کہا تو برین آدم نے چونک کر کہا "براور بلیک! میں اپنے اندر مخبر زیرو دن دن کی آواز سن رہا ہوں۔"

ایکسرے مین نے اس بار بلیک آدم کے اندر آکر کہا "ہاں میں تمہارا زیرو دن دن ہوں۔ دروازہ کھلا ہوا ہے' بے خوف وخطر چلے آؤ۔"

بلیک آدم نے کہا "ہاں بگ برادر! میرے دماغ میں بھی وہی آواز ہے۔ آؤ اندر چلیں۔"

وہ دروازہ کھول کر ایک کوریڈور میں آئے۔ ایکسرے مین ان کی رہنمائی کررہا تھا کہ انہیں کہاں سے گزر کر کہاں آنا چاہیے۔ وہ دونوں اس کے مطابق چلتے ہوئے ایک بیڈ روم میں پہنچ گئے۔ ایکسرے مین نے بستر سے اٹھ کر کہا "ویلکم مائی ڈیئر برادرز! میں تم لوگوں کو ایک عرصے سے جانتا ہوں۔ آج تم بھی مجھے دیکھ لو اور پہچان لو۔"

وہ ان سے مصافحہ کرتے ہوئے بولا "میرا اصل نام مارٹن رسل ہے۔ میں ٹرانسفارمر مشین کی پیداوار ہوں۔ پیدائشی یہودی ہوں۔ اسی لیے ٹیلی پیتھی کی دھوپ چھاؤں سے گزر کر یہاں آیا ہوں۔"

برین آدم نے کہا "پلیز' آپ ہمیں یقین دلائیں کہ آپ اس تنظیم کے بانی اور سربراہ ہیں۔"

"ابھی یقین آجائے گا۔ تم دونوں صوفوں پر بیٹھو اور مجھے آرام سے لیٹنے کی اجازت دو۔ میں ذرا کمزوری محسوس کررہا ہوں۔"

"بے شک آپ آرام سے لیٹ جائیں۔"

وہ دونوں بیٹھ گئے۔ مارٹن بستر پر لیٹ کر بتانے لگا کہ اس نے کس طرح پچھلے چھ برسوں کے دوران اس خفیہ تنظیم کو قائم کرنے کے لیے دن رات محنت کی ہے۔ برین آدم' بلیک آدم اور دوسرے برادرز کو اچھی طرح آزمانے کے بعد تنظیم میں شامل کیا ہے۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسرائیلی حکام اور اعلیٰ فوجی افسران کی کمزوریاں دستاویزی صورت میں حاصل کرکے انہیں خفیہ تنظیم کے آگے جھکنے پر مجبور کیا ہے۔ وہ ایک ایک واقعے کی تفصیل بتا رہا تھا۔ اور ایک ایک راز کے متعلق وہ تمام اہم نکات بیان کررہا تھا جسے صرف تنظیم کا سربراہ ہی بتا سکتا ہے۔

پھر اس نے کہا "سب سے اہم اور آخری ثبوت یہ ہے کہ میں تم سب کے دماغوں پر حکومت کرتا ہوں۔ جو لکیر میں کھینچ دیتا ہوں' اس سے آگے تنظیم کا کوئی برادر نہیں جاسکتا۔ کوئی شبہ ہو تو یہاں سے اٹھ کر جاؤ۔ میں تم دونوں کو یہاں واپس آنے پر مجبور کردوں گا۔"

دونوں برادر نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ پھر ایک نے کہا "جی ہاں' یہ تو ہم دیکھ چکے ہیں کہ ہمارے جیسے یوگا کے ماہرین کے دماغوں میں آپ چلے آتے ہیں۔"

مارٹن نے کہا "میری محبت اور میرا اعتماد دیکھو کہ میں تم دونوں کو کتنا چاہتا ہوں۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر برین آدم کے دماغ میں جاؤں گا تو تم میری گردن دبوچ لوگے۔ ایسے میں خیال خوانی نہیں کرسکوں گا۔ پھر بھی یہ خطرہ مول لے کر تمہارے روبرو آیا ہوں۔"

"سر! آپ ایسا نہ سوچیں۔ آپ کے لیے ہماری جان بھی حاضر ہے۔"

"آپ ہمیں چاہتے ہیں۔ ہم پر اعتماد کرتے ہیں' یہ ہمارے لیے بڑے فخر کی بات ہے۔"

ایکسرے مین مارٹن نے کہا "پچھلی رات اس بندر آدمی سے اچانک سامنا ہوگیا تھا۔ مسٹر بلیک! تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ وہ کس قدر طاقتور ہے۔ اس کے ہاتھوں زخمی ہوکر عقل آئی کہ مجھے کم از کم تم دونوں پر بھروسا کرنا چاہیے تاکہ ایسی مصیبت کے وقت کوئی تو میرا اپنا میرے پاس ہو۔"

"سر! کیا اس دنیا میں آپ کا کوئی اپنا نہیں ہے؟"

"اب تک کوئی نہیں تھا۔ آج سے تم دونوں میرے ہو۔ میں چاہتا ہوں' تم سے کوئی جھوٹ نہ بولوں تاکہ تم دونوں بھی میرے ساتھ سچے رہو۔ یہ جو ریکارڈ روم میں آگ لگی ہے۔ اس میں تھوڑی سی میری حماقت کا دخل ہے۔ میں نے ایک لڑکی سے عشق کرنے کی حماقت کی تھی۔ اسے خیال خوانی کے ذریعے ٹریپ کرکے اس مکان میں بلایا تھا۔ اس کے پیچھے وہ بندر آدمی بھی چلا آیا۔"

"کیا وہ بندر آدمی اس لڑکی کا ساتھی ہے؟"

"لڑکی کی حیرت سے ظاہر ہورہا تھا کہ وہ بھی پہلی بار اس عجوبے کو دیکھ رہی ہے لیکن جس طرح اس عجوبے نے اسے میری ہوس سے بچایا ہے' اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اس کی احسان مند ہوگی۔"

برین آدم نے کہا "اور وہ لڑکی اس عجوبے سے ضرور باتیں کرے گی۔ وہ دوست بن کر ایک دوسرے کا پتا اور فون نمبر بھی معلوم کرسکتے ہیں۔"

بلیک آدم نے کہا "اگر ہم اس لڑکی کو گرفتار کریں یا دور سے

اس کی نگرانی کریں تو ہم اس کے ذریعے اس بندر آدمی تک ضرور پہنچ جائیں گے۔"

ایکسرے مین مارٹن نے کہا "اس کا نام سارہ ہے۔ ذرا ایک منٹ' میں ابھی معلوم کرتا ہوں' وہ کہاں ہے؟"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ سارہ کے پاس پہنچا۔ اس نے سانس روک لی۔ وہ واپس آکر بولا "تعجب ہے۔ وہ سانس روک لیتی ہے۔ کل تک ایسی بات نہیں تھی۔ وہ خیال خوانی کی لہروں کو محسوس نہیں کرتی تھی۔"

برین آدم نے کہا "اگر اب اس کا دماغ حسّاس ہوگیا ہے تو پھر صاف ظاہر ہے کہ کسی نے تنویمی عمل کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کردیا ہے۔"

بلیک آدم نے ایکسرے مین سے پوچھا "سر! کیا سارہ کے شناساؤں میں کوئی ہپناٹائز کرنے یا ٹیلی پیتھی جاننے والا موجود ہے۔"

"نہیں اس کا ایک مختصر سا خاندان ہے۔ اس کا ارب پتی باپ اس کی سوتیلی ماں کے ساتھ ملک سے باہر گیا ہے۔ دو سوتیلے بھائی اس کی جان کے دشمن ہیں۔ گھر سے باہر اس کی کوئی سہیلی یا دوست نہیں ہے۔"

"اس کا مطلب ہے' وہ بندر آدمی کے ساتھ کسی ایسے گروہ میں پہنچ گئی ہے' جہاں ہپناٹائز کرنے والے یا ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ اسی گروہ نے ہمارے تمام راز چرائے ہوں گے۔"

ایکسرے مین مارٹن نے کہا "جب میں اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے اپنے پاس بلا رہا تھا تب اس کی گاڑی میں ایک موبائل فون رکھا ہوا تھا۔ میں نمبر بتا رہا ہوں' تم رابطہ کرو۔"

برین آدم نے ریسیور اٹھا کر نمبر سنے پھر انہیں ڈائل کیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے لگی پھر کسی نے ریسور اٹھایا۔ برین آدم نے اپنے ریسیور سے ایسی آوازیں سنی جیسے کوئی درندہ سانسیں لے رہا ہو۔ وہ بولا "ہیلو کیا مس سارہ موجود ہیں؟"

دوسری طرف سے ہلکی سی غراہٹ سنائی دی۔ پھر سارہ کی آواز آئی۔ "کس کا فون ہے ہیرو؟ لاؤ مجھے دو۔" پھر اس کی آواز آئی۔ "ہیلو' میں سارہ بول رہی ہوں۔"

برین آدم نے کہا "ہیلو مس سارہ! میں تمہارے ڈیڈی کا نیا پی اے بول رہا ہوں۔ تمہارے ڈیڈی سر رابن تمہاری خیریت دریافت کررہے ہیں۔"

"میں خیریت سے ہوں۔ ڈیڈی کہاں ہیں؟"

"ابھی ہم پیرس میں ہیں۔ وہ ایک بزنس میٹنگ میں مصروف ہیں۔ انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہاری مصروفیات کے سلسلے میں معلوم کروں کہ ابھی تم کہاں ہو؟ کیونکہ میٹنگ ختم ہوتے ہی تم سے بات کریں گے۔"

"ڈیڈی سے کہو' مجھ سے میرے موبائل پر رابطہ کریں۔"

"انہوں نے یہ بھی پوچھا ہے کہ ابھی تمہاری رہائش کہاں ہیں؟"

"ان سے کہو' میں سیمن ویلی میں ہوں۔"

"مس سارہ! تم سیمن ویلی میں کہاں ہو؟ اپنی موجودہ رہائش گاہ کا نمبر بتاؤ۔"

"میں جو کہہ رہی ہوں' وہی ڈیڈی سے کہہ دو۔ وہ سمجھ لیں گے' میں کہاں ہوں۔ ویسے ڈیڈی نے اپنے مزاج کے خلاف میری خیریت دریافت کی ہے۔ ان سے کہنا میں حیران بھی ہوئی اور مسرور بھی اور میں شکریہ ادا کرتی ہوں۔"

برین آدم نے رابطہ ختم کردیا۔ ایکسرے مین مارٹن نے کہا۔ "میں تمہارے اندر رہ کر سارہ کی ساری باتیں سن رہا تھا اور میں نے ہلکی سی غراہٹ سنی ہے۔ پچھلی رات وہ دروازہ توڑنے سے پہلے اسی طرح غرّا رہا تھا۔"

برین آدم نے کہا "جی ہاں' مجھے ریسیور سے کسی درندے کے سانس لینے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ سارہ نے اسے ہیرو کہہ کر مخاطب کیا تھا۔"

"مسٹر برین! معلوم ہوتا ہے' اس نے بندر کو اپنا ہیرو بنا لیا ہے۔ یہ اچھا ہوا کہ ہمیں جلد ہی ان دونوں کا ٹھکانا معلوم ہوگیا۔"

"اس بات کی تصدیق کرنی ہوگی کہ وہاں دونوں تنہا ہیں یا کسی گروہ کے ساتھ؟"

"مسٹر بلیک! ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ وہاں ابھی مسلح پولیس فورس بھیجی جائے۔ وہ اس رہائش گاہ کو چاروں طرف سے اس طرح گھیر لیں گے کہ وہ بندر آدمی وہاں سے نکل کر فرار نہیں ہوسکے گا۔"

برین آدم فون کے ذریعے پولیس کمشنر سے رابطہ کرنے لگا۔

ہیرو' سارہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے کمپیوٹر کے پاس لایا۔ پھر اسے آپریٹ کیا۔ اسکرین پر الفاظ ابھرنے لگے۔ ہیرو کہہ رہا تھا۔

"سارہ! تم دھوکا کھا گئیں۔ وہ فون تمہارے ڈیڈی کے پی اے کا نہیں' اسی عیاش کے ساتھی کا تھا جس نے تمہیں اپنے مکان میں آنے پر مجبور کیا تھا۔"

اس نے پوچھا "ہیرو! تمہیں یہاں بیٹھے بیٹھے یہ معلومات کیسے حاصل ہوگئیں؟"

"تم بھول رہی ہو' میں نے پچھلی رات تمہیں اپنی غیر معمولی سماعت وبصارت کے متعلق بتایا تھا۔ میں ابھی یہاں بیٹھا ان کی باتیں سن رہا تھا۔ ابھی .... پولیس فورس اس بنگلے کو چاروں طرف سے گھیرنے والی ہے۔"

"مائی گاڈ! اب کیا ہوگا؟"

"میں نے پہلے ہی سمجھایا تھا' مجھے پناہ دوگی تو گویا مصیبتوں کو دعوت دوگی۔ ویسے پریشانی دل سے نکال دو۔ آنے والوں کو شبہ ہے کہ میں یہاں موجود ہوں۔ انہوں نے میری صرف غراہٹ سنی

ہے۔ میں فی الحال چلا جاتا ہوں۔ وہ یہاں آکر مجھے نہیں پائیں گے تو تم سے صرف سوالات کریں گے۔ کسی جرم یا ثبوت کے بغیر تمہیں گرفتار نہیں کریں گے۔"

وہ بولی "تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ میں یہاں آنے والوں سے خوفزدہ اور پریشان ہوں۔ تم نے حیوان ہو کر میری آبرو بچائی۔ کیا میں انسان ہو کر مصیبت میں تمہارا ساتھ چھوڑ دوں؟ اور تمہیں یہاں سے جانے دوں؟"

"بُرے وقت کو سمجھو سارہ! مجھے یہاں سے جانا ہوگا۔"

"میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گی۔"

"میرے ساتھ کہاں بھٹکو گی۔ پتا نہیں اب جہاں پہنچوں گا' وہاں پناہ ملے گی یا کوئی نئی مصیبت؟ دشمنوں سے مقابلہ ہوگا تو اپنے بچاؤ کیلیے لڑتے وقت تمہیں کوئی نقصان پہنچ سکتا ہے۔"

"کیا نقصان پہنچے گا؟ زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ مر جاؤں گی۔ تم مجھے یہ نئی زندگی نہ دیتے تو کل ہی مر چکی ہوتی۔ یہ زندگی تمہارے نام ہے۔ میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گی۔"

خوشی کی شدت سے ہیرو کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ وہ کمپیوٹر کے ذریعے بولا "تم اتنی محبت اور عزم سے ساتھ دینا چاہتی ہو۔ میں اپنے پیدا کرنے والے کی قسم کھاتا ہوں کہ اپنی آخری سانس تک تمہیں کوئی نقصان پہنچنے نہیں دوں گا۔"

اس نے کمپیوٹر کو بند کیا۔ سارہ نے ایک الماری کھول کر ایک ریوالور اور گولیاں اسے دیں۔ ایک بیگ میں کچھ ضروری سامان رکھا۔ ہیرو نے اپنی وہ اٹیچی اٹھالی جس میں اس کے ضروری سامان کے علاوہ غیر معمولی دوائیں بھی رکھی ہوئی تھیں۔ پھر انہوں نے باہر آکر بنگلے کے دروازے کو لاک کیا۔ اس کے بعد گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے چل پڑے۔

یہ اندازہ تھا کہ پولیس فورس ہائی وے سے آئے گی اس لیے وہ سمن ویلی کی پہاڑیوں کی سمت جا رہے تھے۔ یوں دیکھا جائے تو ان کے لیے بچاؤ کا راستہ کوئی نہیں تھا۔ ایکسرے مین مارٹن اور برین آدم پورے ملک کی پولیس اور ملٹری کے اعلیٰ افسران تک بندر آدمی کی خیالی تصویر پہنچا رہے تھے۔ یہ تصویر کمپیوٹر کے ذریعے بنائی گئی تھی اور اسے فیکس کے ذریعے ہر جگہ پہنچایا جا رہا تھا۔

پھر اس تنظیم کے تین خیال خوانی کرنے والے ایکسرے مین' الپا اور ٹیری آدم اس انتظار میں تھے کہ سارہ اور بندر آدمی کو کسی طرح زخمی کیا جائے گا تو ان کے دماغوں میں جگہ مل جائے گی۔ پھر وہ خود ہی اسیر ہو کر گرفتاری کے لیے چلے آئیں گے۔

ان کے لیے بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں تھا لیکن مارنے والے سے بچانے والا بڑا ہوتا ہے۔ خدا جدوجہد کرنے والوں کے لیے کوئی نہ کوئی سہارا بھیج دیتا ہے۔ اس معبود نے پچھلی رات مجھے ان کے پیچھے لگا دیا تھا۔ میں لیلیٰ کے ذریعے سارہ کے دماغ کو لاک کر کے مطمئن ہو گیا تھا اور اپنی رہائش گاہ میں آکر سو گیا تھا۔

صبح اٹھ کر میں نے عادل اور لیلیٰ کے سامنے وہ تمام ذخیرہ تھیلوں سے نکالا جو ریکارڈ روم سے سمیٹ کر لایا تھا۔ میں نے لیلیٰ اور عادل سے کہا "ہم یہ تمام مائیکرو فلمیں چھپا کر رکھ سکتے ہیں۔ لیکن اتنے بڑے بڑے فائلوں کو چھپانا ممکن نہیں ہے۔ تم دونوں ان کی مائیکرو فلمیں بنا کر تمام فائلوں کو جلا ڈالو۔"

وہ میری ہدایت پر عمل کرنے لگے۔ میں اسرائیلی حکومت سے تعلق رکھنے والی دستاویزات پڑھنے لگا۔ مجھے توقع تھی کہ ان کے ذریعے یہودی خفیہ تنظیم تک پہنچ جاؤں گا۔

لیکن وہ بہت محتاط تھے۔ انہوں نے اپنی تنظیم کی کوئی بات تحریر کی صورت میں نہیں رکھی تھی۔ کسی بھی دستاویز میں کسی توم برادر کا نام درج نہیں تھا۔ البتہ یہ تمام برادر پولیس اور ملٹری کے اعلیٰ افسران کی حیثیت سے سرکاری کاغذات میں تھے اور انہیں پڑھ کر یہ اندازہ نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہی لوگ خفیہ تنظیم کے سرگرم رکن ہیں۔

ان دستاویزات سے اسرائیلی حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران کی بہت سی سیاسی اور ذاتی کمزوریوں کا ثبوت ملتا تھا۔ میں نے ملٹری انٹیلیجنس کے چیف برین آدم کا نام پتا اور فون نمبر نوٹ کیا۔ کیونکہ کئی کاغذات میں اور کئی اہم معاملات میں اس کا ذکر اور اس کے دستخط موجود تھے۔ پھر ایک دستاویز.... میں اسرائیلی سیکرٹ ایجنٹ بلیک آدم کا ذکر تھا۔ اس میں یہ درج تھا کہ اس نے اور الپا نے پیرس میں ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے ٹیری نامی شخص کو ٹریپ کیا تھا۔ جو جو کو ٹریپ کرنے میں ناکام رہے تھے۔ یہ دستاویزات ایک معاہدہ تھا کہ بلیک آدم نے ٹیری کا برین واش کرنے کے لیے اسے سرکاری ڈاکٹروں کے حوالے کیا ہے۔ برین واشنگ کے بعد ٹیری پھر بلیک آدم کے حوالے کر دیا جائے گا۔

یہ پڑھ کر دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ الپا کے بعد خفیہ تنظیم میں جس دوسرے خیال خوانی کرنے والے کا اضافہ ہوا تھا' اس کا نام ٹیری آدم ہے۔ دوسری بات یہ کہ بلیک آدم کا تعلق ضرور خفیہ تنظیم سے ہے۔ میں نے اس کا نام پتا اور فون نمبر معلوم کر لیا۔

مجھے کسی ایکسرے مین مارٹن رسل کے وجود کا علم نہیں تھا۔ اس لیے میں نے غلط اندازہ لگایا کہ سارہ پر عاشق ہونے والا اور اسے خفیہ مکان میں بلانے والا وہی ٹیری آدم ہے۔

لیلیٰ نے میرے پاس آکر کہا "عادل مائیکرو فلم تیار کر رہا ہے۔ میں ابھی سارہ کے خیالات پڑھ رہی تھی۔ ہیرو نے اپنی قوتِ سماعت سے سن کر یہ بتایا ہے کہ دشمنوں کو سارہ اور ہیرو کی موجودہ رہائش گاہ کا علم ہو گیا ہے۔ وہاں پولیس فورس پہنچنے والی ہے۔"

"کیا ہیرو نے غیر معمولی سماعت سے یہ سنا کہ وہ دشمن ہیں؟"

"جی ہاں۔ تین اشخاص ایک کمرے میں بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔ انہوں نے باتوں کے دوران ایک دوسرے کو مسٹر برین اور مسٹر بلیک کہہ کر مخاطب کیا تھا۔ اور ان میں سے جو تیسرا شخص ہے' وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ برین اور بلیک اس شخص کو تعظیم سے سر کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔"

میں نے کہا۔ "بہت کچھ معلوم ہو چکا ہے۔ یہ برین آدم اور بلیک آدم خفیہ تنظیم کے اہم افراد ہیں۔ میں یہ غلط اندازہ لگا رہا تھا کہ ٹیری آدم سارہ کو ٹریپ کر کے اپنے پاس بلا رہا تھا لیکن اس تنظیم میں کوئی تیسرا خیال خوانی کرنے والا بھی ہے اور وہ سب کا ہیڈ ہے' سربراہ ہے۔"

لیلیٰ نے پوچھا "کیا وہ سربراہ ٹیری آدم نہیں ہو سکتا؟"

"نہیں' خفیہ تنظیم قائم ہونے کے بعد ابھی حال ہی میں ٹیری کو پیرس سے پھانس کر لایا گیا ہے اور اس کا برین واش کر کے اسے وفادار بنایا گیا ہے۔ ایسے شخص کو کوئی سربراہ تسلیم نہیں کرے گا۔ برین آدم اور بلیک آدم جس شخص کو سر کہہ کر مخاطب کر رہے ہیں' وہی ان کا سربراہ ہے۔"

"اب سارہ اور ہیرو کا کیا بنے گا؟ وہ اپنی پناہ گاہ سے نکل گئے ہیں اور ہائی وے کی مخالف سمت میں جا رہے ہیں۔"

"یہ ہیرو کی عقلمندی ہے۔ پولیس فورس ہائی وے کے راستے آئے گی۔ اس لیے پہاڑیوں کی طرف جا رہا ہے۔"

"لیکن وہ سارہ کے ساتھ کہاں جائے گا؟ وہ تو ایسا عجوبہ ہے کہ جہاں جائے گا پکڑا جائے گا۔"

"میں سمجھ رہا ہوں۔ اب تک پورے ملک کی پولیس اور ملٹری حرکت میں آگئی ہوگی۔ ان دونوں کے لیے کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔ ایسے برے وقت میں کوئی ہیرو کی مدد نہیں کر سکے گا۔ مدد کرنے والی سارہ بھی بری طرح پھنس رہی ہے۔"

"کیا ہم بھی ان کے کام نہیں آسکیں گے؟"

"کام آنے کے لیے تو سارہ کے دماغ میں جگہ بنائی ہے۔ لیکن ابھی ہم تماشا دیکھیں گے۔"

"ان کی جان پر بنی ہوئی ہے اور آپ تماشا دیکھیں گے؟"

"یہ سمجھو کہ ہیرو غیر معمولی سماعت و بصارت اور جسمانی اور دماغی قوتوں کا حامل ہے۔ ہمیں دیکھنا چاہیے کہ وہ کس طرح اپنی ذہانت سے کام لے کر اپنی اور سارہ کی بقا کا راستہ نکالتا ہے؟"

"کیا مجھے سارہ کے پاس رہنا چاہیے؟"

"مسلسل رہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تھوڑے تھوڑے وقفے سے جایا کرو۔"

"وقفے کے دوران دشمنوں نے اگر انہیں گولی مار دی تو؟"

"وہ زیادہ سے زیادہ زخمی کریں گے۔ ہیرو کو ہر حال میں زندہ گرفتار کریں گے۔ صرف اس لیے نہیں کہ وہ ایک عجوبہ ہے بلکہ اس لیے بھی کہ وہ غیر معمولی دواؤں کی پیداوار ہے۔ دشمن چاہیں گے کہ اس بندر آدمی کے ذریعے وہ غیر معمولی فارمولے مکمل ہو جائیں جو ان کے پاس ادھورے پڑے ہیں۔"

میں پھر ایک دستاویز پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ میں وہ تمام دستاویزات اور مائیکرو فلمیں لے آیا تھا۔ میں نے اس ریکارڈ روم میں آگ لگائی تھی۔ اسرائیلی حکام' فوجی افسران اور یہودی خفیہ تنظیم کے برادرز اس آگ میں جل بھن رہے تھے۔ بیچارے اس بندر آدمی کو ملزم گردان کر اس کے پیچھے پڑ گئے تھے۔

میرے حق میں اچھا کر رہے تھے۔ میں آرام سے تماشا دیکھ رہا تھا۔ اور یہ تماشا ضروری تھا۔ معلوم تو ہو کہ وہ بندر آدمی "ہیرو" کتنے پانی میں ہے۔

○☆○

پاشا کے سر پر پوجا کو حاصل کرنے کی دُھن سوار تھی اور شی تارا نے وعدہ کیا تھا کہ جس دن وہ بدن کی مخصوص بُو تبدیل کرنے کا کامیاب تجربہ کرے گا' اس دن پوجا اس کے حوالے کر دی جائے گی۔

اس تجربے کے لیے پاشا کو ایک لیبارٹری کی ضرورت تھی جس میں جدید آلات اور ہر طرح کی سہولتیں مہیا ہوں۔ دہلی میں ایک بوڑھے تجربہ کار ڈاکٹر کی ایسی ایک ذاتی لیبارٹری تھی۔ شی تارا نے اس ڈاکٹر کو ٹریپ کیا۔ اسے اپنا معمول اور تابعدار بنایا۔ پھر پاشا کو وہاں مصروف رہنے کا حکم دیا۔

پاشا نے کہا "تم صرف میرے دماغ میں آتی ہو' سامنے نہیں آؤ گی تو تجربہ کیسے کروں گا؟"

اس نے پوچھا "سامنے آنا کیوں ضروری ہے؟"

"مجھے تمہارے خون اور پسینے وغیرہ کی ضرورت ہے۔ میں تمہارے ہارمونز وغیرہ کی کمی بیشی کا حساب رکھوں گا' تب تمہاری مخصوص بو کا تجزیہ کر سکوں گا۔"

وہ سوچ میں پڑ گئی۔ اپنے اصول کے خلاف کسی دوست یا دشمن کے سامنے نہیں آنا چاہتی تھی۔ اگرچہ پاشا اس کا معمول اور تابعدار تھا۔ اس کے حکم پر جان دے سکتا تھا۔ تاہم وہ محتاط رہنے کی عادی تھی۔ اس سے بھی دور رہتی تھی لیکن اب مجبوری آن پڑی تھی۔

پارس نے وہ دو چشمی ہیرے اپنے پاس رکھ کر اسے بڑی آزمائشوں میں مبتلا کر دیا تھا۔ ان ہیروں کو حاصل کرنے کے لیے پارس سے صرف دوستی ہی نہیں اس کی قربت بھی ضروری تھی اور اس کی قربت سے بچنے کے لیے اب پاشا کے سامنے جانا ضروری ہو گیا تھا۔

وہ اپنی بو تبدیل کر کے پارس کو اچھی طرح الو بنا سکتی تھی۔ اُس نے اسے الو بنانے کے لیے پوجا جیسی حسین لڑکی کا انتخاب کیا تھا۔ منصوبہ یہ تھا کہ اپنی بو پوجا میں منتقل ہو جائے تاکہ پارس اسے شی تارا سمجھ کر قبول کرے اور دو چشمی ہیرے اس کے حوالے کر دے۔

وہ بولی "پاشا! تم میرے تابعدار ہو۔ اس کے باوجود میں کسی پر

بھروسا نہیں کرتی ہوں۔ ہاں، بہت زیادہ بے بسی کی صورت میں بھروسا کرنے پر مجبور ہو جاتی ہوں۔"

"تم میری مالکہ ہو۔ میرا دماغ تمہارے قبضے میں ہے۔ تم جب چاہو، میری روح قبض کر سکتی ہو۔"

"ہاں، ایسا کر سکتی ہوں۔ لیکن تم میڈیکل ٹیسٹ کے دوران غلط انجکشن یا دوا کے ذریعے مجھے دماغی مریضہ بنا سکتے ہو۔ ایسے میں میری احتیاطی تدابیر دھری کی دھری رہ جائیں گی۔"

"تمہارے وفادار ماتحت مجھے گن پوائنٹ پر رکھ کر مجھے دھوکا بازی سے باز رکھ سکتے ہیں۔"

"بے شک وہ تمہیں فریب اور مکاری سے باز رکھیں گے اور تم مجھے کوئی نقصان پہنچاؤ گے تو وہ تمہیں گولی مار دیں گے۔ لیکن اس وقت تک تو مجھے نقصان پہنچ چکا ہو گا۔ تمہارے حرام موت مرنے کے بعد بھی میں پھر وہی خیال خوانی کرنے والی شی تارا نہیں بن سکوں گی۔"

"میں اپنی وفاداری کی قسم کھا کر یقین دلاتا ہوں، تمہیں میری ذات سے نقصان نہیں پہنچے گا۔ اب تم یقین نہ کرو تو تمہاری مرضی ہے۔"

"اس کا ایک اور حل ہے۔ تم جتنے میڈیکل ٹیسٹ لینا چاہتے ہو، وہ لکھ کر دے دو۔ میں کسی تجربہ کار ڈاکٹر سے وہ ٹیسٹ کراؤں گی۔ تم اس کی رپورٹ کے مطابق میری بُو تبدیل کرنے کا تجربہ کر سکو گے۔"

پھر طریقۂ کار کے مطابق کام ہونے لگا۔ شی تارا نے اس بوڑھے ڈاکٹر سے تمام ضروری ٹیسٹ کرائے جو لیبارٹری کا مالک اور اس کا تابعدار تھا۔ ایسے ٹیسٹ کے دوران پاشا کو لیبارٹری سے دور رکھا جاتا تھا۔ جب شی تارا وہاں سے چلی آتی تب خیال خوانی کے ذریعے حکم دیتی۔ "جاؤ اور رپورٹ کے مطابق کام کرو۔"

وہ پوجا کی خاطر دن رات مصروف رہنے لگا۔ ادھر شی تارا نے پوجا پر عمل کر کے اس کی آواز تبدیل کر دی تھی تاکہ پاشا فرصت کے وقت اپنی غیر معمولی سماعت سے اس کی آواز بھی نہ سن سکے۔

پھر اس نے دوسری لڑکی کو پوجا کا روپ، اس کی آواز اور لہجہ دیا ... تاکہ پاشا مطمئن رہے کہ وہ اپنی پوجا کی آواز سن رہا ہے اور اسی کوٹھی میں موجود ہے جس کی انیکسی میں وہ رہتا ہے۔

اس کے بعد اُس نے پوجا کے بھی وہی میڈیکل ٹیسٹ کرائے اور اس مقصد کے لیے اسے پاشا کے سامنے پیش کیا اور کہا "اس لڑکی کی میڈیکل رپورٹ کے مطابق اس کے بھی پسینے اور بو کا بھی تجزیہ کرو۔"

اس نے پوچھا "تم کسی دوسری لڑکی کی مخصوص بو کیوں تبدیل کرانا چاہتی ہو؟"

"میں چاہتی ہوں، جب تمہارا تجربہ کامیاب ہو تو میری بو اس کے بدن میں منتقل کی جائے۔ میں کچھ روز اس کامیاب تجربہ کو آزماؤں گی۔ اس کے بعد اپنے بدن کی بو تبدیل کراؤں گی۔"

یوں پوجا کی مخصوص بو پر بھی کام ہونے لگا۔ پوجا کئی بار میڈیکل ٹیسٹ کے لیے پاشا کے سامنے لیبارٹری میں آتی رہی۔ لیکن وہ اسے پہچان نہ سکا۔ شی تارا نے عارضی میک اپ کے ذریعے اس کا چہرہ بدل دیا تھا۔ آواز اور لہجہ بھی بدل دیا تھا۔ اس کے ذہن سے پاشا کو فراموش کرا دیا تھا۔ اس لیے پوجا اسے قریب سے دیکھ کر بھی یاد نہ کر سکی کہ یہ وہی محسن ہے جو اسے ایک سیاستدان کے عیش کدہ سے بچا کر لایا تھا۔

بہرحال شی تارا بڑے سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت بڑی چالاکی سے کام لے رہی تھی لیکن وہ بے انتہا مصروفیات سے پریشان ہو گئی تھی۔ اس نے سپر ماسٹر سے دوستی کی ہوئی تھی۔ امریکا پر ٹیلی پیتھی کے ذریعے حاوی رہنے کے لیے سپر ماسٹر جان بلوشر کی بیٹی بن گئی تھی اور اپنی ایک مخصوص ڈمی کو سپر ماسٹر کے پاس بھیج کر یہ ثابت کر دیا تھا کہ وہ سچ مچ بیٹی بن کر سپر ماسٹر پر بھروسا کر کے اس ملک میں رہنے چلی آئی ہے۔

سپر ماسٹر کے علاوہ وہاں کے حکام اور فوجی افسران بھی اس پر بھروسا کر رہے تھے۔ انہوں نے اس کی راہنمائی میں اپنے ذہین جاسوسوں کی ایک ٹیم اسرائیل بھیج دی تھی تاکہ وہ غیر معمولی فارمولے حاصل کیے جائیں اور یہودی خفیہ تنظیم کی جڑوں تک پہنچا جائے۔

اب شی تارا کی سمجھ میں آ رہا تھا کہ وہ تنہا اتنی ساری ذمے داریاں نہیں نباہ سکے گی۔ دن رات کی خیال خوانی سے سر دُکھنے لگا تھا۔ دائی ماں نے کہا "اگر زندہ رہنا چاہتی ہے تو تمام مصروفیات ختم کر دے۔ اگر ختم نہیں کر سکتی ہے تو کچھ کم کر دے ورنہ خیال خوانی کرتے کرتے پاگل ہو جائے گی۔"

اگر دوسروں کے اندر جا کر صرف ان کے خیالات پڑھنے کی بات ہوتی تو کوئی بات نہ تھی لیکن خیالات پڑھنے کے بعد ان کے مطابق ذمے داریوں سے اور اچھے برے حالات سے نمٹنا ہوتا تھا۔ ان سب کے نتیجے میں تھکن اور پریشانیاں بڑھ جاتی تھیں۔

وہ بولی "دائی ماں! یہ سمجھ میں نہیں آتا، کون سی مصروفیت ختم کروں۔ ساری ہی مصروفیات اہم ہیں۔"

"وہاں سپر ماسٹر کی بیٹی بن کر رہنا کیا ضروری ہے؟"

"میں اس انتظار میں ہوں کہ وہاں جو ٹرانسفارمر مشین خراب ہو گئی ہے۔ اس کی مرمت ہو جائے۔ وہ لوگ دوسری مشین تیار کر لیں۔ میں وہاں ٹیلی پیتھی کے ذریعے حاوی رہوں گی تو اس مشین کے ذریعے جو خیال خوانی کرنے والے پیدا ہوں گے، انہیں میں ٹریپ کر کے اپنا تابعدار بناتی رہوں گی۔"

"بیٹی! پتا نہیں وہ مشین کب کار آمد ہو گی۔ تو اس کے انتظار میں بیمار پڑ جائے گی۔ اگر بیمار پڑے گی اور خیال خوانی کے ذریعے اپنی ڈمی کے پاس نہیں پہنچ سکے گی تو یہ بھید کھل جائے گا کہ وہاں تو نہیں ہے اور اپنی ڈمی کے ذریعے سپر ماسٹر وغیرہ کو فریب دے رہی ہے۔"

"ہاں ماں جی! آثار تو یہی نظر آ رہے ہیں۔ اگر آرام نہیں کروں گی تو واقعی بیمار ہو جاؤں گی۔"

"میرا مشورہ مان لے۔ امریکا اور اسرائیل کے تمام معاملات مٹی ڈال۔ جان ہے تو جہان ہے۔ تجھے ایک آرام دہ زندگی گزارنے کے لیے ایک خیال خوانی کرنے والے ماتحت کی ضرورت ہے۔ تو ماسک مین سے ایوان راسکا کو چھین کر لے آ۔"

"میں کئی دن سے سوچ رہی ہوں۔ مگر ایوان راسکا کو وہاں سے یہاں لانے کا موقع نہیں مل رہا ہے۔"

"میں کس زبان میں سمجھاؤں کہ موقع تب ملے گا جب مصروفیات کم کرے گی۔ تو ان کی ٹرانسفارمر مشین سے فائدہ حاصل کرنے کی بات دماغ سے نکال دے۔ تجھے یہودیوں کی خفیہ تنظیم سے بھی کچھ نہیں لینا ہے۔ واپس آ جا۔ آرام سے سو جا۔ تو نے میری بھی نیندیں اڑا دی ہیں۔ جی چاہتا ہے، ننھی بچی کی طرح تیری پٹائی کر دوں۔"

شی تارا نے ہنستے ہوئے دائی ماں کو گلے لگا کر کہا "تم میری سگی ماں سے بڑھ کر ہو۔ اب میں تمہاری پٹائی سے ڈر گئی ہوں۔ وعدہ کرتی ہوں، اپنی ڈمی کو سپر ماسٹر کی رہائش گاہ سے غائب کر کے وہاں کے تمام معاملات ختم کر دوں گی۔"

"یہ نہ کہو کہ ختم کر دو گی۔ ابھی اور اسی وقت اپنی ڈمی کو وہاں سے نکالو۔"

"اچھی بات ہے۔ ابھی جا رہی ہوں۔"

اس کی ڈمی شی تارا اور سپر ماسٹر کی بیٹی بن کر مکمل اعتماد حاصل کرنے کے لیے سپر ماسٹر کی رہائش گاہ میں رہتی تھی۔ شی تارا خیال خوانی کی پرواز کر کے ڈمی کے اندر پہنچی تو پتا چلا بازی پلٹ گئی ہے۔ اس کی ڈمی کو گرفتار کر کے ملٹری ہیڈ کوارٹر میں پہنچا دیا گیا تھا۔

شی تارا نے ڈمی سے پوچھا "معاملہ کیا ہے؟"

وہ بولی "میڈم! آپ جانتی ہیں، اس ملک میں ایک ہی خیال خوانی کرنے والا وِکی سول رہ گیا ہے۔ ہم نے اسے اہمیت نہیں دی لیکن وہ میری ٹوہ میں رہتا تھا۔ مجھے اصلی شی تارا سمجھ کر مار ڈالنا چاہتا تھا۔"

ڈمی کے بیان کے مطابق وکی سول نے سپر ماسٹر کے باورچی کو ٹریپ کیا تھا۔ اس نے اس کے ذریعے ڈمی کے کھانے میں اعصابی کمزوری کی دوا ملا دی تھی۔ جب ڈمی دماغی طور پر کمزور ہوئی تو وِکی سول اس کے اندر آ گیا۔ پھر اس کے خیالات پڑھ کر بولا "اچھا تو تم شی تارا نہیں ہو؟"

ڈمی نے چونک کر پوچھا "تم کون ہو؟ میرے اندر سے جاؤ۔"

"تم تو سانس روک لیا کرتی ہو۔ مجھے بھگا دو۔"

مگر وہ ایسا نہ کر سکی۔ آدھے گھنٹے کے اندر فوج کے دو اعلیٰ افسر مسلح جوانوں کے ساتھ آ گئے۔ سپر ماسٹر کو بھی بلایا گیا۔ پھر کہا گیا "مادام! ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے کی رپورٹ ہے کہ آپ شی تارا نہیں ہیں۔"

وہ پریشان ہو کر بولی "وِکی سول میرے خلاف آپ لوگوں کو بھڑکا رہا ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ میں یہاں سپر ماسٹر کی بیٹی بن کر رہوں اور اس سے زیادہ میری پذیرائی ہوتی رہے۔"

"آپ ابھی خود کو شی تارا ثابت کر دیں۔ میرے دماغ میں آ کر گفتگو کریں۔"

وہ ذرا ہچکچائی پھر بولی "میں بیمار ہوں۔ ابھی خیال خوانی کرنے کے قابل نہیں ہوں۔"

"تم بیمار نہیں ہو۔ دراصل شی تارا ابھی تمہارے اندر موجود نہیں ہے۔ اس لیے تم خیال خوانی کا فراڈ نہیں کر سکو گی۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم ساری حقیقت بیان کر دو۔"

وہ مر جاتی، تب بھی خود کو ڈمی نہ کہتی لیکن وِکی سول نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اقرارِ جرم پر مجبور کیا۔ وہ بولی "میں اقرار کرتی ہوں کہ میں ڈمی ہوں۔ شی تارا میرے اندر آ کر خیال خوانی کرتی ہے تو تم سب مجھے ٹیلی پیتھی جاننے والی شی تارا سمجھ لیتے ہو۔"

اقبالِ جرم کے بعد اسے گرفتار کر کے ہیڈ کوارٹر پہنچایا گیا تھا اور اصلی شی تارا کا انتظار کیا جا رہا تھا۔ اصل نے اپنی ڈمی سے تمام حالات معلوم کرنے کے بعد فوج کے اعلیٰ افسر سے کہا۔ "میں آ گئی ہوں۔ اصل شی تارا بول رہی ہوں۔ تم لوگوں نے میری ڈمی کو باہر سردی میں کھڑا کیا ہے۔ اسے اندر بلاؤ اور آتش دان کے قریب بٹھاؤ۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "شی تارا! ہمیں حکم نہ دو۔ ہم تمہاری ڈمی کے ساتھ وہی برتاؤ کر رہے ہیں جو......"

وہ بات کاٹ کر بولی "بکواس مت کرو۔ فوراً اسے گرمی اور آرام پہنچاؤ۔"

ایک فوجی جوان نے اچانک اپنی گن سیدھی کی۔ پھر اعلیٰ افسر کو نشانے پر رکھتے ہوئے بولا "میں شی تارا ہوں۔ ابھی تمہیں گولی مار دوں گی۔"

افسر نے گھبرا کر حکم دیا "اس ڈمی کو یہاں اندر لاؤ۔"

حکم کی تعمیل ہوئی۔ ڈمی کو اندر لا کر آتشدان کے پاس بٹھایا گیا۔ وہ بولی "شکریہ مادام! آپ میری حفاظت کے لیے آ گئی ہیں لیکن میرے اندر وِکی سول کہہ رہا ہے کہ یہاں آپ کسی افسر کو نقصان پہنچائیں گی تو یہ مجھے مار ڈالے گا۔"

شی تارا نے کہا "وِکی سول اول درجے کا گدھا ہے۔ اس لیے آج تک اس ملک کے لیے کوئی کارنامہ انجام نہ دے سکا۔ آفیسر! تم اپنی عقل سے اسے سمجھاؤ۔ یہ صرف میری ایک ڈمی کو مارے گا، میں ایک سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے کے دماغوں میں پہنچ کر ان کے ذریعے لاشوں کے ڈھیر لگا دوں گی۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "وِکی سول! تم احمقانہ چیلنج نہ کرو۔ میں شی تارا سے پوچھتا ہوں، اسے ہم سے کیا دشمنی ہے۔ ہم نے اس پر اندھا اعتماد کیا۔ اس نے ہمیں دھوکا کیوں دیا؟"

"میرے پاس کسی سوال کا جواب دینے کا وقت نہیں ہے۔ میں آخری بات کہتی ہوں۔ ابھی کسی پہلی فلائٹ سے میری ڈمی کو یورپ کے کسی بھی ملک میں جانے دو۔ فوراً ایئرپورٹ کے انکوائری کاؤنٹر سے رابطہ کرو۔ کسی بھی مسافر کی سیٹ کینسل کرکے ڈمی کی سیٹ کنفرم کرو۔ کم آن ہری اَپ۔"

اس کے احکامات کی تعمیل ہونے لگی۔ یہ بات موٹی سی عقل میں آتی تھی کہ وہاں کے اعلیٰ حکام اور اعلیٰ فوجی افسران کے دماغوں میں گھس کر انہیں خودکشی پر مجبور کرسکتی تھی اور تنہا خیال خوانی کرنے والا وِکی سول اُسے ایسا کرنے سے باز نہیں رکھ سکتا تھا۔

بہرحال وہ اپنی ڈمی کو وہاں سے بخیریت نکال لائی۔ دماغی طور پر حاضر ہوکر اطمینان کی سانس لے کر بولی "دائی ماں! میں بڑی بڑی مصروفیات سے نجات حاصل کرچکی ہوں۔ واقعی یوں لگ رہا ہے جیسے پلک جھپکتے ہی میرے سر سے پہاڑ اتر گیا ہے۔"

وہ خوش ہوکر بولی "تونے میرے مشورے پر عمل کرکے ثابت کردیا کہ مجھے اپنی ماں سمجھتی ہے۔ اب کان پکڑ لے کہ آئندہ صرف دو ہیرے حاصل کرنے کی مصروفیت رہے گی۔"

"ہاں، وہ دو چشمی ہیرے میری خوش بختی کے لیے لازمی ہیں۔ بس ایک بار وہ حاصل ہوجائیں، اس کے بعد میں پارس کو اپنے خیالوں سے نوچ کر پھینک دوں گی۔"

دائی ماں ہنسنے لگی۔ شی تارا نے کہا "دیکھو دائی ماں! ایسے وقت تم ہنستی ہو تو مجھے غصہ آتا ہے۔ پارس کون سا افلاطون ہے؟ تم غلط سوچتی ہو کہ میں اسے اپنے دل سے نہیں نکال سکوں گی۔ بس وہ ہیرے مل جائیں۔ پھر میں ادھر مُنہ بھی نہیں کروں گی، جدھر سے ہوا پارس کو چھو کر آئے گی۔ تم کیوں مسکرا رہی ہو؟ کیا میں جھوٹ کہہ رہی ہوں؟"

"اے بیٹی! اب تو مسکرانے پر بھی پابندی لگائے گی۔ اب میں تیری دیوانگی کو کیا کہوں؟ میری مسکراہٹ کے پیچھے بھی تجھے پارس کی جھلک مل رہی ہے۔"

اس نے ایک گہری سانس کھینچی۔ جیسے ہوا اُس چھیل چھبیلے کو چھو کر آئی ہو۔ پھر وہ بستر پر گر پڑی۔ اوندھی ہوکر دائی ماں سے مُنہ چھپالیا۔ بعض اوقات عورت کچھ نہیں کہتی۔ اس کی ادائیں سب کچھ کہہ دیتی ہیں۔ دائی ماں اسے تنہا چھوڑ کر چلی گئی۔ بڑھیا جانتی تھی کہ ابھی اسے تنہا چھوڑ دینا چاہیے۔

وہ سوچتے سوچتے سوگئی۔ مصروفیات کے ختم ہوتے ہی وہ ہلکی پھلکی سی ہوگئی تھی۔ پتا نہیں کتنے عرصے بعد وہ دماغ کو ہدایات دیے بغیر گہری نیند میں ڈوب گئی۔

وہ دوپہر دو بجے سوئی تھی۔ رات کے نو بجے بیدار ہوئی۔ دائی ماں نے اس کی بلائیں لے کر کہا "آج ایک مدت کے بعد میری بیٹی نے خوب نیند پوری کی ہے۔ بھگوان نے چاہا تو اب صحت بھی اچھی رہے گی اور دماغ کے ساتھ ساتھ چہرہ بھی تروتازہ رہا کرے گا۔"

وہ اٹھ کر بولی "میں غسل کرنے جارہی ہوں۔ آدھے گھنٹے کے اندر روٹی کھلا دو۔ بہت بھوک لگ رہی ہے۔"

اس نے شاور کے نیچے آکر اسے کھولا۔ پھر پانی کی پھواروں میں بھیگنے اور سوچنے لگی۔ اس نے پوجا کی خبر لی۔ اسے جس مکان میں رکھا گیا تھا، وہاں وہ خیریت سے تھی۔

پھر اس نے پاشا کے دماغ میں جھانک کر دیکھا۔ اس کے خیال نے بتایا کہ وہ کامیاب ہورہا ہے اور اگلے چوبیس گھنٹوں میں شاید کوئی خوشخبری سنا سکے گا۔ وہ موجودہ مصروفیت سے ذرا فارغ ہوکر ایک صوفے پر لیٹ گیا تھا اور غیر معمولی قوتِ سماعت کے ذریعے پوجا کی باتیں سن رہا تھا۔

وہ جس کی آواز سن رہا تھا، وہ اصل نہیں تھی مگر پوجا کی آواز اور لہجے میں ایک ملازمہ سے باتیں کررہی تھی اور اس سے کہہ رہی تھی۔ "میں تنہائی سے بیزار ہوگئی ہوں۔ سمجھ میں نہیں آتا، مصروف رہنے کے لیے کیا کروں؟"

ملازمہ نے کہا "کسی سے عشق کرو۔ وقت بڑے مزے سے گزرتا رہے گا۔"

"عشق کرنے کے لیے مجھے ایک ہی شخص پسند آیا تھا۔ پتا نہیں، وہ کہاں گم ہوگیا ہے؟"

پاشا یہ سن کر خوش ہوگیا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ پوجا اسے یاد کررہی ہے۔ جبکہ وہ ڈمی اپنے ایک محبوب کو یاد کررہی تھی، وہ محبوب اس سے بچھڑ گیا تھا اور بچھڑنے کے بعد اب تک اس کی خبر نہیں لی تھی۔

شی تارا نے طے کیا تھا کہ وہ مسلسل زیادہ دیر تک خیال خوانی نہیں کیا کرے گی۔ اس لیے وہ دماغی طور پر حاضر ہوکر تولیے سے بدن پونچھنے لگی۔ دائی ماں کھانے کے لیے آوازیں دے رہی تھی۔

ادھر پاشا عشق میں ڈوبا ہوا تھا اور بڑی توجہ سے اپنی پوجا کی رس بھری باتیں سن رہا تھا۔ ملازمہ پوجا سے پوچھ رہی تھی۔ "تم نے جسے پسند کیا، وہ تمہیں چھوڑ کر کیوں چلا گیا؟"

وہ بولی "وہ کمبخت ہرجائی تھا۔"

پاشا نے کہا "نہیں میری پوجا! میں ہرجائی نہیں ہوں۔"

پھر اسے خیال آیا کہ پوجا اس کی آواز نہیں سن سکے گی۔ وہ کہہ رہی تھی۔ "پتا نہیں یہ مردوا دُکھانے کے لیے کیوں دل لگاتے ہیں؟"

وہ زیرِ لب بڑبڑایا۔ "آہ! میں کیسے بتاؤں کہ اس کی خاطر دن رات محنت کررہا ہوں۔ میری محنت کامیاب ہوگی تو وہ مجھے انعام کے طور پر ملے گی۔ مجھے یقین ہے کہ کل تک کامیابی حاصل ہوجائے گی۔"

ملازمہ کہہ رہی تھی۔ "شاید وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہو۔ اسی لیے تمہارے پاس نہیں آسکا۔"

پاشا نے ملازمہ کو شاباشی دی۔ وہ اس کی حمایت میں بول رہی

[...]ی۔ پوجا نے کہا "وہ کسی کے ذریعے خبر بھیج سکتا تھا۔ مجھے خط لکھ [...]تا تھا۔"

وہ بڑبڑایا۔ "اب شی تارا آئے گی تو میں کہوں گا کہ وہ میرا [...]م پوجا تک پہنچا دے۔ اسے معلوم ہونا چاہیے کہ میں اُس کے [...]ق میں پہاڑ کاٹ کر جوئے شیر لا رہا ہوں۔"

ملازمہ نے کہا "مجھے اپنے محبوب کا پتا بتاؤ۔ میں اس کی خیریت [...]علوم کرکے آؤں گی۔"

پاشا نے کہا "ہاں، پوجا کو معلوم ہے کہ میں کوٹھی نمبر ۲ستاسی [...] انیکسی میں رہتا ہوں۔ ملازمہ آئے گی تو میں دل کھول کر اپنی [...]ت کا اظہار کردوں گا۔ اور......"

وہ آگے نہ سوچ سکا۔ ادھر پوجا کہہ رہی تھی۔ "میرا ساجن [...]یلوے اسٹیشن کے پاس ست نرائن کی گلی میں رہتا ہے۔ اس کا [...]ئی مکان نہیں ہے۔ وہ ایک گیراج میں رہتا ہے۔"

پاشا نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا "ارے پوجا! یہ کیا کہہ رہی [...] میں یہاں انیکسی میں رہتا ہوں۔ تم ملازمہ کو میرا غلط پتا کیوں بتا [...]ی ہو؟ وہ کسی دوسرے کے پاس چلی جائے گی۔ جبکہ میں تمہارا [...]اجن ہوں۔"

اتنا بڑبڑانے کے بعد اسے پھر یاد آیا کہ یہ قدرتی ٹیلی فون یک [...]رفہ ہے۔ اُدھر کی آواز سن سکتا ہے۔ اِدھر کی آواز سنا نہیں سکتا۔ [...] جھنجلا کر بیٹھ گیا۔

ملازمہ کہہ رہی تھی "مجھے اپنے ساجن کا حلیہ بتاؤ۔ میں ابھی [...]ے پکڑ کر تمہارے پاس لاؤں گی۔"

پوجا کی آواز آئی۔ "حلیہ کیا بتاؤں اس کا رنگ سانولا ہے۔"

وہ بولا "نہیں پوجا! میں سانولا نہیں ہوں۔ میرا رنگ سرخ و [...]فید ہے۔"

وہ بولی "اس کا قد ساڑھے پانچ فٹ ہے۔ وہ ایک دبلا پتلا سا [...]وان ہے۔ اس کا وزن بیماری کے باعث......"

وہ غصہ سے میز پر گھونسا مار کر بولا "پاگل کی بچی! تو نے میرا رنگ اور حلیہ بھی بدل دیا ہے۔ میں سوا چھ فٹ کا اونچا پہاڑ ہوں۔ میرا وزن چار من ہے۔ تو اپنی بہن شانتی کی کوٹھی سے میرے ساتھ یہاں تک آئی تھی اور اتنی جلدی میرا حلیہ بھول گئی ہے؟"

پھر وہ سوچنے لگا۔ "کہیں میں غلطی سے کسی دوسری عورت کی آواز تو نہیں سن رہا ہوں؟ ایسا تو پہلے کبھی نہیں ہوا، اور اگر میں پوجا سے ملتی جلتی آواز سن رہا ہوں تو پھر پوجا کہاں چلی گئی ہے؟ کیا ابھی وہ خاموش ہے، کہیں سو رہی ہے۔"

فی الحال وہ اس پہلو سے سوچ رہا تھا کہ صحیح آواز سننے میں کچھ گڑبڑ ہورہی ہے۔ شی تارا پر شبہ نہیں ہوسکتا تھا کہ وہ فراڈ کررہی ہے چونکہ وہ اس کا معمول اور تابعدار تھا اس لیے اُس کے خلاف نہیں سوچ رہا تھا۔

شی تارا رات کے کھانے سے فارغ ہوکر ایک آرام دہ صوفے پر بیٹھ گئی تھی اور خیال خوانی کے ذریعے ماسک مین کے پاس پہنچی ہوئی تھی۔ اس نے پچھلے دنوں ماسک مین پر عمل کرکے اسے اپنا تابعدار بنالیا تھا۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے ایوان راسکا پر ابھی تک ہاتھ ڈالنے کا موقع نہیں ملا تھا کیونکہ اس کے دماغ میں اسے جگہ نہیں ملی تھی۔

ماسکو میں ابھی رات ہوئی تھی۔ ماسک مین کی سوچ نے بتایا کہ وہ ابھی ایوان راسکا کا کھانا لے کر اُس محل میں جائے گا، جہاں اسے نظربند رکھا جاتا تھا۔ یہ ذکر پہلے ہوچکا ہے کہ اسے کتنی پابندیوں اور سخت پہروں میں رکھا جاتا ہے۔ خود ماسک مین کو بھی اس کے روبرو جانے کی اجازت نہیں تھی۔ وہ محل کے ایک ایسے کمرے میں آکر بیٹھ جاتا تھا جہاں چاروں طرف ٹی وی اسکرین تھے۔ ہر اسکرین پر ایوان راسکا اپنے کمرے میں یا محل کے دوسرے اندرونی حصوں میں گھومتا پھرتا نظر آتا تھا۔

ماسک مین اور ایوان راسکا رات کا کھانا اسکرین کے سامنے بیٹھ کر کھاتے تھے اور ایک دوسرے کو اسکرین پر دیکھ کر ان معاملات پر گفتگو کرتے تھے، جن کے سلسلے میں ایوان راسکا خیال خوانی کے ذریعے مصروف رہتا تھا۔ شی تارا نے ماسک مین کے دماغ میں یہ نقش کردیا کہ ابھی جو کھانا وہ لے کر جائے اس میں صرف اتنی سی مقدار میں اعصابی کمزوری کی دوا ملائے کہ وہ برائے نام کمزوری محسوس کرے۔ اگر اس کی کمزوری یا بیماری ظاہر ہوگئی تو ماسک مین پر شبہ کیا جائے گا اور وہ اپنے مقصد میں ناکام رہے گی۔

ماسک مین ایوان راسکا کے معاملات کا انچارج تھا۔ پھر اس ملک میں اس کی حیثیت ریڑھ کی ہڈی کی طرح تھی۔ شی تارا نے اتنے اہم شخص کو اپنا تابعدار بنا رکھا تھا۔ اس نے اُس کے احکامات کی تعمیل کی اور رات کے کھانے کے ذریعے ایوان راسکا کو اعصابی کمزوری میں مبتلا کردیا۔ اس کے لیے دماغ کے دروازے کھول دیے۔

شی تارا نے اس کے اندر آکر پوچھا "ہیلو راسکا! کیا کمزوری محسوس کررہے ہو؟"

وہ چونک کر بولا "کون ہے؟ میرے اندر کون بول رہا ہے؟"

"بول رہا ہے نہیں، بول رہی ہوں۔ تمہاری دوست ہوں۔"

"میری اندر یہ کمزوری تم نے پیدا کی ہے؟"

"مجھے افسوس ہے۔ تمہارے پاس پہنچنے کا اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ اگر تم دوستی نہیں کرنا چاہو گے تو میں تمہیں مجبور نہیں کروں گی۔ واپس چلی جاؤں گی۔"

"پہلے یہ تو بتاؤ، تم کون ہو؟"

"میں شی تارا ہوں۔ کبھی مرینا سے تمہاری دوستی تھی۔ اس نے میرا ذکر کیا ہوگا؟"

"ہاں، وہ تمہاری سہیلی تھی۔ اس نے بتایا تھا کہ تم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے درمیان ایک بڑی طاقت بن کر ابھر رہی ہو۔ تم

وہی شی تارا ہوتا؟"

"میں وہی ہوں۔ میں نے یہ عزم کیا ہے کہ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو کسی تنظیم یا کسی ملک کا غلام نہ بننے دوں۔ میری فہرست میں ایسے بہت سے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے نام ہیں' جو دوسروں کے غلام بنے ہوئے ہیں۔ ان میں تمہارا نام سرِفہرست ہے۔"

"میرا نام سرِفہرست کیوں ہے؟"

"اس لیے کہ تم ایک طویل عرصے سے روس کے غلام بنے ہوئے ہو اور کوئی تمہیں اس قید سے رہائی دلانے کی کوشش نہیں کررہا ہے۔ کیا تم رہائی چاہتے ہو؟"

"یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔ میں برسوں سے اس محل کی چار دیواری میں رہ کر بیزار ہوگیا ہوں۔ اگر زندگی سے پیار نہ ہوتا تو خودکشی کرلیتا۔"

"میں تمہیں آزادی سے زندگی گزارنے کا موقع دوں گی۔"

"محل کے اطراف اتنا سخت پہرا ہے کہ تم ٹیلی پیتھی کے ذریعے مجھے یہاں سے نکل نہیں سکو گی۔"

"میں سب جانتی ہوں۔ محل کے دائیں' بائیں' آگے پیچھے اور نیچے سے فرار ہونے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ ان اطراف میں کوئی کیڑا بھی رینگ کر گزرے گا تو خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگتی ہیں۔ محل کی چھت پر ہر رات صرف ماسک مین کا ہیلی کاپٹر آتا ہے۔ چھت پر سیکورٹی گارڈز ہیں۔ ماسک مین ان کے سامنے ہیلی کاپٹر سے اتر کر چھت کی سیڑھیوں سے اندر اس کمرے میں آتا ہے' جہاں چاروں طرف ٹی وی اسکرین ہیں اور ہر اسکرین پر تم نظر آتے ہو۔"

ایوان راسکا نے کہا "محل کے چاروں طرف پہرا دینے والے اپنے اپنے کیبن میں بیٹھ کر اسکرین پر مجھے دیکھتے رہتے ہیں۔"

"میں نے کہا نا' میں سب جانتی ہوں۔ تم فکر نہ کرو۔ میں تمہیں بخیریت یہاں سے نکال لے جاؤں گی۔"

"اگر تم ناکام ہوئیں تو مجھے فرار ہونے کی سخت سزائیں دی جائیں گی۔"

"مرد ہو کر سزاؤں سے ڈرتے ہو؟ آزادی حاصل کرنے کے لیے کچھ تو زخم کھانے پڑتے ہیں۔ ویسے مجھ پر بھروسا کرو۔ میں بڑی ٹھوس پلاننگ پر عمل کروں گی۔ ناکامی کا چانس ایک فیصد بھی نہیں رہے گا۔"

"میں کمزوری محسوس کررہا ہوں۔"

"بہت معمولی سی دوا تمہارے حلق سے اتری ہے۔ صبح تک توانائی بحال ہوجائے گی۔ آرام سے لیٹ جاؤ۔ میں تمہیں سلا دوں گی۔" وہ اپنے بستر پر لیٹ گیا۔ لیٹنے کے بعد دوسری صبح بیدار ہوا تو شی تارا کا معمول اور تابعدار بن چکا تھا۔

اُس نے اس کے ذہن میں یہ گرہ باندھ دی کہ جب تک شی تارا نہ چاہے' وہ محل سے باہر نکلنے اور آزادی حاصل کرنے کی بات کبھی نہ سوچے۔ ماسک مین کے ملک کا جو کام وہ کرے گا' اس کے پیچھے اب وہ رہا کرے گی اور اس سے اپنا ذاتی کام بھی لیا کرے گی۔

اگر وہ ایوان راسکا کو وہاں سے نکال کر اپنے پاس لے آتی تو اسے جس ملک میں رکھتی' وہاں اس کی حفاظت اور نگرانی کا مسئلہ درپیش رہتا۔ یہ بھی ہوسکتا تھا کہ ایوان راسکا اس کے تمام حفاظتی بند توڑ کر بھاگ جائے۔ وہ روسی محل بہت مضبوط قلعہ اور قید خانہ تھا۔ وہ اب تک وہاں سے باہر نہیں نکل سکا تھا۔ شی تارا نے بڑی عیاری سے سوچا کہ قید خانہ روسیوں کا رہے اور قیدی اس کے اختیار میں رہا کرے۔ دانہ پانی اس ملک سے حاصل کرے اور کام اس کا کرتا رہے۔ اس نے طے کرلیا۔ قیدی' قیدی ہی رہے گا اور قید خانہ میں رہ کر ہزاروں میل دور اس کے کام آتا رہے گا۔

وہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ دائی ماں جاگ رہی تھی۔ گھڑی دیکھ کر بولی "رات کے دو بج چکے ہیں۔ تم پھر لمبی خیال خوانی کرنے لگی ہو۔"

وہ مسکرا کر بولی "میں نے ایوان راسکا کو اپنے قابو میں کرلیا ہے۔ اب میری مصروفیات اور کم ہوجائیں گی۔ میں خیال خوانی کا کام اس سے لیا کروں گی۔"

"شاباش بیٹی! اب تم صحیح طریقۂ کار اختیار کررہی ہو۔ کچھ کھاؤ گی یا پیو گی؟"

"مجھے بھوک لگ رہی ہے۔ فریج سے پھل نکالو اور ایک گلاس دودھ لے آؤ۔"

وہ چلی گئی۔ شی تارا نے پاشا کے دماغ میں جھانک کر دیکھا۔ وہ سو رہا تھا۔ اس کے خوابیدہ دماغ نے بتایا کہ تجربہ بڑی حد تک کامیاب رہا ہے۔ اس نے ایسی دوائیں تیار کی ہیں جسے ایک ہفتہ تک استعمال کرتے رہنے سے جسم کے اندر وہ تمام حصے متاثر ہوں گے' جن کی کارکردگی سے خون اور پسینہ بنتا ہے' ان کے متاثر ہونے سے بو تبدیل ہوجائے گی۔

اس نے شی تارا کے خون اور پسینے کا تجزیہ کرکے ایسا انجکشن تیار کیا تھا کہ وہ انجکشن کسی دوسری لڑکی کو لگایا جاتا تو آئندہ پندرہ بیس گھنٹوں تک اس کے بدن سے شی تارا کی مخصوص مہک ابھرتی رہتی۔

اس نے پاشا کے خوابیدہ دماغ کو حکم دیا۔ "کل سے تم ان دواؤں کو اس لڑکی پر آزماؤ گے۔ جس کی میڈیکل رپورٹ کے مطابق تم یہ تجربہ کرتے رہے ہو۔ ایک ہفتے میں اس لڑکی کی مخصوص بو ختم ہونے لگے تو تم میری مخصوص بو کا انجکشن اسے لگاؤ گے۔"

اس نے حکم کی تعمیل کا وعدہ کیا۔ دائی ماں پھل اور دودھ لے آئی "ماں جی! پاشا بُو کے سلسلے میں کامیاب تجربہ کرچکا ہے۔ کل سے پوجا پر وہ دوائیں آزمائی جائیں گی۔"

"بیٹی! یہ کیسے معلوم ہوگا کہ تمہاری مخصوص مہک پوجا میں منتقل ہوگئی ہے؟"

"آزمائش کا طریقہ یہ ہوگا کہ میری مخصوص مہک کا انجکشن پہلے ایک خرگوش کو لگایا جائے گا۔ اس خرگوش کو ایک پنجرے میں بند کردیا جائے گا۔ تم میرے بدن کا اتارا ہوا ایک کپڑا ہمارے بلڈ ہاؤنڈ کو سونگھاؤ گی۔"

"بیٹی! کیا کہہ رہی ہو؟ وہ خونخوار کتا تمہارا اتارا ہوا لباس سونگھتے ہی تم پر جھپٹنے کے لیے دوڑا آئے گا۔"

"ایسا نہیں ہوگا۔ ماں جی! جس وقت تم بلڈ ہاؤنڈ کے سامنے میرا کپڑا رکھو گی۔ اس وقت سے میں اپنے بدن پر تھوڑی تھوڑی خوشبو اسپرے کرتی رہوں گی۔"

"اچھا اب سمجھ رہی ہوں۔ بلڈ ہاؤنڈ کو تمہاری طرف سے بو نہیں ملے گی تو وہ خرگوش کی طرف لپکے گا۔"

"ہاں۔ پاشا کا تجربہ کامیاب رہا تو وہ ضرور خرگوش پر لپکے گا۔"

اس نے ایک سیب اٹھا کر اسے دانتوں میں دبایا۔ پھر اس کا ایک ٹکڑا نوچ کر چباتی ہوئی بولی "یہ مرد بڑے بلڈ ہاؤنڈ ہوتے ہیں' عورت کی بو پاتے ہی لپکتے ہیں۔ پارس بھی پوجا کی طرف لپکتا آئے گا۔"

کامیابی کا خیال بڑا خوش کن ہوتا ہے۔ ہنسنے کو جی چاہتا ہے۔ وہ ہنسنے لگی۔ خوب دل کھول کر ہنسنے لگی۔ ہنستے ہنستے کہنے لگی۔ پارس' پوجا کے آگے رہے گا۔ میں پوجا کے پیچھے۔ وہ اسے شی تارا سمجھ کر دو چشمی ہیرے دے گا۔ میری تابعدار پوجا وہ ہیرے مجھے دے دے گی۔"

وہ ہنستے ہنستے' بولتے بولتے چپ ہوگئی کیونکہ دائی ماں اپنے مخصوص انداز میں مسکرا رہی تھی اور پتا نہیں کیوں اس کی مسکراہٹ کے پیچھے پارس جھلکتا رہتا تھا۔ وہ بولی "ماں جی! تم پھر اسی انداز میں مسکرا رہی ہو۔ کیا تمہارا خیال ہے' میں اپنے ارادوں میں کامیاب نہیں ہوسکوں گی؟"

"بیٹی! ضرور کامیاب ہوگی۔ تو خوب سوچ سمجھ کر چالیں چل رہی ہے۔ پارس' پوجا کے پاس آکر ضرور دھوکا کھائے گا۔ لیکن......"

"لیکن کیا؟ اپنی بات پوری کرو۔"

"میں نے کوئی ایسی محبت کرنے والی عورت نہیں دیکھی جو اپنا مرد کسی دوسری عورت کے حوالے کردے۔ میں وہ منظر دیکھوں گی کہ تو خود اپنی مرضی سے پوجا کو اس کی آغوش میں برداشت کرے گی۔"

وہ چند لمحوں تک ساکت رہی۔ بات دل کو لگتی تھی۔ کامیابی کی خوشی میں بھول گئی تھی کہ پارس کے گلے میں اپنی گھنٹی نہ باندھ کر دوسری گھنٹی کیسے باندھے گی۔ اس کے لیے راتوں کو کروٹیں بدلنے والی اپنی جگہ دوسری کو کیسے دے گی؟ کس دل سے دے گی؟ پھر وہ بولی "ایسی کوئی بات نہیں ہے ماں جی! وہ کیا صرف میرا دیوانہ ہے؟ وہ تو ہرجائی بھونرا ہے۔ پتا نہیں کس کس پر منڈلاتا رہتا ہے۔ کیا میں اسے دیکھنے اور روکنے جاتی ہوں؟"

"مرد نظروں سے اوجھل ہوکر کیا کرتے پھرتے ہیں' اس کا حساب عورت نہیں کرتی یا کرتی ہے تو لڑ جھگڑ کر غصہ اتار لیتی ہے لیکن آنکھوں دیکھی مکھی کبھی نہیں نگلتی۔ آنکھوں کے سامنے کبھی سوکن کو برداشت نہیں کرتی۔ میں دیکھوں گی کہ تم کتنے حوصلے والی ہو۔"

وہ ایک ٹھنڈی سانس لے کر بولی "ماں جی! تم پر بہت غصہ آتا ہے۔ مگر تمہاری بات پتھر کی طرح لگتی ہے اور دل پر اثر کرتی ہے۔ مجھے اس پہلو پر غور کرنا ہوگا کہ پوجا اس کے پاس جائے گی تو گویا میں اس کے قریب جاؤں گی کیونکہ پوجا کے دماغ میں رہوں گی۔ میں چاہوں گی' میرا پارس مجھے آغوش میں لے۔ مگر وہ پوجا کو آغوش میں لے گا۔ میرے [illegible] حقوق وہ وصول کرے گی اور میں اپنی آگ میں جلتی رہوں گی۔"

"میں اسی لیے مسکرا رہی تھی۔ اب تیری سمجھ میں بات آگئی ہے۔ پہلے سے سنبھل جا۔ عین وقت پر کوئی جذباتی غلطی کرے گی تو سارا کھیل بگڑ جائے گا۔ پارس کو فراڈ کا پتا چلے گا تو تجھے وہ ہیرے پھر کبھی نہیں ملیں گے۔"

دائی ماں اسے ایک نئی الجھن میں مبتلا کرکے چلی گئی۔ وہ پھل کھانا اور دودھ پینا بھول گئی۔ جوانی ستاتی رہے تو بچوں کی طرح دودھ پینے کو جی نہیں چاہتا۔ جی اسے چاہتا ہے' جسے جذبے مانگتے رہتے ہیں۔

وہ بستر پر کروٹیں بدلنے لگی۔ اکثر راتوں کو ایسا ہوتا تھا' جب دل کو قرار نہ آتا تو وہ خیال خوانی کی پرواز کرکے پارس کے پاس پہنچ جاتی تھی۔ اس رات بھی اس نے یہی کیا۔ اس کے پاس پہنچ کر بولی۔ "میں آؤں؟"

وہ بولا "اچھا تو نیند نہیں آرہی ہے؟"

"کیسے آئے گی؟ تم مجھے سونے نہیں دیتے ہو۔"

"یہی شکایت مجھے ہے' تم نے میری نیندیں چرالی ہیں۔"

"جھوٹ نہ بولو۔ ہرجائی! بے وفا! مکار! دغا باز! تمہارے ساتھ ضرور کوئی چڑیل ہے۔"

"تم ہفتے میں ایک دو بار آتی رہتی ہو اور ایسے خطابات سے نوازتی رہتی ہو۔ یہ بتاؤ کبھی تم نے میرے ساتھ کسی چڑیل یا حسینہ کو دیکھا ہے؟"

"وہ تو میں رات کے وقت آتی ہوں لیکن تم جہاں ہوتے ہو' وہاں دن ہوتا ہے اور دن کو تو تم شریف زادے بن کر رہتے ہو۔"

"تو پھر رات کو آکر چیک کیا کرو۔ جیسے آج آئی ہو۔ دیکھو رات ہے اور میں تمہاری یاد میں تنہا ہوں۔ اس وقت تین بجنے میں پندرہ منٹ رہ گئے ہیں اور تم دیکھ رہی ہو کہ میرا بستر خالی ہے۔ تارا! تارا! پکار رہا ہے۔"

وہ مسکرانے لگی۔ پھر چونک کر بولی "ابھی کیا کہا تم نے؟ کیا تمہاری گھڑی میں پونے تین ہوئے ہیں؟"

"ہاں' اور تمہاری گھڑی میں بھی یہی وقت ہے؟"

"نن نہیں۔ میری گھڑی میں بارہ بجے ہیں۔"

"مجھے قریب پا کر تمہارے بارہ بج رہے ہیں۔ تمہاری گھبراہٹ اور چونکنے کے انداز سے ثابت ہو گیا ہے کہ ہم ایک ہی ملک ہندوستان میں ہیں۔"

"تم غلط سمجھ رہے ہو' میں ہندوستان میں نہیں ہوں اور ایسی نادان بھی نہیں ہوں کہ جہاں ہوں' اس ملک کا نام بتا دوں۔"

"میری جان! میں مذاق کر رہا تھا۔ اس وقت میری گھڑی میں گیارہ بج کر پچیس منٹ ہوئے ہیں اور میں استنبول میں ہوں۔ ایک تو تمہیں ویسے بھی نیند نہیں آرہی ہے۔ میں اپنے جھوٹ سے تمہیں پریشان نہیں کروں گا۔ ویسے یہ بات اچھی نہیں ہے۔"

"کون سی بات؟"

"یہی بے خوابی والی بات۔ تم زیادہ سے زیادہ دس گیارہ بجے تک جاگو۔ اس کے بعد نیند نہ آئے تو خواب آور گولیاں کھا کر یا دماغ کو ہدایات دے کر سو جایا کرو۔ یوں پونے تین بجے تک جاگنا اچھی بات نہیں ہے۔"

"اب تو تین سے اوپر ہو گئے ہیں۔ پھر چار بجیں گے۔ پھر پانچ اور پھر صبح ہو جائے گی۔"

"اور پھر آنکھ کھلے گی تو معلوم ہو گا کہ تم ہندوستان میں ہو۔"

وہ ایک دم سے گھبرا گئی۔ پارس نے گھما پھرا کر اگلوا لیا کہ اس وقت اُس کی گھڑی میں تین سے کچھ اوپر ہوئے ہیں۔ وہ بولا۔ "میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ ہم دونوں کی گھڑی میں ایک ہی وقت ہوا ہے اور ہم ایک ہی ملک میں ہیں۔"

وہ پریشان ہو کر اُس کے دماغ سے نکل آئی۔ دل بری طرح دھڑکنے لگا تھا۔ ذہن میں سوالات چیخ رہے تھے۔ وہ ہندوستان میں ہے تو کس شہر میں ہے؟ کیا دہلی میں ہے؟

اب یہ معلوم کرنا ضروری ہو گیا تھا۔ اگر وہ دہلی میں ہوتا تو یہ شہر چھوڑ کر بھاگنے میں ہی اس کی خیریت تھی۔ وہ فوراً ہی اٹھ کر سنگار میز کے پاس آئی۔ پھر ایک پرفیوم کی شیشی اٹھا کر اپنے لباس پر زیادہ سے زیادہ خوشبو اسپرے کرنے لگی تاکہ بدن کی مخصوص مہک ختم ہو جائے اور وہ شکاری اسے پا نہ سکے۔

اس حد تک احتیاطی تدبیر کرنے کے بعد اسے ہر حال میں یہ معلوم کرنا تھا کہ وہ دہلی میں ہے یا کسی اور شہر میں؟

وہ پھر اس کے پاس آئی۔ پارس نے ایک لمبی سانس کھینچتے ہوئے کہا "کتنی پیاری خوشبو ہے۔"

وہ حیرت سے بولی "کیا مطلب؟ کک..... کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"یہی کہ اتنی زیادہ خوشبو انڈیلنے کی کیا ضرورت تھی؟"

وہ اس کے دماغ سے چیخ مار کر واپس آ گئی۔ دائی ماں دوڑتی ہوئی آئی "کیا ہوا بیٹی؟ خیریت تو ہے؟"

ثی تارا اپنے دھڑکتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھ کر بولی "وہ ماں جی! وہ میرے قریب آ گیا ہے۔ اس کوٹھی میں ہے یا باہر کھڑا ہے۔"

"بیٹی! گھبراتی کیوں ہو؟ حوصلہ کرو۔ یہ بتاؤ تمہیں یہاں اس کی موجودگی کا علم کیسے ہوا؟"

"وہ..... وہ میں نے یہ خوشبو اسپرے کی تو اسے معلوم ہو گیا کہ میری مخصوص مہک پر خوشبو حاوی ہو رہی ہے۔ ماں جی! میں کیا کروں؟ خود کو اس سے کیسے چھپاؤں؟ وہ یہاں آ گیا ہے۔"

دائی ماں نے انٹر کام کا ریسیور اٹھا کر ایک بٹن دبایا۔ دوسری طرف سے سیکورٹی گارڈ کی آواز سنائی دی۔ "یس مادام؟"

دائی ماں نے پوچھا "کتنے گارڈز جاگ رہے ہیں؟"

"میڈم! رات کو ہم پانچ ہوتے ہیں۔ پانچوں کوٹھی کے چاروں طرف ہیں۔"

"اچھی طرح چیک کرو' کوئی احاطے میں داخل ہوا ہے؟ یا احاطے کے باہر کوئی مشکوک شخص ہے؟"

"ہم ابھی معلوم کرتے ہیں۔"

دائی ماں نے ریسیور رکھ کر پوچھا "کیا تم نے خیال خوانی کے ذریعے اس سے رابطہ کیا تھا؟"

"ہاں' میری اور اس کی گھڑی میں ایک ہی وقت ہوا ہے۔ اس طرح میں نے سمجھ لیا کہ ہم ایک ہی ملک میں ہیں۔"

"اسے کیسے معلوم ہوا کہ تمہاری گھڑی بھی اُس کی گھڑی کا وقت بتا رہی ہے؟"

"میں کیا کہوں؟ اس نے باتوں ہی باتوں میں مجھ سے معلوم کر لیا۔ بعد میں مجھے غلطی کا احساس ہوا۔"

"تمہیں ہزار بار سمجھایا ہے کہ اس سے باتیں کرتے وقت ہوش میں رہا کرو۔ مگر تم تو اس کے پاس جاتے ہی اپنے حواس میں رہنا بھول جاتی ہو۔"

"ماں جی! یہ کوئی نصیحت کرنے کا وقت نہیں ہے۔ وہ یہاں آ گیا ہے۔"

"اگر وہ یہاں تک آ گیا ہے تو تمہیں فیصلہ کرنا ہو گا' اسے روکو گی' آنے دو گی یا یہاں سے بھاگنا چاہو گی؟"

"وہ یہاں آ چکا ہے تو اس کے پاس دو چشمی ہیرے ہوں گے میں ہر قیمت پر انہیں حاصل کروں گی۔"

"تو پھر اسے گولی مارنی ہو گی۔"

"بکواس مت کرو۔ کیا میں اسے جان سے مارنے کو کہہ رہی ہوں؟"

"تم کیا کہہ رہی ہو' کچھ معلوم تو ہو۔"

"انیکسی میں پاشا ہے۔ میں اسے حکم دوں گی کہ وہ اسے جان سے نہ مارے' صرف زخمی کرے۔ یہ اچھا موقع ہے' وہ زخمی ہو گا تو میں اس پر عمل کر کے اسے اپنا تابعدار بنا سکوں گی۔"

"تو نے موت کے جزیرے میں علی تیمور اور پاشا کا مقابلہ دیکھا ہے اور تو اس فیملی کی ہسٹری جانتی ہے۔ دونوں بھائی ایک ہی استاد دانسورو کی کے چیلے ہیں۔ یہ پارس بھی پاشا سے زمین چٹوا دے گا تب کیا کرے گی؟"

وہ پاؤں پٹخ کر رونے کے انداز میں بولی "مر جاؤں گی اور کیا کروں گی؟ بڑی دائی ماں بنتی ہو۔ ایسے برے وقت میں میرے کام نہیں آرہی ہو۔"

انٹر کام سے اشارہ ملا۔ دائی ماں نے ریسیور اٹھا کر پوچھا "ہاں کیا رپورٹ ہے؟"

"میڈم! احاطے کے اندر اور باہر کوئی نہیں ہے۔ ہم نے اس علاقے میں گشت کرنے والے نائٹ چوکیدار سے بھی پوچھا ہے۔ اس نے بھی یہاں دور تک کسی کو نہیں دیکھا ہے۔"

وہ ریسیور رکھ کر بولی "تیرا وہم ہے۔ وہ یہاں نہیں آیا ہے۔ کیا جادو جانتا ہے کہ اسے تیرا پتا معلوم ہو جائے گا۔"

"ماں جی! میں سچ کہتی ہوں۔ اس نے میرے لباس سے اٹھنے والی خوشبو سونگھی ہے۔"

"یہ کیسے کہہ سکتی ہے کہ اس نے یہی خوشبو پائی ہے۔ اس سے پوچھ کر دیکھ کہ وہ کس پرفیوم کی مہک پا رہا ہے؟"

"کیا پھر اس کے پاس جاؤں؟"

"کیا وہ تجھے پکڑ لے گا؟ باؤلی ہو گئی ہے۔ اس کے بغیر رہ بھی نہیں سکتی۔ اس کی آہٹ ملے تو ڈرتی بھی ہے۔ بھگوان ہی تیرا بیڑا پار کرے گا۔"

وہ پھر اس کے پاس آئی۔ پارس سونے کے لیے اپنے دماغ کو ہدایات دے رہا تھا۔ اسے محسوس کرتے ہی بولا "میں سمجھ رہا تھا' اب نہیں آؤ گی۔ مجھ سے دور رہنے کے لیے بھاگ رہی ہو گی۔"

"تم خوشبو پا کر بھی بستر پر لیٹے ہو۔ اب سونے جا رہے تھے۔ میرے پاس کیوں نہیں آئے؟"

"خیال خوانی کے ذریعے سنتی ہو کہ میں آ گیا ہوں تو بھاگ جاتی ہو۔ سچ مچ آؤں گا تو کیا کرو گی؟"

"میری بات کا جواب دو' خوشبو پا کر میرے پاس کیوں نہیں آئے؟"

"بھئی کون سی خوشبو؟"

"وہی جو میں نے اپنے لباس پر اسپرے کی ہے۔ بتاؤ اس پرفیوم کا نام کیا ہے؟"

"کوئی خوشبو یہاں تک آئے گی تو نام بتاؤں گا۔"

"تم نے تھوڑی دیر پہلے تو کہا تھا کہ میں نے اپنے اوپر خوشبو انڈیل لی ہے۔ ایسا کیوں کہا تھا۔"

"ثی تارا! تم بہت جلد پاگل ہو جاؤ گی۔ کبھی عقل سے بھی سوچا کرو۔ ہم ذہانت اور اندازوں سے بات کہتے ہیں۔ جب تمہیں معلوم ہوا کہ ہماری گھڑیوں میں ایک ہی وقت ہے اور ہم ایک ہی ملک میں ہیں تو تم اچانک میرے دماغ سے بھاگ گئیں۔ ایسے میں پہلا خیال یہی آئے گا کہ تم مجھ سے اپنی مخصوص مہک چھپا کر فوری طور پر چھپنا چاہو گی۔ تم دوسری بار واپس آئیں تو میں نے صحیح اندازے سے وہی کہا' جو تم نے کیا تھا۔ اس بات پر تم چیخ مار کر پھر بھاگ گئیں۔"

وہ ایک دم ہنسنے لگی۔ اسے یہ خوشی ملی کہ پارس کو ابھی اس کا پتا نہیں ملا ہے۔ وہ ہنستے ہنستے بولی "یو چیٹ! دھوکے باز' تم نے تو چند منٹوں کے لیے بوکھلا کر رکھ دیا۔ میں یہ جگہ چھوڑ کر جانے والی تھی۔"

"ہو سکتا ہے' تم وہ جگہ چھوڑ کر دوسرے شہر میں آتیں اور اسی شہر میں ہمارا سامنا ہو جاتا۔"

"تمہیں میری جان کی قسم ہے' سچ بتاؤ کس شہر میں ہو؟"

"میں جس شہر کا نام بتاؤں گا' وہاں تم رہو گی تو تمہارا سکون غارت ہو جائے گا۔"

"ایسے بھی سکون غارت ہو رہا ہے۔ پلیز بتا دو۔"

"میں بتا رہا ہوں' وعدہ کرو کہ تم اس شہر میں ہو تو زیادہ سے زیادہ شہر چھوڑ دو گی لیکن ہندوستان سے باہر نہیں جاؤ گی۔"

"وعدہ کرتی ہوں۔ صرف شہر چھوڑوں گی' ملک نہیں چھوڑوں گی۔"

"تو پھر سنو....."

اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے کہا "ابھی بتاتا ہوں۔ ذرا دیکھوں تو اتنی رات کو کون مجھے یاد کر رہا ہے۔"

اس نے ریسیور اٹھا کر کہا "ہیلو کون ہے؟"

دوسری طرف سے کسی مرد کا قہقہہ سنائی دیا پھر وہ بولا "مجھے آواز سے پہچان سکتے ہو تو پہچان لو۔ میں نے آخر تمہیں ڈھونڈ نکالا ہے۔"

"اے بھائی ڈھونڈنے والے' تم نے اتنی رات کو رانگ نمبر کیوں ڈائل کیا ہے۔ نان سینس۔"

پارس نے ریسیور رکھ دیا۔ ثی تارا نے کہا "یہ کون ہو سکتا ہے؛ اس کی آواز کچھ جانی پہچانی ہے۔"

"تعجب ہے۔ رانگ نمبر ڈائل کرنے والے کی آواز تمہیں شناسا لگ رہی ہے۔"

پھر گھنٹی بجنے لگی۔ پارس نے ریسیور اٹھا کر پوچھا "کیوں بھائی! سونے نہیں دو گے؟"

"آرام سے سونا چاہتے ہو تو وہ دو چشمی ہیرے میرے حوالے کر دو۔"

یہ سنتے ہی ثی تارا اور پارس دونوں چونک گئے۔ ایک دم سے یاد آیا۔ وہ مصر کا بوتالا ثانی تھا۔ اس کے پاس یک چشمی ہیرا تھا اور دوسرا یک چشمی ہیرا ثی تارا کے پاس تھا۔ پارس نے دونوں سے وہ

ہیرے چھین لیے تھے۔ مصر کے اس آقا لاثانی کو کئی معروف نجومیوں نے بتایا تھا کہ 'وہ ایک ایک چشمی ہیرے یکجا ہو کر دو چشمی ہیرے بنیں گے اور جس کے سر پر رہیں گے' وہ دنیا کا سب سے دولتمند شخص ہوگا۔ زندگی کی تمام آزمائشوں میں کامیاب رہے گا۔ ان ہیروں کی موجودگی سے تمام نحوستیں دور ہو جائیں گی۔

ثی تارا کا علم نجوم بھی یہی کہتا تھا۔ اسی لیے وہ پارس کے پیچھے پڑ گئی تھی۔ وہ آواز سن کر بولی "پارس! یہ تو وہی بونا لاثانی ہے۔ تم اسے کہاں سے پیچھے لگا لائے ہو؟"

"میرے فرشتوں کو بھی معلوم نہیں تھا کہ یہ میری ٹوہ میں لگا ہے۔"

فون پر اس کی آواز سنائی دی۔ وہ بولا "مسٹر پریم کمار! خاموش کیوں ہو؟ کیا مجھے پہچان گئے ہو؟"

ثی تارا نے کہا "تم نے مصر میں اسے اور مجھے اپنا نام پریم کمار بتایا تھا۔ وہ تمہیں اسی نام سے پکار رہا ہے۔"

پارس نے کہا "ہاں' تمہیں پہچان رہا ہوں۔ تمہیں شرم نہیں آئی۔ اتنے دنوں تک لاپتا رہے۔ اپنے ساتھ اپنی بہن کو بھی لے گئے۔ ارے کم از کم بہن کو تو چھوڑ جاتے۔"

"کیا بک رہے ہو؟ کس بہن کی بات کر رہے ہو؟"

"تعجب ہے اپنی بہن کو بھول رہے ہو۔ ایک ہیرا تمہارے پاس تھا۔ دوسرا تمہاری بہن کے پاس۔ تم دونوں نے وہ ہیرے مجھے دے دیئے۔ تمہیں ذرا بھی غیرت نہیں آئی۔ اپنی بہن کے ساتھ تاریک تہ خانے میں چھوڑ کر چلے گئے۔"

"بکواس مت کرو۔ وہ میری بہن نہیں تھی۔ تم ہیروں کی بات کرو۔"

"بات کیا کرنا ہے۔ ایک ہاتھ سے بہن کو دو' دوسرے ہاتھ سے ہیرے لے جاؤ۔"

"ابے تو کس کھوپڑی کا آدمی ہے۔ خواہ مخواہ اسے میری بہن بنا رہا ہے۔"

"وہ تمہاری بہن نہیں ہے؟"

"نہیں ہے۔ ہزار بار نہیں ہے۔"

"تو پھر ہیرے بھی نہیں ہیں۔"

"تیری موت آئی ہے۔ تو مجھ سے مقابلہ کر کے دیکھ چکا ہے۔ میں ربر کا پتلا ہوں۔ تو نے کئی بار مجھے اچھال کر چھت سے ٹکرایا۔ کئی بار زمین پر دے مارا۔ مگر مجھے چوٹ نہیں لگی۔ جب میں اپنے داؤ آزماؤں گا تو تجھے دن میں تارے نظر آنے لگیں گے۔"

"لڑائی جھگڑے اور خون خرابے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ امن و امان سے اپنی بہن دے اور ہیرے لے۔"

"او مائی گاڈ! میں تیرے لیے بہن کہاں سے پیدا کروں؟"

"جہاں سے اس رات پیدا کیا تھا۔ اسے میرے پاس تاریکی میں چھوڑ گیا۔ ہائے وہ رنگین تاریکی ابھی تک یاد آتی ہے۔"

ثی تارا نے کہا "اے بدمعاش! شرم نہیں آتی ایسی باتیں کرتے ہوئے؟"

"اپنی عورت سے مرد کو اور اپنے مرد سے عورت کو شرم نہیں آتی۔"

ادھر سے لاثانی نے پوچھا "یہ تو کیا بول رہا ہے؟"

"تمہاری بہن سے بول رہا ہوں۔ یہ اچانک ہمارے درمیان میں آ گئی ہے۔"

"دیکھ پریم کمار! تو ہندو ہے۔ میں تجھے بھگوان کا واسطہ دیتا ہوں' بہن کی بات نہ کر۔ مجھے غصہ آئے گا تو میں ابھی ہوٹل کے کمرے میں آ کر تجھے گولی مار دوں گا۔"

"اس دھمکی کے بعد بھی میں اسی کمرے میں رہوں گا اور تم گولی نہیں مارو گے۔ میری موت سے پہلے تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ ہیرے کہاں ہیں؟"

"مجھے بتاؤ' کہاں ہیں وہ ہیرے؟"

"تمہاری بہن کے پاس۔"

وہ ایک دم سے بھڑک کر گالیاں دینے لگا۔ پارس نے ریسیور رکھ دیا۔ ثی تارا نے کہا "وہ اپنے ہیرے کے ساتھ میرا ہیرا بھی وصول کرنے آ گیا ہے۔ اگرچہ وہ تین چار فٹ کا بونا ہے۔ مگر خطرناک ہے۔ بات بڑھنے سے پہلے وہ ہیرے میرے حوالے کر دو۔"

پھر گھنٹی بجنے لگی۔ پارس نے ریسیور اٹھا کر پوچھا "کیا گالیوں کا اسٹاک ختم ہو گیا؟"

"تیرے کمرے کے آس پاس میرے آدمی ہیں۔ میرا حکم پاتے ہی تجھے جان سے نہیں ماریں گے' اپاہج بنا دیں گے۔ مجھے جب تک ہیرے نہیں ملیں گے' میں تجھے زندہ رکھوں گا۔ تو میرا طریقۂ کار نہیں جانتا ہے۔ میرے شکنجے میں آنے والے موت کی بھیک مانگتے ہیں۔ مگر میں انہیں سسکا سسکا کر زندہ رکھتا ہوں۔"

"ابے سالے! میں تجھے کیسے یقین دلاؤں کہ تیری گمشدہ بہن مل گئی ہے۔"

"لعنت ہے تجھ پر' میری بہن مل گئی ہے تو تو اسے رکھ لے اور ہیروں کی بات کر۔"

"پہلے تو اپنی بہن سے بات کر۔"

ثی تارا نے کہا "میں ابھی آتی ہوں۔"

وہ آقا لاثانی کے اندر پہنچی۔ وہ سانس روکنا چاہتا تھا۔ اس نے کہا "ٹھہرو' میں تمہاری بہن ہوں۔"

وہ جھنجلا کر بولا "یہ کیا بکواس ہے؟"

وہ بولی "یاد کرو۔ اس رات بھی میں تمہارے دماغ میں آئی تھی' تم نے سانس روک کر واپس کر دیا تھا۔ اب بھی یہی کرو گے تو میں تمہیں وہ ہیرے حاصل نہیں کرنے دوں گی۔"

"میں عورتوں کی بات نہیں سنتا اور تم دھمکی سنا رہی ہو۔"

"اسے محض دھمکی سمجھتے ہو تو اپنے آدمیوں کو پریم کمار کے کمرے میں بھیجو اور ان کا انجام دیکھو۔"

اس نے سانس روک لی۔ ثی تارا نے پارس کے پاس آ کر کہا۔ "میں نے اس کے اندر تھوڑی دیر رہ کر معلوم کیا ہے' تم دونوں بمبئی کے تاج محل ہوٹل میں ہو۔"

پارس نے مسکرا کر پوچھا "تم نے میرے اندر رہ کر یہ کیوں نہیں معلوم کیا؟"

"تم بڑا زہریلا اور شیطانی دماغ رکھتے ہو۔ میں کئی بار کوشش کر چکی ہوں' کبھی چور خیالات کے خانے میں نہ پہنچ سکی۔ تم نے کیا کون سا عمل کیا ہے کہ میں چور خیالات پڑھنے میں ناکام رہتی ہوں۔"

"یہ میرا نہیں' جناب علی اسد اللہ تبریزی کا روحانی عمل ہے۔ نہ کوئی میرے چور خیالات پڑھ سکتا ہے' نہ میرے ذہن کو کمزور بنا کر مجھ پر تنویمی عمل کر سکتا ہے۔"

پھر فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ پارس نے ریسیور اٹھا کر کہا "ہیلو' پریم کمار بول رہا ہوں۔"

کسی اجنبی کی آواز سنائی دی۔ "ہم آقا لاثانی کے بندے ہیں۔"

"لعنت ہے تم پر کہ خدا کے بندے نہیں ہو۔"

"بکواس نہ کرو اور سنو تمہارے بند دروازے کے باہر میرے ساتھی ہیں۔ ان کے پاس سائلنسر لگے ہوئے ریوالور ہیں۔ اگر تم نے دروازہ نہیں کھولا تو ریوالور کی گولی سے لاک ٹوٹے گا۔"

ثی تارا نے کہا "پارس! مجھے ان سے نمٹنے دو۔"

وہ ریسیور رکھ کر بولا "یہ میرا کھیل ہے۔ مجھے کھیلنے دو۔"

"میں جانتی ہوں۔ تم آنے والوں کا حلیہ بگاڑ دو گے۔ مگر ہوٹل میں گولیاں چلیں گی۔ پولیس کیس بنے گا۔ کیوں خواہ مخواہ تھانے پولیس کے چکر میں پڑنا چاہتے ہو؟"

وہ سر ہلا کر بولا "یہ بات ماننے والی ہے۔ چلو میں ان کی آواز سنتا ہوں۔"

وہ دروازے کے پاس آ کر بولا "کیا باہر کوئی ہے۔"

آواز آئی "ہاں ہم ہیں۔ دروازہ کھولو۔"

پارس نے پوچھا "کیا کہہ رہے ہو۔ ذرا زور سے بولو۔"

ذرا اونچی آواز میں دروازہ کھولنے کا حکم دیا گیا۔ ثی تارا حکم دینے والے کے اندر پہنچ گئی۔ اس کے ذریعے پتا چلا' اس کے دو ساتھی پیچھے کھڑے تھے۔ صرف ایک کے پاس سائلنسر لگا ہوا ریوالور تھا۔ باقی دو نہتے تھے۔ ان کے خیال میں پارس کو دھمکی دینے کے لیے ایک ہی ہتھیار کافی تھا۔ وہ اسے نشانے پر رکھ کر اس کی پٹائی کرنے اور اس کے سامان کی تلاشی لے کر ہیرے برآمد کرنے آئے تھے۔

وہ پارس کے پاس آ کر بولی۔ "وہ تین ہیں۔ صرف ایک کے پاس ریوالور ہے۔ دروازہ کھول دو۔"

پارس نے دروازہ کھولا۔ ریوالور والے نے دونوں ہاتھ جوڑ کر نمستے کیا۔ پھر پارس کو ریوالور دے کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔ "واپس چلو۔"

ایک ساتھی نے غصے سے پوچھا "تم نے اسے اپنا ریوالور کیوں دے دیا؟"

پارس نے کہا "جب دے ہی چکا ہے تو غصہ دکھا کر کیا کرو گے؟ واپس جاؤ ورنہ گولی مار دوں گا۔"

وہ ہتھیار کے سامنے دم نہ مار سکے۔ واپس جانے لگے۔ ثی تارا نے کہا "وہ بونا لاثانی تیسری منزل کے کمرا نمبر تین سو چھ میں ہے۔ یہ تینوں وہیں جا رہے ہیں۔ میں ابھی آتی ہوں۔"

وہ تینوں سیڑھیاں اتر کر تیسری منزل پر آئے۔ دروازے پر دستک دی۔ لاثانی نے دروازہ کھولا پھر پوچھا۔ "کیا ہوا؟ بڑی جلدی واپس آ گئے؟"

وہ اندر گئے۔ ایک نے کہا "میں نے اپنا ریوالور اسے دے دیا۔ اس طرح اُس کا پلڑا بھاری ہو گیا۔ ہم واپس چلے آئے۔"

وہ غصے سے پیچھے ہٹ کر بولا "سؤر کے بچے! تم نے اسے ریوالور کیوں دیا؟"

لمبے تڑنگے غنڈے نے تنبیہ کے انداز میں انگلی دکھا کر کہا۔ "ابے او بونے! مینڈک کے بچے! مُنہ سے گالی نہ نکالنا۔ ہم کرائے کے غنڈے ضرور ہیں مگر غیرت مند ہندوستانی ہیں۔ گالی برداشت نہیں کریں گے۔"

بونے لاثانی نے اچانک فضا میں اچھل کر فضا ہی میں گول گھومتے ہوئے اس کے مُنہ پر ایک ٹھوکر ماری۔ پھر دوسرے ہی لمحے پلنگ پر آیا اور دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ ٹھوکر کھانے والے کو یوں لگا تھا جیسے مُنہ پر ہتھوڑا پڑا ہو۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ وہ دیوار سے ٹیک لگا کر خود کو سنبھالنے کی کوشش کرنے لگا۔

اس کے دونوں ساتھیوں نے لاثانی پر حملہ کیا۔ اسے دبوچنے کے لیے آگے بڑھے۔ وہ پلنگ پر سے اچھل کر ان کے سروں پر سے ہوتا ہوا پیچھے آیا۔ فرش پر پاؤں رکھتے ہی پھر اچھل کر میز پر کھڑا ہوا۔ وہ دونوں پلنگ کے پاس سے پلٹے تو انہیں پتا ہی نہ چلا کہ وہ بجلی کی طرح کہاں سے کہاں پہنچا پھر وہاں سے اڑتا ہوا ان کے مُنہ پر ایک ایک لات مارتا ہوا دوسری بار پلنگ پر آیا اور دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر کھڑا ہو گیا۔

وہ دونوں فرش پر گر پڑے تھے۔ دونوں کی ناک اور باچھوں سے لہو رس رہا تھا۔ انہوں نے سوچا تھا کہ وہ ساڑھے تین فٹ کا بونا ہے' اسے چٹکی سے اٹھا کر جیب میں ڈال لیں گے لیکن اس نے آدھے منٹ کے اندر تین پہاڑ جیسے غنڈوں کو ٹھنڈا کر دیا تھا۔

وہ بولا۔ "کرائے کے غنڈے نہ ہندوستانی ہوتے ہیں' نہ

جاپانی' صرف شیطانی ہوتے ہیں اور میں جب کھرا معاوضہ دیتا ہوں تو کھرا کام بھی لیتا ہوں۔ جو میرے کام میں ناکام رہتا ہے' اسے ٹھوکروں میں اڑا دیتا ہوں اور اپنی دی ہوئی رقم واپس چھین لیتا ہوں۔"

ایک نے تکلیف سے کراہتے ہوئے کہا "مسٹر لاثانی وہ کمرا نمبر چار سو بیس والا کوئی جادوگر ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ میں نے بے اختیار ریوالور اس کے حوالے کیوں کردیا تھا؟"

"بکواس مت کرو۔ میں کسی جادو کو نہیں مانتا۔ پہلے وہ نہتا تھا۔ تم نے اسے ریوالور دے کر میرے لیے خطرہ پیدا کردیا ہے۔"

ثی تارا نے ایک غنڈے کے ذریعے کہا "بونے شیطان! اس غنڈے کی زبان سے تیری بہن بول رہی ہے۔ کیا یہ جادوگری نہیں ہے؟"

وہ تائید میں سر ہلا کر بولا "ہاں' میں بھول گیا تھا کہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے وہ ریوالور چھینا گیا تھا۔"

وہ بولی "تم نے قاہرہ سے بمبئی تک آنے کی خواہ مخواہ زحمت کی ہے۔ وہ ہیرے تمہیں نہیں ملیں گے۔"

"وہ ہیرے میری جان' میری زندگی ہیں۔ میں ان کے لیے دنیا کے آخری سرے تک پریم کمار کا پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔"

"تم جانتے ہو' ان میں سے ایک چشمی ہیرا میرا ہے۔ اسے تو میں پریم کمار سے لے ہی لوں گی۔ دوسرا تمہارا ہے۔ اسے میں پریم کمار سے شادی کرکے حاصل کرلوں گی۔"

"اسی لیے تم ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کی مدد کررہی ہو۔"

"اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ وہ بہت شہ زور اور مکار ہے۔ نہ میں اسے ذہانت سے زیر کرسکتی ہوں' نہ تم اپنی طاقت اور بازی گری سے اسے شکست دے سکتے ہو۔"

"میں کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ اس کا پہلو گرم کرکے اپنا مقصد حاصل نہ کرو۔ میری دوست بن جاؤ میرے پاس ذہانت اور جسمانی طاقت ہے۔ تمہارے پاس ٹیلی پیتھی کی صلاحیت ہے۔ ہمارے اتحاد کے سامنے اس کے قدم اکھڑ جائیں گے۔ ہم اس سے ہیرے چھین لیں گے۔"

"چھین لینے کے بعد کیا ہوگا؟"

"وہ دو چشمی ہیرے ہم دونوں کے پاس رہیں گے۔"

"وہ کس طرح بیک وقت ہم دونوں کے پاس رہیں گے؟"

"سیدھی سی بات ہے۔ مجھ سے شادی کرلو۔ میں سہاگ رات میں تمہیں ہیروں کا تاج پہناؤں گا۔"

"آگے نہ بولو۔ میں خود کو تمہاری بہن کہہ چکی ہوں۔"

"شادی سے پہلے دنیا کی ہر لڑکی بہن ہوتی ہے۔ پھر ان میں سے کوئی ایک بیوی بن جاتی ہے۔"

"بکوس مت کرو۔ دنیا کی کوئی عورت پہاڑ جیسے مرد کو چھوڑ کر بالشت بھر کے بونے سے شادی نہیں کرے گی۔"

"مجھے ایسے وقت بہت غصہ آتا ہے جب حسین عورتیں مجھے چھوٹا دیکھ کر کھوٹا سمجھ لیتی ہیں۔ مجھے قبول کرلو۔ میں دنیا کی تمام دولت تمہارے قدموں میں ڈھیر کردوں گا۔"

"وہ دو چشمی ہیرے حاصل کرلوں گی تو دولت خود ہی میرے قدموں میں آجائے گی۔"

"تم مجھے بھی قدموں میں رکھ لو۔ میں اتنا مختصر سا ہوں کہ تمہاری جوتیوں میں پڑ رہوں گا۔ میں ان ہیروں سے دور نہیں رہوں گا۔ اگر تم اس سے شادی کروگی تو میں جہیز میں تمہارے ساتھ جاؤں گا۔ اسے کہو مجھے سالا بنا لے۔ سالا بننے کے بعد بھی ہیرے نہ ملے تو میں تمہیں اور پریم کمار کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

ثی تارا نے پارس کے پاس آکر کہا "وہ دو چشمی ہیروں کے لیے پاگل ہوگیا ہے۔ کبھی مجھے بیوی اور کبھی بہن بنا رہا ہے۔ تمہارا سالا بننے اور میری جوتیوں میں رہنے کو تیار ہے۔ ہمیں جان سے مارنا بھی چاہتا ہے۔ وہ پاگل کا بچہ تمہیں اس ہوٹل میں سکون سے نہیں رہنے دے گا۔"

"یہی میں سوچ رہا ہوں۔ کیوں نہ تمہارے پاس آجاؤں؟"

"زیادہ نہ پھیلو۔ تم سے دور کی دوستی اچھی ہے۔"

"مجھ سے دور کیسے رہوگی؟ ہاتھ بڑھا کر ہیرے لینے کے لیے تو سامنے آنا ہی ہوگا۔"

"پارس! کیوں مجھے ترسا رہے ہو؟"

"یہ شکایت مجھے ہے کہ تم ترسا رہی ہو۔ ایک ہی ملک میں رہ کر خود تڑپ رہی ہو' مجھے بھی تڑپا رہی ہو۔"

"تم میری تڑپ اور بے قراری کو سمجھتے ہو پھر بھی محبت سے موجودہ مسئلے کا حل نہیں نکال رہے ہو۔"

"حل ایک ہی ہے۔ شادی کرلو۔"

"شادی کی بات سے پھر مذہب اور دھرم کی بحث چھڑ جائے گی۔"

"تو میں کیا کروں؟"

"یہ بتاؤ تم مجھے کتنا چاہتے ہو؟"

"میری چاہت سمندر سے زیادہ گہری ہے۔ میں تم سے اتنی محبت' اتنی محبت کرتا ہوں کہ اتنی کسی نے نہیں کی ہوگی۔"

"جب اتنی محبت کرتے ہو تو کیا میرا دھرم قبول نہیں کرسکتے؟"

"یعنی اسلام چھوڑ دوں؟"

"عشق کرنے والے دنیا چھوڑ دیتے ہیں۔"

"واقعی عشق میں دنیا چھوڑ سکتے ہیں تو کیا اسلام نہیں چھوڑ سکتے۔ ٹھیک ہے میں چھوڑ دوں گا۔"

اس نے خوش ہوکر پوچھا "کب چھوڑو گے؟"

"جب مجھے پاگل کتا کاٹ لے گا۔"

اس نے سانس روک لی۔ وہ جھنجلا کر اپنی جگہ حاضر ہوئی۔ پھر اس کے پاس جا کر بولی "یہ کیا بکواس ہے' تم سنجیدگی سے باتیں نہیں کروگے؟"

"میں تمہارے لیے دنیا چھوڑ سکتا ہوں۔ اپنے خدا اور رسولؐ کو نہیں چھوڑ سکتا۔ تم نے چھڑوانے کی کوشش کی۔ اس کی سزا یہ ہے کہ تم چوبیس گھنٹوں تک مجھ سے رابطہ نہیں کرسکوگی۔"

"میرے لیے یہ کوئی سزا نہیں ہے۔ میں تم سے دور رہ کر مر نہیں جاؤں گی۔"

"مجھ سے نہ سہی' ہیروں سے دور رہ کر مرتی رہوگی۔ ہوسکتا ہے ان چوبیس گھنٹوں میں بونا لاثانی کسی حکمتِ عملی سے وہ ہیرے لے جائے۔ اب جاؤ اور دور رہنے کی سزا پاؤ۔"

اس نے پھر سانس روک لی۔ وہ اپنی جگہ حاضر ہوئی۔ پریشان ہوکر سوچنے لگی۔ وہاں بونا پارس کے سر پر سوار ہے۔ وہ کسی طرح توڑ جوڑ سے یا پارس سے گٹھ جوڑ کرکے ہیرے لے کر فرار ہوسکتا ہے۔ چوبیس گھنٹوں میں وہ ہیرے پارس کے ہاتھ سے نکل جائیں گے تو وہ بونے کو کہاں ڈھونڈتی پھرے گی؟

وہ پھر آئی۔ مگر پارس نے سانس روک لی وہ پھر دوسری تیسری بار آئی۔ اس سے کہتی رہی ایک بار میری بات سن لو لیکن اس کے کچھ سنانے سے پہلے وہ سانس روک کر اسے بھگا رہا تھا۔

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بیٹھ گئی۔ دو چشمی ہیرے اس سے زیادہ دور نہیں تھے۔ اس کے اپنے بھارت دیس میں تھے۔ یہ دہلی میں تھی وہ ہیرے بمبئی میں تھے۔ زیادہ فاصلہ نہیں تھا لیکن وہ فاصلہ اور کم کرنے اور انہیں حاصل کرنے کے لیے وہاں نہیں جاسکتی تھی۔ ابھی اس کی مخصوص بو تبدیل نہیں ہوئی تھی۔

اس نے خیال خوانی کا راستہ بند کردیا تھا۔ اس کے پاس جانے اور ہیروں کی خبر رکھنے کا کوئی اور راستہ نہیں تھا۔ اس لیے وہ بونے لاثانی کے پاس آئی۔ وہ سانس روکنا چاہتا تھا۔ اس نے کہا "ٹھہرو' میں دوستی کرنے آئی ہوں۔"

"یہ اچانک ٹیڑھی پسنزی کیوں بدل رہی ہو؟"

"وہ ہیرا پھیری کی باتیں کررہا ہے۔ ہیرے نہ مجھے دے گا' نہ تمہیں۔ ہم دونوں مل کر ہی اس سے چھین سکتے ہیں۔"

"اب تمہیں عقل آئی ہے۔ بولو اسے کیسے ٹریپ کیا جائے؟"

"تم ایک بار ملو۔ اس سے دوستی کرنے کی کوشش کرو۔ اس کے پاس جانے سے پہلے معلوم کرو' وہ کمرے میں ہے یا نہیں؟"

اس نے ریسیور اٹھا کر کمرے کے ایکسچینج کا نمبر ڈائل کیا۔ آواز آئی "یس پلیز؟"

لاثانی نے کہا "کمرا نمبر چار سو بیس سے رابطہ کرائیں۔"

اس نے انتظار کیا۔ پھر ایکسچینج سے کہا گیا۔ "سر! فون ڈس کنکٹ ہے۔ شاید وہ صاحب سو رہے ہیں۔"

ثی تارا ٹیلی فون آپریٹر کے دماغ میں آئی پھر اس کے ذریعے منیجر اور کاؤنٹر گرل کے پاس پہنچی۔ اسے بونے پر بھروسا نہیں تھا اسی لیے وہ دوسروں کو اپنا آلۂ کار بنا رہی تھی۔

پھر وہ لاثانی کے پاس آئی۔ وہ چار سو بیس نمبر کے دروازے پر پہنچ کر دستک دے رہا تھا۔ ثی تارا نے کہا "وہ سو رہا ہے۔ اسے سونے دو۔"

"ہماری نیندیں اڑی ہوئی ہیں۔ ہم اسے کیوں سونے دیں۔"

وہ جیب سے ایک تار نکال کر لاک کھولنے کی کوشش کررہا تھا اور محتاط نظروں سے دائیں بائیں کوریڈور میں دور تک دیکھتا جارہا تھا۔ اب صبح ہونے والی تھی۔ ایسے میں وہاں کوئی نہیں تھا۔ وہ بونا بڑا کاریگر تھا۔ اس نے ایک منٹ کے اندر ہی دروازہ کھول لیا۔

اس نے بڑی احتیاط سے پہلے سر اندر کیا پھر دھڑ اندر کیا۔ اس کے بعد دروازے کو اندر سے بند کرلیا۔ سامنے بستر خالی تھا۔ کمرا خالی تھا۔ باتھ روم کا دروازہ نصف کھلا تھا۔ وہ دبے قدموں چلتا ہوا دروازے کے قریب آیا۔ کان لگا کر سنا کوئی آہٹ نہیں مل رہی تھی۔ اس نے باتھ روم میں آکر دیکھا۔ پارس وہاں بھی نہیں تھا۔

کمرے میں فون کا ریسیور الگ رکھا ہوا تھا۔ لاثانی نے کھڑکی کا پردہ ہٹا کر دیکھا۔ باہر نیچے سوئمنگ پول پر کافی روشنی تھی۔ ہوٹل میں قیام کرنے والے کئی جوان اور بوڑھے صبح کی ورزش میں مصروف تھے۔ ان میں پارس بھی نظر آرہا تھا۔

ثی تارا نے کہا "میں بھول گئی تھی۔ وہ روز صبح جوگنگ اور ورزش کرنے کا عادی ہے۔ یہاں سے نکل چلو۔ بعد میں آکر اُس سے ملاقات کرو۔"

وہ بولا "اس سے اچھا موقع ہاتھ نہیں آئے گا۔ وہ مختصر سے لباس میں ورزش کے لیے گیا ہے اور ورزش کرتے وقت ہیرے اپنے پاس نہیں رکھے گا۔"

وہ اس کے سامان کی تلاشی لینے لگا۔ ثی تارا پریشان ہوگئی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ ہیرے اس بونے کے ہاتھ لگ جائیں۔ اس نے بونے کے دماغ سے نکل کر پارس کو مخاطب کیا لیکن اس نے سانس روک لی۔ وہ چند سیکنڈ کے بعد آئی مگر پھر واپس ہونا پڑا۔ وہ اتنا کہنے کا بھی موقع نہیں دے رہا تھا کہ لاثانی اس کے سامان کی تلاشی لے رہا ہے۔ وہ اپنی دانست میں ثی تارا کو سزا دے رہا تھا۔ چوبیس گھنٹے گزرنے کے بعد ہی اس کے لیے دماغ کا دروازہ کھولنے کا ارادہ تھا۔

وہ واپس لاثانی کے پاس آئی۔ وہ بونا اس وقت تک تمام سامان الٹ پلٹ کر دیکھ چکا تھا۔ بستر کے تکیے' چادر اور گدّے سب الٹ کر دیکھ لیے۔ وہ ہیرے نظر نہیں آئے۔ ثی تارا کو اطمینان ہوا۔ اس کی پہلی اور آخری خواہش یہی تھی کہ ہیرے اس کے ہاتھ نہ لگیں۔ وہ مایوس ہوکر جانے لگا۔

پھر وہ جاتے جاتے دروازے پر رک گیا وہاں سے پلٹ کر سوچتی ہوئی نظروں سے جوتوں کو دیکھا پھر تیزی سے چلتا ہوا جوتوں کے پاس آیا۔ ان کے اندر سے جرابیں نکالیں تو وہ کچھ وزنی لگیں۔ اس نے چٹکی سے پکڑ کر الٹا کیا تو ایک دم سے آنکھیں روشن

ہو گئیں۔ دو چشمی ہیرے جرابوں میں سے نکل کر فرش پر جگمگا رہے تھے۔

شی تارا فوراً ہی خیال خوانی کی چھلانگ لگا کر منیجر کے پاس آئی اس کے ذریعے ہوٹل کے سیکیورٹی افسر سے رابطہ کیا پھر کہا "ہری اَپ' کمرا نمبر چار سو بیس میں ڈاکا پڑا ہے۔ کمرا نمبر تین سو چھ کے ایک بونے مسافر نے وہاں سے ہیرے چرائے ہیں۔ اس بونے کو ہوٹل سے باہر نہ جانے دو۔"

وہ افسر واکی ٹاکی کے ذریعے تمام گارڈز کو حکم دینے لگا کہ کسی بھی بونے شخص کو ہوٹل سے باہر نہ جانے دیا جائے۔ ہوٹل کا تمام عملہ حرکت میں آگیا۔ تیسری منزل پر لاثانی کا کمرا دیکھا گیا۔ وہ وہاں نہیں تھا۔ چوتھی منزل میں پارس کا کمرا کھلا ہوا تھا۔ وہاں تمام سامان الٹا پڑا تھا۔ پارس کو سوئمنگ پول سے بلایا گیا۔ اس نے کہا۔ "میرے پاس دو قیمتی نایاب ہیرے تھے۔ اس بونے کو ہر حال میں گرفتار ہونا چاہیے۔"

شی تارا نے پھر اس کے اندر آنا چاہا۔ اس نے سانس روک لی۔ وہ جھنجلا کر اپنے آپ سے بولی "اب پارس کے پاس جا کر کیا کروں؟ ہیرے تو اب لاثانی سے ہی مل سکتے ہیں۔"

وہ لاثانی کے پاس آئی تو اس نے بھی سانس روک لی۔ اب اسے شی تارا سے کیا لینا تھا۔ جو لینا تھا' وہ اپنی ہی کوششوں سے مل گیا تھا۔ وہ ہوٹل کے منیجر اور سیکیورٹی افسر کے دماغوں میں جھانکتی پھر رہی تھی۔ یہی معلوم ہو رہا تھا کہ ہوٹل کا وہ بونا مسافر گرفتار نہیں ہوا ہے اور کہیں نظر بھی نہیں آ رہا ہے۔ شاید کسی طرح چھپ کر نکل بھاگا ہے۔

اس کے نکل بھاگنے سے شی تارا کی خوش بختی بھی دور بھاگ رہی تھی۔ ابھی شکار ہاتھ سے نہیں نکلا تھا۔ ہندوستان ہی میں تھا۔ اسے سرحد پار کرنے سے روکا جا سکتا تھا۔

شی تارا ہوٹل کی انتظامیہ کے اندر گھس کر بمبئی کے ریلوے اسٹیشن' ایئرپورٹ اور بندرگاہ کی پولیس کو الرٹ کر رہی تھی۔ پورے شہر کی ناکا بندی کرا رہی تھی۔ اس کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ وہ جب تک گرفتار نہ ہوتا' اسے سکون نصیب نہ ہوتا۔ اس کا سونا جاگنا' کھانا پینا سب حرام ہو گیا تھا۔

دائی ماں نے پریشان ہو کر پوچھا "یہ تجھے کیا ہو گیا ہے۔ صبح ہونے کو ہے اور تو اب تک جاگ رہی ہے۔ کیا پھر مصروفیات کی دلدل میں دھنس رہی ہے۔"

"ماں جی! غضب ہو گیا ہے۔ وہ دو چشمی ہیرے ایک مصری بدمعاش چرا کر لے گیا ہے۔"

"وہ ہیرے پارس کے پاس تھے۔ کیسے چوری ہو گئے؟"

اس نے چوری کا مختصر سا واقعہ سنایا۔ دائی ماں نے پوچھا "پارس اس سلسلے میں کیا کر رہا ہے؟"

"پتا نہیں' وہ مجھ سے ناراض ہے۔ میں نے اسے اپنا مذہب چھوڑ کر اپنا دھرم قبول کرنے کو کہا تو اس نے چوبیس گھنٹے کے لیے اپنے دماغ کے دروازے بند کر لیے ہیں۔"

"پیار میں ناراضگی اچھی ہوتی ہے۔ وہ چور کو جانے نہیں دے گا۔ تو فکر نہ کر۔"

"کیسے فکر نہ کروں؟ میری ترقی اور خوشحالی کے لیے وہ ہیرے لازمی ہیں۔ مجھے معلوم ہونا چاہیے کہ پارس انہیں دوبارہ حاصل کرنے کے لیے کیا کر رہا ہے۔"

دائی ماں نے ٹیلی فون ڈائریکٹری میں تاج محل ہوٹل بمبئی کے فون نمبر دیکھے۔ پھر موبائل فون کے ذریعے رابطہ کیا اور ہوٹل انکوائری سے کہا "میں کمرا نمبر چار سو بیس کے مسافر سے بات کرنا چاہتی ہوں۔"

چند سیکنڈ کے بعد رابطہ ہوا۔ پارس کی آواز سنائی دی۔ "ہیلو' فرمایئے؟"

شی تارا نے دائی ماں سے کہا "یہ پارس کی آواز ہے۔"

دائی ماں نے کہا "بیٹے! تم شاید مجھے نہیں جانتے۔ میں شی تارا کی دائی ماں ہوں۔"

وہ بولا "آداب ماں جی! میں نے آپ کا ذکر سنا تھا۔ آج آواز سن رہا ہوں۔ اس بے وقوف لڑکی نے آپ کو فون کرنے پر مجبور کیا ہوگا۔"

شی تارا نے کہا "وہ مجھے بے وقوف کہہ رہا ہے۔ اسے مُنہ توڑ جواب دو۔"

وہ ہنستی ہوئی بولی "تم نے اسے بے وقوف کہا۔ یہ کہہ رہی ہے' میں تمہیں مُنہ توڑ جواب دوں۔"

"ماں جی! اسے تھوڑی سی عقل دیں۔ میں نے آج تک اس سے یہ نہیں کہا کہ وہ اپنا دھرم چھوڑ دے اور میرے مذہب میں چلی آئے۔ یہ سراسر نادانی ہے کیونکہ انسان دل سے' دماغ سے اور روح کی گہرائیوں سے خدا' رسول' بھگوان اور دیوتاؤں کو مانتا ہے۔ اس سے جبراً اُس کا عقیدہ تبدیل نہیں کرایا جا سکتا۔"

"تم درست کہتے ہو۔ شی تارا نے تم سے ایسا کہہ کر غلطی کی ہے۔ اب اسے چوبیس گھنٹے کی سزا نہ دو۔"

"آپ میری بھی ماں جی ہیں۔ آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ میں نے اسے معاف کیا۔"

وہ دائی ماں سے ریسیور لے کر بولی "بڑے آئے معاف کرنے والے۔ یہ یاد رکھنا کہ میں نے تم سے معافی نہیں مانگی ہے۔"

"تو پھر دماغ کے دروازے بند رکھوں؟"

"تم باتوں میں وقت ضائع کر رہے ہو اور وہ بونا بدمعاش ہیرے لے کر سرحد پار چلا جائے گا۔"

"کون سے ہیروں کی بات کر رہی ہو؟"

"ارے وہی دو چشمی ہیرے' جو وہ چُرا کر لے گیا ہے۔"

"کیا وہ چوری ہو گئے ہیں؟"

"بکواس مت کرو۔ میں نے اس بونے کو پکڑوانے کے لیے پورے بمبئی شہر کی ناکا بندی کرا دی ہے۔"

"یہ تم نے اچھا نہیں کیا ہے۔ ناکا بندی ختم کرا دو۔ جو اس کے نصیب میں تھے' وہ لے گیا ہے۔ تمہارے دو چشمی ہیرے میرے پاس موجود ہیں۔"

"کیا؟" وہ خوشی سے چیخ کر بولی "کیا سچ کہہ رہے ہو؟ میری امانت تمہارے پاس ہے؟"

"ہاں' ذرا سوچو۔ کوئی لڑائی جھگڑا یا خون خرابا کیے بغیر اسے کتنے امن و امان سے ٹال دیا ہے۔ اسے خوشی خوشی قاہرہ واپس جانے دو۔ ناکا بندی ختم کرا دو۔"

شی تارا اور دائی ماں دونوں ہنسنے لگیں۔ شی تارا نے خوشی سے جھوم کر کہا "پارس! آئی لو یو اینڈ آئی مین اِٹ۔ میں بیان نہیں کر سکتی کہ تم میری نظروں میں کتنے بلند ہو گئے ہو اور کس طرح میرے حواس پر چھا گئے ہو۔"

"میری ایک بات مانو گی؟"

"ہاں بولو۔ میں بہت خوش ہوں۔"

"ابھی جا کر بستر پر لیٹ جاؤ۔ اور دماغ کو ہدایات دے کر کم از کم چھ گھنٹوں تک سوتی رہو۔"

اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ وہ اپنا موبائل فون بند کر کے بولی۔ "ماں جی! اس کا حکم ہے کہ میں سو جاؤں اور میں سونے جا رہی ہوں۔"

وہ مسکرا کر بولی۔ "بیٹی! ایسے مرد نصیب والیوں کو ملتے ہیں اور تو بڑی نصیبوں والی ہے۔"

وہ بستر پر آ کر لیٹ گئی۔ دل ہی دل میں مسکرا کر بولی "جو تم نے کہا' وہی کر رہی ہوں۔"

اس نے آنکھیں بند کیں۔ دماغ کو ہدایات دیں۔ پھر چھ گھنٹے کے لیے سو گئی۔

دوسرے دن پاشا نے خوشخبری سنائی کہ تجربہ کامیاب رہا ہے۔ اس نے شی تارا کی مخصوص بو پیدا کرنے کے لیے جو انجکشن تیار کیا تھا' اسے ایک خرگوش پر آزمایا گیا۔ شی تارا کا اتارا ہوا کپڑا بلڈ ہاؤنڈ کو سونگھایا گیا۔ اسی وقت شی تارا خوشبو میں نہا گئی۔ نتیجہ خاطر خواہ نکلا۔ وہ کتا دوڑتا ہوا شی تارا کی مخصوص بو کی تلاش میں اس خرگوش تک پہنچ گیا تھا۔

اس نے اپنے معمول اور تابعدار ڈاکٹر کو حکم دیا کہ وہ اس کے مخصوص بو کے انجکشن کا فارمولا ذہن نشین کر لے تاکہ آئندہ بھی ایسے انجکشن تیار کیے جا سکیں۔ پوجا کو روز ایک گھنٹے کے لیے لیبارٹری بھیجا جانے لگا۔ وہاں اس کا چیک اَپ ہوتا تھا اور دوائیں کھلائی جاتی تھیں۔

پاشا نے لیبارٹری میں اس لڑکی کے چیک اپ کے دوران یہ اچھی طرح سمجھ لیا کہ وہ ماسک میک اَپ میں ہے۔ اس لڑکی کا اصل چہرہ چھپایا جا رہا ہے۔ اسے یہ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ اس کی محبوبہ پوجا ہے۔ ایک بار شی تارا نے خیال خوانی کے ذریعے پوچھا۔ "جو دوائیں اس لڑکی کو استعمال کرائی جا رہی ہیں' کیا اس کا نتیجہ ایک ہفتہ بعد ظاہر ہوگا؟"

"کوئی ضروری نہیں ہے۔ ایک ہفتے سے پہلے ہی اس لڑکی کی مخصوص بو ختم ہو جائے گی۔ پھر میں اسے آپ کی مخصوص بو کا انجکشن لگا دوں گا۔ ویسے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ یہ لڑکی کون ہے؟"

"تم اپنے کام سے کام رکھو۔ اگر لڑکی کو ظاہر کرنا ہوتا تو اسے ماسک میک اَپ میں کیوں چھپایا جاتا؟ یاد رکھو' کبھی ماسک کے پیچھے نہ دیکھنا۔ تمہاری جو حد ہے' اس سے باہر نہ جانا۔"

شی تارا کی یہی کوشش تھی کہ پاشا ماسک کے پیچھے پوجا کو دیکھنے نہ پائے۔ پوجا کے دماغ سے اس کی پچھلی زندگی بھلا دی گئی تھی۔ اگر اسے کچھ یاد ہوتا تو وہ ماسک میں رہنے کے باوجود پاشا کو اپنی پہچان کرا دیتی۔

شی تارا کی دوسری کوشش یہ تھی کہ پارس بمبئی تک آ گیا ہے تو کم از کم ایک ہفتہ وہاں رہے تاکہ پوجا پر تجربہ مکمل ہو جائے۔ اس نے پارس سے پوچھا "تم ہندوستان کیوں آئے ہو؟"

وہ بولا "اس دیس سے تمہارے آنچل کی ہوا آتی تھی۔ مجھے پکارا کرتی تھی۔ اس لیے چلا آیا۔"

"باتیں نہ بناؤ۔ تم خواہ مخواہ ایک ملک سے دوسرے ملک جا کر تفریح کرنے والوں میں سے نہیں ہو۔ ضرور کسی خاص مقصد سے آئے ہو۔"

"مجھے تو کسی خاص مقصد کا علم نہیں ہے۔ کبھی تمہیں معلوم ہو تو بتا دینا۔"

"تمہارے یہاں آنے سے میری عجیب حالت ہو گئی ہے۔"

"کسی اچھے سے ڈاکٹر سے کنسلٹ کرو۔"

"میرے ڈاکٹر تو تم ہو۔ دور تھے تو کوئی بات نہیں تھی۔ صبر کرنا سیکھ رہی تھی۔ جب سے پتا چلا ہے کہ بمبئی میں ہو تو دن رات بھٹک رہی ہوں۔ تمہاری ہی طرف دھیان لگا رہتا ہے۔"

"کیا یہاں سے چلا جاؤں؟"

"نہیں پارس! نہ جاؤ۔ میرے دیس کی آب و ہوا میں رہو۔"

"تم بیمار ہو۔ تمہیں میری آب و ہوا میں آ کر رہنا چاہیے۔"

"سچ پوچھو تو اب میں بھی یہی سوچ رہی ہوں۔ تم یہاں سے نہ جانا۔ میں شاید دو چار روز میں کھنچی چلی آؤں۔"

"میں اس شہر سے کسی دوسرے شہر جانے والا تھا۔ تم کہتی ہو تو یہاں قیامت تک تمہارا انتظار کروں گا۔"

وہ پہلے ہی اس ہوٹل کے منیجر اور وہاں کی انتظامیہ کو اپنے قابو میں کر چکی تھی۔ اس نے منیجر کے دماغ میں یہ حکم نقش کر دیا کہ آج کے بعد دوسرے دن سے کمرا نمبر چار سو بیس کے دائیں اور بائیں

والے دو کمرے ریزرو رہیں گے اور وہ دونوں کمرے کسی مسافر کو نہیں دیئے جائیں گے۔

جس دن سے کمرے ریزرو ہوئے' وہ پوجا پر تجربہ کا پانچواں دن تھا۔ اس کی اپنی مخصوص بو ختم ہو چکی تھی اور انجکشن کے ذریعے اس میں شی تارا کی بو منتقل کر دی گئی تھی۔ پاشا نے کہا "میڈم! میں نے کامیاب تجربہ کیا ہے۔ اب آپ اپنا وعدہ پورا کریں اور پوجا کو میرے حوالے کریں۔"

وہ بولی "دو دن اور صبر کرو۔ میں ضروری کام سے بمبئی جا رہی ہوں۔ واپس آؤں گی تو پوجا تمہاری ہو گی۔"

وہ پوجا اور دائی ماں کے ساتھ بمبئی کے ہوٹل میں آ گئی۔ ہوٹل میں داخل ہونے سے پہلے اس نے اپنے لباس پر اچھی طرح خوشبو اسپرے کر لی۔ پھر کمرا نمبر چار سو بیس کے بائیں طرف والے کمرے میں آ گئی اس کے بعد دائی ماں پوجا کے ساتھ پارس کے بائیں طرف والے کمرے میں پہنچ گئی۔

اس وقت پارس اپنے کمرے میں نہیں تھا۔ اس کی پڑوسن بن کر اُس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا تھا۔ منصوبہ تو یہ تھا کہ پارس کے سامنے پوجا جائے گی تاکہ پارس کی نیت میں کھوٹ ہو اور وہ اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کر کے اپنے باپ کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ذریعے معمولہ اور تابعدار بنانے کی غلطی کرے تو پوجا اس کے ہاتھ آئے اور اصل شی تارا فرہاد کی فیملی میں پھنسنے سے بال بال بچ جائے۔

لیکن ہمیشہ تدبیر کے مطابق نہیں ہوتا۔ کبھی تدبیر کے خلاف' دل کی مرضی سے بھی بہت کچھ ہوتا ہے۔ دل دھڑک دھڑک کر اُس سے کہہ رہا تھا۔ وہ تیرا مرد ہے' تجھے ہی اس کے پاس جانا ہے۔ عورت اپنے حقوق کسی دوسری عورت کو نہیں دیتی۔

اس نے خیال خوانی کے ذریعے دائی ماں سے کہا "میں کیا کروں ماں جی؟ وہ میرا ہے۔ میں اس سے نہ ملی تو مر جاؤں گی۔"

"میں پہلے ہی جانتی تھی۔ میں نے پوجا پر خوشبو اسپرے کی ہے کیونکہ ابھی ابھی پارس اپنے کمرے میں آیا ہے۔ جا بیٹے! کوئی گڑبڑ ہو گی تو میں سنبھال لوں گی۔"

"مجھے جوتش ودیا یاد آ رہی ہے۔ اس ودیا نے صاف طور پر کہا ہے کہ میں اس کے سائے میں رہ کر مسلمان ہو جاؤں گی۔"

"بٹی! کوئی زبردستی کسی کا دھرم نہیں بدل سکتا۔"

"مگر مجھ پر تنویمی عمل کر کے میرے اندر سے میرے دھرم کو مٹایا جا سکتا ہے اور اس کا باپ فرہاد علی تیمور ایسا کر سکتا ہے۔"

"تو پانی میں اتر گئی ہے۔ ڈوبنے سے ڈر رہی ہے۔ میں کہتی ہوں' ڈوب جا۔ پھر تیر کر نکل آنا۔ یہاں سے نامراد جائے گی تو جذبات کی آگ میں جل کر مر جائے گی۔ جا بٹی جا......"

وہ سیلنگ فین کے نیچے لیٹی ہوئی تھی تاکہ پرفیوم لباس سے اڑ جائے۔ پھر اس نے غسل کر کے لباس تبدیل کیا۔ تھوڑی دیر آئینے کے سامنے بناؤ سنگار میں مصروف رہی۔ اس دوران اس نے خیال خوانی کے ذریعے اُسے مخاطب کیا "ہیلو پارس! میں آ گئی ہوں۔"

"ہاں' میرے اندر بول رہی ہو تو یقیناً آ ہی گئی ہو گی۔"

"خیال خوانی کے ذریعے نہیں' سچ مچ آ گئی ہوں۔"

"کیا واقعی؟ مجھے یقین نہیں آ رہا ہے۔"

"اٹھو۔ دروازہ کھولو۔ یقین آ جائے گا۔"

وہ فوراً ہی اٹھ کر دروازے کے پاس آیا۔ پھر اسے کھول کر دیکھا۔ کوئی نہیں تھا۔ اس نے پوچھا "یہ کیا مذاق ہے؟"

"مذاق نہیں ہے۔ دروازہ کھلا رکھو اور کمرے میں جاؤ۔"

وہ دروازہ کھلا چھوڑ کر کمرے میں آیا۔ پھر بولا "اور کوئی حکم؟"

"اپنی پشت دروازے کی طرف کرو۔ پھر مجھے آنکھوں سے نہیں میری مخصوص مہک سے پہچانو۔"

وہ ادھر پشت کر کے ... کھڑا ہو گیا۔ چند سیکنڈ کے بعد ہی اس نے اپنی محبوبۂ دل نواز کی مہک محسوس کی۔ وہ مہک ہوا کے جھونکے کی طرح اندر آئی تھی۔ پھر دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ وہ بولا "کیا میں گھوم کر دیکھوں؟"

جواب نہیں ملا۔ مگر پارس نے اس کے ہاتھوں کا لمس محسوس کیا۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ اس کی پشت سے لپٹ کر رونے لگی۔ وہ گردن گھما کر بولا "اپنا مکھڑا تو دیکھنے دو۔ ذرا یہ بھی دیکھوں کہ آنسو بہاتے وقت کیسی حسین لگتی ہو۔"

وہ گھوم گیا۔ شی تارا نے روتے روتے اپنا منہ اس کے سینے میں چھپا لیا۔ وہ پہلے ایک جان دو قالب تھے۔ پھر ایک جان ایک قالب ہو گئے۔ قالب' قالب میں ڈھل گیا۔ دریا' سمندر میں اتر گیا۔

دائی ماں نے فون کے ذریعے اپنے کمرے میں کھانا لانے کا آرڈر دیا۔ رات دس بجے کھانے کے بعد پوجا سے کہا "بٹی! تم سو جاؤ۔ میں ابھی جاگتی رہوں گی۔"

رات کے ایک بجے شی تارا نے خیال خوانی کے ذریعے کہا "ماں جی! میں خیریت سے ہوں۔"

"بٹی! تم نے تو انتظار کراتے کراتے میرا خون سکھا دیا ہے۔ کیا صرف خیریت کی اطلاع دے کر نہیں جا سکتی تھیں۔"

"ماں جی! تم سے کوئی بات چھپی نہیں ہے۔ تم جانتی ہو' یہ کیسا زہریلا ہے۔ میں دو گھنٹے تک خیال خوانی کے قابل نہیں رہی تھی۔ اچھا پھر آؤں گی۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ ہوٹل کا ملازم کھانے کی پلیٹیں سمیٹ کر لے جا رہا تھا۔ اس کے جانے کے بعد پارس نے دروازے کو اندر سے بند کیا۔ پھر لائٹ بجھا دی۔ کمرے میں تاریکی چھا گئی۔ صرف کھڑکی سے ایک نیون سائن کی جلتی بجھتی' آتی جاتی روشنی تھی۔ اس نے پوچھا "جانتی ہو' میں نے کمرے میں اندھیرا

ہوں کیا ہے؟"

"کیا پہیلی بجھوا رہے ہو؟ یا تاریکی میں کوئی تماشا دکھا رہے ہو؟"

"ہاں تماشا' یہ دیکھو۔"

اس نے ذرا قریب آ کر دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں کھولیں۔ شی را کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ پارس کی دونوں ہتھیلیوں پر دو ں ہیرے جگمگا رہے تھے۔ وہ خوشی سے کِھل گئی۔ دونوں ہیروں کو ے ہاتھوں میں لے کر دیکھنے لگی۔ انہیں کبھی اپنے رخساروں سے ر کبھی اپنی آنکھوں سے لگانے لگی۔ انہیں ہونٹوں سے چومنے ے۔ اس کی خوشی اور دیوانگی قابلِ دید تھی۔ پارس اسے مسکرا کر ہو رہا تھا۔

وہ اس کی آغوش میں چھپ کر بولی "میں ان ہیروں کے لیے ا تھی مگر تمہارے پاس آتے ہی انہیں بھول گئی' تم جادوگر ہو۔ ری دنیا بھلا دیتے ہو۔ بیچاری دائی ماں کو بھی بھول گئی تھی۔ ابھی ے خیریت کی اطلاع دی ہے۔"

"ایک بات یاد رکھو۔ اسے نہ بھولنا۔"

"وہ بات کیا ہے؟"

"ان دو چشمی ہیروں کی ایک دو نقل بنوا لینا۔ جس طرح دل ے میں چھپا رہتا ہے اسی طرح اصلی ہیروں کو چھپا کر رکھنا۔"

"میں نے یونے لاثانی کو جو ہیرے چرانے کا موقع دیا تھا' وہ ا اصلی ہیرے تھے لیکن اصل دو چشمی ہیرے یہ ہیں۔ میں نے ل ہیروں کو تراش کر دو چشمی بنانے کا آرڈر دیا تھا۔ لندن میں ل کا ایک ماہر کاریگر ہے۔ یونا لاثانی جوہری ہے' وہ اصل ہیرے ان کر' ان کے دو چشمی ہونے کا یقین کر کے انہیں لے گیا ہے۔"

وہ خاموش رہی۔ وہ بھی خاموش رہا۔ اس رات زبان سے لنے کی باتیں بہت کم تھیں۔ خاموشی سے بولنے کے لیے ہزار استان تھی۔ کتاب الف لیلیٰ اسی طرح مرتب ہوئی۔ بانو شہرزاد ہر ات داستان سناتی تھی اور سناتے سناتے صبح کر دیتی تھی۔ شی تارا نے بھی رات کی صبح کر دی۔

پارس نے کہ "میں چاہوں گا' تم کبھی نہ جاؤ۔ کیا مجھے چھوڑ کر جاؤ گی۔"

"تم میری دیوانگی کو سمجھتے ہو۔ میرے اختیار میں ہو تو کبھی نہ جاؤں۔ مگر مجبوری ہے۔"

"تم کب تک جوتش ودیا کی بکواس پر بھروسا کر کے وصال کے بعد جدائی کا صدمہ اٹھاتی رہو گی۔"

"جوتش ودیا بکواس نہیں ہے پارس!"

"اچھا یہ بتاؤ۔ مجھ سے شادی کرو گی تو دھرم کیسے بدل جائے گا؟ کیا میں زبردستی تمہیں مسلمان بناؤں گا؟"

"تم نہیں بناؤ گے مگر تمہارے بڑے مجبور کریں گے یا میں تم سے پیار کرتے کرتے مجبور ہو جاؤں گی۔ ایسی مثال تمہارے خاندان میں موجود ہے۔ تمہاری ماما رسونتی بہت عرصہ تک اپنے دھرم پر قائم رہیں۔ مگر آخر تم لوگوں کے رنگ میں رنگ گئیں۔ آج وہ آمنہ فرہاد کہلاتی ہیں۔"

"میرے پاپا نے ماما کو مجبور نہیں کیا تھا۔ وہ تو خود بخود دینِ اسلام کی طرف مائل ہوئی ہیں۔"

"یعنی میں بھی رفتہ رفتہ خود بخود مائل ہو جاؤں گی۔ میرے بابا بہت بڑے جوتش ودیا کے گیانی تھے۔ انہوں نے کہا تھا' بٹی! ہم بہت اونچی ذات کے برہمن ہیں۔ برہمن جاتی پر کبھی حرف نہ آنے دینا۔ اپنے دھرم پر قائم رہنے کا ایک ہی اپائے ہے اور وہ یہ کہ فرہاد علی تیمور اور اس کی فیملی سے دور رہا کرنا۔ آہ! میرا نصیب! میں تمہارے عشق میں گرفتار ہو کر کہیں کی نہیں رہی۔"

"چلو یہ اچھا ہے کہ تم مضبوط ارادوں کی مالک ہو۔ اپنے دھرم پر قائم رہو۔ میں تمہیں اپنی طرف مائل کرنے والی کوئی بات نہیں کروں گا۔"

"آہ! جب محبت مائل کرتی ہے تو ساری تدابیر دھری کی دھری رہ جاتی ہیں۔ پھر بھی اگر میں کوشش کروں کہ تم سے نہ ملوں تو کیا تم مجھے مجبور کرو گے؟"

"ہرگز نہیں۔ آج بھی تم اپنی مرضی سے آئی ہو۔ میں نے تمہیں مجبور نہیں کیا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ تم کہاں رہتی ہو اور کب جگہ بدلتی ہو۔ مجھے تمہارا کوئی فون نمبر بھی معلوم نہیں ہے۔ تم خود ہی خیال خوانی کے ذریعے میری خوابیدہ محبت کو جگانے آتی ہو۔"

"ایسا نہ کہو' مجھے یوں لگتا ہے جیسے میں ہی باؤلی ہوں۔ تمہارے پیچھے آتی ہوں اور تمہیں مجھ سے کوئی لگاؤ نہیں ہے۔"

"میں اپنی محبت اور دیوانگی بیان کروں گا تو پھر الزام دو گی کہ تمہیں اپنی طرف مائل کر رہا ہوں۔"

وہ ہنسنے لگی۔ پھر بولی "اب جاؤں گی۔"

"میں کیا کہوں؟ اگر کہوں گا کہ ابھی دل نہیں بھرا ہے تو پھر تمہیں محبت سے مجبور کرنے کا الزام آئے گا۔"

وہ مسکرا کر بولی "میں جا کر سوچوں گی کہ مجھے پھر آنا ہے یا نہیں؟ اب دروازے سے منہ پھیر لو۔"

"کیوں؟ میری آنکھوں کے سامنے نہیں جاؤ گی؟"

"نہیں۔ میں اسی ہوٹل میں ہوں۔ مگر مجھ سے کمرا نمبر نہ پوچھنا۔"

وہ دروازے کی طرف پشت کر کے بولا "نہیں پوچھوں گا۔ جاؤ۔ خدا حافظ۔"

خاموشی چھا گئی۔ جانے والی کے قدموں کی آہٹ بھی سنائی نہیں دی۔ جب اسے مخصوص مہک نہ ملی تو وہ سمجھ گیا کہ جدائی کے لمحات شروع ہو چکے ہیں۔ اس نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ جا چکی تھی۔ دروازہ بند ہو چکا تھا۔

شی تارا نے دائی ماں سے کہا "میں اپنے کمرے میں آ چکی ہوں۔

اب نیند پوری کروں گی۔"

"یہ بتاؤ کامیابی ہوئی؟"

"ہاں' وہ دو چشمی ہیرے میرے پاس ہیں۔ ان ہیروں کو میرے سر پر رہنا چاہیے۔ میں انہیں ساڑھی کے آنچل میں سر سے باندھ کر سو جاؤں گی۔"

"بیٹی! ان ہیروں کو پرکھنا ضروری ہے۔ اس نے لاثانی کو نقلی ہیرے دیئے۔ تمہیں بھی اسی طرح دھوکا دے سکتا ہے۔"

"ماں جی! وہ زبان کا دھنی ہے۔ جو کہتا ہے' وہ کرتا ضرور ہے۔ محبت اگر دل کی گہرائیوں سے ہو تو پھر دل سے جھوٹ اور فریب نکل جاتا ہے۔ میں بو تبدیل کرانے کے لیے پاشا سے دن رات محنت کراتی رہی اور پارس کو دھوکا دینے کے منصوبے بناتی رہی۔ اس مقصد کے لیے پوجا کو یہاں تک لے آئی لیکن اپنی اور پارس کی محبت میں کسی تیسری کو شریک نہیں ہونے دیا۔ یہ دو چشمی ہیرے جو میرے پاس ہیں' وہ اصلی ہیں۔"

"ٹھیک ہے بیٹی! آرام سے سو جاؤ۔"

وہ سونے کے لیے چلی گئی۔ دائی ماں کو پوجا سے بھی لگاؤ پیدا ہو گیا تھا۔ شی تارا نے اس کے خیالات پڑھ کر بتایا تھا کہ وہ پاکستان میں اپنے بوڑھے ماں باپ کے ساتھ رہتی تھی اور کراچی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہی تھی۔ پانچ برس پہلے ماں کا انتقال ہوا۔ پھر دو ماہ پہلے باپ کی آنکھیں بھی ہمیشہ کے لیے بند ہو گئیں۔ وہ ایک نئی زندگی گزارنے اور پناہ حاصل کرنے کے لیے اپنی بڑی بہن شانتی کے پاس آئی تو وہ اس کی آبرو کا سودا کرنے لگی تھی۔ ایسے میں پاشا اسے شی تارا کے پاس لے آیا تھا۔

جب شی تارا نیند سے بیدار ہوئی تو دائی ماں نے کہا "اتنی بڑی دنیا میں پوجا کا کوئی نہیں ہے۔ تو اسے ڈھال بنا کر پارس سے ہیرے حاصل کرنا چاہتی تھی۔ اس کی نوبت ہی نہیں آئی۔ میں چاہتی ہوں' پوجا ہمارے پاس رہے۔ تو ہر ملک میں اپنی ڈمی بنا کر رکھتی ہے۔ اپنے گھر میں بھی اسے ڈمی بنا کر رکھ لے۔ اسے اچھی طرح ٹریننگ دے۔ یہ تیرا رول اچھی طرح ادا کرے گی۔ اگر کبھی تیرے دشمن ہماری رہائش گاہ تک پہنچ جائیں تو اسے شی تارا سمجھ کر ٹریپ کریں گے اور تجھے پوجا سمجھ کر نظر انداز کر دیں گے۔"

"ماں جی! تم بہت اچھے مشورے دیتی ہو۔ میں یہی کروں گی۔ پوجا کو مکمل شی تارا بنا دوں گی۔"

"ہم دہلی سے ریٹرن ٹکٹ لے کر آئے ہیں۔ ہمیں ایک گھنٹے میں ایئرپورٹ پہنچنا چاہیے۔"

"ہاں' پہنچنا تو چاہیے۔ مگر......"

"مگر کیا؟ واپس جانے کا ارادہ نہیں ہے؟"

"ہاں' جاؤں گی مگر اس کی ملاقات سے دل نہیں بھرا ہے۔"

"اب یہ تیری نادانی ہوگی۔ تو اب مستقل روپوشی کے باعث محفوظ ہے۔ پارس کے سوا کوئی تجھ تک پہنچ نہیں پایا۔ اس نے بھی اب تک تیری اصلی صورت نہیں دیکھی ہے۔ نہ اصل آواز اور لہجے کو سنا ہے۔ ایک بار اسلام آباد میں تیری روپوشی ناکام رہی تو تجھے عادل سے نقصان پہنچا تھا۔ اب پارس کے ساتھ دوسری رات بھی رہنا چاہے گی تو بعد میں پچھتائے گی۔"

وہ بڑی دیر تک چپ رہی۔ دائی ماں نے کہا "میں سمجھ رہی ہوں۔ جذبات باؤلے ہو رہے ہوں تو بوڑھی نصیحتیں اثر نہیں کرتیں۔ تو نہیں مانے گی۔"

"مجھے پارس کے سائے میں ایسا لگتا ہے جیسے تمام آفات سے محفوظ ہو گئی ہوں۔ مجھے کچھ نہیں ہوگا ماں جی! تم پوجا کے ساتھ دہلی چلی جاؤ۔ میں کل آ جاؤں گی۔"

اس کے حواس پر پارس چھایا ہوا تھا۔ وہ پچھلی رات سے ساری دنیا کو بھولی ہوئی تھی۔ اپنی تمام مصروفیات کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ چونکہ دائی ماں کے ساتھ ایک ہی ہوٹل میں تھی اس لیے خیال خوانی کے ذریعے دائی ماں کو اپنی خیریت سے آگاہ کر دیتی تھی۔ ورنہ دوسرے تمام معاملات میں خیال خوانی نہیں کر رہی تھی۔ حتیٰ کہ وقتی طور پر پاشا کو بھی بھلا دیا تھا۔

پاشا اس سے کچھ بدظن ہو گیا تھا۔ دن رات کی محنت اور کامیاب تجربہ کرنے کا صلہ اسے ملنا چاہیے تھا لیکن شی تارا نے اس کی محنت اور کامیاب تجربے کی قدر نہیں کی تھی۔ وعدے کے مطابق پوجا کو اس کے حوالے نہیں کیا تھا۔ ایسے میں وفادار غلام باغی ہو جایا کرتے ہیں۔ اگر وہ تنویمی عمل کے اثر میں نہ رہتا تو کب کا باغی ہو چکا ہوتا۔

بغاوت نہ کرنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ آدمی بزدل ہے یا اس کے اندر کوئی جذبہ نہیں ہے۔ پاشا کے اندر جذبات بھڑک رہے تھے۔ وہ پوجا کو حاصل کرنے کے لیے کچھ کر گزرنا چاہتا تھا۔ شی تارا کی وعدہ خلافی کے خلاف اپنے غم و غصے کا اظہار کرنا چاہتا تھا۔ بس ایک ہی رکاوٹ تھی۔ اس کے آگے تنویمی عمل کی دیوار کھڑی تھی۔

شی تارا جب بمبئی چلی گئی تو پاشا نے سوچا۔ چار دیواری سے نکل کر تفریح کے لیے جانا چاہیے۔

اجازت حاصل کرنے کے لیے کبھی شی تارا نہیں ہوتی تھی تو فون کے ذریعے کوئی دوسری عورت بات کرتی تھی۔ وہ دراصل دائی ماں ہوتی تھی۔ اس نے باہر جانے کے لیے فون کیا تو کوئی جواب نہ ملا۔ اچانک اس کے دماغ میں بات آئی کہ فون نمبر کے ذریعے کوٹھی کا پتا معلوم کرنا چاہیے۔

وہ سوچنے لگا۔ پھر ٹیلی فون ڈائریکٹری کھول کر نمبر تلاش کرنے لگا۔ نمبر کے پہلے دو عدد چھ اور چار تھے۔ دہلی کے مختلف علاقوں کے مختلف دو ابتدائی مخصوص نمبر ہوتے تھے' ان کے مطابق ورق گردانی کرتے وہ ٹیلی فون نمبر مل گیا جس پر وہ شی تارا اور دائی ماں سے رابطہ کرتا تھا۔ ڈائریکٹری میں جو پتا لکھا ہوا تھا' اسے پڑھ کر وہ حیران رہ گیا کیونکہ وہ اسی کوٹھی کا پتا تھا جس کی انیکسی میں وہ رہتا آ رہا تھا۔

اب اسے پتا چلا کہ شی تارا اتنے عرصے سے دوسری عورت کے روپ میں اس کے قریب ہی رہتی تھی۔ وہ انیکسی سے باہر آ گیا۔ اس کوٹھی کے چاروں طرف گھوم کر دیکھا۔ اس کے تمام دروازے مقفل تھے۔ کھڑکیاں اندر سے بند تھیں۔ اس نے ایک کھڑکی کے شیشے کو توڑ دیا۔ رات کے سناٹے میں وہ آواز دور تک گئی۔ کوٹھی کے نائٹ چوکیدار نے للکارتے ہوئے پوچھا "کون ہے؟ ادھر کون ہے؟"

پاشا ایک دیوار کی آڑ میں چلا گیا۔ چوکیدار حملہ کرنے کے انداز میں لاٹھی اٹھائے آ رہا تھا۔ جب وہ قریب سے گزرا تو پاشا نے اسے دبوچ لیا۔ وہ خود کو چھڑانے کے لیے تڑپنے اور مچلنے لگا لیکن وہ ایک حیرت انگیز جسمانی قوت رکھنے والے کی گرفت میں تھا۔ اس کا ایک گھونسا سر پر پڑا تو اس کی آنکھوں کے سامنے قمقمے جلنے بجھنے لگے۔ وہ چکرا کر اس کی گرفت میں پھسلتا ہوا زمین بوس ہو گیا۔

پاشا نے ٹوٹی ہوئی کھڑکی کے اندر ہاتھ ڈال کر چٹخنی ہٹائی۔ اس کے پٹ کھولے۔ آگے آہنی جالیاں لگی ہوئی تھیں۔ وہ لوہے کی جالیوں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر جھٹکے دینے لگا۔ کھڑکی کی چوکھٹ سے ان جالیوں کا الگ ہونا ناممکن تھا۔ لیکن کوئی بلڈوزر دھکے مارے تو یہ ممکن ہو جاتا ہے۔ آخر وہ جالیاں کھڑکی کی چوکھٹ سے الگ ہو گئیں۔

وہ کھڑکی سے گزر کر اندر آیا۔ اندر گہری تاریکی تھی۔ وہ سوئچ بورڈ تلاش کر کے روشنی کر سکتا تھا۔

وہ کوٹھی کے ایک حصے سے گزرتا ہوا ایک بیڈ روم میں آیا۔ وہاں کی ایک ایک چیز کو صاف طور سے دیکھ رہا تھا۔

وہ کوٹھی کے ایک ایک حصے سے گزرتا ہوا ایک بیڈ روم میں آیا۔ وہاں کی کسی چیز سے یہ سراغ نہیں مل رہا تھا کہ وہاں شی تارا رہتی ہے اور وہ ایسی نادان نہیں تھی کہ وہاں کی دیواروں پر اپنی تصویریں لگاتی یا اپنی کوئی شناخت دوسروں کے لیے چھوڑ جاتی۔ وہ مایوس ہو گیا۔ جالیاں توڑ کر اندر آنے کا کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو رہا تھا۔

وہ واپس جانے لگا۔ پھر رک گیا۔ فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ وہ پلٹ کر ٹیلی فون کے پاس آیا۔ اس ٹیلی فون کے ساتھ ایک ریکارڈر منسلک تھا۔ ریکارڈر کا ٹیپ چلتے ہی فون کی گھنٹی بند ہو گئی۔ ایک نسوانی آواز ریکارڈر سے ابھری۔ "یس پلیز۔ میں موجود نہیں ہوں۔ اپنا ضروری پیغام ریکارڈ کر سکتے ہو۔"

پھر خاموشی چھا گئی۔ ٹیپ چل رہا تھا۔ کوئی پیغام ریکارڈ ہو رہا تھا جب ٹیپ رک گیا تو پاشا نے اس کا کنکشن ٹیلی فون سے الگ کیا۔ پھر اسے ریوائنڈ کر کے سنا۔ اسے پوجا کی آواز سنائی دی۔

"میڈم! مجھے خبر ملی ہے کہ میرا ساجن بہت بیمار ہے۔ گیراج میں پڑا ہے۔ میں اس سے ملنے جا رہی ہوں۔ اگرچہ آپ نے سختی سے منع کیا ہے لیکن آپ ایک عورت کے دل سے سوچیں ایسے وقت کوئی عورت اپنے مرد سے دور نہیں رہتی۔ آپ میری یہ نافرمانی معاف کریں۔ میں جلد ہی لوٹ آؤں گی......"

آواز بند ہو گئی۔ پاشا نے ریکارڈ کو آف کیا۔ اس کے دماغ میں آندھیاں سی چلنے لگی تھیں۔ وہ اس پوجا کی آواز پہلے بھی سن چکا تھا۔ وہ اپنی ملازمہ سے اپنے ساجن کا ذکر کر رہی تھی اور اس کا ساجن ریلوے اسٹیشن کے پیچھے ست نرائن کی گلی کے ایک گیراج میں رہتا تھا۔

پاشا نے پہلی بار اس پوجا کی آواز سن کر سوچا تھا۔ شاید پوجا کی کسی ہم آواز عورت کی گفتگو سن رہا ہے۔ جبکہ پہلے بھی ایسا دھوکا نہیں ہوا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ شی تارا اس سے رابطہ کرے گی تو وہ دوسری پوجا کے سلسلے میں بات کرے گا۔

شی تارا نے بعد میں رابطہ کیا تو وہ جلدی میں تھی پھر یقین دلا رہی تھی کہ دوسرے دن بمبئی سے واپس آ کر پوجا کو اس کی جھولی میں ڈال دے گی۔

اب فون ٹیپ کی آواز سے پتا چلا کہ اس دوسری پوجا کی آواز والی سے شی تارا کا تعلق ہے اور شی تارا اسے اب تک اصل نہیں نقلی پوجا کی آواز سناتی آ رہی ہے۔

وہ تیزی سے چلتا ہوا کھڑکی کے راستے سے باہر آیا۔ یہ معلوم ہو چکا تھا کہ پوجا اپنے ساجن سے ملنے جا رہی ہے اور یہ بھی معلوم تھا کہ وہ کہاں جا رہی ہے۔ احاطے میں کار کھڑی ہوئی تھی۔ نائٹ چوکیدار بے ہوش پڑا تھا۔ وہ مین گیٹ کھولنے کے بعد کار میں آیا۔ اسے اسٹارٹ کیا۔ پھر ریلوے اسٹیشن کی طرف چل پڑا۔

وہ پوجا بھی ایک دیسی ماڈل کی کار میں آئی تھی۔ وہ کار ایک گیراج کے سامنے کھڑی تھی۔ گلی میں اکا دکا گزرنے والے دکھائی دیئے۔ پاشا نے قریب ہی کار روک دی۔ کار سے اتر کر دبے قدموں چلتا ہوا گیراج میں آیا۔ وہاں ایک چارپائی پر ایک شخص لیٹا ہوا تھا اور ایک دبلی پتلی سی عورت اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر کہہ رہی تھی۔ "بھگوان کے لیے اپنی ضد چھوڑ دو اور میری کوٹھی میں چل کر رہو۔"

بیمار شخص نے کہا "نہیں کامنی! میں اپنی محنت سے تمہارے لیے ایک کوٹھی بناؤں گا۔ تب ہم ساتھ رہیں گے۔"

"اور تب تک تم یہاں بیمار پڑے رہو گے۔ چلو اٹھو۔ باہر گاڑی ہے۔ ڈاکٹر کے پاس چلو۔"

وہ بڑی نقاہت سے اٹھنے لگا۔ پھر وہ دونوں پاشا کو دیکھ کر چونک گئے۔ ساجن نے پوچھا "کون ہو تم؟"

وہ بولا "تمہاری کامنی جانتی ہے۔ تم سے اتنا پیار کرتی ہے کہ کوٹھی چھوڑ کر گیراج میں آتی ہے اور مجھ جیسے پیار کرنے والے کو

پوجا کی آواز سنا کر دھوکا دیتی ہے۔"

کامنی گھبرائی ہوئی تھی۔ پریشان ہو کر بولی "تم؟ تم یہاں کیسے آگئے؟"

"کیوں؟ تمہاری میڈم نے یہ نہیں بتایا تھا کہ میں ہزاروں میل دور کی آواز سن لیتا ہوں لہٰذا تمہیں پوجا کی آواز میں بولتے رہنا چاہیے۔"

وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر بولی "ہاں، میں میڈم کے لیے کام کرتی ہوں۔ مجھے آواز بدلنے میں مہارت حاصل ہے لیکن میڈم کو یہ معلوم ہوگا کہ تم پر یہ راز کھل گیا ہے تو وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گی۔"

"میں نے ابھی تمہاری فون کال سنی تھی۔ ابھی جا کر ٹیپ سے تمہاری آواز مٹا دوں گا۔ شی تارا کو یہ معلوم نہیں ہوگا کہ تم اپنے ساجن سے ملنے آئی تھیں۔ جاؤ اپنے ساجن کو ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ۔"

وہ گیراج سے باہر آ کر کار میں بیٹھ گیا۔ کوٹھی کی طرف واپس جانے لگا۔ شی تارا کا فراڈ کھل کر سامنے آگیا تھا۔ یہ سمجھ میں آگیا تھا کہ وہ اصل پوجا کو کبھی اس کے حوالے نہیں کرے گی۔ وہ غلام بنا ہوا ہے، اسے غلام ہی بنا کر رکھے گی۔ کبھی آزادی کے ساتھ کسی سے محبت بھی نہیں کرنے دے گی۔

اب وہ غلامی سے رہائی حاصل کرنے کے لیے بے چین ہوگیا۔ غیر معمولی صلاحیتیں اور قوتیں رکھنے کے باوجود وہ تنویمی عمل کے اثر سے نہیں نکل سکتا تھا۔ سوچ رہا تھا، کیا ایسا کوئی راستہ ہے کہ اس کے دماغ پر حکمرانی کرنے والی کو پتا نہ چلے اور وہ اس کے سحر سے نکل آئے؟

کوئی راستہ سُجھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ پھر کھڑکی کے راستے سے کوٹھی کے اندر آگیا۔ وہاں اپنے وعدے کے مطابق اس نے ٹیپ میں سے کامنی کی آواز مٹا دی۔ پھر زیرِ لب بڑبڑانے لگا۔ "یا خدا! میں ایک پیار کرنے والی کے کام آیا ہوں، تو میرے کام آ۔ مجھے شی تارا کی غلامی سے نجات دلا۔ میری تمام صلاحیتیں اور قوتیں کسی کام نہیں آرہی ہیں۔ ایسے میں کوئی معجزہ ہی ہوگا تو اس سے نجات ملے گی۔"

وہ بے چینی سے تاریک کمرے میں ٹہلنے لگا۔ جھنجلاہٹ میں مبتلا ہونے لگا۔ جو چیز سامنے آتی تھی اسے ٹھوکروں میں اڑا دیتا پھر شی تارا کے بستر پر آ کر بیٹھ گیا۔ سرہانے کی میز پر ایک ڈائری رکھی تھی۔ اُسے اس خیال سے اٹھایا کہ شاید شی تارا کی کوئی کمزوری ہاتھ آجائے۔

وہ شی تارا تھی۔ اپنے پیچھے اپنی کمزوری چھوڑ کر جانے والوں میں سے نہیں تھی۔ ڈائری کی ورق گردانی سے پتا چلا، اس میں بے شمار اہم فون نمبر درج ہیں۔

وہ جھنجلا کر اسے پھینکنا چاہتا تھا کہ اچانک ہی اس کے دماغ میں بجلی سی کوندی۔ جیسے دعا قبول ہوگئی ہو۔ جو صفحہ کھلا ہوا تھا، اس پر بابا صاحب کے ادارے کے دس ٹیلی فون نمبر درج تھے۔ دماغ نے کہا "یہیں سے شی تارا کے تنویمی عمل کا طلسم ٹوٹے گا۔"

وہ ڈائری لے کر ٹیلی فون کے سامنے بیٹھ گیا۔ پھر ریسیور اٹھا کر پیرس کے کوڈ نمبر کے ساتھ ڈائری میں لکھے ہوئے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ جلد ہی رابطہ ہوگیا۔ دوسری طرف سے آواز آئی "اِٹ اِز بابا فرید واسطی آرگنائزیشن۔"

وہ بولا "میں یوسف البرہان عرف پاشا بول رہا ہوں۔ جناب علی اسد اللہ تبریزی سے صرف دو باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

پوچھا گیا "وہ دو باتیں کیا ہیں؟"

"ایک یہ کہ تنویمی عمل کے شکنجے میں ہوں۔ دوسری بات یہ کہ نجات چاہتا ہوں۔"

"پلیز، ہولڈ آن۔"

وہ ریسیور کان سے لگائے انتظار کرنے لگا۔ ایسے ہی وقت پرائی سوچ کی لہریں محسوس ہوئیں۔ وہ سانس روکنا چاہتا تھا پھر سوچا، معلوم کرنا چاہیے کہ کون ہے۔ شاید اس آنے والے کے ذریعے نجات مل جائے۔

سونیا ثانی کی آواز سنائی دی۔ "نجات کیوں چاہتے ہو؟"

وہ چونک کر بولا "تم؟ تم سونیا ثانی ہو۔ میں تمہیں نہیں بھول سکتا۔ تم پہلی لڑکی ہو جس نے سب سے پہلے میرے دماغ پر قبضہ جمایا تھا۔ ہی ہی ہی ہی تم پہلی مہربان ہو، جس نے غلام بنانے کے بعد آزاد کردیا تھا۔ ہی ہی ہی ہی......"

وہ ڈانٹ کر بولی "گدھے کی طرح دانت مت نکالو۔ ریسیور رکھو۔"

وہ ریسیور رکھ کر بولا "مجھ پر رحم کرو۔"

"رحم خدا کرتا ہے، جسے تم بھولے ہوئے ہو۔"

"نہیں بھولا ہوں۔ خدا کی قسم تھوڑی دیر پہلے خدا کو یاد کیا تھا۔"

"جیسے ہر بے ایمان مصیبت کے وقت یاد کرتا ہے۔"

"ہی ہی ہی ہی۔ یہ خدا کی شان ہے کہ وہ بے ایمان کی بھی سن لیتا ہے۔ میرے خدا نے تمہیں میرا نجات دہندہ بنا کر بھیجا ہے۔"

"میں نے پہلا سوال یہی کیا تھا، نجات کیوں چاہتے ہو؟ تم اپنی حرکتوں سے کسی نہ کسی کے چنگل میں پھنستے رہو گے۔"

"ایک بار نجات دلا دو۔ پھر کوئی مائی کا لال مجھے اسیر نہیں کرسکے گا۔"

"شرم کرو پاشا! تمہیں بابا صاحب کے ادارے سے بہت بڑی آفر دی گئی تھی کہ یہاں آؤ اور اپنی غیر معمولی صلاحیتوں سے انسانیت کی خدمت کرو لیکن تمہیں عیاشی اور آوارگی کا چسکا پڑ گیا ہے۔"

"اب کیا اس ادارے کا پابند رہنے کی شرط رکھو گی، تب شی

تارا سے نجات دلاؤ گی؟"

"لعنت ہے تم پر۔ اب سے پہلے میں نے اپنے ہی تنویمی عمل سے تمہیں نجات دی تھی۔ کیا تمہیں ادارے کا پابند بنایا تھا؟"

"نہیں۔ تم بہت اچھی ہو۔ میں قسم کھاتا ہوں، کبھی تمہارے بھی کام آؤں گا۔ مرد کا بچہ ہوں۔ زبان کا سچا ہوں۔"

"مرد کے بچے! تمہاری مردانگی یہی ہے کہ مجھ لڑکی کے سامنے گڑگڑا رہے ہو۔ یہ بات یاد رکھو کہ ہم میں سے کوئی تم پر رحم کرنے والا نہیں تھا لیکن تبریزی صاحب کا حکم ہے کہ تمہیں شی تارا سے نجات دلائی جائے اور تم پر اس لیے رحم کھایا جارہا ہے کہ تم ٹھوکریں کھاتے کھاتے ایک دن بابا صاحب کے ادارے میں آؤ گے۔"

"ٹھیک ہے جب وہ دن آئے گا تو آجاؤں گا۔ ابھی جلدی کرو، کہیں شی تارا نہ آجائے۔"

"جاؤ، بستر پر آرام سے لیٹ جاؤ۔"

اس نے ہدایت پر عمل کیا۔ بستر پر آ کر لیٹ گیا۔ اب اس کے دن بدلنے والے تھے۔

ادھر شی تارا نے سوچا، دائی ماں اور پوجا دہلی جانے کے لیے طیارے میں سوار ہوجائیں گی تو وہ پارس سے رابطہ کرے گی اور خوشخبری سنائے گی کہ وہ پھر اس کے کمرے میں آنے والی ہے۔

ابھی وہ دائی ماں کے پاس تھی اور دائی ماں اپنا اور پوجا کا سامان ٹرالی میں رکھے چیکنگ اور بورڈنگ کارڈز کے لیے اندر جانے والی تھیں۔ تب ہی پارس کو دیکھ کر ٹھٹک گئی۔

اس نے شی تارا کے پاس پارس کی تصویر دیکھی تھی۔ اس لیے اُسے پہچان گئی لیکن پارس نے کبھی دائی ماں کو نہیں دیکھا تھا۔ وہ اُس سے کترا کر جاسکتی تھی مگر یہ مشکل آپڑی تھی کہ پوجا شی تارا کے روپ میں تھی۔ اگر اس کی ہم شکل نہ ہوتی تب بھی پارس اس کی مخصوص مہک سے اسے شی تارا ہی سمجھتا۔

وہ پوجا کے سامنے آ کر بولا "ہیلو تارا! دیکھو کیسا حسین اتفاق ہے، میں یہاں اپنی سیٹ کنفرم کرانے آیا تھا۔ سیٹ تو نہ ملی، تم مل گئیں۔"

کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا مسلسل خیال خوانی نہیں کرسکتا۔ کسی نہ کسی ضرورت سے یہ سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ایک چھینک بھی آجائے تو خیال خوانی کرنے والا دماغی طور پر حاضر ہوجاتا ہے۔ شی تارا ہوٹل کے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ دو چشمی ہیروں کو اپنے سر پر رکھنے کے لیے سوئی دھاگے سے ایک ہیر بیلٹ تیار کررہی تھی اور وقفے وقفے سے دائی ماں کے پاس بھی جارہی تھی۔ جب پارس اور پوجا کا سامنا ہوا تو اس کی توجہ ہیئر بیلٹ پر مرکوز تھی۔ سوچ رہی تھی، دائی ماں پوجا کے ساتھ خیریت سے طیارے میں سوار ہوجائے گی۔ اس سے پہلے ہی وہ ہیئر بیلٹ کے ٹانکے مکمل کرکے پھر دائی ماں کے پاس پہنچ جائے گی۔

پارس کے سلسلے میں پوجا کو کوئی ٹریننگ نہیں دی گئی تھی۔ شی تارا کا خیال تھا کہ وہ پوجا کے دماغ میں رہے گی اور وہ پارس سے تنہائی میں ملے گی تو پوجا بالکل شی تارا کی طرح بولے گی اور ادائیں دکھائے گی اور جب تک وہ نہیں چاہے گی، پوجا پارس کے سامنے نہیں جاسکے گی۔

وہ چاہتی یا نہ چاہتی۔ مگر تقدیر تو یہی چاہتی تھی۔ یہ تقدیر پوجا کو پارس کے روبرو لے آئی۔ جب اس نے اُسے تارا کہہ کر مخاطب کیا تو وہ ذرا پریشان ہوئی۔ اس نے دائی ماں کو دیکھا۔ دائی ماں سوچ کے ذریعے شی تارا کو پکار رہی تھی۔ پارس نے حیرانی سے پوچھا "کیا بات ہے تارا! کیا تم مجھے یہاں دیکھ کر پریشان ہوگئی ہو؟"

وہ ہچکچاتے ہوئے بولی "آ..... آپ کون ہیں؟ مجھ دیدی سمجھ کر کیوں مخاطب کررہے ہیں۔"

"دیدی؟ یعنی بڑی بہن؟ کیا شی تارا تمہاری بڑی بہن ہے اور تم اُس کی....."

دائی ماں کو بات بنانے کا موقع مل گیا۔ وہ جلدی سے بولی۔ "ہاں..... یہ اس کی چھوٹی بہن پوجا ہے۔"

پارس نے کہا "اور آپ شاید دائی ماں ہیں؟"

"ہاں بیٹے! میں تمہیں پہچانتی ہوں۔"

"اور وہ۔ وہ شی تارا کہاں ہے؟"

"وہ یہیں ہے۔ تم سے ملنے ہوٹل گئی ہوگی اور تم یہاں ہو۔"

"مگر اس نے تو کہا تھا کہ یہ شہر چھوڑ کر، مجھے چھوڑ کر جارہی ہے۔"

"وہ باؤلی ہے۔ اس نے ارادہ بدل دیا ہے۔"

"یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ آپ بھی ارادہ بدل دیں۔ میں آپ کو اور پوجا کو نہیں جانے دوں گا۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہو؟ ہمارا جانا ضروری ہے۔"

"کوئی ضروری نہیں ہے۔ میں پہلی بار اپنی ہونے والی سالی کو دیکھ رہا ہوں اور حیران ہو رہا ہوں، یہ تو بالکل شی تارا لگ رہی ہے۔ میں اپنی سالی کو پورے بمبئی کی سیر کراؤں گا۔"

دائی ماں نے کہا "ضد نہ کرو۔ ہم شی تارا کی مرضی کے بغیر یہاں نہیں رک سکیں گے۔"

"بس اتنی سی بات ہے۔ ابھی چلو، میں اس کی زبان سے کہلواؤں گا کہ میری سالی میری مرضی کے بغیر یہاں سے نہیں جائے گی۔"

"ہمیں معلوم نہیں ہے کہ شی تارا ابھی کہاں ہوگی۔"

"جہاں بھی ہوگی، ہم سے رابطہ کرے گی۔ ابھی ہوٹل چلو اور شی تارا سے رابطے کا انتظار کرو۔"

دائی ماں نے کہا "مجھے افسوس ہے۔ تم راستہ چھوڑ دو۔ جب شی تارا واپس آنے کو کہے گی تو ہم لوٹ آئیں گے۔"

پارس نے کہا "مجھے بھی افسوس ہے دائی ماں! میں تمہیں تو

جانے دوں گا لیکن اپنی سالی کو نہیں چھوڑوں گا۔"

"تم پوجا کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو؟"

"اس لیے کہ کل رات سے مجھے دھوکا دیا جا رہا ہے۔"

"ہم نے کوئی دھوکا نہیں دیا ہے۔ تم غلط سمجھ رہے ہو۔"

"کیا غلط ہے اور کیا صحیح' اس کا فیصلہ اُس وقت ہو گا جب شی تارا رابطہ کرے گی۔"

دائی ماں نے اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا۔ پھر کہا۔ "اچھا' تم یہاں پوجا کے پاس ٹھہرو۔ میں ابھی فون پر اُس سے بات کرتی ہوں۔"

وہ ایئرپورٹ کے پی سی او میں آئی۔ وہاں سے ہوٹل کے نمبر ڈائل کیے۔ رابطہ ہونے پر شی تارا کے کمرے کا نمبر بتایا۔ پھر شی تارا کی آواز سنائی دی۔ دائی ماں نے کہا "وہاں کیا کر رہی ہو؟ یہاں پارس سے ہمارا سامنا ہو گیا ہے۔"

وہ ریسیور رکھ کر دائی ماں کے پاس آئی۔ پارس سے سامنا ہونے کے سلسلے میں ساری باتیں معلوم کیں۔ پھر کہا "چلو' میں اس کی غلط فہمی دور کر دوں گی۔"

پھر وہ پارس کے پاس آ کر بولی "ہیلو' میں آ گئی ہوں۔ یہ تم پوجا اور دائی ماں کو جانے سے کیوں روک رہے ہو؟"

"میرے اندر رہ کر نہ بولو۔ پوجا کی زبان سے باتیں کرو۔"

دوسرے ہی لمحے پوجا مسکرائی۔ پھر بولی "میں ہوں تمہاری شی تارا لیکن یہ بدن پوجا کا ہے۔ اسے جانے دو۔"

وہ بولا "جلدی کیا ہے؟ پہلے یہ تو معلوم ہو کہ پچھلی رات کون سا بدن میرے پہلو میں تھا۔"

پوجا نے کہا "پارس' میں تمہارے پاس تھی۔"

"یعنی پوجا تھی؟"

"نہیں یہ پوجا نہیں کہہ رہی ہے۔ میں شی تارا کہہ رہی ہوں کہ میں تمہارے پاس تھی۔"

"میں ثابت کر دوں گا کہ تم جھوٹ بول رہی ہو۔"

"کیسے ثابت کرو گے۔ جبکہ میں سچ بول رہی ہوں۔"

"دیکھو شی تارا' تم اچھی طرح جانتی ہو کہ میں تمہاری مخصوص بو پہچانتا ہوں اور ابھی یہ بو مجھے اس کے بدن سے مل رہی ہے۔ جسے پوجا کہا جا رہا ہے۔ ایک ہی بو رکھنے والے دو انسان نہیں ہوتے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے شکلیں الگ الگ بنائی ہیں اسی طرح بو الگ الگ رکھی ہے۔ اگر اتفاق سے دو ہم شکل ہوں تو ان دونوں کی بو ضرور مختلف ہوتی ہے۔"

اس نے پوجا کی زبان سے پوچھا "کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں شی تارا ہوں؟"

"ہاں' تم پوجا کے روپ میں مجھ سے چھپ کر جا رہی ہو۔ مجھے تمہارے چھپ کر جانے پر اعتراض نہیں ہے۔ میں نے تو آج صبح ہی تمہیں اپنے کمرے سے الوداع کہہ دیا تھا۔"

"تم غلط سمجھ رہے ہو۔ ہوٹل میں آؤ۔ میں تمہیں کمرے میں ملوں گی۔"

"یعنی تمہارے بدن کی بھی یہی بو ہو گی؟"

"ہاں۔ اگرچہ یہ ناقابلِ یقین بات ہے لیکن علم الابدان کے ماہر میرے تابعدار پاشا نے یہ کمال کر دکھایا ہے۔ میری بو پوجا میں منتقل کر دی ہے۔"

"اچھا۔ اب تمہارا گیم سمجھ میں آیا۔ تم نے پوجا کے بدن میں اپنی بو منتقل کرائی۔ اسے اپنی ہم شکل بنایا اور کل رات اسے میرے پاس بھیج دیا اور میں دھوکا کھا گیا۔ تمہیں شی تارا سمجھ کر ہیرے پوجا کے حوالے کیے۔ بعد میں تم نے وہ ہیرے پوجا سے لے لیے۔"

"پارس! میری یہی پلاننگ تھی لیکن میں نے ایسا نہیں کیا۔ میں نے دھوکا نہیں دیا۔ کل میں ہی تمہارے پاس تھی۔"

"بکواس مت کرو۔ کیا تم نے گھر میں سجانے کے لیے یہ ڈمی بنائی تھی؟ بو تبدیل کرنے کے سلسلے میں پتا نہیں تم نے پاشا کے ساتھ کتنی محنت کی ہے۔ کتنی رقم خرچ کی ہے۔ کتنے ہفتے اور مہینے لگائے ہیں۔ اس کے بعد یہ کامیابی حاصل کی۔ اسے دہلی سے بمبئی کے ہوٹل میں میرے پاس پہنچایا۔ اور اب بھید کھلنے کے بعد انکار کر رہی ہو۔ کیا میں اتنا احمق ہوں کہ تمہارے فراڈ کو کھلے ثبوت کے باوجود نہیں سمجھوں گا۔"

"کبھی کبھی ٹھوس ثبوت بھی جھوٹ ثابت ہوتے ہیں۔ تم پوجا اور دائی ماں کے ساتھ ہوٹل میں آؤ۔ میں ثابت کر دوں گی کہ تم جو سمجھ رہے ہو' وہ غلط ہے اور جو نہیں سمجھ رہے ہو' وہی درست ہے۔"

"اچھی بات ہے۔ میں آ رہا ہوں۔"

وہ پوجا اور دائی ماں کے ساتھ کمرے میں آیا۔ اس کے ایک منٹ کے بعد ہی شی تارا آ گئی۔ پارس کبھی اسے اور کبھی پوجا کو دیکھنے لگا۔ دونوں کی صورتیں ایک تھیں اور بدن کی مہک بھی ایک ہی تھی۔ وہ بولی "میں کل سے تمہارے ساتھ والے کمرے میں ہوں۔ اب پوجا اور دائی ماں کو میرے کمرے میں جانے دو۔ پھر باتیں ہوں گی۔"

وہ دونوں چلی گئیں۔ شی تارا نے دروازے کو اندر سے بند کیا۔ پھر پاس آ کر بولی "میں اپنی ڈمی کو اسی وقت کسی کے سامنے پیش کرتی ہوں' جب اس سے خطرہ ہوتا ہے یا اس شخص پر بھروسا نہیں ہوتا۔ میں تو کل بھی پورے بھروسے کے ساتھ اس کمرے میں تھی۔ اب بھی ہوں۔ سیدھی سی بات ہے کہ میں تمہارے پاس کسی ڈمی کو برداشت نہیں کر سکتی۔ کل میں نے یہی چاہا تھا لیکن میرے اندر کی عورت راضی نہ ہوئی اور میں تمہارے پاس چلی آئی۔"

پارس نے اسے اپنے بازوؤں میں چھپا لیا۔ وہ بولی "کتنے گرم ہو رہے تھے۔ اب کیسی محبت جتا رہے ہو۔ کیا فون کر کے بولوں کہ

کمرا نمبر چار سو بیس کے گرم مسافر کو ٹھنڈا کرنے کے لیے برف لے آؤ۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "ٹھنڈا کرنے کے لیے تم ہی کافی ہو۔ بائی دی وے۔ میری جگہ کوئی بھی ہوتا تو یہی شبہ کرتا کہ تم نے ڈی کے ذریعے فراڈ کیا ہے۔"

"میں تمہارے خلاف بہت سوچتی ہوں لیکن تمہارے خلاف کچھ کرنے سے پہلے ہی محبت سے ہار جاتی ہوں۔"

"ہاں' تمہاری محبت دیکھ رہا ہوں۔ آج صبح مجھے چھوڑ کر جا رہی تھیں اور شام ہوتے ہوتے واپس آگئی ہو۔"

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ پارس نے فون کے پاس آکر ریسیور اٹھایا۔ پھر پوچھا "ہیلو کون ہے؟"

ایک غراہٹ سنائی دی۔ "ریسیور شی تارا کو دو۔"

پارس نے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر کہا "کوئی جانور کی طرح غراتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ ریسیور تمہیں دوں۔"

وہ ریسیور لے کر بولی "ہیلو' کون ہے؟"

"تمہارا باپ' جسے تم نے غلام بنایا تھا' اب آزاد ہو گیا ہے۔"

"پاشا! کیا تمہاری شامت آئی ہے؟"

یہ کہتے ہی اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے دماغ میں پہنچی پھر واپس آگئی۔ اس نے سانس روک لی تھی۔ وہ حیرانی سے بولی "مجھے یقین نہیں آرہا ہے۔ تم میرے خلاف کیسے ہو گئے؟"

"مجھے پچھلی رات ہی نجات مل گئی تھی۔ صبح بیدار ہونے کے بعد میں وقفے وقفے سے تمہاری باتیں سن رہا ہوں۔ ایک بار معلوم ہوا کہ تم ہوٹل تاج محل میں ہو۔ ابھی تم کہہ رہی تھیں کہ کمرا نمبر چار سو بیس میں اس کے لیے برف منگائی جائے۔ اس طرح میں تم سے رابطہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔"

"میری گرفت سے آزاد ہونے کے بعد کیا چاہتے ہو۔ دوستی یا دشمنی؟"

"یہ تمہاری صوابدید پر ہے۔ دوستی چاہتی ہو تو پوجا کو میرے حوالے کردو۔"

"میری پابندیوں میں رہو گے تو تمہیں پوجا ملے گی۔"

"میں لعنت بھیجتا ہوں تمہاری پابندیوں پر۔ آج سے میں آزاد شیر ہوں۔ تمہاری کوٹھی میں بیٹھا ہوا ہوں۔ یہاں آؤ۔ تمہارے ساتھ تمہاری بڈھی دائی ماں کو بھی زندہ گاڑ دوں گا۔"

شی تارا نے ریسیور رکھ دیا۔ پارس نے پوچھا "پاشا کیا کہہ رہا ہے؟"

"وہ پاگل کا بچہ میری گرفت سے نکل گیا ہے۔ وہاں میرا انتظار کر رہا ہے۔ مار ڈالنے کی دھمکی دے رہا ہے۔"

پارس ہنسنے لگا۔ وہ بولی "تم ہنس رہے ہو؟ میری جوتش ودّیا کہتی تھی کہ یہ دو چشمی ہیرے میرے پاس رہیں گے تو تمام نحوستیں ٹل جائیں گی۔ ناکامیاں' کامیابیوں میں بدل جائیں گی۔ مگر یہ ہیرے ملتے ہی وہ ہاتھی زنجیر توڑ کر نکل گیا ہے۔"

"پاشا کو آج نہیں تو کل آزاد ہونا ہی تھا کیونکہ اس کی غیر معمولی دماغی توانائی کام آئی ہوگی۔"

"کچھ بھی ہو۔ وہ ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ کیا یہ میرا نقصان نہیں ہے؟"

"نہیں۔ اس پہلو سے سوچو کہ دو چشمی ہیروں نے تمہیں دہلی واپس نہیں جانے دیا۔ اگر چلی جاتیں تو وہ ہاتھی تم ماں بیٹی کو دبوچ کر مار ڈالتا۔"

"ہاں' اس پہلو سے یہ ہیرے میرے لیے اچھے رہے۔"

"پھر یہ سوچو کہ پاشا گیا۔ مگر پارس سے دوستی مضبوط ہوئی۔ یہ خوش بختی ہے یا بدبختی؟"

"خوش بختی۔ مگر پارس! دہلی کی وہ کوٹھی میرے لیے اہم ہے۔ میں اس ہاتھی کو کیسے بھگاؤں؟"

پارس نے کہا "میں یقین سے کہتا ہوں کہ وہ اپنی غیر معمولی سماعت کے ذریعے ابھی ہماری باتیں سن رہا ہے۔ اسے بھگانے کے لیے نہ طاقت کی ضرورت ہے' نہ کسی صلاحیت کی بس ذرا عقل کی ضرورت ہے۔"

"کیا تم اسے بھگا دو گے؟"

"ہاں کل شام چھ بجے تک وہ کوٹھی چھوڑ کر چلا جائے گا۔"

"معلوم تو ہو کہ خود بخود کیسے جائے گا؟"

"بھئی' میں ابھی اپنی ایک ماں کو فون کرتا ہوں۔ وہ پیرس میں ہے اور اس کا نام مریم ہے۔ بیچاری اپنے شوہر کو ڈھونڈتی پھر رہی ہے۔ میں پتا بتاؤں گا تو وہ اس کوٹھی میں کل تک پہنچ جائے گی۔"

اس نے شی تارا کو آنکھ مار کر چپ رہنے کا اشارہ کیا۔ دس منٹ کے اندر ہی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ پارس نے کہا "یہ پاشا ہے۔"

اس نے ریسیور اٹھا کر پوچھا "کون؟ کیا تم ہو پاشا بھائی؟"

وہ گرجتے ہوئے بولا "میں تمہارا بھائی نہیں ہوں۔ سامنے آؤ۔ تمہارا منہ توڑ دوں گا۔ خبردار! مریم کو میرا پتا نہ بتانا ورنہ تم کیا؟ تمہارے فرشتے بھی میرا نام و نشان نہیں پائیں گے۔ میں جا رہا ہوں۔ وہ آئے گی تو بھٹکتی رہے گی۔"

دوسری طرف سے ریسیور رکھ دیا گیا۔ شی تارا پارس کے اندر رہ کر سن رہی تھی۔ ہنستی ہوئی بولی "تم کمال کے آدمی ہو۔ تمہارے سامنے لاثانی ہو یا پاشا' کسی کو بھی خون خرابے کے بغیر میدان چھوڑنے پر مجبور کردیتے ہو۔"

"تم بھی تو کمال کرتی ہو۔ میرے سامنے آکر مجھ سے ملتی بھی ہو اور چھپتی بھی ہو۔"

"میں تو نہیں چھپ رہی ہوں۔"

"تو پھر شی تارا کی اصلی صورت دکھاؤ۔ اصلی آواز اور لہجہ سناؤ۔"

وہ مسکراتی ہوئی سوئچ بورڈ کے پاس گئی۔ پھر بٹن دبا کر کمرے ں تاریکی پھیلا دی۔ اشاروں کی زبان سے سمجھا دیا کہ اصلیت ر میرے میں چھپی رہتی ہے اور چھپی رہا کرے گی۔

○☆○

ایک آسمان کے نیچے کئی دشمن رہتے ہیں۔ ایک چھت کے یچے دو دشمن نہیں رہ سکتے۔ لیکن میں نے گاڈمدر ٹریسا اور جے پرگولا ایک ہی چھت کے نیچے رہنے پر مجبور کردیا تھا۔

پچھلے باب میں بیان کرچکا ہوں کہ جے پرگولا نے گاڈمدر اور ں کے بیٹے بیٹیوں کو اپنا معمول اور تابعدار بنانے کی کوشش کی ی اور اس کوشش میں کامیاب ہو گیا تھا۔ پھر میں نے پرگولا کو ٰخمی کرکے بازی پلٹ دی تھی۔

جب وہ زخمی ہوا اور گاڈمدر کا پلڑا بھاری ہوا تو اس نے اور ں کے بیٹے بیٹیوں نے پرگولا کو جان سے مار ڈالنے کی کوششیں یں۔ اس پر ریوالور سے چھ گولیاں چلائیں لیکن میں ان کے اندر انہ بھٹکاتا رہا۔ تب ان کی سمجھ میں آیا کہ پرگولا کی طرح وہ بھی بے بیار ہیں۔ اپنی انتقامی خواہش کے باوجود نہ پرگولا کو ہلاک کرسکیں ے نہ پرگولا اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے گاڈمدر اور اس کی لی کو نقصان پہنچا سکیں گے۔

اب ان کی پوزیشن یہ تھی کہ وہ جس چھت کے نیچے اور چار یواری کے اندر تھے۔ اس سے باہر نہیں جاسکتے تھے۔ وہاں کی ولیس اور یہودی تنظیم کے برادرز کو ان کی تلاش تھی۔ وہ اپنا اپنا یہ بدل کر اس مکان سے نکل سکتے تھے لیکن پرگولا زخمی تھا۔ باہر نے کے قابل نہیں تھا۔ گاڈمدر کی بیٹی میکسی ڈاکٹر تھی۔ میں نے لہ دیا تھا کہ وہ پرگولا کے زخم کا علاج کرے گی۔ اگر علاج کرنے ے انکار کرے گی یا علاج کے بہانے اس کے زخم کو ناسور بنائے گی مں ان سب کو زخمی کرکے اس مکان کو اسپتال بنا دوں گا۔

ان حالات میں بدترین دشمنی رکھنے والی دو پارٹیاں ایک ت کے نیچے رہنے پر مجبور ہو گئی تھیں۔ پرگولا یہ سوچ سوچ کر یشان ہو رہا تھا کہ میں کون ہوں؟ دشمنی بھی کر رہا ہوں' دوستی بھی کر رہا ہوں۔ دشمنی یہ کہ فرار ہونے کے دوران اسے کار سمیت یا میں ڈبو دیا۔ پھر کنارے لگنے کے بعد اس بری طرح پٹائی کی کہ رف جان سے مارنا باقی رہ گیا تھا۔ ایسے میں یہ دوستانہ ادا دکھائی لر اسے زندہ چھوڑ کر چلا گیا۔

پھر اس مکان میں آکر یہ دشمنی کی کہ ایک گولی مار کر اسے ٰخمی کردیا۔ اور دوستی یہ کرتا رہا کہ گاڈمدر اور اس کے بیٹے بیٹیوں یا دشمنی سے اسے بچاتا رہا۔ وہ حیران اور پریشان تھا۔ مجھ سے ٰفزدہ تھا اور میرا شکرگزار بھی تھا۔

گاڈمدر ٹریسا' وان لوئن' ماسیلا اور میکسی کو ایک بار میں نے ودی تنظیم کے چنگل سے نکالا لیکن اس گاڈمدر نے ہمیں دھوکا دیا ر ہم پر حاوی ہونے کے لیے پرگولا کا سہارا لیا۔ پھر پرگولا کے چنگل میں پھنس گئی۔ میں نے ایک بار پھر اسے اور اس کے بیٹے بیٹیوں کو مصیبت سے نجات دلائی۔ پرگولا کی گرفت سے آزاد کیا۔ نتیجہ پھر وہی سامنے آیا۔ گاڈمدر پھر میری مرضی کے خلاف پرگولا کو جان سے مار ڈالنے پر تل گئی۔ آخر میں نے اسی پرگولا کے ساتھ اسے ایک چھت کے نیچے رہنے پر مجبور کردیا۔

میکسی مجبور ہو کر اپنی فیملی کے جانی دشمن پرگولا کی مرہم پٹی کرنے اور دوائیں کھلانے لگی۔ وہ ایک بار انکار کرکے دیکھ چکی تھی۔ میں نے اس کے بھائی وان لوئن کو دیوار سے سر ٹکرانے پر مجبور کردیا تھا۔

وہ ایک رات انہوں نے بڑی بے چینی سے گزاری۔ گاڈمدر نے اب تک کسی سے کمتر ہو کر زندگی نہیں گزاری تھی لیکن میرے آگے بے بس ہو گئی تھی۔ اس نے اپنے بیٹے وان لوئن اور بیٹی ماسیلا اور میکسی سے کہا "میں زندگی میں پہلی بار اتنی بے بس اور مجبور ہو گئی ہوں۔ وہ شخص ہمیں ٹیلی پیتھی کے ذریعے مجبور کر رہا ہے۔ لوہا لوہے کو کاٹتا ہے لیکن ٹیلی پیتھی کی کاٹ کرنے کے لیے ہمارے پاس ٹیلی پیتھی کا علم نہیں ہے۔"

میکسی نے کہا "ہمارے پاس یہ علم تھا۔ ہماری چھوٹی بہن انا نے جسے بھائی جان یا پاپا بنایا ہے۔ وہ ہمارے کام آرہا تھا۔ اگر ہم اس کی مرضی کے خلاف کام نہ کرتے تو وہ ہمیں اس طرح بے بس اور مجبور بنا کر ہرگز نہ جاتا۔"

گاڈمدر نے کہا "اگر ہم اس کی مرضی کے مطابق عمل کرتے تب بھی اس کے آگے مجبور رہتے۔ پہلے بھی ہمارے دماغ اس کی مٹھی میں تھے۔ اب بھی اس کے قبضے میں ہیں۔"

وان لوئن نے کہا "ممی! اب یہ ہمارے مقدر میں لکھا جا چکا ہے کہ ہمارے دماغ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے یا کسی ہپناٹائز کرنے والے کے زیر اثر رہیں گے۔"

میکسی نے کہا "ہم انا کے بھائی جان کی ٹیلی پیتھی سے نجات حاصل کرنے کے لیے کسی دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے کے پاس جائیں گے تو وہ ہمیں اس سے نجات ضرور دلائے گا لیکن ہمیں اپنا اسیر بنا لے گا۔"

ماسیلا نے کہا "یہ ٹیلی پیتھی کی بلا ہم سے چمٹ گئی ہے۔ اب دماغی آزادی ممکن نظر نہیں آرہی ہے۔"

وان لوئن نے کہا "سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان حالات میں کیا کیا جائے؟ کیا ہم اس بھائی جان کے غلام بنے رہیں؟"

گاڈمدر نے کہا "ہمارے سامنے دو ہی راستے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہم اپنے وطن اٹلی واپس چلے جائیں یا پھر کسی بڑی طاقت سے گٹھ جوڑ کرلیں۔ گٹھ جوڑ کرنے کے لیے ہماری اہمیت دو طرح سے ہوگی۔ ایک تو ہم عکس منتقل کرنے کی تکنیک سے واقف ہیں۔ دوسرے وہ غیر معمولی قوتیں حاصل کرنے کے فارمولے ہمارے پاس ہیں۔"

"ممی! کوئی بڑی طاقت ہمارے دماغوں سے بھائی جان کی ٹیلی پیتھی مٹائے گی اور ہمارے چور خیالات پڑھے گی تو اسے معلوم ہوجائے گا کہ وہ کروڑوں ڈالرز کے سونے اور ہیرے جواہرات کس مکان کی دہری چھت میں چھپا کر رکھے گئے ہیں۔"

"ہاں' خزانے کا یہ راز اس پارٹی کو ضرور معلوم ہوگا' جو ہم سے گٹھ جوڑ کرے گی۔ ہم بہت نقصان میں رہیں گے۔ اوہ گاڈ! کوئی راستہ سُجھائی نہیں دے رہا ہے۔"

دوسرے دن پرگولا نے گاڈمدر سے کہا "بہت پریشان نظر آتی ہو۔ بولو میں تمہاری کوئی خدمت کرسکتا ہوں۔"

"میں تیرے جیسے شیطان پر تھوکتی ہوں۔"

"ایک بار مجھ پر تھوک کر دیکھ چکی ہو۔ نتیجے میں یہ غلامی اور ذلتیں مل رہی ہیں۔ میں نے تم لوگوں پر عمل کیا تھا' کیا برا کیا تھا؟ یہی اب کوئی دوسرا کررہا ہے۔"

"تو میری جوان بیٹیوں کی عزت سے کھیلنا چاہتا تھا۔ اب بھی غلامی سہی مگر عزتیں تو محفوظ ہیں۔"

"آزادی حاصل کرنے کے لیے بڑی بڑی قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ اگر تو اپنی ایک بیٹی مجھ پر قربان کردے تو میں تم سب کو ٹیلی پیتھی کے سحر سے آزاد کرادوں گا۔"

"خبردار! میری کسی بیٹی کا نام زبان پر نہ لانا۔ ورنہ میں اس شخص کو بلاؤں گی' جو ہمارے دماغوں پر حکمرانی کررہا ہے۔"

"اسے بلانے کے لیے ٹیلی فون کی ضرورت ہے اور کل رات وہ فون ٹوٹ پھوٹ کر ناکارہ ہوگیا ہے۔ اس مہربان دشمن کو میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہی بلا سکتے ہیں۔"

"تم اسے مہربان دشمن کہہ رہے ہو۔ کیا اس کا نام نہیں جانتے؟"

"تم اسے انا کا بھائی جان کہتی ہو۔ یہ انا کون ہے اور بھائی جان کا مطلب کیا ہوا؟"

"انا میری سب سے چھوٹی بیٹی کا نام ہے۔ وہ ایک مسلمان نوجوان عادل کے ساتھ بھاگ گئی ہے۔ اسی عادل کا بھائی ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔"

"پھر تو وہ مسلمان فیملی ہے۔ میری معلومات کے مطابق ٹیلی پیتھی کا علم ایک ہی مسلمان فیملی جانتی ہے اور وہ ہے فرہاد علی تیمور کی فیملی۔"

گاڈمدر اور وان لوئن نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا۔ پھر گاڈمدر نے کہا "جب ہم نے اٹلی میں عکس منتقل کرنے کا مظاہرہ کیا تھا اور میں عکس بن کر ایک پولیس افسر کو قتل کرنے گئی تھی تو پہلی بار ٹیلی پیتھی کے ذریعے میرا راستہ روکا گیا تھا اور میں اس افسر کو قتل کرنے میں ناکام رہی تھی۔ اس سلسلے میں بھی ہم نے فرہاد کا نام سنا تھا۔"

وان لوئن نے کہا "ممی! شاید اس فیملی کے ٹیلی پیتھی جاننے والے اٹلی ہی سے ہمارا پیچھا کرتے رہے ہیں۔"

پرگولا نے کہا "تم ماں بیٹے کی باتوں سے ثابت ہو رہا ہے کہ ہم فرہاد کے قیدی ہیں۔ اگر ایسا ہے تو سمجھ لو' قبر میں جانے تک رہائی نہیں ملے گی۔ اسے دوست ٹیلی پیتھی کا شہنشاہ اور دشمن ٹیلی پیتھی کے شیطانوں کا شیطان کہتے ہیں۔ دعا کرو' ہمارے دماغوں میں شیطان آجائے مگر فرہاد نہ آئے۔"

"تم ہمیں اور زیادہ گھبراہٹ میں مبتلا کررہے ہو۔"

وہ وہاں سے اٹھ کر وان لوئن کے ساتھ اپنے بیڈ روم میں آئی۔ پھر بولی "بیٹے! اگر فرہاد ہمارے اندر آتا جاتا ہے تو ہم نے اسے ناراض کرکے اپنی مصیبتوں میں اضافہ کیا ہے۔"

"ممی! مصیبتیں واقعی بڑھتی جارہی ہیں۔ وہ فرہاد کل رات سے ہمارے پاس نہیں آیا ہے۔"

"اسے بلایا جاسکتا ہے۔ اس ٹوٹے ہوئے فون کی مرمت کرو یا باہر جاکر انا سے رابطہ کرو۔"

"ممی! وہ تین بار ہمیں معاف کرچکا ہے۔ اب اس سے کوئی امید نہ رکھیں۔"

"انا تمہیں دل و جان سے چاہتی ہے۔ اس کی محبت سے فائدہ اٹھاؤ۔ تم ایک بار فون پر آہ و بکا کروگے تو وہ تڑپ جائے گی۔"

وان لوئن نے بہن سے کہا "میکسی! تمہارے پاس انا کا فون نمبر ہے۔ مجھے بتاؤ۔"

میکسی نے اپنی اٹیچی سے ڈائری نکالی۔ اسے کھول کر دیکھا تو وہ صفحہ پھٹا ہوا تھا' جس پر فون نمبر لکھا ہوا تھا۔ میں نے ان کی لاعلمی میں ماملا کے ذریعے وہ ورق پھاڑ کر ضائع کرا دیا تھا تاکہ وہ مجھ سے معافی مانگنے کے لیے بار بار انا کے معصوم جذبات سے نہ کھیلیں۔ وہ نمبر ان کے دماغوں سے بھی مٹایا جاچکا تھا۔ گاڈمدر نے سر پکڑ کر رہ گئی۔

پرگولا اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے مشورے کررہا تھا۔ کہہ رہا تھا۔ "میرا زخم دو چار روز میں بھر جائے گا اب بھی ایسی کوئی خاص تکلیف نہیں ہے۔ یہ میکسی اچھا علاج کررہی ہے اور ہے بھی بہت اچھی۔ کوئی ایسی تدبیر کرو کہ یہ پورا خاندان ہمارے اثر میں آجائے۔"

"باس! بغاوت والی بات نہ کرو۔ وہ فرہاد سن رہا ہوگا۔"

"اب یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ہم اس کے خوف سے آزادی حاصل کرنے کا منصوبہ نہ بنائیں۔ کچھ تو کرنا ہی ہوگا۔"

جیری نے کہا "میں اور تھرپال کوشش کررہے ہیں۔ میں ابھی میکسی کے پاس جارہا ہوں۔"

گاڈمدر کی فیملی میں ایک میکسی ایسی تھی' جو کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کے اثر میں نہیں تھی۔ جیری اس کے پاس آیا تو اس نے سانس روک لی۔ جیری نے چند سیکنڈ کے بعد آکر کہا "پلیز' میری ایک بات سن لو۔"

مگر وہ خیال خوانی کرنے والوں سے خوفزدہ تھی۔ اس نے جیری سے بات نہیں کی۔ وہ دماغ کو چھوتے ہی سانس روک لیتی تھی۔ جیری نے پرگولا کے دماغ میں رہ کر میری آواز سنی تھی۔ وہ میری آواز اور لہجہ اختیار کرکے ماملا کے اندر پہنچا۔ اس نے محسوس نہیں کیا۔ وہ اس کے اندر رہ کر اُس کی سوچ میں کہنے لگا۔ "کاش ایسا ہوتا کہ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے میری دوستی ہوجاتی اور وہ میرے عشق میں گرفتار ہوکے ہمیں اس مصیبت سے نجات دلاتا۔"

جیری اسی قسم کے خیالات ماملا کے اندر پکانے لگا۔ اودھر تھرپال نے میری آواز اور لہجہ اختیار کیا۔ پھر وان لوئن کے اندر آکر بولا "ہیلو! کیا بہت پریشان ہو؟"

وان لوئن نے پوچھا "تم کون ہو؟"

"میں اب تک ایک خاموش تماشائی تھا۔ کبھی فرہاد کو اور کبھی پرگولا کے خیال خوانی کرنے والوں کو تم سب کے دماغوں میں آتے جاتے دیکھ رہا تھا۔ بڑا دلچسپ تماشا ہو رہا ہے۔"

"کیا تمہارا فرہاد اور پرگولا سے کوئی تعلق نہیں ہے؟"

"بالکل نہیں۔ کل میں نے اتفاق سے میکسی کو دیکھا۔ وہ مجھے اتنی اچھی لگی کہ اس سے دوستی کی خواہش ہوئی لیکن وہ سانس روک لیتی ہے۔ پھر میں نے اس کے ذریعے تم لوگوں کو دیکھا اور تم سب کے دماغوں میں آیا تو مجھے آسانی سے جگہ مل گئی۔"

"اگر تمہارا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے تو پلیز ہماری مدد کرو۔"

"میں میکسی سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ اگر وہ مجھے پسند کرے گی تو میں تم سب کو ٹیلی پیتھی کی دلدل سے نکال دوں گا۔"

وان لوئن نے اپنی ماں سے کہا "ممی! ہمیں ایک غیبی امداد مل رہی ہے۔ ایک خیال خوانی کرنے والا میکسی پر عاشق ہوگیا ہے۔ وہ کہتا ہے اگر وہ شادی کرنے پر راضی ہوجائے تو ہم سب کو اس عذاب سے نکال دے گا۔"

گاڈمدر نے کہا "اس سے کہو' میرے پاس آئے۔"

تھرپال نے اس کے پاس آکر یہی باتیں کیں۔ وہ بولی "ہم کیسے یقین کریں کہ تم ہمارے ساتھ مخلص ہو؟ یہ دشمنوں کی کوئی چال ہوسکتی ہے۔"

"یقین تو کرنا ہوگا۔ ان حالات میں کسی نہ کسی پر بھروسا تو کرنا ہی پڑے گا۔"

وہ سوچ میں پڑ گئی۔ میں نے ان سب کو ایک چھت کے نیچے چھوڑتے وقت یہ اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ وہ سب آزادی اور خودمختاری کے لیے طرح طرح کی چالیں چلیں گے اور میری آواز اور لہجے سے بھی فائدہ اٹھانا چاہیں گے۔ میں نے جو سوچا تھا۔ تقریباً وہی ہو رہا تھا۔

گاڈمدر نے میری مرضی کے مطابق کہا "اگر تم ہمارے بننا چاہتے ہو تو پرگولا کو موت کے گھاٹ اتار دو۔"

تھرپال نے کہا "یہ بھی ہوجائے گا۔ اگر میکسی میری تابعدار بن جائے گی تو میں پرگولا کو یہیں ختم کردوں گا۔"

ان میں یہ بحث شروع ہوگئی کہ پہلے میکسی تھرپال کی ہوگی یا پہلے پرگولا مارا جائے گا۔

جیری اور تھرپال' جے پرگولا کے معمول اور تابعدار تھے۔ یعنی پرگولا نے ان پر تنویمی عمل کرکے انہیں اپنا تابعدار بنایا تھا۔ تنویمی عمل کے لیے آواز اور لہجہ اہم ہوتا ہے۔ میرے لیے پرگولا کی آواز اور لہجہ اختیار کرنا کوئی بڑی بات نہ تھی۔ پھر بھی میں نے پرگولا کے اندر رہ کر جیری اور تھرپال کی آواز اور لہجے کو سنا تھا۔

وہ دونوں خوش تھے کہ میرا لہجہ اختیار کرکے وان لوئن اور گاڈمدر کے دماغوں میں جارہے تھے اور یہ نہیں جانتے تھے کہ ان کی خوش فہمی کے پیچھے میں کیا کرتا پھر رہا ہوں۔ میں نے سلمان کو پرگولا کی آواز سنائی تھی۔ پچھلی رات جب تھرپال اور جیری گہری نیند میں تھے۔ تب ہم نے ان کے شیطانی باس کا انداز اپنایا اور ان کے خوابیدہ دماغ میں پہنچ گئے تھے۔

اس کے بعد انہیں اپنا معمول اور تابعدار بنانے میں کوئی رکاوٹ نہ رہی۔ ہم نے ان کے دماغوں سے پرگولا کی آواز' لہجہ اور دوسرے جادوئی اثرات کو مٹا دیا۔ اپنی آوازوں اور لہجوں کو مستحکم کردیا اور حکم دیا کہ وہ عارضی طور پر پرگولا کو اپنا باس سمجھتے رہیں لیکن جب ہم حکم دیں تو اس کی تابعداری سے باز آجائیں۔

یہی وجہ تھی کہ جب گاڈمدر نے تھرپال سے کہا کہ وہ پرگولا کو ختم کردے تو تھرپال نے ایک تابعدار کی طرح پرگولا کے لیے کوئی لگاؤ محسوس نہیں کیا۔ اس نے یہ شرط رکھی کہ پہلے میکسی اس کی تابعدار بن جائے۔

مجھے اس حقیقت کا بخوبی اندازہ تھا کہ گاڈمدر جب ہر طرف سے جکڑی جائے گی اور نجات کا کوئی راستہ نہیں دیکھے گی تو ہم مسلمانوں پر یہودیوں کو ترجیح دے گی اور خفیہ یہودی تنظیم سے جا ملے گی۔ میں چاہتا تھا یہودی تنظیم کے خلاف مافیا تنظیم کا ایک نیا محاذ قائم ہو اور اس محاذ کو مضبوط بنانے کے لیے جیری اور تھرپال مافیا میں شامل ہوجائیں۔

بہرحال تھرپال اور گاڈمدر کی بحث جاری تھی۔ وہ کہہ رہی تھی۔ "ہم سے دوستی کا یقین دلانے کے لیے پرگولا کو ختم کردو۔ پھر میکسی تمہاری ہوگی۔"

تھرپال نے کہا "مادام ثریا! میں تمہارے مزاج کو خوب سمجھتا ہوں اور کئی دنوں سے دیکھ رہا ہوں کہ تم اس کی نہیں ہو تیں' جس سے کروڑوں کا خزانہ حاصل ہوتا ہے۔"

اس نے پوچھا "کیا تم عادل کو جانتے ہو؟"

"میں ایسے تمام لوگوں کو جانتا ہوں جو ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ تم اپنی بات کرو۔ تمہارے سلسلے میں صاف

بات یہی ہے کہ تم قابلِ اعتماد نہیں ہو۔"
"مسٹر! تم میری انسلٹ کررہے ہو۔"
"عقل سے کام نہیں لوگی تو دشمن اس سے زیادہ انسلٹ کریں گے۔ تمہیں نجات حاصل کرنے کے لیے اپنا مزاج اور رویّہ بدلنا ہوگا۔ تم مجھے داماد بنا کر اپنی مافیا تنظیم کو مستحکم کرسکتی ہو۔"
وہ اپنے بیٹے سے اس سلسلے میں باتیں کرنے لگی۔ بیٹے نے کہا۔ "ممی! ہم پہلے ہی ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے دشمنی مول لے کر اتنی مصیبتیں اور ذلتیں اٹھا رہے ہیں۔ آپ اپنے روّیے میں لچک پیدا کریں۔"
تھربال نے کہا "وان لوئن! تم سمجھ دار ہو۔ نئے زمانے کے مطابق نیا ذہن رکھتے ہو۔ اپنی ماں کو سمجھاؤ، مجھ سے دوستی کرو۔ تم فائدے میں رہو گے۔ میرا ایک اور ساتھی ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ وہ بھی تم سے دوستی اور رشتے داری چاہتا ہے۔"
وان لوئن اپنی ماں اور بہنوں سے بولا "ہم نئے ساتھیوں پر بھروسا کرکے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی قوتیں حاصل کرسکتے ہیں۔ ہمیں موجودہ حالات میں ان پر اعتماد کرنا ہی ہوگا۔"
ماميلا نے کہا "میرے دماغ میں بھی یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہمارا دوست ہو۔ میں بھی یہی چاہوں گی کہ ان سے دوستی کی جائے۔"
میکسی نے کہا "تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ ہم ان پر بھروسا کریں گے تو انہیں بھی خود کو بھروسے کے قابل بنانا ہوگا۔ وہ ہماری دو شرائط پوری کریں۔ پھر دوستی ہوجائے گی۔"
تھربال نے کہا "صرف دوستی نہیں، رشتے داری بھی۔"
وہ بولی "مجھے اپنے جیون ساتھی کے انتخاب کا حق ہے۔ لہٰذا پہلے میں تمہیں دیکھوں گی۔ تمہیں سمجھوں گی۔ پھر فیصلہ سناؤں گی۔"
"ٹھیک ہے۔ اپنی دو شرائط سناؤ۔"
"پہلی شرط یہ ہے کہ ہمارے سامنے آؤ اور ہمارے ساتھ رہو۔"
"ہم کل دن کے بارہ بجے تک تمہارے سامنے ہوں گے۔ دوسری شرط کیا ہے؟"
"یہ کہ پرگولا کو ختم کرو اور اگر ہماری شادی کے بعد ختم کرنا چاہتے ہو تو اسے کم از کم نقصان پہنچاؤ۔ اسے سزا دو اور یہاں سے بھاگنے پر مجبور کرو۔"
"وہ یہاں سے جائے گا تو پولیس والوں کو تمہارے پیچھے لگا دے گا۔ پہلے بھیس اور اپنی شناخت بدلو۔ یہ مکان چھوڑ کر دوسری جگہ رہائش اختیار کرو۔"
گاڈمدر نے کہا "تم درست کہتے ہو۔ ہم یہاں محفوظ نہیں ہیں لیکن مکان چھوڑنے سے کیا ہوتا ہے۔ وہ فرہاد علی تیمور ہمارے دماغوں میں آتا رہے گا۔"

"وہ اب کبھی نہیں آئے گا۔ میں نے اور میرے ساتھی نے پچھلی رات تم سب کے دماغوں کو لاک کردیا ہے۔ آئندہ کوئی تمہیں پریشان نہیں کرے گا۔"
"کیا سچ کہہ رہے ہو۔ کیا واقعی ہمارے دماغوں کو لاک کیا گیا ہے؟"
"ہاں، خود ہی سوچو کل رات سے اب تک بیس گھنٹے گزر چکے ہیں۔ فرہاد کیوں نہیں آیا۔ اس لیے کہ اُس کا راستہ بند ہوچکا ہے۔"
وہ سب خوش ہوکر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ میکسی نے کہا۔ "لیکن دماغوں کو لاک کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ تم دونوں نے ہم پر تنویمی عمل کیا ہے اور ہمیں تابعدار بنایا ہے۔"
تھربال نے کہا "اگر تابعدار بنایا ہوتا تو تمہاری ماں اور بھائی سے تمہارا رشتہ نہ مانگتا۔ تمہارے دماغ پر قبضہ جما کر تمہیں اپنے پاس آنے پر مجبور کردیتا۔"
میکسی نے قائل ہوکر کہا "میں مانتی ہوں۔ تم دوستی کے صحیح طریقوں پر عمل کررہے ہو۔ ابھی ہم میک اَپ کے ذریعے حلیے بدل لیں گے۔ یہ مکان بھی چھوڑدیں گے لیکن ہمارے اطمینان کے لیے پرگولا کو تھوڑی سی سزا دو۔"
"ٹھیک ہے۔ اس کے کمرے میں چلو۔ میں وان لوئن کے ذریعے اس سے باتیں کروں گا تاکہ تم سنتی رہو۔"
وہ سب اس کمرے سے اٹھ کر پرگولا کے کمرے میں آئے۔ وہ بولا "خیریت تو ہے۔ پوری فیملی آئی ہے۔"
گاڈمدر نے کہا "تمہارے لیے ایک بری خبر ہے اور وہ یہ کہ ہم نے فرہاد علی تیمور کی ٹیلی پیتھی سے نجات حاصل کرلی ہے۔"
وہ ہنستے ہوئے بولا "کیوں مذاق کررہی ہو؟"
یہ کہتے ہی وہ چیخ مار کر اٹھ بیٹھا۔ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر کراہنے لگا۔ تھربال نے کہا "پرگولا! کیا حال ہے؟ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے تابعداروں کو آواز دو۔"
پرگولا نے سر کی تکلیف برداشت کرتے ہوئے حیرانی سے وان لوئن کو دیکھا۔ پھر کہا "تم، تم تھربال کی آواز میں بول رہے ہو۔ کیا تم تھربال ہو؟"
اس بار جیری نے وان لوئن کے ذریعے کہا۔ "ہاں، وہ تم نے تھربال کی آواز سنی تھی۔ یہ جیری کی آواز ہے۔ ہمارے دماغوں پر سے تمہارا جادو ختم ہوچکا ہے۔"
"کیا بکواس کرتے ہو؟ کیا اپنے آقا پرگولا سے بغاوت کررہے ہو؟"
"کیا اب بھی تمہاری سمجھ میں نہیں آیا؟ چلو اپنے منہ پر تھپڑ اور سر پر گھونسے مارو۔"
پرگولا نے محسوس کیا کہ وہ اپنے اختیار میں نہیں ہے اور بے اختیار اپنے منہ پر طمانچے اور گھونسے مار رہا ہے۔ گاڈمدر، وان

ن، ماميلا اور میکسی قہقہے لگا رہے تھے۔ ان سب کو ایک نئی ندگی مل رہی تھی۔ وان لوئن نے آگے بڑھ کر اُس کے منہ پر ایک گھونسا مارا۔ پھر کہا "یہ گھونسا اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم آزاد ہوگئے ہیں اور آئندہ ہم پر کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا حکومت نہیں کرسکے گا۔"
ماميلا نے اپنا سینڈل اتار کر کہا "تو نے مجھے اعصابی کمزوری میں مبتلا کرکے میری عزت کو خاک میں ملانا چاہا تھا۔"
وہ اسے سینڈل سے مارنے لگی۔ وہ سر جھکائے مار کھاتا رہا۔ جیری اور تھربال اسے ہلنے نہیں دے رہے تھے۔ ماميلا اسے مارتے مارتے تھک گئی۔ پھر پیچھے ہٹ گئی۔ پرگولا غصے سے کانپتے ہوئے کہہ رہا تھا "میں تم سب کو نہیں چھوڑوں گا۔ میرے ساتھ جو کررہے ہو۔ اس سے زیادہ برا سلوک کروں گا۔ تم سب کو ننگا کرکے شاہراہوں پر دوڑاؤں گا۔"
وہ غصے کی شدّت سے مزید گرجنا چاہتا تھا لیکن جیری نے اس کا منہ بند کردیا۔ گاڈمدر کی فیملی دوسرے کمرے میں آگئی۔ وہ سب میک اَپ کا سامان لے کر ہر کمرے کے آئینے کے سامنے بیٹھ گئے اور نئی زندگی کے لیے نیا روپ اختیار کرنے لگے۔
پرگولا کا غصہ کچھ کم ہوا تو اسے اپنی بدبختی اور برے حالات کا احساس ہوا۔ اس نے سوچ کے ذریعے آواز دی۔ "جیری! تھربال! میرے وفادارو! کیا میں کوئی بھیانک خواب دیکھ رہا ہوں؟"
جیری نے کہا "اتنے جوتے کھانے کے بعد بھی یقین نہیں آرہا ہے۔ ہمیشہ احساسِ برتری میں رہنے والے کو بعض حالات میں اپنی کمتری کا احساس نہیں ہوتا۔"
تھربال نے کہا "پرگولا! ابھی اور جوتے کھاؤ گے۔ تم نے ہمیں بدترین غلام بنا کر رکھا تھا۔"
"یہ تو سوچو۔۔ غلام بنا کر دشمنوں سے محفوظ رکھا تھا۔ آخر تم دونوں میری گرفت سے کیسے نکل گئے؟"
"اس کا سیدھا سا جواب ہے کہ یہ ہماری خوش نصیبی اور تمہاری بد نصیبی ہے۔"
جیری نے کہا "تم حسین دوشیزاؤں کو دیکھ کر للچاتے ہو۔ ماميلا اور میکسی پر بھی تمہاری نیت خراب تھی۔"
"میں ان دونوں حسیناؤں کو تمہارے حوالے کردوں گا۔ میرے پاس آجاؤ۔"
"تم سے بغاوت کرنے کے صلے میں وہ خود ہی ہمیں حاصل ہورہی ہیں، ہم ان سے شادی کرنے والے ہیں۔"
"میں تم دونوں کو جہنم میں پہنچادوں گا۔"
"میکسی اور ماميلا کی شرط یہی ہے کہ ہم شادی سے پہلے تمہیں جہنم میں پہنچادیں۔"
"کیا؟ یہ کیا کہہ رہے ہو؟ کیا مجھے قتل کروگے؟"
"ہم کرنا نہیں چاہتے۔ مگر نہیں کریں گے تو شادی نہیں ہوگی۔"
"تو پھر کرو شادی اور کردو مجھے قتل۔ دیر کس بات کی ہے؟"
"وہ بات یہ ہے کہ ہم تمہاری طرح حرام زادے شیطان نہیں ہیں۔ مارنے سے پہلے سوچ رہے ہیں تمہارے ساتھ بہت عرصہ رہ چکے ہیں۔ لحاظ مروّت بھی کوئی چیز ہے۔"
تھربال نے کہا "ہم تمہیں بچاؤ کا ایک موقع دیں گے۔ ایسا کرو کہ یہاں سے بھاگو۔ ایسی پناہ گاہ تلاش کرو، جہاں ہم تمہاری موت بن کر نہ آسکیں۔"
"کیسی باتیں کرتے ہو؟ میں اپنی قبر کھود کر چھپوں گا تو وہاں بھی تم دونوں آجاؤ گے۔"
"کسی تالے چابی والے کے پاس جاؤ اور اپنے دماغ کو مقفل کراؤ۔ اسی میں تمہاری سلامتی ہے۔"
وہ اٹھتے ہوئے بولا "میں زخمی ہوں۔ پھر بھی کوشش کروں گا کہ کسی ہپناٹائز کرنے یا خیال خوانی کرنے والے تک پہنچ جاؤں۔"
"گاڈمدر کی فیملی بھیس بدلنے میں مصروف ہے۔ وہ لوگ بھی یہ جگہ چھوڑ کر جارہے ہیں۔ تم اس طرح جاؤ کہ انہیں خبر نہ ہو۔"
اس نے اپنا مختصر سا سامان ایک تھیلے میں رکھا۔ پھر لنگڑاتے ہوئے مکان کے پچھلے حصے سے جانے لگا۔ گاڈمدر، وان لوئن، ماميلا اور میکسی دو گھنٹے تک میک اَپ کرنے اور اپنا ضروری سامان پیک کرنے میں مصروف رہے۔ وان لوئن نے کہا "میں پرگولا کے کمرے کا دروازہ باہر سے بند کرکے آتا ہوں تاکہ وہ ہمارا تعاقب نہ کرسکے۔"
وہ اس کمرے میں آیا۔ بستر خالی تھا۔ کمرا خالی تھا۔ اس نے آواز دی۔ باتھ روم میں بھی جاکر دیکھا۔ اس کے بعد تیزی سے چلتا ہوا آکر ماں سے بولا "ممی! وہ نہیں ہے۔"
"کون نہیں ہے؟"
"میں پرگولا کی بات کررہا ہوں۔ وہ یہاں سے بھاگ گیا ہے۔"
میکسی نے کہا "جیری اور تھربال کہاں ہوں گے؟ کیا وہ اس کے فرار سے بے خبر ہیں؟"
"ہوسکتا ہے، وہ اپنی جگہ مصروف ہوں اور ابھی خیال خوانی نہ کررہے ہوں۔"
گاڈمدر نے کہا "مجھے خطرہ محسوس ہورہا ہے۔ وہ دونوں پرگولا کے غلام تھے۔ شاید اب بھی اس کے لیے کام کررہے ہوں اور وہ تینوں مل کر ہمیں دھوکا دے رہے ہوں۔"
"ممی! آپ نے عادل پر بھی شبہ کیا۔ فرہاد کو بھی دشمن بنا لیا۔ اب ذرا محتاط رہیں۔ کسی ثبوت کے بغیر ان دونوں پر شبہ نہ کریں۔ ان کو آنے دیں۔ پھر بات ہوگی۔"
"اب پتا نہیں وہ کب آئیں گے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم یہاں سے نکلتے ہی پھنس جائیں۔"
تھوڑی دیر بعد ہی جیری نے آکر مخاطب کیا۔ گاڈمدر نے پوچھا۔

"تم اتنی دیر کہاں غائب رہے؟"
"میں اور تھرہال واشنگٹن کے ایئرپورٹ پر تھے۔ اب طیارے میں سوار ہو کر آرام سے بیٹھنے کا موقع ملا ہے تو میں رابطہ کر رہا ہوں۔"
"کیا تمہیں پتا ہے کہ پرگولا فرار ہو گیا ہے؟"
"کیا واقعی؟ یہ تو بہت برا ہوا۔ تم لوگ فوراً یہاں سے نکلو۔ وہ انتقام لینے کے لیے پولیس والوں کو تمہارے پیچھے لگا سکتا ہے۔"
وہ اس مکان سے اپنا اپنا سامان اٹھا کر گاڑی میں رکھنے لگے۔ جیری نے کہا "میں معلوم کرتا ہوں کہ پرگولا کہاں ہے؟"
وہ گاڈمدر کے اندر خاموش رہا۔ پرگولا کے پاس نہیں گیا۔ کیونکہ تھرہال اس کے پاس تھا اور اسے انتقامی کارروائی سے روک رہا تھا۔ جیری نے تھوڑی دیر بعد گاڈمدر سے کہا۔ "پرگولا! ہماری گرفت سے نکل گیا ہے۔ میں اس کے پاس جاتا ہوں تو وہ سانس روک لیتا ہے۔ اس نے کسی ہپناٹائز کرنے والے سے اپنے دماغ کو لاک کرایا ہے۔"
"پھر تو وہ ہمارے لیے مصیبت بن کر آئے گا۔"
"گھبراتی کیوں ہو؟ تم لوگوں کا حلیہ بدل چکا ہے۔ وہ پہچان نہیں سکے گا اور کسی خیال خوانی کرنے والے کو تمہارے دماغوں میں بھیج نہیں سکے گا۔"
وہ سب گاڑی میں بیٹھ کر کسی نئی منزل کی سمت جانے لگے۔
پرگولا ایک فٹ پاتھ پر لنگڑاتا ہوا چل رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ کہاں جائے؟ کیا کرے؟ وہ اچانک ہی کھوکھلا ہو گیا تھا۔ زخمی ہونے کے بعد پہلے جیسی جسمانی توانائی نہیں رہی۔ جادو منتر کے لیے حالات سازگار نہیں تھے۔ فٹ پاتھ پر چلتا ہوا سوچ رہا تھا کہ پہچانا جائے گا تو پکڑا جائے گا۔ آہنی سلاخوں کے پیچھے پہنچا دیا جائے گا۔
ایسے ہی وقت میں نے مخاطب کیا۔ "ہیلو پرگولا! کس حال میں ہو؟"
وہ چونک کر رک گیا۔ پھر بولا "تم؟ تم وہی مہربان دشمن ہو۔ دیکھو، میرا کیا حال ہو رہا ہے؟"
"کیا ہو رہا ہے۔ کچھ بتاؤ تو سہی؟"
"دھوبی کا کتا بن گیا ہوں۔ نہ گھر کا رہا ہوں نہ گھاٹ کا۔ گاڈمدر نے سمجھوتے کے خلاف مجھ پر ظلم کیا ہے۔ میں وہاں سے بھاگ کر آرہا ہوں۔"
"اب کہاں جا رہے ہو؟"
"تمہاری تلاش میں نکلا ہوں۔ مجھے سہارا دو۔ گاڈمدر کو سزا دو۔"
"کیوں سزا دوں؟ کیا تم بہت معصوم ہو۔ تمہاری بدمعاشیوں اور شیطانی حرکتوں کی فہرست بہت طویل ہے۔ تمہیں اپنی طاقت اور اپنے جادو پر بہت غرور تھا۔ اب اس کی سزا پاؤ۔"
"میں نے بہت لمبی سزا پائی ہے۔ گاڈمدر نے مجھ پر تھوکا ہے۔ اس کی بیٹی نے مجھے سینڈل سے مارا ہے۔ میں اپنی بے عزتی کا انتقام ضرور لوں گا۔ ایک بار مجھے سہارا دو۔ پھر میں اپنی تمام کھوئی ہوئی طاقتیں حاصل کر لوں گا۔"
"تمہیں پتا ہے، میں مسلمان ہوں۔ کسی شیطان کی مدد نہیں کروں گا۔"
"تم نے پہلے بھی تو میری مدد کی تھی۔ کیا تب مسلمان نہیں تھے؟"
"تمہیں اس حال کو پہنچانے کے لیے پہلے مدد کی تھی۔ اب تمہارے کام آؤں گا تو تمہاری بگڑی ہوئی حالت سنبھل جائے گی۔ تم عیش و آرام سے کھوئی ہوئی طاقتیں حاصل کرو گے۔"
"خدا تمہارا بھلا کرے گا۔ بس مجھے سنبھلنے کا موقع دے دو۔"
"لیکن تم دیکھ چکے ہو کہ میری ہر مدد کے پیچھے وہ دشمنی ہوتی ہے جو شیطان سے ہونی چاہیے۔"
"ہاں، تم نے دریا میں ڈوبنے سے بچایا۔ پھر گاڈمدر کی انتقامی کارروائی سے محفوظ رکھا۔ اور میری حفاظت کرتے کرتے مجھے تمام قوتوں سے خالی کر کے فٹ پاتھ پر پہنچا دیا۔"
"کیا اب بھی چاہتے ہو کہ میں تمہاری مدد کروں؟"
"ہاں اس حد تک کرو کہ میرا زخم بھر جائے اور میں پہلے جیسا شہ زور بن جاؤں۔"
"تو پھر میرے مشورے پر عمل کرو۔ یہودیوں کے پاس جاؤ۔ ان سے معافی مانگ کر دوست بن جاؤ۔"
"کیا کہتے ہو، وہ مجھے گولی مار دیں گے۔"
"نہیں ماریں گے۔ تم ان کے لیے بہت اہم ہو۔ وہ تمہیں سر آنکھوں پر بٹھائیں گے۔"
"میری اہمیت ٹیلی پیتھی جاننے والے جیری، تھرہال اور مرینا کے باعث تھی۔ تینوں میرے ہاتھ سے نکل گئے ہیں۔ میں ان کے لیے خالی ڈبے کی طرح ہوں۔"
"مرینا، جیری اور تھرہال تمہیں واپس مل جائیں گے۔"
"کیا؟" وہ چونک کر خلاء میں تکنے لگا۔ پھر بولا "وہ..... وہ تینوں مجھے واپس مل جائیں گے؟ کیا کہہ رہے ہو میرے بھائی! میری باپ! میں تمہارے قدموں کی خاک بن کر رہوں گا۔ ایک بار پھر بولو۔"
"میں ایک بار بولتا ہوں۔ پھر اس پر عمل کر کے دکھاتا ہوں۔ ابھی تمہارے تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے واپس آرہے ہیں۔"
وہ بے یقینی سے خلاء میں تک رہا تھا اور سوچ رہا تھا۔ "بگڑنے میں دیر نہیں لگتی لیکن بگڑی بنانے میں برسوں لگ جاتے ہیں اور یہاں تو پلک جھپکتے ہی مجھے پہلے جیسی قوتیں اور صلاحیتیں مل رہی ہیں۔ کیا یہ یقین کرنے کی بات ہے؟ کیا ایسا ممکن ہے؟"
اسے جیری کی آواز سنائی دی۔ "ایسا ممکن ہے، اس لیے میں آگیا ہوں۔ میں نے تھوڑی دیر پہلے تمہارے ساتھ جو سلوک کیا
...اس پر شرمندہ ہوں۔ مجھے معاف کر دو باس!"
وہ خوشی سے سینہ تان کر بولا "کوئی بات نہیں، انسان سے ہی ...لی ہوتی ہے۔ میں بھی غلطی پر تھا۔ تمہیں غلام سمجھتا تھا۔ آج ... تم میرے چھوٹے بھائی ہو۔"
تھرہال کی آواز سنائی دی۔ "باس! میں بھی شرمندہ ہوں۔ کس ...سے معافی مانگوں؟"
وہ بڑی فراخ دلی سے بولا "ارے کوئی بات نہیں۔ جو ہوا اسے ...ل جاؤ۔ صبح کا بھولا شام کو لوٹ آئے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ ...ج سے تم بھی میرے چھوٹے بھائی ہو۔"
پھر مرینا کی آواز سنائی دی۔ "میں بھی بہت پچھتانے کے بعد ...ی ہوں۔ مجھے معاف کر دو۔"
وہ خوشی سے اچھل پڑا۔ راستہ چلنے والے رک کر حیرانی سے ...ے دیکھ رہے تھے۔ وہ جوش میں آکر اونچی آواز سے بول رہا تھا۔ ...ں تمہیں بھی معاف کرتا ہوں۔ آج سے تم بھی میری بہن ہو۔"
مرینا نے کہا "باس! تو بڑا کتا ہے۔ میری عزت کی دھجیاں اڑا ...مجھے بہن کہہ رہا ہے۔"
"وہ..... وہ میں مسرتوں کی مستی میں ایسا کہہ گیا۔ اب میں ...یں میلی نظروں سے نہیں دیکھوں گا۔"
"میں نظر آؤں گی تو دیکھو گے۔"
"کیا تم میرے پاس نہیں آؤ گی؟"
"میں نے اپنا سر منڈوا لیا ہے۔ میرے سر میں ایک بھی بال ...ں ہے۔ میں آؤں گی تو تمہیں ایک بال بھی نہیں ملے گا۔ اور تم ...لے جادو سے مجھے لونڈی بنا کر نہیں رکھ سکو گے۔"
"پلیز، مجھے معاف کر دو۔ پچھلی باتیں بھول جاؤ۔ مجھے یقین دلاؤ ...میری دوست بن کر رہو گی۔"
"ہاں، ہماری دوستی رہے گی۔ میں تمہارے دماغ میں آکر ...ارے احکامات کی تعمیل کرتی رہوں گی۔"
جیری اور تھرہال نے بھی کہا کہ اب ان سے کبھی سامنا نہیں ...گا۔ لیکن وہ دونوں خیال خوانی کے ذریعے اس کے کام آتے رہیں ...ے۔
وہ خوشی سے لنگڑا لنگڑا کر فرش پر ناچنے لگا۔ مرد، عورتیں اور ...بچے ہنس رہے تھے اور تالیاں بجا رہے تھے۔ وہ کہہ رہا تھا "تم سب ...ے پاگل سمجھ رہے ہو۔ ہاں پاگل سمجھو اور تالیاں بجاؤ۔ میں کل ...ا تک تل ابیب شہر کا گورنر بن کر تم لوگوں پر راج کروں گا۔ کہاں ...ا تمہارے یہودی حکام اور پولیس والے؟ وہ آئیں اور مجھے ...رفتار کریں۔"
وہ بول رہا تھا اور قہقہے لگا رہا تھا۔ وہاں بہت زیادہ بھیڑ دیکھ کر ...لیس والے آگئے اور اسے پکڑ کر تھانے لے آئے۔ انسپکٹر نے ...پوچھا "تم کون ہو؟"
وہ مسکرا کر بولا "میں وہ آدمی ہوں جسے گرفتار کرنے پر تمہیں حکومت سے انعام ملے گا اور تمہیں ترقی بھی ملے گی۔ ریسیور اٹھاؤ اور ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کا نمبر ڈائل کر کے بولو کہ تم نے جے پرگولا کو گرفتار کیا ہے۔"
انسپکٹر حیرت سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ "کیا تم جے پرگولا ہو؟
ہاں، حلیہ تو کچھ ایسا ہی ہے۔"
اس نے رابطہ کیا اور پرگولا کی گرفتاری کی خوشخبری سنائی۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ "پرگولا سے بات کراؤ۔"
وہ ریسیور لے کر بولا "ہاں، میں پرگولا بول رہا ہوں۔ میری ٹانگ میں گولی لگی تھی۔ میں زخمی ہوں۔ اپنے افسروں سے کہو، مجھے آرام سے اسپتال پہنچائیں۔"
"ابے جادوگر کے بچے! ہمیں حکم دے رہا ہے۔"
"ہاں، ابھی حکم دے رہا ہوں۔ اگر مجھے اسپتال پہنچانے کوئی چھوٹا افسر آئے گا تو میں اپنی توہین سمجھ کر اسے خود اپنے ریوالور سے خودکشی کرنے پر مجبور کر دوں گا۔ تمہارے بڑے جانتے ہیں کہ میرے پاس تین ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ مرینا، جیری اور تھرہال ہاہاہاہا۔"
یہودیوں کے لیے یہ تین نام اتنے بڑے تھے کہ فوج اور انٹیلیجنس کے اعلیٰ افسران دوڑے چلے آئے۔ تھانے کے سامنے کئی فوجی گاڑیاں آکر کھڑی ہو گئیں۔ افسران نے پرگولا کے سامنے پہنچتے ہی اسے سلیوٹ کیا اور اسے بڑی عزت سے فوجی اسپتال میں لے آئے۔ بڑے ڈاکٹروں نے اسے اٹینڈ کیا۔ اس کے لیے تازہ پھل آگئے اور اس کی خدمت کے لیے خوبصورت نرسیں پہنچا دی گئیں۔ شباب اور شراب کا چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے۔ اس لیے اسکاٹ لینڈ کی مہنگی بوتلیں وہاں لا کر رکھ دی گئیں۔
میں نے دل ہی دل میں کہا، موج کر و بیٹا! قربانی سے پہلے بکرے کی اسی طرح پذیرائی ہوتی ہے۔

O☆O

یمسن ویلی میں کئی چھوٹی بڑی پہاڑیاں تھیں۔ ایک پہاڑی کی بلندی صرف بیس فٹ ہوگی۔ ہیرو نے اس کے پیچھے آکر گاڑی روک دی۔ پھر کان لگا کر سننے لگا۔ سارہ نے پوچھا "کیوں رک گئے؟ کیا سن رہے ہو؟"
اس نے اشاروں سے سمجھایا کہ ہائی وے کی طرف بہت سی گاڑیوں کا شور ہے۔ میں پہاڑی پر چڑھ کر دیکھنے جا رہا ہوں۔ وہ گاڑی سے باہر نکلتی ہوئی بولی "میں بھی اوپر چلوں گی۔"
وہ ریوالور ہاتھ میں لیے اوپر چڑھنے لگی۔ اس کی گردن سے ایک دوربین لٹکی ہوئی تھی۔ ہیرو کو دوربین کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ بندر کی طرح اچھلتا اور دوڑتا ہوا سارہ سے بہت آگے نکل کر پہاڑی کی بلندی پر پہنچ گیا۔ پھر اوندھے منہ لیٹ کر ایک بڑے سے پتھر کی آڑ سے دیکھنے لگا۔ دور بہت دور فوجی گاڑیاں چھوٹے چھوٹے کھلونوں کی طرح متحرک دکھائی دے رہی تھیں۔ جو بنگلا وہ چھوڑ

آئے تھے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا گیا تھا۔

سارہ نے دوربین سے دیکھ کر کہا "وہ لوگ میرے بنگلے میں داخل ہو رہے ہیں۔"

ہیرو پتھر سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ وہ ایکسرے مین مارٹن' برین آدم اور بلیک آدم کی آوازیں سن چکا تھا اور اب پھر انہیں سننے کے لیے توجہ اُدھر مرکوز کر رہا تھا۔

برین آدم ہیڈ کوارٹر کے کنٹرولنگ روم میں تھا۔ وہاں بیٹھا ٹیلی فون اور ٹرانسیٹر کے ذریعے فوج کے ان افسران سے رابطہ کر رہا تھا جو چھوٹے چھوٹے فوجی دستوں کی راہنمائی کر رہے تھے۔ تین فوجی دستے سارہ کے بنگلے کے اطراف پھیل گئے تھے۔ ایک دستہ ہائی وے پر تھا اور دو دستے یمسن ویلی کی پہاڑیوں کی سمت آنے والے تھے۔ اور ابھی اپنے اعلیٰ افسران کے حکم کے منتظر تھے۔

ایکسرے مین مارٹن اپنی خفیہ رہائش گاہ میں بیٹھا ہوا ٹیلی فون' ٹرانسیٹر اور خیال خوانی کے ذریعے برین آدم اور بلیک آدم کو گائیڈ کر رہا تھا۔ اس کے سامنے تل ابیب' جافا اور یمسن ویلی کا ایک بہت بڑا نقشہ ایک بڑی سی میز پر بچھا ہوا تھا۔

بلیک آدم تمام فوجی دستوں کا کمانڈر تھا۔ وہ تمام فوجی دستے اس کے احکامات پر عمل کر رہے تھے۔ بلیک آدم اس وقت سارہ کے بنگلے کے اندر گیا ہوا تھا اور وہاں سے ٹرانسیٹر کے ذریعے برین آدم سے کہہ رہا تھا۔ "وہ بندر آدمی یہاں نہیں ہے۔ یہاں سامان کی ابتری سے پتا چلتا ہے' اس کے ساتھ سارہ بھی ہے۔ دونوں عجلت میں یہ جگہ چھوڑ کر گئے ہیں۔ زنانہ لباس کی الماری کھلی ہوئی ہے۔ اور چولہا ہلکا سا گرم ہے۔"

ایکسرے مین مارٹن نے کہا "اس کا مطلب ہے' وہ دونوں زیادہ دور نہیں گئے ہیں۔ تم یمسن ویلی کی طرف جاؤ۔"

یہ سنتے ہی ہیرو نے سارہ کو پہاڑی سے اترنے کا اشارہ کیا۔ وہ دونوں دوڑتے ہوئے گاڑی کے پاس آئے۔ ہیرو نے سارہ کو گاڑی ڈرائیو کرنے کا کہا۔ پھر اس کے پاس بیٹھ کر کمپیوٹر کو آپریٹ کرتے ہوئے سارہ کو بتانے لگا کہ برین آدم اور بلیک آدم کس طرح انہیں تلاش کر رہے ہیں اور اب ان پہاڑیوں کی طرف آ رہے ہیں۔

سارہ نے گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے کہا "میں جدھر جا رہی ہوں' اُدھر دس میل آگے اٹامک پلانٹ ہے۔ یہ پلانٹ ایک مربع میل کی وسعت میں ہے۔ میں اس راستے سے کترا کر یروشلم کے راستے پر چلوں گی۔"

اس نے کمپیوٹر کے ذریعے پوچھا "کیا ہم نظروں میں آئے بغیر پلانٹ کے پچھلے حصے میں نہیں پہنچ سکتے؟"

"ہاں' ایک لمبا چکر کاٹ کر جا سکتے ہیں۔"

"تو پھر تیزی سے چلو۔"

وہ گاڑی کی رفتار بڑھاتے ہوئے بولی "فوجی سیکڑوں کی تعداد میں ہیں۔ ہم جدھر جائیں گے۔ اُدھر بھی ان کی خاصی تعداد ہو گی۔ ہمارے کھانے پینے اور پیٹرول حاصل کرنے کے تمام راستے مسدود کیے گئے ہوں گے۔ کیا یہ ساری باتیں تمہارے ذہن میں ہیں؟"

"ہاں۔ میں سمجھ رہا ہوں۔ ہم کہیں نہ کہیں ان کے محاصرے میں آجائیں گے۔"

"جب گرفتار ہونا ہی ہے تو یوں فرار ہونے کا مقصد کیا ہے؟"

"یہی کہ ناکامیوں کے اندر سے کامیابیوں کے راستے نکلتے ہیں۔ تم چلتی رہو۔"

وہ ڈرائیو کرتی رہی۔ بہت دور ایٹمی پلانٹ کی عمارت اور اس کے احاطے کی وسیع و عریض چار دیواری نظر آ رہی تھی۔ احاطے کی دیواروں پر خاردار تار بچھے ہوئے تھے۔ سامنے بہت بڑے گیٹ پر فوجی پہریدار تھے۔ سارہ دور ہی سے راستہ بدل کر اس کے پچھلے راستے کی طرف آگئی۔ پھر اس نے ایک ٹیلے کے پیچھے گاڑی روک دی۔

ہیرو نے کمپیوٹر کے ذریعے کہا "میں اس عمارت کے اندر جاؤں گا۔ تم یہاں میرا انتظار کرو گی۔"

"تم اندر کیسے جاؤ گے۔ بہت سخت پہرا ہے۔"

"انسانوں کے لیے پہرا ہے اور میں بندر بھی ہوں۔"

"لیکن وہاں جا کر کیا حاصل ہو گا؟"

"وہاں مملکتِ اسرائیل کے بڑے بڑے سائنس داں ہیں۔ میں ان میں سے ایک دو کو یرغمال بناؤں گا تو وہ ہم دونوں کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ پھر ہم اپنی سلامتی کے سلسلے میں مطالبات پیش کر سکیں گے۔"

وہ مسکرا کر بولی "ہیرو! تم بہت ذہین ہو۔ میں تمہیں بہت پسند کرنے لگی ہوں۔"

اس نے کمپیوٹر کو بند کیا۔ اس کے ہینڈل سے لگی ہوئی زنجیر کو گلے میں ڈال کر اس پورٹیبل کمپیوٹر کو سامنے کی طرف لٹکا لیا۔ ڈیش بورڈ سے ریوالور نکال کر اُس میں سائلنسر لگایا۔ اس کی فاضل گولیاں جیب میں بھر لیں۔ پھر گاڑی سے باہر نکل کر اسے ہاتھ کے اشارے سے سمجھایا۔ "اطمینان سے بیٹھی رہو۔ میں جلد ہی آؤں گا۔"

وہ وہاں سے دوڑتا ہوا احاطے کی دیوار کے پاس آیا۔ وہ دیوار دس فٹ اونچی تھی۔ سیدھی دیوار پر چڑھنا مشکل تھا۔ سارہ دیکھ رہی تھی اگر وہ چڑھ بھی جاتا تو اوپر بچھے ہوئے خاردار تاروں سے آگے نہ جا پاتا۔

وہ بھول گئی تھی کہ صرف ایک انسان کے ساتھ نہیں' بندر کے ساتھ بھی ہے۔ یکلخت وہ فضا میں اچھلا۔ دس فٹ کی بلندی تک اچھلتا ہوا تار کانٹوں پر جا کھڑا ہوا۔ اس نے موٹے سول کے چرمی جوتے پہنے ہوئے تھے۔ وہاں وہ صرف پانچ سیکنڈ تک کھڑا رہا۔ پھر احاطے کے اندرونی حصے پر نظر ڈالتے ہی چھلانگ لگا کر زمین پر آ کر کھڑا ہو گیا۔

ذرا فاصلے پر ایک کیبن تھا جس میں ایک مسلح گارڈ کھڑا ہوا تھا۔ عمارت کے ایک طرف دو مسلح گارڈز باتیں کرتے ہوئے جا رہے تھے۔ جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے تو وہ دوڑتا ہوا کیبن کی طرف آیا۔ قدموں کی آواز سن کر گارڈ پوچھتا ہوا باہر نکلا۔ "کون ہے؟"

اس کے باہر نکلتے ہی مُنہ پر ایک فولادی ہاتھ پڑا۔ وہ چکرا کر گر پڑا۔ اس حیرت انگیز جسمانی قوت رکھنے والے کا ایک ہی ہاتھ کافی تھا۔ وہ کیبن کی چار دیواری کے اندر آ کر کھڑا ہو گیا۔ وہاں سے دور تک نظریں دوڑانے لگا۔ وہاں سے عمارت پچیس گز کے فاصلے پر تھی۔ دیوار کے ساتھ ایک پائپ تھا' جو اوپر چھت تک گیا تھا۔ عمارت کی چند کھڑکیاں کھلی تھیں۔ ان پر کلرڈ شیشے تھے۔ باہر سے اندر کا منظر دکھائی نہیں دیتا تھا لیکن وہ قوتِ بصارت سے دیکھ رہا تھا۔

ان کھڑکیوں کے پیچھے آفس نما کمرے تھے۔ ان کمروں میں کوئی میز پر جھکا ہوا تھا۔ کوئی الماری کی دراز کھول کر کچھ نکال رہا تھا اور کوئی دیوار پر لگے ہوئے بڑے سے سوئچ بورڈ کے بٹن آف اور آن کر رہا تھا۔ ہیرو کو جب یقین ہوا کہ کوئی کھڑکی کے باہر نہیں دیکھ رہا ہے تو اس نے کیبن سے باہر چھلانگ لگائی۔ دوڑتا ہوا عمارت کی دیوار کے پاس آیا۔ پائپ کے ذریعے اوپر چڑھنے لگا۔ اس کی پھرتی قابلِ دید تھی۔ ایک بندر کی طرح تیزی سے چھت پر پہنچ گیا تھا۔

کھڑکی کی طرف آنے والا ایک شخص چونک گیا۔ اس نے جلدی سے کھڑکی کا ایک پٹ کھول کر قریب سے گزرنے والے پائپ کو دیکھا۔ پھر گردن باہر نکال کر چھت کی طرف نظر کی۔ اسے ہیرو کی ایک جھلک ملی۔ پھر وہ چھت پر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ ایک شخص نے پوچھا۔ "ڈیل ڈاکٹر! کھڑکی کے باہر کیا دیکھ رہے ہو؟"

وہ بولا "میں نے کسی کو پائپ کے ذریعے چھت پر جاتے دیکھا ہے۔"

"کیا واقعی؟"

"ہاں۔ مگر یقین نہیں آ رہا ہے۔ اس آدمی کی ایک دُم تھی۔ جیسے بندر کی ہوتی ہے۔"

اس کے دو ساتھی اس بات پر ہنسنے لگے۔ ایک نے کہا "ذرا غور سے دیکھنا چاہیے تھا' اس کے سر پر سینگ بھی ہوں گے۔"

"بھئی میں مذاق نہیں کر رہا ہوں۔"

دوسرے ساتھی نے کہا "ڈاکٹر! آج تم صبح سے اپ سیٹ ہو۔ تمہیں چھٹی لے کر آرام کرنا چاہیے۔"

وہ سوچ میں پڑ گیا۔ یہ بات ناقابلِ یقین اور مضحکہ خیز تھی کہ کسی آدمی کی دُم دیکھی گئی ہے۔ پھر بھی اس نے ریسیور اٹھا کر چھت پر رہنے والے سیکیورٹی افسر سے رابطہ کیا پھر کہا "مجھے شبہ ہے کہ کوئی پائپ کے ذریعے چھت پر گیا ہے۔ پلیز' بی الرٹ۔"

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ چھت پر ایک بڑا سا کمرا تھا۔ اس میں ایک افسر اور دو گارڈز تھے۔ ہیرو چھت پر آتے ہی اس کمرے کی چھت پر پہنچ گیا تھا۔ وہاں سے کان لگا کر سن رہا تھا۔ سیکیورٹی افسر کہہ رہا تھا۔

"سر! ہمیں چھت پر کوئی نظر نہیں آیا ہے۔ پھر بھی میں دیکھتا ہوں۔"

وہ ریسیور رکھ کر دونوں ماتحت گارڈز سے بولا "باہر نکل کر دیکھو۔ کیا چھت پر کوئی ہے؟"

وہ دونوں باہر گئے۔ چھت پر سے ایک زینہ نیچے عمارت کے اندر گیا تھا۔ انہوں نے دیکھا' وہاں چھت پر بہت بڑا راڈار اور ایک ڈش انٹینا نصب کیا گیا تھا۔ وہ گارڈز ہر طرف چیک کر کے کمرے میں آئے تو ان کا افسر فرش پر بے ہوش پڑا تھا۔ ان میں سے ایک خطرے کی گھنٹی بجانے کے لیے دوڑتا ہوا گیا لیکن بٹن تک پہنچنے سے پہلے ہی گولی کھا کر گر پڑا۔ تیسرے نے گھوم کر دیکھا تو اس عجوبے کو چند ساعتوں تک دیکھتا ہی رہ گیا۔

ہیرو نے اسے نشانے پر رکھ کر کمپیوٹر کو کھولا۔ اسے آپریٹ کیا۔ گارڈز نے اس کی اسکرین پر پڑھا۔ وہاں لکھا ہوا تھا۔ "جس نے بھی فون پر چیک کرنے کو کہا تھا۔ اسے کہو' یہاں کوئی نہیں ہے۔"

اس نے حکم کی تعمیل کی۔ اس نے متعلقہ کمرے کے ڈاکٹر سے

رابطہ کر کے کہا۔ "سر! یہاں کوئی نہیں ہے۔ ہم نے اچھی طرح دیکھ لیا ہے۔"

دوسری طرف سے "ٹھیک ہے۔" کہہ کر رابطہ ختم کر دیا گیا۔ گارڈ نے پلٹ کر ہیرو کو دیکھا۔ گلے سے لٹکے ہوئے کمپیوٹر کی اسکرین پر لکھا تھا "یہاں جو بڑے سائنس دان موجود ہیں۔ ان کے نام اور حلیے بتاؤ۔"

اس نے کہا "یہاں سب سے سینئر اور تجربہ کار سائنس دان کا نام بینجمن گولڈ اسٹائن ہے۔ اس کے سر پر سفید بال ہیں۔ پیشانی چوڑی اور ابھری ہوئی ہے۔ اس کی ناک کے دائیں طرف ایک بڑا سا سیاہ داغ ہے۔"

وہ کس فلور پر ہے؟ اس کے کمرے کی نشاندہی کرو۔"

"تیسرے فلور پر ایک وسیع و عریض لیبارٹری ہے۔ اس لیبارٹری کے ساتھ ہی ایک بڑے سے دفتری کمرے میں وہ رہتا ہے۔"

"لیبارٹری میں کتنے افراد ہیں؟ اور وہاں سیکیورٹی کا کیا انتظام ہے؟"

"سیکیورٹی کا نظام صرف زمین پر اور چھت پر ہے۔ عمارت کے اندر ہم گارڈز کو جانے کی اجازت نہیں ہے۔ انٹرکام کے ذریعے ہم سے رابطہ رہتا ہے۔ لیبارٹری میں چھ ماتحت سائنس دان معروف ہیں؟

"اپنے سائنس داں ڈاکٹر گولڈ اسٹائن سے رابطہ کرو۔ مگر اسے اپنی آواز نہ سناؤ۔"

اس نے پھر حکم کی تعمیل کی۔ رابطہ ہونے پر ہیرو نے ریسیور کو کان سے لگایا۔ کوئی دوسری طرف سے پوچھ رہا تھا۔ "ہوں۔ بولو۔ کیا بات ہے؟"

ہیرو نے رابطہ ختم کیا۔ پھر اس آواز پر توجہ مرکوز کی۔ وہ جھنجلا کر کہہ رہا تھا۔ "دہاٹ نان سنس۔ یہ کس نے کال کی تھی؟"

پھر ایک دوسری آواز سنائی دی۔ کوئی کہہ رہا تھا۔ "سر! میرے دفتر کا بھی انٹرکام کچھ گڑبڑ ہے۔ میں اپنے اسسٹنٹ سے کہہ دوں گا۔ وہ ابھی آکر اسے چیک کرلے گا۔"

ڈاکٹر گولڈ اسٹائن کی آواز سنائی دی۔ "ہوں۔ تو میں کیا کہہ رہا تھا؟"

"سر! آپ فرما رہے تھے کہ ایٹم بم کا جو بنیادی کیپسول تیار ہو گیا ہے۔ اس کے بعد ہمارے اسٹاک میں یورینیم کی کمی ہو گئی ہے۔ ایٹم بم کو مکمل کرنے کے لیے مزید یورینیم کی ضرورت ہے۔"

"یس سر! میں نے نوٹ کرلیا ہے۔ فوج کے متعلقہ افسران سے ابھی بات کروں گا۔"

"وہ کیپسول لیبارٹری میں شیشے کے باکس کے اندر محفوظ ہے۔ میں یہ خطرناک کیپسول یہاں بارہ گھنٹے سے زیادہ نہیں رکھوں گا۔ اسے جلد سے جلد انڈر گراؤنڈ ایئرکنڈیشنڈ اسٹور میں پہنچا دیا جائے۔"

تھوڑی دیر بعد آواز آئی۔ "یس سر! میں نے نوٹ کرلیا ہے۔ اس کیپسول کو جلد ہی یہاں سے منتقل کیا جائے گا۔"

"میری طرف سے چھٹی کی ایک درخواست ٹائپ کرو۔ میں ایک ہفتہ سوئٹزرلینڈ میں گزارنا چاہتا ہوں۔"

ہیرو نے کمپیوٹر کو آپریٹ کیا۔ اسکرین پر ابھرنے والی تحریر نے گارڈ سے پوچھا "کیا تم کبھی تیسرے فلور پر گئے ہو؟"

وہ بولا "ہر صبح پانچ بجے صفائی کے دوران ہم صفائی کرنے والوں پر نظر رکھنے جاتے ہیں۔ پھر ان کے ساتھ باہر آجاتے ہیں۔"

"کیا تیسرے فلور پر پہنچنے کے راستے میں رکاوٹ ہے؟"

"جی ہاں۔ کاؤنٹر پر اپنی شناخت پیش کرنے اور مخصوص انٹری کارڈ دکھانے کے بعد کاؤنٹر کا سیکیورٹی گارڈ ایک بٹن دبا کر دروازہ کھولتا ہے۔"

"میرے آگے چلو اور مجھے تیسری منزل پر پہنچاؤ۔ کوئی چالاکی دکھاؤ گے تو تمہارے ساتھ یہ ہوگا۔"

اس نے ریوالور کا رخ سیکیورٹی افسر کی طرف کیا۔ وہ فرش پر پڑا تھا۔ ہوش میں آرہا تھا۔ ہیرو نے اسے ہوش میں آنے سے پہلے ہی گولی ماردی۔ گارڈ نے سہم کر تھوک نگلتے ہوئے کہا "میں وہی کروں گا جو تم چاہتے ہو۔"

وہ کمرے سے باہر آئے اور آگے پیچھے چلتے ہوئے زینے تک پہنچے۔ پھر زینے سے نیچے اتر کر تیسری منزل کے کاؤنٹر پر آئے۔ کاؤنٹر کا مسلح گارڈ ہیرو کو دیکھتے ہی چونکا۔ پھر اس نے ہولسٹر سے ریوالور نکالنا چاہا۔ اس سے پہلے ہی ہیرو نے اسے گولی ماردی۔ پھر گارڈ کو اشارے سے مخاطب کیا "دروازہ کھولو۔"

اس نے کاؤنٹر کے پیچھے جاکر ایک بٹن کو دبایا۔ کوریڈور کا سلائیڈنگ دروازہ کھلنے لگا۔ وہ پھر کاؤنٹر سے باہر آیا۔ ایک بٹن کو دبایا۔ وہ دروازہ بھی دو حصوں میں تقسیم ہو کر کھلتا گیا۔

دوسری طرف ایک وسیع و عریض لیبارٹری کا منظر تھا۔ قریب ہی شیشے کی دیواروں سے بنا ہوا ایک کمرا تھا۔ ہیرو نے غیر معمولی تیز نظروں سے شیشے کے کمرے میں بیٹھے ہوئے ڈاکٹر گولڈ اسٹائن کو پہچان لیا۔ اس کی واضح پہچان یہی تھی کہ اس کی ناک کے دائیں طرف ایک بڑا سا سیاہ داغ تھا۔

جب ہیرو لیبارٹری میں داخل ہوا تو تمام ماتحت سائنس دان کام روک کر اسے حیرانی سے دیکھنے لگے۔ ڈاکٹر گولڈ اسٹائن کرسی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ وہ وہاں سے خطرے کے الارم تک پہنچنا چاہتا تھا اس سے پہلے ہی ہیرو نے دوڑتے ہوئے چھلانگ لگائی۔ پھر شیشے کی دیوار کو توڑتا ہوا ڈاکٹر کے سامنے پہنچ گیا۔ ڈاکٹر ہکا بکا سا ہکلا کر بولا "ک۔۔۔۔ کون ہو تم؟"

ہیرو نے اسے دھکا دے کر کرسی پر بٹھا دیا۔ اسے ریوالور کے نشانے پر رکھ کر تمام ماتحت سائنس دانوں کو اشارے میں سمجھایا کہ اپنے ماسٹر سائنس دان کی زندگی چاہتے ہو تو اپنے دونوں ہاتھ سروں پر رکھ لو۔

سب نے یہی کیا۔ ہیرو دور تک لیبارٹری کے ہر حصے کو قوتِ بصارت سے دیکھ رہا تھا۔ اسے دور وہ شیشے کا باکس نظر آیا۔ اس باکس کے اندر ایک شیشے کی ڈبیا رکھی ہوئی تھی اور اس ڈبیا کے اندر وہ کیپسول دکھائی دے رہا تھا۔

ڈاکٹر گولڈ اسٹائن اسے دیکھ کر کہہ رہا تھا۔ "میں سمجھ رہا ہوں' تم نے چہرے پر بندر کا ماسک چڑھایا ہوا ہے اور پیچھے بندر کی دُم لگا رکھی ہے۔ لیکن تم غلطی کر رہے ہو۔ اس طرح نہ چھپ سکو گے۔ نہ گرفتاری سے بچ سکو گے۔"

اس نے کمپیوٹر کو آپریٹ کیا۔ اسکرین پر ابھرنے والی تحریر کہنے لگی "ڈاکٹر گولڈ اسٹائن! تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ میں پیدائشی بندر ہوں۔ اس گارڈ سے پوچھ لو۔ میں ابھی ایک سیکیورٹی افسر اور دو سیکیورٹی گارڈز کو قتل کر کے یہاں آیا ہوں۔ اگر تم نے میرے حکم کی تعمیل میں دیر کی تو وقت ضائع نہیں کروں گا' گولی ماردوں گا۔"

ڈاکٹر نے سہم کر گارڈ کو دیکھا۔ گارڈ نے بے بسی سے کہا "یس سر! یہ مُنہ سے نہیں بولتا ہے۔ کمپیوٹر سے بھی کم بولتا ہے۔ گولیاں زیادہ چلاتا ہے۔ میری آنکھوں کے سامنے تین قتل کرچکا ہے۔"

ڈاکٹر نے خوفزدہ ہو کر پوچھا "تم کیا چاہتے ہو؟"

ہیرو نے اسکرین کی طرف اشارہ کیا' وہاں لکھا تھا "شیشے کے باکس میں ایٹم بم کا جو بنیادی کیپسول رکھا ہوا ہے اسے یہاں لانے کو کہو۔"

ڈاکٹر نے پریشان ہو کر کہا "وہ بہت خطرناک ہے۔ یہاں اسے مخصوص ٹمپریچر کے مطابق رکھا گیا ہے۔"

"میں اسے باہر نہیں لے جاؤں گا۔ اپنے اسسٹنٹ سے کہو' کیپسول یہاں میز پر لا کر رکھ دے۔"

ڈاکٹر نے ایک ماتحت کو حکم دیا۔ ماتحت نے باکس کو کھول کر شیشے کی ڈبیا نکالی۔ پھر اسے لا کر ہیرو اور ڈاکٹر کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ کمپیوٹر کی اسکرین پر تحریر نے پوچھا۔ "تفصیل بیان کرو کہ یہ کن معنوں میں خطرناک ہے۔"

وہ بولا "تم بندر ہو۔ میں تمہیں یہ سائنسی باتیں کیسے سمجھاؤں۔"

اسکرین کی بدلتی ہوئی تحریر نے کہا "تمہارا پہلا خیال درست تھا۔ میں نے چہرے پر بندر کا ماسک پہنا ہے اور پیچھے دُم لگائی ہے۔ میں اصل میں انسان ہوں اور تمہاری طرح سائنس دان۔ اب بولو۔"

اس نے کہا "یہ ایٹم بم کا بنیادی کیپسول ہے۔ اس کیپسول میں تباہ کن ذرات ہیں۔ ابھی یہ پازیٹو ہے۔ اس کے ساتھ ایک نیگیٹو کیپسول منسلک رہتا ہے۔ جب اس پر نیگیٹو کی ضرب لگتی ہے تو یہ بلاسٹ ہوتا ہے۔"

کمپیوٹر کی اسکرین نے پوچھا "اگر میں اپنے ریوالور سے اس پر گولی چلادوں تو کیا ہوگا؟"

وہ گھبرا کر بولا "فار گاڈ سیک! ایسی حماقت نہ کرنا۔ یہاں سے تل ابیب کے مغربی ساحل تک ایسی تباہی پھیلے گی کہ ایک بھی انسان اور جانور زندہ نہیں بچے گا۔ ہیروشیما اور ناگاساکی کے بعد یہ تیسری بدترین بلاسٹنگ ہوگی۔"

"اس کے ٹمپریچر کے متعلق بتاؤ۔"

"جب تم سائنس داں ہو تو سمجھ سکتے ہو کہ اس لیبارٹری کا ٹمپریچر کیا ہو سکتا ہے۔"

"یہاں تو نارمل کولنگ ہے۔"

"ہاں' میں نے غلط کہا تھا کہ اس کے لیے مخصوص ٹمپریچر ہوتا ہے۔"
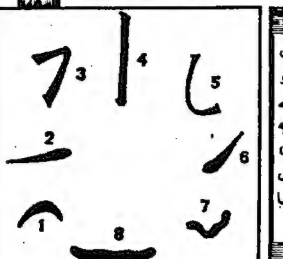
"آئندہ کوئی غلط بات کہو گے تو اس کا نقصان میرے ساتھ تمہیں بھی ہوگا۔ یہ بتاؤ آج کل اسرائیل کا موسم اس کے لیے کیسا ہے؟"

"مناسب ہے۔ اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے لیے باہر لے جایا جا سکتا ہے۔ اسے زیادہ تر ایئرکنڈیشنڈ کمرے یا اسٹور میں رکھنا چاہیے۔"

"اب ریسیور اٹھاؤ اور اپنی سیکیورٹی سے کہو کہ احاطے کے باہر پچھلے حصے میں ایک ٹیلے کے پیچھے ایک گاڑی ہے۔ اس میں مس

سارہ بیٹھی ہیں۔ انہیں عزت سے یہاں لے آئیں۔"

ڈاکٹر نے حکم کی تعمیل کی ایک سیکیورٹی افسر کو سارہ کے متعلق بتایا۔ پھر کہا "ہم نے یہ کیپسول بڑی رازداری سے بنایا ہے۔ دنیا کے کسی ملک نے اتنا چھوٹا سا ایٹم بم تیار نہیں کیا ہے۔ امریکا جیسی سپرپاور کو یہ خبر ملے گی تو اسے پسینہ آجائے گا۔ کیا یہ بتاؤ گے کہ تم کس ملک کے لیے کام کررہے ہو؟"

"میں ایک نئی دنیا کے لیے کام کررہا ہوں۔ اس نئی دنیا کا نام ہے سارہ۔ میں اسے شاد و آباد رکھنے کے لیے اتنی محنت کررہا ہوں۔"

"ایک لڑکی سے عشق کرنے اور اس کے ساتھ وقت گزارنے کے لیے یہ کیپسول کیوں ضروری ہے؟"

"میرے نصیب میں لکھا ہے کہ میں ڈنڈے کے زور پر عشق قائم رکھ سکوں گا۔"

سارہ دو گارڈز کے درمیان لیبارٹری میں داخل ہوئی۔ پھر ہیرو کو دیکھ کر اُس کی طرف دوڑی اور بولی "کیا تم خیریت سے ہو۔ تمہارے ہاتھ کا ریوالور بتا رہا ہے کہ گرفتار نہیں ہوئے ہو۔"

وہ کمپیوٹر کے ذریعے بولا "ہم ان پر حاوی ہیں۔ یہ جو میز پر شیشے کی ڈبیا رکھی ہوئی ہے۔ اس کے اندر کا یہ ننھا سا کیپسول اسرائیل کے ایک حصے کو پوری طرح نیست و نابود کردے گا۔ کوئی ہمارے قریب آکر ہمیں نقصان نہیں پہنچائے گا۔ اور اگر پہنچائے گا تو ہمارے ساتھ وہ بھی تباہ ہوجائے گا۔"

"صرف وہ نہیں، یہاں سے تل ابیب تک کوئی زندہ نہیں بچے گا۔ تل ابیب کھنڈر بن جائے گا۔"

وہ خوش ہوکر قریب آئی۔ پھر ہیرو کے بازو سے لگ کر بولی "تم نے تو پورے اسرائیل کی دُکھتی ہوئی رگ پکڑلی ہے۔ واہ ہیرو! آئی رئیلی لو یو۔ تم واقعی ہیرو ہو۔"

وہ کمپیوٹر کے ذریعے بولا "میری ساری جدوجہد کا انعام تمہاری ایک مسکراہٹ ہے۔ اب ملٹری انٹیلجنس کے چیف سے رابطہ کرو اور کہو کہ وہ ہمیں گرفتار کرنے آئے۔"

وہ آرام سے ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ ٹیلی فون کو اپنے قریب کیا۔ پھر ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگی۔ رابطہ قائم ہونے میں کچھ دیر لگی۔ پھر برین آدم کی آواز سنائی دی۔ "ہیلو، کیا رپورٹ ہے؟"

وہ بولا "رپورٹ یہ ہے کہ میں سارہ بول رہی ہوں۔ جسے تم لوگ بندر آدمی کہتے ہو۔ وہ میرا ہیرو ہے۔"

وہ بولا "سارہ عقل سے کام لو۔ اس بندر آدمی کو ہمارے حوالے کردو۔ بتاؤ تم کہاں ہو؟"

"اسے بندر آدمی نہیں، ہیرو کہو۔"

"ٹھیک ہے، ہیرو کہتا ہوں۔ وہ چند گھنٹوں میں گرفتار ہوکر زیرو ہوجائے گا۔ کیا تم اتنی نادان ہو؟ اتنا نہیں سمجھ سکتیں کہ وہ عجوبہ چھپ نہیں سکے گا۔ سرحد پار کرنے سے پہلے ہی گرفتار ہوجائے گا۔"

"تمہیں یہ علم نہیں ہے کہ اسے اپنی گرفتاری کا ذرا خوف نہیں ہے۔ وہ میرے ساتھ زندگی گزارنے کے لیے بقا کی جنگ لڑ رہا ہے اور میدان مار رہا ہے۔"

ہیرو اسے محبت سے مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔ وہ بولی "مسٹر آدم! اب تک تمہاری انٹیلجنس نے یہ معلوم کرلیا ہوگا کہ میں ایٹمی پلانٹ کی عمارت میں ہوں اور ڈاکٹر گولڈ اسٹائن کے فون پر بول رہی ہوں۔"

"ہاں، معلوم ہوچکا ہے۔ اب تم دونوں اس عمارت سے باہر نہیں جاسکو گے۔ فوج اسے چاروں طرف سے گھیر رہی ہے۔"

"مسٹر آدم! تم ابھی رپورٹ پوچھ رہے تھے۔ یہ لو ڈاکٹر گولڈ اسٹائن کی رپورٹ سنو۔"

اس نے ریسیور بڑھایا۔ ڈاکٹر نے اسے کان سے لگا کر کہا "چیف! میں ڈاکٹر بول رہا ہوں۔ میں نے پچھلے روز ایٹم بم کے بنیادی کیپسول کی تفصیلی رپورٹ بھیجی تھی۔ کیا آپ نے پڑھی تھی؟"

"جی ہاں۔ مگر آپ ان دشمنوں کے سامنے اس کیپسول کا ذکر نہ کریں۔"

"آپ ذکر کرنے سے روک رہے ہیں؟ جناب! وہ کیپسول بندر آدمی کے قبضے میں ہے؟"

برین آدم نے چیخ کر پوچھا "یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ وہ کیپسول اس کے قبضے میں کیسے چلا گیا؟"

"میں خود حیران ہوں کہ اسے کیپسول کی اہمیت کا علم کیسے ہوگیا تھا۔ اب تو صورتِ حال یہ ہے کہ یمسن ویلی، جافا اور پورا تل ابیب بارود کے ڈھیر پر ہے۔ ایک تیلی دکھانے کی دیر ہے۔ یہ کیپسول کو گولی مارنے کی بات کررہا ہے۔"

برین آدم پر سکتہ سا طاری ہوگیا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایک آدمی جو نصف بندر ہے، وہ پورے ملک کو ایک چٹکی میں پکڑ لے گا، چٹکی میں صرف پکڑا جاسکتا ہے اس نے تو جکڑ لیا تھا۔

ایکسرے مین مارٹن اس کے اندر رہ کر ساری باتیں سن رہا تھا اور اب ڈاکٹر گولڈ اسٹائن کے اندر آکر اُس کے ذریعے دیکھ رہا تھا۔ سارہ کیپسول والی شیشے کی ڈبیا اٹھا کر اپنے بلاؤز کے گریبان میں رکھ رہی تھی اور کہہ رہی تھی۔

"یہ ایک پل میں لاکھوں افراد کو موت کی نیند سُلانے والا کیپسول ہے۔

"اسے میں نے اپنے دھڑکتے ہوئے دل کے قریب رکھ لیا ہے۔ ... میں قسم کھاتی ہوں۔ آج سے اس بھیانک موت کے سائے میں میرا دل صرف اپنے ہیرو کے لیے دھڑکتا رہے گا۔

"کوئی مائی کا لال آئے اور اس موت اور محبت کو میرے سینے سے الگ کرکے دکھائے۔"

برین آدم پر سکتہ سا طاری تھا۔ ایکسرے مین مارٹن خیال ...ی کے ذریعے ڈاکٹر گولڈ اسٹائن کے دماغ میں آکر اس لیبارٹری کا ...ر دیکھ رہا تھا۔ ہیرو سائیلنسر لگا ہوا ریوالور پکڑے وہاں کے سب ... بڑے اور معروف سائنس دان گولڈ اسٹائن کے پاس ہی کھڑا ... اگر سیکیورٹی گارڈز اسے بچانے کی ذرا سی بھی کوشش کرتے تو ...ائنس دان کو گولی ماردیتا۔

بات محض ایک سائنس دان کی زندگی اور موت کی نہیں ...۔ وہاں سے لے کر تل ابیب کے مغربی ساحل تک لاکھوں افراد ...ی اور موت کے دہانے پر کھڑے تھے۔ وہ ایک کیپسول جو ...مت کی طرح تباہی لانے والا تھا، اسے سارہ نے اٹھا کر اپنے ...ؤز میں رکھ لیا تھا۔

اس سے پہلے ہیرو نے کہا تھا کہ کیپسول کو ریوالور کی گولی سے ...نہ بنائے گا پھر دنیا ہیروشیما اور ناگاساکی کی تباہی کا منظر اسرائیل ... بھی دیکھے گی۔

یہ ایسا چیلنج تھا جسے مملکتِ اسرائیل کا کوئی یہودی قبول نہیں ...سکتا تھا۔ برین آدم ریسیور کان سے لگائے بڑی دیر تک سکتے کے ...م میں بیٹھا رہا پھر ڈاکٹر سے بولا۔ "ریسیور اس بندر آدمی کو دو۔"

ڈاکٹر سائنس دان گولڈ اسٹائن نے ریسیور ہیرو کی طرف ...ایا۔ اسے سارہ نے لے کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ "ہیرو ...ان سے نہیں بولتا ہے۔ کمپیوٹر کے ذریعے گفتگو کرتا ہے۔ جو کہنا ... مجھ سے کہو۔"

"سارہ! تم یہودی ہو۔ کیا لاکھوں یہودیوں کو تباہ کروگی؟"

"میرے پیچھے پوری فوج کو دوڑاتے وقت یہ خیال کیوں نہیں ...ا کہ میں یہودی ہوں۔"

"ہم تمہیں نہیں، ہیرو کو حراست میں لینا چاہتے ہیں۔ اس ...نے ریکارڈ روم میں آگ لگا کر ہمارے ملک کو ناقابلِ تلافی نقصان ...نچایا ہے۔"

"یہ غلط الزام ہے۔ وہاں ہیرو نے نہیں کسی اور نے آگ ...ائی تھی۔"

"ٹھیک ہے۔ ہم الزام واپس لیتے ہیں۔ وہ کیپسول واپس ...لادو۔ تمہارے ہیرو کو اس ملک کی شہریت دی جائے گی۔"

"کیپسول واپس کرنے کے بعد ہمیں کال کوٹھڑی دی جائے ...ی۔ ہمیں نادان سمجھ کر باتیں نہ کرو۔"

ٹھیک ہے، تم دونوں کو صحیح سلامت سرحد پار پہنچا دیا جائے ...ا۔"

سارہ نے ہیرو کو دیکھا۔ وہ غیر معمولی سماعت سے برین آدم کی ...تیں سن رہا تھا۔ اس نے کمپیوٹر کے ذریعے کہا۔ "میں ایک عجوبہ ...ہوں۔ دوسرے ملکوں میں بھی میرا محاسبہ ہوگا۔ میری غیر معمولی ...صلاحیتوں کے پیشِ نظر تمام ممالک اس تشویش میں مبتلا رہیں گے ...کہ میں ان کے انتہائی اہم راز معلوم کررہا ہوں۔ لہٰذا جب تک میں اپنے طور پر کسی ملک کا اعتماد حاصل نہیں کروں گا، تب تک یہاں سے نہیں جاؤں گا۔"

سارہ یہ باتیں فون کے ذریعے برین آدم کو سنانے لگی۔ ایکسرے مین خیال خوانی کے ذریعے ہیرو کو کمپیوٹر کے ذریعے گفتگو کرتے دیکھ رہا تھا اور یہ سمجھ رہا تھا کہ ہیرو اپنی غیر معمولی سماعت سے دور بیٹھے برین آدم کی باتیں سن رہا ہے اور کمپیوٹر کے ذریعے سارہ کو سمجھا رہا ہے کہ اسے برین آدم کو کیا جواب دینا چاہیے۔

اب ایکسرے مین کے ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ ہیرو نے برین آدم کے علاوہ اور کتنے اہم افراد کی آوازیں سنی ہیں۔ وہ برین آدم کے دماغ میں آکر بولا "ہیرو ٹیلی فون کے بغیر غیر معمولی قوتِ سماعت سے تمہاری باتیں سن رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے، وہ ہم میں سے کچھ اور لوگوں کی آوازیں سنتا رہا ہے۔"

برین آدم نے کہا "ہاں، اب سمجھ میں آیا کہ اس نے سارہ کے بنگلے میں رہ کر یہ سن لیا تھا کہ ہم اسے گرفتار کرنے آرہے ہیں۔ اسی لیے ہمارے پہنچنے سے پہلے وہ سارہ کے ساتھ نکل بھاگا تھا۔"

ایکسرے مین نے کہا "اس وقت میں، تم اور بلیک آدم بیٹھے اسے گرفتار کرنے کی پلاننگ کررہے تھے۔ ایسے وقت میں اس نے تمہارے ساتھ ہماری آوازیں بھی سنی ہیں۔"

"میں ابھی تصدیق کرتا ہوں کہ ہیرو نے تمہاری آواز سنی ہے یا نہیں؟"

وہ فون کے ذریعے سارہ سے بولا "میرا ایک ساتھی تمہارے ہیرو سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہے۔ اس سے کہو اس کی آواز سنے۔"

سارہ نے پوچھا "کیا ہیرو نے پہلے کبھی تمہارے ساتھی کی آواز سنی ہے؟"

"شاید سنی ہے۔ ہم تین ساتھی تمہیں اور اسے حراست میں لینے کی پلاننگ کررہے تھے۔ ایسے وقت اس نے میری آواز سنی ہے تو میرے باقی دو ساتھیوں کو بھی وہ دور سے سن سکتا ہے۔"

ہیرو کے کمپیوٹر نے کہا "اس سے پوچھو، وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔ میں سننے کی کوشش کروں گا۔"

پھر وہ کان لگا کر سننے لگا۔ ایکسرے مین اپنے کمرے میں بیٹھا خلا میں دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "ہیلو ہیرو! میں تم سے مخاطب ہوں۔ تم عجوبہ ہو۔ مگر با کمال ہو۔ کیا ہم سے دوستی کروگے؟"

ایکسرے مین اتنا کہہ کر ڈاکٹر کے دماغ میں آیا۔ پھر اس کے ذریعے کمپیوٹر اسکرین کو پڑھنے لگا۔ وہاں لکھا ہوا تھا۔ "ہاں میں یہ آواز سن رہا ہوں۔ یہ شخص ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ اس کا نام معلوم نہ ہوسکا۔ اس کے دو ساتھیوں میں سے ایک کا نام برین آدم اور دوسرے کا نام بلیک آدم ہے۔"

ہیرو کی یہ معلومات ان کے لیے دھماکا تھی۔ وہ بندر آدمی یہودی خفیہ تنظیم کے سربراہ کی آواز سن چکا تھا۔ اس کے دونوں خاص ماتحت برین آدم اور بلیک آدم کو۔۔۔ وہ کسی وقت بھی اہم راز

کی باتیں کرتے ہوئے سن سکتا تھا۔
ایکسرے مین نے خیال خوانی کے ذریعے برین آدم سے کہا "یہ بندر آدمی اس کیپسول کی طرح خطرناک ہے۔ آج سے میں اپنی آواز تبدیل کرکے بولا کروں گا۔ تمہیں اور بلیک آدم کو بھی یہی کرنا چاہیے۔"
برین آدم نے کہا "میں فون کی یہ گفتگو ختم کرنے کے بعد اپنی آواز بدل لوں گا۔ آپ بلیک آدم کو بھی خطرے سے آگاہ کردیں۔"
سارہ ریسیور کان سے لگائے بیٹھی تھی۔ انتظار کرنے کے بعد بولی "مسٹر آدم! تمہاری خاموشی سمجھ میں آرہی ہے۔ تمہیں یہ فکر لاحق ہوگئی ہے کہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا عیاش جو مجھے برباد کرنا چاہتا تھا' اس کی آواز کو ہیرو نے ذہن میں محفوظ کرلیا ہے۔ اپنے اس عیاش ساتھی سے کہہ دو کہ اس کی زندگی بہت مختصر رہ گئی ہے۔"
"ہم فکرمند نہیں ہیں۔ آج سے ہماری آوازیں تبدیل ہورہی ہیں۔ تم کیپسول کی بات کرو۔"
"کیپسول کے متعلق آخری بات سن لو۔ یہ میرے سینے سے لگا رہے گا۔ اگر تم میں سے کوئی اسے حاصل کرنے کے لیے میرے قریب آئے گا تو ہیرو میرے سینے میں ٹھیک اسی جگہ گولی پیوست کرے گا' جہاں یہ کیپسول رکھا ہوا ہے۔"
"وہ بندر تمہارا عاشق ہے۔ کیا وہ تمہیں گولی مارسکے گا؟"
"اپنے خیال خوانی کرنے والے ساتھی سے کہو کہ وہ ہیرو کا جواب کمپیوٹرا سکرین پر پڑھ لے۔"
اسکرین پر لکھا تھا۔ "سارہ نے محبت اور حوصلے کی شدت بیان کی ہے۔ ایسا اسی وقت ہوگا' جب ہمارے سامنے زندہ رہنے کے سارے راستے مسدود کردیئے جائیں گے۔ جب تمہارے ہاتھوں مرنا ہی ٹھہرے گا تو میں سارہ کے سینے پر اس لیے گولی ماروں گا کہ اس کے ساتھ مجھے بھی مرنا ہے اور ہمارے ساتھ تم سب کو بھی۔"
"ہم تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ اسرائیلی حکومت سے تمہیں تحفظ حاصل ہوگا۔"
"ہمیں اس بات کی ضمانت چاہیے کہ ہمیں پرامن شہری اور گھریلو زندگی گزارنے کا موقع دیا جائے گا۔"
"ٹھیک ہے۔ بولو کیسی ضمانت چاہتے ہو؟"
"یہی کہ ضمانت کے طور پر یہ کیپسول ہمارے پاس رہے گا؟"
"کیسی بچکانہ بات کہہ رہے ہو۔ یہ خطرناک ہے۔ اسے کہاں کہاں لیے پھرو گے۔ یہ تمہاری ذرا سی غلطی سے بلاسٹ ہوجائے گا۔"
وہ کمپیوٹر کے ذریعے بولا "میرے پاس بندر کی مکاری اور انسان کی ذہانت ہے۔ تم لوگ اسے انڈر گراؤنڈ لے جاکر نارمل کولنگ میں رکھنے والے تھے۔ ہم بھی اسے ائرکنڈیشنڈ مکان میں رکھیں گے۔ باہر نکلیں گے تو ائرکنڈیشنڈ کار میں رہیں گے۔ حتیٰ کہ جن ہوٹلوں' کلبوں اور تفریح گاہوں میں جائیں گے' وہاں بھی نارمل کولنگ رہا کرے گی۔"
"پھر بھی راستے میں کوئی حادثہ پیش آسکتا ہے۔"
"حادثہ صرف راستے میں نہیں' گھر میں بھی پیش آجاتا ہے۔ جس تہ خانے میں تم اسے محفوظ رکھنا چاہتے ہو' وہاں زلزلہ آسکتا ہے۔"
"پھر بھی قانون کی رُو سے کسی شہری کو ایسا خطرناک ہتھیار نہیں رکھنا چاہیے جس سے لاکھوں افراد کی جان جانے کا اندیشہ ہو۔"
"ہماری بات پتھر پر لکیر ہے۔ یہ کیپسول ہمارے پاس رہے گا۔"
تھوڑی دیر خاموشی رہی پھر برین آدمی نے کہا "ٹھیک ہے۔ ہم تمہاری بات پر غور کررہے ہیں۔ ابھی ایک گھنٹے بعد رابطہ کریں گے۔"
اس نے ریسیور رکھ دیا۔ اس کنٹرول روم میں اعلیٰ حکام اور اعلیٰ فوجی افسران آچکے تھے۔ وہ برین آدم اور سارہ کے درمیان ہونے والی گفتگو اسپیکر فون کے ذریعے سن رہے تھے۔ پھر الپا اور ٹیری آدم خیال خوانی کے ذریعے ہیرو کے تحریری جوابات سنا رہے تھے۔
برین آدم نے کہا۔ "آپ حضرات کے سامنے تمام حالات واضح ہوچکے ہیں۔ ہم اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتے کہ وہ بندر ہمارے لیے ملک الموت بن چکا ہے۔"
ایک اعلیٰ افسر نے کہا "اور اس کی ضد سے ظاہر ہے کہ وہ کیپسول اپنے ہی پاس رکھے گا۔"
ایک حاکم نے کہا "کیوں نہیں رکھے گا۔ اس کے پیچھے پوری فوج دوڑا دی گئی۔ اسے اپنی جان کی امان اسی ایک کیپسول سے ملے گی۔"
ایک اور نے کہا۔ "سب سے پہلے تو ان فوجیوں کو بیرک میں واپس بھیجا جائے۔ بیرونی ممالک کے اخباری رپورٹر اور نیوز ایجنسی والے ہمارے منسٹر آف انفارمیشن کے پیچھے پڑگئے ہیں۔ طرح طرح کے سوالات کررہے ہیں کہ وہ بندر آدمی کون ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ اور وہ اتنا خطرناک کیسے ہوگیا کہ اسے گرفتار کرنے کے لیے پولیس کے بجائے فوج کو شہر میں لایا گیا ہے۔"
ایک اور اعلیٰ افسر نے کہا "ہماری سیاست کے لیے سب سے نقصان دہ پہلو یہ ہے کہ جس کیپسول کو ہم نے انتہائی راز میں رکھا تھا' وہ دنیا والوں پر ظاہر ہوجائے گا۔"
برین آدم نے کہا۔ "منسٹر آف انفارمیشن کو میرا مشورہ ہے کہ وہ ریڈیو اور ٹی وی وغیرہ کے ذریعے یہ اعلان کرے کہ ہم نے بندر آدمی کو بے حد خطرناک سمجھ کر وسیع پیمانے پر اس کی تلاش شروع

کردی تھی۔ لیکن وہ خطرناک نہیں ہے۔ وہ حیرت انگیز صلاحیتیں رکھنے والا نصف بندر اور نصف انسان ہے۔ اسے ٹی وی کے ذریعے جلد ہی عوام کے سامنے پیش کیا جائے گا۔"
"کیپسول کو کس طرح راز میں رکھا جائے؟ یہ کسی ملک کو معلوم نہیں ہونا چاہیے کہ ہم نے دنیا کا سب سے چھوٹا اور تباہ کن ایٹم بم تیار کیا ہے۔"
برین آدم نے کہا "میں کوشش کررہا ہوں۔ یہ راز ہمارے ایٹمی پلانٹ سے باہر نہیں جائے گا۔ وہ بندر آدمی اس کیپسول کو راز میں رکھنے پر راضی ہوجائے گا۔ اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ اس سے کیپسول کس طرح واپس لیا جائے؟"
ایکسرے مین نے سوچ کے ذریعے کہا۔ "کوئی صورت نہیں ہے۔ وہ دونوں ہم پر کبھی بھروسا نہیں کریں گے۔ فی الحال ان کی بات مان لی جائے۔ ہم اس سے کسی دوسری حکمتِ عملی سے وہ کیپسول لیں گے۔"
"سر! جب تک وہ ان کے پاس رہے گا۔ وہ ہمارے اختیار سے باہر رہیں گے۔"
"ان سے یہ طے کرو کہ وہ کیپسول کے ساتھ شہری آبادی میں نہیں رہیں گے۔ ہم کسی ویرانے میں ان کی رہائش کا انتظام کریں گے۔ وہاں ان کی تمام ضروریات پوری کی جائیں گی۔"
برین آدم نے اعلیٰ حکام اور فوجی افسران سے اس سلسلے میں مشورے کیے پھر ریسیور اٹھا کر رابطہ کیا۔ ایٹمی پلانٹ میں انٹیلی جنس اور انفارمیشن کے چند افسران پہنچ گئے تھے۔ ہیرو نے انہیں قریب آنے کی اجازت نہیں دی۔ ان کے کیمرا مین دور ہی سے ان کی تصویریں اتار رہے تھے اور ویڈیو فلم رپورٹ تیار کررہے تھے۔
برین آدم نے فون پر کہا "ہیلو سارہ! کیا تمہارا ہیرو میری آواز سن رہا ہے؟"
سارہ نے کمپیوٹرا سکرین کو پڑھ کر کہا "ہاں سن رہا ہے۔"
"میں تم دونوں سے درخواست کرتا ہوں کہ ایک بات ہم تمہاری مانتے ہیں' ایک بات تم ہماری مانو۔"
"تمہاری بات سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا تو ہم ضرور مانیں گے۔"
"تم دونوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور شہری آبادی بھی محفوظ رہے گی۔ ہم ایک ویرانے میں تمہارے لیے پرتعیش رہائش کا انتظام کردیں گے۔ وہاں تمہاری ہر ضرورت پوری ہوتی رہے گی۔"
"ہمیں کس ویرانے میں پہنچانا چاہتے ہو؟"
"ہمارے خیال میں صحرائے سینائی مناسب جگہ ہے۔"
"وہ تو ایسا ریگستان ہے جہاں میلوں دور تک انسان تو کیا جانور بھی دکھائی نہیں دیتا ہے۔ پھر بھی ہم ایک شرط پر وہاں رہیں گے۔"
"تمہاری ہر شرط منظور ہوگی۔ بولو کیا چاہتی ہو؟"
"اس ریگستان میں برین آدم' بلیک آدم اور ان کا خیال خوانی کرنے والا ساتھی ہمارے پڑوسی بن کر رہیں گے۔"
"یہ کیسے ہوسکتا ہے! ہمیں اپنے فرائض ادا کرنے کے لیے بڑے شہروں میں رہنا پڑتا ہے۔"
"تو پھر ہمیں انسان سمجھ کر انسانوں جیسا برتاؤ کرو' ہم ریگستان میں کیسے رہیں گے؟"
"اچھا تو ایسا کرو۔ غزہ کی پٹی کے قریب رہو۔"
سارہ نے کہا "وہاں صرف فلسطینی مسلمان آباد ہیں۔ کبھی یہ کیپسول بلاسٹ کرے گا تو وہ تمام مسلمان نابود ہوں گے اور یہ ہمیں منظور نہیں۔"
"سارہ! تم یہودی ہو۔ تمہیں مسلمانوں سے ہمدردی کیوں ہے؟"
"سوال ان سے ہمدردی کا نہیں ہے۔ بلکہ یہودیوں سے دشمنی کا ہے۔ تم ہماری جان کے دشمن ہو اور ہم تمہاری جان کے۔ لہٰذا ایسی جگہ رہیں گے جہاں کیپسول کی بلاسٹنگ سے تم سب ہمارے ساتھ باجماعت مرو۔"
ہیرو نے کمپیوٹر کے ذریعے کہا۔ "یمن ویلی' تل ابیب سے تقریباً تیس میل دور ہے اور سارہ کا بنگلا پچیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ ہم اسی بنگلے میں رہیں گے۔ یہ ہمارا حتمی فیصلہ ہے۔"
"ہولڈ کرو۔ میں ابھی بات کرتا ہوں۔"
برین آدم نے اپنے اطراف میں بیٹھے ہوئے یہودی اکابرین سے کہا۔ "آپ لوگوں نے سن لیا۔ وہ دونوں اپنی ہی باتیں منوا رہے ہیں۔"
ایسا کہتے ہی اس نے سب کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا پھر ایک کاغذ پر لکھنے کے بعد انہیں وہ کاغذ دکھایا۔ اس پر لکھا تھا۔ "بندر غیر معمولی قوتِ سماعت سے ہم سب کی باتیں سن رہا ہے۔ اس کے اور سارہ کے خلاف کوئی بات نہ کی جائے۔ ہم خاموشی سے اس کیپسول کو ان کی تحویل سے نکال لائیں گے۔"
پھر اس نے بلند آواز سے پوچھا "ہاں تو آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟"
وہ اکابرین ایک ایک کرکے کہنے لگے کہ سارہ اور ہیرو کا مطالبہ مان لیا جائے۔ ہیرو کو یہاں کی شہریت دے کر اسے دوست بنایا جائے۔
برین آدم نے پھر فون پر کہا۔ "سارہ! تم دونوں جیت گئے۔ ایک گھنٹے کے اندر تمہارے بنگلے میں ضرورت کا تمام سامان پہنچا دیا جائے گا۔ تم ہیرو کے ساتھ وہاں بے خوف و خطر رہ سکو گی۔"
سارہ نے ہیرو کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ اس کے کمپیوٹر نے کہا "میں ابھی اپنی طاقت کا مظاہرہ کرکے ان مہربانوں سے کچھ کہوں گا۔ پہلے وہ میری جسمانی قوت دیکھیں۔"
اس نے ایک مٹھی فضا میں بلند کی پھر ایک بڑک لگا کر وہ گھونسا

میز پر مارا۔ اس کے ساتھ ہی ایک دھماکے سے وہ مضبوط میز ٹوٹ کر درمیان سے دوہری ہو گئی۔ پیچھے ایک اسٹیل کی الماری تھی۔ اس نے گھوم کر بڑک لگاتے ہوئے اسے گھونسا مارا۔ وہ ٹوٹی نہیں' لیکن اس لوہے کی چادر پر گمرا ڈینٹ پڑ گیا۔ پھر وہ پلٹ کر کمپیوٹر کو آپریٹ کرنے لگا۔

کمپیوٹر کہہ رہا تھا۔ "یہ میری جسمانی قوّت کا معمولی سا مظاہرہ ہے۔ اس مظاہرے سے یہ اندازہ کرو کہ کیپسول کو ایک گولی مار کر یا پتھر مار کر بلاسٹ کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ میں اسے ایک مٹھی میں دباؤں گا۔ یا دانتوں سے چباؤں گا تو میرے دبانے یا چبانے کی غیر معمولی قوّت سے ہی یہ بلاسٹ ہو جائے گا۔ یہ ہماری آخری وارننگ ہے کہ غافل سمجھ کر ہمیں دبوچنے کی حماقت نہ کرنا۔"

سارہ نے کہا۔ "کمپیوٹر کی تحریر جو کہہ رہی ہے' اسے تمہارا خیال خوانی کرنے والا تمہیں پڑھ کر سنا رہا ہے۔ بنگلے میں ہمارے کھانے پینے کی جو چیزیں پہنچائی جا رہی ہیں اس میں دیر اثر یا زود اثر زہر بھی ہو سکتا ہے۔ ایسی حماقت کرتے وقت یہ یاد رکھنا کہ غیر معمولی قوّت رکھنے والے فوراً ہی نہیں مرتے۔ ہیرو مرتے مرتے بھی کیپسول چبا جائے گا۔"

برین آدم نے کہا "ہم کوئی حماقت نہیں کریں گے۔ تم سے ایک گزارش ہے کہ ایک یہودی ہونے کے ناتے اپنے وطن سے محبت کرو۔ وہ کیپسول انتہائی رازداری سے تیار کیا گیا ہے۔ اگر تم دونوں کسی سے اس کا ذکر کرو گے تو یہ ہمارے لیے بہت بڑی سیاسی غلطی ہو گی۔"

سارہ نے کہا "مجھے اپنے وطن اسرائیل سے محبت ہے۔ ہم کسی سے اس کا ذکر نہیں کریں گے۔"

"ہم آج رات ٹی وی پر تمہارے ہیرو کی فلم رپورٹ اور انٹرویو پیش کرنا چاہتے ہیں تاکہ لوگ ہیرو کو تخریب کار یا خطرناک نہ سمجھیں اور اس سے مانوس ہو جائیں۔"

"یہ بات سمجھ میں نہیں آئی۔ ہیرو تمہاری دُکھتی ہوئی رگ پکڑے ہوئے ہے اور تم اسے دوست بنا کر پیش کرنا چاہتے ہو؟"

"اس طرح تمہیں اور ہیرو کو ہماری صاف دلی اور دوستی کا یقین ہو جائے گا۔"

"نہیں کوئی اور بات ہے۔ تم لوگ بہت شاطر ہو۔ ہیرو کی کوئی فلم رپورٹ پیش نہیں کی جائے گی۔"

"سارہ! اس میں تم دونوں کا کوئی نقصان نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ بیرونی ممالک کے اخباری رپورٹرز کو یہ یقین دلانا ہے کہ ہیرو ہمارے لیے کوئی پرابلم نہیں ہے اور نہ ہی ایٹمی پلانٹ کا کوئی راز وہ جانتا ہے۔"

اس وضاحت کے بعد وہ راضی ہو گئی۔ ایک گھنٹے بعد کہا گیا کہ وہ دونوں اپنے بنگلے میں جا سکتے ہیں۔ ان کی گاڑی جو عمارت کے پیچھے ہے' اسے اگلے حصے میں لایا گیا۔ ہیرو نے کمپیوٹر کے ذریعے کہا۔ "سارہ' وہ کیپسول مجھے دو۔"

اس نے اپنے گریبان میں ہاتھ ڈال کر شیشے کی چھوٹی سی ڈبیا نکال کر اسے ہیرو کے حوالے کر دی۔ وہ اسے مٹھی میں لے کر کمپیوٹر کے ذریعے بولا۔ "اب یہ ڈبیا ہمیشہ میری مٹھی میں یا میرے منہ میں رہے گی۔"

سامنے کھڑے ہوئے مسلّح گارڈز' انٹیلی جنس اور انفارمیشن کے افسر نے پیچھے ہٹ کر انہیں جانے کا راستہ دیا۔ سارہ نے ان کے درمیان سے گزرتے ہوئے کہا۔ "میرے بنگلے میں فلم رپورٹ تیار کرنے کے لیے صرف ایک کیمرا مین اور ایک ڈائریکٹر آئے گا۔ کسی تیسرے کو احاطے کے اندر قدم رکھنے کی اجازت نہیں ہو گی۔"

وہ ہیرو کے ساتھ چلتی ہوئی عمارت سے باہر آئی پھر گاڑی میں بیٹھ کر اپنے بنگلے کی طرف جانے لگی۔

سارہ کے دماغ کو لاک کرنے کے بعد صرف ہم اس کے اندر جا سکتے تھے۔ میں نے لیلیٰ کو سمجھا دیا تھا کہ اس کے اندر مسلسل نہ رہنا ورنہ یہودی خیال خوانی کرنے والے چھپ کر آئیں گے تو یہ معلوم کر لیں گے کہ سارہ اور ہیرو کی پشت پر خیال خوانی کرنے والے موجود ہیں۔

لیلیٰ میری ہدایت کے مطابق کبھی کبھی سارہ کے پاس جاتی تھی پھر واپس آکر کہتی تھی۔ "آپ نے درست کہا تھا کہ ہمیں سارہ اور ہیرو کی مدد نہیں کرنا چاہیے اور چپ چاپ تماشا دیکھنا چاہیے۔"

میں نے مسکرا کر کہا "مجھے اندازہ ہے' ہیرو اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کر رہا ہو گا۔"

"آپ ذرا سارہ کے پاس جا کر دیکھیں۔ مجھے دونوں پر بڑا پیار آرہا ہے۔"

وہ بار بار جا رہی تھی اور واپس آکر مجھے وہاں کے حالات سنا رہی تھی۔ میں نے کہا "اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہیرو سرزمین اسرائیل میں زلزلے کی طرح دہشت بن گیا ہے۔"

"آپ کا کیا خیال ہے؟ اس کیپسول کو واپس لینے کے لیے یہودیوں کی حکمتِ عملی کیا ہو گی؟"

"یقین سے کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ ہیرو تنہا ہونے کے باوجود ہر پہلو سے تگڑا ہے۔ کوئی اس کیپسول کو چرانے کتنے ہی دبے قدموں سے آئے' وہ آہٹ سن لے گا۔"

"واقعی تاریکی میں بھی کوئی چھپ کر نہیں آسکے گا۔"

"یہی میں سوچ رہا ہوں۔ یہودیوں کے سامنے فی الوقت ایک ہی راستہ ہے۔"

"یعنی آپ کی کھوپڑی میں بات آگئی کہ وہ کیپسول کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے؟"

"ہاں' اگر ہم سارہ کے دماغ پر قبضہ جما لیں تو وہ ہماری مرضی کے مطابق عمل کرے گی اور کیپسول ہیرو سے کسی بہانے لے گی۔ اسے دھوکا دے کر کیپسول ہمارے ہاتھوں میں لا کر رکھ دے گی۔"

"ہاں میں اتنے زبردست تماشے میں گم ہو کر بھول گئی تھی کہ دشمن ایسا کر سکتے ہیں۔"

"ایسا ہی کریں گے۔ وہ سارہ کے مقفّل دماغ میں کسی طرح گھُسنے کا راستہ ضرور نکالیں گے۔"

"بات سمجھ میں آرہی ہے۔ کھانے پینے کی چیزوں میں اعصابی کمزوری کی دوا اتنی کم مقدار میں ملائی جائے گی کہ شہ زور ہیرو پر وہ دوا اثر نہیں کرے گی لیکن نازک اندام سارہ کمزور ہو جائے گی۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ ہیرو کو اپنی کمزوری کے متعلق کچھ بتائے' دشمن اس کے دماغ پر قبضہ جما لیں گے۔"

میں نے کہا "اور ہم چوبیس گھنٹے اس کے دماغ میں نہیں رہ سکتے۔ ہماری عدم موجودگی میں وہ سارہ پر قبضہ جماتے ہی چند منٹوں میں اسے بنگلے کے باہر بلائیں گے اور وہ کیپسول اُڑا لے جائیں گے۔"

"تو پھر آپ اتنے اطمینان سے کیوں بیٹھے ہیں؟ کیا پھر کوئی نیا تماشا دیکھنا چاہتے ہیں؟"

"تم پریشان کیوں ہوتی ہو۔ اسے اپنے بنگلے میں پہنچنے دو۔"

وہ سارہ کے پاس گئی پھر واپس آکر بولی۔ "وہ دونوں بنگلے میں پہنچ گئے ہیں اور وہاں کی ایک ایک چیز کو توجہ سے چیک کر رہے ہیں۔ ہیرو کھانے پینے کی چیزوں کو سونگھ کر دیکھ رہا ہے۔"

میں نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کیے۔ رابطہ قائم ہو گیا۔ سارہ کی آواز سنائی دی۔ "ہیلو کون؟"

"میں ابھی بتاتا ہوں۔ پہلے کیمرا مین اور ڈائریکٹر کو باہر بھیج دو اور ہیرو سے کہو میری باتیں سنے۔"

ہیرو سن رہا تھا۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ سارہ نے دونوں سے کہا "تم دونوں تھوڑی دیر کے لیے باہر جاؤ۔"

وہ چلے گئے۔ میں نے کہا "پچھلی رات ہیرو نے تمہیں اس عیّاش سے بچایا تھا۔ تم دونوں نے اس مکان سے باہر آکر جو تیسری گاڑی دیکھی تھی' وہ میری تھی۔"

سارہ نے پوچھا "تم کون ہو؟"

میں نے کہا "پہلے میری بات پوری ہونے دو۔ تمہارے وہاں سے جاتے ہی میں نے اس مکان میں آگ لگا دی۔ وہ لوگ ہیرو کو آگ لگانے کا مجرم سمجھ رہے ہیں۔"

"تم نے مکان کو آگ کیوں لگائی؟"

"وہاں بڑے بڑے ممالک کے سیاسی اور فوجی راز فائلوں اور مائیکرو فلموں کی صورت میں تھے۔ اسرائیلی حکومت کے بھی بہت سے راز میرے ہاتھ میں آئے۔ میں وہ سب سمیٹ کر لے گیا پھر آگ اس لیے لگائی کہ یہودیوں کو اندازہ نہ ہو سکے کہ ان کا راز چوری ہو گیا ہے یا جل کر راکھ ہو چکا ہے۔"

سارہ نے کہا "اچھا تو تم نے میرے ملک اور قوم کو نقصان پہنچایا ہے۔ کیا تم نے اپنا کارنامہ بیان کرنے کے لیے فون کیا ہے؟"

"نہیں یہ بتانے کے لیے کہ تم دونوں وہاں خطرے میں ہو۔"

"میرے ملک سے دشمنی کرنے کے بعد مجھ سے دوستی اور ہمدردی کیوں کر رہے ہو؟"

میں نے سخت لہجے میں کہا "زیادہ جذباتی نہ بنو۔ اپنے ریسیور کا ماؤتھ پیس کھول کر دیکھو۔"

ہیرو نے فوراً ہی آگے بڑھ کر اس سے ریسیور لیا پھر اس کے ماؤتھ پیس کو کھول کر دیکھا۔ اس میں ایک ننھا سا ڈکٹا فون تھا۔ اس نے اسے ریسیور سے الگ کیا۔ پھر ماؤتھ پیس لگا کر سارہ کو دیا۔ کمپیوٹر کے ذریعے سوال کیا۔ "مسٹر! تمہارا شکریہ۔ تمہیں اس ریسیور کے متعلق کیسے معلوم ہوا؟"

"میں نے گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہے۔ تمہیں زیر کرنے اور وہ کیپسول حاصل کرنے کے لیے دشمنوں کے پاس چند اوچھے ہتھکنڈے ہیں۔ میں نے پچھلی رات سارہ کو عیّاش خیال خوانی کرنے والے سے بچانے کے لیے اس کا دماغ لاک کر دیا تھا؟"

"کیا تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو؟"

"ہاں' اسی لیے تم دونوں اب تک محفوظ ہو۔ اگر سارہ کا دماغ لاک نہ ہوتا تو دشمن خیال خوانی کرنے والا اس کے اندر رہ کر اسے کیپسول سمیت تم سے دور کر دیتا۔ مثلاً وہ باتھ روم میں جانے کے بہانے تم سے دور ہو کر وہ کیپسول تمہارے دشمنوں کو دے دیتی۔ کیا تم میری بات سمجھ رہے ہو؟"

"بہت اچھی طرح سمجھ رہا ہوں۔ حیران ہوں کہ یہ انجان مددگار کہاں سے پہنچ گیا ہے۔"

"بعد میں حیران ہونا۔ اب ان کا دوسرا ہتھکنڈا سنو۔ وہ ہر ممکن طریقے سے سارہ کے دماغ میں گھُسنے کی کوشش کریں گے۔ تم غیر معمولی شہ زور ہو۔ ہلکی مقدار میں دی جانے والی کمزوری کی دوا کا اثر نہیں لو گے۔ لیکن سارہ ایسا کوئی کھانا یا پانی استعمال کر کے جیسے ہی کمزور ہو گی وہ اس کے دماغ پر قبضہ جما لیں گے۔"

وہ کمپیوٹر کے ذریعے بولا "دوست! پھر ایک بار تمہارا شکریہ۔ تم نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ میں نے اس پہلو پر توجہ نہیں دی تھی۔"

میں نے پوچھا "کیا اس بنگلے میں جانور ہیں؟"

سارہ نے فون پر جواب دیا۔ "ہاں' مجھے خرگوش پالنے کا شوق ہے۔"

"میرا مشورہ ہے اپنا کھانا اور پانی پہلے ایک خرگوش کو کھلاؤ پلاؤ۔ اگر وہ کمزوری ظاہر کرے تو پھر اس کھانے کو ہاتھ نہ لگانا۔"

"شکریہ' میں یہی کروں گی۔"

"ان کی ایک اور چال ہو گی۔ اسے بھی ذہن میں رکھو۔ رات کے وقت تم دونوں محوِ خواب ہو گے تو ایسی دھیمی سی گیس

کمروں میں پہنچائی جائے گی' جو تمہیں بے ہوش کردے گی۔"
ہیرو نے کمپیوٹر کے ذریعے کہا۔ "میری سونگھنے کی حس بہت تیز ہے اور میری قوتِ برداشت بھی غیر معمولی ہے لیکن وہ سارہ کو بے ہوشی میں ٹریپ کریں گے۔ پلیز! اب تو بتادو تم کون ہو؟"
"بتا دوں گا۔ پہلے کھانے پینے کی چیزوں کو آزماؤ۔ میں تھوڑی دیر بعد رابطہ کروں گا۔"
میں نے فون بند کردیا۔ لیلیٰ نے پوچھا "کیا ہمیں اس شہر میں رہنا چاہیے؟"
"ضرور رہنا چاہیے۔"
"لیکن وہ کیپسول کسی وقت بھی دھوکے سے بلاسٹ ہو سکتا ہے۔"
"اگر اللہ تعالیٰ کو ہماری موت اسی طرح منظور ہوگی تو کیا تم اس کی رضا سے انکار کروگی؟"
"نہیں' پھر بھی احتیاط لازم ہے۔ انسان کو متوقع خطرے سے بچنے کی تدبیر کرنی چاہیے۔"
"یہ تم نے درست کہا۔ ہماری تدبیر ایسی ہونی چاہیے کہ ہمارے ساتھ لاکھوں انسان محفوظ رہیں۔ اگرچہ یہاں سب یہودی ہیں مگر انسان ہیں۔ ان میں ممتا کا سمندر رکھنے والی مائیں ہیں۔ پھول جیسے پیارے پیارے بچے ہیں' کیا ہم انہیں چھوڑ کر چلے جائیں؟"
وہ سر جھکا کر بولی۔ "آپ نے تو مجھے شرمندہ کردیا۔ ہم یہاں رہ کر اس کیپسول کو بلاسٹ نہیں ہونے دیں گے۔"
میں نے اس کے قریب ہو کر کہا "شرمندہ ہونا ہے تو سینے سے لگ کر ہوتی رہو۔ دھڑکنوں کو آسودگی ملے گی۔"
وہ جلدی سے پیچھے ہٹ کر بولی "کیا کرتے ہیں آپ؟ انا اور عادل اچانک کمرے میں گھس آتے ہیں۔"
میں نے مسکراتے ہوئے ریسیور اٹھایا پھر رابطہ کیا۔ سارہ نے میری آواز سنتے ہی کہا "اوہ برادر! تم کون ہو؟ میں تمہارا احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔"
میں نے پوچھا "کیا خرگوش بیمار ہوگیا ہے؟"
"ہاں' خرگوش کے بیمار ہوتے ہی میں نے دماغ میں عجیب سی بے چینی محسوس کرکے سانس روک لی۔ یہ سمجھ گئی کہ دشمن مجھے بیمار سمجھ کر آنا چاہتا ہے۔"
پھر وہ ہیرو کے کمپیوٹر اسکرین کو پڑھنے لگی۔ ہیرو کہہ رہا تھا۔ "دوست! تم نے ثابت کردیا ہے کہ تم ہماری لاعلمی میں پچھلی رات سے ہماری حفاظت کرتے آرہے ہو۔"
"میں یہی چاہتا تھا کہ پہلے میرے خلوص کا یقین ہوجائے پھر میں خود کو ظاہر کروں۔ میرا نام فرہاد علی تیمور ہے۔ میں' میری بیوی' میری بہویں اور دو چار عزیز ترین رشتے دار ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔"
اس کے کمپیوٹر نے کہا "ابھی میں اپنی قوتِ سماعت سے تم میاں بیوی کی باتیں سن رہا تھا۔ تمہاری بیوی نے کسی انا اور عادل کا نام لیا تھا۔"
"ہاں' یہ دونوں میرے عزیز ہیں۔ تل ابیب میں میرے ساتھ ہیں۔"
"تم اتنے قریب ہو تو میرے پاس آجاؤ۔ مجھ جیسے عجوبے کو تمہارے جیسے مخلص دوست کی ضرورت ہے۔"
"ہم ضرور ملیں گے۔ ابھی حالات کا تقاضا ہے کہ میں روپوش رہ کر تمہارے کام آتا رہوں۔ پہلے ان یہودیوں سے تمہاری مستقل اور محفوظ رہائش کی ضمانت حاصل کرنا ضروری ہے۔"
"درست کہتے ہو۔ پہلے انہیں چالبازیوں سے باز رکھنا ہوگا۔ ویسے میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بتاؤ۔"
"تم دوسروں سے کمپیوٹر کے ذریعے بولتے ہو۔ اگر مناسب سمجھو تو مجھے اپنے دماغ میں آنے دیا کرو۔ اس طرح ہم رازداری سے گفتگو کرسکیں گے۔"
"مجھے اعتراض نہیں ہے۔ لیکن میرے دماغ میں کیسے آؤگے؟"
"ہم ٹیلی پیتھی جاننے والے کسی کی آنکھوں میں جھانک کر یا اس کی آواز اور لہجے کو سن کر دماغ میں آتے ہیں۔ تمہاری کوئی آواز اور لہجہ نہیں ہے۔ میں تمہاری آنکھوں میں ایک بار جھانک کر تمہارے اندر پہنچوں گا۔"
"پھر تو یہ ملاقات کے وقت ہی ممکن ہے۔"
"یہ لوگ تمہیں ٹی وی کے ذریعے عوام کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اگر تمہاری تصویر آج نشر ہوگی' ٹی وی اسکرین پر تمہاری آنکھوں کا کلوز اپ دکھایا جائے گا تو میں تمہارے اندر چلا آؤں گا۔"
سارہ نے کہا "تو پھر اس کیمرا مین اور ڈائریکٹر کو ہم اندر بلاتے ہیں۔"
"ضرور بلاؤ۔ اور ان سے باتیں کرو۔ میں ان کے اندر پہنچ کر اپنی مرضی کے مطابق فوٹو گرافی کراؤں گا۔"
سارہ نے ریسیور رکھ کر انہیں بلایا اور کہا "تمہیں جو فلم رپورٹ تیار کرنی ہے' جلد کرو۔ ہم آرام کرنا چاہتے ہیں۔"
ڈائریکٹر نے کہا "مس سارہ! ہماری کوشش ہوگی کہ جلد از جلد رپورٹ تیار ہوجائے۔"
انہوں نے دو چار جگہ لائٹس فکس کیں۔ پھر کیمرا آن کرکے ڈائریکٹر نے ہیرو سے سوال کیا۔ "تمہارا نام کیا ہے؟"
اس نے کمپیوٹر کے ذریعے جواب دیا۔ "بندر کا کوئی نام نہیں ہوتا۔ مداری اسے کوئی نام دے دیتا ہے' میرا نام ہیرو ہے۔"
ڈائریکٹر نے کیمرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ناظرین! آپ اس عجوبے کو دیکھ رہے ہیں۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ یہ کمپیوٹر آپریٹ کرنا جانتا ہے۔ یہ زبان سے نہیں بولتا بلکہ سوالوں کا جواب کمپیوٹر اسکرین پر تحریر کی صورت میں دیتا ہے۔ ہم اس کے تمام جوابات آپ کو اسکرین پر دکھاتے رہیں گے۔"
پھر وہ ہیرو کی طرف مخاطب ہو کر بولا۔ "مسٹر ہیرو! تم پیدائشی ایسے ہو یا کسی طبی اور سائنسی تجربات کے نتیجے میں ایسے بن گئے ہو؟"
"علم الابدان کے ایک یہودی ڈاکٹر جافری ہیرالڈ نے مجھ پر تجربہ کیا تھا۔ میں ایک چھوٹے قد کا بندر تھا۔ اب میرا قد دیکھ لو' ایک انسان کی طرح قد آور ہوں۔ میرا جسم' میرا دماغ انسانی ہے۔ صرف چہرہ اور دُم کو تبدیل نہیں کیا جاسکا۔ ویسے یہ چہرہ بھی نصف انسانی ہے۔ مجھے جو دوائیں کھلائی گئی ہیں اور جیسے انجکشن لگائے گئے ہیں' امید ہے کہ ان کے نتیجے میں چہرہ مکمل انسانی ہوجائے گا۔ دُم بھی شاید رفتہ رفتہ ختم ہوجائے۔"
"علم الابدان کا ماہر ڈاکٹر جافری ہیرالڈ کہاں ہے؟"
"اب وہ اس دنیا میں نہیں ہے۔"
"کب اور کہاں اس کی موت واقع ہوئی تھی؟"
"مرنے والے کی بات نہ کرو۔ میں رنجیدہ ہوجاتا ہوں۔ کوئی دوسرا سوال کرو۔"
"کیا اسرائیل کی کسی میڈیکل لیبارٹری میں تم پر تجربہ کیا گیا تھا؟"
"یہ تجربہ استنبول کی لیبارٹری میں ہوا تھا؟"
"تم وہاں سے کیسے چلے آئے؟"
"میں تجربات کے دوران اکثر غافل رہا کرتا تھا۔ یوں لگتا تھا' نیند میں چل رہا ہوں' نیند میں کھا پی رہا ہوں اور نیند میں زندگی گزار رہا ہوں۔ ان حالات میں یہ معلوم نہ ہوسکا کہ اسرائیل کیسے پہنچ گیا۔"
"تم پر تجربہ کرنے والے ڈاکٹر جافری نے کچھ بتایا ہوگا؟"
"یہ کہا تھا کہ وہ یہودی ہے۔ اس لیے یہودی قوم کی خدمت کے لیے مجھے یہاں لے آیا ہے۔"
"یہ ہمارے لیے نہایت خوشی کی بات ہے کہ ڈاکٹر جافری تمہیں یہودی قوم کی خدمت کے جذبے سے یہاں لایا تھا۔ اب وہ اس دنیا میں نہیں رہا۔ ہمارے ملک اور قوم کے لیے تمہارے کیا جذبات ہیں؟"
"تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ اگر تمہاری حکومت اور تمہارے لوگ مجھے انسان سمجھ کر اپنے درمیان عزت اور سکون سے رہنے دیں گے تو میں بھی ان کے کام آتا رہوں گا۔"
"کیا ناظرین کو بتاؤ گے کہ تم میں کیا صلاحیتیں ہیں اور تم کس طرح ہمارے کام آسکتے ہو؟"
اس نے کمپیوٹر کے ذریعے کہا "میں دورِ جدید کا یہ کمپیوٹر استعمال کررہا ہوں۔ اس سے میری ذہانت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ میں جسمانی طور پر ایسا شہ زور ہوں کہ ہاتھی کو ٹکر مار کر گرا سکتا ہوں اور شیر کے جبڑے چیر سکتا ہوں۔ میں غیر معمولی سماعت و بصارت کا حامل ہوں۔ میں گہری تاریکی میں دیکھ لیتا ہوں اور دور کی آواز صاف طور سے سن لیتا ہوں۔ میں محکمۂ سراغ رسانی کے بہت کام آسکتا ہوں۔ اس ملک میں چھپے ہوئے دشمنوں کو ڈھونڈ کر ظاہر کرسکتا ہوں۔ جنگ کے زمانے میں ہزاروں میل دور سے آنے والے جنگی طیاروں کی نشاندہی کرسکتا ہوں۔ یہ بتا سکتا ہوں کہ کس گھر میں کتنے آدمی بیٹھ کر کس قسم کی سازش کررہے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بہت کچھ کرسکتا ہوں۔ وقت آنے پر اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کو پیش کرتا رہوں گا۔"
"یہاں کے یہودی عوام دوستانہ جذبات رکھتے ہیں اس لیے ہمیشہ تم سے محبت سے پیش آیا کریں گے۔ ہماری حکومت تمہیں یہاں کی شہریت دے رہی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حکومت تمہاری نیک نیتی اور نیک چلنی پر بھروسا کرتی ہے۔ ابھی تم نے کہا تھا' تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ اب تم اپنی وفاداری کا یقین دلاؤ۔"
"تم نے زبانی محبت اور دوستی کا یقین دلایا ہے۔ میں اس کا عملی ثبوت چاہوں گا۔ اس سلسلے میں ابھی شہر تل ابیب جارہا ہوں۔ کیونکہ بھوک لگ رہی ہے۔ کسی بڑے ہوٹل میں کھانے پینے پھر ذرا تفریح کرنے کے بعد اپنی رہائش گاہ میں واپس آجاؤں گا۔"
"مسٹر ہیرو! یہاں تمہارے کھانے پینے کا تمام سامان موجود ہے۔ تمہیں فی الحال شہر نہیں جانا چاہیے۔"
"تمہاری حکومت نے کھانے پینے کا جو سامان مہیا کیا ہے' وہ ضرر رساں ہے۔ تم لوگ چیخ چیخ کر اپنی دوستی کا راگ الاپتے ہو اور ساری دنیا کو سناتے ہو لیکن درپردہ کھانے میں زہر دیتے ہو۔ تم لوگ بڑے میٹھے زہر ہو۔"
انہوں نے کیمرا اور لائٹس کو بند کردیا پھر ڈائریکٹر نے کہا۔ "مسٹر ہیرو! آپ حکومت کے خلاف بول رہے ہیں۔ انٹرویو کا یہ حصہ نشر نہیں ہوگا اور جب تک ٹی وی کے ذریعے آپ کو عوام کے سامنے پیش نہیں کیا جائے گا' آپ شہر نہیں جائیں گے۔"
"میں تو ابھی یہاں سے جاؤں گا۔ تم لوگ فوراً یہاں سے نکلو۔ ورنہ کیمرے کے ساتھ تم دونوں کو باہر پھینک دوں گا۔"
وہ جلدی جلدی اپنا سامان سمیٹنے لگے۔ پھر باہر چلے گئے۔ سارہ نے ریسیور اٹھا کر برین آدم سے رابطہ کیا دوسری طرف سے جواب ملا۔ "وہ موجود نہیں ہیں۔ میں ان کا ایک ماتحت بول رہا ہوں۔"
وہ بولی۔ "اپنے بڑوں کو اطلاع دے دو کہ میں ہیرو کے ساتھ پندرہ منٹ کے بعد یہاں سے نکل کر تل ابیب جاؤں گی۔ مجھ سے دوبارہ رابطہ دس منٹ کے بعد کرو۔ کیونکہ میں لباس بدل رہی ہوں۔"
وہ ریسیور رکھ کر لباس بدلنے کمرے میں چلی گئی۔ ہیرو دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ باہر جانے والا ڈائریکٹر بھی ٹرانسمیٹر کے ذریعے

اپنے بڑوں کو بتا رہا تھا کہ دونوں نے کھانے کو مُضر پایا ہے۔ انہیں بھوک لگ رہی ہے' اس لیے وہ شہر کی طرف آنے والے ہیں۔

دس منٹ کے بعد فون کی گھنٹی بجی۔ سارہ نے ریسیور اٹھا کر کہا "ہیلو۔ میں سارہ بول رہی ہوں۔"

"مس سارہ! میں برین آدم بول رہا ہوں۔ ابھی اطلاع ملی ہے کہ تم ہیرو کے ساتھ شہر آرہی ہو۔ کیا یہ درست ہے؟"

"ہاں' جو کھانا تم لوگوں نے یہاں پہنچایا ہے اسے کھانے کے بعد میرا ایک خرگوش بیمار پڑ گیا ہے۔ کیا یہ تم لوگوں کی کمینگی کا ثبوت نہیں ہے۔"

"خرگوش کسی دوسری وجہ سے بھی بیمار پڑ سکتا ہے؟"

"تو پھر میں وہی کھانا دوسرے خرگوش کو کھلاؤں گی۔ وہ بھی بیمار پڑے گا تو ہیرو شہر آکر تمہارا حلیہ بگاڑ دے گا۔ تم لوگ اپنے پیدائشی کمینے پن سے باز کیوں نہیں آتے ہو؟"

"جس افسر نے یہ کھانا سپلائی کیا ہے' اسے ہم تمہارے سامنے گولی ماریں گے۔"

"یعنی ہمیں دوسرے افسر اور دوسرے کھانے پر بھروسا کرنا چاہیے۔"

"بے شک' اب ایسا نہیں ہوگا۔"

"ایسا ہو یا نہ ہو' ہم شہر آرہے ہیں۔

"پلیز نو' ایسا نہ کرو۔ امنِ عامّہ خطرے میں پڑ جائے گا۔"

"ہیرو کسی کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔"

"لیکن لوگ اسے بندر سمجھ کر پتھر ماریں گے تو وہ مشتعل ہو کر ان پر حملے کرے گا۔"

"تو پھر لوگوں کو روکنے اور انہیں شرافت کے دائرے میں رکھنے کا انتظام کرو۔"

"اس کے لیے کچھ وقت لگے گا۔"

"ہم سے بھوک برداشت نہیں ہو رہی ہے۔ ہم ابھی نکل رہے ہیں۔ تم ہمارے آگے پیچھے مسلح فوجیوں کی گاڑیاں لگا دو۔"

"ہم ایسا کر سکتے ہیں لیکن بیرونی ممالک کی ایجنسیاں طرح طرح کے سوالات کریں گی کہ ایک بندر آدمی کے آگے پیچھے فوج کیوں ہے؟ اگر اس سے خطرہ ہے تو اسے گرفتار کیوں نہیں کیا جاتا اور اگر خطرہ نہیں ہے تو یہ تماشا کیا ہے؟"

"سیدھا سا جواب دے سکتے ہو کہ تمہاری بدمعاشیوں کے باعث دوست بھی دشمن بن جاتے ہیں۔"

سارہ نے ریسیور رکھ دیا۔ آئینے کے سامنے آکر بالوں کو برش کرنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے ضروری سامان کی اٹیچی اٹھا کر باہر آئے پھر اپنی گاڑی میں بیٹھ گئے۔ سارہ نے اسے ڈرائیو کیا۔ جب وہ احاطے سے باہر ذرا دور آئے تو ان کے آگے پیچھے فوجی گاڑیاں چلنے لگیں۔

شام کے گہرے سائے تاریکی میں بدل رہے تھے۔ وہ تل ابیب میں داخل ہوئے تو رات ہو گئی۔ سارہ ڈرائیو کرتی ہوئی اپنے باپ کی عالیشان کوٹھی میں آگئی۔ گاڑی روک کر ہیرو کے ساتھ باہر آئی۔ مسلح فوجی ان کے چاروں طرف آگئے۔ ہیرو نے شیشے کی ڈبیا کو منہ میں دانتوں کے درمیان اس طرح رکھا تھا کہ ڈبیا کے اندر سے سیاہ رنگ کا کیپسول جھلک جھلک رہا تھا۔ سارہ نے کہا "یہ میرے باپ کی کوٹھی ہے۔ اندر کوئی فوجی جوان نہیں آئے گا۔ میرے حکم کی تعمیل کی جائے۔"

ایک فوجی افسر ٹرانسیٹر کے ذریعے برین آدم سے رابطہ کرنے لگا۔ سارہ ہیرو کے ساتھ کوٹھی کے اندر آگئی۔ وہاں سب سے پہلے گورنس سے ملاقات ہوئی۔ اس نے گورنس کو گلے لگایا پھر ہیرو سے کہا۔ "یہ میری گورنس ہے۔ میرے اپنوں سے بڑھ کر ہے۔ میں حالات سے مجبور ہو کر مرنا چاہتی تھی لیکن اس نے مجھے خودکشی سے باز رکھا۔"

گورنس ہیرو کو حیرانی سے دیکھ رہی تھی۔ ہیرو اسے دیکھ کر دوستانہ انداز میں مسکرا رہا تھا۔ اس نے پوچھا "سارہ' یہ کون ہے؟ انسان ہے یا......یا......؟"

وہ مسکرا کر بولی۔ "تم اسے بندر بھی کہہ سکتی ہو۔ یہ برا نہیں مانے گا۔ لیکن مجھے برا لگے گا۔ میں اس کے متعلق تمہیں بہت کچھ بتاؤں گی۔ مگر بھوک لگی ہے۔ کچن چلو۔"

کچن کی طرف جاتے وقت دو سوتیلے بھائیوں سے سامنا ہوا۔ وہ ایک قد آور بندر کو دیکھ کر ٹھٹک گئے۔ ایک نے کہا "اچھا تو یہ وہی بندر ہے' جس کی وجہ سے انٹیلی جنس والے ہمیں پریشان کر رہے ہیں۔"

دوسرے بھائی نے کہا "ڈیڈی اور ممی کو پیرس سے یہاں آنے پر مجبور کیا گیا ہے۔ وہ اپنے کمرے میں آرام کر رہے ہیں۔ میں ابھی انہیں اطلاع دیتا ہوں۔"

سارہ نے کہا۔ "تم دونوں بڑی شرافت سے باتیں کر رہے ہو۔ کیا مجھے قتل کرنے کی پلاننگ پر عمل نہیں کرو گے؟"

ایک نے کہا "کل رات کسی نے ہم دونوں کے دماغوں میں آکر ہمیں بہت پریشان کیا ہے۔ کیا یہ تمہارا دوست ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ تم نے بڑی زبردست طاقت حاصل کی ہے۔ ہم آئندہ تمہارے خلاف کچھ نہیں کریں گے۔"

وہ دونوں زینے پر چڑھتے ہوئے اپنے باپ کے کمرے کی طرف جانے لگے۔ وہ ہیرو اور مریم کے ساتھ کچن میں آگئی۔ اس کے بعد کھانا گرم کر کے پہلے ہیرو کو دیا پھر خود پلیٹ لے کر وہ تینوں کھانے کی میز پر آگئے۔ کھانے کے دوران اس کا باپ اس کی سوتیلی ماں کے ساتھ وہاں آگیا۔

دونوں نے پہلے ہیرو کو حیرانی سے دیکھا پھر باپ نے پوچھا "تم نے اتنے عرصے بعد مجھے دیکھا اور وِش نہیں کیا؟"

وہ کھاتے ہوئے بولی۔ "میں مرجاتی تو کون آپ کو وِش کرتا۔

باپ اپنے کاروبار اور جوان بیوی میں مگن رہتے۔ آپ کے دونوں بیٹوں نے مجھے مار ڈالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ مجھے اس ہیرو نے نئی زندگی دی ہے۔"

باپ نے کہا "یہ آخر ہے کیا چیز؟ حکومت نے مجھے سختی سے کہا ہے کہ تم اس کا ساتھ نہیں چھوڑو گی تو میرا تمام کاروبار اور بینک بیلنس ضبط کر لیا جائے گا۔ میں یہاں کا ارب پتی تاجر ہوں۔ تمہاری وجہ سے کنگال ہو جاؤں گا۔"

سارہ نے کہا۔ "ہونا تو یہی چاہیے۔ آپ نے مجھے سوتیلے جلاد بھائیوں کے حوالے کر دیا۔ بیٹی کو خسارے کی چیز سمجھ کر مجھ سے غافل ہو گئے۔ مجھے انتقاماً تم سب کو کنگال کر دینا چاہیے۔"

"ہوش میں تو ہو؟ کیا اپنے باپ کے غضب کو بھول گئی ہو؟"

"آپ بھول رہے ہیں کہ پوری اسرائیلی حکومت مجھ سے خوفزدہ ہے۔ دھیمی آواز میں بات کریں۔ اور تم! میری سوتیلی می! تم مجھے دیکھ کر تیور بدل لیتی تھیں۔ آج سہمی ہوئی سی چپ کیوں ہو؟"

ہیرو نے اس کی سوتیلی ماں کو غُرّا کر دیکھا۔ وہ اپنے شوہر کے پیچھے جا کر بولی "یہاں سے چلیں۔"

سارہ نے کہا "ہاں' یہاں سے جانے کے لیے صرف ایک سفری بیگ اٹھا لو۔ اور دس منٹ کے اندر کوٹھی سے نکل جاؤ۔"

باپ نے کہا "یہ میری کوٹھی ہے۔ تم اس بندر کے ساتھ یہاں سے جاؤ۔ پھر کبھی نہ آنا۔"

سارہ نے گورنس سے کہا۔ "میرے کمرے سے موبائل فون لے آؤ۔"

گورنس فون لے آئی۔ سارہ نے رابطہ قائم کرنے کے بعد کہا۔ "مسٹر برین! میں چاہتی ہوں میری سوتیلی ماں کو دس منٹ کے اندر اس کوٹھی سے نکال دیا جائے۔ دو سوتیلے بھائیوں کو بھی اس طرح نکالا جائے کہ ان کے بدن پر صرف ایک ایک نیکر ہو۔"

اس نے کوئی جواب سنے بغیر فون بند کر دیا۔ پانچ منٹ کے اندر ہی ایک فوجی افسر دو سپاہیوں کے ساتھ اندر آکر بولا۔ "مس سارہ! وہ سوتیلی ماں اور بھائی کون ہیں؟"

سارہ نے اشارے سے بتایا۔ دو سپاہیوں نے ان بھائیوں کے بدن کا لباس پھاڑتے ہوئے کہا۔ "فوراً ننگے ہو جاؤ۔"

آفیسر نے اس کی سوتیلی ماں سے کہا۔ "اگر تم لباس میں رہنا چاہتی ہو تو فوراً کوٹھی سے باہر جاؤ۔"

وہ جاتے ہوئے پلٹ پلٹ کر شوہر کو دیکھتے ہوئے باہر چلی گئی۔ شوہر نے کہا "یہ ظلم ہے' یہ کوٹھی میری ہے۔ یہ سب کچھ قانون کے خلاف ہو رہا ہے۔"

وہ بولی۔ "ڈیڈی! جس کے ہاتھ میں طاقت ہوتی ہے' قانون اس کے حق میں ہوتا ہے۔ اب آپ سے کہتی ہوں' صرف اپنا سفری بیگ لے کر یہاں سے جائیں اور یہ یاد رکھیں کہ آپ اپنے دونوں بیٹوں کی مالی مدد کریں گے اور انہیں کپڑے پہنانا چاہیں گے تو کنگال ہو جائیں گے۔ اگر ان سے قطع تعلق کریں گے تو آپ کا کاروبار اور بینک بیلنس سلامت رہے گا۔"

وہ کھانے میں مصروف ہو گئی۔ باپ اوپر اپنے کمرے میں گیا۔ پھر اپنا سفری بیگ اٹھا کر نیچے آیا۔ ایک نظر بیٹی پر ڈالی۔ اس کے بعد باہر چلا گیا۔

سارہ کھانے کے دوران گورنس کو اپنے تمام حالات سنانے لگی۔ وہ بولی۔ "تم نے اچھا کیا یہاں چلی آئیں۔ یہاں تمہارے کھانے میں کوئی مضر دوا نہیں ملائے گا۔"

"تم نہیں جانتیں۔ ہمارا کوئی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے دماغ پر قبضہ جما کر تمہیں مجبور کر دے گا۔"

"ہاں' ایسا ہوا تو میرے ہاتھ سے تمہیں نقصان پہنچے گا۔ آئندہ تم کیا کرو گی؟"

"فی الحال ہم یہاں رہیں گے۔ یہاں کھانے کا سامان کافی ہے۔ تم ابھی یہاں سے چلی جاؤ تاکہ وہ تمہارے ذریعے ہمیں نقصان نہ پہنچا سکیں۔"

وہ اٹھ کر بولی۔ "تمہیں اس مصیبت کے وقت چھوڑ کر جانے کو جی نہیں چاہتا۔ مگر میرے چلے جانے میں تمہاری بہتری ہے۔"

وہ چلی گئی۔ سارہ نے کھانے کے بعد ہیرو سے کہا۔ "میرے کمرے میں چلو اور چار چھ گھنٹے کے لیے سو جاؤ۔ میں جاگتی رہوں گی۔ آدھی رات کے بعد میں سوؤں گی' تم جاگتے رہنا۔"

وہ کوٹھی کے باہر آکر افسر سے بولی۔ "بہت ضروری کام ہو تو پہلے بیل بجانا۔ میں دروازہ اندر سے بند کر رہی ہوں۔ کیا تمہارا کوئی آدمی اندر ہے؟"

"کوئی نہیں ہے۔ آپ اپنا موبائل نمبر بتائیں۔ چیف نے پوچھا ہے۔"

اس نے نمبر بتا کر دروازے کو اچھی طرح اندر سے بند کر دیا۔ ہیرو نے ہر کمرے' باتھ روم اور اسٹور روم میں گھس کر دیکھا اور لاک کر دیا۔ پھر سارہ اس کے ساتھ اپنے بیڈ روم میں آگئی۔ اس سے بولی "تم اس کمرے کا دروازہ اندر سے بند کر کے سو جاؤ۔ میں دوسرے کمرے میں رہوں گی' کوئی خطرہ ہوگا تو دستک دوں گی۔"

وہ باہر آگئی۔ ہیرو نے دروازے کو اندر سے بند کیا۔ شیشے کی ڈبیا کو سرہانے رکھا پھر دماغ کو ہدایات دے کر سو گیا۔

دوسرے کمرے میں وہ جاگ رہی تھی۔ فون پر اشارہ پا کر اسے آپریٹ کیا پھر بولی "ہیلو' سارہ بول رہی ہوں۔"

"میں برین ہوں۔ تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اسے لے کر کسی بڑے ہوٹل اور کلب میں نہیں گئیں۔"

"میں کوئی ہنگامہ نہیں چاہتی تھی۔ یہاں کھانے کا سامان کافی ہے۔ کچھ روز گزارا ہو جائے گا۔ اس کے بعد کیا ہوگا؟"

"ہیرو کہاں ہے؟"

"آرام کر رہا ہے۔ میری بات کا جواب دو۔"

"سارہ! دوست بن جاؤ۔ ہمیں اس جان لیوا عذاب سے نکالو۔"

"دوستی اب کبھی نہیں ہوگی۔ تم لوگوں پر کبھی بھروسا نہیں ہوگا۔"

"ایک بار اور آزما کر دیکھو۔ ایک موقع اور دو۔"

"دوسری بات کرو۔"

"پلیز سارہ! صرف ایک موقع ہمیں دو پھر......"

وہ سخت لہجے میں بولی۔ "میں کہہ چکی ہوں' دوسری بات کرو ورنہ فون بند کردوں گی۔"

وہ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بولا۔ "ٹھیک ہے۔ تم بھی آرام کرو۔ صبح باتیں ہوں گی۔"

رابطہ ختم ہوگیا۔ برین آدم اسے قائل کرنے کے لیے مزید کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن اطلاع ملی کہ جے پرگولا نے روپوشی ترک کردی ہے۔ خود کو ظاہر کردیا ہے۔ وہ زخمی ہے اور اسے ملٹری اسپتال میں پہنچادیا گیا ہے۔

اس نے اسپتال میں پرگولا سے رابطہ کیا۔ "ہیلو پرگولا! میں انٹیلی جنس کا چیف بول رہا ہوں۔ میرے سوالات کا جواب دو۔"

وہ بولا۔ "پہلے یقین دلاؤ کہ تم واقعی چیف ہو اور فراڈ نہیں ہو۔"

"وہاں جو افسر ہے اسے ریسیور دو۔"

"وہ کمرے کے باہر ہے۔ تم کہو گے میں اسے کمرے میں بلاؤں۔ مگر نہیں بلاؤں گا کیونکہ میرے پہلو میں ایک خوبصورت نرس ہے۔"

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ پانچ منٹ کے بعد دروازے پر دستک ہونے لگی۔ وہ گرج کر بولا۔ "کون بدتمیز ہے؟"

آواز آئی۔ "سر! میں ایک افسر ہوں۔ انٹیلی جنس کے چیف کا فون ہے۔ وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔"

"میں ابھی کمبل سے لپٹا ہوا ہوں۔"

"آپ کمبل چھوڑدیں۔"

"افسوس' کمبل مجھے نہیں چھوڑتا ہے۔ اس سے کہو۔ آدھے گھنٹے بعد فون کرے۔"

گاڈمدر کے گھر سے ذلیل ہو کر فٹ پاتھ پر لنگڑا کر چلنے اور اپنی ساری طاقت کھو دینے کے بعد اسے اب عقل سے کام لینا چاہیے تھا لیکن دوبارہ طاقت حاصل کرنے کے بعد وہ پھر مغرور اور خودسر ہوگیا تھا۔ یہودی خفیہ تنظیم کے بگ برادر کو گھاس نہیں ڈال رہا تھا۔

برین آدم نے آدھے گھنٹے بعد فون کیا۔ اس نے ریسیور اٹھا کر کہا۔ "ہاں' کلیجے میں ٹھنڈک پڑ گئی ہے۔ اب بولو۔"

برین آدم نے کہا "بڑے بڑے طاقتور ایک دوسرے سے تہذیب کے دائرے میں گفتگو کرتے ہیں۔ لیکن تم حد سے زیادہ بدتمیز ہو۔"

"ارے بڑے بھائی! ناراض کیوں ہوتے ہو۔ کام کی بات کرو۔ تم بھی مصروف رہتے ہو اور مجھے بھی نرسیں نہیں چھوڑتی ہیں۔"

"میں تمہیں یہاں سے اٹھوا کر اسپتال کے سب سے تھرڈ کلاس کمرے میں پھنکوا رہا ہوں۔ وہاں فرش پر سویا کرو گے اور وہاں کالی کلوٹی بوڑھی نرسوں کے رحم و کرم پر رہو گے۔"

وہ قہقہہ لگا کر بولا۔ "تم ایسا نہیں کرسکو گے۔ میرے پاس تین ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔"

"ہمارے پاس بھی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی کمی نہیں ہے۔ تمہارے زخم میں مرہم کی جگہ زہر ٹپکا دیا جائے تو وہ تین خیال خوانی کرنے والے تمہیں نہیں بچا سکیں گے۔"

"وہ تینوں تمہارے ملک میں ایسی تباہی پھیلائیں گے کہ تم توبہ کرتے پھرو گے۔ میرا کیا ہے۔ میری ایک جان ہے' وہ تم لے لو۔ تم میرے بعد وہ تینوں وفادار تمہاری نیندیں اڑا دیں گے۔"

"مجھے دھمکیاں نہ دو۔ یہاں نہ جانے کتنے خیال خوانی کرنے والے دشمن آگئے ہیں۔ میں ہر ایک سے نمٹتا رہتا ہوں۔ تمہارا بھی کوئی علاج ڈھونڈ نکالوں گا۔ کوئی برا وقت آنے سے پہلے انسان بن جاؤ۔"

"چلو بن گیا۔ آگے بولو۔"

"تمہارے وہ تینوں خیال خوانی کرنے والے کہاں ہیں؟ ابھی ان سے باتیں کراؤ۔ مجھے اپنی طاقت کا یقین دلاؤ۔"

وہ ذرا پریشان ہوا۔ اس نے سوچ کے ذریعے مرینا' جیری اور تھرمال کو پکارا۔ وہ اس کے تابعدار نہیں تھے اور نہ ہی اس کے اندر موجود تھے۔ اس لیے جواب نہیں ملا۔ وہ بولا۔ "مسٹر چیف! میرے خیال خوانی کرنے والے ایک گھنٹے کے وقفے سے آتے ہیں۔ ان میں سے کوئی آئے گا تو میں بات کراؤں گا۔"

"مجھے صحیح وقت بتاؤ۔ میں فون پر رابطہ کروں گا۔ اسے اپنے ماتحت کی آواز سناؤں گا۔ وہ ماتحت کے اندر آکر مجھ سے بات کرے گا۔"

"مجھ سے ٹھیک ایک گھنٹے بعد رابطہ کرو۔"

رابطہ ختم ہوگیا۔ اس کی پریشانی بڑھ گئی۔ وہ سوچنے لگا کہ اگر تینوں میں سے کسی نے ایک گھنٹے کے اندر رابطہ نہ کیا تو کیا ہوگا؟ اس نے سوچ کے ذریعے مجھے بھی آواز دی۔ "فرہاد علی تیمور! تم کہاں ہو؟"

میں ہیرو کے معاملے میں مصروف تھا۔ یہ دیکھ چکا تھا کہ اس کی ویڈیو فلم تیار ہوگئی ہے۔ سارہ اور ہیرو وہ بنگلا چھوڑ کر جاچکے ہیں اب وہ کیمرا مین اور ڈائریکٹر رہ گئے تھے۔ ڈائریکٹر نے کہا "فلم مجھے دو۔ میں اسٹوڈیو میں لے جاکر اس کی ایڈیٹنگ کروں گا۔ بندر نے ہماری حکومت کے خلاف جو کہا ہے' وہ حصہ کاٹ کر نکال دوں گا۔"

وہ ایڈیٹنگ کے لیے ویڈیو کیسٹ لے کر وہاں سے روانہ ہوا۔ میں نے عادل سے کہا "کار ڈرائیو کرو۔"

وہ ڈرائیو کرنے لگا۔ میں ڈائریکٹر کے دماغ میں تھا۔ وہ جن راستوں سے گزر رہا تھا ان کے مطابق میں عادل کو گائیڈ کر رہا تھا۔ اس طرح اس راستے پر آگیا جہاں سے وہ بھی گزر رہا تھا۔ میں نے اسے گاڑی روکنے پر مجبور کیا پھر عادل سے کہا۔ "وہ سامنے سفید رنگ کی کار ہے۔ اس کی ڈرائیونگ سیٹ پر جو شخص بیٹھا ہے۔ وہ تمہیں ایک ویڈیو کیسٹ دے گا۔ اسے لے آؤ۔"

عادل نے ہدایت پر عمل کیا۔ کار سے اتر کر تیزی سے چلتا ہوا سفید کار کے پاس پہنچا۔ میں ڈائریکٹر کے دماغ میں تھا۔ اس نے وہ کیسٹ عادل کے حوالے کیا۔ اسی وقت ایک شخص دوڑتا ہوا آیا پھر عادل کو نشانے پر رکھتے ہوئے بولا "ہالٹ! وہ کیسٹ مجھے دو۔"

وہ انٹیلی جنس کا سراغرساں تھا۔ ڈائریکٹر کی نگرانی کرنا اور اسے تحفظ دینا اس کی ڈیوٹی تھی لیکن وہ اپنا فرض ادا نہ کرسکا۔ میں اس کی آواز اور لہجہ سن کر اس کے اندر پہنچا پھر اس کی زبان سے بولا۔ "عادل! اب یہ سفید کار لو اور اس میں بیٹھ کر جاؤ۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ نگرانی کرنے والے اور کتنے ہیں۔"

پھر میں نے ریوالور والے جاسوس کی زبان سے ڈائریکٹر کو مخاطب کیا۔ "اے فوراً گاڑی سے اترو۔ ورنہ گولی ماردوں گا۔ کم آن' ہری اپ۔"

وہ سہم کر باہر آگیا۔ عادل نے اس سفید کار کی اسٹیرنگ سیٹ سنبھالی پھر اسے ڈرائیو کرتا ہوا ایک سمت جانے لگا۔ میں توجہ سے دیکھ رہا تھا۔ کوئی دوسری کار اس کے تعاقب میں نہیں تھی۔ میں نے نگرانی کرنے والے جاسوس کو آزاد چھوڑ دیا تھا۔ وہ پریشان ہو کر بولا۔ "یہ کیا ہوا؟ میں نے تو اس سے کیسٹ واپس لینے کے لیے ریوالور نکالا تھا۔"

ڈائریکٹر نے کہا "پریشان ہو کر کیا کرو گے۔ یہ ٹیلی پیتھی کا تماشا تھا۔ ہم دونوں مجبور تھے۔"

جاسوس نے ٹرانسمیٹر نکال کر کہا۔ "ہیلو ہیلو۔ میں جیمز بانڈ زیرو زیرو سیون بول رہا ہوں۔"

ڈائریکٹر نے کہا۔ "یہ کیا کہہ رہے ہو؟ کیا تم جیمز بانڈ ہو اور یہ کیا حماقت ہے۔ ٹرانسمیٹر آن کیے بغیر بول رہے ہو؟"

وہ شکست خوردہ لہجے میں بولا۔ "ہم اس کے خلاف کچھ نہیں کرسکیں گے۔ شاید ٹیکسی میں بیٹھ کر ہیڈ کوارٹر تک جاسکیں۔"

میں نے انہیں چھوڑ کر گاڑی آگے بڑھائی پھر عادل سے کہا۔ "اپنی گاڑی روکو اور انتظار کرو۔ میں آرہا ہوں۔"

تھوڑی دیر بعد میں اس کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے سفید کار چھوڑدی۔ کیسٹ لے کر میرے پاس آگیا۔ ہم دونوں اپنے بنگلے میں واپس آگئے۔

عادل نے ٹی وی اور وی سی آر کو آن کیا۔ اس میں کیسٹ لگایا لیلیٰ اور انا بھی آگئیں۔ ہم سب مختلف صوفوں پر بیٹھ گئے۔ ابتدا میں ایٹمی پلانٹ کی لیبارٹری کا منظر دکھائی دیا۔ ہیرو' سارہ اور سائنس دان ڈاکٹر گولڈ اسٹائن نظر آرہے تھے۔ پھر ہیرو کا انٹرویو سنائی دیا۔ اسکرین پر بار بار ہیرو کا کلوز اپ دکھائی دے رہا تھا۔ میں نے کیمرا مین کو مجبور کیا تھا کہ وہ ہیرو کی آنکھوں کا کلوز اپ زیادہ پیش کرے۔ اس لیے اس کی بڑی بڑی آنکھیں بار بار اسکرین پر آرہی تھیں۔ میں ان میں جھانکتے جھانکتے اس کے دماغ میں پہنچا تو اس نے بے چینی ظاہر کی' نیند میں کسمسایا پھر اٹھ کر بیٹھ گیا۔

بیدار ہونے کے بعد عقل میں بات آئی کہ دماغ میں پرائی سوچ کی لہریں ہیں۔ وہ سانس روکنا چاہتا تھا۔ میں نے کہا "ٹھہرو۔ میں فرہاد ہوں۔ میں نے تمہاری وہ ویڈیو فلم حاصل کرلی ہے۔ ابھی تمہیں اسکرین پر دیکھ رہا ہوں۔"

"پلیز کوڈ ورڈز مقرر کرو تاکہ آئندہ کوئی دشمن آکر دھوکا نہ دے سکے۔"

"ہاں' ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے پاس تمہاری فوٹوگرافس پہنچ گئے ہوں گے۔ میں ابھی کوڈ ورڈ مقرر نہیں کروں گا۔ صبح پہلے سارہ کے ذریعے کہوں گا کہ تمہارے پاس آرہا ہوں پھر میں آؤں گا۔ اس سے پہلے کوئی بھی آئے تو فوراً سانس روک لینا۔"

"میں یہی کروں گا۔"

ایک اور بات' کوڈ ورڈز سارہ کو بھی نہ بتانا۔ دشمن کبھی دھوکے سے اسے ٹریپ کرکے فرہاد بن کر تمہارے پاس آسکتے ہیں۔"

"درست کہتے ہو' میں اسے نہیں بتاؤں گا۔"

"اب آرام سے سو جاؤ۔ میں جارہا ہوں۔"

میں اپنی جگہ حاضر ہوگیا۔ عادل کیسٹ کو ریوائنڈ کر رہا تھا۔ اس نے کہا "بھائی جان! یہ بندر آدمی تو عجیب چیز ہے۔"

میں نے اسے اور انا کو ہیرو کے حالات اختصار سے سنائے پھر کہا "جاؤ۔ آرام کرو۔"

وہ بولا۔ "ادھر دو دنوں سے مسلسل آرام کر رہا ہوں۔ مجھے کوئی کام دیں۔"

"اپنی ہونے والی سسرال کی طرف دھیان دو۔ میں نے انا کے خیال سے پھر انہیں مصیبت سے نکالا ہے۔"

وہ بولی۔ "پاپا! آپ میری ماں اور بھائی بہنوں کی مدد کرتے ہیں تو میں ممنون بھی ہوتی ہوں اور شرمندہ بھی۔"

"تمہیں ممنون نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ہماری بیٹی ہو۔ شرمندہ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ تمہارے میکے والے اپنی کرنی کی سزا پاتے رہتے ہیں۔ اب بھی نہیں سنبھلنا چاہیں گے تو پھر جانتی ہو کیا ہوگا؟"

اس نے پریشان ہو کر پوچھا۔ "کیا ہو گا پاپا؟"

اس کے چہرے پر بلا کی معصومیت تھی۔ اسے پریشان دیکھ کر دکھ ہوا۔ میں نے ہنستے ہوئے کہا "کچھ نہیں ہو گا۔ میری انا کے میکے والوں پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔ میں ایک شرط پر ان کی مدد کرتا رہوں گا۔"

"وہ شرط کیا ہے پاپا؟"

"یہ کہ تم ہمیشہ ہنستی مسکراتی رہا کرو گی۔ میرے گھر میں پھول کھلنے لگتے ہیں۔"

وہ مسکرا کر بولی۔ "یو آر گریٹ پاپا!"

وہ عادل کے ساتھ ڈرائنگ روم سے چلی گئی۔ لیلیٰ کا سر جھکا ہوا تھا۔ وہ اداس تھی۔ مجھ سے اداسی چھپانے کے لیے وہ اٹھ کر کمرے میں چلی آئی۔

میں اس کے جذبات کو سمجھ رہا تھا۔ میں نے انا کو بیٹی کہہ کر اپنا یہ احساس بیان کیا تھا کہ اس کے ہنسنے مسکرانے سے پھول کھلنے کا احساس ہوتا ہے۔

لیلیٰ یہ سوچ کر اداس ہو گئی کہ وہ ماں نہیں بن سکے گی۔ اگر اس کی اولاد ہوتی تو میں اپنی اور اس کی اولاد کے لیے ایسے ہی احساسات کا اظہار کرتا۔ اب میں کیا کر سکتا تھا؟ اسے ازدواجی زندگی کی مسرتیں دے رہا تھا۔ اولاد نہیں دے سکتا تھا۔ یہ میرے بس میں نہیں تھا۔

میں نے پرائی سوچ کی لہریں محسوس کیں پھر جیری نے کوڈ ورڈز ادا کر کے کہا۔ "سر! میں ابھی پر گولا کے پاس گیا تھا۔"

"ہاں' میں بھی بہت پہلے اس کے پاس گیا تھا۔ وہ اسپتال میں عیش کر رہا تھا۔"

"اب وہ پریشان ہے۔ اس نے برین آدم سے کہا ہے کہ ایک گھنٹے بعد اس کا کوئی خیال خوانی کرنے والا اس سے رابطہ کرے گا تو وہ برین آدم کو ثبوت دے گا کہ اس کے ہم تین خیال خوانی کرنے والے اس کے پاس حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ اب ایک گھنٹے کی مہلت ختم ہو رہی ہے اور وہ بار بار سوچ کے ذریعے ہمیں پکار رہا ہے۔"

میں نے کہا "اسے پکارنے دو۔ مرینا اور تھریال سے بھی کہہ دو اس سے ابھی بات نہ کریں' چپ چاپ تماشا دیکھیں۔"

ایک گھنٹے کی مہلت ختم ہو گئی۔ برین آدم نے فون کے ذریعے پوچھا۔ "ہیلو پر گولا! کہاں ہیں تمہارے خیال خوانی کرنے والے؟"

"وہ ابھی نہیں ہیں۔ تھوڑی دیر میں آنے والے ہیں۔"

"کیا وہ تینوں تمہارے پابند نہیں ہیں؟ کیا وقت کی پابندی سے تمہارے پاس نہیں آتے ہیں؟"

"وہ میرے پابند ہیں۔ کہیں مصروف ہوں گے۔ آتے ہی ہوں گے۔"

"صاف صاف کہو۔ میں کب تک انتظار کروں؟"

"بس تھوڑی دیر۔ یہی کوئی ایک گھنٹے میں کوئی ایک ضرور میرے پاس آئے گا۔"

"اچھی بات ہے۔ ایک گھنٹا مزید ائرکنڈیشنڈ کمرے میں رہو۔ اس کے بعد کال کوٹھڑی میں پھنکوا دوں گا۔"

برین آدم نے اس سے رابطہ ختم کیا پھر الپا کے نمبر ڈائل کیے۔ رابطہ ہونے پر کہا "میرے پاس آؤ۔"

وہ ریسیور رکھ کر آ گئی۔ "بگ برادر! میں حاضر ہوں۔"

"سسٹر! ہماری مصروفیات اتنی بڑھ گئی ہیں کہ ہم ایک دوسرے کی خیریت بھی معلوم نہیں کر سکتے۔ تم کل اسپتال سے فارغ کی گئی تھیں' اب کیسی ہو؟"

"بالکل پرفیکٹ ہوں۔ زیادہ سے زیادہ مصروف رہنے کے موڈ میں ہوں۔"

"تو پھر ایک کام کرو۔ پر گولا زخمی ہے۔ تم اس کے دماغ میں چپ چاپ جا کر اس کے چور خیالات پڑھو اور مجھے رپورٹ دو۔"

الپا نے اسپتال کا فون نمبر معلوم کیا پھر نمبر ڈائل کیے۔ تھوڑی دیر بعد پر گولا کی آواز سنائی دی۔ "ہیلو' کون ہے؟"

الپا نے جواب نہیں دیا۔ ریسیور رکھ کر اس کے اندر پہنچ گئی۔ بڑی دیر تک اس کے چور خیالات پڑھتی رہی پھر برین آدم کے پاس آکر بولی۔ "بگ برادر! وہ پر گولا تقریباً کھوکھلا ہو چکا ہے۔ میں اس کے حالات بتانے سے پہلے ایک حیرت انگیز انکشاف کرتی ہوں' کبھی کبھی فرہاد علی تیمور اس کے پاس آتا ہے۔"

برین آدم آرام سے بیٹھا ہوا تھا۔ چونک کر سیدھا ہو گیا۔ پھر بولا "فرہاد علی تیمور؟ کیا وہ اس شیطان کے پاس آتا ہے؟"

"ہاں' پر گولا کے خیالات بتا رہے ہیں کہ وہ نہ دوست ہے' نہ دشمن۔ پچھلے روز اس نے پر گولا کو قبرستان میں گرفتار ہونے سے پہلے بچایا تھا پھر اسے کار سمیت دریا میں ڈبو دیا تھا۔ اس کے بعد دریا سے نکل کر اس کی پٹائی کی تھی۔"

"الپا! تمہارے بیان سے پتا چلتا ہے کہ فرہاد یہاں ہمارے ملک میں موجود ہے۔"

"جی ہاں۔ پر گولا کے چور خیالات یقین سے کہہ رہے ہیں کہ وہ یہاں تل ابیب میں موجود ہیں۔"

"اوہ گاڈ! ہم پر کیسی کیسی آفات نازل ہو رہی ہیں۔ بائی دی وے' یہاں اس کی موجودگی کا کوئی جواز نہیں ہے کیونکہ جو دشمن یہاں آ رہے ہیں' ان کا مقصد غیر معمولی فارمولے حاصل کرنا ہے اور پارس کے پاس مکمل فارمولے موجود ہیں۔ پھر اس کا باپ یہاں کیوں آئے گا؟"

"اس کی آمد نے ایسی تشویش میں مبتلا کر دیا ہے کہ اب ہماری نیندیں اُڑی رہیں گی۔"

"الپا! میں بہت اپ سیٹ ہوں۔ تم پندرہ منٹ کے بعد آؤ۔"

وہ چلی گئی۔ اس نے فون کے ذریعے ٹیری آدم سے رابطہ کیا پھر کہا۔ "اب الپا نے پر گولا کے چور خیالات پڑھے ہیں۔ اس کے

یالات بتا رہے ہیں کہ فرہاد علی تیمور تل ابیب میں موجود ہے۔ الپا ط نہیں کہے گی۔ پھر بھی تصدیق کرنا چاہتا ہوں' تم بھی چپ چاپ کولا کے خیالات پڑھ کر آؤ۔"

وہ چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں اس نے بھی آکر تصدیق کر دی۔ ین آدم نے کہا "ٹیری! ہماری تنظیم بڑے ہی آزمائشی دور سے گزر ہی ہے۔ پہلے غیر معمولی فارمولے حاصل کرنے والے دشمن ئے۔ پھر عکس منتقل کرنے والی مافیا پہنچ گئی۔ مافیا کے بعد کسی عادل نے تہلکہ مچایا۔ اس کے بعد پر گولا مصیبت بن گیا۔ سپر ماسٹر کی ٹیم ئی۔ مرینا یہاں پہنچی ہوئی ہے۔ یہ تمام آفات کیا کم تھیں کہ فرہاد دھمکا ہے۔ اس کی آمد کی خبر سے ہی دم رکتا ہوا سا لگ رہا ہے۔"

"بگ برادر! پتا نہیں وہ کب سے یہاں ہے اور آج ہمیں علوم ہو رہا ہے۔ جب تک بخار نہیں آتا' تب تک آدمی اس سے ؟ کر رہنے کے جتن کرتا ہے جب آ ہی جاتا ہے تو تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق بخار سے لڑنا ہی پڑتا ہے۔ دنیا کے ہر بخار کا علاج ہے۔ فرہاد ملیریا بخار ہے۔ چڑھتا اترتا رہتا ہے لیکن اس کا بھی علاج ۔کن ہوتا ہے۔"

"ہاں' اب تو اس سے بھی نمٹنا ہو گا۔ معلوم کرو' وہ کہاں ہے ور کس بھیس میں ہے؟"

ٹیری آدم چلا گیا۔ برین آدم نے فون کے ذریعے ایکسرے مین رٹن کو میرے متعلق بتایا۔ وہ بھی سن کر سکتے میں رہ گیا۔ سارہ کے عاملے میں وہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر بہت بڑا نقصان اٹھا رہا ھا۔ بے نقاب ہوتے ہوتے رہ گیا تھا۔ پھر ہیرو جیسے عجوبے نے ایک خطرناک کیپسول کے ذریعے ان سب کی گردنوں کو دبوچ رکھا تھا۔ یسے میں میری موجودگی کی اطلاع نے اس کی حالت ایسی کر دی جیسے غبارے سے ہوا نکلنے لگی ہو۔ اگر مجھے فوراً ہی اسرائیل سے نہ بھگایا گیا تو ان سب کے غباروں سے ہوا نکل جائے گی اور وہ طاقت کے زُعم میں پھولے ہوئے لوگ پچک کر رہ جائیں گے۔

ایکسرے مین مارٹن نے شکستہ سی آواز میں کہا۔ "اوہ برادر برین! یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ پر گولا اور بندر آدمی سے بڑا شیطان یہاں کیوں آ گیا ہے؟ یہ ہماری لاعلمی میں کیا کرتا پھر رہا ہے؟"

سر! اس خطرناک کیپسول سے لاکھوں افراد مریں گے۔ تل ابیب کھنڈر ہو جائے گا۔ اس کے باوجود ہم زیادہ خوفزدہ نہیں ہیں کیونکہ کسی حکمت عملی سے کیپسول حاصل کر لیں گے۔ لیکن فرہاد سے کیسے نجات حاصل کی جائے؟"

"سب سے زیادہ تشویش کی بات یہ ہے کہ فرہاد کو اس کیپسول کی ہوا لگ جائے۔ اس کے کانوں میں بھنک پڑے گی تو اس کیپسول کو حاصل کرنے کے لیے وہ ہماری جڑوں میں گھس آئے گا۔"

ایکسرے مین نے ریسیور رکھ دیا تھا اور خیال خوانی کے ذریعے باتیں کر رہا تھا اس کے ساتھ ہی اپنی ایک خاص ڈائری کھول کر پڑھ رہا تھا۔ اس نے زندگی گزارنے اور مشکل حالات سے نمٹنے کے زرّیں اصول لکھ رکھے تھے۔ ایک صفحے پر لکھا ہوا تھا۔ "کیا کرتے ہو؟ کیوں پریشان ہو؟ دنیا کی کوئی پریشانی اور مصیبت آدمی کو جان سے نہیں مارتی ہے۔ صرف ہلکان کرتی ہے۔ کیوں تمہارا دم نکلا جا رہا ہے؟ اس ہدایت پر فوراً عمل کرو۔ آرام سے ٹیک لگا کر بیٹھ جاؤ۔ آنکھیں بند کر لو۔ اگر کسی دشمن کے متعلق سوچ رہے ہو تو اسے تصور میں دیکھ کر مسکراؤ۔ اسے آفتِ جاں نہ سمجھو۔ وہ تمہاری طرح انسان ہے۔ تمہاری طرح اس کی بھی کچھ کمزوریاں اور اہم ضرورتیں ہوں گی۔ سوچو کہ ان کمزوریوں سے کیسے کھیل سکتے ہو۔ جب کچھ سمجھ میں نہ آئے تو اس سے دوستی کرو۔ کیونکہ آدمی دشمن بن کر دور رہتا ہے اور دوست بن کر شہ رگ کے قریب پہنچ جاتا ہے۔ یوں سوچنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے آدھے گھنٹے تک بالکل خاموش رہو۔ کچھ نہ سوچو۔ ذہن کو خالی رکھنے کی کوشش کرو۔ آدھے گھنٹے کے بعد موجودہ مسئلے پر غور کرو۔"

ایکسرے مین مارٹن نے ڈائری بند کر دی پھر برین آدم سے کہا۔ "میرے مشورے پر عمل کرو۔ آدھے گھنٹے تک کسی سے رابطہ نہ کرو۔ کسی مسئلے پر غور نہ کرو۔ آرام سے ٹیک لگا کر بیٹھ جاؤ اور ذہن کو خالی رکھنے کی کوشش کرو۔ پھر فرہاد کے بارے میں سوچو کہ اس کا کیا کیا جائے۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر یہی عمل کرنے لگا۔ آرام سے ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بعد آنکھیں بند کر لیں۔ دماغ کے دروازے بند کرنے کے بعد ذہن کو تمام خیالات سے خالی کرنے لگا۔ اگرچہ ذہن کبھی سوچ سے خالی نہیں رہتا ہے پھر بھی کوشش کرتے رہنے سے فکر و تردّد سے بڑی حد تک نجات مل جاتی ہے۔ وہ دماغ جو پریشانی سے سوچتے سوچتے تھکنے لگتا ہے' اسے یک گونہ سکون مل جاتا ہے۔ تھکن مٹ جاتی ہے پھر ذہن تازہ دم ہو کر سوچنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

وہ آدھے گھنٹے تک خالی الذہن اور پُرسکون حالت میں بیٹھے رہنے کی کوشش کرتا رہا پھر پندرہ منٹ تک میرے مسئلے پر غور کرتا رہا۔ اس کے بعد برین آدم کے پاس آکر بولا۔ "فرہاد سے دوستانہ انداز اختیار کرو۔ ایک طویل عرصے سے ہمارے اور اس کے درمیان کوئی نیا اختلاف پیدا نہیں ہوا ہے۔ ہماری طرف سے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا ہے۔ ایسے میں دوستانہ ماحول پیدا ہو گا۔ اگر اسے ہم سے کوئی شکایت ہو گی تو ہم بڑی فراخدلی سے فوراً اسے دور کریں گے۔"

"اس سے رابطہ کیسے کیا جائے؟ پتا نہیں وہ اس شہر میں کہاں ہے؟"

"فرانسیسی ملٹری انٹیلی جنس کے چیف سے رابطہ کرو۔ فرہاد کے متعلق معلومات حاصل ہو جائیں گی۔"

اس نے ہدایت پر عمل کیا۔ ہاٹ لائن پر رابطہ ہو گیا۔ اس نے اپنا تعارف کرایا کہ وہ اسرائیلی ملٹری انٹیلی جنس کا چیف ہے

اور مسٹر فرہاد علی تیمور سے بات کرنا چاہتا ہے۔ جواب میں بتایا گیا کہ مسٹر فرہاد پیرس میں ہیں۔ مجھ سے رابطے کے لیے اسے میرا فون نمبر بھی بتا دیا گیا۔

فرانسیسی انٹیلی جنس کے چیف نے رابطہ ختم کرنے کے بعد ڈی فرہاد سے رابطہ کیا۔ پوی نے ریسیور اٹھایا۔ چیف نے کہا "میڈم! اسرائیلی انٹیلی جنس کا چیف مسٹر فرہاد سے گفتگو کرنا چاہتا ہے۔ میں نے ہدایات کے مطابق یہ نمبر دے دیا ہے۔ آپ مسٹر ڈی فرہاد کو انفارم کریں۔ شکریہ۔"

رابطہ ختم ہوگیا۔ پوی نے ریسیور رکھ کر آواز دی۔ "ڈی! تم کہاں ہوں؟ کم اوور ہیر۔"

میں پچھلے کسی باب میں پوی اور ڈی فرہاد یعنی ڈی فرہاد کے متعلق بیان کرچکا ہوں۔ جناب تبریزی صاحب نے پوی کو ہدایت کی تھی کہ اسے شادی کرکے ازدواجی زندگی گزارنا چاہیے۔ وہ میرے سوا کسی دوسرے کو قبول کرنا نہیں چاہتی تھی۔ بزرگ نے سمجھایا۔ تم ڈی فرہاد کے ساتھ چھوٹی بڑی مہمات میں حصہ لیتی ہو پھر تمہارا دل اس کی طرف مائل ہوگا تو شادی کرلینا۔

وہ ایک طویل عرصے تک ڈی فرہاد کے ساتھ رہی پھر اس سے متاثر ہو کر شادی کرلی۔ اب وہ دونوں ایک بنگلے میں رہنے لگے تھے۔ ڈی نے کمرے میں آکر پوچھا۔ "ویل پوی! کیا بات ہے؟"

اسی وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ پوی نے کہا۔ "اسرائیلی انٹیلی جنس کا چیف تم سے باتیں کرے گا۔ تمہیں جو ہدایات دی گئی ہیں۔ اس پر عمل کرو۔" وہ فون کے پاس آیا۔ پھر ریسیور اٹھا کر بولا "ہیلو؟ کون؟"

"میں اسرائیلی انٹیلی جنس کا چیف ہوں۔ مسٹر فرہاد علی تیمور سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"آپ فرہاد سے بات کررہے ہیں۔"

برین آدم نے صاف طور سے میری آواز اور میرے لہجے کو سمجھا اور یقین کیا کہ میں ہی بول رہا ہوں۔ پھر بھی اس نے پوچھا۔ "آ...... آپ بول رہے ہیں؟ کیا آپ پیرس میں ہیں؟"

ڈی نے بالکل میرے انداز میں پوچھا۔ "آپ کے خیال میں مجھے کہاں ہونا چاہیے؟"

"ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ تل ابیب میں ہیں۔"

"آپ کی معلومات غلط ہیں۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ کن ذرائع سے وہاں میری موجودگی کا یقین ہورہا ہے؟"

"جی ہاں۔ ہمارے خیال خوانی کرنے والوں نے پرگولا کے چور خیالات پڑھے تھے۔"

"یہ پرگولا کیا چیز ہے؟"

"میں جے پرگولا کی بات کررہا ہوں۔ وہ بڑا ہی شیطان جادوگر ہے۔ اس کے قبضے میں تین ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ آج کل وہ زخمی ہے اس لیے آسانی سے اس کے چور خیالات پڑھے گئے۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ چور خیالات سے صحیح معلومات حاصل ہوتی ہیں۔"

"اس کے چور خیالات نے کیا کہا ہے؟"

"یہی کہ فرہاد پرگولا کا دوست ہے نہ دشمن۔ مگر وہ اس کے پاس آکر کبھی اسے نقصان پہنچاتا ہے اور کبھی اسے بڑی مصیبتوں سے نکالتا ہے۔"

"وہ کوئی مسخرہ ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے۔ فرہاد بن کر پرگولا کے دماغ میں آتا ہے۔"

"پلیز! آپ ہماری مشکل آسان کردیں۔ ہمیں ذہنی الجھنوں سے نکال دیں۔"

"میں آپ کے لیے کیا کرسکتا ہوں؟"

"دیکھیے۔ کوئی آپ کے نام سے یہاں واردات کررہا ہے۔ آپ کو بدنام کررہا ہے۔ آپ......"

ڈی نے بات کاٹ کر کہا۔ "مجھے کوئی بدنام نہیں کرسکتا۔ میری فکر نہ کرو۔ اپنی بات کرو۔"

"اپنی بات یہ ہے کہ پلیز! کسی طرح ثابت کردیں کہ آپ اصلی ہیں اور پرگولا کے پاس آنے والا فراڈ ہے۔"

"یہ ثابت کرنا کون سی بڑی بات ہے۔ تم اپنے کسی خیال خوانی کرنے والے سے کہو کہ وہ میری آواز اور لہجے کو گرفت میں لے۔ یہ وہی آواز اور لہجہ ہے جو تم لوگوں کے ریکارڈ روم میں محفوظ ہے۔ تمہارا ٹیلی پیتھی جاننے والا جس کے دماغ میں پہنچے گا' وہی اصلی فرہاد ہوگا۔"

"ہمارا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا آپ کی آواز سن رہا ہے اور ابھی آپ کے پاس آرہا ہے۔"

ڈی فرہاد نے ریسیور رکھ دیا۔ ٹیری نے آکر کہا "سر! میں اسرائیلی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہوں۔"

"میں تمہارا آقا یا تم سے بڑا عہدیدار نہیں ہوں۔ مجھے سر کیوں کہہ رہے ہو؟"

"سر! آپ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں سب سے بزرگ اور سب سے زیادہ تجربہ کار ہیں' میں احتراماً سر کہہ رہا ہوں۔"

"کیا تم نے پرگولا کے دماغ میں کسی فرہاد کو بولتے سنا ہے؟"

"تو سر! صرف اس کے چور خیالات پڑھنے سے معلوم ہوا کہ یہاں بھی کوئی فرہاد موجود ہے۔"

"کیا ایک کام کروگے؟"

"سر! آپ حکم دیں۔"

"جب کبھی تم اس فرہاد کو پرگولا کے اندر بولتے ہوئے سنو تو فوراً مجھے اطلاع دو۔ میں اس کی اصلیت معلوم کرنے کی کوشش کروں گا۔"

"آل رائٹ سر! میں آپ کو فوراً اطلاع دوں گا۔"

"اب جاؤ۔" ڈی فرہاد نے سانس روک لی۔ ٹیری نے برین

آدم کے پاس آکر ڈی فرہاد سے ہونے والی گفتگو سنائی پھر کہا "بگ برادر! مجھے یقین ہے کہ میں زندگی میں پہلی بار اصلی فرہاد کے اندر رہ کر آیا ہوں۔ میں بیان نہیں کرسکتا کہ اس کی شخصیت میں کتنا رعب اور دبدبہ ہے۔"

برین آدم نے کہا۔ "ہاں اس کی باتوں سے پتا چلتا ہے کہ وہ بھی کسی نقلی فرہاد کو پرگولا کے دماغ میں آکر پکڑنا چاہتا ہے۔"

"جی ہاں۔ اگر ہم نقلی فرہاد سے رابطہ کرلیں اور اس سے گفتگو کے دوران اصلی فرہاد کو بلا کر لے آئیں تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے گا۔"

"تم جاؤ اور سوچو کہ پرگولا کے پاس آنے والے فرہاد سے کیسے رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ آدھے گھنٹے بعد آؤ۔"

ٹیری آدم چلا گیا۔ اس نے فون کے ذریعے ایکسرے مین مارٹن لوٹیری اور ڈی فرہاد کی گفتگو سنائی۔ ایکسرے مین مارٹن نے کہا۔ "مجھے بھی وہ پیرس والا فرہاد اصلی لگ رہا ہے۔ لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ یہاں والا فرہاد اصلی ہو اور پیرس سے وہ اصلی بن کر بول رہا ہو۔ ہم اپنے طور پر اصل کو پرکھنے کے بعد ہی مطمئن ہوں گے۔"

"پرابلم یہ ہے کہ جو فرہاد یہاں ہے' اس سے کیسے رابطہ کیا جائے؟"

"ایک راستہ ہے۔ ریڈیو' ٹی وی اور اخبارات کے ذریعے اعلان کیا جائے کہ ہم اس سے دو باتیں کرنا چاہتے ہیں۔"

"سر! ریڈیو' ٹی وی اور اخبارات میں فرہاد علی تیمور کا نام آئے گا تو یہودی خوفزدہ ہوں گے۔ سپر پاور امریکا نہیں چاہے گا کہ ہم فرہاد سے دوستانہ رویّہ رکھیں۔ سپر ماسٹر اور دوسری خطرناک تنظیمیں اپنے طور پر چالیں چلیں گی۔"

"ہم اعلان میں یہ نہیں کہیں گے کہ فرہاد سے ملنا چاہتے ہیں۔ بلکہ یہ شائع کیا جائے گا کہ مسٹر ایف اے ٹی سے ملنا چاہتے ہیں یہ ایف اے ٹی' فرہاد علی تیمور کا مخفف ہے۔ پھر یہ ظاہر نہیں ہوگا کہ ہم ملنا چاہتے ہیں۔ ایک فون نمبر شائع کیا جائے گا۔ فرہاد اس نمبر پر ضرور رابطہ کرے گا۔"

"آل رائٹ سر! میں اس تدبیر پر ابھی عمل کراتا ہوں۔"

"وہ فون کے ذریعے اپنے ماتحتوں کو اس اعلان کے بارے میں ہدایات دینے لگا۔ ایکسرے مین نے کہا۔ "اصلی اور ڈی فرہاد کے مسئلے میں الجھنے سے کیپسول کا مسئلہ ویسے کا ویسا ہی ہے۔"

"سر! فی الوقت تو یہی بات سمجھ میں آرہی ہے کہ سارہ اور ہیرو کوٹھی کے اندر ہیں۔ وہ ایک ہی کمرے میں یا دو الگ کمروں میں سو رہے ہوں گے۔ ان کمروں میں ایسی زود اثر گیس چھوڑی جائے کہ انہیں بیدار ہونے کا موقع نہ ملے اور وہ بے ہوش ہوجائیں یا مر جائیں۔"

"نہیں مسٹر برین! ہیرو کی قوتِ برداشت بہت زیادہ ہے۔ وہ فوراً ہی بے ہوش نہیں ہوگا۔ غفلت طاری ہونے سے پہلے اس کیپسول کے ذریعے قیامت برپا کردے گا۔"

اونٹ کسی کروٹ نہیں بیٹھ رہا تھا۔ لاکھوں افراد کی جان جانے والی تھی۔ سارہ اور ہیرو باری باری آرام سے سو رہے تھے۔ یہودی اکابرین کی نیندیں اڑی ہوئی تھیں۔ انہوں نے وہ کیپسول بم عرب ممالک اور دوسرے اسلامی ممالک کو تباہ کرنے کے لیے بنایا تھا اور جو گڑھا کھودا تھا' اس میں وہ خود گرنے والے تھے۔

دوسری صبح میں نے سارہ کے دماغ میں چپکے سے آکر دیکھا۔ دونوں ناشتے کی میز پر تھے۔ میں نے موبائل فون کا نمبر معلوم کیا پھر نمبر ڈائل کرنے لگا۔ میں خیال خوانی کے ذریعے بھی سارہ سے باتیں کرسکتا تھا لیکن اسے احساس نہیں دلانا چاہتا تھا کہ وہ دماغی طور پر ہماری محکوم ہے۔ رابطہ قائم ہونے پر میں نے کہا "فرہاد بول رہا ہوں۔ تم دونوں خیریت سے ہو؟"

وہ خوش ہو کر بولی۔ "ابھی تک تو خیریت ہے۔ تم سے باتیں کرکے احساس ہوتا ہے کہ ہم تنہا نہیں ہیں۔"

"ہیرو سے کہو' میں اس کے دماغ میں آرہا ہوں۔"

سارہ نے ہیرو سے کہا۔ اس نے مسکرا کر سر ہلایا۔ میں نے اس کے پاس پہنچ کر کہا "ہیلو ہیرو! میں فرہاد ہوں۔ ہمارے درمیان یہ کوڈ ورڈز رہیں گے۔ حیات انسانی مبارک ہو۔ مبارک ہو۔"

وہ سوچ کے ذریعے بولا۔ "بڑے تعمیری کوڈ ورڈز ہیں۔ ان سے میرا حوصلہ بڑھے گا کہ مجھے زیادہ سے زیادہ انسان بنتے رہنا ہے۔ بائی دی وے' ایک گھنٹا پہلے دو بار کسی نے میرے اندر آنے کی کوشش کی تھی۔ میں نے ہر بار سانس روک لی۔"

"تم نے اچھا کیا۔ وہ لوگ تمہارا فوٹوگراف دیکھ کر تمہارے اندر آنا اور جگہ بنانا چاہتے ہیں۔"

"اب تک ان کی سمجھ میں آجانا چاہیے کہ ہم وہ کیپسول کبھی ان کے حوالے نہیں کریں گے۔ اتنے انکار کے باوجود وہ پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔"

"اس میں شبہ نہیں کہ وہ کیپسول انتہائی خطرناک ہے۔ تمہیں بھی سنجیدگی سے سوچنا چاہیے کہ اسے کب تک اپنے پاس رکھوگے؟"

"جب تک ہمیں محفوظ اور پرامن زندگی کی ضمانت نہیں ملے گی۔"

"اگر میں ضمانت دوں کہ تم دونوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا تو؟"

"کیا تم چاہتے ہو کہ یہ کیپسول ان کے حوالے کردیا جائے؟"

"میں کبھی یہ نہیں چاہوں گا۔ ہاں لاکھوں افراد کی جانیں بچانے کے لیے اس کیپسول بم کو ناکارہ بنانا چاہوں گا۔"

"کیا تم اسے بے ضرر بنا سکتے ہو؟ پھر اس کے بے ضرر ہونے کے بعد ہمیں کس طرح تحفظ حاصل ہوگا؟"

"تمہارے پاس ویسی ہی شیشے کی ڈبیا رہے گی اور اس میں ویسا

ہی ہو بہو نقلی کیپسول رہے گا۔ یہودی اکابرین اسے اصل سمجھتے ہوئے ہمیشہ خوفزدہ اور تابعدار رہیں گے۔"

"سچ پوچھو تو میں بھی یہ خطرناک چیز سارہ کے قریب رکھنا نہیں چاہتا۔ اس کے حسن کو' معصومیت کو اور محبت کو دیکھ کر دل کہتا ہے' یہ دنیا بہت خوبصورت ہے۔ اسے کیپسول سے تباہ نہیں ہونا چاہیے۔"

ہیرو کمپیوٹر کے ذریعے سارہ کو بتا رہا تھا کہ ہمارے درمیان کیا باتیں ہو رہی ہیں۔ سارہ نے پوچھا "مسٹر فرہاد! آپ کیپسول اور شیشے کی ڈبیا کی نقل کیسے تیار کریں گے۔ یہ چیزیں آپ نے دیکھی نہیں ہیں۔"

"میں دیکھ لوں گا۔ ہماری پاس ایسے آلات ہیں' جو کسی کے عکس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے ہیں۔ میں چاہوں تو میرا عکس تم لوگوں کے پاس آسکتا ہے اور تم لوگوں کا عکس میرے پاس پہنچ سکتا ہے۔"

سارہ نے کہا۔ "یہ عکس والی بات میں نے اخبارات میں پڑھی تھی۔ ایک حسین لڑکی کا عکس ایک بینک میں آیا تھا اور بینک لوٹ کر چلا گیا تھا۔"

میں نے کہا "اس لڑکی کا نام اتالاتا ہے۔ وہ اپنے محبوب عادل کے ساتھ تمہارے پاس آئے گی۔ پھر عکس منتقل کرکے جیسے تماشے دکھائے جاتے ہیں' وہ دونوں ویسے ہی تماشے دکھائیں گے۔"

"وہ دونوں کب آرہے ہیں؟"

"تم برین آدم سے کہو وہ دونوں تمہارے پاس آرہے ہیں۔ انہیں روکا نہ جائے اور نہ ہی ان کے سامان کی تلاشی لی جائے۔"

اس نے فون کے ذریعے رابطہ کیا پھر کہا "مسٹر برین! میرے دو مہمان کوٹھی میں مجھ سے ملنے آرہے ہیں۔ اپنے آدمیوں سے کہہ دو کہ کوئی انہیں نہ روکے اور نہ ہی ان کے سامان کی تلاشی لے۔ ایسا ہوا تو بہت برا ہوگا۔"

"تم جیسا چاہتی ہو ویسا ہی ہوگا۔ کیا پوچھ سکتا ہوں کہ وہ دو مہمان کون ہیں؟"

"کوٹھی کے احاطے میں آکر کھڑے ہو جاؤ۔ انہیں دیکھ لو گے۔"

"میرے ماتحت ان کی تصویریں اتار لیں گے۔ میں ان کی تصاویر دیکھوں گا۔"

سارہ نے میری مرضی کے مطابق کہا۔ "نہیں مسٹر! ان کی ایک بھی تصویر نہیں اتاری جائے گی۔ آپ اپنے ماتحتوں کو یہ باتیں اچھی طرح سمجھا دیں۔ وہ ایک گھنٹے کے اندر یہاں پہنچنے والے ہیں۔"

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ یہ بات تمام اعلیٰ حکام فوجی افسران اور آدم برادرز تک پہنچ گئی کہ سارہ کے دو مہمان اس سے ملنے آرہے ہیں۔ کوٹھی کے احاطے میں اور گیٹ پر دیکھتے ہی دیکھتے خفیہ کیمرے نصب ہو گئے۔ جب اتا اور عادل ایک کار میں بیٹھ کر وہاں آئے' احاطے میں داخل ہوئے اور سامان اٹھا کر کوٹھی کے اندر گئے تو انہیں پتا نہ چلا کہ ان کی متعدد تصاویر اتاری جا چکی ہیں۔

اتا نے سارہ سے اور عادل نے ہیرو سے مصافحہ کیا۔ وہ ایک دوسرے سے اپنا تعارف کرانے لگے۔ سارہ نے مسکرا کر پوچھا۔ "اتا! تم وہی ہو نا جس نے بینک میں ڈاکا ڈالا تھا؟"

اتا نے عادل کے بازو سے لگ کر کہا "ہاں' وہیں میرے محبوب سے میری پہلی ملاقات ہوئی تھی۔ میں نے بینک لوٹا' عادل نے میرا دل لوٹ لیا۔"

سارہ نے ہیرو کے پاس آکر اس کے بازو سے لگ کر کہا۔ "جب میرے اپنے سگے میرے لیے درندے بن رہے تھے اور ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا شیطان میری آبرو لوٹنا چاہتا تھا تب میرے ہیرو سے میری پہلی ملاقات ہوئی تھی۔ میں نے اپنے جسم و جان کے جملہ حقوق اپنے ہیرو کے نام کر دیے ہیں۔"

وہ ایک دوسرے کو اپنی اپنی باتیں بتاتے رہے۔ ہنستے بولتے اور بے تکلف ہوتے رہے۔ پھر عادل نے ایک باکس کھولتے ہوئے کہا۔ "ہیرو! تم کمپیوٹر آپریٹ کرتے ہو۔ جدید ٹیکنالوجی کو سمجھتے ہو۔ اس لیے عکس منتقل کرنے والے ان آلات کو آسانی سے سمجھ لو گے۔"

وہ باکس میں سے آلات نکال کر ان کی تفصیلات بیان کرنے لگا۔ ہیرو انہیں غور سے دیکھ رہا تھا۔ عادل کی باتیں توجہ سے سن رہا تھا اور عکس منتقل کرنے کی تکنیک کو اچھی طرح سمجھ رہا تھا۔

پھر انہوں نے ایک بڑے سے ٹی وی کے قریب لائٹس آن کی۔ اتا ساؤنڈ مشین کے پاس بیٹھ کر سارہ کو اس مشین کے متعلق سمجھانے لگی۔ عادل نے کیمرا ہیرو پر فوکس کرکے اسے آن کیا۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے عادل سے کہہ دیا تھا کہ میں اپنی جگہ تیار ہوں' وہ کیمرا آن کرے۔

لیلیٰ گلے میں لاکٹ پہنے میرے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ کیمرا آن ہوتے ہی ہیرو عکس کی صورت میں ہمارے سامنے حاضر ہو گیا۔ میں نے کہا "خوش آمدید ہیرو! اس وقت تم میرے سامنے ہو اور اپنے کمرے کے ٹی وی اسکرین پر مجھے دیکھ سکتے ہو۔"

اس نے مسکرا کر مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ میں نے کہا "افسوس' تم یہاں سر سے پاؤں تک حاضر رہنے کے باوجود کسی سے مصافحہ نہیں کر سکو گے۔ کسی چیز کو پکڑ نہیں سکو گے۔"

وہ میز کے پاس آیا۔ وہاں رکھے ہوئے کمپیوٹر کو آپریٹ کیا۔ اپنی تحریر سے بولا۔ "مسٹر فرہاد! یہ تو کمال کی تکنیک ہے۔ میں کسی بھی چار دیواری میں محفوظ رہ کر پورے تل ابیب کی سیر کر سکتا ہوں۔ تمام شہری مجھے دیکھیں گے مگر مجھے چھو نہیں سکیں گے۔ مجھے پتھر یا گولی نہیں مار سکیں گے۔"

"بے شک' یہ تکنیک تمہارے بہت کام آئے گی۔ ابھی میں

ابھی تمہارے کمرے میں تم سب کے درمیان آنے والا ہوں۔"

"یو آر موسٹ ویلکم مسٹر فرہاد! آپ آئیں۔ ہم یہاں بیٹھ کر باتیں کریں گے۔"

"میں آنے سے پہلے اس شیشے کی ڈبیا اور کیپسول کو قریب سے دیکھنا چاہتا ہوں۔ تم انہیں کیمرے کے سامنے اپنی ہتھیلی پر رکھو۔ میں ان کی تصاویر اتاروں گا۔"

اس نے یہی کیا۔ انہیں جیب سے نکال کر ہتھیلی پر رکھا وہ ڈبیا اور کیپسول میری نگاہوں کے بالکل قریب تھے۔ میں نے ساکت کیمرے سے کئی تصاویر اتاریں پھر کہا "شکریہ' انہیں جیب رکھ لو۔"

پھر میں نے اتا سے کہا "اب تم لاکٹ پہن لو۔ میں آرہا ہوں۔"

اس نے پرس سے ایک لاکٹ نکال کر پہن لیا۔ ادھر ہمارا کیمرا پہلے ہی آن تھا۔ لیلیٰ نے اپنا لاکٹ گلے سے اتار کر اپنی مٹھی میں چھپا لیا تھا۔ یوں ہم دونوں اتا' سارہ' ہیرو اور عادل کے درمیان پہنچ گئے۔

سارا اور ہیرو ہمیں دیکھ کر خوش ہو رہے تھے۔ سارہ اپنی زبان سے اور ہیرو اپنے کمپیوٹر سے بے انتہا مسرتوں کا اظہار کر رہے تھے۔ سارہ نے کہا۔ "یہ تو ایسا جادو ہے کہ میں اور ہیرو کبھی تنہا نہیں رہیں گے۔ ہمیشہ اپنے آپ کو ایک بڑے خاندان کے درمیان دیکھتے رہیں گے۔"

لیلیٰ نے کہا۔ "پھر تو یہ طے کر لو کہ ہمارے درمیان ایسا مضبوط اعتماد قائم رہے گا' جس کے نتیجے میں ہم ایک ہی خاندان کے افراد کہلاتے رہیں گے۔"

ہیرو ہنسنے لگا۔ اس کا کمپیوٹر کہہ رہا تھا۔ "مجھے اس بات پر ہنسی آرہی ہے کہ باہر سخت پہرا لگا ہے۔ کسی کو خبر نہیں ہے کہ دو مہمانوں کے بعد آپ دونوں بھی یہاں تشریف لے آئے ہیں اور جب میں یہاں سے جاؤں گا تب بھی انہیں خبر نہیں ہوگی۔ ان کے افسران انہیں اطلاع دیں گے کہ میں شہر میں گھوم رہا ہوں۔"

سارہ نے کہا "میں بھی اپنے ہیرو کے ساتھ باہر جاؤں گی۔"

میں نے کہا "ابھی نہیں۔ دن کے وقت شہر میں نکلو گے تو سورج کی روشنی میں دھندلے سے نظر آؤ گے۔ آج رات کو تفریح کے لیے جاؤ۔ اور یہودی اکابرین کو اپنے پروگرام سے آگاہ کر دو۔"

سارہ نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کیے۔ رابطہ قائم ہونے پر انٹیلی جنس کے افسر کی آواز سنائی دی۔ وہ بولی۔ "مسٹر برین آدم کو بلاؤ۔ میں سارہ بول رہی ہوں۔"

ایک کمرے میں برین آدم اور بلیک آدم کے علاوہ فوج کے دو بہت بڑے افسر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے میز پر اتا اور عادل کی بے شمار تصویریں بکھری ہوئی تھیں۔ برین آدم کہہ رہا تھا۔ "یہ وہی لڑکی ہے' جس نے بینک میں ڈاکا ڈالا تھا اور یہ نوجوان بینک سے لوٹی ہوئی رقم واپس کرنے آیا تھا۔ اس نے اپنا نام ہیری بتایا تھا۔ یہ دونوں اس بندر آدمی سے ملنے سارہ کی کوٹھی میں گئے ہیں۔ پتا نہیں کوٹھی کے اندر کیا کھچڑی پک رہی ہوگی؟"

افسر نے کمرے میں آکر کہا۔ "سر! سارہ کا فون ہے۔"

برین آدم نے سامنے رکھے ہوئے فون کا ریسیور اٹھا کر کہا۔ "ہیلو سارہ! میں برین بول رہا ہوں۔"

وہ بولی۔ "ہماری ایک رات خیریت سے گزری۔ ہم یہ دوسرا دن گزار رہے ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کب تک ہوتا رہے گا؟"

"ہمیں بھی یہی فکر اور پریشانی ہے۔ ہم پچھلی رات سے جاگ رہے ہیں۔ دل اور دماغ میں یہ خوف سما گیا ہے کہ وہ کیپسول کسی بھی وقت ایک معمولی سی غلطی سے پھٹ پڑے گا۔"

"یہ پریشانی تو ہمیں بھی ہے۔ خاص طور پر میں نہیں چاہتی کہ میرا... ملک اور میری قوم تباہ ہو جائے۔"

"سارہ! ہم تمہیں خدا کا واسطہ دیتے ہیں' اس کیپسول کو جلد از جلد ائر کنڈیشنڈ اسٹور میں پہنچانے دو۔"

"پھر ہمارا کیا بنے گا؟"

"تم پورے ملک اور قوم کو تباہی سے بچاؤ گی۔ تمہیں انعام و اکرام سے نوازا جائے گا۔ پوری قوم تمہیں اور ہیرو کو سر آنکھوں پر بٹھائے گی۔ ہم سے ایک غلطی ہو گئی ہے۔ دوسری غلطی نہیں ہوگی۔ ہم تم دونوں سے انصاف کریں گے۔ ہمیں ایک موقع دو۔"

"تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہیرو غیر معمولی ذہانت کا حامل ہے۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس معاملے پر غور کر رہا ہے کہ کس طرح میرے ملک اور قوم کو کیپسول کے خطرے سے محفوظ رکھا جائے۔"

"ہیرو اپنے کن ساتھیوں کے ساتھ اس معاملے پر غور کر رہا ہے۔ کیا وہی دو مہمان جو تمہاری کوٹھی میں آئے ہیں؟"

ان کے علاوہ ہمارے اور کئی ساتھی ابھی یہاں ہمارے سامنے موجود ہیں۔"

"یہ تو تم سفید جھوٹ بول رہے ہو۔ ہمارے پہریداروں نے دو کے بعد کسی تیسرے کو اندر جاتے نہیں دیکھا ہے۔"

"تم بھول رہے ہو مسٹر برین! ایک نوخیز دوشیزہ نے یہاں کے ایک بینک میں ڈاکا ڈالا تھا اور وہ ڈاکا ڈالنے خود نہیں آئی تھی' اس کا عکس آیا تھا۔"

"ہاں' وہ لڑکی اس نوجوان ہیری کے ساتھ..... تمہاری کوٹھی میں آئی ہے۔"

"مسٹر برین! وہ یونہی تو نہیں آئی۔ اپنے ساتھ عکس منتقل کرنے والی تکنیک لائی ہے اور اس تکنیک کے ذریعے ابھی میرے اور ہیرو کے آس پاس کئی ساتھی عکس بن کر آگئے ہیں۔ کیا اب بھی کہو گے کہ یہ سفید جھوٹ ہے؟"

"اوہ گاڈ! میں نے اس پہلو سے نہیں سوچا تھا کہ وہ لڑکی تمہارے پاس عکس منتقل کرنے والے آلات لائی ہوگی۔"

برین آدم ریسیور کان سے لگائے بول رہا تھا۔ حیرانی اور پریشانی سے دیدے پھیلائے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے افسران کو دیکھ رہا تھا۔ ایکسرے مین مارٹن اس کے اندر موجود تھا اور وہ بھی کچھ کم حیران اور پریشان نہ تھا۔

میں نے سارہ کی زبان سے کہا۔ "تم بہت زیادہ اپ سٹ ہوگئے ہو۔ ورنہ موٹی عقل سے یہ بھی سمجھ لیتے کہ ہیری ہی دراصل وہ عادل ہے، جسے تمہاری پولیس اور انٹیلی جنس تلاش کررہی ہے۔"

اس انکشاف سے یہودی اکابرین کے دماغوں میں دھماکے ہی دھماکے ہورہے تھے۔ کیپسول ابھی بلاسٹ نہیں ہوا تھا۔ اس سے پہلے ہی دماغوں کے پرخچے اڑ رہے تھے اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں جواب دے رہی تھیں۔

ان کے خیال میں عادل بہت ہی شاطر تھا۔ اس نے گاڈ مدر کی پوری فیملی کو ٹیری آدم کی ٹیلی پیتھی سے بچایا تھا۔ پھر ایک یہودی ارب پتی کا سارا خزانہ لوٹ کرلے گیا تھا۔ اب اس نے بندر آدمی سے دوستی کی تھی۔ عادل اور ہیرو کا گٹھ جوڑ کیپسول بم سے کچھ کم خطرناک نہ تھا۔

برین آدم نے کہا۔ "سارا! اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم نے ہیرو کے ساتھیوں پر بم کا راز کھول دیا ہے؟"

"ہمارے ساتھی دوغلے اور دغاباز نہیں ہیں۔ کیپسول کا راز اس چاردیواری سے باہر نہیں جائے گا۔"

"راز اسی طرح ایک سے دوسرے اور دوسرے سے ہزاروں لاکھوں تک پہنچ کر راز نہیں رہ جاتا۔ راز اسی وقت راز رہتا ہے، جب وہ ایک کے بعد دوسرے کو معلوم نہ ہو۔"

"کیپسول کا راز صرف سائنس دان گولڈ اسٹائن تک محدود نہیں تھا۔ تم بھی جانتے تھے اور فوج کے چند اعلیٰ افسران کو بھی اس کے متعلق بہت کچھ معلوم تھا۔ پھر تو یہ راز نہ رہا۔"

"بات سمجھا کرو۔ ہم محبانِ وطن ہیں۔ ہمارے درمیان رازداری کا مکمل اعتماد قائم ہے۔"

"اسی طرح یہاں جو ہمارے ساتھی ہیں، ان کے اور ہمارے درمیان رازداری کا مکمل اعتماد قائم ہے۔"

"فار گاڈ سیک، بحث نہ کرو۔ امن و سلامتی کی بات کرو۔ ہمیں سکون سے نظام حکومت چلانے دو۔"

"میں وعدہ کرتی ہوں، کل تک تمہاری یہ پریشانی ختم ہوجائے گی۔ میری وہ بات تو بیچ ہی میں رہ گئی جس کے لیے میں نے فون کیا تھا؟"

"خدا کے لیے کوئی اور اعصاب شکن بات نہ کہنا۔"

"میرا خیال ہے اگر میرا ہیرو شہر میں گھومنے پھرنے نکلے گا تو تمہیں کوئی پریشانی نہیں ہوگی؟"

"کیوں نہیں ہوگی۔ کمزور عورتیں اور بچے اسے دیکھ کر خوفزدہ ہوں گے۔ دوسرے لوگ اسے تماشا بنالیں گے۔"

"تم ابھی سے ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعے شہریوں کو بتاؤ کہ ہیرو کیا چیز ہے۔ اسکرین پر اس کی تصاویر دکھاؤ۔ جو ویڈیو فلم رپورٹ تیار کی گئی تھی، وہ عادل لے آیا ہے۔ میں اسے تمہارے افسر کے حوالے کررہی ہوں۔ یہ فلم شہریوں کو دکھاؤ گے اور یقین دلاؤ گے کہ ہیرو سے کسی کو نقصان نہیں پہنچے گا تو پھر کوئی خوفزدہ نہیں ہوگا۔"

"ہاں، اس طرح خوف دور کیا جاسکتا ہے لیکن ہیرو وہ کیپسول لے کر باہر آئے گا اور اگر کوئی حادثہ......"

وہ بات کاٹ کر بولی۔ "ہیرو کوٹھی کی چاردیواری میں کیپسول کے ساتھ رہے گا۔ صرف اس کا عکس میرے ساتھ نکلے گا۔"

"سارہ! یہ سب ضروری نہیں ہے۔"

"ضروری ہے۔ اب ہیرو کو دنیا والوں کے سامنے آنا اور متعارف ہونا چاہیے تاکہ لوگ اس سے مانوس ہوں۔ تم آج رات آٹھ بجے تک اسے ٹی وی اسکرین پر شہریوں کے سامنے پیش کرتے رہو اور اعلان کرتے رہو کہ وہ آج رات آٹھ بجے کے بعد اپنی محبوبہ سارہ کے ساتھ شہر کے اہم مقامات پر دیکھا جائے گا۔"

یہ کہہ کر اس نے ریسیور رکھ دیا۔ برین آدم ریسیور ہاتھ میں پکڑے تھوڑی دیر تک گم صم رہا۔ اس کے آس پاس بیٹھے ہوئے اکابرین بھی گہری سوچ اور پریشانیوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ان سب نے اسپیکر فون سے سارہ کی تمام باتیں سنی تھیں۔

برین آدم نے ریسیور کو کریڈل پر پٹخ کر کہا۔ "لعنت ہے۔ ایک بندر ہمارے قابو میں نہیں آرہا ہے۔"

ایکسرے مین نے اس کے اندر کہا۔ "ہم اسے بندر سمجھ رہے ہیں، اس لیے مات کھا رہے ہیں۔ وہ غیر معمولی ذہانت کا حامل انسان ہے۔"

"سر! میں نے غصے میں اسے بندر کہا ہے۔ یقیناً اس نے خود کو ایک غیر معمولی ذہانت کا حامل انسان ثابت کیا ہے۔"

سامنے بیٹھے ہوئے فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "فرہاد اور اس کے دونوں بیٹے وقتاً فوقتاً یہاں بڑی تباہیاں لاتے رہے ہیں۔ لیکن یہ بندر ان سے زیادہ عذاب جان بن گیا ہے۔ یہ تو ہمارے دماغوں میں دھماکے کررہا ہے۔"

بلیک آدم نے کہا۔ "ہمیں ٹی وی کے ذریعے شہریوں کو اس کے متعلق بتانا چاہیے۔ یہ اعلان ضروری ہے ورنہ آٹھ بجے کے بعد وہ شاہراہوں اور تفریحی مقامات پر نمودار ہوگا تو بھگدڑ مچ جائے گی۔"

سب نے تائید کی کہ لوگوں کو پہلے سے بندر آدمی کے بارے میں معلومات فراہم کی جائے اور یقین دلایا جائے کہ وہ بندر آدمی بے ضرر ہے اس سے کسی کو نقصان نہیں پہنچے گا۔

برین آدم نے ایک ماتحت کو بلا کر یہی حکم صادر کیا پھر اس کے جانے کے بعد بولا "سارہ یقین دلا رہی ہے کہ کل تک ہماری ساری پریشانیاں ختم ہوجائیں گی۔ خدا کرے ایسا ہوجائے۔ ہمیں یہ معلوم کرنا چاہیے کہ عادل کے علاوہ بندر آدمی کے اور کتنے دوست ہیں۔"

ایک افسر نے کہا۔ "سارہ اور ہیرو تنہا رہتے تو جلد ہی ہمارے سامنے گھٹنے ٹیک دیتے۔ اس عکس منتقل کرنے والی تکنیک نے ہیرو کے لیے بہت سی سہولتیں فراہم کردی ہیں۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ "وہ کہتی ہے کل تک ہماری پریشانیاں ختم ہوجائیں گی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے وہ ہماری پریشانیاں کیسے ختم کرے گی؟ کیا وہ کیپسول واپس کردے گی؟"

"شاید واپس کردے۔"

"ناممکن ہے۔ وہ دونوں جانتے ہیں کہ کیپسول ان کے ہاتھوں سے نکلے گا تو ہم انہیں کتوں کی موت ماریں گے۔"

"ہوسکتا ہے، وہ دونوں تحفظ حاصل کرنے کا کوئی اور راستہ ڈھونڈ نکالیں۔ پھر اس طرح محفوظ رہ کر کیپسول واپس کردیں۔"

"بہرحال کل تک انتظار کرنا ہوگا۔ اونٹ کسی کروٹ بیٹھنے کے آثار پیدا ہوگئے ہیں۔"

برین آدم نے کہا۔ "ہم کل سے جاگ رہے ہیں۔ اب تھوڑی دیر کے لیے سونا چاہیے۔ شام پانچ بجے ملاقات ہوگی۔"

وہ اس کمرے سے اٹھ گئے جس عمارت میں انٹیلی جنس کے دفاتر تھے۔ اس کے ایک کمرے میں سونے چلے گئے۔ ایکسرے مین مارٹن نے برین آدم اور بلیک آدم کے دماغوں کو خیال خوانی کے ذریعے تھپک تھپک کر سلایا۔ پریشانیوں کا اتنا ہجوم تھا کہ وہ خیال خوانی کی لوری کے بغیر سو نہیں سکتے تھے۔ پھر ایکسرے مین بھی سونے چلا گیا۔

میں عکس کی صورت میں سارہ اور ہیرو کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں کافی کا دور چل رہا تھا۔ سارہ، ہیرو، انا اور عادل کافی کی چسکیاں لے رہے تھے۔ پہلے وہ پینا نہیں چاہتے تھے۔ کیونکہ میں اور لیلیٰ عکس کی صورت میں تھے۔ ان کی پیش کی ہوئی کافی کی پیالی کو پکڑ سکتے تھے اور نہ پی سکتے تھے۔ سارہ نے کہا تھا۔ "یہ اچھا نہیں لگے گا کہ ہم پیتے رہیں اور آپ دونوں منہ دیکھتے رہیں۔"

لیلیٰ نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا۔ "ہم منہ نہیں دیکھیں گے۔ تمہارے ساتھ پئیں گے۔ میں اِدھر اور تم اُدھر کافی تیار کرو۔"

یوں ہم سب گرما گرم کافی کا مزہ لے رہے تھے۔ ہیرو نے کمپیوٹر کے ذریعے پوچھا۔ "کیپسول کا کیا بنے گا؟"

عادل نے کہا "یار ہیرو! کھاتے پیتے وقت کمپیوٹر کو معاف رکھا کرو۔"

اس کے کمپیوٹر نے کہا۔ "میرے اندر بے چینی ہے۔ میں اپنی سارہ کے قریب موت لیے پھر رہا ہوں۔"

میں نے کہا۔ "ہمیں احساس ہے۔ ہم تمہاری دلی کیفیات کو سمجھ رہے ہیں۔ میری کوشش ہوگی کہ آج ہی رات کو یہ کیپسول ہم سب سے دور ہوکر کہیں سمندر میں غرق ہوجائے یا اسے ناکارہ بنادیا جائے۔"

"اسے ناکارہ بنادینا زیادہ مناسب ہوگا۔"

"ہماری یہی کوشش ہوگی۔ اب ہم جارہے ہیں۔ شام کو پھر یہاں آئیں گے۔ اچھا سو فار خدا حافظ۔"

لیلیٰ نے اٹھ کر کیمرے اور لائٹس کو آف کردیا۔ اس کے ساتھ ہی ہمارا عکس ان کے درمیان سے غائب ہوگیا۔ میں نے لیلیٰ سے کہا۔ "جناب تبریزی صاحب کے پاس جاؤ اور اس کیپسول کے متعلق انہیں بتاؤ۔"

وہ خیال خوانی کے ذریعے ان کے پاس آئی۔ پھر انہیں کیپسول کے بارے میں تمام واقعات تفصیل سے سنانے لگی۔ انہوں نے کہا۔ "انسان طاقت کے گھمنڈ میں فرعون بن جاتا ہے۔ انسانوں کے خلاف ایسے تباہ کن ہتھیار بناتا ہے۔ وہ کیپسول یہاں بھی آئے گا تو اس کے پھٹ پڑنے کا خطرہ رہے گا۔ دنیا کے کسی حصے میں اسے لے جاؤ، تباہی لازمی ہوگی۔"

لیلیٰ نے پوچھا۔ "پھر کیا کیا جائے؟"

"ہمارے ادارے سے ماہرین جائیں گے اور اس کیپسول کو ناکارہ بنادیں گے۔ میں آج ہی انہیں روانہ کررہا ہوں۔"

میں ایک نقلی کیپسول تیار کرنے کے متعلق سوچ رہا تھا۔ لیلیٰ نے آکر کہا۔ "ہمارے ادارے سے ماہرین آرہے ہیں۔ شاید کل صبح تک پہنچ جائیں۔ وہ کیپسول بم کو ناکارہ بنادیں گے۔"

میں نے کہا۔ "کیپسول بم کسی بھی ملک میں پہنچے گا تو تباہی لائے گا۔ اسے واقعی ناکارہ بنادینا چاہیے۔"

"اب کیا پلاننگ ہے؟ کیا ہیرو کے پاس نقلی کیپسول رہے گا؟"

"میرے خیال میں نقلی کیپسول کی ضرورت نہیں ہوگی۔"

"یہودی اکابرین پوچھیں گے کہ وہ کیپسول کہاں ہے؟"

"ان سے کہا جائے گا کہ اسے ایک محفوظ جگہ چھپا کر رکھا گیا ہے۔ اب ہیرو تنہا نہیں رہا ہے۔ یہودی یہی سوچیں گے کہ عادل نے یا ہیرو کے دوسرے نامعلوم ساتھیوں نے اس کیپسول کو چھپا کر رکھا ہے۔ اگر سارہ اور ہیرو کو گرفتار کیا جائے تو پھر اس کیپسول کو منظر عام پر لاکر اسے بلاسٹ کیا جائے گا۔"

شام ہی سے ٹی وی اسکرین پر ہیرو کی تصویریں دکھائی جارہی تھیں۔ اخبارات نے اس کی تصاویر کے ساتھ خصوصی ضمیمے شائع کیے۔ اس بندر آدمی کو انسان دوست کی حیثیت سے پیش کیا گیا تاکہ لوگ اسے درندہ سمجھ کر خوف زدہ نہ ہوں۔ سات بجے ہیرو کا انٹرویو پیش کیا گیا۔ پورے شہر نے اپنے گھروں میں بیٹھ کر ایک بندر انسان کو کمپیوٹر کے ذریعے سوالات کے جوابات دیتے ہوئے

دیکھا۔ آٹھ بجتے ہی لوگ گھروں سے باہر آگئے اور انتظار کرنے لگے کہ وہ بندر آدمی کس شاہراہ پر یا کس تفریح گاہ میں نظر آئے گا۔

ٹھیک آٹھ بجے سارہ اپنی کوٹھی کے دروازے سے باہر آئی۔ پہرا دینے والے سپاہیوں اور ان کے افسران نے اس کے ساتھ ہیرو کو دیکھا پھر ایک افسر نے ایک فون کے ذریعے اپنے بڑوں کو اطلاع بھیجی دی۔ "سر! سارہ اور ہیرو کوٹھی سے باہر آئے ہیں اور اب کار میں بیٹھ کر جا رہے ہیں۔"

دوسری طرف سے پوچھا گیا۔ "کیا ہیرو خود سارہ کے ساتھ ہے یا صرف اس کا عکس ہے؟"

"سر! وہ سچ مچ گوشت پوست کا لگتا ہے لیکن جب وہ ایک لائٹ کے سامنے سے گزرا اور وہ لائٹ اس کے پیچھے ہوئی تو وہ ٹرانسپیرنٹ دکھائی دیا۔ وہ ہیرو کا عکس ہے جناب!"

"اس کا مطلب ہے کہ اصل ہیرو کوٹھی کے اندر موجود ہے صرف سارہ باہر گئی ہے۔"

"جی ہاں' سارہ کے وہ دو مہمان بھی ہیرو کے ساتھ کوٹھی کے اندر ہیں۔ کیا ہمیں اندر جانا چاہیے؟"

"نہیں۔ ایسی غلطی نہ کرنا۔ پہلے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ کیپسول سارہ کے پاس ہے یا ہیرو کے پاس؟"

سارہ کار ڈرائیو کرتی ہوئی احاطے سے باہر آئی تو اس کے آگے مسلح فوجیوں کی چھ گاڑیاں چلنے لگیں۔ ہیرو کا عکس کار کے اندر سے نکل کر چھت پر کھڑا ہو گیا تھا۔ شہر کے ہر علاقے اور ہر سڑک پر انسانوں کا میلہ سا لگا ہوا تھا۔ جب انہیں ہیرو نظر آیا تو وہ سب کار کے آگے پیچھے دائیں بائیں دوڑنے لگے۔ سارہ نے کار کی رفتار سست کر دی تھی۔ فوج کا ایک افسر میگافون کے ذریعے لوگوں سے کہہ رہا تھا۔ "لیڈیز اینڈ جنٹلمین! آپ اسی طرح بھگدڑ جاری رکھیں گے تو ایک دوسرے کو کچلتے جائیں گے۔ ہیرو کار کی چھت پر ہے۔ آپ اسے دور سے بھی دیکھ سکتے ہیں۔"

سمجھانے کے باوجود لوگ ایک دوسرے کو دھکے دیتے ہوئے اور انہیں گراتے اور روندتے ہوئے قریب آکر ہیرو کو دیکھنا چاہتے تھے۔ فوجی مجبور ہو کر ہوائی فائر کرنے لگے۔ اس طرح کچھ لوگ ڈر کر بھاگے اور کچھ سہم کر کھڑے رہ گئے۔ پھر بھی بھیڑ کم نہ ہوئی۔ ایکسرے مین اور تمام آدم برادرز کو ایک ایک پل کی رپورٹ مل رہی تھی کہ لوگ کس طرح باؤلے ہو کر ہیرو کو دیکھنے کے لیے دوڑ لگا رہے ہیں۔

اچانک ایکسرے مین کو ایک تدبیر سوجھی۔ اس نے برین آدم سے کہا۔ "یہ سارہ کو ٹریپ کرنے کا اچھا موقع ہے۔ لوگوں پر آنسو گیس چھوڑنے کا حکم دو۔ سارہ کی کار کی کھڑکی کے قریب زیادہ مقدار میں گیس چھوڑی جائے۔ وہ جیسے ہی متاثر ہو' ٹیری سے کہو' اس کے دماغ پر قبضہ جمالے۔ میں بھی اس کے اندر پہنچ جاؤں گا۔"

برین آدم نے فوراً ہدایات پر عمل کیا۔ اس فوجی افسر سے رابطہ کیا جو سارہ کے پیچھے والی گاڑی میں تھا۔ پھر اسے حکم دیا کہ بھیڑ لگانے والوں پر ٹیئر شیل کی شوٹنگ کی جائے۔ سارہ کی کھڑکی کے قریب گیس کی مقدار زیادہ چھوڑی جائے۔

آنسو گیس کی شیلنگ ہونے لگی۔ فوجی افسر نے برین آدم سے کہا۔ "سر! سارہ نے کار کی کھڑکیوں کے شیشے چڑھا لیے ہیں۔ شاید یہ گیس کار کے اندر نہ پہنچی ہو۔"

برین آدم نے ٹیری سے کہا "جاؤ اور دیکھو شاید اس کے اندر جگہ مل جائے۔"

ٹیری نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ پھر سارہ کے اندر پہنچ گیا۔ وہ کسی کمزوری میں مبتلا نہیں تھی۔ ٹیری کو اس لیے جگہ مل گئی کہ لیلیٰ پہلے ہی وہاں موجود تھی وہ تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر بولا "ہیلو سارہ! تم نے میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا۔ اس کا مطلب ہے' تمہارا دماغ آنسو گیس سے متاثر ہوا ہے۔"

سارہ نے پوچھا "کیا میں دماغی کمزوری میں مبتلا نظر آ رہی ہوں؟"

"نہیں تم نارمل ہو۔ لیکن کیا بات ہے کہ مجھے اپنے اندر موجود پا کر بھی سانس نہیں روک رہی ہو۔"

"نہیں چاہتی ہوں' تم اچھی طرح دیکھ لو کہ تم لوگوں کا آنسو گیس والا حربہ ناکام ہو گیا ہے۔ اوّل تو کھڑکی کے شیشے چڑھے ہوئے ہیں۔ دوسرے یہ کہ میں نے احتیاطاً اپنے منہ میں ایک چٹکی نمک رکھ لیا ہے۔ گیس کسی طرح اندر آئے گی تو مجھ پہ اثر نہیں کرے گی۔"

لیلیٰ نے کہا "سارہ! میں جا رہی ہوں۔ تم سانس روک کر اس کتے کو بھگاؤ۔"

دوسرے ہی لمحے میں اس نے سانس روک لی۔ ٹیری آدم دماغی طور پر حاضر ہو کر جھنجلانے لگا۔ کیونکہ اسے کتا کہا گیا تھا اور سارہ نے ہُش کہہ کر سانس روکی تھی۔ پھر وہ برین آدم کے پاس آکر بولا "بگ برادر! وہ نارمل ہے۔ اس پر آنسو گیس کا اثر نہیں ہوا ہے۔ اس کے اندر کوئی خیال خوانی کرنے والی تھی۔ اس کتیا نے مجھے کتا کہا ہے۔ ایک بار مجھے مل جائے تو....."

برین آدم نے سخت لہجے میں کہا۔ "برادر ٹیری! غصہ اور جذبات سے پرہیز کرو۔ عقل سے کام لو۔ ان کی کوئی اور کمزوری تلاش کرو۔"

ٹیری چلا گیا۔ ایکسرے مین مارٹن نے کہا "مسٹر برین! میں بھی اس وقت سارہ کے اندر تھا۔ میں نے بھی کسی خیال خوانی کرنے والی کی آواز سنی ہے۔ یہ ہمارے لیے بڑی تشویش کی بات ہے کہ سارہ اور ہیرو ایسے لوگوں کو دوست بنا چکے ہیں' جو ٹیلی پیتھی بھی جانتے ہیں۔ میں سوچ رہا ہوں' وہ خیال خوانی کرنے والی کون ہو سکتی ہے؟"

"سر! وہ جو بھی ہوگی' کسی سپر پاور یا کسی دشمن تنظیم کی آلۂ کار ہوگی۔ یہ واقعی تشویش کی بات ہے کہ وہ کیپسول ہمارے کسی بڑے دشمن کے ہاتھ لگنے والا ہے۔"

"تم سارہ سے رابطہ کرو۔ اسے سمجھاؤ کہ وہ دشمنوں کے ہاتھوں میں کھلونا نہ بنے۔"

برین آدم فون کے ذریعے رابطہ کرنے لگا۔ تل ابیب کی سب سے بڑی شاہراہ میں لوگوں کا ہجوم ایسا تھا کہ دور تک انسانوں کے سر ہی سر نظر آ رہے تھے۔ آنسو گیس کی شیلنگ کے بعد لوگ دور چلے گئے تھے۔ ہیرو چھت پر کھڑا ہوا وہاں سے آگے جا رہا تھا۔ آگے لوگوں کی پھر دھیڑ لگ رہی تھی۔

سارہ نے موبائل فون پر اشارہ پا کر اسے آن کیا پھر پوچھا "ہیلو کون؟"

"میں برین بول رہا ہوں۔"

"تم نے خواہ مخواہ اپنا نام برین رکھا۔ تمہاری کھوپڑی میں برین نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اگر میں ہیرو کو یہ بتا دوں کہ آنسو گیس کی شیلنگ لوگوں کو بھگانے کے لیے نہیں' میرے دماغ پر قبضہ کرنے کے لیے کی گئی تھی تو جانتے ہو' وہ کیا کرے گا؟ کیوں بھول رہے ہو کہ کیپسول اس کے منہ کے اندر رہتا ہے؟"

"تم دیکھ رہی ہو کہ لوگ کس طرح فوجیوں کے کنٹرول سے باہر ہو رہے ہیں۔ انہوں نے مجبور ہو کر شیلنگ کی ہے۔ ہمارے خادمس پر شبہ نہ کرو۔ ہمارا خیال خوانی کرنے والا ابھی تمہاری خیریت معلوم کرنے آیا تھا۔"

"اب تم کیا معلوم کرنے آئے ہو؟"

"کیا تم یقین کرو گی کہ اب ہمیں کیپسول سے زیادہ تمہاری فکر ہے؟"

"یہ نئی فکر کیوں لاحق ہو گئی؟"

"یہ دیکھ کر کہ تم کسی دشمن خیال خوانی کرنے والے گروہ کے ہتھے چڑھ گئی ہو۔ اپنے ملک کا اہم راز ان کے حوالے کر رہی ہو۔"

"یہ تمہارا اپنا خیال ہے۔ ورنہ وہ کیپسول ابھی تک ہیرو کے پاس ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔"

"ہمارے اطمینان کے لیے اتنا بتا دو کہ کل ہمیں کس طرح پریشانیوں سے نجات دلاؤ گی؟"

"مجھے افسوس ہے' میں کل سے پہلے کچھ نہیں بتا سکوں گی۔ کیا تمہارے اطمینان کے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ میرے ساتھ جو ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں' وہ میرے ملک اور قوم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا رہے ہیں۔ اس کیپسول کے ذریعے کوئی ہمارے یہودی اکابرین کو بلیک میل نہیں کر رہا ہے۔ تم لوگوں کو نہایت اطمینان سے کل تک سوتے رہنا چاہیے۔"

"تمہاری اس بات سے انکار نہیں ہے کہ واقعی ہمیں اور

ہمارے ملک کو کوئی نقصان نہیں پہنچ رہا ہے مگر ہم سیاست کو خوب سمجھتے ہیں۔ دشمن میٹھا زہر بن کر رگوں میں اترتے ہیں اور خبر تک نہیں ہوتی کہ زہر دیا جا رہا ہے۔ جب زہر اچانک اثر کرتا ہے' تب سمجھ میں آتا ہے کہ میٹھا زہر کیا ہوتا ہے۔ ابھی میری بات تمہاری سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔"

"کل تک کے لیے اس بحث کو اٹھا رکھو۔"

اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ ایک بہت بڑے نائٹ کلب کے سامنے کار روک دی۔ دوسری فوجی گاڑیاں بھی رک گئیں۔ مسلح جوان لوگوں کو دور ہٹا رہے تھے۔ سارہ کار سے باہر آئی۔ ہیرو چھت سے اتر آیا۔ اس کے ساتھ چلتا ہوا کلب کے دروازے پر آیا۔ وہ دروازہ صرف امیر کبیر ممبران کے لیے کھلتا تھا۔ سارہ کے ساتھ فوجیوں کو دیکھ کر دروازہ کھول دیا گیا۔

اندر وسیع و عریض فلور تھا۔ ایک طرف بار تھا۔ اس سے کچھ فاصلہ پر اسٹیج بنا ہوا تھا۔ ایک جانب بڑا سا سوئمنگ پول تھا۔ جہاں تیز روشنی میں حسین عورتیں مختصر سا لباس پہنے بلندی سے پانی میں چھلانگیں لگا رہی تھیں اور جل پریوں کی طرح تیر رہی تھیں۔ ہیرو کو دیکھتے ہی سب پر سکتہ سا طاری ہوگیا۔ آرکسٹرا کی آواز کو بریک لگ گیا۔ اسٹیج پر رقص کرنے والے حسین جوڑے ایک دم سے ساکت ہوگئے۔ پول کے شفاف پانی میں تیرنے والی جل پریاں کنارے آکر حیرت سے اس عجوبے کو دیکھنے لگیں۔ شراب پینے والوں کے جام ان کے ہاتھوں ہی میں رہ گئے' لبوں تک نہیں آئے۔ وہاں کا تمام متحرک منظر ساکت ہو کر رہ گیا تھا۔

ہیرو کا عکس سارہ کے ساتھ اسٹیج پر آیا۔ پھر سارہ نے مائیک کے سامنے آکر کہا۔ "لیڈیز اینڈ جنٹلمین! یہ ایک عجوبہ ہے۔ ہمارے سرپرائز وزٹ نے آپ لوگوں کو حیران و پریشان کر دیا ہے۔ بے شک حیرانی کی بات ہے لیکن آپ کو پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ یہ میرا ساتھی' میرا ہیرو کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا ہے۔ یہ میرا' آپ کا اور آپ سب کا دوست ہے۔"

وہ سب ڈرتے ڈرتے قریب آکر اسے دیکھنے لگے۔ ہیرو ہاتھ ہلا کر انہیں وش کر رہا تھا۔ ایک شخص نے کہا "آج تم نے اسے ٹی وی ... پر دیکھا ہے۔ یہ کمپیوٹر کے ذریعے جواب دے رہا تھا۔ کیا ہمارے سوالوں کے جواب دے سکتا ہے؟"

ہیرو کوٹھی کے اندر ٹی وی کے اسکرین پر اس کلب کا منظر دیکھ رہا تھا اور لوگوں کی باتیں سن رہا تھا۔ اس نے گلے سے لٹکے ہوئے کمپیوٹر کو آپریٹ کیا۔ تحریر ابھرنے لگی۔ کلب کے لوگوں نے دیکھا۔ کمپیوٹر اسکرین پر لکھا تھا۔ "سوال کرو۔"

ایک نے پوچھا۔ "کیا تم پیدائشی ایسے ہو؟"

اسکرین پر جواب ابھرا۔ "میں اس سوال کا جواب ٹی وی انٹرویو میں دے چکا ہوں۔"

دوسرے نے سوال کیا "تم خود کو بندر سمجھتے ہو یا انسان؟"

کمپیوٹر نے کہا "ہم سب جسمانی طور پر انسان ہیں لیکن عادتوں اور خصلتوں میں بندر ہیں۔ اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر چھلانگیں لگانا بندر کی فطرت ہے۔ یہ جل پریاں اور ان کے مرد ابھی سوئمنگ پول میں یہی کر رہے تھے۔ بندر کبھی ایک جگہ چین سے نہیں رہتا۔ ادھر سے ادھر اچھلتا اور تھرکتا رہتا ہے۔ ابھی حسین جوڑے اسٹیج پر یہی کر رہے تھے اور اسے رقص کا نام دے رہے تھے۔ ڈارون کی تھیوری کے مطابق ہم نے بندر کی ہر عادت کو مہذب رنگ دے کر اسے انسانی تہذیب بنایا ہے۔"

ایک نے پوچھا۔ "کیا تم ہماری انسلٹ کرنے آئے ہو۔"

"جواب سیدھا اور سچا ہوگا تو پتھر کی طرح لگے گا۔ پتھر کھانے کی عادت نہ ہو تو سوچ سمجھ کر سوال کرو۔"

ایک نے سوال کیا "تم عکس بن کر آئے ہو۔ یوں لگتا ہے تم نے چہرے پر بندر کا ماسک پہنا ہے اور پیچھے دُم لگائی ہے اور یہاں دلچسپ تماشا کرنے آئے ہو۔"

"میں تماشا نہیں ہوں اور یہ بندر کا بہروپ نہیں ہے۔ ویسے تمہاری جگہ میں ہوتا تو میں ایسے عکس کو دیکھ کر یہی شبہ کرتا۔ میں شاید کل تک سچ مچ تم لوگوں کے درمیان آؤں گا۔ ابھی خود کو متعارف کرنے اور دوستی کرنے کے لیے عکس کی صورت میں آیا ہوں۔ کیا ہماری دوستی ہو سکتی ہے؟ کیا مجھے انسانی معاشرے میں قبول کیا جاسکتا ہے۔"

سب ہی ایک ساتھ کہنے لگے۔ ایک نے کہا "بے شک تمہیں قبول کیا جائے گا۔"

دوسرے نے کہا "تمہارے اندر آدھا حیوان ہے۔ جبکہ ہم انسانوں کے اندر پورا حیوان چھپا رہتا ہے۔ میرا خیال ہے تم انسانوں سے کم خطرناک ہو۔"

تیسرے نے کہا "تمہیں ہمارے ملک میں ضرور رہنا چاہیے۔ تم دنیا کا آٹھواں عجوبہ ہو۔ دنیا کے ہر ملک سے لوگ تمہیں دیکھنے آیا کریں گے۔ ہماری حکومت بے حساب زرِمبادلہ کمائے گی۔"

ایک عورت نے پوچھا "اس حسین دوشیزہ سے تمہارا کیا رشتہ ہے؟"

ہیرو نے سارہ کو مسکرا کر دیکھا پھر اسکرین پر جواب ابھرا۔ "اس سے محبت اور اعتماد کا رشتہ ہے۔ آئندہ ازدواجی رشتہ قائم ہو سکتا ہے۔"

کسی نے کہا "لنگور کے پہلو میں حور' خدا کی قدرت......"

سارہ نے مسکرا کر کہا "مجھے غصہ نہیں آرہا ہے۔ کیونکہ لنگور تمہیں نظر آرہا ہے۔ میں نے اب تک کی زندگی انسان نما درندوں میں گزاری ہے۔ اس لیے میرا یہ ساتھی مجھے مکمل انسان نظر آتا ہے۔"

ہیرو نے کمپیوٹر کے ذریعے کہا "بندروں کی عادت ہے کہ دوسروں پر خَخیاتے' دانت نکوستے اور آنکھیں دکھاتے ہیں۔ ایسے

بندر دوسروں کو تکلیف پہنچا کر راحت محسوس کرتے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ میرے اندر کے بندر کو نہ جگاؤ۔ یہ جاگ گیا تو تم میں سے کوئی یہاں نظر نہیں آئے گا۔"

ایک شخص نے اسٹیج پر آکر کہا۔ "بڑے افسوس کی بات ہے۔ جسے آپ جانور سمجھتے ہیں' وہ ایک مہذب انسان کی طرح گفتگو کر رہا ہے اور آپ انسان ہو کر اپنی باتوں سے تکلیف پہنچا رہے ہیں۔ یہ شخص آپ کا مہمان ہے۔ ہمارے کلب میں پہلی بار آیا ہے' کیا آپ اسے ویلکم نہیں کریں گے؟ میزبانی کا فرض ادا نہیں کریں گے۔"

ایک نے کہا۔ "ضرور کریں گے۔ ہم سب کی طرف سے دعوت ہے' یہاں کی شراب اور کھانا حاضر ہے۔"

سارہ نے کہا "مہمان نوازی کا شکریہ۔ ہیرو کا عکس کھانے پینے کی کسی چیز کو چھو نہیں سکے گا اور میں محتاط رہنے پر مجبور ہوں۔ صرف اپنے گھر کی چار دیواری میں کھاتی ہوں۔ مجھے افسوس ہے میں یہاں ایک گلاس پانی بھی نہیں پیوں گی۔"

وہ اسٹیج سے اتر کر جانے لگی۔ عورتیں اس سے پوچھ رہی تھیں' کیا وہ جا رہی ہے؟ اگر جا رہی ہے تو کیا دوبارہ آئے گی؟ اور کیا آئندہ ہیرو گوشت پوست کے بدن کے ساتھ آئے گا؟

وہ تمام سوالات کے مختصر سے جوابات دیتی ہوئی باہر اپنی کار میں آکر بیٹھ گئی۔ لیلیٰ اس کے پاس آتی جاتی رہتی تھی۔ اس نے کہا۔ "اتنی جلدی واپس نہ آؤ۔ سمندر کے ساحل پر جا کر ایک گھنٹا گزارو۔ پھر آؤ۔"

ہم نے سارہ کو سیر و تفریح میں اس لیے لگایا تھا کہ یہودی خفیہ تنظیم اور وہاں کی انتظامیہ کی ساری توجہ اس پر رہے اور کوٹھی کے اطراف صرف چند نگرانی کرنے والے رہ جائیں۔ میں نے کوٹھی کے چاروں طرف گھوم پھر کر دیکھ لیا۔ احاطے کے باہر ایک فوجی گاڑی کھڑی تھی۔ احاطے کے اندر جو فوجی افسر تھا وہ یوگا کا ماہر نہیں تھا۔ اب اس کی ڈیوٹی بدلنے والی تھی۔ وہاں دوسرا افسر آنے والا تھا۔ ہمیں اسی کا انتظار تھا۔ اسی لیے لیلیٰ نے سارہ سے کہا تھا کہ وہ کچھ اور وقت سمندر کے کنارے گزارے۔

جب گیارہ بجنے میں پانچ منٹ رہ گئے تو میں نے عادل سے کہا۔ "وہ کیپسول باہر لے آؤ۔ دروازے پر جو سیکیورٹی افسر ہے' اسے اس کے حوالے کر دو۔"

پھر میں اس افسر کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے دروازے کے پاس لے آیا۔ عادل نے دروازہ کھول کر وہ کیپسول افسر کی جیب میں رکھا پھر دروازے کو اندر سے بند کر لیا۔ ٹھیک گیارہ بجے دوسرا افسر آگیا۔ ڈیوٹی بدل گئی۔ میرا آلۂ کار افسر اپنی گاڑی میں بیٹھ کر اسے ڈرائیو کرتا ہوا احاطے کے باہر آیا پھر میری مرضی کے مطابق ایک سمت چلنے لگا۔ میں وہاں سے نصف کلو میٹر کے فاصلے پر اپنی کار میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ڈرائیو کرتا ہوا میرے قریب آکر رک گیا۔

اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر شیشے کی ڈبیا نکالی پھر کار کی کھڑکی سے ہاتھ نکال کر اسے میری طرف بڑھایا۔ میں نے اپنی کار کی کھڑکی سے ہاتھ بڑھا کر لے لیا۔ اس کے بعد وہ ڈرائیو کرتا ہوا آگے چلا گیا۔

O☆O

پارس صبح دیر تک بستر پر پڑا رہا۔ شی تارا صبح ہونے سے پہلے ہی بڑے پیار سے رخصت ہوگئی تھی۔ اس کے جانے کے بعد بھی پیار سے گزاری ہوئی دو راتوں کا نشہ اس پر طاری رہا۔ اس لیے وہ دیر تک بستر پر پڑا رہا۔

کسی کے آنے سے کہانی شروع نہیں ہوتی اور جانے سے قصہ تمام نہیں ہوتا۔ شی تارا کے جانے کے بعد قصہ نئے موڑ پر آرہا تھا۔ پارس کو یہ اندازہ تھا کہ آگے کیا ہونے والا ہے۔ اس نے شی تارا سے کہا تھا۔ "یہاں سے دہلی واپس نہ جاؤ۔ کم از کم دو دنوں کے لیے کسی دوسرے شہر چلی جاؤ۔"

شی تارا نے پوچھا۔ "مجھے دہلی جانے سے کیوں منع کر رہے ہو؟"

"وہاں پاشا تمہاری تاک میں ہوگا۔"

"مگر تم نے تو اس کی بیوی مریم کا حوالہ دے کر اسے میری کوٹھی سے بھگا دیا ہے۔"

"ہاں' کوٹھی سے بھگا دیا ہے۔ دہلی شہر سے نہیں بھگایا ہے۔

وہ کہیں چھپ کر رہے گا۔ جیسا کہ تم نے بتایا ہے کہ وہ پوجا کا دیوانہ ہے تو پھر سمجھ لو اس حسینہ کو حاصل کرنے کے لیے اچانک ہی کہیں سے آکر تمہاری گردن دبوچ لے گا۔"

"یہ پاشا تو میرے لیے مصیبت بن گیا ہے۔ میں کیا کروں؟"

"میں اس مصیبت کو دہلی سے باہر بھگا دوں گا۔ آج رات وہاں جاؤں گا۔ اسی لیے کہتا ہوں تم وہاں نہ جاؤ۔"

"نہیں جاؤں گی۔ ویسے تم نے ابھی تک یہ نہیں بتایا کہ ہندوستان کس چکر میں آئے ہو؟"

"جناب علی اسد اللہ تبریزی نے ہدایات دی تھیں کہ وہ دو چشمی ہیرے تمہیں دے دوں۔ دوسری ہدایت یہ ہے کہ پاشا کی نگرانی کروں اور اسے یہاں کے شمالی علاقے میں نہ رہنے دوں۔"

"کیا اتنے معمولی سے کام کے لیے آئے ہو؟"

"یہ معمولی کام ہوتا تو جناب تبریزی صاحب مجھے یہاں نہ بھیجتے۔"

"معلوم ہوتا ہے' میرے دیس کے خلاف کوئی سیاسی چال چلنے یا کوئی بڑا ہاتھ مارنے آئے ہو اور مجھ سے چھپا رہے ہو۔"

"میں تم سے جھوٹ نہیں بولوں گا۔ یقین کرنا چاہو تو کر لو۔ جناب تبریزی صاحب نے مجھے اندھیرے میں رکھا ہے اور ہم میں سے کوئی ان سے سوال نہیں کرتا ہے۔ وہ جو ہدایت دیتے ہیں ہم اس پر عمل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ عمل کے دوران معلوم ہوتا رہتا ہے کہ ہم کتنے سنگین معاملات میں الجھتے جا رہے ہیں اور خود کو مکڑی کے جال سے نکالتے جا رہے ہیں۔"

"میں تم سے رابطہ کرتی رہوں گی۔ وعدہ کرو' مجھ سے کچھ نہیں چھپاؤ گے۔ مجھے بتاتے رہو گے کہ یہاں کیا کر رہے ہو؟"

"جب میں وعدہ کرتا ہوں تو ضرور پورا کرتا ہوں۔ اس لیے وعدہ نہیں کروں گا۔"

"یعنی کوئی ایسا اہم معاملہ میرے دیس کے خلاف ہے' جس کا ذکر کرو گے تو میں راستے کی رکاوٹ بن جاؤں گی۔"

وہ مسکرا کر بولا "میری جان! میں چاہوں گا کہ تم رکاوٹ بننے کے ہی بہانے میرے پاس آتی جاتی رہو۔"

"تو پھر اسی بہانے بتا دو۔ میں آتی جاتی رہوں گی۔"

"تم بارہا آزما چکی ہو کہ میں جھوٹ نہیں بولتا ہوں۔ اس سے زیادہ سچ کیا ہو گا کہ مجھے سچ معلوم ہوتا تو میں صاف کہہ دیتا کہ بابا صاحب کے ادارے کا معاملہ ہے' میں نہیں بتاؤں گا۔"

"تو پھر صاف کہہ دو کہ مجھے غیر سمجھتے ہو بلکہ دشمن سمجھتے ہو اور یہاں میرے ملک سے دشمنی کرنے آئے ہو۔"

"اگر دشمن سمجھتا تو کیا تمام رات تم میرے بستر پر ہوتیں؟ کھڑکی سے باہر نہ پھینک دیتا۔ دو راتیں گزر چکی ہیں اور میں تمہیں کلیجے سے لگاتا آ رہا ہوں۔ پھر بھی میری محبت پر شبہ کرتی ہو؟"

"تم اپنے کسی اہم راز پر محبت کا شہد لگا کر مجھ سے نہ چھپاؤ۔ جب تم کچھ بتانا نہیں چاہتے ہو تو اسی طرح باتیں بناتے ہو۔ ٹھیک ہے' میں ہی پاگل ہو رہی تھی تمہارے پیچھے۔ تمہارے لیے اپنی روپوشی کا اصول توڑ دیا۔ اب ایسی غلطی نہیں کروں گی۔ میں جا رہی ہوں پھر کبھی تمہاری زندگی میں نہیں آؤں گی۔"

وہ اسے بازوؤں میں سمیٹ کر بولا۔ "کیوں خواہ مخواہ ناراض ہو رہی ہو؟"

وہ خود کو چھڑا کر الگ ہو گئی۔ بستر سے اٹھ کر باتھ روم میں چلی گئی۔ غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر لباس تبدیل کر کے جانے لگی۔ پارس نے راستہ روک کر کہا۔ "اتنے رنگین لمحات گزارنے کے بعد موڈ خراب کر کے نہ جاؤ۔"

وہ اس کے سینے پر نازک سا گھونسا مار کر بولی۔ "اپنا سب کچھ ہار چکی ہوں۔ اب مجھ میں ایسی بات نہیں رہی' جس سے تمہیں للچاؤں اور اپنی باتیں منواؤں۔"

"میری جان! تمہارے حسن و شباب میں چار سو چالیس وولٹ کا کرنٹ ہے۔ تمہارے تو ایک ایک جلوے سے جھٹکے لگتے ہیں۔ میں تمہیں ناراض ہو کر جانے نہیں دوں گا۔"

"تو پھر بتاؤ وہ اہم معاملہ کیا ہے؟"

پارس نے ایک سرد آہ بھری پھر کہا "بتانا ہی پڑے گا۔ وعدہ کرو' تم میرے لیے مشکلات پیدا نہیں کرو گی۔"

"وعدہ کرتی ہوں۔ میری ضرورت پڑی تو تمہارا ساتھ دوں گی۔"

"تم بڑی چالاکی سے بات بدل کر وعدہ کر رہی ہو۔ میرا ساتھ دینے کا نہیں' میرے راستے میں مشکلات پیدا نہ کرنے کا وعدہ کرو۔"

"ٹھیک ہے' اصل بات بتاؤ۔"

"اب بھی تم صاف لفظوں میں وعدہ نہیں کر رہی ہو۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ میرے معاملے میں تم کس حد تک زبان کی پابند رہتی ہو۔"

وہ دل ہی دل میں بولی۔ "میں صرف تمہارے معاملے میں زبان کی پابند رہوں گی لیکن اپنے دیس کے معاملے میں زبان کی پابند نہیں رہوں گی۔" پھر وہ زبان سے بولی۔ "میں صاف لفظوں میں وعدہ کر رہی ہوں کہ تمہارے لیے مشکلات نہیں پیدا کروں گی۔ اب بولو۔"

وہ بولا "تمہارے ملک میں جو یہودی سفیر آیا ہے' میں اس کی چھٹی کرنے آیا ہوں۔"

"اس سے تمہاری کیا دشمنی ہے۔ جبکہ وہ ہمارے دیس کی بھلائی کے لیے آیا ہے۔"

"تمہارے دیس کی بھلائی اور کشمیری مسلمانوں کی تباہی کے لیے آیا ہے۔ وہ یہاں بیٹھا کشمیر کے معاملے میں بین الاقوامی رائے عامہ کو بھارت کے حق میں ہموار کر رہا ہے۔ پاکستان کے چند سیاستدانوں کو اقتدار کا لالچ دے کر خرید رہا ہے اور کشمیری مجاہدین کو ملنے والی بیرونی امداد سے محروم کر رہا ہے۔"

"تمہیں کشمیر سے کیا لینا ہے؟"

"کشمیر کا قرض ہم پر اور ہمارے باپ دادا پر ہے۔ وہ قرض اتارنا ہے۔ اب سے ستر برس پہلے میرے دادا کشمیر سے آکر پنجاب کے ایک علاقے شاہ کوٹ میں آباد ہوئے تھے۔ وہاں میرے پاپا فرہاد علی تیمور پیدا ہوئے۔ اب تم سمجھ سکتی ہو کہ ہماری رگوں میں جو لہو دوڑ رہا ہے' وہ جنتِ ارضی کشمیر سے آیا ہے۔"

"کیا اب تک یہ لہو تمہاری رگوں میں منجمد تھا۔ اب کشمیر کے معاملے میں لہو کیوں گرم ہو رہا ہے؟"

"تمہارے اس سوال کا جواب مجھ پر قرض ہے۔ پہلے میں جناب تبریزی صاحب سے سوال کروں گا کہ وہ کشمیر' افغانستان اور بوسنیا وغیرہ کے معاملات میں خاموش کیوں رہے؟ دراصل جب تک ہمیں ان سے ہدایات نہیں ملتی ہیں' تب تک پاپا بھی ایسے کسی معاملے میں نہیں پڑتے ہیں۔"

"کیا یہ تمہارے بزرگ تبریزی صاحب کی بے حسی نہیں ہے کہ وہ مسلمان مجاہدین کی طرف توجہ نہیں دیتے ہیں۔"

"نہیں' جناب تبریزی صاحب کی گہری خاموشی اور حکمتِ عملی کو سمجھنا بہت مشکل ہے۔ جب میں سوال کروں گا اور وہ جواب دیں گے تو وضاحت ہو جائے گی کہ کشمیری یا کسی بھی اسلامی ملک کے مجاہدین سے غافل رہنے میں کیا مصلحت رہی ہے۔"

"میں تم سے رابطہ رکھوں گی اور تمہارے بزرگ کی مصلحت اندیشی کو سمجھوں گی۔ اب جا رہی ہوں۔"

وہ بڑے پیار سے رخصت ہو گئی۔ اس کے جانے کے بعد پارس نے روم سروس کو کال کیا۔ بستر بدلنے اور کمرے کی صفائی کا حکم دیا پھر باتھ روم میں چلا گیا۔

جناب تبریزی صاحب نے اسے نہ تو کسی یہودی سفیر کے خلاف ایکشن کے لیے بھیجا تھا اور نہ ہی یہ فرمایا تھا کہ وہ کشمیر کے معاملے میں کوئی رول ادا کرے۔ صرف یہ ہدایات تھیں کہ ہندوستان جاؤ۔ وہ دو چشمی ہیرے ثی تارا کو دے دو اور پاشا کو بھارت کے شمالی علاقوں میں نہ رہنے دو۔ یا پھر ان علاقوں میں اس کی مصروفیات کو ناکام بناتے رہو۔ انہوں نے اس سے زیادہ ہدایات نہیں دی تھیں۔

لیکن ہدایات کے پیچھے چھپے ہوئے مقاصد کی نشاندہی ہو جایا کرتی تھی۔ شمالی علاقہ صرف دہلی نہیں تھا۔ کشمیر بھی تھا۔ پھر وہ... سرپھرا پاشا حسین عورتوں کے چکر میں کشمیر کی طرف جا سکتا تھا۔

میری اور میری فیملی کو دنیا جہان کے مسائل میں مصروف رہنا پڑتا ہے۔ جس ملک میں جاتے ہیں ادھر کے مسائل اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔ پھر دوسرے اسلامی ممالک کی طرف دھیان نہیں جاتا۔ یا پھر جناب تبریزی صاحب کی ہدایات نہیں ہوتی۔ وہ صرف اتنا فرماتے ہیں کہ فلاں ملک چلے جاؤ۔ مقصد بیان نہیں کرتے لیکن وہاں پہنچ کر مقاصد خود بخود واضح ہوتے جاتے ہیں۔

پارس بھی ہندوستان آیا تو سب سے پہلے کشمیر نے اسے اپنی طرف کھینچا۔ پر دادا کے خون کی کشش اور دینی جذبہ بھی کارفرما تھا۔ دراصل افغانستان کی کامیاب جدوجہد اور سپر پاور روس کے خاتمے کے بعد امریکا اس تشویش میں مبتلا ہو گیا ہے کہ افغانستان اسلامی جذبے سے آزاد ہوا ہے اور اسے روس کے چنگل سے نکالنے کے لیے کتنے ہی اسلامی ممالک متحد ہو گئے تھے۔ آئندہ یہ اسلامی ممالک امریکا کے خلاف بھی متحد ہو سکتے ہیں۔

امریکا کی کوشش ہے کہ کشمیر کی تحریک آزادی پروان نہ چڑھے۔ لیکن ۱۹۸۷ء سے لے کر ۱۹۹۴ء تک کشمیری مسلمانوں کی نئی نسل نے جن نئے عزائم سے مسلح ہو کر جدوجہد جاری رکھی ہے' یہ عزائم' یہ جذبات افغانستان کی کامیاب جدوجہد سے حاصل ہوئے ہیں۔ آج کے کشمیری جوانوں کا عزم ہے کہ افغانی روس کو پسپا کر سکتے ہیں تو وہ بھارت کے سیاسی عزائم کو کچل کر آزادی ضرور حاصل کر سکتے ہیں۔

پارس غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر پھر بستر پر آکر لیٹ گیا۔ بستر اور کمرا صاف ستھرا ہو گیا تھا۔ وہ رات بھر کا جاگا ہوا تھا۔ نیند پوری کرنے کے بعد وہ ہوٹل چھوڑ کر جانے والا تھا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے ریسیور اٹھا کر کہا۔ "ہیلو

برصغیر کے جادو نگار تاریخی کہانیوں کے واحد مصنف الیاس سیتاپوری

انسانوں کی اثر انگیز کہانیوں کے مجموعے

عجائب خانۂ عشق
کشمیر کی کلی
آدھا آدمی
راگ کا بدن
شہزادی کا نیلام
دل کا سودا
دلوں کا آسمان
رزم و بزم
داستانِ نور

پریم کمار بول رہا ہوں۔"
"جناب! چار بجے والی دہلی کی فلائٹ میں سیٹ ہو گئی ہے۔ میں یہاں ٹکٹ کے ساتھ موجود رہوں گا۔"
"ٹھیک ہے' میں وقت پر آجاؤں گا۔"
اس نے ریسیور رکھ دیا۔ چاروں شانے چت لیٹ کر چھت تکنے لگا اور تصور میں جناب علی اسد اللہ تبریزی کو دیکھنے لگا۔ انہیں دیکھتے دیکھتے آنکھیں بند ہونے لگیں۔ وہ گہری نیند میں ڈوبتا چلا گیا۔
تب وہ خواب کی دنیا میں مجسم ہو کر آئے۔ انہوں نے کہا۔ "ہاں' اس سوال کا جواب قرض ہے کہ ہم اسلامی ممالک میں جا کر ان کے کام کیوں نہیں کرتے ہیں؟ جبکہ بابا صاحب کا ادارہ علوم و فنون اور غیر معمولی صلاحیتوں کا مسکن ہے۔ ہم سپر پاور سے کم نہیں ہیں۔ ہمیں مسلمانوں کے کام آنا چاہئے۔
"لیکن اللہ تعالیٰ سے بڑی کوئی طاقت نہیں ہے۔ کیا تم سوال کرو گے کہ اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کے کام کیوں نہیں آتا؟ نہیں' خدا سے سوال کرو گے تو جواب نہیں ملے گا۔ اس معبود نے عقل دی ہے کہ جواب خود سمجھو۔
"تم خدا کو ماننے اور سمجھنے والی زندگی گزار رہے ہو۔ پھر خدا کی قدرت کو' انسانی عمل اور ردِ عمل کو اور سزا و جزا کے قدرتی اصولوں کو کیوں نہیں سمجھتے؟ کیا اتنی سی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ دین پر قربان ہونے والے' آزادی کے لیے مرمٹنے والے مجاہدین سر سے کفن باندھ کر جہاد کرتے ہیں اور بڑے بڑے اسلامی ممالک دور سے ان کے شہید ہونے' ان کے گھروں کے جلنے اور مسلمان عورتوں کی آبرو لٹنے کا تماشا کیوں دیکھ رہے ہیں؟
"ایسی کیا بات ہے کہ وہ مجاہدین کو زکوٰۃ دیتے ہیں مگر فوجی امداد نہیں دیتے۔ ان کے لیے راشن اور دوائیں بھیجنے سے پہلے امریکا سے اجازت طلب کرتے ہیں۔ ماضی میں اسلامی ممالک افغانستان کے جہادِ آزادی کے لیے متحد نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ امریکا کے حکم سے روس کو بھگانے کے لیے ایک پلیٹ فارم پر آئے تھے۔ یہ اتحاد کشمیر کے لیے نہیں ہوا' بوسنیا کے لیے نہیں ہوا۔ آج تک فلسطین کی آزادی کے لیے بھی نہیں ہوا۔
"یہ عام مسلمان جو امیر کبیر نہیں ہیں غریب ہیں' ایمان اور آزادی کے لیے صرف اپنے حوصلوں سے لڑ رہے ہیں۔ ان کے حوصلوں سے شرمندہ ہو کر امیر کبیر اسلامی ممالک ان کی تھوڑی بہت مدد کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم کیا کر سکتے ہیں؟ ہم ایک طرف سے مدد کرتے ہیں۔ دوسری طرف سے مسلمانوں میں منافق پیدا ہو جاتے ہیں۔ مسلمان راہنما' سیاستداں اور حکمراں اپنے اپنے ملک اور قوم کا سودا کرتے ہیں اور مجاہدین کی قربانیوں پر پانی پھیرتے رہتے ہیں۔
"ہر عمل کا حساب ہوتا ہے جلد یا بدیر قدرت کی طرف سے سزا ملتی ہے۔ ہم اللہ والے اسی ربِّ کریم کے فیصلے کے منتظر رہتے ہیں اور اتنی ہی جدوجہد کرتے ہیں' جتنی لازمی ہوتی ہے۔ اگر فرہاد ٹیلی پیتھی کے ذریعے ساری دنیا پر حکمرانی کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا۔ پوری دنیا پر صرف خدا کی حکمرانی ہے اور رہے گی۔ اگر فرہاد چاہے کہ وہ کسی سپر پاور کے فوجی اور ایٹمی راز ظاہر کر دے۔ تو وہ ایسا کر نہیں سکتا۔ کیونکہ بھیدوں کا کھولنے والا وہی ایک ہے۔
"پارس! اسی لیے میں تمہارے باپ کو اور اپنے عام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ایسی تمام انتہائی اقدامات سے روکتا ہوں' جو حد سے بڑھنے والے ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہر عمل کی ایک حد ہے' اس حد کے بعد اللہ کی رضا پر راضی رہنا چاہئے۔ لہٰذا تم شمالی بھارت میں رہ کر کشمیر کے مجاہدین کے کام آؤ گے لیکن اپنی حد سے تجاوز نہیں کرو گے۔ ہو سکے تو مجاہدین کے ساتھ رہو اور بڑے اسلامی ممالک کو اپنے عمل سے شرمندہ ہونے اور سوچنے پر مجبور کرو۔ میری طرف سے اپنے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو اجازت نہیں ہے کہ وہ کسی موقع پر تمہاری مدد کے لیے آئیں۔ کشمیری جوان یوں جہاد کر رہے ہیں کہ بعض اوقات ان کے پاس ہتھیار بھی نہیں ہوتے۔ میں نے تمہیں بھی تمام ہتھیاروں سے خالی کر کے یہاں بھیجا ہے۔ تم کشمیری ہو' لہٰذا بے یار و مددگار کشمیری ہی کی طرح وہاں رہو۔
"تمہارا دماغ مقفّل ہو چکا ہے۔ کوئی خیال خوانی کرنے والا یا والی نہیں آئے گی۔ تمہاری آواز اور لہجہ بدل چکا ہے۔ تمہاری لاعلمی میں پاشا تمہاری گفتگو نہیں سن سکے گا۔ میں جا رہا ہوں۔ فی امان اللہ...."
پارس کی آنکھ کھل گئی۔ صبح نو بجے اس کی آنکھ لگی تھی۔ وہ دوپہر دو بجے بیدار ہو گیا۔ جاگنے کے بعد تھوڑی دیر تک ہاتھ پاؤں پھیلا کر بستر پر لیٹا رہا اور جناب تبریزی صاحب کی باتوں کو یاد کر کے ان پر غور کرتا رہا پھر فون کی گھنٹی سن کر اٹھ بیٹھا۔ اس نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ دوسری طرف سے ثی تارا کی آواز آ رہی تھی۔ "ہیلو' ہیلو پریم کمار! میں تارا بول رہی ہوں۔"
اس نے پوچھا۔ "تم کون تارا ہو جی؟ کس کو مانگتی ہو؟"
"اوہ پریم! آواز بدل کر مذاق نہ کرو۔ میں نے ہوٹل سے معلوم کیا ہے۔ تم نے کمرا چھوڑا نہیں ہے۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کرنا چاہا لیکن تمہاری آواز اور لہجے کے مطابق تمہارے دماغ میں جگہ نہیں ملی۔ بلکہ تمہارا دماغ ہی نہیں ملا۔ اس کا تو یہی مطلب ہوا کہ تم نے آواز اور لہجہ تبدیل کر لیا ہے۔"
"اے مائی! تم کیا کہہ رہی ہو۔ کبھی کہتی ہو' میرے دماغ میں جگہ نہیں مل رہی ہے کبھی کہتی ہو' میرا دماغ نہیں ہے۔ میرے کو معلوم پڑتا ہے' تمہارا دماغ نہیں ہے۔"
پارس نے گفتگو کے دوران اسے اپنے اندر محسوس کیا۔ وہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ دوسری آواز میں بولنے والا کون ہے۔ مگر جناب تبریزی صاحب نے اس پر ایسا روحانی عمل کیا تھا کہ کوئی

یال خوانی کرنے والا اس کے چور خیالات نہیں پڑھ سکتا تھا۔ ثی ارا کو اس کے خیالات پڑھ کر معلوم ہوا کہ وہ پارس نہیں کوئی جنبی ہے۔
وہ بولی۔ "تمہارے خیالات پڑھ کر معلوم ہو رہا ہے کہ تم وہ یم کمار نہیں ہو مگر تمہارا نام بھی پریم کمار ہے۔"
"تم نے ہوٹل والوں سے پریم کمار کے کمرے کا فون طلب کیا ہے تو ظاہر ہے مجھ سے ہی بات کرو گی۔ ویسے مائی! تم میرے پیچھے یوں پڑ گئی ہو؟"
وہ غصے سے بولی۔ "شٹ اپ! میں مائی نہیں ہوں۔"
"کیا جوان چھوکری ہو؟"
ثی تارا نے ریسیور رکھ دیا۔ وہ مدراس کے ایک فائیو اسٹار ل میں تھی۔ سوچ رہی تھی۔ "یہ پارس کہاں گم ہو گیا ہے؟ میں نے کہا تھا کہ اس سے رابطہ رکھوں گی۔ پھر میری خیال خوانی کی یں کو اس کا دماغ کیوں نہیں مل رہا ہے؟"
ایک شبہ تھا کہ وہ جان بوجھ کر غائب ہو گیا ہے اور دل کہتا تھا' رے درمیان کوئی کشیدگی نہیں ہے۔ پھر وہ اپنی تارا سے کیوں ہو گا؟
وہ کشمکش میں تھی۔ اپنے دل میں اس کے لیے بے انتہا محبت نے کے باوجود یہ تشویش تھی کہ وہ اس کے دیس کو نقصان انے آیا ہے۔ اگر اس نے پارس کے راستوں میں رکاوٹیں پیدا یں تو وہ یہودی سفیر کو قتل کر دے گا یا اسے یہاں سے بھاگنے پر ر کر دے گا اور ایسا نہیں ہونا چاہئے۔
اس نے وائی ماں سے کہا "میری ڈائری نکالو اور انٹیلی جنس نمبر ڈائل کرو۔"
وائی ماں نے اٹیچی سے ڈائری نکالی۔ اس میں انٹیلی جنس کے افسر کے نمبر دیکھے پھر موبائل پر رابطہ کیا۔ دوسری طرف سے ت نے پوچھا۔ "ہیلو کون؟ اپنا نام اور کام بتائیں؟"
ثی تارا نے وائی ماں کی زبان سے کہا "میں چیف سے بات کرنا تی ہوں۔"
"دیوی جی! آپ اپنا نام اور کام پہلے نوٹ کروائیں۔"
وہ ماتحت کے پاس پہنچ گئی۔ اس نے اس کی مرضی کے مطابق لام کے ذریعے صاحب سے کہا۔ "آپ کا ایک بہت ضروری ہے۔ اٹینڈ کر لیں۔"
صاحب نے ریسیور اٹھا کر کہا۔ "ہیلو' میں بول رہا ہوں۔"
ثی تارا نے کہا۔ "میں بھی بول رہی ہوں۔ دہلی میں جو ئیلی سفیر آیا ہے' اس کی جان خطرے میں ہے۔ قاتل آج کسی وقت دہلی پہنچنے والا ہے۔"
"تم کون ہو اور یہ سب کچھ کیسے جانتی ہو؟"
"شریمان! میں ٹیلی پیتھی جانتی ہوں۔ اس ودّیا کے ذریعے ل سکے دماغوں میں گھس کر ان کے خطرناک ارادوں کو پڑھ لیتی ہوں۔"
"یہ کیا بکواس ہے؟ اس رگھوناتھ نے کس پاگل سے بات کرنے کو کہہ دیا ہے؟"
وہ ریسیور رکھ کر غصے سے ماتحت کو بلانا چاہتا تھا۔ اسی وقت اپنے دماغ میں آواز سنی۔ "ٹیلی پیتھی بکواس نہیں ہے۔ ماتحت کو نہ بلاؤ۔ میں نے اس بے چارے کو رابطہ کرنے پر مجبور کیا تھا۔ تم بھی مجبور ہو' میری مرضی کے بغیر کسی کو کمرے میں نہیں بلاؤ گے۔"
وہ اپنی کرسی سے اٹھنا چاہتا تھا۔ اٹھ نہ سکا۔ وہ بولی۔ "یہی ٹیلی پیتھی ہے۔ تم میری مرضی کے بغیر اٹھ نہیں سکو گے۔"
"تم کون ہو؟ کیا چاہتی ہو؟"
"میں دیس بھگت ہوں۔ اپنا نام بتا کر نام نہیں کرنا چاہتی۔ مجھ پر بھروسا نہیں کرو گے تو میں خیال خوانی کے ذریعے ملٹری انٹیلی جنس کے اعلیٰ افسر کے پاس پہنچ جاؤں گی۔ کیا تم اسرائیلی سفیر کی جان بچا کر اپنے سروس ریکارڈ میں ایک کارنامے کا اضافہ نہیں کرو گے؟"
"میں ایسا کروں گا۔ مجھے بتاؤ اسرائیلی سفیر کا دشمن کون ہے؟ اس کی نشاندہی کرو گی تو اسے گرفتار کیا جا سکے گا۔"
"وہ مسلمان ہے۔ پیرس سے آیا ہے۔ اسے کشمیر کے مسلمانوں سے دلچسپی ہے۔ وہ ان مسلمانوں کی اچھی خاصی مدد کرے گا۔ اس کا قیام کسی بڑے ہوٹل میں ہو گا۔"
"اس کا نام اور حلیہ بتاؤ۔"
"وہ اپنا نام اور حلیہ بدلتا رہتا ہے۔ آج دوپہر سے جتنے ملکی اور غیر ملکی مسافر ہوٹلوں میں قیام کر رہے ہیں' ان پر نظر رکھو گے تو شاید وہ نظروں میں آجائے گا۔"
"کیا تم ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہم سے تعاون کرتی رہو گی؟"
"بے شک' میں تمہارے پاس آتی جاتی رہوں گی۔ ابھی جا رہی ہوں۔"
وہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ وائی ماں نے پوچھا۔ "یہ تُو نے کس قاتل کے بارے میں اطلاع دی ہے؟"
"پارس ایک یہودی سفیر کو قتل کرنا چاہتا ہے۔"
وائی ماں نے حیرانی سے پوچھا "کیا تُو پارس کو گرفتار کرائے گی؟"
"ماں جی! آج تک ہوا کو کسی نے قید کیا ہے؟"
"ہوا غبارے میں قید ہو جاتی ہے۔"
"پھر رفتہ رفتہ غبارہ پچکنے لگتا ہے۔ ہوا آخر آزاد ہو جاتی ہے۔"
"جب تُو جانتی ہے کہ وہ گرفت میں نہیں آئے گا تو پھر اس کے خلاف اطلاع کیوں دے رہی ہے؟"
"میں چاہتی ہوں' اس کے راستے میں اتنی دشواریاں پیدا ہوں کہ وہ سفیر کو نہ قتل کر سکے نہ یہاں سے بھگا سکے۔ وہ کوششیں کرتا رہے گا۔ ناکام ہوتا رہے گا اور مجھے معلوم ہوتا رہے گا کہ مجھ

سے چھیننے والا کیا کرتا پھر رہا ہے۔"

"کیا اس نے یہ نہیں بتایا کہ ہمارے ملک میں کیا کرنے آیا ہے؟ کیا صرف قتل کا منصوبہ ہے؟ قتل کرے گا اور چلا جائے گا؟"

"نہیں جائے گا۔ وہ کشمیری ہے۔ کشمیر میں مسلمانوں کے لیے کچھ کرنے آیا ہے۔ وہ آدھی بات بتاتا ہے اور آدھی پیٹ میں رکھتا ہے۔ مگر میں بھی ضدی ہوں' پیچھا نہیں چھوڑوں گی۔ دیکھوں گی کہ ہماری بھارتی پالیسی کے خلاف کشمیریوں کے لیے کیا کرے گا۔ اسے ناکام ہو کر جانا پڑے گا۔"

"تارا! تیری مت ماری گئی ہے۔ جس کی آغوش میں کھیلتی ہے اور ہارتی ہے' اسی سے جیتنا چاہتی ہے۔"

"وہاں میں شوق سے ہارتی ہوں۔ یہاں میں اپنے دیس کی خاطر اسے شکست دوں گی۔"

"بیٹی! وہ بہت پہنچا ہوا ہے۔ کیا تو اندازہ کر سکتی ہے کہ وہ اب تک کیسی چالیں چل چکا ہو گا۔"

واقعی یہ شی تارا کی آتما اور پرماتما کو بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ صبح اسے رخصت کرتے وقت ہی چال چل چکا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ وہ دہلی نہ جائے۔ دو دنوں تک دہلی والی کوٹھی سے دور رہے کیونکہ پاشا اس کی اور پوجا کی تاک میں ہو گا اور پوجا کو حاصل کرنے کے لیے اس کی گردن دبوچ لے گا۔

یہ شی تارا کے تحفظ کے لیے نیک مشورہ تھا۔ اس لیے وہ مدراس چلی گئی تھی اور نیک مشورہ دینے والے کو پریشانی میں مبتلا کرنے کے لیے انٹیلی جنس کے چیف سے کہا تھا کہ وہ مسلمان قاتل کسی بڑے ہوٹل میں قیام کرے گا۔ جبکہ وہ شی تارا کو دہلی سے دور بھیج کر اسی کی کوٹھی میں رہنے کا ارادہ کر چکا تھا۔

اصل ارادہ یہ تھا کہ اس کوٹھی میں رہ کر پاشا کو ٹریپ کرے گا۔ یقین تھا کہ وہ پوجا کی خاطر شی تارا کی تاک میں ہو گا۔ اگر کسی عورت کو اس کوٹھی میں داخل ہوتے دیکھے گا تو ضرور اس کی گردن دبوچنے آئے گا۔

وہ دہلی کی فلائٹ میں سوار ہونے کے لیے ایک گھنٹا پہلے ائرپورٹ پہنچا۔ وہاں بابا صاحب کے ادارے کا ایک جاسوس موجود تھا۔ اس کے ساتھ ایک حسین عورت تھی۔ جاسوس نے اسے ٹکٹ دیا پھر حسینہ سے تعارف کرایا "سر! یہ حیدر آباد کی طوائف آفت جان ہے۔ مجھے شی تارا اور پوجا کی جو جسامت اور قد بتایا گیا تھا اس کے مطابق میں اسے لایا ہوں۔ کیا یہ چلے گی؟"

وہ پارس کو مسکرا کر دیکھ رہی تھی۔ وہ اسے سر سے پاؤں تک دیکھ کر بولا "ٹھیک ہے' اس کی خوبیاں بتاؤ؟"

وہ بولی۔ "اے میاں! سرِعام کیا پوچھتے ہو۔ خوبیاں دیکھنی ہوں تو کوٹھے میں آؤ۔ جلوے دیکھو گے تو غش پہ غش کھاؤ گے۔ ویسے سچی بولتی ہوں میاں! تم ہو بڑے چکنے۔ میرے کو تو پسند آ گئے ہو۔"

پارس نے کہا "پلیز کام کی بات کرنے دو۔ میں خوبیاں معلوم کرنا چاہتا ہوں اور خوبیوں کا تعلق تمہارے حسن و شباب سے نہیں ہے۔ کیا تم ایکٹنگ کر سکتی ہو؟"

"ہائے کیا سوال مارتے ہو میاں! اپن کا پیشہ یہی ہے۔ جس مزاج کا گاہک ہوتا ہے' اسی مزاج کے مطابق میں ناچتی ہوں۔"

پارس نے اٹیچی سے ایک ننھا سا کیسٹ ریکارڈر نکال کر پوچھا "اس میں ایک عورت کی آواز ہے۔ کیا یہ آواز سن کر تم بالکل اسی طرح بول سکتی ہو؟"

آفت جان نے ریکارڈر لیا۔ ہیڈ فون کو کانوں سے لگایا پھر اسے آن کر کے سننے لگی۔ پارس نے پچھلی رات اس ریکارڈر کو سرہانے چھپا کر رکھا تھا۔ رات کو جب بھی شی تارا بولتی رہی۔ اس کی آواز ریکارڈ ہوتی رہی۔ آفت جان نے مسکراتے ہوئے کہا "ہائے میاں! یہ تو بڑے جذباتی انداز میں بول رہی ہے۔ کیا بستر میں ریکارڈنگ کی ہے؟"

وہ جھینپ کر بولا "پلیز! اس عورت کے بولنے کے انداز پر غور کرو۔"

"غور کیا کرنا ہے' بستر پہ لے چلو' بولتی ہوں۔"

وہ جاسوس سے بولا۔ "تم اسے کہاں سے پکڑ لائے ہو۔ یہ تو صرف اپنے انداز دکھاتی رہے گی۔"

جاسوس نے کہا "یہ غضب کی نقال ہے۔ کئی کرداروں کی آوازیں نکال کر ریڈیو کے ڈرامے کرتی ہے۔"

پھر اچانک ہی شی تارا کی آواز سن کر پارس چونک گیا۔ آفت جان بالکل اسی آواز اور لہجے میں بول رہی تھی۔ "ہائے پارس! تم نے کیا جادو کر دیا ہے۔ تم سے دور رہ کر بستر پر کروٹیں بدلتی رہتی ہوں۔ اسی زہریلے نشے کی طلب ہوتی ہے تو میں خیال خوانی کے ذریعے تمہارے پاس پہنچ جاتی ہوں۔ ویسے میاں! یہ خیال خوانی کیا بلا ہے؟"

پارس نے اس سے ریکارڈر چھین کر کہا "میں مطمئن ہوں۔ تم بہترین نقال ہو۔ چلو فلائٹ کا وقت ہو رہا ہے۔"

جاسوس نے کہا "سر! وہ دوسری عورت دہلی والی کوٹھی میں پہنچ جائے گی۔ آپ کا نیا پاسپورٹ اور نئے شناختی کاغذات بھی وہیں ملیں گے۔"

وہ جاسوس سے رخصت ہو کر آفت جان کے ساتھ چلتا ہوا کاؤنٹر پر آیا۔ وہاں سے دو بورڈنگ کارڈ حاصل کیے۔ آفت جان اس سے لگی ہوئی تھی۔ چلتے وقت اس کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر چل رہی تھی۔ پارس نے کہا "تمہیں میرے ساتھ چپک کر رہنے کا معاوضہ ادا نہیں کیا گیا ہے۔ تم ذرا دور بھی رہ سکتی ہو؟"

وہ بولی "واہ چکنے میاں! کیا دور رہنے کے مجھے تیس ہزار روپے دیے گئے ہیں؟"

"تمہیں صرف ایکٹنگ کرنی ہے۔ تم نے کیسٹ کے ذریعے جو آواز سنی ہے اسی آواز اور لہجے میں بولتی رہو۔"

وہ شی تارا کے انداز میں بولنے لگی۔ دونوں طیارے میں آ کر بیٹھ گئے۔ جب طیارہ فضا میں پرواز کرنے لگا تو وہ بولی۔ "کیا میں قابلِ نفرت ہوں؟"

اس نے پوچھا "ایسا کیوں سوچ رہی ہو؟"

"کیوں نہ سوچوں؟ میں تم پر ہاتھ رکھتی ہوں۔ تو میرا ہاتھ ہٹا دیتے ہو۔ کیا میں گندی ہوں؟"

"تم فضول باتیں سوچتی ہو۔ ذرا فاصلہ رکھنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم قابلِ نفرت ہو۔"

وہ خوش ہو کر بولی۔ "تو پھر میں قابلِ محبت ہوں۔"

"ہاں تم بہت اچھی ہو۔ اگر میرے مشوروں پر عمل کرو تو اور اچھی لگو گی۔"

"بولو میاں! میں ساری عمر تمہارے مشوروں پر عمل کرتی رہوں گی۔ سچی بولتی ہوں چکنے! تمہاری طرف دل کھنچا جا رہا ہے۔ میرے سینے پر ہاتھ رکھ کے دیکھو۔ دل کتنی تیزی سے دھگڑ دھگڑ کر رہا ہے۔"

"دھگڑ دھگڑ نہیں' دل دھک دھک کرتا ہے۔"

"ہندی میں اپنے یار کو دھگڑ کہتے ہیں۔ یہ دل تمہیں دھگڑ دھگڑ کہہ رہا ہے۔"

پارس نے تکلیف سے کراہتے ہوئے کہا "یا اللہ! میری آبرو خطرے میں ہے۔ وہ کمبخت کہاں سے یہ مال اٹھا لایا ہے۔"

وہ ہنستی ہوئی بولی "تم مجھے مشورے دے رہے تھے۔"

"میرا پہلا اور آخری مشورہ ہے کہ اپنی گفتگو اور چال ڈھال میں بازاری انداز اختیار نہ کرو۔ یا پھر مجھے بازاری مال سمجھ کر نہ چھیڑو۔"

وہ پھر ہنسنے لگی۔ پھر اس کے قریب جھک کر سرگوشی میں بولی۔ "یہ چکر کیا ہے۔ ٹکٹ پر تمہارا نام پریم کمار ہے۔ وہ کیسٹ والی تمہیں پارس کہہ رہی تھی اور دہلی پہنچ کر تمہارا نیا پاسپورٹ اور نئی شناخت کے کاغذات ملنے والے ہیں۔"

پارس نے بھی سرگوشی میں پوچھا۔ "کیا تمہیں ڈر نہیں لگ رہا ہے؟ تم ایک ایسے شخص کے ساتھ ہو' جو اپنا نام اور اپنی شناخت بدل کرتا رہتا ہے۔"

وہ پھر سرگوشی میں بولی "اور تمہیں ڈر نہیں لگ رہا ہے کہ میں تھانے میں مخبری کروں گی تو تم غیر ملکی جاسوس سمجھے جاؤ گے اور گرفتار کر لیے جاؤ گے۔"

"آفت جان! جس شخص نے تمہیں تیس ہزار دیے ہیں اور تمہارے آج ایک رات کا سودا کیا ہے' وہ ہمارا بہت ہی تجربہ کار جاسوس ہے۔ اس نے سودا کرنے سے پہلے تمہاری پوری ہسٹری شیٹ معلوم کی ہو گی۔"

"ہاں میاں! ہر سودا کرنے والے کو یہ خوش فہمی ہوتی ہے کہ اس نے بازاری عورت کو سمجھ لیا ہے۔ مگر نہیں' کوئی نہیں سمجھ پاتا۔"

"تو پھر تم سمجھا دو کہ تمہیں کیسے سمجھا جائے؟"

"میرے چکنے! یہ جو بازاری عورت ہوتی ہے' یہ گھریلو عورت سے کہیں اور پارسا عورت سے زیادہ معصوم ہوتی ہے۔ بازار میں اس کی آبرو لٹ جاتی ہے مگر اس کی روح کی معصومیت برقرار رہتی ہے۔ جوانی کے پہلے احساس کے ساتھ وہ جس نوجوان کو چاہتی ہے' وہ نوجوان جب تک اس کا گھونگھٹ اٹھانے نہیں آتا' تب تک وہ ہر رات لٹنے کے باوجود کنواری رہتی ہے۔ آبرو اس مسرور جذبے کا نام ہے' جو عورت اپنے محبوب کو دیتی ہے اور آج تک میں نے یہ آبرو کسی کو نہیں دی ہے۔"

"تم عجیب عورت ہو۔ تھانے میں مخبری کی بات کرتے کرتے جذباتی باتوں میں ڈوب رہی ہو۔"

"مخبری کیا کرنا ہے میاں! زندگی صرف دو دن کی ہے۔ ان دو دنوں میں دشمنی کر لو یا دوستی۔ میں تو دوستی اور محبت کرتی رہتی ہوں۔"

بڑی دلچسپ ہم سفر تھی۔ سفر کی طوالت کا احساس نہیں ہونے دیا۔ وہ دہلی پہنچ گئے۔ ائرپورٹ پر پولیس والے خاصی تعداد میں نظر آ رہے تھے۔ وہ مختلف شہروں سے آنے والے مسلمان مسافروں کو روک رہے تھے۔

پارس کو یہ بات کھٹک گئی۔ دماغ میں بات آئی' شی تارا دشواریاں پیدا کرنے کی ابتدا کر چکی ہے؟ یا اور کوئی بات ہے؟

وہاں بھی بابا صاحب کے ادارے کا ایک جاسوس موجود تھا۔ اس نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "سر! ہم نے کوٹھی کے پرانے چوکیدار کو غائب کر دیا ہے۔ اب چوکیدار کی جگہ ہمارا آدمی ہے۔ کوٹھی کے مقفل دروازے کھول دیے گئے ہیں۔"

پارس نے پوچھا "کیا پاشا ادھر دیکھا گیا ہے؟"

"سر! ہمیں اب تک پاشا کی کوئی تصویر نہیں ملی۔ ہم اسے صورت سے نہیں پہچانتے ہیں لیکن جیسا حلیہ اور ڈیل ڈول بتایا گیا ہے۔ ایسا پہاڑ جیسا شخص دو بار کوٹھی کے سامنے سے گزر کر گیا ہے۔"

"پھر تو مرغا پھنسنے کے لیے خود ہی بے قرار ہے۔ یہ پولیس والے مسلمان مسافروں کو کیوں روک رہے ہیں؟"

"پتا نہیں سر! آج ہی مسلمان مسافروں کے ساتھ سختی ہو رہی ہے۔ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔"

"ایک کام کرو۔ اپنے کسی آدمی سے کہو' وہ اسرائیلی سفارت خانے جائے اور معلوم کرے کہ وہاں بھی پولیس کا ایسا ہی ہجوم ہے یا نہیں؟"

"سر! میں دو گھنٹے پہلے وہاں سے گزرا تھا۔ آپ کو اسرائیلی سفارت خانہ کیوں یاد آیا سر! وہاں بھی پولیس کا ہجوم ہے۔"

"ہوں' بات سمجھ میں آ گئی۔ چلو یہاں سے۔"

وہ تینوں باہر آکر کار میں بیٹھ گئے۔ کار آگے بڑھنے لگی۔ آفت جان اچانک کراہنے لگی۔ پارس کے بازو کو دونوں ہاتھوں سے جکڑ کر بولی "پلیز! مجھے فوراً کسی قریبی اسپتال میں لے چلو۔ بہت تکلیف ہو رہی ہے۔"

جاسوس ایک قریبی اسپتال کے احاطے میں کار لے آیا۔ آفت جان نے ہینڈ بیگ اٹھا کر کہا "ہم..... میں تمہارے لیے مسئلہ نہیں بنوں گی۔ ابھی ٹریٹمنٹ سے ٹھیک ہو جاؤں گی۔"

وہ پارس کے سہارے چلتی ہوئی ڈاکٹر کے چیمبر میں آگئی۔ تکلیف سے کراہتی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی۔ ڈاکٹر نے کہا "بیڈ پر آکر لیٹ جاؤ اور پلیز آپ لوگ باہر جائیں۔"

پارس جاسوس کے ساتھ ڈاکٹر کے چیمبر سے باہر آگیا پھر آہستگی سے بولا "کہیں یہ فراڈ تو نہیں کر رہی ہے؟"

جاسوس کا سر جھکا ہوا تھا۔ وہ دیوار سے ٹیک لگائے گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ پارس نے کہا "جیکی نے آفت جان کا انتخاب کیا تھا اور جیکی کبھی دھوکا نہیں کھاتا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے ہومر؟"

جاسوس ہومر نے چونک کر سر اٹھایا پھر پوچھا "سر! آپ نے کچھ کہا؟"

پارس نے پوچھا "تم کہاں کھو گئے ہو؟ کیا تمہیں خطرے کا احساس ہے؟"

"کیسا خطرہ سر؟"

"ڈاکٹر نے دروازے کو اندر سے بند کرلیا ہے۔ کیا وہ ہمارے خلاف بیان نہیں دے رہی ہوگی؟"

ہومر ہنسنے لگا۔ ہنستے ہنستے اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ وہ بولا "سر! بمبئی میں جیکی نے آپ کو اس کے بارے میں یعنی کہ آفت جان کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا؟"

"صرف اتنا بتایا تھا کہ آفت جان کام آنے والی عورت ہے اور بہترین نقال ہے۔"

"سر! وہ بہت بڑی اداکارہ بھی ہے۔ ہنستے ہنستے اپنی ذات کو دلچسپ بناتے ہوئے مر رہی ہے۔ وہ مر رہی ہے۔ اسے بلڈ کینسر ہے سر!"

"کیا؟" پارس نے شدید حیرانی اور بے یقینی سے ہومر کو دیکھا۔

ہومر نے کہا "ہر ماہ کی پندرہ تاریخ کو اس کے بدن کا تمام خون نکال کر اسے نیا خون دیا جاتا ہے اور وہ ہر بار نئے خون کے لیے تیس ہزار روپے دیتی ہے۔ ہم نے اسی لیے آج ایک رات کے معاوضے کے طور پر اسے تیس ہزار دیے ہیں۔"

پارس کی آنکھوں کے سامنے آفت جان کا مسکراتا ہوا چہرہ گھومنے لگا۔ اس کی باتیں یاد آنے لگیں۔ اس نے کہا تھا "مخبری کیا کرتا ہے میاں! زندگی صرف دو دن کی ہے۔ ان دو دنوں میں دشمنی کرلو یا دوستی۔ میں تو دوستی اور محبت کرتی رہتی ہوں۔"

پارس نے ایک ہاتھ سے سر کو پکڑ کر کہا "اوہ خدایا! یہ ہنستی کھیلتی زندگی کیسے اچانک مرنے کی دھمکی دینے لگتی ہے۔ اسے سلامتی دے خدایا! اس بیچارے کو جوانی کی ابتدا سے سب نے لوٹا ہے۔ اسے زندگی کی تھوڑی سی سچی خوشی دے دے آمین!"

تقریباً ایک گھنٹے تک چیمبر کا دروازہ کبھی کھلتا کبھی بند ہوتا رہا۔ نرسیں آتی رہیں، جاتی رہیں۔ پھر ڈاکٹر نے آکر کہا "شی از آل رائٹ۔ میں نے اس کے کاغذات پڑھے ہیں۔ ہر ماہ کی پندرہ تاریخ کو خون تبدیل کیا جاتا ہے۔ آج گیارہ تاریخ ہے آپ چار دن بعد اسے لے آئیں۔"

پارس نے اندر آکر دیکھا۔ وہ بیڈ پر آنکھیں بند کیے لیٹی ہوئی تھی۔ اتنی معصوم اور بے داغ لگ رہی تھی جیسے اب تک کوئی داغ نہ لگا ہو۔ اس نے سفر کے دوران پارس سے کہا تھا۔ "آبرو اس مسرور جذبے کا نام ہے، جو عورت اپنے محبوب کو دیتی ہے اور آج تک میں نے یہ آبرو کسی کو نہیں دی ہے۔"

وہ قریب آیا۔ اس کے چہرے پر جھک کر سرگوشی میں بولا "اے لڑکی! تمہیں پتا ہے، تم زندہ رہوگی۔"

اس نے دھیرے سے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ پارس کو اپنے چہرے کے اوپر اپنی سانسوں کے اتنے قریب دیکھ کر بڑی کمزوری سے مسکرائی۔ وہ بولا "تم نے پوچھا تھا، کیا تم قابلِ نفرت ہو؟ میرا جواب ہے، نہیں، تم محبت سے بھرپور ہو۔"

اس نے جھک کر اسے چوم لیا۔ مارے خوشی کے اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ وہ مسکراتے مسکراتے رونے لگی۔ روتے روتے مسکرانے لگی۔ پھر بولی۔ "کیوں میاں! مرنے والی ہوں، اس لیے پیار آرہا ہے۔"

وہ انکار میں سر ہلا کر بولا "تم نہیں مروگی۔ موت اور زندگی دینے والا اللہ ہے۔ میں نے دعا مانگی ہے۔ وہ تمہیں زندگی دے گا۔ میں تو صرف محبت کی دوا دے رہا ہوں۔"

"کیا میری آخری سانس تک دوا دیتے رہو گے؟"

"ہاں، میں چوبیس [illegible]ں کے اندر تمہیں پیرس پہنچا دوں گا۔ وہاں تمہارا، بلڈ ٹرانسفر ہوگا اور تمہیں وی آئی پی ٹریٹمنٹ ملے گا۔"

"محبت ہندوستان میں کر رہے ہو۔ دوا پیرس میں کرو گے۔ میرے پاس اب اتنا وقت کہاں ہے میاں!"

ڈاکٹر نے پارس سے کہا۔ "مسٹر! پلیز یہاں میرے پاس آکر بیٹھیں، میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"

پارس اس کے سامنے میز کے دوسری طرف آکر بیٹھ گیا پھر بولا۔ "ڈاکٹر! یہ مرض کس اسٹیج پر ہے؟"

ڈاکٹر نے کہا۔ "دعا کے اسٹیج پر ہے۔ کیا آپ چمتکار پر یعنی کہ معجزہ پر یقین رکھتے ہیں؟"

"ہاں، کبھی ایسا واقعہ رونما ہو جاتا ہے، جس کی توقع نہیں کی جاتی۔ کبھی ناممکن سی بات ممکن ہو جاتی ہے۔ اسی کو ہم معجزہ کہتے ہیں۔"

"میں میڈیکل سائنس سے تعلق رکھنے والا ڈاکٹر ہوں لیکن دیسی علاج کا بھی قائل ہوں۔ دو برس پہلے میرے بیٹے کو بھی بلڈ کینسر ہوا تھا۔ میں اس کا علاج کرتا تھا اور بلڈ ٹرانسفر کے لیے امریکا لے جاتا تھا۔ یہاں ایک جوگی ہے۔ وہ کینسر کے مریضوں کو زہریلے سانپوں سے ڈسوا کر ان کا علاج کرتا ہے۔"

پارس نے پوچھا "کیا علاج ہو جاتا ہے؟ کینسر ختم ہو جاتا ہے؟"

"پہلے میں اسے بکواس سمجھتا تھا۔ مگر ڈوبنے والے تنکے کا بھی سہارا ڈھونڈتے ہیں۔ میری بیوی اسے جوگی کے پاس لے گئی۔ جوگی نے کئی طرح کے منتر پڑھنے کے بعد ایک زہریلے سانپ کو ڈسنے کے لیے میرے بیٹے پر چھوڑ دیا۔ اس کے ڈسنے کے بعد میرا بیٹا بیہوش ہوگیا پھر ایک گھنٹے بعد ہوش میں آیا۔ میں کیا بتاؤں مسٹر! چمتکار ہوگیا۔ آج وہ زندہ سلامت ہے اور میڈیکل کا اسٹوڈنٹ ہے۔"

"آپ میڈیکل سائنس کے نقطۂ نظر سے اس معجزانہ علاج کو کیا کہیں گے؟"

"زہریلے سانپ سے ڈسوانے کی منطق یہ ہے کہ مریض کی رگوں میں جو خون دوڑتا ہے، وہ رفتہ رفتہ زہریلا ہوتا جاتا ہے۔ یعنی لہو میں ایسے زہریلے جراثیم پیدا ہوتے ہیں، جنہیں ختم کرنے کے لیے اب تک کوئی دوا ایجاد نہ ہو سکی۔ ان زہریلے جراثیم کو، ڈسنے والے سانپ کا زہر مارتا ہے۔ یوں بات سمجھ میں آتی ہے کہ لوہا لوہے کو کاٹتا ہے۔"

"کیا آپ مجھے اس جوگی کا ایڈریس دیں گے۔"

وہ ایک کاغذ پر پتا لکھتے ہوئے بولا "ایک بات بتا دوں کہ ہر مریض اچھا نہیں ہوتا۔ میری معلومات کے مطابق اب تک سات مریض اس جوگی کے پاس گئے۔ جن میں سے تین مر گئے۔ باقی چار آج بھی زندہ ہیں۔"

"کیا آپ نے تحقیق کی کہ وہ تین کیوں مر گئے؟"

"کچھ تو یہ سمجھ میں آیا کہ ایک ہی سانپ سے ایک ہی دن میں بار بار ڈسوایا جائے تو اس کے زہر میں پہلے والی شدت اور قدرتی مقدار نہیں رہتی۔ اس طرح دو مریضوں کا خاطر خواہ علاج نہ ہو سکا اور تیسرا مریض زہریلے سانپ کی دہشت سے مر گیا تھا۔"

پارس نے جوگی کا پتا لے کر ڈاکٹر کا شکریہ ادا کیا پھر آفت جان کے پاس آکر مسکرا کر بولا "تمہاری شخصیت اچانک بدل گئی ہے۔ آج سے کبھی خود کو بازاری نہ کہنا۔ تمہارا پیدائشی نام کیا ہے؟"

"میرا نام آفرین بدر ہے لیکن اچھا نام کوئی واشنگ پاؤڈر نہیں ہوتا کہ اس سے داغ دُھل جائے۔"

وہ بولا "مرد ہی داغ لگاتا ہے اور مرد ہی اسے دھو سکتا ہے۔"

وہ لیٹی ہوئی تھی، اٹھنا چاہتی تھی۔ پارس نے اسے دونوں بازوؤں میں اٹھا کر کہا "میں باہر کار تک تمہیں بازوؤں میں اٹھائے سینے سے لگائے لے جاؤں گا تو داغ دھلتے رہیں گے۔"

وہ اسے گلدستے کی طرح اٹھا کر کمرے سے باہر آیا اور اسپتال کے کوریڈور سے گزرنے لگا۔ قریب سے گزرنے والی نرسیں وارڈ بوائز، ڈاکٹرز اور مریض انہیں دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔ وہ خوشی سے کھل رہی تھی۔ اب تک جو بھی اس کے پاس آیا، وہ رات کی تاریکی میں چھپ کر بند کمرے میں اسے اپنانے آیا۔ اب پہلی بار ایک مرد اسے دنیا والوں کے سامنے اپنا کر لے جاتے ہوئے ثابت کر رہا تھا کہ وہ محبت کے قابل ہے اور ڈنکے کی چوٹ پر اسے عزت دی جارہی ہے۔

اس نے کار کی پچھلی سیٹ پر لاکر اسے بٹھا دیا۔ وہ بولی۔ "بس چند ہی لمحوں میں اتنی ساری مسرتیں مل گئی ہیں کہ اب لمبی زندگی نہیں چاہیے۔ میں ان چند لمحوں میں تمہارے ساتھ صدیاں گزار آئی ہوں۔"

پارس نے ہومر کو جوگی کا پتا بتایا، وہ کار اسی طرف لے گیا۔ وہاں جاکر معلوم ہوا کہ جوگی کسی مضافاتی بستی میں گیا ہے۔ آدھی رات کے بعد واپس آئے گا۔ پارس نے کہا "شی تارا کی کوٹھی کی طرف چلو۔ ہم آدھی رات کے بعد یہاں آئیں گے۔ آفرین کو زندہ رکھنے کے لیے ہم جوگی کا علاج بھی آزمائیں گے۔"

کار کوٹھی کی طرف جانے لگی۔ پارس نے کہا "ہومر! بابا صاحب کے ادارے سے آج رات رابطہ کرو۔ کل تک آفرین کو ضرور پیرس پہنچایا جائے گا۔"

وہ اس کا ہاتھ تھام کر بولی۔ "میں پیرس نہیں جاؤں گی۔ میری زندگی کے شاید ایک یا دو دن رہ گئے ہیں۔ مجھے یہ دو دن اپنے ساتھ گزار لینے دو۔"

"آفرین! خدا پر بھروسا رکھو۔ تم پیرس سے خون تبدیل کرانے اور تجربہ کار ڈاکٹروں کی نگرانی میں رہنے کے بعد صحت مند ہو کر آؤ گی۔"

"میری آخری خواہش سمجھ کر میری یہ بات مان لو۔ اپنے ساتھ دو دن رہنے دو۔ پھر پیرس چلی جاؤں گی۔"

"تم ہماری مصروفیات کو نہیں سمجھ رہی ہو۔ کشمیری مجاہدین کی جدوجہد کو کمزور اور ناکام بنانے کے لیے بھارت اور اسرائیل کا گٹھ جوڑ ہو چکا ہے۔ ہم یہود اور ہنود کی سازشوں کو ناکام بنانے میں مصروف ہیں۔ ایسے میں تمہاری بیماری اور موجودگی پرابلم بن جائے گی۔"

وہ بولی۔ "کشمیر؟ کیا تم کشمیری مسلمانوں کی حمایت میں جہاد کرنے یہاں آئے ہو؟ میں..... میں بھی کشمیری ہوں۔ جب چودہ برس کی تھی تو بھارتی فوجی ہمارے گھر میں گھس آئے تھے۔ انہیں پتا چلا تھا کہ ایک روز پہلے ہم نے دو مسلمانوں کو پناہ دی تھی۔ وہ انہیں تلاش کرتے ہوئے آئے اور انہیں پناہ دینے کے جرم میں میری امی اور ابا کو گولیوں سے چھلنی کر دیا۔"

پارس نے پوچھا۔ "تم کہاں کی رہنے والی ہو؟"

"میں اس اسلام آباد کی رہنے والی ہوں' جسے کشمیری ہندو اننت ناگ کہتے ہیں۔ ان بھارتی سورماؤں نے چودہ برس کی عمر میں میرے بدن کو نوچ ڈالا۔ جب میں بیہوش ہوگئی تو وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ ایک غنڈا مجھے وہاں سے اٹھا کر لے گیا۔ اس نے بمبئی کے ایک دلال سے ہزار روپے لے کر مجھے اس کے حوالے کردیا۔ اس دلال نے مجھے حیدر آباد کے کوٹھے میں پہنچا دیا۔"

اس نے ایک لمبی سانس کھینچی پھر آہستہ آہستہ سانس چھوڑتی ہوئی بولی۔ "میں نے پانچ برس ایسے جہنم میں گزارے ہیں کہ میرے اندر کینسر کے جہنم کو آخر دہکنا ہی تھا۔ کیا اتنے عذابوں کے بعد مجھے تمہارے ساتھ دو دن کی خوشیاں نہیں ملیں گی؟"

پارس نے اسے اپنے قریب کرلیا۔ اس کا سر اپنے سینے پر رکھ لیا پھر اسے تھپک کر کہا "اگر جوگی کا علاج کامیاب نہ ہوا تو تمہیں پیرس جانا ہی ہوگا تاکہ وہاں سے تم تازہ خون لے کر آؤ اور کشمیری مجاہدہ بن کر میرے ساتھ رہو۔ کشمیر میرا ہے' تمہارا ہے' ہم سب کا ہے۔ تم اپنے ساتھ ہونے والے مظالم کا بدلہ ضرور لوگی۔"

"میں بہت کمزور تھی۔ اکثر طیش میں آکر سوچتی تھی کہ انہوں نے مجھے کشمیر کی جنت سے نکال کر چکلے میں پہنچایا۔ میں انہیں جہنم میں پہنچا دوں گی۔ میں ایسا سوچ کر رہ جاتی تھی۔ مگر تمہارے چٹان جیسے سینے پر سر رکھ کر دور تک دیکھ رہی ہوں۔ ان ظالموں کے سر میرے قدموں میں نظر آرہے ہیں۔"

ان کی کار کوٹھی کے احاطے میں داخل ہوگئی۔ پارس کی ہدایت کے مطابق آفرین اب شی تارا کی آواز اور لہجے میں گفتگو کر رہی تھی۔ وہ کوٹھی کے اندر آگئے۔ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے ایک جوان نے ان کا استقبال کیا۔ پارس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "سر! میرا نام راجر میٹ ہے۔ میں آپ کے ساتھ ایک فوٹو گرافر کی حیثیت سے کشمیر جاؤں گا۔ آپ نئے پاسپورٹ اور نئے شناختی کاغذات کے مطابق لندن کے ایک مشہور روزنامے کے رپورٹر ہیں۔ آپ کا نام ڈان کارلو ہے۔"

وہ سب مختلف صوفوں پر بیٹھ گئے۔ پارس نے اپنے نئے پاسپورٹ اور دوسرے ضروری کاغذات کا مطالعہ کرنے لگا۔ راجر میٹ نے کہا "شام چھ بجے ایک پہاڑ جیسا آدمی کوٹھی کے سامنے آیا تھا۔ اس نے نئے چوکیدار سے پوچھا تھا کہ اس کوٹھی کے لوگ کہاں ہیں؟ چوکیدار نے ہماری ہدایت کے مطابق اس سے کہہ دیا کہ رات آٹھ بجے یہاں رہنے والی دیوی جی بمبئی سے آئیں گی۔"

پارس نے گھڑی دیکھی' نو بج رہے تھے۔ وہ لوگ اسپتال جانے کے باعث دیر سے کوٹھی میں آئے تھے۔ پاشا کے انتظار اور صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا تھا۔ فون کی گھنٹی بجنے لگی تو پارس نے آفرین کو ریسیور اٹھانے کا اشارہ کیا۔ وہ ریسیور اٹھا کر شی تارا کی آواز میں بولی۔ "کیا مصیبت ہے۔ ابھی سفر سے تھک کر آئی ہوں اور یہ فون آنے شروع ہوگئے۔ ہیلو' کون ہو تم؟"

دوسری طرف خاموشی رہی۔ وہ بولی۔ "ہیلو بولتے کیوں نہیں؟ اگر گونگے ہو تو ٹیلیفون ڈائل کیوں گھمایا تھا؟"

پھر بھی جواب نہ ملا۔ آفرین نے ریسیور رکھ دیا۔ پارس نے سب کو خاموش رہنے کا اشارہ کرکے آفرین سے کہا۔ "شی تارا! تمہیں فون پر اپنی اصلی آواز میں نہیں بولنا چاہئے تھا۔"

اس نے پوچھا۔ "کیوں نہیں بولنا چاہئے تھا؟"

"تم جانتی ہو کہ پاشا غیر معمولی سماعت و بصارت کا حامل ہے۔ وہ گہری تاریکی میں دیکھ لیتا ہے اور ہزاروں میل دور کی آوازیں سن لیتا ہے۔ وہ کمبخت تمہاری تاک میں ہوگا۔ تمہاری آواز سنتے ہی یہاں چلا آئے گا۔"

وہ بولی "میں پاشا کو بھول گئی تھی۔ اب اپنی اصل آواز میں نہیں بولوں گی۔"

پندرہ منٹ کے بعد ہی چوکیدار نے انٹر کام کے ذریعے کہا۔ "جناب! وہ پہاڑ جیسا آدمی آرہا ہے۔"

یہ معلوم ہوتے ہی ہومر اور راجر میٹ وہاں سے اٹھ کر ایک کمرے میں چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد ہی ڈرائنگ روم کا دروازہ ایک زوردار آواز کے ساتھ کھلا۔ یقیناً اسے لات مار کر کھولا گیا تھا۔ اگر وہ مقفل ہوتا تو پاشا کے ایک دھکے سے ٹوٹ کر چوکھٹ سے الگ ہو جاتا۔

آفرین نے حیرانی سے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا۔ دروازے پر ایک اونچا پہاڑ' انسان کی صورت میں کھڑا تھا۔ وہ اندر آیا اور آفرین کو دیکھ کر بولا "شی تارا! تم چہرہ بدل کر چھپ سکتی ہو۔ مگر میں تم سے زیادہ چالاک ہوں۔ ابھی میں نے فون کے ذریعے تمہاری آواز سنی تھی اور یہ تمہارا ساتھی تمہیں غلطی کا احساس دلا رہا تھا کہ تم فون پر اصل آواز میں بول کر پاشا کو یہاں اپنی موجودگی کا یقین دلا چکی ہو۔"

پارس نے صوفے سے اٹھ کر پوچھا۔ "اچھا تو تم پاشا ہو؟ تمہیں دیکھ کر بڑی خوشی ہو رہی ہے۔"

پاشا نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھا کر کہا "خوشی ہو رہی ہے تو آؤ مصافحہ کرو۔"

وہ ایک دم پیچھے ہٹ کر بولا "تم سے دور کی دوستی اچھی ہے۔ میرے پاس یہی دو ہاتھ ہیں' میں انہیں ضائع نہیں کرنا چاہتا۔"

"اتنے ہی سمجھ دار ہو تو خاموش رہو۔ مجھے اس عورت سے بولنے دو۔"

پھر وہ آفرین سے بولا۔ "تمہیں اپنی ٹیلی پیتھی پر بڑا ناز ہے مجھے پاکستان سے غلام بنا کر یہاں لے آئیں۔ اب میں آزاد ہوں۔ اب میں تمہارے فریب میں نہیں آؤں گا۔ بولو زندگی چاہتی ہو یا موت؟"

آفرین نے سوالیہ نظروں سے پارس کو دیکھا۔ پارس نے کہا "موٹے برادر! یہ زندگی چاہتی ہے۔"

وہ اسے گھور کر بولا "شٹ اپ! میں نے تمہیں بولنے سے منع کیا ہے۔ اب بولوگے تو سر توڑ دوں گا۔"

پھر وہ آفرین سے بولا۔ "زندہ رہنا چاہتی ہو تو ابھی پوجا کو میرے حوالے کردو۔ ورنہ..."

پارس نے پوچھا۔ "بس اتنی سی بات ہے۔ میں پوجا کو..."

وہ گرج کر بولا "ابے تو پھر بول رہا ہے۔ پہلے میں تیرا منہ توڑ کر خاموش کروں گا۔"

وہ پکڑنے آیا۔ پارس اچھل کر صوفے پر کھڑا ہوگیا۔ پھر بولا "ابے بلڈوزر! دوڑ تو سکتا نہیں ہے' پکڑے گا کیسے؟"

پاشا نے اس پر چھلانگ لگائی۔ وہ اچھل کر دور گیا۔ بلڈوزر صوفے پر آکر گرا تو صوفہ ٹوٹ پھوٹ کر فرش کے برابر ہوگیا۔ پارس نے کہا "ہرگز نہیں۔ جب صوفہ کا یہ حشر ہوا ہے تو پوجا کا کیا بنے گا۔ ہرگز نہیں' وہ تمہیں نہیں ملے گی۔"

وہ اٹھتا اور... گرجتے ہوئے بولا "میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ تمہارا خون پی جاؤں گا۔"

وہ بولا۔ "یہ جو حسینہ بیٹھی ہے۔ اسے بلڈ کینسر ہے اس کا خون پی جاؤ اللہ بھلا کرے گا۔"

وہ اس پر حملہ کرنے کے لیے لپکا۔ پھر ایک دم سے ٹھٹک گیا۔ ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ "یہ کیا ہو رہا ہے؟"

اس نے پلٹ کر دیکھا۔ مریم دونوں ہاتھ کمر پر رکھے پوچھ رہی تھی۔ "یہ تم کہاں آوارہ گردی کرتے رہتے ہو؟ میں تمہارے پیچھے استنبول سے جنوبی امریکا گئی۔ وہاں سے موت کے جزیرے میں تمہیں پکڑا۔ مگر پھر مجھے چکر دے کر غائب ہوگئے۔ تب سے نگر نگر گھوم رہی ہوں۔ تمہیں کہاں کہاں' تلاش نہیں کیا؟ کل پارس نے فون پر بتایا کہ تم دہلی میں ہو اور اس کوٹھی میں آنے والے ہو۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر صوفے پر بیٹھ گیا۔ پارس نے آفرین کے کان میں کہا "یہ ایسا شہ زور ہے کہ دیوار کو ٹکر مارے تو وہ ٹوٹ کر گر پڑے مگر بیوی کے سامنے بھیگی بلی بن گیا ہے۔"

پاشا نے دونوں ہاتھ جوڑ کر پوچھا۔ "مریم! میری زندگی کی پہلی اور آخری بھول! کیا میرا پیچھا کبھی نہیں چھوڑے گی۔"

مریم نے قریب آتے ہوئے کہا "میں نے چھوڑنے کے لیے نکاح نہیں پڑھوایا تھا۔ تمہیں شرم نہیں آتی' بیوی کو اس بڑھاپے میں بے یار و مددگار چھوڑ جاتے ہو؟"

"میں جب چھوڑ کر جاتا ہوں' تمہارے لیے بے انتہا دولت بنکوں میں رکھ دیتا ہوں۔"

"مجھے اس عمر میں دولت نہیں' شوہر کا ساتھ چاہئے۔ تم اتنے شہ زور ہو' میرا گلا دبا کر مار کیوں نہیں دیتے؟ ہمیشہ کے لیے مجھ سے پیچھا چھوٹ جائے گا۔ پھر آزادی اور بے فکری سے گناہگاروں کی طرح منہ کالا کرتے رہنا۔"

وہ سر جھکا کر بولا "تم میری زندگی کی پہلی عورت ہو۔ جب ہم بہت غریب تھے تو تم نے میرے ساتھ فاقے کیے' دکھ بیماریوں میں میرا ساتھ دیا' میرا دل تمہاری محبت اور وفاداری کی قسمیں کھاتا ہے۔ میں نے درجنوں حسیناؤں سے دوستی کی۔ جب انہیں چھوڑ کر گیا تو کوئی میرے پیچھے نہیں آئی۔ تم تیس برس سے میرا پیچھا کر رہی ہو۔ تھکتی نہیں ہو۔ تمہاری محبت آج بھی تازہ دم ہے۔ میں نے بے شمار جرائم کیے۔ بے شمار قتل کیے لیکن میں تمہیں پھول کی چھڑی سے بھی نہیں مار سکتا۔"

مریم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا "چلو اٹھو' میں نے میز پر کھانا لگا دیا ہے۔ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ کم آن ایوری باڈی۔"

بڑی سی میز پر مختلف کھانوں کی ڈشیں رکھی ہوئی تھیں۔ وہ سب اس کے اطراف آکر بیٹھ گئے۔ پارس نے مریم سے کہا "ممی! آپ بھی ہمارے ساتھ کھائیں۔"

"نہیں بیٹے! میں اپنے پاشا کو پا کر بہت خوش ہوں۔ تم سب کو کھلاؤں گی' بعد میں کھاؤں گی۔"

پاشا نے کہا "اچھا تو تم پارس ہو؟ یہ تم نے اور علی نے میری بیوی کو ماں بنا کر مجھے عذاب میں ڈال دیا ہے۔"

مریم نے پوچھا۔ "اچھا تو میں عذاب ہوں؟"

"بھئی' میں تمہیں نہیں کہہ رہا ہوں۔ اپنے مقدر کو کوس رہا ہوں۔"

"پاشا! آج میرے بیٹے کے سامنے فیصلہ کرو۔ میرے ساتھ رہوگے یا پھر مجھے دھوکا دے جاؤ گے؟"

وہ بولا۔ "تمہارے دونوں بیٹے پارس اور علی سمجھ دار ہیں۔ انہیں مشورہ دینا چاہئے کہ تم آرام سے ایک جگہ رہ کر اپنا بڑھاپا گزارو۔"

"میں ایک شرط پر ایک جگہ آرام سے رہوں گی اور کبھی تمہارا پیچھا نہیں کروں گی۔"

"ایسی بات ہے تو میں تمہاری ایک نہیں ہزاروں شرطیں ماننے کو تیار ہوں۔"

"تو پھر سنو! پارس یہاں چند اہم معاملات میں مصروف ہے اور ان معاملات میں اسے تمہاری ضرورت ہے۔ اگر تم اس کے کام آؤگے۔ اس کے راز کو راز رکھوگے اور کسی مرحلے پر اسے دھوکا نہیں دوگے تو میں کل یہاں سے چلی جاؤں گی۔"

پاشا نے کہا "میں تمہیں اتنی جلدی نہیں جانے دوں گا۔ تمہارے ساتھ دو چار دن گزاروں گا۔"

اس بات پر سب نے تالیاں بجائیں۔ پاشا نے کہا "مریم! میری محبت کو سمجھو۔ میں تمہیں مصیبت سمجھ کر تم سے پیچھا نہیں چھڑاتا ہوں بلکہ تمہارے بڑھاپے کو دیکھ کر تمہیں کسی ایک شہر میں

آرام سے رہنے کا مشورہ دیتا ہوں۔"
"میں جانتی ہوں' تم مجھے دل و جان سے چاہتے ہو۔ فی الحال میری شرط کے بارے میں بات کرو۔"
"میں تم سے وعدہ کرتا ہوں' موجودہ مہم میں پارس کا ساتھ دوں گا۔ اسے کسی مرحلے پر دھوکا دینے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ اچھی طرح جانتا ہوں' یہ کتنا بڑا شیطان ہے۔ میں لاکھ چھپنا چاہوں گا لیکن یہ مجھے اپنی حکمتِ عملی سے ڈھونڈ نکالے گا اور تمہارے سامنے پہنچادے گا۔"
سالن کی ڈش خالی ہوئی تو مریم اور سالن لانے کے لیے کچن میں گئی۔ پاشا نے کہا "دیکھو پارس! میں اپنا وعدہ نباہوں گا مگر شی تارا سے پہلے تنہائی میں باتیں کروں گا۔"
پارس نے کہا "یہ شی تارا نہیں ہے۔ اس کا نام آفرین بدر ہے۔"
"یہ شی تارا ہے' مجھے اُلو نہ بناؤ۔"
"میں کیا بناؤں گا' تم خود بن رہے ہو۔ میں نے تمہیں پھانسنے اور ممی کے سامنے حاضر کرنے کے لیے یہ چال چلی ہے۔"
آفرین نے اچانک مریم کی آواز اور لہجے میں کہا۔ "پارس کی بات کا یقین کرلو۔ میں زبردست نقّال ہوں۔ تم میرے منہ سے اپنی بیوی کی آواز سن رہے ہو۔ کیا شی تارا ایسی نقالی کرتی ہے؟"
"میں مان گیا۔ تم بہترین نقّال ہو۔ مگر شی تارا اور پوجا کہاں ہیں؟"
پارس نے کہا "پوجا پاکستان واپس چلی گئی ہے۔ شی تارا لاپتا ہے۔ کبھی وہ تم سے ملے گی بھی تو تمہیں کچھ حاصل نہ ہوگا۔ میرا مشورہ ہے' انہیں نظرانداز کردو۔"
کھانے کے بعد پاشا نے پارس کو ایک طرف لے جاکر کہا۔ "ایک بات صاف کہہ دیتا ہوں' تم نے مریم کو ماں تو بنالیا ہے مگر مجھ سے کوئی رشتہ نہیں رہے گا۔ میں تمہارے کام آؤں گا لیکن شی تارا کو اس کے فریب کی سزا ضرور دوں گا۔"
"جانتے ہو' وہ ابھی تک اس کوٹھی میں کیوں نہیں آئی ہے؟ اس لیے کہ تمہارے خلاف پوری تیاریوں کے ساتھ آئے گی۔ لہٰذا ہم سب کے لیے مصیبت بن جائے گی کیونکہ یہ اس کا ملک ہے۔ وہ بہت وسیع ذرائع کی مالک ہے۔"
"تو پھر تم یہاں کیوں ہو؟ کیا تمہیں اس سے خطرہ نہیں ہے؟"
"ابھی نہیں ہے۔ وہ کل رات سے پہلے یہاں نہیں آئے گی۔ ہم صبح چلے جائیں گے۔"
"تم یہاں کن معاملات میں مصروف ہو؟"
"ابھی تو میں فون پر تمہیں ایک آواز سناؤں گا پھر تم قوتِ سماعت سے سنو گے کہ وہ اپنی چاردیواری میں کتنے افراد سے مل رہا ہے اور ان سے کیا کہہ رہا ہے۔"
"ٹھیک ہے۔ اس کی آواز سناؤ۔"
"ابھی سنو گے لیکن تمہارے مطلب کی ایک اہم اور دلچسپ بات کہنا چاہتا ہوں۔"
"وہ اہم اور دلچسپ بات کیا ہے؟"
پارس نے ایک نیا شوشہ چھوڑا۔ "ایک نہایت حسین و جمیل دوشیزہ ہے۔ تم اس کے حسن و شباب کا اندزہ یوں لگا سکتے ہو کہ اسے پچھلے سال مقابلۂ حسن میں مس ایشیا ہونے کا اعزاز حاصل ہوا ہے۔"
پاشا کی آنکھوں میں لالچ اور شوقِ دید کی چمک پیدا ہوگئی تھی۔ اس کا منہ یوں کھل گیا تھا جیسے دوشیزہ کو چبانے کے لیے تیار ہو۔ پارس نے کہا۔ "منہ بند کرو۔ رال ٹپک جائے گی۔"
اس نے منہ بند کیا پھر کھول کر کہا "پارس بھائی! آگے بولو۔"
"کیا بولوں؟ وہ دو دنوں سے لاپتا ہے۔ اس کی ماں رو رو کر اندھی ہو رہی ہے' باپ پاگل ہونے والا ہے۔"
"وہ کیسے لاپتا ہوگئی ہے؟ میں اسے تلاش کروں گا۔ کیا وہ اغوا کی گئی ہے؟"
"ہاں' اغوا کی گئی ہے۔ تم نے دنیا کے نامی گرامی پہلوان سینڈو آئرن مین کا نام سنا ہوگا؟"
"نہیں سنا ہے۔ ہوگا کوئی پہلوان' تم حسینہ کی بات کرو۔"
"اسی کی بات کر رہا ہوں۔ پہلوان سینڈو آئرن مین اسے اٹھا کر لے گیا ہے۔"
"میں اس پہلوان کی ہڈیاں توڑ دوں گا۔ مجھے بتاؤ وہ ملکۂ حسن کو کہاں لے گیا ہے؟"
"اس نے ملکۂ حسن کے باپ کو فون پر کہا تھا کہ اس نے حسینہ کو ایک جگہ قید کر رکھا ہے۔ وہ شادی کے لیے راضی نہیں ہو رہی ہے۔ پہلوان سے کہہ رہی ہے کہ پہلے وہ اپنا وزن کم کرائے۔"
"پارس بھائی! میں دیکھنے میں پہاڑ ہوں مگر میرا وزن زیادہ نہیں ہے۔"
"ٹھیک ہے۔ حسینہ ملے گی تو کہہ دوں گا۔ لیکن پہلے وہاں تک پہنچنا ہوگا۔"
"کہاں تک؟ کوئی پتا ٹھکانا معلوم تو ہو؟"
"ہاں' پہلوان آئرن مین نے فون پر اس کے باپ سے کہا ہے کہ وہ وزن کم کرنے کے لیے صبح شام دوڑ لگا رہا ہے۔ کل شام تک وزن کم ہوجائے گا تو وہ ہنی مون منانے کے لیے حسینہ کو کشمیر لے جائے گا۔"
وہ اپنا سینہ ٹھونک کر بولا "میں بھی کشمیر جاؤں گا۔"
پارس نے کہا "خدا کا شکر ہے۔"
اس نے پوچھا۔ "تم کس لیے شکر ادا کر رہے ہو؟"
"اس لیے کہ گاڑی اب صحیح پٹڑی پر چلے گی۔ تم غیرت مند ہو' اس حسینہ کی آبرو لٹنے نہیں دو گے۔ اسے اپنے لیے بچالو گے۔"
"بے شک' میں اس مظلوم حسینہ کو ظالم سماج کے پنجے سے چھڑالاؤں گا۔ چلو ہم ابھی کشمیر کے لیے روانہ ہوں گے۔"
"کیا دماغ چل گیا۔ وہ سینڈو آئرن مین اسے پرسوں صبح وہاں لے جائے گا۔ ہم ابھی سے جاکر کسے پکڑیں گے۔ پھر تم نے میرا کام کرنے کا وعدہ ممی سے کیا ہے۔ پہلے یہ کام ہوگا پھر کل رات کی فلائٹ سے ہم وہاں جائیں گے۔"
"اچھی بات ہے۔ کل تک سینے پر صبر کی سِل رکھوں گا۔ اپنا کام بتاؤ۔"
پارس نے کہا۔ "راجر میٹ! یہاں آؤ اور موبائل کے ذریعے اسرائیلی سفیر سے رابطہ کرو۔"
راجر نے موبائل فون آپریٹ کیا۔ رابطہ ہونے پر اسے پارس کی طرف بڑھایا۔ اس نے فون لے کر کہا "ہیلو' میں سفیر صاحب سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"
دوسری طرف سے پوچھا گیا۔ "تم کون ہو؟"
"میں سفیر صاحب کا ذاتی مخبر ہوں۔ ایک اہم خبر دینا چاہتا ہوں۔"
ہولڈ کرنے کے لیے کہا گیا پھر ایک بھرّائی ہوئی آواز سنائی دی "ہیلو' میں انڈین انٹیلی جنس کا چیف بول رہا ہوں۔ سفیر صاحب کا کوئی ذاتی مخبر نہیں ہے۔ تم کون ہو؟"
"یہ نہ پوچھو' میں کون ہوں۔ میں ضروری نہیں ہوں۔ جو خبر سنانا چاہتا ہوں' وہ ضروری ہے۔"
اِنہی لمحات میں پارس نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا پھر سانس روک کر دوبارہ سانس لیتے ہوئے کہا۔ "اپنی ٹیلی پیتھی جاننے والی سے کہو' اس کی یہ ادا پسند آئی۔ اس سے کہو میرے راستے میں چاہے جیسی بھی دشواریاں پیدا کرے۔ میں اب سے ایک گھنٹے بعد یعنی ٹھیک بارہ بجے سفیر کی خواب گاہ میں آؤں گا۔ میرے ہاتھ میں بھرا ہوا ریوالور ہوگا۔ کیا خیال خوانی کی لہریں میرا راستہ روکیں گی؟"
اس نے فون بند کردیا۔ پاشا فون کے اسپیکر سے چیف کی باتیں سن چکا تھا۔ اب وہ ایک صوفے پر آرام سے بیٹھ کر چیف اور یہودی سفیر کی باتیں سن رہا تھا۔ اس وقت چیف کہہ رہا تھا۔ "وہ فون صرف دہشت زدہ کرنے کے لیے کیا گیا تھا۔ آپ کے بنگلے کے اطراف سخت پہرا ہے۔ آپ کے بیڈروم کے باہر مسلح گارڈز چوکس ہیں اور وہ پاگل کا بچہ دعویٰ کرتا ہے کہ ٹھیک بارہ بجے اس کمرے کے اندر آجائے گا۔"
تھوڑی دیر کے لیے خاموشی چھاگئی۔ پھر پاشا نے سنا۔ چیف کہہ رہا تھا۔ "مس! آپ کہتی ہیں وہ پاگل کا بچہ نہیں ہے۔ زبان کا پکا ہے۔ بیڈروم میں ضرور آئے گا لیکن کیسے آئے گا؟"
پھر خاموشی رہی۔ پھر چیف نے کہا "آپ نہیں جانتیں' وہ کیسے آئے گا لیکن دعویٰ ہے کہ وہ آئے گا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اس شخص کو اچھی طرح سے جانتی ہیں۔"
پاشا نے پارس کو بتایا کہ وہاں کیا باتیں ہو رہی ہیں اور چیف سے کوئی خیال خوانی کرنے والی بول رہی ہے۔ وہ ضرور شی تارا ہوگی۔
پارس نے کہا "ہاں' وہی ہے۔ اسے کسی وقت بھی شبہ ہوسکتا ہے کہ ہم سب اسی کی کوٹھی میں قیام کر رہے ہیں۔ ہم اچانک یہاں سے جانے پر مجبور ہوسکتے ہیں۔"
پاشا نے کہا "میں نے ایک بنگلا کرائے پر لے رکھا ہے۔ شی تارا کے سحر سے آزاد ہونے کے بعد وہیں رہتا ہوں۔ تم سب میرے ساتھ وہاں چلو۔"
ہومر اور راجر میٹ عکس منتقل کرنے والے آلات اور کیمرے ایک کمرے میں رکھ کر بارہ بجنے کا انتظار کر رہے تھے۔ پارس نے کہا "پہلے ہم سب کا سامان پاشا کے بنگلے میں منتقل کیا جائے۔ پاشا' ممی اور آفرین تینوں ابھی چلے جائیں۔ ہم ایک بجے تک آجائیں گے۔"
وہ تینوں تمام سامان لے کر چلے گئے۔ بابا صاحب کے ادارے کے جاسوس تقریباً ہر ملک میں ہیں۔ بھارت میں یہ جاسوس کٹر متعصب ہندوؤں اور یہودیوں پر نظر رکھتے ہیں۔ جب یہ خفیہ اطلاع ملی کہ دہلی میں ایک ایسا یہودی سفیر آرہا ہے' جو کشمیر اور پاکستان کے خلاف اہم اقدامات کرنے والا ہے تو اس کی آمد سے پہلے ایک جاسوس نے ٹی وی کی لہروں کو کیچ کرنے والا آلہ سفیر کے بیڈروم میں رکھ دیا تھا۔
پارس نے ریڈی میڈ میک اپ کے سامان کے ذریعے اپنا حلیہ بدل لیا۔ ٹھیک بارہ بجے کیمرے کے سامنے آگیا پھر لائٹس اور کیمرا آن ہوتے ہی سفیر کے بیڈروم میں پہنچ گیا۔ وہاں سفیر اور چیف دو آرام دہ کرسیوں پر آمنے سامنے بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ سفیر کے پیچھے ایک مسلح گارڈ کھڑا ہوا تھا۔ ان سے ذرا دور ایک عورت ٹیلی فون کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔
سب سے پہلے اسی عورت نے پارس کو دیکھ کر چیخ ماری۔ گارڈ نے فوراً گن سیدھی کرلی۔ سفیر اور چیف نے سر گھما کر اسے دیکھا۔ پھر دیکھتے ہی اچھل کر کھڑے ہوگئے۔ گارڈ نے للکار کر کہا۔ "خبردار! رک جاؤ۔ دونوں ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔"
پارس نے کہا "میرے ہاتھ اٹھ گئے تو تم سب کا حلیہ بگڑ جائے

گا۔"

چیف نے پریشان ہو کر پوچھا۔ "تم.... تم بند کمرے کے اندر کیسے آگئے؟"

سفیر نے کہا "میں.... میں سمجھ رہا ہوں۔ یہ حقیقت نہیں ہے ایک عکس ہے۔ تل ابیب میں ایسے ہی ایک عکس نے بینک میں ڈاکا ڈالا تھا۔ یہ ایک نئی سائنسی تکنیک ہے۔"

ٹیلی فون کے پاس بیٹھی ہوئی عورت نے کہا۔ "ہیلو مسٹر عکس! میں ایک خیال خوانی کرنے والی' اس عورت کی زبان سے بول رہی ہوں کیا تم سمجھ رہے ہو؟"

پارس نے کہا "خوب سمجھ رہا ہوں۔ میں صرف آدھے گھنٹے کے لیے آیا ہوں۔ یہودی سفیر سے پوچھ رہا ہوں کہ موت اس سے کتنی دور ہے؟ کیا حفاظتی تدابیر اور سیکڑوں مسلح سپاہی تمہیں بچا سکیں گے؟"

"نہیں' کوئی کسی کو موت سے نہیں بچا سکتا۔ اور..... اور تم بھی مجھے نہیں مار سکتے کیونکہ تم محض ایک سایہ ہو۔ ایک عکس ہو۔ میرے بیڈ روم میں عکسی لہروں کو کیچ کرنے والا آلہ چھپا کر رکھا گیا ہے۔"

پارس نے ہنستے ہوئے کہا "میرا کوئی آدمی یہاں کوئی چیز چھپا کر رکھ سکتا ہے تو ہلاکت خیز بم بھی یہاں رکھا جا سکتا ہے۔ مجھے یہاں آنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ میں بہت دور بیٹھے بیٹھے تمہاری موت کی خبر سن لیتا۔"

"تم ایک عکس ہو۔ ایک خیال ہو۔ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ پھر کیوں آئے ہو؟"

"پہلے موت کا خیال آتا ہے پھر موت آتی ہے۔ ابھی میں آیا ہوں۔ ٹھیک بارہ گھنٹے بعد تمہاری موت آئے گی۔ یقین نہ ہو تو اپنی ٹیلی پیتھی جاننے والی سے پوچھ لو۔ وہ بتائے گی کہ کس طرح موت خیال خوانی کے راستے دماغ میں گھسے گی اور تمہیں خود کشی پر مجبور کردے گی۔"

شی تارا نے اسے عورت کی زبان سے کہا۔ "میں سفیر صاحب کے دماغ کو تنویمی عمل کے ذریعے لاک کردوں گی۔"

"تمہارا کوئی سا بھی عمل ناکام رہے گا۔ میرے جاتے ہی تمام خیال خوانی کرنے والے باری باری آتے رہیں گے۔ وہ اپنی موجودگی ظاہر نہیں کریں گے۔ بڑی خاموشی سے تمہارے تنویمی عمل کو ناکام بنادیں گے۔"

"مجھے تھوڑی دیر کے لیے اپنے دماغ میں آنے دو۔ میں ضروری باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

"تم سے اب کوئی ضروری بات نہیں رہی۔ تم ایک سیکنڈ کے لیے بھی میرے پاس نہیں آسکو گی۔"

سفیر نے پوچھا۔ "تم مجھے کیوں ہلاک کرنا چاہتے ہو؟ مجھ سے کیا دشمنی ہے؟"

"تمہیں کشمیری مسلمانوں سے کیا دشمنی ہے؟ تمہارے اور تمہارے باپ امریکا کے پاس مسلمانوں کو کمزور بنانے کا ایک آزمودہ نسخہ ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ مسلمانوں کی جدوجہد آزادی کا بنیادی محاذ Base Camp کون سا ہے۔ فلسطین کو آزاد کرانے کے لیے مسلمانوں کا بنیادی محاذ عرب ممالک تھے۔ تم نے عرب کو عراق سے اور عراق کو ایران سے لڑا کر ان ممالک کو اپنے اپنے مسئلوں میں الجھا دیا۔ کشمیری مسلمانوں کی جنگِ آزادی کا بنیادی محاذ Base Camp پاکستان ہے۔ تم دہلی میں بیٹھ کر پاکستانی سیاستدانوں کو خریدنے اور اس ملک میں انتشار اور خلفشار پیدا کرنے آئے ہو۔ یہ جو ہر پندرہ یا بیس مہینوں کے بعد پاکستان میں حکومتیں بدل رہی ہیں' سیاسی و اقتصادی بحران پیدا ہو رہا ہے' وہاں کا خزانہ خالی ہو رہا ہے تو اس کے پیچھے تمہاری بھارت کی اور امریکا کی شیطانی چالیں ہیں۔"

یہودی سفیر نے کہا "مسٹر! ہم صرف ایسے مسلمانوں کو خریدتے ہیں' جو اپنا ضمیر بیچنے آتے ہیں۔ تمہیں اسلامی ممالک میں جا کر ان سیاسی راہنماؤں کا محاسبہ کرنا چاہئے' جو اقتدار کے لالچ میں اپنے ملک اور اپنی قوم کا سودا کرتے رہتے ہیں۔"

"سودا پاکستان کے اندر نہیں ہو رہا ہے۔ تم لوگوں نے ان کی ضمیر فروشی کے لیے دہلی' تل ابیب اور واشنگٹن میں دکانیں سجا رکھی ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ یہاں پاکستان کی ایک بڑی سیاسی شخصیت کا ایجنٹ آیا ہوا ہے۔ کل اس سے تمہاری میٹنگ ہے' جو نہیں ہوگی کیونکہ وہ پاکستان فروش ایجنٹ زندہ نہیں رہے گا اور بارہ گھنٹے کے اندر تم بھارت چھوڑ کر نہ گئے تو تمہارے بھی دماغ کے اندر ٹیلی پیتھی کا بم بلاسٹ ہوگا۔"

سفیر نے کہا "میں چلا جاؤں گا لیکن یہ تو سوچو کہ میری جگہ دوسرا سفیر آئے گا۔ ہمارے سفارتی تعلقات بہرحال رہیں گے۔ تم کتنوں کو یہاں سے بھگاتے رہو گے؟"

پارس نے کہا "تمہارے دُم دبا کر بھاگنے سے آئندہ تمہارے حکمران کسی سازشی سفیر کو نہیں بھیجیں گے۔ جو بھی یہاں آئے گا وہ مسلمانوں کے لیے متوازن رویّہ اختیار کرے گا۔ ایسا نہیں کرے گا تو اسے بھی یہاں سے بھاگنا پڑے گا۔"

پھر وہ ٹیلی فون کے پاس بیٹھی ہوئی عورت کو دیکھ کر بولا۔ "میں جانے سے پہلے تم سے بھی دو باتیں کرلوں۔ تم عشق و محبت کے معاملے میں میری وفادار ہو۔ میں نے تمہیں آج دہلی نہ آنے کا مشورہ دیا تھا' تم نے اس پر عمل کیا۔ اب میرا کام ہو گیا ہے۔ تم چلی آؤ۔ میں تمہاری دہلی والی کوٹھی میں انتظار کر رہا ہوں۔"

یہ کہتے ہی اس کا عکس غائب ہو گیا۔ انہوں نے کمرے میں اِدھر اُدھر دیکھا۔ سفیر نے کہا "وہ جا چکا ہے۔ پلیز آپ میری حکومت سے رابطہ کر کے یہاں کے حالات بتائیں اور صبح کی پہلی فلائٹ سے مجھے جانے دیں۔"

چیف نے ٹیلیفون کے پاس بیٹھی ہوئی عورت کے قریب آکر اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا "میں ٹیلی پیتھی جاننے والی سے مخاطب ہوں۔ تمہارا دعویٰ ہے کہ تم ہندو ہو' دیس بھگت ہو۔ کیا تمہارا یہ دعویٰ درست ہے؟"

شی تارا نے پوچھا۔ "کیا تمہیں میرے ہندو ہونے اور دیس بھگت ہونے پر شبہ ہے۔"

"کیا شبہ نہیں ہونا چاہئے؟ تم ہندو ہو تو اس شخص سے کیسے عشق کر رہی ہو' جو یہاں مسلمانوں کے لیے لڑنے آیا ہے؟ دشمن سے محبت بھی کرتی ہو اور دیس بھگتی کا دعویٰ بھی کرتی ہو۔"

وہ بولی۔ "محبت میرا ذاتی معاملہ ہے۔ میں دیس کے معاملے میں تم سے تعاون کرنے آئی ہوں۔"

"واہ' اس تعاون کا جواب نہیں ہے۔ یہاں اس کے خلاف ہمارے پاس آئی ہو اور وہاں اپنی کوٹھی میں اسے پناہ دی ہوئی ہے۔"

"میں سچ کہتی ہوں۔ مجھے ابھی معلوم ہوا ہے کہ وہ میری کوٹھی میں ہے۔"

"اگر تم سچی ہو اور ہمارے کام آنا چاہتی ہو تو فوراً اپنی کوٹھی کا پتا بتاؤ۔"

وہ تذبذب میں پڑ گئی۔ وہ چاہتی تھی کہ پارس اس کے دیس کی مخالفت میں ناکام رہے مگر اس کی گرفتاری منظور نہیں تھی۔ وہ بولی۔ "مجھے افسوس ہے۔ میں کسی پر ظاہر نہیں ہوتی اس لیے اپنا نام اور پتا کسی کو نہیں بتاتی ہوں۔"

"صاف لفظوں میں کہہ دو' اس دیس سے زیادہ اپنے یار کو چاہتی ہو۔ ہمیں بیوقوف بنا رہی ہو۔ عکسی لہروں کو کیچ کرنے کا آلہ تم نے ہی رکھ کر اپنے یار کو یہاں بلایا ہے۔"

وہ اس الزام سے مشتعل ہو گئی۔ اس نے اس کے دماغ کو ہلکا سا جھٹکا پہنچایا۔ وہ چیخیں مارتا ہوا الٹ کر فرش پر گرا اور تکلیف کی شدّت سے تڑپنے لگا۔

سفیر اس کے پاس آکر اس پر جھکا' کہ اسے سنبھالتے ہوئے پوچھا۔ "یہ تمہیں اچانک کیا ہو گیا ہے۔ ذرا ایک منٹ' میں ابھی گارڈز کو بلاتا ہوں۔"

شی تارا نے اس عورت کی زبان سے کہا "تم کسی کو نہیں بلاؤ گے۔ یہ ابھی ٹھیک ہو جائے گا اسے ذرا تڑپنے دو۔"

"یہ غیر انسانی سلوک ہے۔ اسے طبّی امداد پہنچانے دو۔"

"کیا تمہیں بھی دماغی عذاب میں مبتلا کروں۔"

وہ چیف کے پاس سے ہٹ کر کھڑا ہو گیا پھر بولا "تم سے امید تھی کہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے میری حفاظت کرو گی لیکن تم اپنے ہی دیس کے ذمّے دار افسر کو دماغی مریض بنا رہی ہو۔ میں تو پھر بھی غیر ہوں۔ کان پکڑتا ہوں۔ یہاں نہیں رہوں گا۔"

شی تارا نے دماغی طور پر حاضر ہو کر کہا "ماں جی! مجھے چائے پلاؤ۔ سر میں درد ہو رہا ہے۔"

"چائے تو پلا دوں گی۔ پر سر کا درد نہیں جائے گا۔ میں دیکھ رہی ہوں' تو پھر زیادہ سے زیادہ خیال خوانی کرنے لگی ہے۔"

"کیا کروں ماں جی! پارس نے میرے دیس کے ذمّے دار لوگوں کی نظروں میں مجھے مشکوک بنا دیا ہے۔"

"ایسی کیا بات ہو گئی۔ آج صبح تک تم دونوں لیلیٰ مجنوں تھے۔ پھر وہ تمہارے خلاف حرکتیں کیوں کر رہا ہے؟"

"وہ ہمارے دیس کے خلاف بہت کچھ کرنے آیا ہے۔ مجھ سے چاہتا ہے کہ میں اس کے راستے میں رکاوٹیں پیدا نہ کروں لیکن میں نے ایسا کیا۔ ابھی اس کا راستہ روکنا چاہا تو اس نے صرف دو باتیں کہہ کر انٹیلی جنس کے چیف اور یہودی سفیر کو یہ جتا دیا کہ میں ایک مسلمان سے عشق کرتی ہوں اور میں نے اسے اپنی کوٹھی میں پناہ دی ہوئی ہے۔"

"کیا وہ دہلی پہنچ گیا ہے؟"

"ہاں اور وہ ہماری کوٹھی میں ہے۔ پولیس اور انٹیلی جنس والے اسے ہوٹلوں میں تلاش کر رہے ہیں۔"

"اور تو اس کی باتوں میں آکر مدراس چلی آئی۔ اسے گرفتار کرادے۔ اس کے ہوش ٹھکانے آجائیں گے۔"

"کس دل سے گرفتار کراؤں؟ میں تو خود اس کی حراست میں ہوں۔"

"تو پھر عقل سے کام لے۔ اس کے راستے میں خود رکاوٹیں پیدا نہ کر۔"

"کیا اپنے دیس کے خلاف اس کی کارروائیوں کو خاموش تماشائی بن کر دیکھتی رہوں۔"

"بیٹی! تو اپنے معمول اور تابعدار ایوان راسکا کو بھول رہی ہے۔ تو اس سے کام لے۔ اس کے ذریعے پارس کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کر۔ اس سلسلے میں اپنا نام نہ آنے دے۔ اس طرح پارس سے دوستی بھی رہے گی اور اس کی راہ میں رکاوٹیں بھی پیدا کرتی رہے گی۔"

"واہ ماں جی! کیا سیاسی چال سمجھائی ہے۔ اندرا گاندھی کے بعد آپ کو یہاں کی پردھان منتری ہونا چاہئے تھا۔"

دائی ماں نے اسے گرم چائے لا کر دی۔ وہ چائے پینے کے دوران سوچتی رہی اور منصوبہ بناتی رہی پھر پیالی خالی کرنے کے بعد خیال خوانی کی پرواز کر کے ایوان راسکا کے پاس پہنچ گئی۔

پارس اپنی پوری ٹیم کے ساتھ پاشا کے بنگلے میں آگیا۔ اس نے ہومر سے کہا "آفرین کی طبیعت پھر کسی وقت بگڑ سکتی ہے' اسے جوگی کے پاس لے چلو۔"

وہ آفرین کے ساتھ کار کی پچھلی سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔ ہومر ڈرائیو کرنے لگا۔ آفرین نے پارس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "میں دیکھ رہی ہوں کہ تم کئی معاملات میں مصروف ہو۔ اتنی مصروفیات کے

باوجود تمہیں میری بیماری اور علاج کی فکر ہے۔ آج تک کسی نے میری فکر نہیں کی۔ یوں لگتا ہے' تمہاری توجہ سے میری تمام بیماریاں دور ہو گئی ہیں۔"

"آفرین! میں تمہارے پیچھے تمہارے ماں باپ کو دیکھ رہا ہوں' جنہیں کشمیر کی جنت میں گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا۔ تمہارے پیچھے سیکڑوں عزت دار خواتین کو دیکھ رہا ہوں' جن کی عصمتیں لوٹ لی گئیں۔ نہ جانے تمہاری جیسی کتنی دوشیزاؤں کو ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں کے چکلوں میں پہنچا دیا گیا ہے۔ ان ہندو بنیوں کی شامت آگئی ہے۔"

"وہ پاشا' جو موٹا' پہاڑ جیسا ہے' کہہ رہا تھا کہ وہ بھی کشمیر جائے گا۔"

پارس نے ہنستے ہوئے کہا۔ "ہاں بیچارہ ایک بیچاری ملکۂ حسن کی تلاش میں جائے گا اور میرے کام آتا رہے گا۔"

"ویسے اس کی نیت اچھی نہیں ہے۔ اپنی بیوی کی نظریں بچا بچا کر مجھے دیکھ رہا تھا۔ اگرچہ میں پارسا نہیں ہوں پھر بھی اب یہ نہیں چاہوں گی کہ تمہارے سوا کوئی مجھے ہاتھ لگائے۔"

"دیکھو آفرین! میں سختی سے سمجھاتا ہوں۔ آئندہ یہ ہرگز نہ کہنا کہ تم پارسا نہیں ہو۔ تم چودہ برس کی عمر میں اغوا کی گئی تھیں۔ تم نے پانچ برس ہندوستان میں گزارے۔ اب تم انیس برس کی ایک عزت دار دوشیزہ ہو۔"

اس نے خوش ہو کر اپنا سر اس کے شانے پر رکھ دیا پھر کہا "بس تم' صرف تم مجھے عزت دو۔ اس کے بعد میں دنیا کو نہیں جانتی۔ میں کچھ اور نہیں چاہتی۔"

ان کی کار جوگی کے مکان کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ وہ ایک چھوٹی سی بستی تھی۔ رات کے ڈھائی بجے وہاں سناٹا چھا جانا چاہئے تھا لیکن بستی والے جاگ رہے تھے۔ تمام گھروں میں روشنی تھی اور وہ تمام گھروں والے اپنی اپنی چھتوں پر چڑھ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ جوگی کی چھت پر بھی دو افراد چار عورتوں کے ساتھ نظر آئے۔ پارس نے کار سے نکل کر چھت کی طرف سر اٹھا کر پوچھا۔ "یہ بستی والے چھتوں پر کیوں چڑھے ہوئے ہیں؟ جوگی مہاراج کہاں ہیں؟"

چھت پر سے ایک شخص نے کہا "ہم مہاراج کے چیلے ہیں۔ مہاراج ناگ دیوتا کو پکڑنے گئے ہیں۔"

دوسرے نے کہا "بابو صاحب! گاڑی کے اندر چلے جائیں۔ دروازے کھڑکیاں بند کر لیں۔ نہیں تو ناگ دیوتا ڈس لیں گے۔"

اس نے پوچھا۔ "کیا تمہارے ناگ دیوتا بستی میں چہل قدمی کر رہے ہیں؟"

دوسری چھت سے ایک نے کہا "یہ مذاق نہیں ہے بابو! نہ جانے وہ پٹارے سے کیسے نکل گئے تھے اور کہاں گم ہو گئے ہیں۔ آپ بین کی آواز سن رہے ہیں نا؟ مہاراج اسے ڈھونڈ رہے ہیں۔"

دور کہیں سے بین کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ آفرین نے کار سے باہر آ کر اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ "اندر چلو' وہ ناگ تمہیں ڈس لے گا۔"

وہ مسکرا کر بولا "میرے لیے باہر چلی آئیں' یہ بھول گئیں کہ تمہیں بھی ڈس لے گا۔"

"اللہ کرے مجھے ہی ڈس لے۔ باتیں نہ بناؤ۔ اندر چلو۔"

"تم جا کر بیٹھو' میں اس ناگ کو پکڑ کر لاتا ہوں۔"

"کیا؟ کیا کہہ رہے ہو؟ جانتے ہو ناگ کتنا زہریلا ہوتا ہے؟ میں نہیں جانے دوں گی۔"

"جانے دو۔ وہ قابو میں نہیں آئے گا تو تمہارا علاج کیسے ہوگا؟"

"مجھے علاج نہیں کرانا ہے۔ واپس چلو۔ نہیں چلو گے تو میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔"

اس نے اسے اپنی طرف کھینچ کر کمر میں ہاتھ ڈالا پھر کہا "تمہیں سانپ ڈس لے تو کوئی بات نہیں۔ ہم اسی لیے تو آئے ہیں۔"

وہ اس کے ساتھ بین کی آواز کی سمت جانا چاہتا تھا۔ دو قدم چل کر رک گیا۔ دور سے جوگی آتا دکھائی دیا۔ وہ بین بجاتا ہوا الٹے قدموں چلتا ہوا اپنے مکان کی طرف آ رہا تھا اور ناگ بین کے سامنے لہراتا بل کھاتا زمین پر رینگتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ چھت پر بیٹھی ہوئی عورتیں' مرد' بچے اور بوڑھے ناگ کو دیکھ کر دونوں ہاتھ جوڑ رہے تھے اور سر جھکا رہے تھے۔ کیونکہ ان کے دھرم میں ناگ اور سانپ کو دیوتا مانا جاتا ہے اور ان کی پوجا کی جاتی ہے۔

وہ ناگ زمین پر رینگتے رینگتے رک گیا۔ اپنا پھن اٹھا کر یوں دیکھنے لگا جیسے فضا میں دوسرے سانپ کی بو سونگھ رہا ہو۔ جوگی جھوم جھوم کر بین بجا رہا تھا اور بین کو حرکتیں دے کر اسے اپنے ساتھ مکان کے اندر چلنے کا اشارہ کر رہا تھا مگر ناگ جہاں رک گیا تھا' وہاں سے آگے نہیں بڑھ رہا تھا۔

جوگی نے بین روک دی۔ سانپ کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "ہے شنکر بھگوان کے گلے کی مالا! ہے ناگ دیوتا! تیرے سیوک سے بھول ہو گئی ہو تو چھما کر دے۔ گھر چل' تجھے کٹورا بھر کے دودھ پلاؤں گا۔"

سانپ نے اپنا پھن گھما کر ادھر دیکھا' جدھر پارس کھڑا ہوا تھا۔ پھر وہ اپنا پھن زمین پر رکھ کر رینگنے لگا۔ پارس کی طرف جانے لگا۔ جوگی نے ہاتھ اٹھا کر کہا "بابو صاحب! سامنے سے ہٹ جاؤ۔ دور چلے جاؤ۔ آج ناگ دیوتا کرودھ (غصہ) میں ہیں۔"

اس دلچسپ ترین داستان کے بقیہ واقعات تیسویں حصے میں ملاحظہ فرمائیں
جو کہ ۱۵ ر ستمبر ۱۹۹۴ء کو شائع ہوگا۔